انوار المصابیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی رحمہ اللہ

ترجمہ و تشریح

شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ

تحقیق و تخریج ماخوذ از

هداية الرواة

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

۲۷۲۳۔ عَنْ یَعْلَی بْنِ أُمَیَّةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِحْتِکَارُ الطَّعَامِ فِی الْحَرَمِ إِلْحَادٌ فِیْهِ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۲۷۲۳۔حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرم شریف میں غلے کو روکے رکھنا الحاد اور بے دینی ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: بعض لوگ گراں فروشی کی غرض سے غلہ اور دیگر ضروریات کی چیزوں کو فروخت کرنے سے روک لیتے ہیں جس سے خلق خدا کو بہت تکلیف پہنچتی ہے اس رکاوٹ کو عربی میں احتکار کہتے ہیں جو گراں فروخت کرنے کے خیال سے غلہ اور دیگر ضروریات کی چیزوں کو روکتا ہے اور لوگوں کی تکلیف کا خیال نہیں کرتا ہے وہ شرعاً اور اخلاقاً سخت مجرم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الجالب مرزوق والمحتکر ملعون)) (ابن ماجه)

''دوسرے شہروں سے غلہ لانے والے اور فروخت کرنے والے کو روزی دی جاتی ہے اور روکنے والا خدا کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔''

باہر سے غلہ لا کر فروخت کرنے والے کو روزی دی جاتی ہے پس اس کو روزی ملے گی' اور اس کی روزی میں برکت ہوگی اس لیے کہ وہ خلق خدا کی پرورش کرتا ہے' اور اس کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے' اور غلہ روکنے والا ملعون ہے خدا کی مہربانیوں سے دور رہتا ہے اس لیے کہ وہ اپنا ہی فائدہ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے غلہ کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ ضرورت منداس سے فائدہ اٹھائیں' نہ اس کے لیے کہ سرمایہ دار اپنے نفع کے لیے روک لیں اور ضرورت مندوں کو مصیبت اور پریشانی میں ڈال دیں یہ احتکار سب جگہوں کے لیے ناجائز ہی ہے لیکن حرم محترم اور مکہ مکرمہ میں ہر صورت میں حرام ہی حرام ہے احتکار کی پوری تفصیل کتاب البیوع میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

مکۃ المکرّمہ کی فضیلت

۲۷۲۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ

۲۷۲۴۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

۲۷۲۳۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب المناسك باب تحریم مكة (۲۰۲۰)، عمارہ بن ثوبان مستور اور موسیٰ بن باذان مجہول راوی ہے۔

❀❀ ضعیف' ابوداؤد کتاب المناسك باب تحریم حرم مكة (۲۰۲۰) تاریخ کبیر للبخاری ٤/ ۲۵۵ فی ترجمة مسلم بن مان اس کی سند میں جعفر بن یحییٰ بن ثوبان اور عمارہ بن ثوبان دونوں مستور ہیں اور موسیٰ بن باذان مجہول ہے۔ اس کا ایک شاہد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے طبرانی اوسط (۱۵۰۸) ۲/ ۲۸۹'۲۹۰۰ میں موجود ہے علامہ ہیثمی فرماتے ہیں اس میں عبداللہ بن مؤمل ہے جسے ابن حبان وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے اور محدثین کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے مجمع ٤/ ۱۰٤ مجمع البحرین ۲/ ۲۳۳ الترغیب والترهیب ۲/ ۵۸۵ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "عبدالله بن مؤمل بن عبة المخرومی المکی ضعیف الحدیث" (تقریب: ۱۹۱) اسے امام یحییٰ بن معین اور امام احمد اور ابوداؤد کے منکر الحدیث اور امام نسائی وامام دارقطنی نے امام عدی فرماتے ہیں کہ اسکی روایت کا ضعیف واضح ہے امام ابوحاتم نے لیس بالقوی کہا۔ ضعیف قرار دیا ہے (میزان الاعتدال ۲/ ۵۱۰) المغنی فی الضعفاء ۱/ ۵۷۳ لسان المیزان ۷/ ۲۷۱ دیوان الضعفا (۳٤۲٤) الجرح والتعدیل ۵/ ۸۲۱ الکامل (٤/ ۱٤۵٤) کتاب المجروحین ۲/ ۲۷ الکاشف (۳۰۰۹)(مبشر احمد ربانی)

۲۷۲۴۔ اسناده صحیح، سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی فضل مكة (۳۹۲٦)

❀❀ صحیح' ترمذی کتاب المناقب باب فضل مكة (۳۹۲٦) ابن حبان (۱۰۲٦موارد) مستدرك حاكم ۱/ ٤۸٦) مسند ابی یعلی (۲٦٦۲) اسے امام حاکم' امام ذھبی' امام ترمذی اور علامہ البانی وغیرھم نے صحیح قرار دیا ہے۔ مسند احمد ۱/ ۲٤۲ مجمع الزوائد ۳/ ۲۸٦ اس حدیث کے کئی ایک صحیح شواہد بھی موجود ہیں ا۔حدیث عبداللہ بن عدی بن حمراء ترمذی ۳۹۲۵) ابن حبان (۳۷۱٦) دیکھیں مشکوۃ (۲۷۲۵) ۲۔حدیث ابی هریرة مسند براز (۱۱۵۷'۱۱۵٦ کشف الاستام

نوٹ: ترمذی شریف میں "غریب اسنادا" کی بجائے غریب من هذا الوجه" کے الفاظ ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

اللّٰهِ ﷺ لِمَكَّةَ: ((مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَ أَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَ لَوْ لاَ أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا

کہ آپ ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ کی طرف تشریف لا رہے تھے تو مکہ مکرمہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے مکہ تو کیا ہی اچھا شہر ہے اور سب شہروں سے مجھے سب سے محبوب اور پیارا ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو تیرے سوا کہیں نہیں سکونت اختیار کرتا۔ (ترمذی)

٢٧٢٥۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ إِنَّكَ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ عزوجل وَلَوْ لاَ أَنِّيْ أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَاخَرَجْتُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

٢٧٢٥۔ حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حزورہ مقام پر کھڑے ہوئے دیکھا کہ آپؐ یہ فرما رہے تھے کہ اے مکہ تو اللہ کی زمین میں سب زمینوں سے بہتر ہے اور سب زمینوں سے خدا کے نزدیک محبوب تر ہے اگر تجھ سے مجھے نہ نکالا جاتا تو میں نہ نکلتا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

توضیح: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ کی بڑی فضیلت ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٢٧٢٦۔ عَنْ أَبِي شُرَيْحِ الْعَدَوِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلَى مَكَّةَ: ائْذَنْ لِيْ أَيُّهَا الأَمِيْرُ! أُحَدِّثْكَ قَوْلاً قَامَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَ وَعَاهُ قَلْبِيْ، وَ أَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهِ: حَمِدَ اللّٰهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، فَلاَ يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا، وَ لاَ يَعْضُدُ بِهَا شَجَرَةً، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا

٢٧٢٦۔ حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے کہا جب کہ وہ مکہ مکرمہ کی طرف جنگ کرنے کیلیے لشکر بھیج رہا تھا کہ اے امیر مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ سے وہ بات بیان کروں جس کو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد دوسرے دن کھڑے ہو کر خطبے میں یہ بیان کیا تھا جس کو میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے آپ کو دیکھا جب کہ آپ کلام کر رہے تھے آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلے حمد و ثنا بیان کی اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مکے کو حرام بنایا ہے اور کسی نے اسکو حرم نہیں ٹھہرایا ہے کسی مومن کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ یہاں وہ خون ریزی کرے اور نہ یہ جائز ہے کہ یہاں کسی درخت کو کاٹے اگر کوئی یہ کہے کہ

٢٧٢٥۔ صحيح، سنن الترمذى كتاب المناقب باب فى فضل مكة (٣٩٢٥)، ابن ماجه كتاب المناسك باب فضل مكة (٣١٠٨)

❀❀ صحیح، ترمذى كتاب المناقب باب فى فضل مكه (٣٩٢٥) ابن ماجه كتاب المناسك باب فضل مكه (٣١٠٨) مسند احمد ٤/ ٣٠٥ دارمى كتاب باب اخراج النبى ﷺ من مكة (٢٥١٣) ابن حبان (١٠٢٥ موارد) لسنن الكبرى للنسائى (٤٢٥٣، ٤٢٥٤) المحلى لابن حزم ٧/ ٢٨٩ مسند بزار (١١٥٦، ١١٥٧ كشف الاستار) علل الحديث لابن الى حاتم ١/ ٢٨٠ (٨٣٠) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٢٦۔ صحيح بخارى كتاب المغازى باب ٥١ (٤٢٩٥)، مسلم كتاب الحج باب تحريم مكة (١٣٥٤[])

❀❀ ٢٧٢٦۔ بخارى كتاب المغازى باب (٥٢) رقم (٤٢٩٥) وكتاب العلم باب ليبلغ العلم الشاهد الغائب (١٠٤) مسلم كتاب الحج باب تحريم مكة (٤٤٦۔١٣٥٤) مسند احمد ٦/ ٣٨٥ (مبشر احمد ربانی)

فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ اللهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ، وَ لَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَ إِنَّمَا أَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَ قَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالأَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) فَقِيْلَ لأَبِيْ شُرَيْحٍ: مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو؟ قَالَ: قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ! إِنَّ الْحَرَمَ لاَ يُعِيْذُ عَاصِيًا وَ لاَ فَارًّا بِدَمٍ، وَ لاَ فَارًّا بِخُرْبَةٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَ فِي الْبُخَارِيِّ: الْخُرْبَةُ: الْجِنَايَةُ

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن یہاں پر جنگ کی ہے تو تم اس سے یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس بات کی اجازت دے دی تھی اور تم کو اس کی اجازت نہیں ہے' اور مجھے بھی صرف ایک ساعت کیلیے اجازت دی تھی' اور اسکی عظمت اور حرمت بدستور سابق باقی ہے یعنی آج بھی اس کی وہی حرمت ہے جو کل تھی جو لوگ یہاں پر حاضر ہیں وہ غیر حاضر کو میرا پیغام پہنچا دیں۔ ابوشریح سے کہا گیا کہ اس کے جواب میں عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ نے آپ سے کیا کہا تو انہوں نے کہا کہ اس نے یہ کہا کہ اے شریح میں تم سے یہ زیادہ جانتا ہوں' اور یہ بھی کہا حرم نہیں پناہ دیتا کسی گنہگار کو اور نہ خون کر کے بھاگنے والے کو' اور نہ اس کو جو کوئی ظلم کر کے بھاگا ہوا ہو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: عمرو بن سعید عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے حاکم تھے تو عبدالملک نے عمرو بن سعید کو حکم دیا کہ تم عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ پر فوج کشی کرو تو عبدالملک کے حکم کے مطابق مکہ پر فوج کشی کرنے کے لیے آمادگی ظاہر کی تو حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید کو مکے پر فوج کشی کرنے سے روکا اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائی اس کے جواب میں عمرو بن سعید نے یہ کہا کہ میں تم سے زیادہ جانتا ہوں کہ مکہ نہ کسی گنہگار کو پناہ دیتا ہے' اور نہ کسی خوں ریزی کر کے بھاگنے والے کو امن دیتا ہے' اور نہ کسی جرم خیانت کر کے بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عبدالملک خلیفہ کا باغی ہے اس لیے واجب القتل ہے علماء نے کہا ہے ((كَلِمَةُ حَقٍّ أَرَادَبِهَا الْبَاطِلَ .)) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نہ عاصی اور باغی تھے اور نہ کسی کے قاتل تھے اور نہ کسی کی حق تلفی کرنے والے تھے عمرو بن سعید نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے ایک بہانہ تلاشا جو خطاء اجتہادی ہے۔

٢٧٢٧۔ وَعَنْ عَيَّاشِ بْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَ تَزَالُ هَذِهِ الأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا عَظَّمُوا هَذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيْمِهَا، فَإِذَا ضَيَّعُوا ذَلِكَ هَلَكُوا))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه

٢٧٢٧۔ حضرت عیاش بن ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ امت ہمیشہ بھلائی میں رہے گی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی حرمت والی چیز کی عزت اور تعظیم کرے گی' اور جب اس کی بے حرمتی کرے گی تو ہلاک ہو جائے گی۔ (ابن ماجہ)

یعنی جب تک لوگ بیت اللہ شریف کی عزت اور تعظیم کرتے رہیں گے تو ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے اور جب اس کی توہین کریں گے تو برباد ہو جائیں گے۔

٢٧٢٧۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب المناسك باب فضل مكة (٣١١٠) یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔

❀❀ ضعیف' ابن ماجه كتاب المناسك باب فضل مكة (٣١١٠) مسند احمد ٤/ ٣٤٧ اس کی سند میں یزید بن ابی زیادہ ضعیف راوی ہے دیکھیں (٢٦٩٠) علامہ احمد حسن محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں' اسکی سند میں یزید بن ابی زیادہ الکوفی ضعیف اور لیء الحفظ راوی ہے جو کہ قابل حجت نہیں اور اس کا استاذ عبدالرحمان بن سابط کثیر الارسال ہے اور اس نے تحدیث کی صراحت نہیں کی (تنقيح الرواة ٢/ ١٤٦۔ ١٤٧) (مبشر احمد ربانی)

(۱۵) بَابُ حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ حَرَّسَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى

مدینہ منورہ کے حرم ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ اس کو ہر بلا سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

ہجرت سے پہلے یہ شہر یثرب کے نام سے مشہور تھا اسلام میں مدینہ اور طیبہ کے نام سے مشہور ہوا یہ شہر مکہ مکرمہ سے شمالی جانب دوسوساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور ملک عرب میں صوبہ حجاز میں آبادی کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے۔ یہ بھی نہایت مقدس و بابرکت شہر ہے اسی شہر میں ہمارے نبی ﷺ کا مدفن ہے مکہ مکرمہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت کر کے یہاں آباد ہو گئے تھے اس لیے اسے دارالہجرت بھی کہا جاتا ہے انصاری یہیں کے رہنے والے ہیں دنیا میں اسلام کی اشاعت اسی شہر سے ہوئی ہے مکہ مکرمہ کی طرح اس شہر کے بعض حصے حرم ہیں۔

مدینہ منورہ کے حرم ہونے کے بارے میں اختلاف ہے لیکن مندرجہ ذیل حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی حرم ہے۔

۲۷۲۸۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا كَتَبْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا الْقُرْآنَ وَ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَ لَا عَدْلٌ، ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَ لَا عَدْلٌ وَ مَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَ لَا

۲۷۲۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے کوئی چیز نہیں لکھی ہے سوائے قرآن مجید کے اور جو اس صحیفے میں ہے (اور صحیفے میں یہ مضمون ہے ہے) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ حرم ہے مقام عیر سے ثور تک (یہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں' جو مدینہ منورہ کے اطراف میں ہیں) پس جو شخص مدینہ میں کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اور تمام فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اسکے طرف سے کوئی فرض اور نفلی عبادت نہیں قبول کی جائے گی مسلمانوں کا عہد ایک ہے یعنی مسلمانوں میں سے کوئی معمولی آدمی بھی کسی سے قول و قرار اور عہد کرے تو اسکا پورا نام تمام مسلمانوں کے ذمے ضروری ہے جو مسلمان کی عہد شکنی کرتا ہے' اور قول و قرار کو توڑ دیتا ہے تو اس توڑنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور تمام فرشتوں کی اور تمام مسلمانوں کی لعنت ہے اس کی فرضی اور نفلی کوئی عبادت قبول نہیں

۲۷۲۸۔ صحیح بخاری کتاب فضائل المدینة باب حرم المدینة (۱۸۷۰)، مسلم کتاب الحج باب فضل المدینة (۱۳۷۰[۳۳۲۷])

❀❀ بخاری کتاب فضائل المدینة باب حرم مدینة (۱۸۷۰) وکتاب الجزیة والموادعة باب اثم من عاهد ثم غدر (۳۱۷۹) وکتاب الفرائض باب یاثم ان متبرا من موالیه (۶۷۵۵) وکتاب الاعتصام بالکتاب والسنة باب ما یکره من التعمق والتنازع (۷۳۰۰) مسلم کتاب الحج باب فضل مدینة (۴۶۸، ۴۶۷۔۱۳۷۰) شرح السنة ۷/ ۳۰۷۔ ۳۱۱ (مبشر احمد ربانی)

عَدْلٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا: ((مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ؛ فَعَلَيْهِ لَعنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَ لَا عَدْلٌ))

کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم) اور آگے کی روایت میں یوں ہے کہ جو شخص اپنے باپ کے علاوہ غیر باپ کی جانب سے دعویٰ کرے کہ میرا باپ فلاں ہے حالانکہ وہ اس کا اصلی باپ نہیں ہے یا کوئی غلام اپنے غیر مالک کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرے یعنی اپنی آزادی کو غیر مالک اور غیر آقا کی طرف منسوب کرے تو اس پر بھی اللہ کی اور تمام فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس کی کوئی فرضی اور نفلی عبادت قبول نہیں کی جائے گی۔

مدینہ منورہ کی فضیلت

۲۷۲۹۔ وَعَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ: أَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا، أَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا)) وَ قَالَ: ((الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، لَا يَدَعُهَا أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبْدَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ، وَ لَا يَثْبُتُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا وَجَهْدِهَا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا أَوْشَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۷۲۹۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حرم میں ٹھہراتا ہوں مدینہ منورہ کے دونوں پہاڑوں کے کنارے کو کہ مدینہ کے ان اطراف کا کوئی درخت خاردار نہ کاٹا جائے اور نہ وہاں کا شکار مارا جائے' اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ مدینہ سب لوگوں کے لیے بہتر ہے جو وہاں کے رہنے والے ہیں اگر وہ اس کی بھلائی کو جان لیں تو نہ ان کو چھوڑیں اور نہ وہاں سے منتقل ہو کر دوسری جگہ جائیں' اور جو شخص مدینہ کو بے رغبتی سے چھوڑ کر کہیں چلا جائے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو وہاں بھیج دے گا جو اس سے بہتر ہوگا۔ اور جو مدینہ منورہ کے بھوک پیاس اور محنت و مشقت کو برداشت کر کے مدینہ ہی میں ٹھہرا رہے اور کہیں نہ جائے تو میں اس کے لیے قیامت کے دن سفارش کرنے والا اور گواہی دینے والا ہوں گا۔ (مسلم)

۲۷۳۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۷۳۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مدینے کی سختی اور بھوک پیاس کی تکلیف کو برداشت کر کے مدینہ ہی میں ٹھہرا رہے تو میں قیامت کے دن اس کی سفارش کروں گا۔ (مسلم)

۲۷۳۱۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا

۲۷۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ

۲۷۲۹۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب فضل المدينة (۱۳۶۳[۳۳۱۸])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب فضل المدينة (۴۵۹۔ ۱۳۶۳) مسند احمد ۱/ ۱۸۱' ۱۸۵ بيهقى ۵/ ۱۹۷ (مبشر احمد ربانی)

۲۷۳۰۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب الترغيب فى سكنى المدينة (۱۳۲۸[۳۳۴۷])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب الترغيب فى سكنى المدينة (۴۸۴۔۱۳۷۸) مسند احمد ۲/ ۲۸۸ تاريخ كبير للبخارى ۲/ ۲۸۴۔ ۲۸۵ (مبشر احمد ربانی)

۲۷۳۱۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب فضل المدينة (۱۳۷۳[۳۳۳۴])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب فضل المدينة (۴۷۳۔۱۳۷۳) المؤطا للمالك كتاب الجامع باب الدعا للمدينة واهلها ص:۶۷۵ ترمذى كتاب الدعوات (مبشر احمد ربانی)

أَوَّلَ الثَّمَرَةِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا أَخَذَهُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَ خَلِيْلُكَ وَ نَبِيُّكَ، وَ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَ نَبِيُّكَ، وَ إِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَ أَنَا أَدْعُوكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَ مِثْلَهُ مَعَهُ)) ثُمَّ قَالَ: يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَهُ، فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ

عادت تھی کہ شروع شروع میں جب کوئی نیا پھل دیکھتے تو اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آتے آپ اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر یہ دعا دیتے کہ خدایا ہمارے پھلوں میں' اور ہمارے شہر میں' اور ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما یعنی جو چیز صاع اور مد سے ناپی جاتی ہے اس میں برکت عطا فرما اے اللہ حضرت ابراہیم تیرے بندے تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے لیے دعا کی تھی اور میں تجھ سے مدینے کے لیے اس کے اعتبار سے دو چند دعا کرتا ہوں۔ پھر آپ کسی چھوٹے بچے کو بلا کر اس نئے پھل کو دے دیتے۔ (مسلم)

٢٧٣٢- وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَامًا، وَ إِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ مَأْزِمَيْهَا أَنْ لَا يُهْرَاقَ فِيْهَا دَمٌ، وَلَا يُحْمَلَ فِيْهَا سَلَاحٌ لِقِتَالٍ وَ لَا تُخْبَطَ فِيْهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلَفٍ))- رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۷۳۲۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کی حرمت کو ظاہر فرمایا اور اس کو حرم ٹھہرایا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں طرفوں کے حصے کو حرم ٹھہراتا ہوں کہ یہاں پر کسی کا خون نہ گرایا جائے اور نہ کسی کو قتل کرنے کے لیے ہتھیار اٹھایا جائے اور نہ یہاں کوئی درخت کاٹا جائے مگر جانوروں کے چارے کے واسطے۔ (مسلم)

٢٧٣٣- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ سَعْدًا رَكِبَ إِلَى قَصْرِهِ بِالْعَقِيْقِ، فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا، أَوْ يَخْبُطُهُ، فَسَلَبَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَاءَهُ أَهْلُ الْعَبْدِ فَكَلَّمُوهُ أَنْ يَرُدَّ عَلَى غُلَامِهِمْ أَوْ عَلَيْهِمْ مَاأَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۷۳۳۔ حضرت عامر بن سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سعد سوار ہو کر اپنے محل عقیق مقام میں گئے یعنی عقیق مقام میں ان کا محل تھا تو سوار ہو کر کے وہاں جانے لگے تو ایک غلام کو پایا کہ وہ درخت کاٹ رہا ہے یا۔ پتے جھاڑ رہا ہے تو اس کے سب سامان کو چھین لیا جب وہ واپس آئے تو غلام کے گھرانے والے سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے یہ کلام کیا کہ غلام سے جو کچھ تم نے چھین لیا ہے واپس کر دو تو سعد نے کہا معاذ اللہ میں اللہ کی اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ جو چیز رسول اللہ ﷺ نے مجھے دلائی ہے اس کو واپس کر دوں سعد رضی اللہ عنہ نے چھنی ہوئی چیزوں کے دینے سے انکار کر دیا۔ (مسلم)

توضیح: اس سعد سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مراد ہیں اور یہ مشہور صحابہ ہیں اور یہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں' ان کا مکان

٢٧٣٢- صحيح مسلم كتاب الحج باب الترغيب فى سكنى المدينة (١٣٧٤[٣٣٣٦])
❀❀ مسلم كتاب الحج باب الترغيب فى سكنى المدينة (٤٧٥-١٣٧٤) بيهقى ٥/ ٢٠١) (مبشر احمد ربانی)
٢٧٣٣- صحيح مسلم كتاب الحج باب فضل المدينة (١٣٦٤[٣٣٢٠])
❀❀ مسلم كتاب الحج باب فضل المدينة (٤٦١-١٣٤٦) مسند احمد ١/ ١٦٨، ١٧٠ بيهقى ٥/ ١٩٩ مستدرك حاكم ١/ ٤٨٦ (مبشر احمد ربانی)

وادی عقیق میں تھا۔ راستے میں ایک غلام کو دیکھا کہ مدینہ کا درخت کاٹ رہا ہے یا پتیوں کو جھاڑ رہا ہے جو درخت حرم مدینہ میں تھا' اور جو حرم مدینہ کا درخت کاٹے اس کے لیے یہ حکم ہے کہ اس کے کپڑے اور دیگر سامان کو چھین لیا جائے جیسا کہ جہاد میں اگر کسی کافر کو کوئی مار ڈالے تو اس کا سامان غازی' اور مجاہد کو دلا دیا جاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے حرم مدینہ کے درختوں کے کاٹنے والے کے لیے یہ حکم دے رکھا ہے کہ جھڑکی کے طور پر اس کے سامان کو چھین لیا جائے اس لیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے سامان کو دینے سے انکار کر دیا۔

مدینہ کے لیے آپ ﷺ کی دعا

٢٧٣٤۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَ بِلَالٌ، فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَصَحِّحْهَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا، وَمُدِّهَا، وَ انْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٧٣٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شروع شروع مدینہ منورہ میں جب تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بخار آ گیا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ کو یہ بتایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار آ گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا دی کہ ''اے اللہ تو مدینے کی محبت کو ہمارے دل میں اس طرح ڈال دے کہ جیسے ہم کو مکے کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور مدینے کی آب و ہوا کو اچھی کر دے تاکہ یہاں کے رہنے والوں کو کوئی بیماری نہ ہو اور مدینے کے صاع اور مد میں برکت عطاء فرما'' یعنی جو چیز صاع اور مد میں ناپی جاتی ہے اس میں برکت دے اور یہاں کے بخار کو یہاں سے نکال دے اور جحفہ مقام میں بھیج دے۔ (جہاں تیرے دشمن رہتے ہیں) (بخاری و مسلم)

مدینہ میں وباء نہیں

٢٧٣٥۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فِيْ رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَدِيْنَةِ: ((رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ، ثَائِرَةَ الرَّأْسِ، خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ مَهْيَعَةَ، فَتَأَوَّلْتُهَا: أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ إِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيِ

٢٧٣٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رسول اللہ ﷺ کے خواب دیکھنے کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک کالی عورت کو دیکھا جس کے پراگندہ بال تھے وہ مدینے سے بھاگ نکلی ہے اور مہیعہ میں چلی گئی ہے تو آپ نے اس خواب کی یہ تعبیر بیان فرمائی کہ مدینے کی وبا مہیعہ میں چلی گئی ہے جس کا دوسرا نام جحفہ ہے۔ (بخاری)

مدینہ میں سکونت اختیار کرنے کا بیان

٢٧٣٦۔ وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِيْ زُهَيْرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ:

٢٧٣٦۔ حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

٢٧٣٤۔ صحيح بخاری كتاب فضائل المدينة باب ١٢ (١٨٨٩)، مسلم كتاب الحج باب الترغيب فی سكنى المدينة (١٣٧٦[٣٣٤٢])

❀❀ بخاری كتاب فضائل المدينة باب (١٢) رقم (١٨٨٩) وكتاب مناقب الانصار باب مقدم النبی ﷺ واصحابه المدينة (٣٩٢٦) مسلم كتاب الحج باب الترغيب فی سكنى المدينة (٤٨٠-١٣٧٦) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٣٥۔ صحيح كتاب التعبير باب المراة السوداء (٧٠٣٩)

❀❀ بخاری كتاب التعبير باب المراة السوداد (٧٠٣٩) ترمذی' نسائی' ابن ماجه فی الرؤيا (مبشر احمد ربانی)

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَ مَنْ أَطَاعَهُمْ، وَ الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَ يُفْتَحُ الشَّامُ فَيأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَ الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُونَ وَيُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَ مَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْكَانُوا يَعْلَمُوْنَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اللہ ﷺ کو میں نے یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ ملک یمن فتح کیا جائے گا اور مدینے کے کچھ لوگ اپنے اہل وعیال اور دیگر متبعین کو ساتھ لے کر مدینے سے روانہ ہو جائیں گے اور مدینہ چھوڑ جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے حق میں بہتر تھا اگر وہ اس بات کو جان لیتے تو نہ چھوڑ کر جاتے اور ملک شام فتح کیا جائے گا اور مدینے کی ایک جماعت اپنے بال بچوں کو اور غلام ملازمین کو اور سب ساز وسامان کو لے کر مدینہ چھوڑ کر ملک شام میں چلی جائے گی اور شام میں سکونت اختیار کر لے گی حالانکہ مدینہ میں رہنا ان کے حق میں اچھا تھا اگر وہ اس بات کو جانتی تو نہ جاتی اور ملک عراق فتح کیا جائے گا اور مدینے کے کچھ لوگ اپنے اہل وعیال کو اور دیگر خویش واقارب کو اور متبعین کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ چھوڑ کر ملک عراق میں جا کر آباد ہو جائیں گے حالانکہ مدینہ میں رہنا ان کے حق میں اچھا تھا اگر وہ اس بات کو جان لیتے تو نہ جاتے۔ (بخاری ومسلم)

٢٧٣٧۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ: يَثْرِبُ، وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٧٣٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو ہجرت کر کے ایک ایسی بستی میں جانے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں پر غالب ہو جائے گی لوگ اس بستی کو یثرب کہتے ہیں اور وہی مدینہ ہے جو خراب اور برے آدمیوں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسا کہ لوہے کی بھٹی لوہے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

مدینہ کا نام اللہ نے طابہ رکھا ہے

٢٧٣٨۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ سَمَّى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٧٣٨۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔ (مسلم)

٢٧٣٦۔ صحيح بخاری كتاب فضائل لمدينة باب من رغب عن المدينة (١٨٧٥)، مسلم كتاب الحج باب الترغيب فی المدينة عند فتح الامصار (١٣٨٨[٣٣٦٦])

❀❀ بخاری كتاب فضائل المدينة باب من رغب عن المدينة (١٨٧٥) مسلم كتاب الحج باب الترغيب فی المدينة عند فتح الامصار (٤٩٧۔ ١٣٨٨) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٣٧۔ صحيح بخاری كتاب فضائل المدينة باب فضل المدينة وانا تنفى الناس (١٨٧١)، مسلم كتاب الحج باب المدينة تنفى شرارها (١٣٨٢[٣٣٥٣])

❀❀ بخاری كتاب فضائل المدينة باب فضل المدينة وانا تنفى الناس (١٨٧١) مسلم كتاب الحج باب المدينة تنفى شرارها (٤٨٨۔ ١٣٨٢) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٣٨۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب المدينة تنفى شرارها (١٣٨٥[٣٣٥٧])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب المدينة تنفى شرارها (٤٩١۔ ١٣٨٥) مسند احمد ٥/ ٩٤،٩٦،٩٧،١٠٢،١٠٨ (مبشر احمد ربانی)

توضیح: یعنی اللہ کے حکم سے میں نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے اور بعض روایتوں میں طیبہ آیا ہے یعنی پاک وصاف جو مسلمان یہاں سکونت اختیار کر لے وہ کفر وشرک اور نجاستوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

مدینہ میں میل کچیل کو نکال کر باہر کرتا ہے

٢٧٣٩۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، فَأَصَابَ الأَعْرَابِيَّ وَعَكٌ بِالْمَدِيْنَةِ ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ، فَأَبَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ جَائَهُ فَقَالَ أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ، فَأَبَى، ثُمَّ جَائَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ، فَأَبَى، فَخَرَجَ الأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٧٣٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کیا اس کے بعد اس کو مدینے میں بخار آ گیا اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا (کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے مجھے بخار آ گیا) اس لیے آپ میری بیعت مجھ کو واپس کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے بیعت واپس کرنے اور توڑنے سے انکار کر دیا پھر وہ دوبارہ آپ کے پاس حاضر ہو کر کہا کہ میری بیعت مجھے واپس کر دیجئے آپ نے انکار کر دیا پھر سہ بارہ حاضر ہوا اور یہی کہا کہ میری بیعت مجھے لوٹا دیجئے آپ نے انکار کر دیا پھر وہ مدینے سے باہر نکل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو اپنے میل کچیل کو دور کر دیتا ہے اور خالص کرتا ہے اپنے اچھے کو۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: وہ دیہاتی مدینے میں آ کر مسلمان ہوا اور آپ کے ہاتھوں پر بیعت کیا بحکم خدا اس کو بخار آ گیا اس نے اپنی بے سمجھی سے یہ سمجھا کہ میری بیعت کرنے کی وجہ سے اور اسلام لانے کی وجہ سے مجھے بخار آ گیا ہے اس لیے اسلام کو واپس کر دینا چاہیے اور اپنے پہلے مذہب پر آ جانا چاہیے تو اس نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ میرے اسلام کے قول وقرار کو واپس کر دو اور میں اب اسلام سے پھرنا چاہتا ہوں تو نبی ﷺ نے اس سے انکار کر دیا وہ بغیر اجازت کے مدینے سے باہر چلا گیا تو نبی ﷺ نے مثال کے طور پر فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو میل کچیل کو دور کر دیتا ہے اور اچھی چیز کو باقی رکھتا ہے یعنی منافق اور کافر اور برے لوگ مدینے سے نکل جاتے اور اچھے لوگ رہ جاتے ہیں۔

٢٧٤٠۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِيَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٧٤٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ مدینہ اپنے شریر اور خراب لوگوں کو نکال دے گا جس طرح بھٹی لوہے کی میل کچیل کو نکال دیتی ہے۔ (مسلم)

٢٧٣٩۔ صحيح بخاری كتاب فضائل المدينة باب المدينة تنفى الخبث (١٣٨٣)، مسلم كتاب الحج باب المدينة تنفى شرارها (١٣٨٣[٣٣٥٥])

❀❀ بخاری كتاب فضائل المدينة باب المدينة تنفى الخبث (١٨٨٣) وكتاب الاحكام باب من بايع ثم استقال البيعة (٧٢١١) مسلم كتاب الحج باب المدينة تنفى شرارها (٤٨٩۔١٣٨٤) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٤٠۔ صحيح مسلم كتاب الحج باب المدينة تنفى شرارها (١٣٨١[٣٣٥٢])

❀❀ مسلم كتاب الحج باب المدينة تنفى شرارها (٤٨٧۔١٣٨١) (مبشر احمد ربانی)

دجال مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا

٢٧٤١۔ وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلٰى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ، لَايَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ، وَلَا الدَّجَّالُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٧٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہین کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ کے راستوں اور دروازوں پر نگہبانی کے لیے فرشتے مقرر ہیں ان میں طاعون اور دجال نہیں داخل ہوسکتا۔ (بخاری ومسلم)

٢٧٤٢۔ وَعَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةَ لَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا، فَيَنْزِلُ السَّبِخَةَ فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَ مُنَافِقٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٧٤٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کے ہر شہر میں دجال پہنچے گا اور پامال کریگا لیکن مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اسکا داخلہ نہیں ہوسکتا ان کے ہر ہر راستوں اور دروازوں پر نگہبان فرشتے صف بستہ کھڑے ہیں جو ان دونوں شہروں کی نگرانی اور حفاظت کر رہے ہیں۔ دجال مدینے کے ایک بنجر زمین شور میں اترے گا تو مدینہ اپنے باشندوں سمیت تین مرتبہ زلزلے کی طرح حرکت کریگا جس سے ہر کافر و منافق مدینے سے باہر چلا جائے گا اور دجال کے ساتھ شامل ہو جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

مدینہ کے باشندوں سے فریب سے اجتناب کا بیان

٢٧٤٣۔ وَعَنْ سَعْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَكِيْدُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٧٤٣۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ کے باشندوں کے ساتھ مکر وفریب کرے گا تو وہ اس طرح سے پگھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ یعنی وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

مدینہ سے رسول اللہ کی محبت

٢٧٤٤۔ وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا

٢٧٤٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر

٢٧٤١۔ صحیح بخاری کتاب فضائل المدینة باب لا یدخل الدجال المدینة (١٨٨٠)، مسلم کتاب الحج باب صیانه المدینة دخول الطاعون (١٣٧٩[٣٣٥٠])

❀❀ بخاری کتاب فضائل المدینة باب لا یدخل الدجال المدینة (١٨٨٠) مسلم کتاب الحج باب صیانة المدینة من دخول الطاعون والدجال الیها (٤٨٥-١٣٧٩) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٤٢۔ صحیح بخاری کتاب فضائل المدینة لا یدخل الدجال المدینة (١٨٨١)، مسلم کتاب الفتن باب قصة الجساسة (٢٩٤٣[٩٠٧٣])

❀❀ بخاری کتاب فضائل المدینة باب لا یدخل الدجال المدینة (١٨٨١) مسلم کتاب الفتن باب قصة الجساسه (١٢٣-٢٩٤٣) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٤٣۔ صحیح بخاری کتاب فضائل المدینة باب اثم من کار اهل المدینة (١٨٧٧)، مسلم کتاب الحج باب من اراد اهل المدینة سوء اذا به الله (١٣٨٧[٣٣٦١])

❀❀ بخاری کتاب فضائل المدینة باب اثم من کاد اهل المدینة (١٨٧٧) مسلم کتاب الحج باب من اراد اهل المدینة بسوء اذابه الله (٤٩٤-١٣٨٧) (مبشر احمد ربانی)

قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ، أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ، وَ إِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھ لیتے تو اپنی سواری یعنی اونٹ کو تیز کر دیتے اور اگر گھوڑے یا خچر پر سوار ہوتے تو مدینے کی محبت کی وجہ سے اس سواری کو جلدی جلدی چلاتے تاکہ مدینہ میں جلدی پہنچ جائیں۔ (بخاری و مسلم)

احد پہاڑ سے رسول اللہ کی محبت

٢٧٤٥۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ، فَقَالَ: ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٧٤٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب پہاڑ احد ظاہر ہوتا تو آپ کوہ احد کو دیکھ کر یہ فرماتے کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں اور اے اللہ ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرم ٹھہرایا ہے اور میں مدینے کے دونوں سنگستانی کناروں کو حرم ٹھہراتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

٢٧٤٦۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢٧٤٦۔ حضرت سہل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہاڑ احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

٢٧٤٧۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ:

٢٧٤٧۔ حضرت سلیمان بن ابی عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

٢٧٤٤۔ صحيح بخارى كتاب فضائل المدينة تنفى الخبث (١١٨٦)

❀ بخارى كتاب فضائل المدينة باب المدينة تنفى الخبث (١٨٨٦) وكتاب العمرة باب من اسرع ناقته اذا بلغ المدينة (١٨٠٢) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٤٥۔ صحيح بخارى كتاب الجهاد باب فضل الخدمة فى الغزو (٢٨٨٩، مسلم كتاب الحج باب فضل المدينة ١٣٦٥[٣٣٢١])

بخارى كتاب الجهاد باب فضل الخدمة فى الغزو (٢٨٨٩) وباب من غزا ؟ للخدمة (٢٩٨٣) وكتاب المنازى باب احد جبل يحبنا ونحبه (٤٠٨٤) وكتاب الاعتصام باب ما ذكر النبى صلی اللہ علیہ وسلم وحض على اتفاق اصل العلم (٧٣٣٣) مسلم كتاب الحج باب فضل المدينة (٤٦٢-١٣٦٥) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٤٦۔ صحيح بخارى كتاب الزكاة باب خرص التمر (١٤٨٢)

❀ بخارى كتاب الزكاة باب خرص التمر (١٤٨٢) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٤٧۔ حسن، سنن ابى داؤد كتاب لمناسك باب فى تحريم المدينة (٢٠٣٧)

❀ حسن لغيره، ابوداؤد كتاب المناسك باب فى تحريم المدينة (٢٠٣٧) مسند احمد ١/ ١٧٠ اس کی سند میں سلیمان بن ابی عبداللہ ہے جسے صرف ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے (كتاب الثقات ٤/ ٣١٢) امام ابو حاتم فرماتے ہیں: يس بالمشهور فيقبر بحديثه (الجرح والتعديل ٤/ ١٢٧) یہ مشہور نہیں اسکی حدیث کا اعتبار کیا جاتا ہے نیز امام حاکم نے بطریق بشر بن المفضل ثنا عبدالرحمٰن بن اسحاق عن ابیہ عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ سعد رضی اللہ عنہ اسی معنی کی حدیث ذکر کی ہے جس کی سند کو امام حاکم اور اما ذھبی نے صحیح قرار دیا ہے۔ (المستدرك ١/ ٤٨٦) (مبشر احمد ربانی)

رَأَیْتُ سَعْدَ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ أَخَذَ رَجُلاً یَصِیْدُ فِیْ حَرَمِ الْمَدِیْنَةِ الَّذِیْ حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَلَبَهُ ثِیَابَهُ فَجَاءَ مَوَالِیْهِ، فَكَلَّمُوهُ فِیْهِ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَرَّمَ هٰذَا الْحَرَمَ وَ قَالَ: ((مَنْ أَخَذَ أَحَدًا یَصِیْدُ فِیْهِ فَلْیَسْلُبْهُ)) فَلاَ أَرُدُّ عَلَیْكُمْ طُعْمَةً أَطْعَمَنِیْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَلٰكِنْ إِنْ شِئْتُمْ دَفَعْتُ إِلَیْكُم ثَمَنَهُ۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک آدمی کو حرم مدینہ میں شکار کرتے ہوئے پکڑ لیا اور اس کے کپڑوں کو چھین لیا تو اس کے آقا اور مالک سعد کے پاس آئے اور اس کے کپڑوں کے بارے میں بات چیت کی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مدینے کو حرم ٹھہرایا ہے اور فرمایا کہ جو کسی کو یہاں شکار کھیلتے ہوئے پائے تو اس کو گرفتار کر لے اور اس کے کپڑوں کو چھین لے تو جو چیز رسول اللہ ﷺ نے مجھے دلائی ہے میں کبھی بھی اس کو واپس نہیں کر سکتا اگر تم لوگ چاہو تو میں اس کی قیمت دے دوں گا۔ (ابوداؤد)

٢٧٤٨۔ وَعَنْ صَالِحٍ مَوْلَى لِسَعْدٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ سَعْدًا وَجَدَ عَبِیْدًا مِنْ عَبِیْدِ الْمَدِیْنَةِ یَقْطَعُونَ مِنْ شَجَرِ الْمَدِیْنَةِ، فَأَخَذَ مَتَاعَهُمْ وَ قَالَ۔ یَعْنِی لِمَوَالِیْهِمْ۔: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَنْهٰی أَنْ یُقْطَعَ مِنْ شَجَرِ الْمَدِیْنَةِ شَیْءٌ، وَ قَالَ: ((مَنْ قَطَعَ مِنْهُ شَیْئًا فَلِمَنْ أَخَذَهُ سَلَبُهُ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

٢٧٤٨۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام صالح نامی بیان کرتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ نے مدینے کے غلاموں میں سے کچھ غلاموں کو مدینے کے درخت کاٹتے ہوئے پایا تو انہوں نے ان کے سامان کو چھین لیا پھر ان غلاموں کے مالکوں سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ آپ منع فرماتے تھے کہ مدینے کے درختوں میں سے کچھ کاٹا جائے اور یہ بھی فرمایا کہ مدینے کے کسی درخت کو کاٹے تو اس کے سامان کو چھین لو تو اس کے پکڑنے والے کو یہ جائز ہے کہ اس کے سامان کو چھین لے۔ (ابوداؤد)

٢٧٤٩۔ وَعَنِ الزُّبَیْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ صَیْدَ وَجٍّ وَ عِضَاهَهُ حَرَمٌ مُحَرَّمٌ لِلّٰهِ))۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ وَقَالَ مُحِیِ السُّنَّةِ ((وَجٌّ)) ذَكَرُوا أَنَّهَا مِنْ نَاحِیَةِ الطَّائِفِ وَ قَالَ الْخَطَّابِیُّ: ((إِنَّهُ)) بَدَلَ ((إِنَّهَا))

٢٧٤٩۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مقام وج کا شکار اور اس کے درختوں کو کاٹنا حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حرام کئے گئے ہیں۔ (ابوداؤد) امام محی السنہ نے بیان کیا کہ جو ایک مقام کا نام ہے جو طائف کے اطراف میں ہے۔

٢٧٤٨۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی تحریم المدینة (٢٠٣٨)

❀❀ اسکی سند ضعیف ہے، ابوداؤد کتاب المناسك باب في تحريم المدينة (٢٠٣٨) بیهقی ٥/ ١٩٩ اس کی سند میں صالح مولی سعد مجہول ہے۔ لیکن اس کی تائید اس سے پہلی حدیث اور فصل اول میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث (٢٧٢٩) سے بھی تائید ہوتی ہے۔ (مرعاۃ ٩/ ٥٤٧) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٤٩۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب فی مال الکعبة (٢٠٣٢)، عبدالله انسان "لین الحدیث" راوی ہے۔

❀❀ ضعیف ابوداؤد کتاب المناسك باب فی مال الکعبة (٢٠٣٢) مسند احمد ١/ ١٦٥ مسند حمیدس ١/ ٣٤) بیهقی ٥/ ٢٠٠ تاریخ کبیر ١/ ١٤٠ فی ترجمة محمد بن عبدالله بن انسان الطافی اس کی سند میں عبداللہ انسان الثقفی الطائی لین الحدیث ہے (تقریب ص ١٦٨) امام ابن حبان ازدی اور امام بخاری فرماتے ہیں اسکی یہ حدیث صحیح نہیں ہے (تاریخ کبیر ٣/ ٤٥) حاشیہ سبط ابن العجمی علی الکاشف (٢٦٣٤) امام نووی رحمہ اللہ بھی اسکی سند کو ضعیف قرار دیتے ہیں المجموع شرح المهذب ٧/ ٤٨٠۔

(مبشر احمد ربانی)

مدینہ میں فوت ہونا

٢٧٥٠۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ، غَرِيْبٌ إِسْنَادًا

۲۷۵۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مدینہ منورہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے مدینہ ہی میں مرنا چاہیے کیونکہ قیامت کے دن مدینے میں مرنے والوں کی میں شفاعت کروں گا۔(ترمذی)

توضیح: یعنی مدینے میں مرنے کی طاقت رکھنے سے یہ مراد ہے کہ وہاں جا کر سکونت اختیار کر لے یعنی مقیم ہونے کی طاقت رکھتا ہے تو وہیں مقیم ہو جائے تا کہ وہیں مرے تو میں اس کے لیے خصوصی شفاعت کروں گا۔ اس حدیث سے مدینہ منورہ میں مرنے کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے اسی لیے حضرت عمر یہ دعا کرتے رہے۔((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ .)) اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی۔

٢٧٥١۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((آخِرُ قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الإِسْلَامِ خَرَابًا الْمَدِيْنَةُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

۲۷۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلامی بستیوں میں سے سب کے آخر میں مدینہ منورہ خراب ہو گا۔ یعنی قیامت کے قریب دنیا کی ساری بستیاں خراب ہو جائیں گی بالکل آخر میں مدینہ منورہ بھی خراب ہو جائے گا جس کے بعد قیامت ہی قائم ہو جائے گی۔(ترمذی)

٢٧٥٢۔ وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَوْحَى إِلَيَّ: أَيَّ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ نَزَلْتَ فَهِيَ دَارُ هِجْرَتِكَ الْمَدِيْنَةِ، أَوِالْبَحْرَيْنِ، أَوْ قِنَّسْرِيْنَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۷۵۲۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی بھیجی ہے کہ ان تینوں جگہوں میں سے جس جگہ بھی تم اتر پڑو گے تمہارے لیے وہی ہجرت گاہ ہو جائے گی۔ بحرین ایک جزیرے کا نام ہے اور قنسرین ملک شام کے ایک شہر کا نام ہے۔

٢٧٥٠۔ اسناده صحيح، مسند احمد (٢/ ٧٤)، سنن الترمذی كتاب المناقب باب فی فضل المدينة (٣٩١٧)، ابن ماجه (٣١١٢)

❀❀ صحيح، مسند احمد ٢/ ٧٤، ١٠٤ ترمذی كتاب المناقب باب فی فضل المدينة (٣٩١٧) ابن حبان (١٠٣١ موارد) ابن ماجه كتاب المناسك باب فضل المدينة (٣١١٢) شرح السنة ٧/ ٣٢٤ اخبار اصبهان ٢/ ١٠٣ امام ترمذی نے اسے حسن صحیح اور علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔(مبشر احمد ربانی)

٢٧٥١۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب المناقب باب فی فضل المدينة (٣٩١٩)، الصعيفه (١٣٠٠) خباده بن مسلم کی ھشام بن عروب سے روایت منکر ہوتی ہے۔

❀❀ ضعيف، ترمذی كتاب المناقب باب فی فضل المدينة (٣٩١٩) ابن حبان (١٠٤١) موارد) السنن الوارده فی الفتن (٦٨-٦٩) لائی عمرو الدانی بحواله سلسله الاحاديث الضعيفه ٣/ ٤٦٥ ، اس کی سند میں خبادہ بن سلم بن خالد ہے جسے امام ابو ذرعہ امام ابو حاتم نے ضعیف الحدیث قرار دیا ہے (المغنى فی الضعفا ١/ ٢١٧ ديوان الضعفاء (٧١١٦) الجرح والتعديل ٢/ ١٣٣ ميزان الاعتدال ١/ ٤٢٤ تهذيب التهذيب ١/ ٣٩٢، ٣٩٤ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٥٢۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب المناقب باب فی فضل المدينة (٣٩٢٣)، غيلان "لین" راوی ہے۔

❀❀ ضعيف، ترمذی كتاب المناقب باب فی فضل المدينة (٣٩٢٣) اسکی سند میں غیلان بن عبداللہ العامری لین وکمزور راوی ہے (تقريب ص: ٢٧٤) امام ذہبی فرماتے ہیں اسکی سند منکر ہے (ميزان ٣/ ٣٣٨)(مبشر احمد ربانی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

فرشتے مدینہ کے پہرادار ہوں گے

٢٧٥٣۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَايَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۷۵۳۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میں مسیح الدجال کا رعب اور خوف نہیں داخل ہو سکتا مدینے کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو دو فرشتے نگرانی کے لیے مقرر ہوں گے۔ (بخاری)

رسول اللہ کی مدینہ کے لیے برکت کی دعا

٢٧٥٤۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۷۵۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے لیے یہ دعا فرمائی ہے کہ یا اللہ تو اس مدینے میں دوگنی برکت عطا فرما جو برکت تو نے مکے کو عطا فرمائی ہے۔ یعنی مکے کی برکت کے اعتبار سے مدینہ منورہ کے لیے اس کی دوگنی برکت عطا فرما۔ (بخاری و مسلم)

٢٧٥٥۔ وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ الْخَطَّابِ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ زَارَنِيْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِيْ جِوَارِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ سَكَنَ الْمَدِيْنَةَ وَ صَبَرَ عَلَى بَلَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا وَ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ مَاتَ فِيْ أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْآمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

۲۷۵۵۔ اولاد خطاب میں سے ایک صاحب نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے جو قصداً صرف میری زیارت کے لیے مدینہ منورہ میں آئے تو قیامت کے دن وہ میرا پڑوسی اور ہمسایہ ہوگا اور جو شخص مدینے میں آ کر سکونت اختیار کرے اور مدینہ کی تکلیفوں اور سختیوں کو برداشت کرے تو میں اس کے لیے قیامت کے دن گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا اور جو شخص دونوں حرموں یعنی مکہ اور مدینہ میں سے کسی جگہ مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو امن پانے والوں میں اٹھائے گا۔

٢٧٥٣۔ صحيح بخاری كتاب فضائل المدينة باب لا يدخل الدجال المدينة (١٨٧٩)

❀❀ بخاری كتاب فضائل المدينة باب لا يدخل الدجال المدينة (١٨٧٩) مسند احمد ٥/ ٤١، ٤٣، ٤٦ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٥٤۔ صحيح بخاری كتاب المدينة باب المدينة تنفى الخبث (١٨٨٥)، مسلم كتاب الحج باب فضل المدينة (١٣٦٩[])

❀❀ بخاری كتاب فضائل المدينة باب المدينة تنفى الخبث (١٨٨٥) مسلم كتاب الحج باب فضل المدينة (٤٦٦۔ ١٣٦٩) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٥٥۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان (٤١٥٢)، رجل من آل الخطاب مجہول راوی ہے۔

❀❀ ضعيف' شعب الايمان للبيهقى باب فى المناسك ٣/ ٤٨٨ (٤١٥٢) السنن الكبرى للبيهقى ٥/ ٢٤٥ دارقطنى (٢٦٦٨) ميزان الاعتدال ٤/ ٢٨٥، اس کی سند میں هارون بن قزعة الذى ضعف راوی ہے امام بخاری فرماتے ہیں اسکی متابعت نہیں کی جاتی (ديوان اضعفاء (٤٤٣٥) الضعفا والكبير ٤/ ٣٦١ لسان الميزان ٦/ ١٨٠ المغنى فى الضعفاء ٢/ ٤٧٠) امام بیہقی فرماتے ہیں هذا اسناد مجہول اور آل خطاب ایک آدمی مجہول ہے۔ علامہ البانی بھی اسکی سند کو ضعیف کہتے ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۷۵٦۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما مَرْفُوعًا: ((مَنْ حَجَّ، فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ؛ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ)) رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ ((شُعَبِ الإِیْمَانِ))

۲۷۵٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جس نے حج کیا اور مرنے کے بعد میری قبر کی زیارت کے لیے آیا تو اس شخص کی طرح ہو گا جو میری زندگی میں مجھ سے ملنے کے لیے آیا' ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۲۷۵۷۔ وَعَنْ یَحْیَى بْنِ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ جَالِسًا وَقَبْرٌ یُحْفَرُ بِالْمَدِیْنَةِ، فَاطَّلَ رَجُلٌ فِی الْقَبْرِ، فَقَالَ: بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((بِئْسَ مَا قُلْتَ)) قَالَ الرَّجُلُ: إِنِّیْ لَمْ أُرِدْ هٰذَا، إِنَّمَا أَرَدْتُ الْقَتْلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا مِثْلَ الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ بُقْعَةٌ أَحَبُّ إِلَیَّ أَنْ یَكُونَ قَبْرِیْ بِهَا مِنْهَا)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلاً

۲۷۵۷۔ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قبرستان میں بیٹھے ہوئے تھے اور مدینے میں ایک قبر کھودی جا رہی تھی تو ایک شخص نے قبر میں جھانک کر یہ کہا کہ مومن کے لیے یہ قبر بری جگہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ تم نے یہ بات کہی ہے اس نے کہا کہ میری مراد اس سے یہ ہے کہ میں اللہ کے راستے میں شہید ہو جاؤں یعنی مومن کے لیے اللہ کے راستے میں شہید ہو کر مرنا اچھا ہے بہ نسبت اس کے کہ بغیر شہید ہوئے مرے اور قبر میں مدفون ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں شہید ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا کہ روئے زمین کا کوئی ٹکڑا مجھ کو اتنا پسند نہیں ہے کہ وہاں میری قبر ہو جتنا کہ مدینہ میں میرا مرنا اور مدینے میں میری قبر کا ہونا پسند ہے اس لفظ کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ امام مالک نے اس روایت کو موطا میں روایت کیا ہے۔

وادی عقیق میں نماز کی فضیلت

۲۷۵۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ

۲۷۵۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وادی عقیق میں یہ فرماتے ہوئے

۲۷۵٦۔ موضوع، شعب الایمان (٤١٥٤)، لیث بن ابی سلیم ضعیف اور حفص بن ابی داؤد سخت ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعیف جداً شعب الایمان للبیهقی باب فی المناسك ٣/ ٤٨٩ (٤١٥٤ السنن الکبری للبیهقی ٥/ ٢٤٦ الکامل للابن عدی ٢/ ٧٩٠ مجمع البحرین ٢/ ١٦٨ طبرانی کبیر ١٢/ ٤٠٦ (١٣٤٩٧) مجمع الزوائد ٤/ ٥ طبرانی اوسط (٣٤٠٠) ٤/ ٢٢٣)، اسکی سند میں حفص بن ابی داؤد سلیمان الاسدی کا تفرد ہے اور ضعیف اور متروک الحدیث ہے (المغنی فی الضعفاء ١/ ٢٧٤ میزان الاعتدال ١/ ٥٥٨ تقریب ص:٧٧) اسی طرح اس کا اسناد لیث بن ابی سلیم بھی ضعیف راوی ہے۔ (تقریب ص:٢٨٧ المغنی الضعفاء ٢/ ٢٣٥ میزان العتدال ٣/ ٤٢٠ الکامل لابن عدی ٦/ ٢١٠٥) علامہ البانی بھی اسکی سند کو ضعیف کہتے ہیں اس روایت کا ایک دوسرا طریق طبرانی اوسط (٢٨٩) ١/ ٢٠١ مجمع البحرین ٢/ ١٦٧ طبرانی کبیر ١٢/ ٤٠٦ (١٣٤٩٦) پس مروی ہے جو کہ انتہائی ضعیف ہے۔ (١) اس میں امام طبرانی کا شیخ احمد بن رشد بن مختلف فیہ (٢) لیث بن ابی سلیم ضعیف (٣) اللیث ابن بنت اللیث اور؟ لیث بن ابی سلیم کی بیوی عائشہ بنت یونس دونوں مجہول ہیں۔ لہذا یہ روایت انتہائی ضعیف ہے مزید دیکھیں (مرعاة ٩/ ٥٥٥'٥٥٦ اور امام ابن عبدالهادی کی تالیف الصارم المنکی اور علامہ بشیر شہسوانی کی کتاب صیانة الانسان عن وسوسة شیخ الدحدان) (مبشر احمد ربانی)

۲۷۵۷۔ اسناده ضعیف، موطاء امام مالك کتاب الجهاد باب الشهداء فی سبیل الله (٢/ ٦٢ ح ١٠٢٠)، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀❀ مرسل المؤطا کتاب الجهاد باب الشهداء فی سبیل الله (٣٣) ص:٣٦٨ یہ یحییٰ بن سعید الانصاریؒ التابعی کی مرسل روایت ہے علامہ البانی فرماتے ہیں ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

بِوَادِيْ الْعَقِيْقِ يَقُوْلُ: ((أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّيْ، فَقَالَ: صَلِّ فِيْ هَذَا الْوَادِيْ الْمُبَارَكِ، وَ قُلْ: عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((قُلْ عُمْرَةٌ وَ حَجَّةٌ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

سنا کہ آج رات کو میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا یعنی ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا اس مبارک میدان میں نماز پڑھ لیجئے اور یہ کہئے کہ عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ یہاں نماز پڑھنا حج' عمرے کے ثواب کے برابر ہے۔ (بخاری)

توضیح: مذکورہ بالا حدیثوں کے علاوہ فضائل مدینہ کے بارے میں حدیثیں اور بہت سے واقعات ہیں جن سے مدینہ منورہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے یہاں کی ہر چیز باعث خیر و برکت ہے' اور مدینہ منورہ کی مٹی اور گرد و غبار بھی باعث شفا ہے رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو مدینہ کے پس ماندگان نے آپ کا استقبال کیا اور آپؐ سے آ کر ملے جس کی وجہ سے گرد و غبار اڑ آیا۔

((فخمر بعض من كان مع رسول الله ﷺ انفه فقال رسول الله ﷺ والذى نفسى بيده ان فى غبارها شفاء من كل داع قال واراه ذكر من الجذام و الابرص))۔(ترغیب)

''تو آپ ﷺ کے بعض ہمراہیوں نے اپنی ناک کو ڈھانپ لیا اور منہ پر کپڑا ڈال لیا آپ ﷺ نے ان کے کپڑے کو ہٹا کر ارشاد فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس غبار میں ہر بیماری سے شفا ہے برص اور جذام (کوڑھ) کے لیے بھی شفا ہے۔''

اور مدینہ منورہ کی کھجوروں اور پھلوں میں بھی خدا نے روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لیے شفا رکھی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من تصبح بسبع تمرات عجو لم يضر فى ذالك اليوم سم ولا سحر))

''جو شخص صبح عجوہ کھجور کے سات دانے کھا لے اس کو اس دن نہ زہر نقصان دے گا اور نہ جادو۔''

❀❀❀❀

۲۷۵۸۔ صحیح بخاری کتاب الحج باب قول النبی ﷺ العقیق واد مبارك (۱۵۳٤، ۷۳٤۳)

❀❀ بخاری کتاب الحج باب قول النبی ﷺ "العقیق واد مبارك" (۱۵۳٤) وکتاب الاعتصام بالکتاب باب (۱٦ رقم (۷۳٤۳) مسند احمد ۱/ ۲٤ (مبشر احمد ربانی)

(۱) کِتَابُ الْبُیُوْع

بیچنے اور خریدنے کا بیان

اس کے معنی ہیں خوشی خوشی ایک مال کو دوسرے مال سے لینا' دینا اور اپنی ملکیت کو بخوشی دوسرے کی ملکیت کی طرف منتقل کر دینا اور دوسرے کی ملکیت کو اپنی طرف منتقل کرا لینا یہ معاملہ ہر انسان کے لیے ضروری ہے' اور یہ لوازمات زندگی میں سے ہے بغیر اس کے زندگی محال ہے' ہر ملک اور ہر قوم میں تاجر پیشہ لوگ ہوتے ہیں' وہ دنیاوی کاروبار میں بڑے چست و چالاک ہوتے ہیں وہ صرف مال حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو نفع اور فائدے سے غرض ہے حلال اور حرام سے کوئی بحث نہیں لیکن ایک مسلمان تاجر کے لیے حلال و حرام کی شناخت بہت ضروری ہے' حرام طریقے کو چھوڑ کر حلال ذریعہ کا متلاشی ہو اس کے متعلق کچھ باتیں پہلے آ چکی ہیں اور کچھ اب ذکر کی جاتی ہیں' تا کہ حلال روزی حاصل کرنے کا پورا مضمون سامنے آ جائے۔

۱۔ بیچنے اور خریدنے والے اپنی اپنی رضا مندی سے معاملہ کو طے کریں اگر ایک نے خوشی سے لیا لیکن بیچنے والے نے اپنی خوشی سے نہیں بیچا ہے بلکہ زبردستی کر کے اس سے یہ کام لیا گیا ہے تو یہ معاملہ صحیح نہیں اس لیے کہ سوداگری میں دونوں طرف سے رضا مندی کا ہونا ضروری ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا ينفرقن الا عن تراض .)) (ابوداؤد) ''دونوں رضا مندی سے جدا ہوں'' (بغیر رضا مندی کے الگ الگ ہونا جائز نہیں ہے)

۲۔ ایجاب و قبول بھی ضروری ہے ایک نے کہا میں نے بیچا' دوسرے نے کہا میں نے خریدا۔ اگر ایک طرف سے ایجاب اور دوسرے طرف سے قبول نہیں ہے' اور اگر قبول ہے تو ایجاب نہیں تو اس قسم کا معاملہ جائز نہیں۔

۳۔ جو چیز خریدی جا رہی ہو اس کا موجود ہونا ضروری ہے' اگر وہ موجود نہیں ہے اور اس کے سپرد کرنے پر قادر نہیں ہے تو ایسی تجارت جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا تبع ماليس عندك .)) (ترمذی و منتقی) ''جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے اس کو مت بیچو۔'' جس چیز میں فریب ہو اس کو غرر کہتے ہیں اسی لیے آپ ﷺ نے بیع غرر کو جائز نہیں فرمایا۔

۴۔ جب اصول کے مطابق ہر طرح سے یہ معاملہ ہو گیا تو بلا کسی شرعی خیار کے اس کا توڑنا جائز نہیں ہو گا۔

تجارت کے فائدے

۱۔ اس میں ذرا بھی شبہہ نہیں ہے کہ تجارت سے بڑھ کر کوئی اچھا پیشہ دنیا بھر میں نہیں ہے جو مادی و روحانی اور دینی و دنیاوی فوائد ایک تاجر کو ہر وقت حاصل ہیں وہ کسی دوسرے پیشہ والے کو نصیب نہیں یہ ایک ایسا زرخیز پیشہ ہے کہ دولت و تجارت کا مفہوم ایک سمجھا جاتا ہے اہل ملازمت اگر آمدنی بڑھانا چاہیں تو انہیں عموماً ناجائز وسائل سے کام لینا پڑتا ہے البتہ ایک تاجر رات دن اپنے کام اور کام کے ساتھ آمدنی بڑھاتا ہے لیکن اسے نہ خلاف ورزی کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ کوئی مذہبی گناہ اس پر عائد ہوتا ہے۔ تجارت کے ذریعہ ایک انسان جس قدر دولت حاصل کرتا ہے وہ کسی اور ذریعہ سے ممکن نہیں ہے۔ متمدن ممالک میں اس کی روشن مثالیں موجود ہیں' اور تجارت کی بدولت نہیں معلوم اس وقت یورپ اور امریکہ میں کتنے کروڑ پتی بن گئے ہیں جو چند

روز پیشتر اور چند سال قبل لوازم زندگی کے محتاج تھے' خود ہمارے ملک میں بھی ہمت افزائی اور تقلید کے لیے ایسے کامیاب تاجروں کی کمی نہیں ہے جن کو تجارت نے قعر پستی سے نکال کر عروج و کمال کی بلندیوں پر پہنچا دیا ہے۔

۲۔ تجارت کے ذریعہ سے صرف دولت ہی حاصل نہیں ہوتی بلکہ ایک دوسری شے بھی حاصل ہوتی ہے جو کسی طرح دولت سے کم حیثیت نہیں رکھتی اور وہ آزادی ہے' کیا آزادی سے بڑھ کر کوئی دولت انسان کے لیے ہو سکتی ہے۔ یہ وہ نعمت ہے جس کے لیے ساری دنیا جدوجہد کر رہی ہے۔ ایک بے زبان طائر سے ایک عقل مجسم انسان تک اس کے لیے کوشاں ہے جو آزادی ایک تاجر کو میسر ہے وہ درحقیقت کسی اور پیشہ ور کو تو کیا ایک بادشاہ کو بھی میسر نہیں ہے ایک تاجر اپنے ارادے اپنی خواہشات اور ضمیر کو پامال کرنے اور اپنی زندگی دوسروں کے قبضے میں دینے پر مجبور نہیں ہے وہ اپنی خوشی سے خوش اور اپنے رنج سے رنجیدہ ہوتا ہے وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی خواہش اپنے ارادے اور اپنے ضمیر کے مطابق کرتا ہے اسے دنیا میں بے جا خوشامد اور چاپلوسی کی ضرورت پیش نہیں آتی اور یہ اتنی بڑی نعمت ہے جس کے لیے نہ معلوم کتنے دولت مندوں بادشاہوں اور امیروں نے اپنی امارت اور سلطنت کو خیر باد کہہ دیا ہے پس جو لوگ آزادی کو اپنا جائز حق سمجھ کر حاصل کرنا چاہتے ہیں انہیں تجارت کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

۳۔ تجارت کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ انسان دنیا کے نشیب و فراز سے آگاہ اور زمانہ کے گرم و سرد سے اچھی طرح واقف ہو جاتا ہے چونکہ ایک تاجر کو صبح سے شام تک طرح طرح کے لوگوں اور مختلف الطبائع آدمیوں سے ملنے جلنے اور مخلوط رہنے کا اتفاق ہوتا ہے اس لیے وہ کسی خاص تعلیم و تربیت کے حاصل کئے بغیر علم النفس کا پورا ماہر ہو جاتا ہے دنیا میں تجربہ ایک ایسی بیش و بہا شے ہے جو کسی قیمت پر بازار میں نہیں ملتی اور جب تک اس کے لیے عمر عزیز کا ایک بڑا حصہ صرف نہ کیا جائے وہ حاصل نہیں ہوتی۔ پس ایک تاجر کی یہ انتہائی خوش نصیبی ہے کہ چند سال کے عرصہ میں صدہا سال کا تجربہ حاصل کر لیتا ہے۔ رنج و مسرت' سود و زیاں' ایک نیک و بدکار تجربہ جو ایک تاجر کو ہوتا ہے وہ کسی اور پیشہ والے کو اپنی زندگی میں نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں انسان جس قدر تجربہ کار ہوتا ہے اسی قدر وہ افکار و مصائب سے آزاد رہتا ہے اور اپنی زندگی کو مضرت کے تمام پہلوؤں سے بچا کر کامیاب بنا سکتا ہے۔

۴۔ عہد قدیم کے تاجروں کو یہ فائدہ بھی حاصل تھا کہ وہ اپنی تجارت کے سلسلہ میں مختلف اقوام و اقطاع عالم کی تاریخ و جغرافیہ سے واقفیت حاصل کرتے تھے جس سے وہ بنی نوع کو فائدہ پہنچاتے تھے ممکن ہے کہ معمولی حالت میں ایک تاجر کو سیاحت کا موقع پیش نہ آئے لیکن پھر بھی دنیا کے متعلق اس کی معلومات دیگر اشخاص سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں اور یہ معلومات انسان کے لیے کچھ کم مایہ ناز نہیں ہیں۔

۵۔ ان خوبیوں کے علاوہ تجارت اعلیٰ درجہ کی معلم اخلاق ہے وجہ یہ ہے کہ ایک تاجر میں جب تک اخلاقی خوبیاں موجود نہ ہوں جب تک وہ صادق القول اور دیانت دار و نیک چلن اور کفایت شعار نہ ہو اس وقت تک اس کا کاروبار فروغ و ترقی حاصل نہیں کر سکتا اس لیے وہ ان اخلاق حسنہ کی پابندی کرنے پر مجبور ہوتا ہے' اور تجارت اس کے دل و دماغ اور عادات و خصائل کی کافی ترقی کراتی ہے' یہ آراستگیٔ اخلاق اور تہذیب خیالات ہونا تجارت کے سوا کسی دوسرے پیشہ میں مشکل ہے' اگر مذہب اور تصوف کے پہلو سے دیکھا جائے تو ایک تاجر میں توکل کی جو شان پائی جاتی ہے وہ کسی دوسرے میں نظر نہیں آتی' سخت محنت و مشقت اور صرف زر کے بعد عواقب اور نتائج کو فراخ حوصلگی کے ساتھ خدا پر چھوڑ دینا ایک تاجر ہی کے لیے ممکن ہے' ایک تاجر جب صبح کو اٹھ کر اپنی دوکان کھولتا ہے تو اس کا دل توکل سے معمور ہوتا ہے اور جب وہ اپنا مال و اسباب سے لبریز جہاز سمندر کی متلاطم

موجوں کے سپرد کرتا ہے تو اس وقت خدا کے سوا اسے کسی پر اعتماد نہیں ہوتا۔

٦۔ پھر سب سے بڑی بات جو مذہبی نقطہ نظر سے نہایت قیمتی ہے وہ یہ ہے کہ تاجر صحیح اصول تجارت کی پابندی سے کم و بیش جو کچھ کماتا ہے وہ سب طیب و حلال ہوتا ہے اور اس پیشے سے بڑھ کر کوئی پیشہ قابل پسند و اختیار نہیں ہو سکتا ہے۔ جس میں عدم جواز کا شائبہ نہ ہو اور جس میں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ جو کچھ حاصل ہو وہ سب مال پاک اور رزق حلال ہو۔

٧۔ تجارت کا فائدہ صرف تاجر ہی تک محدود نہیں رہتا بلکہ دیگر بنی نوع انسان تک متجاوز ہوتا ہے چنانچہ کسی ملک کا صنعت و حرفت کا فروغ اس کے تاجروں کے ذریعہ ہوتا ہے تجارت حرفتوں کو جگمگاتی ہے اور محنت پسند اہل حرفہ کی حوصلہ افزائی کرتی ہے جس ملک میں تجارت کمزور ہوتی ہے اس کی حرفتیں رفتہ رفتہ معدوم ہو جاتی ہیں اہل حرفہ کا کام اس قدر ہے کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر صبح سے شام تک محنت کریں لیکن ان کی محنت کا معاوضہ اور ان کے ہنر کو بازار میں نمایاں کرنا تجار کا فرض ہے پس اہل تجارت اس فرض کو جس قدر وسعت اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیں گے اس حد تک ان کے ملک کی حرفتوں میں اضافہ اور ترقی ہو گی اس کا یہ مطلب ہے کہ ملک کا ایک بڑا طبقہ کاریگروں اور ہنرمندوں کا صرف تاجروں کی تجارت ہے یہ اپنی روزی پر سامان پیدا کرتا ہے اور ایک تاجر ملک اس بے نظیر خدمت پر جس قدر فخر کرے بجا ہے مکانوں اور ایوانوں کی آرائش مجازی بوقلموں پوشاکوں لوازم زندگی کی افراط اور تمام سامان راحت انبساط تجارت ہی کی بدولت ممکن ہوا ہے ہم اپنی شائستگی معاشرت کی آسانی اور اسباب تنعم کی کثرت پر ہمیشہ ارباب تجارت کے منت پذیر ہیں اگر تجارتوں کے سلسلے بند ہو جائیں تو دنیا کا تمدن صدیوں پیچھے ہٹ جائے اس بناء پر جن لوگوں نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا ہے وہ دنیا کے تمدن و شائستگی کے بہت بڑے معاون ہیں اور اپنی ذاتی منفعت کے ساتھ بنی نوع کو بھی بہت بڑا فائدہ پہنچا رہے ہیں۔

٨۔ ایک اور خاص فائدہ بھی بنی نواع کو تجارت سے پہنچتا ہے اور وہ تجارت کے سوا کسی دوسرے پیشہ سے ممکن نہیں یعنی ایک تاجر اپنی ذات کے علاوہ اپنے کاروبار کی بدولت اپنے بہت سے ہم وطنوں اور ہم قوموں کو بھی فکر معاش سے آزاد کر دیتا ہے۔ جب ایک کوٹھی قائم ہوتی ہے، کوئی کارخانہ کھلتا ہے یا ایک کاروبار جاری ہوتا ہے تو لازمی طور پر اس کے مالک کو کارکنوں کی ضرورت پڑتی ہے اور اس طرح اہل وطن کی ایک بڑی تعداد کے لیے معاش کا سلسلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جن شہروں میں کثرت سے کارخانے قائم ہیں وہاں کی آبادی ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں مختلف خدمات پر مامور ہیں اور فکر بے کاری سے آزاد ہیں اس نقطہ خیال سے ایک تاجر کی کاروباری زندگی نہایت مفید اور قابل تقلید ہے۔

مختصر یہ ہے کہ تجارت گوناگوں فوائد رکھتی ہے اور وہ قومیں نہایت مبارک ہیں جو تجارت کی ضرورت اور اہمیت سے واقف ہو گئی ہیں اور شب و روز اس کی وسعت اور ترقی میں سرگرم ہیں غرض تمدن اقتصادی معاشی اور سیاسی ترقی کا راز اسی تجارت ہی میں مضمر ہیں جس کو اس سے دلچسپی ہے وہ ہر حیثیت سے خوش و خرم ہے اور جس کو اس کا لگاؤ نہیں ہے وہ اوروں کے دست نگر ہیں تجارت کرنے والے غیر تاجر کے تہذیب و تمدن و معیشت سیاست مذہب پر بھی قابض اور مسلط ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنا غلام بنا لیتے ہیں جیسا کہ اب دیکھا جا رہا ہے۔

انگریزوں نے ہندوستان جیسے زرخیز ملک پر تجارت ہی کے ذریعہ سے قبضہ کیا مصر ایران عراق شام وغیرہ بھی سوداگری ہی کی برکت سے قابض ہوئے اور آج کل کی جنگ دراصل تجارت پر ہے ہر طاقت ور اپنی تجارت کو ترقی اور فروغ دینے کے لیے دوسرے ملک پر جنگ کر کے قبضہ کرنا اور تجارت کو بڑھانا چاہتا ہے جو قوم تاجر نہیں ہے وہ مردہ سمجھی جاتی ہے بلکہ مردہ ہی ہے جو قوم تاجر ہے وہ

زندوں میں شمار ہوتی ہے گویا موت اور حیات اب تجارت ہی پر موقوف ہے اسلام نے اسی لیے بار بار تجارت کی رغبت دلائی ہے اس کے فضائل و برکات اور دینی و دنیوی فوائد سے آگاہ کیا ہے جیسا کہ ابھی ابھی تم اوپر پڑھ چکے ہو۔

۹۔ تجارت افضل المکاسب ہے اس سے روزی بڑھتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الجالب مرزوق والمحتکر ملعون)) (ابن ماجه) ''تجارت کرنے والے اور ایک شہر سے دوسرے شہر تک مال پہنچانے والے کو روزی دی جاتی ہے اور مال روکنے والا خدا کی مہربانیوں سے دور کر دیا گیا ہے۔''

۱۰۔ سچی تجارت کرنے والا بڑی خوبیوں کا مالک ہے وہ رسولوں نبیوں اور نیک لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا احیاء العلوم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک بہادر صحابی کو دیکھا کہ صبح صبح اپنے کاروبار میں مصروف ہو گیا لوگوں نے کہا کہ اس کی جوانی اللہ کے راستہ میں صرف ہوتی تو بہت اچھا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا یہ نہ کہو اس لیے کہ اگر یہ کام اپنے نفس کے لیے اور دوسروں سے بے نیاز ہونے کے لیے کرتا ہے تو یہ بھی ایک قسم کا جہاد ہے اور اگر بال بچوں کے لیے کرتا ہے تب بھی راہ خدا میں ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اپنے گھر یا مسجد میں بیٹھا رہے اور یہ کہے کہ میں کچھ نہ کروں گا جب تک روزی میرے پاس خود بخود نہ آ جائے تو آپ نے جواب دیا کہ ایسا شخص نادان اور احمق ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث نہیں سنی کہ۔

((ان اللہ جعل رزقی تحت ظل رمحی)) (احمد)

''اللہ تعالیٰ نے میری روزی نیزے کے سایہ میں رکھی ہے۔''

نیز آپ ﷺ نے پرندوں کے متعلق فرمایا:

((تغدو خماصا و تروح بطانا)) (مشکوٰۃ)

''پرندے صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو آسودہ ہو کر آتے ہیں۔''

یعنی وہ دن بھر روزی تلاش کر کے کھا پی کر واپس آتے ہیں۔

اُصولِ تجارت کی توضیح

۱۔ ترقی و کامیابی کا راستہ ایمان داری و دیانت داری میں مضمر ہے اس لیے اسلام نے اس کی بڑی تاکید کی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا ایمان لمن لا امانة له)) (طبرانی)

''بغیر امانت داری کے ایمان معتبر نہیں۔''

۲۔ اس امانت داری کے ساتھ ساتھ محنت جفاکشی استقلال و استقامت بھی ضروری ہے وہ شخص کامیاب نہیں ہو سکتا جس کے کاروبار میں سخت سے سخت پریشانیاں نہ پیش آئیں لیکن آزمائشوں میں ثابت قدم رہنا مشکلوں کے دوچار ہونے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

۳۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ خوش اخلاقی بھی بہت ضروری ہے کیونکہ بد خلق اور بد معاملہ آدمی سے لوگ معاملہ کرنا پسند نہیں کرتے اس لیے وہ تجارت کے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا خوش اخلاقی تمام مشکل کاموں کو آسان کر دیتی ہے اور خلیق آدمی سے سب لوگ محبت بھی زیادہ کرتے ہیں اور اس کی اعانت و ہمدردی بھی کرتے ہیں مثل مشہور ہے۔ زبان شیریں ملک گیری۔ حدیث میں خوش خلق آدمی کی بڑی تعریف آئی ہے۔ تاجر کے لیے خوش خلق ہونا بہت ضروری ہے اس کی تجارت کی ترقی اس کی خوش

خلقی میں مضمر ہے خلیق تاجر کی تجارت کامیاب اور نفع بخش ہوتی ہے اور بد خلق کی تجارت فیل ہو جاتی ہے جس کا تجربہ بارہا ہو چکا ہے۔

۴۔ تاجر کے لیے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس معاملہ میں اس کی نیت اچھی ہو اور دوسروں کی خیر خواہی اور ہمدردی و اعانت مقصود ہو صرف اپنا ہی فائدہ مقصود نظر نہ ہو اسلام میں اس کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا ہے کہ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((والذی نفسی بیده لا یومن عبد حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه)) (بخاری)

''خدا کی قسم کوئی بندہ ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے بھی پسند نہ کرے۔''

۵۔ سچائی بھی بہت ضروری ہے جھوٹ و فریب ہرگز نہ ہو خصوصا معاملات میں کبھی اور کسی حالت میں بھی جھوٹ ہرگز نہ بولا جائے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

(۱)...... ((التاجر الصدوق الامین مع النبین والصدیقین والشهداء)) (ترمذی)

''امانت دار سچے تاجر کا حشر نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔''

(۲)...... ((البیعان بالخیار مالم یتفرقا فان صدقا و بینا بورك لهما و ان کتما و کذبا محقت برکة بیعهما)) (بخاری)

''بیچنے والے اور خریدار کو اختیار ہے جب تک دونوں الگ نہ ہوں دونوں سچ بولیں اور اپنی اپنی چیزوں کے عیب کو ظاہر کر دیں تو دونوں کی خرید و فروخت میں برکت ہوگی اگر عیب پوشی کریں جھوٹ بولیں تو ان کی تجارت میں برکت نہ ہوگی۔''

شرعی اعتبار سے صداقت اور معاملہ کی صفائی تو ضروری ہے ہی لیکن دنیاوی حیثیت سے بھی سچائی بہت ضروری ہے صاف اور سچے معاملے کے ساتھ لوگوں کا اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے اسلیے اس کی تجارت کامیاب ہوتی ہے اور اس سے وہ فائدہ اٹھاتا ہے فریبی اور دھوکہ باز کے ساتھ لوگ معاملہ نہیں کرتے اس کی تجارت کامیاب نہیں ہوتی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((من غشنا فلیس منا .)) (مسلم) ''جو ہم کو فریب دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' بددیانتی اور خیانت بہت بری چیز ہے دین دنیا میں خیانت کرنے والے کے لیے بڑی رسوائی ہے۔

۶۔ قول و قرار کی پابندی ہر شخص کے لیے ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا﴾ (بنی اسرائیل ع ۲) ''عہد و اقرار کو پورا کرو کیونکہ اس کی باز پرس ہوگی۔'' عہد شکنی بہت بری چیز ہے خصوصاً تاجروں کے لیے قول و اقرار کی پابندی تو بہت ضروری ہے کیونکہ تجارت کا دارومدار اعتماد باہمی پر موقوف ہے جو تاجر قول و اقرار کا پابند نہیں ہے اس کی تجارت فیل ہو جاتی ہے۔

۷۔ صاف معاملگی بہت ضروری ہے جس کا معاملہ صاف رہتا ہے وہ اچھا سمجھا جاتا ہے اور جو کاروبار کرتا ہے اس میں برکت اور ترقی ہوتی ہے بد معاملہ شخص ہمیشہ نقصان اٹھاتا ہے دھوکہ خیانت مکر و فریب اور ضرر و نقصان کا ہرگز خیال نہیں ہونا چاہیے۔

۸۔ عجلت اور جلد بازی سے بچنا چاہیے کیونکہ تاجر کیلیے عجلت ایک خطرناک چیز ہے اطمینان اور استقلال اور استقامت ضروری ہے۔

۹۔ تاجر کا فرض ہے کہ وہ کاروبار کے ہر شعبہ کے لیے ایک نظام مقرر کر دے ہر عمل کے لیے ایک وقت اور ہر چیز کے لیے ایک جگہ قرار دے لے غرض نظام اور ضابطگی کے ساتھ تجارت کرنے سے تو تجارت میں فائدہ ہوتا ہے اور بے ضابطگی نقصان دہ ہے۔

۱۰۔ اپنے گاہکوں سے نہایت خوش خلقی اور صبر وتحمل اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے' بد خلقی اور بد زبانی سے گاہک بدک جاتا ہے جس سے تجارت کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رحم اللہ عبدا سمحا اذا باع سمحا اذا اشتری سمحا اذا اقتضی)) (بخاری)

''جو شخص بیچنے خریدنے تقاضا کرنے میں نرمی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اس کے ساتھ شامل حال ہوتی ہے۔''

۱۱۔ دنیا و آخرت کا کوئی کام بغیر محنت اور مشقت کے نہیں ہوتا اور تاجر کے لیے تو اس کی بہت ضرورت ہے محنتی تاجر بہت جلد ترقی کر لیتا ہے ابھی کل کی بات ہے ملک کی تقسیم کی وجہ سے انسانوں کی تقسیم ہوگئی جو لوگ ادھر ادھر سے آئے گئے ان میں محنتی تاجر بہت جلد اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور جتنا چھوڑ آیا تھا اس سے زیادہ کما چکا آرام طلب تاجر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا رسول اللہ ﷺ نے بھی تاجروں کو خاص ہدایت فرمائی ہے کہ صبح سویرے اٹھو اور اپنے تجارتی کاروبار میں لگ جاؤ تو بہت ترقی اور برکت ہوگی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اللّٰھم بارك لامتی فی بکورھا . . . الخ)) (ابوداؤد) ''اے اللہ میری امت کو اس کے صبح تڑکے اٹھنے میں برکت دے دے'' اور آپ ﷺ جب کہیں لشکر وغیرہ بھیجتے تو صبح سویرے روانہ فرماتے' اور حضرت صخر رضی اللہ عنہ ایک تاجر شخص تھے انہوں نے آپ ﷺ کے اس فرمان پر عمل کیا چنانچہ اپنے ملازمین کو سویرے کام پر لگا دیا کرتے تھے جس کی برکت سے بڑی ترقی حاصل ہوئی اور سرمایہ دار ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ''صبح کو اللہ کی طرف سے روزی تقسیم ہوتی ہے اس لیے سویرے اٹھا کرو۔'' (ترغیب)

۱۲۔ یوں تو ہر شخص کے لیے کفایت شعاری ضروری ہے لیکن ایک تاجر کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کیونکہ اس سے تجارت کو ترقی حاصل ہوتی ہے جو شخص آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا ہے وہ چند دنوں میں دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ اس لیے حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے اقتصاد کو نصف معیشت ٹھہرایا گیا ہے آمد وخرچ کا پورا حساب رکھنا چاہیے اور اگر لکھنا جانتا ہے تو ہر ضروری چیز کو لکھ لیا کرے تاکہ حساب میں سہولت ہو۔

بیع وتجارت کا ثبوت قرآن مجید اور حدیث شریف اور عقل سے ہے اور بغیر اس کے انسانی زندگی محال ہے قرآن مجید میں رب العالمین نے فرمایا: ﴿فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ﴾ (جمعہ) ''جب جمعہ کی نماز ادا کر لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل یعنی روزی کو تلاش کرو۔'' ﴿واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ﴾ ''اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو زمین میں چلتے پھرتے ہیں اور اللہ کے فضل یعنی روزی ڈھونڈھتے پھرتے ہیں۔'' ان دونوں آیتوں میں بیع وتجارت کو فضل اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے بیع کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿احل اللہ البیع و حرم الربٰو﴾ ''یعنی اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم﴾ ''اے ایمان والو تم آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناجائز اور حرام طریقے سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ آپس کی رضا مندی سے تجارت ہو۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم﴾ ''تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔'' غرض قرآن مجید نے تجارت کو فضل اور بزرگی سے تعبیر کیا ہے اس لیے تجارت کرنے والے فاضل اور بزرگ ٹھہرے پہلے زمانے کے مسلمانوں نے اس پر عمل کیا اور تجارت ہی کے ذریعہ سے دنیا پر چھا گئے اس زمانے میں بھی تاجر ہی سب جگہ چھائے ہوئے نظر آئیں گے۔

تجارت اور رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ

ہمارے نبی ﷺ کی ذات گرامی تمام صفات کمالیہ کی جامع تھی اس میں سے ایک خوبی اکل حلال کی بھی تھی آپ نے بچپن میں بکریوں کو چرایا اور بڑے ہو کر تجارت کی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ البدایہ و النہایہ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے نبوت سے پہلے کامل بارہ سال تک تجارت کی ہے اور اسے اس قدر ترقی اور وسعت دی کہ آپ کا مال تجارت شام، یمن، حبشہ، بحرین، کویت اور مسقط وغیرہ کی زبردست منڈیوں میں بکنے کے لیے جایا کرتا تھا اس سلسلے میں دو مرتبہ ملک شام کی طرف آپ ﷺ نے بہ نفس نفیس سفر بھی کیا۔ ابوداؤد میں حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اعلان نبوت سے پہلے میرے شریک تجارت تھے۔ معاملہ ہمیشہ نہایت صاف رہا۔ اسی طرح نبوت کے بحرین سے وفد عبدالقیس آیا تو آپ ﷺ نے اس سے تجارت کا حال بیان کیا کہ میرا مال تمہاری منڈیوں میں جایا کرتا تھا (تاریخ ابن جریر) غرض عملی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ نے بتا ہی دیا لیکن قولی حیثیت سے بھی آپؐ نے اس کو بڑی اہمیت دی ہے۔ چنانچہ حلال روزی کی طلب کو جہاد بتایا ہے (مسند احمد) اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((من طلب الدنیا حلا لا و تعففا عن المسئل وسعیًا علی عیاله و تعطفا علی جاره لقی اللّٰه وجهه کالقمر لیل البدر .)) (بیهقی بسند ضعیف) ''جو دنیا کو حلال طریقہ سے کما کر بچوں کی پرورش کرتا ہے اور پڑوسیوں کی امداد کے لیے طلب کرتا ہے تو خدا سے قیامت کے دن اس طرح سے ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا ہو گا۔'' رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سی کمائی پاکیزہ تر ہے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر وہ سچی تجارت جس میں دھوکہ اور فریب نہ ہو۔ (مشکوٰۃ احمد) تجارت کو آپ ﷺ نے معاش کا ذریعہ فرمایا ہے ((علیکم بالتجار فان فیها تسع اعشار الرزق .)) ''تم تجارت کو لازم پکڑو کیونکہ اس میں تمہاری روزی کے نو ۹ حصے ہیں۔''

❀❀❀❀

(۱) بَابُ الْکَسْبِ وَ طَلَبُ الْحَلَالِ

حلال روزی کمانے اور تلاش کرنے کا بیان

حلال طریقے سے روزی کمانا اور رزق کی تلاش کرنا فرض ہے اسلام نے اس کی بڑی تاکید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبیوں رسولوں اور نیک بندوں نے حلال طریقہ سے روزی کمائی ہے روزی دو طرح سے حاصل کی جاتی ہے ایک حلال طریقہ سے اور دوسری حرام ذریعہ سے حرام ذریعہ سے روزی حاصل کرنا بہت ہی برا ہے جس کو ہر شخص جانتا ہے حلال کمائی کی بڑی بزرگی ہے دنیا اور دین کی سعادت اسی میں پوشیدہ ہے حلال کمائی کرنے والا سب کی نظروں میں محبوب سمجھا جاتا ہے خدا بھی اس کو اپنا پیارا بنالیتا ہے جو عبادت کرتا ہے قبول فرمالیتا ہے۔ حرام کھانے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں کی جاتی اس سلسلے کی حدیثیں پڑھیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

۲۷۵۹۔ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِیْ کَرَبَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَکَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ أَنْ یأْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْهِ، وَ إِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یأْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْهِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۲۷۵۹۔ حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں کھایا کسی نے کبھی کوئی کھانا جو بہتر ہو اس کھانے سے جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے۔ یعنی اپنے ہاتھ کی کمائی کا کھانا سب کھانوں سے بہتر ہے اللہ کے نبی حضرت داوٗد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔ (بخاری)

توضیح: حضرت داوٗد علیہ السلام اپنے زمانے کے بہت بڑے نبی و بادشاہ تھے ان کا شاہی خزانہ سونے' چاندی' ہیرے اور جواہرات سے بھرا ہوا تھا لیکن اس خزانہ میں سے اپنے اہل وعیال کے لیے ایک پیسہ بھی نہیں لیتے تھے بلکہ اپنی محنت اور ہاتھ کی حلال کمائی سے روزی حاصل کرتے اور لوہے کی زرہ بنا کر فروخت کیا کرتے تھے اور اسی کو ذریعہ معاش بنائے ہوئے تھے چونکہ ان کی نیت پاک اور حلال کمائی کی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے لوہے کو ان کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم کر دیا تھا جس طرح چاہتے موڑ کر نہایت آسانی سے زرہ بنالیا کرتے تھے جس کا مفصل بیان قرآن مجید کی سورۂ سبا اور سورۂ انبیاء میں ہے۔

حلال کمانے کی ترغیب

۲۷۶۰۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

۲۷۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۲۷۵۹۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب الکسب الرجل وعمله بیده (۲۰۷۲)

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب کسب الرجل وعمله بیده (۲۰۷۲) شرح السنة (۲۰۲۶) ۸/ ۶ (مبشر احمد ربانی)

۲۷۶۰۔ صحیح مسلم کتاب الزکاة باب قبول الصدقة من الکسب الطیب وتر بیتها (۱۰۱۵[۲۳۴۶])

❀❀ مسلم کتاب الزکاة باب قبول الصدب من الکسب الطیب (۶۵۔۱۰۱۵) (مبشر احمد ربانی)

اللّٰهِ ﷺ :((إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لاَ يَقْبَلُ إِلاَّ طَيِّبًا، وَ إِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ، فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا﴾ وَ قَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾، ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ، أَشْعَثَ، أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ يَارَبِّ وَ مَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَ مَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَ غُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے۔ اللہ نے جو نبیوں اور رسولوں کو حکم دیا ہے وہی مسلمانوں کو بھی حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا اے رسولو! تم پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور اچھے کام کرو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایمان والو! ان پاک چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے پراگندہ حال گرد آلود اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف دراز کر کے کہتا ہے اے میرے رب اے میرے رب یعنی گڑگڑا کر دعا مانگتا ہے کہ خدایا تو ایسا کر یہ دے وہ دے حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اسکا پینا حرام ہے اور اسکا پہننا حرام ہے اور مال حرام سے ہی اسکی پرورش کی گئی ہے تو اسکی دعا کس طرح قبول کی جائے گی۔ (مسلم)

٢٧٦١۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لاَ يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ، أَمِنَ الْحَلاَلِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢٧٦١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی کو اس بات کی پرواہ نہ ہو گی کہ روزی حلال طریقے سے کمائی ہے یا حرام طریقے سے۔ (بخاری) یعنی حلال حرام کی تمیز نہ کرے۔

حلال وحرام میں تمیز کا بیان

٢٧٦٢۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((الْحَلاَلُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَ بَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لاَ يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبَهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَ مَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِيْ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوْشَكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيْهِ، أَلاَ وَ إِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلاَ وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ، أَلاَ وَ إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ

٢٧٦٢۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور اس حلال وحرام کے بیچ میں بعض شبہہ والی چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے (کہ آیا وہ حلال ہیں یا حرام ہیں) جو شک وشبہ والی چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین وعزت کو بچا لیا اور جو ان شبہ والی چیزوں میں پڑ گیا تو اسکی مثال اس چرواہے جیسی ہے جو شاہی چراگاہ کے پاس اپنے جانوروں کو چرائے قریب ہے کوئی جانور اس میں گھس جائے۔ خبردار ہر ایک بادشاہ کی ایک مخصوص چراگاہ ہے جس میں دوسرے جانوروں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ سن لو اللہ تعالیٰ کی چراگاہ یعنی اسکی زمین میں اسکی حرام

٢٧٦١۔ صحيح بخاری كتاب البيوع باب من لم يبال من حيث كسب المال (٢٠٥٩)

❀❀ بخاری كتاب البيوع باب من لم يبال من حيث كسب المال (٢٠٥٩) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٦٢۔ صحيح بخاری كتاب الايمان باب فضل من استبرا لدينه (٥٢)، مسلم كتاب المساقاة باب اخذ الحلال وترك الشبهات (١٥٩٩[٤٠٩٤])

❀❀ بخاری كتاب الايمان باب فضل من استبرا لدينه ٥٢٠) وكتاب البيوع باب الحلال بين والحرام بين (٢٠٥١) مسلم كتاب المساقاة باب اخذ الحال وترك الشبهات (١٠٧۔ ١٥٩٩) (مبشر احمد ربانی)

كُلُّهُ، وَ إِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کردہ چیزیں ہیں۔ خبردار جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ جب وہ درست رہا تو سارا جسم درست رہا اور جب وہ خراب ہو گیا تو سارا جسم خراب ہو گیا۔ سن لو وہ دل ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی دل میں تقویٰ اور ڈر ہونا چاہیے اگر خدا کے خوف سے حرام اور شک والی چیزوں کو چھوڑ دے تو وہ نیک شمار ہو گا' اور اگر بے خوف ہو کر حرام اور شبہہ والی چیزوں کو استعمال کرے تو اچھا نہیں سمجھا جائے گا۔ اصل پرہیز گاری یہی ہے کہ شک وشبہہ والی چیزوں کو بھی چھوڑ دے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ((دع ما يريبك الى مالا يريبك .)) (ترمذی) ''شک وشبہ والی چیزوں کو چھوڑ کر وہ کام کرو جس میں شک وشبہ نہ ہو۔''

((لا يبلغ ان يكون من المتقين حتى يرع ما لا باس به حذرا لما باس به باس .)) (ترمذی، ترھیب)

''آپ ﷺ نے فرمایا بندہ اس وقت تک پرہیز گاری کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ناجائز سے بچنے کیلیے بعض مباح چیزوں سے بھی نہ بچے۔''

یعنی بعض مباح اور ذائقہ دار چیزوں کو بھی چھوڑ دیا جائے گا تو نفس کو حرام اور ناجائز چیزوں سے بچایا جا سکتا ہے جب بندہ اس حد تک پہنچ گیا تو وہ متقی ہو گیا۔ دین میں سب سے بڑی چیز یہی تقویٰ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((افضل الدين الورع .)) (طبرانی ترغیب) ''دین میں سب سے افضل چیز پرہیز گاری ہے۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حرام اور مشتبہہ مال سے بہت بچتے تھے۔ حدیث اور سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو مزدوری کر کے لاتا تھا اور جتنا اس کے ذمہ مقرر تھا اپنی مقررہ آمدنی میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کھانے کے لیے دیتا' ایک دفعہ وہ کما کر لایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کھا لیا غلام نے عرض کیا اتدری ماهذا ''کیا آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے؟ اور کیسا ہے؟ جو آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کیسا ہے غلام نے عرض کیا كنت تكهنت لانسان في الجهالية الحديث...... الخ یعنی جاہلیت کے زمانہ میں میں نے ایک شخص سے جھوٹ موٹ کی کہانت کی تھی جوتشیوں اور نجومیوں کی طرح بات گھڑی تھی آج اس نے میری اس کہانت کی مزدوری دی ہے یہ وہی ہے جو آپ نے کھا لیا ہے یہ سن کر حضرت ابوبکر نے منہ میں ہاتھ ڈال کر جو کچھ کھایا تھا قے کر دیا۔ (بخاری)

یہ قے کر کے اس لیے نکال دیا تا کہ حرام پیٹ میں نہ باقی رہے۔ اس واقعہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر بھول کر کوئی حرام مال یا شبہہ کا مال کھا لے تو معلوم ہو جانے کے بعد قے کر کے نکال دینا چاہیے۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو دودھ پلایا گیا جو اس کا عجیب سا مزہ پایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ صدقہ کے اونٹوں کا دودھ ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈال کر سارا دودھ قے کر دیا (مؤطا)

احیاء العلوم میں اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں نمونے کے طور پر چند بزرگوں کے ورع اور تقویٰ حرام اور مشکوک مال سے بچنے کے واقعات درج کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تم افضل عبادت سے غافل ہو جس کا نام حرام سے بچنا ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزہ رکھتے رکھتے چلے کی طرح دبلے ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ یہ اعمال قبول نہ کرے گا جب تک کہ حرام سے نہ بچو گے۔''

اور سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مال حرام خرچ کرے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اپنا کپڑا پیشاب سے پاک کرے حالانکہ کپڑا بغیر پاک پانی کے صاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح گناہ ہے کہ سوائے مال حلال کے اور کسی چیز سے دور نہیں ہوتا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اطاعت اللہ کا ایک خزانہ ہے اور اس کی کنجی دعا ہے اور اس کنجی کے دندانے حلال لقمے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں مال حرام ہو' اور سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ آدمی ایمان کی تہہ کو نہیں پہنچتا جب تک کہ اس میں چار خصلتیں نہ ہوں۔ اوّل فرائض ادا کرنا' دوم حلال کھانا ورع کے ساتھ' سوم ظاہر و باطن کی ممنوعات سے بچنا' چہارم ان باتوں پر موت تک جمے رہنا' اور فرمایا کہ جو کوئی یہ چاہے کہ صدیقوں کی علامتیں اس پر روشن ہو جائیں تو چاہیے کہ بجز حلال کے اور کچھ نہ کھائے' اور بجز سنت اور ضروری امور کے کوئی کام نہ کرے' اور کہتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن تک مشتبہ کھاتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے' اور یہی معنی ہیں اس آیت کے ﴿كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون﴾ (سورة تطفيف) ''ہرگز نہیں بلکہ غالب آ گیا ان کے دلوں پر وہی جو وہ کیا کرتے تھے یعنی ان کا دل زنگ آلود ہو گیا۔''

اور ابن مبارک فرماتے ہیں کہ شبہہ کا ایک درہم پھیر دینا میرے نزدیک ایک لاکھ سے چھ لاکھ درہم تک خیرات کرنے سے بہتر ہے بعض اکابر سلف فرماتے ہیں کہ آدمی ایک لقمہ حرام کا کھاتا ہے تو اس سے اس کا دل چمڑے کی طرح بگڑ جاتا ہے پھر کبھی اپنی اصلی حالت پر نہیں آتا۔ اور سہل تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اس کے اعضاء خواہ مخواہ نافرمان ہو جاتے ہیں اس کو خبر ہو یا نہ ہو' اور جس کی غذا حلال ہوتی ہے اس کے اعضاء اطاعت کرتے ہیں اور خیرات کی توفیق ہوتی ہے' اور کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ آدمی غذائے حلال کا جب ایک لقمہ کھاتا ہے تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جو شخص حلال کی طلب میں ذلت کے مقام پر اپنے آپ کو کھڑا کرتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے موسم خزاں میں جھڑتے ہیں مشکوک چیزوں سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیے۔

ایک مرتبہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں شکاری کتوں سے شکار کرتا ہوں کبھی کبھار ساتھ دوسرا کتا غیر معلم شریک ہو جاتا ہے' وہ شکار کو مار ڈالتے ہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کسی کتے نے شکار کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تیرے شکاری کتے کا شکار کیا ہوا ہو اور بسم اللہ کہہ کر وہ کتا چھوڑا گیا ہو اس کا کیا ہوا شکار حلال ہے' اور اس کا کھانا جائز ہے اور جب دونوں کتوں نے مل کر شکار کیا اور وہ شکار مر گیا تو تم اس کو مت کھاؤ کیونکہ تمہیں خبر نہیں ہے کہ کس کتے نے شکار کیا ہے۔ (بخاری) یہ ممانعت شک و شبہہ کی بنا پر ہے اور بہت تقویٰ ہے بعض اکابر سلف مشکوک چیزوں سے بہت بچتے تھے۔ احیاء العلوم میں یہ حکایت لکھی ہے۔

حضرت علی بن معبد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کرایہ کے مکان میں رہتا تھا ایک مرتبہ میں نے خط لکھا اور چاہا دیوار کی مٹی لے کر اس کو خشک کر لوں پھر سوچا کہ دیوار میری ملکیت نہیں ہے۔ پھر خیال کیا کہ دیوار میں سے اتنی مٹی لینے میں کیا حرج ہے۔ لہٰذا تھوڑی سی مٹی کھرچ کر میں نے اس تحریر پر ڈال لی تو رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا کہ ذرا سی مٹی لینے میں کیا حرج ہے۔

کتے کی خرید و فروخت منع ہے

٢٧٦٣ـ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيْثٌ، وَ مَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيْثٌ، وَكَسْبُ الْحِجَامِ خَبِيْثٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۷۶۳۔حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کتے کی قیمت ناپاک ہے اور زانیہ عورت کی کمائی خبیث اور حرام ہے اور سینگھی کھینچنے والے کی مزدوری مکروہ ہے۔(مسلم)

توضیح: غیر معلم کتے کو بیچنا اور خریدنا درست نہیں ہے اور اس کی قیمت لینا ناپاک ہے زانیہ عورت جو زنا کاری پر اجرت لیتی ہے تو وہ اجرت اور خرچی حرام ہے اور سینگھی کھینچنے پر مزدوری لینا ناپاک ہے لیکن آگے چل کر حدیث میں اس کی رخصت آئی ہے۔

٢٧٦٤ـ وَعَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَ مَهْرَ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۷۶۴۔حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت لینے سے اور زانیہ عورت کی زنا کی اجرت لینے سے اور کاہن کی کہانت کی اجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔(بخاری، مسلم)

توضیح: حلوان حلاوت سے ہے جس کے معنی شرینی کے ہیں اور کاہن اس کو کہتے ہیں جو غیب کی خبروں کے بتانے کا دعوی رکھتا ہو حالانکہ سوائے خدا کے کوئی غیب داں نہیں ہے بعض لوگ مدعی غیب داں یا نجومی یا فال کھولنے والے کے پاس آکر غیب کی باتیں پوچھتے اور وہ اپنے سمجھ کے مطابق بتا دیتا ہے کبھی کبھار اتفاقی طور پر وہ بات صحیح بھی ہو جاتی ہے تو اس کو شرینی کھلاتے ہیں اس حدیث میں شرینی سے وہ اجرت مراد ہے جو کاہنوں کو اجرت کے طور پر ملتی ہے یہ اجرت حرام ہے جس طرح زانیہ عورت کی کمائی حرام ہے۔

٢٧٦٥ـ وَعَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ، وَ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَ كَسْبِ الْبَغِيِّ، وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوْكِلِهِ، وَالْوَاشِمَةَ، وَ الْمُسْتَوْشِمَةَ، وَالْمُصَوِّرَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۷۶۵۔حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خون کی قیمت لینے سے اور کتے کی قیمت لینے سے اور بدکار عورت کے بدکاری کی اجرت لینے سے منع فرمایا اور سود کھانے والے اور سود کھلانے والے اور جسم کو گودنے والی اور گودوانے والی عورتوں اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔(بخاری)

٢٧٦٣ـ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب تحريم ثمن الكلب (١٥٦٨[٤٠١٢])

❀❀ مسلم كتاب المساقاة باب تحريم ثمن اكلبه (٤١ـ١٥٦٨) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٦٤ـ صحيح بخاری كتاب البيوع باب ثمن الكلب (٢٢٣٧)، مسلم كتاب المساقاة باب تحريم ثمن الكلب (١٥٦٧[٤٠٠٩])

❀❀ بخاری كتب البيوع باب ثمن الكلب (٢٢٣٧) مسلم كتاب المساقاة باب تحريم ثمن اكلب (٣٩ـ١٥٦٧) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٦٥ـ صحيح بخاری كتاب البيوع باب موكل الربا (٢٠٨٦)، كتاب اللباس باب من لعن المصوّر (٥٩٦٢)

❀❀ بخاری كتاب البيوع باب موكل الربا (٢٠٨٦) وكتاب اللباس باب من لعن المصور (٥٩٦٢) شرح السنة ٨/ ٢٥ (٢٠٣٩) (مبشر احمد ربانی)

شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت حرام ہے

٢٧٦٦ـ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ، وَهُوَ بِمَكَّةَ: ((إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ، وَ الْمَيْتَةِ، وَالْخِنْزِيرِ، وَالأَصْنَامِ)) فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ؟ فَإِنَّهُ تُطْلَى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدَّهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ؟ فَقَالَ: ((لاَ، هُوَ حَرَامٌ)) ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا أَجْمَلُوْهُ، ثُمَّ بَاعُوْهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٧٦٦ـ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے سال یہ بیان فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے شراب کے بیچنے اور مردہ جانور کے بیچنے اور خنزیر کے بیچنے اور برتنوں کے بیچنے کو حرام کیا ہے۔ کہا گیا یا رسول اللہ مردار جانور کے چربی کے بارے میں کیا حکم ہے کیونکہ وہ چربی کشتیوں کو ملی جاتی ہے اور چمڑوں کو اس سے چکنا کیا جاتا ہے اور لوگ اس کا چراغ جلاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مردار جانور کی چربی سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو تباہ برباد کرے اور ان پر لعنت برسائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مردار جانوروں کی چربی کو حرام کیا تو ان یہودیوں نے ان کی چربیوں کو پگھلایا پھر اس کو بیچا اور اس کی قیمت کو کھایا۔ (بخاری ومسلم)

٢٧٦٧ـ وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ، فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٧٦٧ـ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو غارت کرے جب ان پر مردار جانور کی چربی حرام کردی گئی تھی تو اس کو پگھلایا اور بیچا۔ (بخاری ومسلم)

کتے اور بلی کی تجارت ممنوع کام ہے

٢٧٦٨ـ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسَّنَّوْرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٧٦٨ـ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر معلم کتے کی قیمت اور بلی کی قیمت لینے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

سینگی پر اجرت دینا

٢٧٦٩ـ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ

٢٧٦٩ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ابوطیبہ

٢٧٦٦ـ صحيح بخارى كتاب البيوع بيع الميتة والاصنام (٢٢٣٦)، مسلم كتاب المساقاة باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام (١٥٨١[٤٠٤٨])

❀❀ بخارى كتاب البيوع باب بيع الميتة والاصنام (٢٢٣٦) مسلم كتاب المساقاة باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام (٧١ـ ١٥٨١) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٦٧ـ صحيح بخارى كتاب البيوع باب لا يذاب شحم الميته ولا يباع ودكه (٢٢٢٣)، مسلم كتاب المساقاة باب تحريم بيع الخمرو الميتة والخنزير والاصنام (١٥٨٢[٤٠٥٠])

❀❀ بخارى كتاب البيوع باب لايذاب شحم الميتة ولايباع ودكه. (٢٢٢٣) مسلم كتاب المساقاة باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام (٧٢ـ ١٥٨٢) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٦٨ـ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب تحريم ثمن الكلب (١٥٦٩[٤٠١٥])

❀❀ مسلم كتاب المساقب باب تحريم ثمن الكلب (٤٢ـ١٥٦٩)' ابوداؤد كتاب البيوع والاجارات باب فى ثمن السنور (٣٤٧٩) (مبشر احمد ربانی)

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمرٍ، وَ أَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خِرَاجِهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

نے سینگھی لگائی تو آپ نے اس کی مزدوری میں ایک صاع یعنی پونے تین سیر کھجور دینے کا حکم صادر فرمایا اور اس کے مالکوں کو یہ حکم دیا کہ اس کے خراج میں سے کچھ کم کر دیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ابوطیبہ بنی بیاضہ کے غلام تھے وہ لوگ اس سے کمائی کرایا کرتے تھے کہ روزانہ اتنی کمائی کر کے ہم کو دیا کرے تو وہ زیادہ کمائی اس سے وصول کرتے جو اس پر گراں گزرتا تو نبی ﷺ نے اس کی طرف سے سفارش فرمائی کہ اس کی کمائی میں سے کچھ کم کر دیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سینگھی لگانے کی مزدوری دینا جائز ہے۔ اور یہ حدیث ناسخ ہے اس حدیث کے لیے جس میں دینے کی ممانعت آئی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیُ......دوسری فصل

٢٧٧٠۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ، وَإِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ النَّسَائِيُّ، وَ ابْنُ مَاجَهْ وَ فِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ دَاوُدَ، وَالدَّارِمِيُّ: ((إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ، وَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ.))

٢٧٧٠۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کمائی تم کھاتے ہو اس میں سب سے بہتر وہ کمائی ہے جو اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتے ہو یعنی اپنے ہاتھ کی کمائی سب کمایوں سے بہتر ہے اور تمہاری اولاد تمہاری کمائی سے ہے (یعنی تم اپنے اولاد کی کمائی سے بوقت ضرورت کھا سکتے ہو) (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، دارمی) اور ابو داؤد دارمی کی روایت میں یوں ہے کہ جو چیز آدمی نے کھائی اس میں سب سے بہتر وہ کمائی ہے جو اپنے ہاتھ سے کمائی ہے اور اس کی اولاد اس کی کمائی میں سے ہے۔

٢٧٦٩۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب ذکر الحجام (٢١٠٢)، مسلم کتاب المساقاۃ باب حل اجرۃ الحجامۃ (١٥٧٧[٤٠٣٨])

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب ذکر الحجام (٢١٠٢) مسلم کتاب المساقاۃ باب حل اجرۃ الحجامۃ (٦٢۔ ١٥٧٧) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٧٠۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب البیوع والاجارات باب فی الرجل یاکل من مال ولدہ (٣٥٢٨)، الترمذی کتاب الاحکام باب ماجاء ان الوالد یاخذ من مال ولدہ (١٣٥٨)، النسائی کتاب البیوع باب الحث علی الکسب (٤٤٥٤)، ابن ماجہ کتاب البخارات باب ماللرجال من مالہ ولدہ (٢٢٩٠) دارمی کتاب البیوع باب فی الکسب وعمل الرجل بیدہ (٢٥٣٧)

❀❀ صحیح، ترمذی کتاب الاحکام باب ماجاء ان الوالد یاخذ من مال ولدہ (١٣٥٨) نسائی کتاب البیوع باب الحث علی الکسب (٤٤٦١) ابن ماجہ کتاب التجارات باب للرجل من مال ولدہ (٢٢٩٠) مسند احمد ٦/ ١٦٢)، ابوداؤد کتاب البیوع والاجارات باب فی الرجل یاکل من مال ولدہ (٣٥٢٨) دارمی کتاب البیوع باب فی الکسب وعمل الرجل بیدہ (٢٥٤٠) مسند احمد (٦/ ٣١، ٤٢، ١٢٧، ١٩٣، ٢٢٠) ابن حبان (١٠٩١، ٢٠٩٢، ١٠٩٢ موارد) عبدالرزاق ٩/ ١٣٣ بیہقی ٧/ ٤٧٩، ٤٨٠ اس حدیث میں سفیان ثوری کے متابع حکم اور جریر وغیرھما ہیں علامہ البانی بھی اسکی سند کو صحیح کہتے ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٧١- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((لَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ، فَيَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَيُقْبَلُ مِنْهُ؛ وَلَا يُنْفِقُ مِنْهُ، فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ وَ لَا يَتْرُكُهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ زَادَهُ إِلَى النَّارِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُو السَّيِّءَ بِالسَّيِّءِ؛ وَلٰكِنْ يَمْحُو السَّيِّءَ بِالْحَسَنِ، وَإِنَّ الْخَبِيثَ لَا يَمْحُو الْخَبِيثَ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَكَذَا فِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

۲۷۷۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرام مال کی کمائی میں سے اگر کوئی صدقہ کرے تو عند اللہ مقبول نہیں' اور مال حرام میں سے اپنے اوپر خرچ کرے تو اس سے برکت نہیں ہوتی اور جو حرام مال کمایا ہے اپنے پیٹھ پیچھے چھوڑ جائے گا تو اس کے لیے جہنم کا توشہ بنے گا اللہ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا ہے لیکن برائی کو بھلائی سے مٹاتا ہے اور ناپاک ناپاکی نہیں دور کر سکتا۔ (احمد' شرح سنہ)

حرام کمائی کی وعید

٢٧٧٢- وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالدَّارِمِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الْإِيمَانِ))

۲۷۷۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت جو حرام مال سے پیدا ہوا ہے جنت میں نہیں داخل ہوگا اور جس گوشت کی نشوونما اور پرورش حرام مال ہی سے ہوئی ہے اس کے لیے دوزخ ہی لائق ہے۔ (احمد ترمذی بیہقی)

شک والی تجارت سے اجتناب کرنا چاہیے

٢٧٧٣- وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((دَعْ مَا يُرِيبُكَ

۲۷۷۳۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات یاد کر لی ہے کہ جو چیز تم کو شک میں ڈالے اس کو چھوڑ

٢٧٧١- اسناده ضعيف، مسند احمد (١/ ٣٨٧)، شرح السنة (٨/ ١٠ ح ٢٠٣٠)، صباح بن محمد ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعيف' مسند احمد ١/ ٣٨٧ شرح السنة باب الكسب وطلب الحلال (٢٠٣٠) ٨/ ١٠ مطولاً مستدرك حاكم ٢/ ٤٧٧' ٤/ ١٦٥' امام بغوی فرماتے ہیں کہ محدثین نے الصباح بن محمد ابی حازم البجلی الاحمی میں کلام کیا ہے ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ضعیف (تقریب ١٥١) امام ابن حبان فرماتے ہیں یہ ثقات سے موضوع روایات بیان کرتا ہے امام عقیلی فرماتے ہیں اسکی روایت میں وہم ہوتا ہے موقوف کو مرفوع کر دیتا ہے (تهذيب ٢/ ٥٤٣)، مستدرك حاكم ١/ ٣٣' ٣٤ میں امام حاکم نے اسے سفیان ثوری کے طریق سے ذکر کیا ہے اور اس میں سفیان ثوری کے متابع حمزہ الزیات ہیں اسے امام حاکم وامام ذھبی نے صحیح الاسناد قرار دیا ہے لیکن اس روایت میں صباح بن محمد کے روایت کردہ الفاظ جو مشکوٰۃ میں احمد اور شرح السنہ سے ذکر کیے گئے موجود نہیں بلکہ اس روایت کا صرف پہلا حصہ ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٧٢- صحيح، مسند احمد (٣/ ٣٢١، ٣٩٩) شعب الايمان (٥٧٦١)، دارمی كتاب الرقاق باب فی اكل السحت (٢/ ٤٠٩ ح ٢٧٧٦)

❀❀ صحيح' مسند احمد ٣/ ٣٢١' ٣٩٩ دارمی كتاب الرقاق باب فی اكل السحت (٢٧٧٩) شعب الايمان باب في المطاعم والمشارب (٥٧٦١) ٥/ ٥٦ مسند بزار (١٦٠٩ كشف الاستار) ابن حبان (١٥٦٩ موارد) مستدرك حاكم ٤/ ٤٢٢ عبدالرزاق (٢٠٧١٩) اسے امام حاکم وذھبی نے صحیح کہا اور یہ مختصراً ترمذی كتاب الفتن (٢٢٥٩) نسائی كتاب البيعة باب ذكر الوعيد عن ؟ اميراً على الظلم (٤٢١٨) اور باب من لم يعني اميراً على الظلم (٤٢١٩) میں بھی موجود ہے عبدالرحمٰن بن سابط کی روایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے متصل ہے باقی صحابہ رضی اللہ عنہم سے مرسل ہے (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ٥/ ٢٤٠) جامع التحصيل فی احكام الراسيل ص: ٢٧٠ رقم (٤٢٨) (مبشر احمد ربانی)

إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ، وَ إِنَّ الْكِذْبَ رِيبَةٌ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَ التِّرْمِذِيُّ، وَالنِّسَائِيُّ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ

دو اور اس چیز کی طرف تم متوجہ ہو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے اور سچائی دل کے لیے اطمینان بخش چیز ہے اور جھوٹ اور باطل شک اور تردد کا موجب ہے۔ (احمد' ترمذی' نسائی' دارمی)

توضیح: یعنی شک و شبہہ والی چیزوں کو چھوڑ کر وہ کام کرنا چاہیے جس میں شک اور تردد نہ ہو اور ہمیشہ سچ بولنا چاہیے کیونکہ سچ بولنے میں اطمینان ہے اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیے کیونکہ جھوٹ بے اطمینانی اور تردد اور شک کا ذریعہ ہے۔

٢٧٧٤۔ وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((يَا وَابِصَةُ! جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالإِثْمِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَجَمَعَ أَصَابِعَهُ، فَضَرَبَ صَدْرَهُ، وَ قَالَ: ((اسْتَفْتِ نَفْسَكَ اسْتَفْتِ قَلْبَكَ)) ثَلَاثًا ((الْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ، وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ وَ الإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ، وَ تَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ، وَ إِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالدَّارِمِيُّ

٢٧٧٤۔ حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا کہ اے وابصہ تم نیکی اور گناہ کی بات دریافت کرنے کیلیے آئے ہو کہ نیکی کیا چیز ہے اور گناہ کیا چیز ہے تو میں نے عرض کیا' ہاں' یہ سن کر آپؐ نے اپنے انگلیوں کو اکٹھا کیا اور اس سے میرے سینے میں مار کر فرمایا کہ تم اپنے دل سے پوچھو اور نفس سے دریافت کرو۔ یہ تین مرتبہ فرمایا پھر آپؐ نے فرمایا کہ نیکی وہ ہے جس سے نفس کو اطمینان حاصل ہو جائے اور دل مطمئن ہو جائے اور گناہ وہ ہے جس سے نفس میں خلش اور چبھن محسوس ہو اور دل میں تردد اور دھکڑ پکڑ ہو اگر چہ لوگ اسکے جائز ہونے کا فتویٰ دیں۔ (احمد' دارمی)

٢٧٧٥۔ وَعَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

٢٧٧٥۔ عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

٢٧٧٣۔ اسناده صحيح، سنن الترمذی كتاب صفة القيامة باب ١٠ (٢٥١٨)، النسائی كتاب الاشربة باب الحث على ترك الشبهات (٥٧١٤)، مسند احمد (١/ ٢٥٥) (مختصراً) دارمی كتاب البيوع باب دع ما يريبك الى مالا يريبك (٢/ ٣١٩، ٣٢٠ح ٢٥٣٢)

❀❀ صحيح مسند احمد ١/ ٢٠٠ ترمذی كتاب القيامة باب (٦٠) رقم (٢٥١٨) نسائی كتاب الاشربة باب الحث على ترك الشبهات (٥٧١١) دارمی كتاب البيوع باب دع ما يريبك الى مالا يريبك (٢٥٣٥) ابن حبان (٥١٣'٥١٢موارد) مستدرك حاكم ٢/ ١٣ عبدالرزاق ٣/ ١١٧ (٤٩٨٤) مسند ابی یعلی (٢٧٦٢) ١٢/ ١٣٢ شرح السنة ٨/ ١٦'١٧ مسند الشهاب ١/ ١٨٦ (٢٧٥) اس حدیث کے کئی ایک صحیح شواھد بھی موجود ہیں ان میں سے عبداللہ بن مسعود کی حدیث نسائی (٥٤١٣) انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مسند احمد ٣/ ١٥٣'١٥٤ مسند ابی یعلی (٢٨٦٢) علامہ البانی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے ارواء الغليل (١٢) ١/ ٤٤ اس حدیث کے دو اور صحیح شواد بھی موجود ہیں ١۔حدیث نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ مسلم كتاب البر والصلة صحيح الجامع الصغير (٢٨٨٠) ٢۔حديث ابی ثعلبه الخشنی رضی اللہ عنہ مسند احمد صحيح الجامع الصغير (٢٨٨١) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٧٤۔ حسن، مسند احمد (٤/ ٢٢٨، ٤/ ١٩٤)، دارمی كتاب البيوع باب دع مايريبك (٢/ ٢٤٥ ح ٢٥٣٦)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٢٧٧٥۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب صفة القيامة باب ١٩ (٢٤٥١)، ابن ماجه كتاب الزهد باب الور والتقوی (٤٢١٥)، عبداللہ بن یزید ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعیف' ترمذی كتاب صفة القيامة باب (١٩) رقم (٢٤٥١) ابن ماجه كتاب الزهد باب الورع والتقوى (٤٢١٥) مستدرك حاكم (٤/ ٣١٩) طبرانی كبير (١٧/ ١٦٩ (٤٤٦) بيهقی ٥/ ٣٣٥ مسند شهاب القضاعی (٩٠٩۔ ٩١٠۔ ٩١١۔ ٩١٢) مسند عبد بن حميد ١/ ٥٨ الكنى للدولابی ٢/ ٣٤ اس روایت کو امام ترمذی نے حسن گیرب اور امام حاکم وذھبی نے صحیح الاسناد قرار دیا ہے جبکہ اسکی سند میں عبداللہ بن یزید الاشقی ضعیف راوی ہے۔ (تقریب ص: ١٩٤) (مبشر احمد ربانی)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَ يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتَّى يَدَعَ مَا لاَ بَأْسَ بِهِ حَذَرًا لِمَا بِهِ بَأْسٌ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ ابْنُ مَاجَهْ

بندہ اس وقت تک پرہیز گاروں کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ناجائز چیزوں سے بچنے کے لیے بعض مباح چیزوں کو نہ چھوڑ دے۔ (ترمذی' ابن ماجہ) اس کی سند حسن ہے۔ (البانی)

توضیح: یعنی بعض مباح اور ذائقہ دار چیزوں کو چھوڑ دیا جائے گا تو نفس کو حرام چیزوں سے بھی بچایا جا سکتا ہے جب بندہ اس درجے تک پہنچ گیا تو وہ متقی ہو گیا اور دین میں سب سے بڑی چیز یہی تقوی ہے۔

شراب کے کاروبار کی حرمت

٢٧٧٦۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَمْرِ عَشْرَةً: عَاصِرَهَا، وَ مُعْتَصِرَهَا، وَ شَارِبَهَا، وَ حَامِلَهَا، وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَ آكِلَ ثَمَنِهَا، وَ الْمُشْتَرِيَ لَهَا، وَالْمُشْتَرِى لَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ

٢٧٧٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب کے معاملے میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (۱) انگور اور پھلوں کو شراب بنانے کی نیت سے نچوڑنے والے پر (۲) اسی غرض کے لیے نچڑوانے والے پر (۳) شراب کے پینے والے پر (۴) اور شراب کے اٹھانے والے پر (۵) اور اس آدمی پر جس کیلیے شراب اٹھا کر لے جائی گئی ہو (۶) پلانے والے پر (۷) اور شراب کے بیچنے والے پر (۸) اور شراب کی قیمت کھانے والے پر (۹) شراب کے خریدنے والے پر (۱۰) اور جس کے لیے شراب خریدی گئی ہو۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٢٧٧٧۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ، وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَ عَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَ حَامِلَهَا، وَالْمَحْمُوْلَةَ إِلَيْهِ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

٢٧٧٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر اور شراب کے پینے والے پر اور شراب کے پلانے والے پر اور شراب کے بیچنے والے پر اور شراب کے خریدنے والے پر اور شراب کے پھلوں کے نچوڑنے والے پر اور نچڑوانے والے پر اور اس کے اٹھانے والی پر اور اس شخص پر جس کے لیے اٹھا کر لے جائی گئی ہو۔ (ابو داوٗد' ابن ماجہ) اس کی سند صحیح ہے۔ (البانی)

٢٧٧٦۔ حسن، سنن الترمذی كتاب البيوع باب النهى ان يتخذ الخمر فلا (١٢٩٥)، ابن ماجه كتاب الاشربة باب لعنت الخمر على عشرة اوجه (٣٣٨١)

❀❀ صحیح' ترمذی كتاب البيوع باب النهى ان يتخذ الخمر خلا (١٢٩٥) ابن ماجه كتاب الاشربة باب لعنت الخمر على عشرة اوجه (٣٣٨١) شرح السنة ٨/ ٣١ اس حدیث کے کئی ایک صحیح شواہد بھی ہیں (۱) حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ جو اسکے بعد آ رہی ہے (۲) حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مستدرك حاكم ٤/ ابن حبان (١٣٧٤ موارد) وغيرهما۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٧٧۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الاشربة باب العنب يعصر بلخمر (٣٦٧٤)، ابن ماجه كتاب الاشربه لعنت الخمر على عشرة اوجه (٣٣٨٠)

❀❀ صحیح ابوداؤد كتاب الاشربة باب العنب يعصر للخمر (٣٦٧٤) ابن ماجه كتاب الاشربة باب لعنت الخمر على عشرة اوجه (٣٣٨٠) مسند احمد ٢/ ٢٥'٧١'٩٧ بيهقى ٨/ ٢٨٧ مسند ابى يعلى (٥٥٨٣) ٩/ ٤٣١ علامہ البانی نے اسکی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٧٨۔ وَعَنْ مُحَيِّصَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ أُجْرَةِ الْحِجَامِ، فَنَهَاهُ، فَلَمْ يَزَلْ يَسْتَأْذِنُهُ، حَتَّى قَالَ: ((اِعْلِفْهُ نَاضِحَكَ، وَاطْعِمْهُ رَقِيْقَكَ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

٢٧٧٨۔ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سینگی کھینچنے والے کے اجرت کی اجازت طلب کی یعنی یہ دریافت کیا کہ سینگی لگانے کی مزدوری لینا دینا اور اس کی مزدوری کا کھانا درست ہے یا نہیں، تو آپ نے اس سے منع فرمایا پھر انہوں نے دوبارہ سہ بارہ یہی اجازت طلب کی تو آپ برابر منع کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ اس کی مزدوری اپنے اونٹ کو کھلا دو یا اپنے غلام کو دے دو۔ (مالک' ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ)

توضیح: شروع اسلام میں آپ نے اس سے منع فرما دیا تھا بعد میں آپ نے اس کی اجازت دے دی تھی چنانچہ ایک موقع پر ایک سینگی لگانے والے کو اس کی مزدوری عنایت فرما دی تھی یا یہ ممانعت تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے۔

گانا بجانے کی اجرت کا بیان

٢٧٧٩۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَكَسْبِ الزَّمَارَةِ۔ رَوَاهُ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

٢٧٧٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت لینے سے اور زانیہ اور گانے بجانے والی عورت کی اجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔ (شرح سنہ)

٢٧٨٠۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَبِيْعُوا الْقَيْنَاتِ، وَلَا تَشْتَرُوْهُنَّ،

٢٧٨٠۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گانے والی لونڈیوں کو مت خریدو بیچو یعنی ان کی تجارت مت کرو

٢٧٧٨۔ صحيح، سنن ابى داؤد كتاب البيوع باب فى كسب الحجام (٣٤٢٢)، ابن ماجه كتاب الاجارات باب كسب الحجام (٢١٦٦)، ترمذى كتاب البيوع ماجاء فى كسب الحجام (١٢٧٧)، موطا الامام مالك الاستند باب ماجاء فى الحجامة (٢/ ٩٨٤ ح ٢٨)

❀❀ صحيح' المؤطا كتاب الاستئذان باب ماجاء فى الحجامة (٢٨) ترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فى كسب الحجام (١٢٧٧) ابوداؤد كتاب الاجارة باب فى كسب الحجام (٣٤٢٢) ابن ماجه كتاب التجارات باب كسب الحجام (٢١٦٦) مسند حميدى (٨٧٨) مسند احمد ٥/ ٤٣٥'٣٣٦ ترتيب المسند للشافعى ٢/ ١٦٦ لحاوى ٤/ ١٣١ مجمع البحرين ٢/ ٢٢٣ اس حدیث کا ایک شاہد جابر رضی اللہ عنہ سے مسند حميدى (١٢٨٤) مسند احمد ٣/ ٣٨١'٣٠٧ مسند ابى يعلى (٢١١٤) ٤/ ٨٧ لحاوى ٤/ ١٣٠ میں موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٧٩۔ صحيح، شرح السنة (٨/ ٢٣ ح ٢٠٣٨) السنن الكبرى للبيهقى (٦/ ١٢٦)

❀❀ صحيح شرح السنة كتاب البيوع باب تحريم ثمن الكلب والدم ٨/ ٢٣ (٢٠٣٨) غريب الحديث لابى عبيد ١/ ٣٤١ بيهقى ٦/ ١٢٦ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٨٠۔ صحيح مسند احمد (٥/ ٢٦٤)، سنن الترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فى كراهية بلع المخنيات (١٢٠٢)، ابن ماجه كتاب التجارات باب يحل بيعه (٢١٦٨)، الصحية (٢٩٢٢)

❀❀ ضعيف' مسند احمد ٥/ ٢٦٤ ترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فى كراهية بيع المغنيات (١٢٨٢) وكتاب تفسير القرآن باب لا يحل بيعه (٢١٦٨)' احمد و ترمذی کتاب کی سند میں علی بن یزید الھانی ضعیف راوی ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کی جرح سے واضح ہے نیز دیکھیں: تهذيب التهذيب ٤/ ٢٤٩ ابن ماجہ کی سند میں عبیداللہ بن زحر الافریقی اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے درمیان دو واسطے (علی بن یزید عن القاسم) ساقط ہیں نیز اس میں ابو المھلب مطرح بن یزید الکوفی بھی ضعف راوی ہے (تقریب ص:٣٣٩) مزید تفصیل کے لیے دیکھیں "احاهيث ذم الفناء والمعازف فى الميزان" ص ٧٤ تا ٧٧ للیشخ عبدالله بن يوس الجديع (مبشر احمد ربانی)

وَلاَ تُعَلِّمُوْهُنَّ، وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ، وَفِيْ مِثْلِ هٰذَا نَزَلَتْ: ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ، وَ عَلِيُّ بْنَ يَزِيْدِ الرَّاوِيِّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ جَابِرٍ: نَهٰى عَنْ أَكْلِ الْهِرِّ فِيْ بَابِ ((مَا يَحِلُّ أَكْلُهُ)) إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى

اور نہ ان لونڈیوں کو گانا سکھاؤ اور اس قسم کی لونڈیوں کو قیمت دینا حرام ہے اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ: ﴿ومن الناس من یشتری لهو الحدیث الایة﴾ یعنی بعض لوگ ایسے ہیں جو کھیل کی چیزوں کوخریدتے ہیں۔(احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

توضیح: یعنی گانے بجانے اور گاجے باجے اور ہر قسم کے لہو ولعب اور کھیل کود کی چیزوں کوخرید کر لوگوں کو ذکر الٰہی سے غافل کرنے والے اور گمراہ کرنے والے جو لوگ ہیں وہ خدا کے نافرمان ہیں موجودہ زمانے میں گانے بجانے کے حکم میں ریڈیو وغیرہ بھی ہے اللہ تعالیٰ ہر بلاؤں سے بچائے۔آمین

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٢٧٨١۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((طَلَبُ كَسْبِ الْحَلاَلِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الإِيْمَان))

۲۷۸۱۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال روزی کا طلب کرنا فرض ہے اللہ کے فریضے کے بعد۔ (بیہقی)اس کی سند ضعیف ہے۔(البانی)

توضیح: یعنی فریضہ الٰہی ادا کرنے کے بعد حلال کمائی کی جستجو کرنی ضروری ہے کیونکہ سب عبادتوں کا دارومدار اسی حلال روزی پر ہے اگر روزی حلال ہے تو عبادت مقبول ہے اور اگر حلال روزی نہیں ہے تو عبادت مقبول نہیں۔

قرآن مجید پر اجرت کا بیان

٢٧٨٢۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ

۲۷۸۲۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کے لکھنے کی مزدوری کے

٢٧٨١۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان (٨٧٤١)، المعجم الكبير للطبرانی (١٠/ ٩٠)، عباد بن کثیر متروک اور محمد بن عبداللہ بن انسان مختلف فیہ راوی ہے۔

❀❀ ضعیف' شعب الایمان باب حقوق الاولاد والاهلين (٨٧٤١) ٦/ ٤٢٠ مسند شهاب للقضاعی (١٢١'١٢٢) طبرانی کبیر (٩٩٩٣) امام بیہقی اس حدیث کی روایت کے بعد فرماتے ہیں اسکی سند میں عباد بن کثیر متفرد ہے اور وہ ضعیف ہے علامہ ھیثمی مجمع الزوائد ١٠/ ٢٩٤ میں فرماتے ہیں عباد بن کثیر الثقفی متروک ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: متروك قال احد روى احاديث كذب (تقريب ص: ١٦٣) علاوہ ازیں اس میں سفیان ثوری اور ابراہیم نخعی کا عنعنہ بھی ہے۔ اس کا ایک شاہد انس رضی اللہ عنہ سے طبرانی اوسط (٨٦٠٥) وغیرہ میں مروی ہے جسے علامہ ھیثمی (مجمع الزوائد ١٠/ ٢٩٤ اور امام منذر نے حسن کہا ہے لیکن یہ روایت بھی ضعیف ہے (١) اس میں بقیہ بن الولید مدلس ہے اور روایت معنعن ہے۔(٢) الزبیر بن الخریق ضعیف راوی ہے (تقریب ص: ١٠٦)، علامہ البانی اس حدیث کوضعیف قرار دیتے ہیں۔(مبشر احمد ربانی)

٢٧٨٢۔ صحيح، المصاحف لابن ابی داؤد (١/ ٨٥) قلمی وابن ابی شيبه (٣/ ١٨٤)

❀❀ اس روایت کو امام الحرمین ازین بن معاویہ العبدری نے روایت کیا ہے انکی اہم ترین کتاب "التجرید للصهاح السنة" ہے اور ہماری معلومات کے مطابق یہ کتاب مطبوع نہیں ہے اور اس روایت کی سند میں بھی معلوم نہیں مزید دیکھیں (متنقيح الرواة ٢/ ١٥٦) (مبشر احمد ربانی) تجارت سچی جس میں جھوٹ اور دھوکہ نہ ہو۔

أُجْرَةِ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ فَقَالَ: لاَ بَأْسَ، إِنَّمَا هُمْ مُصَوِّرُوْنَ، وَإِنَّهُمْ إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ مِنْ عَمَلِ أَيْدِيْهِمْ- رَوَاهُ رَزِيْنٌ

بارے میں دریافت کیا گیا یعنی قرآن مجید کے لکھائی کی مزدوری لینا اور دینا جائز ہے یا نہیں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ یہ لکھنے والے نقش کھینچنے والے ہیں اور وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے ہیں (اور ہاتھ کی کمائی پاکیزہ کمائی ہے۔(رزین)

بجو کی خرید وفروخت

٢٧٨٣- وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِىْ عَمَّارٍ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ رضی اللہ عنہما عَنِ الضَّبُعِ أَصَيْدٌ هِيَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: أَيُؤْكَلُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: نَعَمْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

٢٧٨٣- عبدالرحمٰن بن ابی عمار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے جابر عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ''بجو'' کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ شکار ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے دریافت کیا' اس کو تناول کیا جائے؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا' درست ہے۔ میں نے پوچھا' کیا تو نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا (ترمذی' نسائی' شافعی) امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

٢٧٨٤- وَعَنْ أَبِىْ بَكْرِ بْنِ أَبِىْ مَرْيَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتْ لِمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ جَارِيَةٌ تَبِيْعُ اللَّبَنَ وَ يَقْبِضُ الْمِقْدَامُ ثَمَنَهُ، فَقِيْلَ لَهُ: سُبْحَانَ اللهِ أَتَبِيْعُ اللَّبَنَ؟ وَ تَقْبِضُ الثَّمَنَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ وَ مَا بَأْسٌ بِذٰلِكَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لاَ يَنْفَعُ فِيْهِ إِلاَّ الدِّيْنَارُ وَ الدِّرْهَمُ))- رَوَاهُ أَحْمَدُ

٢٧٨٤- حضرت ابوبکر بن ابی مریم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی جو ان کا دودھ بیچا کرتی تھی اور مقدام بن معدیکرب اس دودھ کی قیمت وصول کرتے تھے تو مقدام سے کہا گیا کہ سبحان اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی دودھ بیچتی ہے اور آپ اس کی قیمت وصول کرتے ہیں تو مقدام نے کہا' ہاں' اس میں کوئی حرج نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ آئندہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس زمانے میں سوائے دینار اور درہم یعنی روپے پیسے کے کوئی چیز فائدہ دینے والی نہیں ہوگی۔(احمد)

٢٧٨٣- صحيح، مسند احمد (٤/ ١٤١) وحاكم (٢/ ١٠)

❀❀ حسن' مسند احمد ٤/ ١٤١ مسند بزار (١٢٥٧ كشف الاستار) مستدرك حاكم ٢/ ١٠ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں ''رواه احمد والنبرار والطبرانى فى الكبير والاوسط وفيه المسعودي وهو ثقة ولكنه اختلط وبقية رجال احمد رجال الصحيح'' (مجمع الزوائد ٤/ ٦٣) اس حدیث کو احمد' بزار اور طبرانی نے المعجم الکبیر والمعجم الاوسط میں روایت کیا ہے اور اس میں (عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبۃ بن مسعود المسعودی ہے اور وہ ثقہ ہے لیکن اسے اختلاط ہو گیا تھا اور احمد کے باقی رواۃ صحیح کے راوی ہیں۔ یزین ہارون اور ابوالمنذر اسماعیل بن عمرو کا سماع قبل از اختلاط ثابت نہیں دیکھیں: نهاية الاغتباط ص:٢٠٥ تا ٢١١ وغیرہ اس روایت کی سند میں مسعودی کی وجہ سے کافی اختلاف ہے تفصیل کے لیے دیکھیں: (مستدرك حاكم ٢٠/ ١٠ حاشيه سبل السلام طبعه محققه المطبوعه مكتبه نزار مصطفى الباز ص ٣/ ١٠٤٠) لیکن اس حدیث کی تائید عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے جو طبرانی اوسط (٢١٦١) وغیرہ میں موجود ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں (مجمع الزوائد ٤/ ٦٤) اس طرح دیکھیں حدیث ابی ہریرہ (مجمع الزوائد ٤/ ٦٤ ان شواہد کی بنا پر یہ حدیث حسن ہے واللہ اعلم (مبشر احمد ربانی)

٢٧٨٤- اسناده ضعيف، مسند احمد (٤/ ١٣٣)، ابوبکر بن ابی مریم ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعيف مسند احمد ٤/ ١٣٣' اس کی سند میں ابوبکر بن ابی مریم ہے جو کہ ضعیف اور مختلط ہے (تقريب :٧٩٦٣) اسے امام احمد' یحیٰی بن معین' ابوزرعہ' ابوحاتم' جوزجانی' نسائی' دارقطنی اور ابن سعد نے ضعف قرار دیا ہے (تهذيب التهذيب ٦/ ٣٠٥' ٣٠٦ وغیرہ) (مبشر احمد ربانی)

توضیح: پہلے زمانے میں عام طور پر لوگ دودھ نہیں بیچتے تھے بلکہ صدقہ اور خیرات کر دیا کرتے تھے اور حاجت مندوں اور غریبوں کو دے دیا کرتے تھے بیچ کر پیسہ لینے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے مقدام بن معدیکرب اپنے دودھ کو اپنے لونڈی کے ذریعے بیچتے اور اس کی قیمت وصول کرتے تھے تو تعجب کے طور پر لوگوں نے ان پر اعتراض کیا تو حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے یہ حلال تجارت ہے اور اس سے روپیہ پیسہ حاصل کرنا درست ہے کیونکہ اس زمانے میں سب کاروبار کا دارومدار اسی روپے پیسے پر موقوف ہے یہ حلال کمائی کا روپیہ سب سے زیادہ فائدہ مند ہے اس لیے دودھ کی سچی تجارت درست ہے البتہ دودھ میں پانی ملا کر دھوکہ دے کر بیچنا جائز نہیں۔

٢٧٨٥۔ وَعَنْ نَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أُجَهِّزُ إِلَى الشَّامِ، وَ إِلَى مِصْرَ، فَجَهَّزْتُ إِلَى الْعِرَاقِ، فَأَتَيْتُ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كُنْتُ أُجَهِّزُ إِلَى الشَّامِ فَجَهَّزْتُ إِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَتْ: لاَ تَفْعَلْ مَالَكَ وَ لِمَتْجَرِكَ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((إِذَا سَبَّبَ اللّٰهُ لأَحَدِكُمْ رِزْقًا مِنْ وَجْهٍ فَلاَ يَدَعْهُ حَتَّى يَتَغَيَّرَ لَهُ، أَوْ يَتَنَكَّرَ لَهُ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَ ابْنُ مَاجَه

٢٧٨٥۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ملک شام اور مصر کی طرف سامان تجارت لے جاتا تھا اور وہاں بیچتا خریدتا تھا پھر میرا ارادہ ہوا کہ ملک عراق کی طرف تجارتی سامان لے جاؤں اور وہاں بیچنا اور خریدنا شروع کروں (اور شام اور مصر کی طرف جانا چھوڑ دوں تو اسکے مشورے کیلئے) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور اس سے عرض کیا کہ یا ام المومنین میں تجارتی سامان شام اور مصر کی طرف بھیجتا تھا اور لے جایا کرتا تھا اب میرا ارادہ یہ ہو گیا ہے کہ تجارتی سامان عراق لے جاؤں اور وہاں بیچنا خریدنا شروع کروں (تو آپ یہ مشورہ دیجئے کہ میں ایسا کر سکتا ہوں یا نہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم ایسا مت کرو تمہیں اور تمہاری تجارت کے لیے کیا ہوا یعنی شام اور مصر کی تجارت کو کیوں چھوڑ رہے ہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمہارے کسی کے لیے کسی جگہ روزی کا سامان مہیا کر دے تو اس کو نہ چھوڑے یہاں تک کہ اس میں کوئی گڑبڑ ہو جائے یا کوئی اس کو نقصان پہنچ جائے۔ (احمد، ابن ماجہ)

توضیح: یعنی جب کسی جگہ سے اللہ تعالیٰ روزی کا ذریعہ مہیا فرما دے اور وہاں سے اس کو روزی کا سامان مل جایا کرتا ہے تو اس جگہ اور ذریعہ کو بلا ضرورت نہیں چھوڑنا چاہیے البتہ اگر وہاں کوئی تبدیلی ہو گئی یا نقصان ہو گیا اور اب فائدہ نہیں ہو رہا ہے تو اس جگہ کو چھوڑ دینا جائز ہے۔

٢٧٨٥۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب التجارات باب اذ قسم للرجل رزق من وجه (٢١٤٨)، مسند احمد (٦/ ٢٤٦)، زبیر بن عبید مجہول ہے۔

❀❀ ضعيف، مسند احمد ٦/ ٢٤٦ ابن ماجه كتاب التجارات باب اذا قسم للرجل رزق من وجه فليلزمه (٢١٤٨) الضعفاء الكبير للعقيلي ٤/ ٢٣١، امام احمد بن ابی بکر البوصیری فرماتے ہیں: اس سند میں میں کلام ہے (ا) ابو عاصم کے والد کا نام مخلد بن الضحاک ہے اور وہ مختلف فیہ ہے امام عقیلی اور امام الساجی نے فرمایا اسکی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی۔ اور ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے اور الزبیر بن عبید کو امام ذھبی رحمہ اللہ نے مجہول قرار دیا ہے اور ابن حبان نے ثقات میں درج کیا ہے (زوائد ابن ماجه (٧٢٠) ص: ٣٠٠) مخلد بن الضحاک کے ترجمہ کے لیے دیکھیں: (الصعفاء الكبير للعقيلى ٤: ٢٣١ كتاب الثقات لابن حبان ٩/ ١٨٥) اور الزبیر عبید کی جہالت کے لیے دیکھیں: (تقريب ص: ١٠٦ ميزان الاعتدال ٢/ ٢٨ تنقيح الرواة ٢/ ١٥٦) (مبشر احمد ربانی)

کاہن کی کمائی

۲۷۸۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ، قَالَتْ: كَانَ لأَبِي بَكْرٍ ؓ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخِرَاجَ، فَكَانَ أَبُوبَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خِرَاجِهِ، فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ، فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ ؓ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: تَدْرِيْ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لإِنْسَانٍ فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ إِلَّا أَنِّيْ خَدَعْتُهُ، فَلَقِيَنِيْ فَأَعْطَانِيْ بِذٰلِكَ، فَهٰذَا الَّذِيْ أَكَلْتَ مِنْهُ قَالَتْ: فَأَدْخَلَ أَبُوبَكْرٍ يَدَهُ، فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۷۸۶۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر ؓ کا ایک غلام تھا جو اپنی کمائی میں سے حضرت ابوبکر ؓ کو دیا کرتا تھا حضرت ابوبکر اس کو کھا لیتے تھے ایک مرتبہ کما کر لایا حضرت ابوبکر نے اس میں سے کھا لیا تو اس غلام نے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کیا ہے یہ جو آپ نے کھا لی ہے حضرت ابوبکر نے کہا کیا بات ہے تو اس غلام نے کہا کہ جاہلیت کے زمانے میں، میں ایک شخص سے جھوٹ موٹ کی کہانت کی تھی اور مجھے کہانت نہیں آتی تھی یعنی نجومیوں اور جوتشیوں کی طرح غیب کی بات من گھڑت اسے بتائی تھی اور اسے دھوکہ دیا تھا اس نے آج مجھے اس کہانت کی مزدوری دی ہے یہ وہی ہے جو آپ نے ابھی کھائی ہے یہ سن کر حضرت ابوبکر نے منہ میں ہاتھ ڈال کر جو کچھ تناول فرمایا تھا قے کر دیا۔ (بخاری)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی حرام مال یا مشتبہ مال کھا لے تو معلوم ہو جانے کے بعد اسے قے کر دینا چاہیے تاکہ حرام مال پیٹ میں باقی نہ رہے۔

۲۷۸۷۔ وَعَنْ أَبِيْ بَكْرٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الإِيْمَانِ))

۲۷۸۷۔ حضرت ابوبکر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں وہ جسم نہیں داخل ہوگا جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو۔ (بیہقی)

۲۷۸۸۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ؓ أَنَّهُ قَالَ: شَرِبَ

۲۷۸۸۔ حضرت زید بن اسلم ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے

۲۷۸۶۔ صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ایام الجاهلیة (۳۸٤۲)

❀❀ بخاری کتاب مناقب الانصار باب ایام الجاهلیة (۳۸٤۲) (مبشر احمد ربانی)

۲۷۸۷۔ حسن، شعب الایمان (۵۷۵۹، و ابویعلی (۱/ ۸۵ ح ۸٤)

❀❀ ضعیف' یہ روایت شعب الایمان للبیهقی میں نہیں ملی بلکہ مسند ابی یعلی (۸٤۸۳) طبرانی اوسط (۵۹۵۸) ۱/ ۳۸۸ لسان المیزان الفردوس للدیلمی (۷٦۱٤) موجود ہے بلکہ مسند بزار میں بھی ہے دیکھیں مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۹٦ لیکن اس کی سند میں عبدالواحد بن زید البصری کو امام یحییٰ بن معین' امام بخاری' امام جوزجانی' امام یعقوب بن شعبہ' امام نسائی' امام ساجی' امام عقیلی' امام ابن شاہید اور امام ابن الجارود نے ضعیف متروک؟ المذهب اور سود الحفظ قرار دیا ہے (لسان المیزان ٤/ ۸۱ المغنی فی الضعفاء ۲/ ۱۹ میزان الاعتدال ۲/ ٦۷۲ کتاب المجروحین ۲/ ۱۵٤ الکامل لابن عدی ۵/ ۱۹۳۵ الضعفاء الکبیر ۳/ ۵٤ الجرح والتعدیل ٦/ ۱۰۷) اور اس کا ایک استاد فرقد السبخی کثیر اولهم ہے دیکھیں (۲٦۹۱) اور دوسری سند میں اسلم کوفی ہے اسے امام بزار اور امام ابن القطان نے غیر معروف قرار دیا ہے اور ایک روایت میں امام عبدالحق نے اسے ضعیف قرار دیا ہے (لسان المیزان ۱/ ۳۸۸) اس کے چند ایک ضعیف شواہد بھی ہیں (مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۹٦) (مبشر احمد ربانی)

۲۷۸۸۔ اسناده ضعیف، شعب الایمان (۵۷۷۱)، انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀❀ منقطع' شعب الایمان ... فی المطاعم والمشارب (۵۷۷۱) ۵/ ٦۰ المؤطا للمالک کتاب الزکاة باب ماجاء فی اخذ الصدقات والتشدید فیها (۳۱) ... سنن الکبری للبیهقی (۷/ ۱٤) یہ حدیث پیچھے (۱۸۳٦) گزر چکی ہے۔ زید بن اسلم ثقہ عالم ہیں لیکن مرسل روایات بھی بیان کرتے ہیں (تقریب ص: ۱۱۲) کتاب المراسیل لابن ابی حاتم رازی (۹۵) جامع التحصیل (۲۱۱) ص: ۲۱٦) (مبشر احمد ربانی)

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا، وَ أَعْجَبَهُ، وَ قَالَ لِلَّذِيْ سَقَاهُ: مِنْ أَيْنَ لَكَ هٰذَا اللَّبَنَ؟ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَرَدَ عَلٰى مَاءٍ قَدْ سَمَّاهُ، فَإِذَا نَعَمٌ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ وَ هُمْ يَسْقُوْنَ، فَحَلَبُوا لِيْ مِنْ أَلْبَانِهَا، فَجَعَلْتُهُ فِيْ سِقَائِيْ، وَهُوَ هٰذَا فَأَدْخَلَ عُمَرُ يَدَهُ فَاسْتَقَائَهُ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الإِيْمَانِ))

دودھ پیا جو ان کو بہت اچھا اور ذائقہ دار معلوم ہوا تو انہوں نے دودھ پلانے والے سے دریافت کیا کہ یہ دودھ تم کہاں سے لائے ہو تو انہوں نے یہ بتایا کہ میں تالابیا کنویں کے چشمے پر گیا تھا جس کا اس نے نام بتایا تو وہاں صدقے کے اونٹ اور جانور تھے۔ صدقے اور زکو کے اونٹوں کے دودھ نکال نکال کر لوگوں کو پلا رہے تھے تو ان صدقے کے جانوروں کا دودھ میں نے اپنے مشکیزے میں رکھ لیا تو جو دودھ آپ نے اس وقت پیا ہے وہ صدقے کے اونٹوں کا دودھ تھا تو حضرت عمر نے اپنے ہاتھ کو منہ میں داخل کر کے جو پیا تھا قے کر دیا۔ (بیہقی شعب الایمان)

٢٧٨٩۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنِ اشْتَرٰى ثَوْبًا بِعَشْرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيْهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ، لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً مَادَامَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَدْخَلَ أُصْبُعَيْهِ فِيْ أُذُنَيْهِ وَقَالَ: صُمَّتَا إِنْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُهُ:۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الإِيْمَانِ)) وَ قَالَ: إِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ

٢٧٨٩۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص دس درہم میں کوئی کپڑا خریدے جس میں سے ایک درہم حرام کا تھا تو جب تک اس کے جسم پر وہ کپڑا ہوگا تب تک اللہ تعالیٰ اس کی نماز نہیں قبول فرمائے گا۔ یہ کہہ کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخل کر لیا اور فرمایا کہ دونوں میرے کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہوئی ہو۔ (احمد، بیہقی)

توضیح: رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے مثلاً اگر کوئی شخص دس درہم میں یا دس روپے میں کپڑا خریدے اور اس میں سے ایک درہم یا ایک روپیہ بھی مال حرام کا تھا اگر وہ کپڑا پہن کر نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ فرمائے گا جب تک کہ وہ حرام کپڑا اس کے جسم پر رہے گا۔

❀❀❀❀

٢٧٨٩۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (٢/ ٩٨)، شعب الايمان (٦١١٤)، بقیہ مدلس راوی ہے اور سماع کی صراحت نہیں کی مزید علمت کے لیے دیکھیے الضعيفه (٨٤٤)

❀❀ ضعیف، مسند احمد ٢/ ٩٨ شعب الايمان باب فی الملالبس والاوانی (٦١١٤) ٥/ ١٤٢ كتاب الورع لابن ابی الدنيا ٢/ ٢٧٣ بغدادی ١٤/ ٢١ الفردوس للا يلمی (٥٩١١) فيض القدير (٨٤٤٤) اس روایت کو امام احمد، امام منذری حافظ عراقی، امام بیہقی، امام سیوطی اور علامہ البانی وغیرھم نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اسکی سند میں بقیۃ بن الولید مدلس ہے اور یہ تدلیس التسویہ بھی کرتا ہے اسکی تصریح بالسماع مسلسل نہیں ہے اور ہاشم الاوقص ضال غیر ثقہ ہے (سلسلة الاحاديث الضعيفه (٨٤٤) نصب الراية ٢/ ٣٢٥ شقيح الرواة ٢/ ١٥٧) (مبشر احمد ربانی)

(۲) بَابُ الْمُسَاهَلَةِ فِي الْمُعَامَلَةِ

لین دین اور معاملات میں نرمی کرنے کا بیان

ہر معاملے میں ایمانداری اور دیانت داری اور امانت داری کے ساتھ ساتھ خوش خلقی اور نرم زبانی اور شیریں کلامی بھی ضروری ہے کیونکہ بدخلق اور بد معاملہ آدمی سے لوگ معاملہ کرنا پسند نہیں کرتے خوش اخلاقی تمام مشکلوں کو آسان کر دیتی ہے اور خلیق آدمی سے سبھی لوگ محبت کرتے ہیں زبان شیریں ملک گیری مشہور ہے گاہکوں سے نرم کلامی اور خوش خلقی اور صبر و تحمل سے پیش آنا چاہیے اسی کا نام مساہلت ہے یعنی چشم پوشی کرنا اور گاہک کے کھوٹے اور خراب پیسوں کو بھی آنکھ بند کر کے لے لینا یہ بھی ایک قسم کی نیکی ہے جس کی تعریف نیچے حدیثوں میں آ رہی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

۲۷۹۰۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلاً سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَ إِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۷۹۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے کہ جب وہ بیچتا اور خریدتا اور تقاضا کرتا ہے تو نرمی کرتا ہے۔ (بخاری)

۲۷۹۱۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ رَجُلاً كَانَ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ أَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوْحَهُ، فَقِيْلَ لَهُ: هَلْ عَلِمْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ: مَا أَعْلَمُ قِيْلَ لَهُ: أُنْظُرْ قَالَ: مَا أَعْلَمُ شَيْئًا، غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَ أُجَازِيهِمْ فَأُنْظِرُ الْمُوْسِرَ، وَ أَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ؛ فَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۷۹۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا کہ موت کا فرشتہ اس کی روح نکالنے کے لیے اس کے پاس آیا تو اس سے کہا گیا کہ کیا تم نے کوئی نیکی کبھی کی ہے تو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا پھر اس سے کہا گیا کہ تم غور و فکر لو اور سوچ لو شاید کوئی نیکی یاد آ جائے تو اس نے کہا مجھے یاد نہیں ہے صرف مجھے اتنا خیال آتا ہے کہ دنیا میں جب میں لوگوں کے ساتھ کوئی چیز خریدتا یا بیچتا تھا تو میں ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آتا تھا اور ان پر احسان کرتا تھا اور جب میں تقاضا کرتا تھا تو خوش حال آدمی کو مہلت دے دیتا تھا اور تنگ دست کو معاف کر دیتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس نیکی کی وجہ سے جنت میں داخل کیا۔ (بخاری و مسلم)

۲۷۹۰۔ صحیح بخاری کتاب البیوع السهولة والسماحة فی الشراء والبیع (۲۰۷۶)

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب السهولة والسماحة فی الشراء والبیع (۲۰۷۶) ابن ماجه (مبشر احمد ربانی)

۲۷۹۱۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ما ذکر عن بنی اسرائیل (۳۴۵۱)، مسلم کتاب المساقاة باب فضل انظار المعسر (۱۵۶۰[۳۹۹۳])

❀❀ بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل (۳۴۵۱) مسلم کتاب المساقاة باب فضل انظار المعسر (۲۶۔ ۱۵۶۰) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٩٢۔ وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الأَنْصَارِيِّ ((فَقَالَ اللهُ أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ، تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِيْ))

٢٧٩٢۔ اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اس شخص کا بیان سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تجھ سے زیادہ معاف کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ اے فرشتو! تم اس سے درگزر کرو اور سختی نہ کرو۔

خرید و فروخت میں قسم نہیں کھانی چاہیے

٢٧٩٣۔ وَعَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَ كَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٧٩٣۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیچنے اور خریدنے میں زیادہ قسمیں نہ کھایا کرو کیونکہ قسم خوری چیزوں کے بیچنے کی رواج دے دیتی ہے لیکن وہ برکت مٹا دیتی ہے۔ (مسلم)

٢٧٩٤۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْحَلْفُ مُنْفِقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مَمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٧٩٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ زیادہ قسم چیزوں کے بیچنے کے لیے رواج دے دیتی ہے اور برکت کو مٹا دیتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

٢٧٩٥۔ وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((ثَلاثَةٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لاَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَ لاَ يُزَكِّيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ)) قَالَ أَبُوْذَرٍّ: خَابُوْا وَ خَسِرُوْا مَنْ هُمْ؟ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: ((اَلْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٧٩٥۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ غصہ کی وجہ سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا بھی اور نہ ان کو گناہوں سے پاک و صاف کرے گا اور ان کیلیے دردناک عذاب ہوگا۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوذر نے کہا یا رسول اللہ یہ نقصان اٹھانے والے بدنصیب کون لوگ ہیں تو آپ نے فرمایا۔ (۱) ایک وہ ہے جو تکبر کی وجہ سے ٹخنے کے نیچے اپنی لنگی یا پائجامہ کو لٹکائے اور (۲) دوسرا وہ ہے جو احسان کر کے احسان جتائے اور (۳) تیسرا وہ ہے کہ جو جھوٹی قسم کھا کر اپنے مالوں کو بیچے۔ (مسلم)

٢٧٩٢۔ صحيح مسلم (١٥٦٠[٣٩٩٦])

❀❀ مسلم كتاب المساقاة باب فضل انظار المعسر (٢٩۔ ١٥٦٠) (مبشر احمد ربانی)

٢٧٩٣۔ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب النهى عن الحلف فى البيع (١٦٠٧[٤١٢٦])

❀❀ مسلم كتاب المساقاة باب النهى عن الحلف فى البيع (١٣٢۔١٦٠٧) احمد' نسائی' ابن ماجہ۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٩٤۔ صحيح بخاری كتاب البيوع باب يحق الله الربا (٢٠٨٧)، مسلم كتاب المساقاة باب النهى عن الحلف البيع (١٦٠٦[٤٢١٥])

❀❀ بخاری كتاب البيوع باب (يمحق الا الرباب) (٢٠٨٧) مسلم كتاب المساقاة باب النهى عن الحلف فى البيع (١٣١۔١٦٠٦) ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٩٥۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار (١٠٦[٢٩٣])

❀❀ مسلم كتاب الايمان باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار (١٠٦'١٧١) مسند احمد و اصحاب السنن (مبشر احمد ربانی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

٢٧٩٦۔ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الأَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَالدَّارَ قُطْنِیُّ

۲۷۹۶۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امانت دار سچے تاجر کا حشر نبیوں' صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارقطنی)

٢٧٩٧۔ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

۲۷۹۷۔ نیز ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔

توضیح: علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے امام ترمذی رحمہ اللہ کی موافقت کرتے ہوئے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے (مشکوۃ علامه البانی جلد٢ صفحه ٧٥١)

٢٧٩٨۔ وَعَنْ قَیْسِ بْنِ أَبِیْ غَرَزَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ:

۲۷۹۸۔حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٢٧٩٦۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی کتاب البیوع ماجاء فی التجار وتسمية النبی صلی اللہ علیہ وسلم اياهم (١٢٠٩)، دارقطنی کتاب البیوع باب (ح١٨) ٧١٣، ابوحمزہ میمون ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعيف مرسل' ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی التجار وتسمية النبی صلی اللہ علیہ وسلم اياهم (١٢٠٩) دار قطنی کتاب البیوع (٢٧٨٩) دارمی کتاب البیوع باب فی التجارا الصدوق (٢٥٤٢) شرح السنة (٨/ ٤) مستدرك حاكم ٢/ ٦ یہ روایت ضعیف ہے اس میں کئی علل ہیں (۱) سفیان ثوری مدلس ہیں اور روایت معنعن ہے (۲) حسن بصری کثیر التدلیس والارسال ہیں اور ان کی تصریح بالسماع موجود نہیں ہے کہ ان کے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سماع میں بھی کلام ہے (جامع التحصیل ص:١٩٥) علامہ سید عبداللہ ہاشم یمانی فرماتے ہیں کہ ان کا سماع ممکن ہے اس لیے کہ حسن بصری کی ولادت ۲۱ھ اور وفات ۱۰۰ھ ہے جبکہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وفات ۷۴ھ ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ حسن بصری ارسال کے ساتھ تدلیس بھی کرتے ہیں اور کثیر التدلیس ہیں؟ بغیر تصریح بالسماع ان کی روایت قبول نہیں ہوگی (۳) حسن بصری سے روایت کرنے والے ابوحمزہ کی تعیین میں اختلاف ہے امام دارمی اسے میمون الاعور قرار دیتے ہیں جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ اسے عبداللہ بن جابر قرار دیتے ہیں اگر میمون الاعور ہے تو ضعیف ہے (تقریب ص:٣٥٤) اور اگر عبداللہ بن جابر ہے تو اسے ابن حبان ابن معین اور ذھبی نے ثقہ کہا اور امام بزار نے لاباْس بہ قرار دیا ہے (تهذيب ٣/ ١١، الكاشف ١/ ٥٤٢) ابن حجر رحمہ اللہ کا تقریب میں اسے مقبول کرنا درست نہیں ہے۔ بہرحال یہ روایت حسن بصری رحمہ اللہ کی تدلیس کی بنا پر ضعیف ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٩٧۔ ضعيف، سنن ابن ماجه کتاب التجارات باب الحث ملی امکاسب (٢١٣٩)، کلثوم بن جوش ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعيف' ابن ماجه کتاب التجارات باب الحث علی المكاسب (٢١٣٩) دارقطنی (٢٧٨٨) مستدرك حاكم ٢/ ٦ یہ روایت ضعیف ہے اسکی سند میں کلثوم بن جوشن القشیری الرقی ضعیف اور منکر الحدیث راوی ہے۔ (تقريب ص:٢٨٦ الكاشف ٢/ ١٤٩) علامہ البانی رحمہ اللہ بھی اسے روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں هذا حديث لااصل له وكلثوم ضعيف الحديث (علل الحديث ١/ ٣٨٦ (١١٥٦) اس روایت کا کوئی اصل نہیں اور کلثوم ضعیف الحدیث ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٧٩٨۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد کتاب البیوع فی التجارة يخالطها الحلف واللفو (٣٣٢٦)، ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی التجار وتسمية النبی صلی اللہ علیہ وسلم اياهم (١٢٠٨)، النسائی کتاب الایمان والنذور باب فی الحلف والکذب لم یهتقد الیمین (٣٥٢٩)، ابن ماجه کتاب التجارات باب التوفی باب التوفی التجارة (٢١٤٥)

❀❀ صحيح' ابوداؤد کتاب البیوع باب فی التجارة يخالطها الحلف واللغو (٣٣٢٦'٣٣٢٧) ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی التجارة وتسمية النبی صلی اللہ علیہ وسلم اياهم (١٢٠٨) نسائی کتاب الایمان والنذور باب فی الحلف والکذب لمن لم يعتقد اليمين بقلبه (٣٧٩٧) ابن ماجه کتاب التجارات باب التوفی فی التجارة (٢١٤٥) المحلی ٥/ ٢٣٥ المتقی لابن الجارود (٥٥٧ مستدرك حاكم ٢/ ٥' امام اعمش کی تصریح بالسماع طحاوی کی مشکل الآثار ٣/ ١٣'١٤ میں موجود ہے اور ایک جماعت نے انکی متابعت بھی کی ہے اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن صحیح امام حاکم و امام ذھبی اور علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

كُنَّا نُسَمَّى فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ السَّمَاسِرَةَ، فَمَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ، فَقَالَ:((يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلِفُ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

کے زمانے میں ہم سوداگروں کا نام سماسرا تھا یعنی ہم کو بجائے تاجر کے سماسرا کہتے تھے جس کے معنی دلال کے ہیں تو ایک مرتبہ نبی ﷺ ہمارے پاس سے گزرے تو آپ نے اس سے ہمارا اچھا نام رکھا اور فرمایا کہ اے تاجروں کے گروہ تمہاری تجارت میں بعض دفعہ لغو اور بیہودہ باتیں جھوٹی قسمیں بھی ہو جایا کرتی ہیں تو تم اس کو صدقہ کے ساتھ ملا لو یعنی تجارت کے مال میں سے صدقہ اور خیرات دے دیا کرو تا کہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

متقی تاجر کی فضیلت

٢٧٩٩۔ وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ ﷺ عَنْ أَبِيْهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((التُّجَّارُ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا، إِلَّا مَنِ اتَّقَى وَبَرَّ وَصَدَقَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ وَ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ)) عَنِ الْبَرَاءِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

٢٧٩٩۔ حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تاجروں کو نافرمان اور فساق اور فجار اور دروغ گو لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا مگر وہ تاجر اس سے الگ ہوں گے جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اور نیکی اور بھلائی کی اور سچ بولے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، بیہقی)

٢٨٠٠۔ وَ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ)) عَنِ الْبَرَاءِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

٢٨٠٠۔ اور بیہقی نے شعب الایمان (اس روایت کو) براء رضی اللہ عنہ بن عازب سے بیان کیا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

توضیح: علامہ البانی نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (مشکوۃ علامہ البانی جلد ۲ صفحہ ۸۵۲)

٢٧٩٩۔ صحيح، سنن الترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فى التجار وتسمية النبى اهاهم (١٢١٠)، ابن ماجه كتاب التجارة باب التوفى فى التجارة (٢١٤٦) الصحيح (١٤٥٨)، دارمى كتاب البيوع باب فى التجار (٢/ ٣٢٢ ح ٢٥٣٨)

❀❀ حسن، ترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فى التجارة وتسمية النبى ﷺ اياهم (١٢١٠) ابن ماجه كتاب التجارات باب التوفى فى التجارة (٢١٤٦) دارمى كتاب البيوع باب فى التجار (٢٥٤١) ابن حبان (١٠٩٥ موارد) مستدرك حاكم ٢/ ٦ بيهقى ٥/ ٢٦٦) حلية الاولياء ٧/ ١١٤ اس کی سند میں اسماعیل بن عبید بن رفاعہ جسے عبیداللہ بن رفاعہ بھی کہا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ کبیر ١/ ٣٦٧۔٣٦٨ میں اور ابن ابی حاتم نے الجرح والتعديل ٢/ ١٨٧ میں ذکر کیا ہے ور اس پر کوئی جرح وتعدیل نہیں کی امام ترمذی، امام حاکم، امام ذھبی نے اس روایت کی تصحیح کے ذریعے اسکی توثیق کی ہے اور ابن حبان نے اسے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور اس کے معنی کی حدیث عبدالرحمان بن شبل سے مسند احمد ٣/ ٤٢٨ مستدرك حاكم ٢/ ٦،٧ بيهقى ٥/ ٢٦٦ وغیرھا میں موجود ہے اسے امام حاکم نے صحیح کہا اور امام ذہبی نے انکی موافقت کی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٨٠٠۔ صحيح، شعب الايمان (٤٨٤٨)

❀❀ یہ روایت شعب الایمان میں نہیں ملی علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں خطب تبریزی نے مشکاۃ (٢٨٠٠) میں پھر سیوطی رحمہ اللہ نے "الجامع الكبير (٣/ ٧٢/ ١) میں ذکر کیا ہے کہ بیہقی نے "شعب الایمان" میں براء بن عازب سے یہ حدیث ذکر کی ہے لیکن ان دونوں نے اس کی سند کے بارے کچھ ذکر نہیں کیا اور میں بھی اس پر واقف نہیں ہوا تا کہ اس پر نظر کر سکوں اس میں احتمال یہ ہے کہ اسکی سند پہلی ہی حدیث والی ہو لیکن بعض راویوں نے غلطی کر کے اسے براء رضی اللہ عنہ کی مسند سے بنا دیا ہے ہو (غاية المرام ص:١٢٥) والله اعلم (مبشر احمد ربانی)

(۳) بَابُ الْخِیَارِ

بیع اور خیار کا بیان

دو کاموں میں سے کسی اچھے کو پسند کرنے کو خیار یا اختیار کہتے ہیں تجارت میں خریدنے و بیچنے والے کو کبھی کبھار خیار کی ضرورت پڑ جاتی ہے اس کی چار قسمیں ہیں (۱) خیار مجلس (۲) خیار رویت (۳) خیار شرط (۴) خیار عیب۔ خیار مجلس یعنی جب تک بیچنے اور خریدنے والے ایک ہی مجلس میں بیٹھے ہوئے لینے دینے کی بات چیت کر رہے ہوں بیچنے والے نے جتنے میں بیچا تھا بیچ کر خریدار کو دیدی اور قیمت بھی لے لی اور خریدنے والے یعنی گاہک نے خریدی ہوئی چیز لے لی اور قیمت بھی اس کی دے دی اور دونوں ابھی تک ایک ہی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں تو ان دونوں کو خیار مجلس حاصل ہے جب تک دونوں مجلس میں ہیں تب تک اس سودے کو رکھنے اور توڑ دینے کا اختیار رکھتے ہیں چاہے اس معاملہ کو باقی رکھیں اور چاہے توڑ دیں جیسا کہ حدیث میں آ رہا ہے۔

بغیر دیکھے اگر کسی چیز کو خرید لیا تو یہ معاملہ درست تو ہو جائے گا لیکن دیکھنے کے بعد اس کو اختیار ہے اگر پسند ہے تو رکھ لے اور ناپسند ہے تو واپس کر دے اسی کو خیار رویت یعنی دیکھنے کا اختیار کہتے ہیں اور اگر خریدنے کے بعد خریدار کو خریدی ہوئی چیز میں عیب معلوم ہو اور دراصل اس میں عیب موجود ہو تو اس عیب کی وجہ سے اس چیز کو پھیر دینے کا اختیار ہے اسی کو خیار عیب بھی کہتے ہیں دوکان دار کو بھی چاہیے کہ عیب دار چیز کے عیب کو ظاہر کر دے اور بغیر ظاہر کئے بیچ ڈالا تو بہت گنہگار ہو گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص عیب دار چیز کو بغیر عیب ظاہر کئے بیچے تو وہ اللہ کے غضب میں ہمیشہ رہے گا اور ہمیشہ فرشتے لعنت کرتے رہیں گے (ابن ماجہ)

اور اگر خریدتے وقت یوں کہے کہ لینے اور نہ لینے کا ہم کو اختیار ہے اس شرط پر یہ چیز خریدتا ہوں تو اس کو خیار شرط کہتے ہیں' یہ جائز ہے۔

بعض کے نزدیک یہ تین دن تک ہے اور محققین کے نزدیک کوئی تعین نہیں ہے اور یہی صحیح ہے ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گنوار کو بیچنے کے بعد اختیار دیا تھا۔

۲۸۰۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ فِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ:

۲۸۰۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیچنے اور خریدنے والے ہر دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہے چاہیں اس معاملے کو باقی رکھیں اور چاہیں توڑ دیں جب کہ دونوں ایک ہی مجلس میں ہوں اور دونوں الگ تھلگ نہ ہوئے ہوں مگر بیع اختیاری

۲۸۰۱۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب کم یجوز الخیار (۲۱۰۷)، مسلم کتاب البیوع باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین (۱۵۳۱[۳۸۵۳، ۳۸۵۶])

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب کم یجوز الخیار (۲۱۰۷) وباب البیعان بالخیار مالم یتفرقا (قو۲) مسلم کتاب البیوع باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین (۱۵۳۱'۴۳'۴۵) ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی البیعین بالخیار مالم یتفرقا (۱۲۴۵) (مبشر احمد ربانی)

((إِذَا تَبَايَعَ الْمُتَبَايِعَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُوْنَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ، فَإِذَا كَانَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ)) وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ: ((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَخْتَارَا)) وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ: ((أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اخْتَرْ)) بَدَلَ ((أَوْ يَخْتَارَا))

ہے اختیار باقی رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ بیچنے خریدنے والے کو جب تک دونوں ایک ہی مجلس میں ہوں اور جدا نہ ہوئے ہوں تو ان کو اختیار رہتا ہے یا ان کا معاملہ اختیاری ہو جب ان دونوں کا معاملہ اختیار ہوا ہو تو بیع واجب ہو جاتی ہے۔ اور ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ بیچنے اور خریدنے والے دونوں کو اختیار باقی رہتا ہے جب تک کہ دونوں جدا نہ ہوئے ہوں یا دونوں اختیار کر لیں۔ اور بخاری و مسلم کی بعض روایتوں میں یوں ہے کہ ایک دوسرے سے لفظ اِخْتَرْ کہے اِخْتَارَا کے بدلے میں۔ صرف لفظوں کا فرق ہے مطلب ایک ہی ہے۔

۲۸۰۲۔ وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَ بَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا، وَ إِنْ كَتَمَا وَ كَذِبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۰۲۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک کہ مجلس میں موجود ہیں اور جدا نہ ہوں۔ اگر دونوں سچ سچ بولیں گے اور اپنی چیز کے عیب کو صاف صاف طور پر بیان کر دیں گے تو ان کے بیع میں برکت دی جائے گی اور اگر دونوں اپنے عیبوں کو چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے بیع کی برکت جاتی رہے گی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی اگر دونوں حق گوئی اور صداقت و امانت داری سے معاملہ کریں گے تو ان کے معاملے میں برکت ہوگی اور اگر دروغ گوئی اور عیب پوشی سے کام لیں گے تو ان کے معاملے میں برکت نہیں ہوگی۔

۲۸۰۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنِّيْ أُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ: ((إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: لاَ خِلاَبَةَ)) فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۰۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ میں بیچنے اور خریدنے میں دھوکہ کھا جاتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ جب تم کوئی چیز بیچو تو یہ کہہ دیا کرو کہ اس میں دھوکہ اور فریب نہیں ہے چنانچہ وہ یہ کہہ دیا کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: لاخلابتہ مکر اور فریب کا معاملہ نہیں ہے یعنی اگر مجھ کو اس بیع میں دھوکہ دے تو بیع لازم نہ ہوگی میں معاملہ فسخ کر دوں گا یا مجھ کو فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

۲۸۰۲۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحا (۲۰۷۹)، مسلم کتاب البیوع باب الصدق فی البیع البیان (۱۵۳۲[۳۸۵۸])

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحا (۲۰۷۹) مسلم کتاب البیوع باب الصدق فی البیع والبیان (۴۷۔ ۱۵۳۲) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۰۳۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب مایکرہ من الخداع فی البیع (۲۱۱۷)، مسلم کتاب البیوع باب من یخدع فی البیع (۱۵۳۲[۳۸۶۰])

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب ما یکرہ من الخداع فی البیع (۲۱۱۷) وکتاب الاستقراض باب ما ینھی عن اضاعۃ المال (۲۴۰۷) ومسلم کتاب البیوع باب من یخدع فی البیع (۴۸۔ ۱۵۳۳) (مبشر احمد ربانی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

۲۸۰۴۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولِ الله صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَلْبَیِّعَان بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتفَرَّقَا، إِلاَّ أَنْ یکُونَ صَفْقَةَ خِیَارٍ، وَ لاَ یَحِلُّ لَهُ أَنْ یُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْیَةَ أَنْ یَسْتَقِیْلَهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِیُّ

۲۸۰۴۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیچنے اور خریدنے والے کو اختیار ہے جب تک کہ وہ مجلس سے الگ نہ ہوں مگر اختیاری معاملے میں اختیار باقی رہے گا اور اسکے واسطے یہ حلال نہیں ہے کہ معاملہ کرتے ہی فوراً مجلس سے اٹھ کھڑا ہو اس خیال سے کہ دوسرے کو معاملے کے توڑنے کا حق نہ رہے۔(ترمذی'ابوداوٗد'نسائی)اس کی سند حسن ہے۔(البانی)

توضیح: اقالۃ کے معنی معاملہ کے فسخ کرنے اور توڑ دینے کے ہیں یعنی جو شخص معاملہ کرے تو مجلس اس خوف سے بدل دے کہ دوسرے کو بیع توڑ دینے کا حق حاصل نہ رہے۔

۲۸۰۵۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لاَ یَتفَرَّقَنَّ اثْنَانِ إِلاَّ عَنْ تَرَاضٍ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۲۸۰۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خریدنے اور بیچنے والے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ دونوں بیع پر راضی ہو جائیں۔(ابوداوٗد)

توضیح: یعنی بیچنے اور خریدنے والے دونوں آپس کی رضا مندی سے بیچیں اور خریدیں اور ایک راضی رہا اور دوسرا راضی نہ رہا تو یہ معاملہ درست نہیں رہا دونوں کی رضا مندی سے معاملہ صحیح ہوگا۔

۲۸۰۶۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَیَّرَ أَعْرَابِیًّا بَعْدَ الْبَیْعِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَ قَالَ: هَذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ

۲۸۰۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی آدمی کو بیچنے کے بعد اختیار دیا تھا۔(ترمذی)

۲۸۰۴۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی خیار المتبایعین (۳۴۵۶)، الترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی البیعین بالخیار مالم یتفرقا (۱۲۴۷)، النسائی کتاب البیوع باب وجوب الخیار للمتبایعین قبل افتاهما (۴۴۸۸)

❀❀ حسن' ترمذی کتاب البیوع ماجاء فی البیعین بالخیار مالم یتفرقا (۱۲۴۷) ابوداؤد کتاب البیوع والاجارات باب فی خیار المتبایعین (۳۴۵۶) نسائی کتاب البیوع باب وجوب الخیار المتبایعین قبل افترا قهما بابدانهما (۴۴۸۳) ابن الجارود (۶۲۰) مسند احمد (۲/ ۱۸۳) بیهقی ۵/ ۲۵۱ دار قطنی (۲۹۷۸ اس کی سند میں محمد بن عجلان مدلس ہے اسکی تصریح بالسماع نہیں ملی لیکن بکیر بن عبداللہ بن الاشج ثقہ نے دارقطنی کے ہاں اس کی متابعت کر رکھی ہے اور مسلسل سماع کا ذکر کیا ہے علامہ البانی نے اسکی سند کو حسن کہا ہے۔(مبشر احمد ربانی)

۲۸۰۵۔ حسن، سنن ابی داؤد البیوع باب فی خیار المتبایعین (۳۴۵۸)، الترمذی (۱۲۴۸)

❀❀ حسن' ابوداؤد کتاب البیوع والاجارات باب فی خیار المتبایعین (۳۴۵۸) ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی البیعین بالخیار مالم یتفرقا (۱۲۴۸) مسند احمد ۲/ ۵۳۶ بیهقی ۵/ ۲۷۱ (مبشر احمد ربانی)

۲۸۰۶۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب البیوع ۲۷ (۱۲۳۹)، ابوزبیر مدلس راوی ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

❀❀ ضعیف الاسناد' ترمذی کتاب البیوع باب (۲۷) رقم (۱۲۴۹) ترمذی کے مطبوعہ نسخے میں صرف حسن غریب ہے حسن صحیح غریب نہیں ہے یہ سند ابن جریج اور ابوالزبیر کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔(مبشر احمد ربانی)

(۴) بَابُ الرِّبٰواء

سود کا بیان

قرض کی رقم سے زیادہ لینے کو سود کہتے ہیں جیسے کسی کو سو روپے قرض میں دیئے اور کہا ایک سو پچیس روپے لوں گا۔ اسی طرح اس کی اور بھی بہت سی صورتیں ہیں۔ یہ سود لینا حرام ہے اس کی قرآن وحدیث میں بڑی برائی آئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس ذلك بانهم قالوا انما البیع مثل الربو واحل الله البیع و حرم الربو فمن جاء ہ موعظة من ربه فانتهی فله ماسلف و امرہ الی الله و من عاد فأؤلئك اصحاب النار هم فیها خالدون﴾ (البقرہ)

''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن کھڑے نہ ہوں گے مگر اس شخص کی طرح جس کو شیطان نے اچک لیا ہو یعنی لپٹ کر خبط الحواس کر دیا ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے پس جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت پہنچ چکی اور وہ سود خوری سے باز رہا تو اسی کا ہے جو لے چکا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جن لوگوں نے پھر سود لیا پس وہ دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿یمحق الله الربوا و یربی الصدقات والله لا یحب کل کفار اثیم ان الذین امنوا و عملوا الصلحت و اقاموا الصلوة واتوالزکوة لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون یایها الذین امنوا اتقوا الله و ذروا ما بقی من الربو ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله و رسوله و ان تبتم فلکم رئوس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون﴾ (البقرہ)

''اللہ سود کو گھٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور اچھے کام کئے اور ٹھیک ٹھیک نماز پڑھی اور زکوٰۃ ادا کی انہیں ان کا ثواب ان کے رب کے یہاں ہے اور نہ انہیں کچھ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اگر اہل ایمان میں سے ہو تو جو سود رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو اور اگر ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر تم توبہ کر لو تو اصل قیمتیں تمہاری ہیں نہ کسی کا تم نقصان کرو اور نہ کوئی تمہارا نقصان کرے۔''

ان آیتوں کا مطلب بالکل صاف ہے کہ سود لینا کھانا حرام ہے سود خور قیامت کے دن پاگلوں کی طرح گرتے پڑتے کھڑے ہوں گے دنیا میں ان کو بربادی اور قیامت میں جہنم کی مار ہے۔ سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿یا ایها الذین امنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعف واتقوا الله لعلکم تفلحون﴾ (سورہ ال عمران)

''اے ایمان والو سود نہ کھاؤ دونے پر دونا اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم اپنے اپنے مراد کو پہنچ جاؤ۔''

جاہلیت کے زمانے میں لوگ ایک مدت مقررہ کے اندر ادا کرنے کی شرط پر کچھ روپیہ سود پر قرض دیتے تھے اور ادا نہ ہونے کی صورت میں سود کو اصل رقم میں ملا کر سب پر سود قائم کر دیتے اسی طرح سود در سود کر کے تمام زمین و جائداد پر قبضہ کر لیتے تھے خصوصیت سے اس کی ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

قرآن مجید کی ان آیتوں سے سود کی حرمت ثابت ہوتی ہے اور حدیثوں میں بھی اس کی حرمت آئی ہے چھ چیزوں میں نص ہے باقی اور چیزوں میں قیاس ہے رسول اللہ ﷺ نے چھ چیزوں میں صاف طور پر سود لینے کی حرمت بیان فرمائی ہے۔

(۱) سونا (۲) چاندی (۳) گیہوں (۴) جو (۵) کھجور (۶) نمک اور ان کے علاوہ باقی چیزوں میں ائمہ کرام نے علت نکال کر حرمت ثابت کی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک علت ثمن اور طعم ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثمن اذ دخار ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کیل اور وزن ہے ان کی پوری تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

۲۸۰۷۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوْكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَ شَاهِدَيْهِ، وَ قَالَ: ((هُمْ سَوَاءٌ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۰۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور سود دینے والے اور سود لینے والے اور سود کھلانے والے اور سودی کاروباری کے لکھنے اور اس کی گواہی دینے والے پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا گناہ کے اعتبار سے یہ سب برابر ہیں۔ (مسلم)

۲۸۰۸۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلاً بِمِثْلٍ، سَوَاءً بِسَوَاءٍ، يَدًا بِيَدٍ، فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْأَصْنَافُ، فَبِيْعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۰۸۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں اور جو کو جو کے بدلے میں اور کھجور کو کھجور کے بدلے میں اور نمک کو نمک کے بدلے میں برابر برابر اور ہاتھوں ہاتھ بیچو اور جب یہ مختلف اجناس ہوں تو جس طرح چاہو بیچ سکتے ہو بشرطیکہ یہ معاملہ دست بدست اور نقدہ نقدی ہو۔ (مسلم)

توضیح: یعنی کوئی گیہوں کے بدلے میں گیہوں خریدے یا بیچے تو نقد کے ساتھ ساتھ برابر ہونا چاہیے یعنی ایک سیر گیہوں کے بدلے میں ایک ہی سیر گیہوں خریدا اور بیچا جا سکتا ہے ایک سیر دیکر ڈیڑھ سیر لینا دینا سود اور حرام ہے اسی طرح سے باقی اور چیزوں میں بھی یہی شرط ہے کہ اتحاد جنس کی صورت میں برابری ہو اور نقد ہو اور جب اختلاف جنس ہو یعنی جیسے گیہوں کے بدلے میں جو اور جو کے بدلے میں کھجور تو اس میں کمی بیشی جائز ہے بشرطیکہ یہ معاملہ دست بدست ہو اور ادھار نہ ہو۔

۲۸۰۷۔ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب لعن الكل الربا مؤكله (۱۵۹۸[۴۰۹۳])

❀❀ مسلم كتاب المساقاة باب لعن اكل الربا ومؤكله (۱۰۶/ ۱۵۹۸) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۰۸۔ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب الصرف وبيع الذهب بالورق (۱۵۸۷[۴۰۶۳])

❀❀ مسلم كتاب المساقاة باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدا (۸۱۔ ۱۵۸۷) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۰۹۔ وَعَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلاً بِمِثْلٍ، یَدًا بِیَدٍ، فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبٰی، اَلْآخِذُ وَالْمُعْطِیْ فِیْهِ سَوَاءٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۰۹۔ حضرت ابوسعید خدری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیچو تم سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں اور جو کو جو کے بدلے میں اور کھجور کو کھجور کے بدلے میں اور نمک کو نمک کے بدلے میں اور برابر برابر اور دست بدست جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو اس نے سود لیا لینے والے دینے والے دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (مسلم)

۲۸۱۰۔ وَعَنْهُ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((لاَ تَبِیْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلاً بِمِثْلٍ، وَ لاَتُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ، وَ لاَ تَبِیْعُوا الْوَرَقَ بِالْوَرَقِ إِلَّا مِثْلاً بِمِثْلٍ، وَ لاَ تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ، وَ لاَ تَبِیْعُوْا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَ فِیْ رِوَایَةٍ: ((لاَ تَبِیْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، وَ لاَ الْوَرَقَ بِالْوَرَقِ، إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ))

۲۸۱۰۔ حضرت ابوسعید خدری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیچو سونے کو سونے کے بدلے میں مگر برابر برابر اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو چاندی کو چاندی کے بدلے میں مگر برابر اور نہ زیادہ کرو بعض کو بعض پر اور نہ بیچو ادھار کو نقد کے بدلے میں۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ نہ بیچو سونے کو سونے کے بدلے میں اور نہ چاندی کو چاندی کے بدلے میں مگر تول میں برابر ہو۔

۲۸۱۱۔ وَعَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷛ قَالَ: كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : یَقُوْلُ: ((الطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلاً بِمِثْلٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۱۱۔ حضرت معمر بن عبداللہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ بیچو تم غلہ کو غلہ کے بدلے میں برابر برابر۔ (جب کہ دونوں ایک ہی جنس کے ہوں) (مسلم)

۲۸۱۲۔ وَعَنْ عُمَرَ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْوَرَقُ بِالْوَرَقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَ هَاءَ، وَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا

۲۸۱۲۔ حضرت عمر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونا سونے کے بدلے میں خریدنا بیچنا سود ہے مگر جب کہ دونوں برابر ہوں، دست بدست ہوں تو سود نہیں ہے اور چاندی چاندی کے بدلے

۲۸۰۹۔ صحیح مسلم کتاب المساقاة باب الصرف وبیع الذهب بالورق (۱۵۸٤[٤٠٦٤])

❀❀ مسلم کتاب المساقاة باب الصرف وبیع الذهب بالورق نقدا (۸۲۔۱۵۸٤) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۱۰۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع الفضة بالفضة (۲۱۷۷)، مسلم کتاب المساقاة باب الربا (۱۵۸٤[٤٠٥٤، ٤٠٥٧])

بخاری کتاب البیوع باب بیع الفضة بالفضة (۲۱۷۷) مسلم کتاب المساقاة با الربا (۷۵،۷۷۔ ۱۵۸٤) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۱۱۔ صحیح مسلم کتاب المساقاة باب بیع الطعام مثلا مثل (۱۵۹۲[٤٠٨٠])

❀❀ مسلم کتاب المساقاة باب بیع الطعام مثلا بمثل (۹۳۔ ۱۵۹۲) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۱۲۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما یذکر فی بیع الطعام والحکرة (۲۱۳٤)، مسلم کتاب المساقاة باب الصرف وبیع الذهب بالورق نقدا (۱۵۸٦[٤٠٥٩])

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب ما یذکر فی بیع الطعام والحکرة (۲۱۳٤)، مسلم کتاب المساقاة باب الصرف وبیع الذهب بالورق نقدا (۷۹۔ ۱۵۸٦) (مبشر احمد ربانی)

هَاءَ وَ هَاءَ، وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَ هَاءَ، وَ التَّمرُ بِالتَّمرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَ هَاءَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

میں خریدنا بیچنا سود ہے مگر جب کہ دست بدست ہو اور برابر سرابر ہو اور گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں بیچنا سود ہے مگر جب کہ برابر ہو اور نقدہ نقد ہو اور جو کو جو کے بدلے میں خریدنا بیچنا سود ہے مگر جب کہ دست بدست ہو اور برابر سرابرہ و اور کھجور کا کھجور کے بدلے میں بیچنا سود ہے مگر جب کہ برابر سرابر ہو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: محیط میں لکھا ہے ھَا چار طرح پر مستعمل ہے ایک یہ کہ اسم فعل ہے معنی میں خُذْ کے یعنی لو دوسرے یہ کہ یہ ضمیر مؤنث کی ہے۔ تیسری ای کے ساتھ جیسے یَاَیُّھَا میں؛ چوتھے قسم کے لیے جیسے ھَا اللّٰہِ یعنی واللہ۔ حدیث میں اِلَّاھَا وَ ھَا کے معنی خُذْھٰذَا یعنی بائع اور مشتری ہر ایک دوسرے سے یہ کہے کہ یہ لو یعنی بیچنے والا اپنی چیز کو مشتری کو دے کر کہے کہ یہ لو اور خریدنے والا مشتری سے کہے کہ یہ لو یعنی بائع اور مشتری کی نقدہ نقد لین دین ہو ادھار نہ ہو۔

٢٨١٣۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ وَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلَى خَيْبَرَ، فَجَاءَ بِتَمرٍ جَنِيْبٍ، فَقَالَ: ((أَكُلُّ تَمرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟)) قَالَ: لاَ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ، وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلاَثِ فَقَالَ: ((لاَ تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ، ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا)) وَ قَالَ: ((فِي الْمِيْزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۱۳۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر پر حاکم بنا کر بھیجا تھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بہت اچھی کھجور لایا تو آپ نے فرمایا کیا خیبر کی سب کھجوریں اسی طرح اچھی ہوتی ہیں تو اس نے کہا خدا کی قسم یا رسول اللہ سب کھجوریں اسی طرح سے اچھی نہیں ہوتی ہیں (بلکہ کچھ اچھی اور کچھ خراب) ہم نے ایک صاع اچھی کھجور کو دو صاع یا تین صاع خراب کھجور کے بدلے میں لیا ہے۔ تو آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ ایسا مت کرو بلکہ ردی کھجور کو درہم کے بدلے میں بیچ ڈالو پھر درہم کے بدلہ میں اچھی کھجور خرید لو اور اسی طرح وزن والی چیزوں کے بارے میں بھی فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: چیزیں دو طرح کی ہوتی ہیں جو دو طرح سے بیچی خریدی جاتی ہیں یا تو کسی پیمانہ سے ناپ کر جس کو کیلی کہتے ہیں یا سیر ترازو سے تول کر جس کو وزنی کہتے ہیں تو اگر کھجور کے بدلہ میں کھجور خریدنی ہو تو ایک سیر کے بدلہ میں ایک ہی سیر خریدی اور بیچی جا سکتی ہے خواہ ایک طرف اچھی کھجور ہو اور دوسری طرف خراب کھجور ہو۔ دو سیر ردی کھجور دے کر ایک سیر اچھی کھجور کا خریدنا سود ہے بلکہ ردی کھجور کو قیمتاً فروخت کر دیا جائے اور اس قیمت کے بدلہ میں اچھی کھجور خرید لی جائے۔

ردی کھجور کے بدلے اچھی کھجور خریدنا

٢٨١٤۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ بِلاَلٌ

۲۸۱۴۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال نبی ﷺ

٢٨١٣۔ صحيح بخاری كتاب البيوع باب اذا ارا دبيع تمر خير منه (٢٢٠١)، مسلم كتاب المساقة باب بيع الطعام مثلا بمثل (١٥٩٣[٤٠٨٢])

❀❀ بخاری كتاب البيوع باب اذا اراد بيع تمر خير منه (٢٢٠١) مسلم كتاب المساقاة باب بيع الطعام مثلا بمثل (٩٥۔ ١٥٩٣) (مبشر احمد ربانی)

٢٨١٤۔ صحيح بخاری كتاب الوكالة باع الوكيل شيئا فاسداً (٢٣١٢)، مسلم كتاب المساقاة باب بيع الطعام مثلاً بمثل (١٥٩٤[٤٠٨٣])

❀❀ بخاری كتاب الوكالة باب اذا باع الوكيل شيئاً فاسداً ضبيعه مردود (٢٣١٢) مسلم كتاب المساقاة باب بيع الطعام مثلا بمثل (٩٦۔ ١٥٩٤) (مبشر احمد ربانی)

إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلم : ((مِنْ أَيْنَ هٰذَا؟)) قَالَ: كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيْءٌ، فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ: ((أَوَّهْ، عَيْنُ الرِّبَا، لَاتَفْعَلْ؛ وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيْ، فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کے پاس عمدہ کھجور لائے تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ یہ کہاں سے تم لائے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس دو صاع ردی کھجوریں تھیں تو دو صاع ردی کھجور کے بدلہ میں ایک صاع اچھی کھجور خریدا ہے تو آپ نے فرمایا آہ یہ تو عین سود ہے ایسا مت کرو لیکن جب تم کو ایسا خریدنے کا خیال ہو تو تم ردی کھجور کو قیمت سے فروخت کر دو اور اس قیمت سے اچھی کھجور خرید لو۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اَوَّہْ یہ کلمہ رنج اور درد کے موقع پر بولا جاتا ہے اَوَّہْ عَیْنُ الرِّبٰوا افسوس یہ تو بالکل سود ہی سود ہے۔

ایک غلام کے بدلے دو غلام خریدنا

٢٨١٥۔ وَعَنْ جَابِرٍ ﷛، قَالَ: جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ، وَلَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ، فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيْدُهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ :((بِعْنِيْهِ)) فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ، وَلَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدَهُ حَتّٰى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ أَوْ حُرٌّ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۱۵۔ حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ایک غلام نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے دست مبارک پر ہجرت کرنے کا معاہدہ کیا یعنی بیت کیا کہ اپنا وطن چھوڑ کر آپ کے ساتھ ساتھ رہے گا آپ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ غلام ہے۔ اس غلام کا آقا تلاش کرتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ (تیرا یہ غلام ہجرت کرنے پر بیعت کر چکا ہے اور اب بیعت توڑی نہیں جاسکتی اور وہ تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا) لہٰذا اس غلام کو میرے ہاتھ بیچ ڈالو تو اپ نے اس غلام کو دو سیاہ فام غلام کے بدلے میں خرید لیا۔ یعنی دو غلام دے کر کے اس غلام کو لے لیا۔ پھر اس کے بعد کسی سے بیعت نہیں کرتے یہاں تک کہ آپ دریافت فرما لیتے کہ آیا یہ غلام ہے یا آزاد ہے۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک غلام کو دو غلام کے بدلے میں بیچنا اور خریدنا درست ہے اسی طرح سے ایک حیوان کو دو حیوان کے بدلے میں بیچنا خریدنا کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے اس میں سود نہیں ہے۔

غیر معلوم مقدار کے بدلے مقدار والی چیز بیچنے کا بیان

٢٨١٦۔ وَعَنْهُ ﷛ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيْلَتُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ التَّمْرِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۱۶۔ حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کھجوروں کے ڈھیر کے بیچنے سے منع فرمایا ہے جس کا وزن اور مقدار معلوم نہ ہو بدلے میں ان کھجوروں کے جس کا وزن یا مقدار معلوم ہو۔ (مسلم)

توضیح: یعنی دو من کھجور موجود ہے اور اسی دو من کے بدلے میں کھجور کی کوئی ڈھیری خریدی جائے جس کا نہ وزن معلوم ہو اور نہ مقدار ممکن ہے کہ یہ ڈھیری دو من سے زیادہ ہو یا دو من سے کم ہو تو جنس ایک ہی ہے لہٰذا اس میں کمی بیشی کے احتمال ہونے کی وجہ سے اس طرح سے بیچنا اور خریدنا منع ہے جیسے پہلی حدیثوں میں گزر چکا ہے کہ کھجوروں کو کھجوروں کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیچنا اور خریدنا منع ہے لیکن برابر سرابر اور دست بدست جائز ہے۔

٢٨١٥۔ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب جواز بيع الحيوان بالحيوان (١٦٠٢[٤١١٣])

❀❀ مسلم كتاب المساقاة باب جواز بيع الحيوان االحيوان (١٢٣۔ ١٦٠٢) (مبشر احمد ربانی)

٢٨١٦۔ صحيح مسلم كتاب البيوع باب تحريم بيع صبرة العمر (١٥٣٠[٣٨٥١])

❀❀ مسلم كتاب البيوع باب تحريم بيع صبرة التمر المجهولة القدر بتمر (٤٢۔ ١٥٣٠) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۱۷۔ وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ ﷺ قَالَ: اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا، فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ، فَفَصَّلْتُهَا، فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تُبَاعُ حَتَّى تُفَصَّلَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۱۷۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنگ خیبر کے موقع پر بارہ اشرفیوں کے بدلے میں ایک ہار خریدا جس میں سونا تھا اور نگینے بھی تھے تو میں نے سونے کو علیحدہ کیا اور نگینے کو بھی الگ کیا تو سونے کو بارہ اشرفیوں سے زیادہ پایا پس نبی ﷺ سے میں نے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس طرح مت بیچو یہاں تک کہ سونا اور نگینہ علیحدہ علیحدہ کرلو۔ (مسلم)

توضیح: یہ ہار سونے کا تھا جس میں نگینہ بھی جڑا ہوا تھا اور اشرفی بھی سونا ہی ہے تو سونے کو سونے کے بدلے میں برابر سرابر اور دست بدست بیچنا چاہیے کمی بیشی سود ہے تو جب ہار بارہ اشرفی سے زیادہ تھا تو آپ نے منع فرما دیا کہ سونے کو سونے کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ مت خرید و بیچو بلکہ سونے کو الگ کر کے سونے کے بدلے میں برابر اور دست بدست خرید و بیچو اور نگینے کو علیحدہ تا کہ سود نہ رہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

۲۸۱۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا آكِلُ الرِّبَا، فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ)) وَ يُرْوَى: ((مِنْ غُبَارِهِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ

۲۸۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ کوئی باقی نہیں رہے گا مگر سود کھانے والا ہوگا اور اگر کوئی سود نہیں کھائے گا تو سود کا دھواں اور اس کا اثر ضرور اس کو پہنچے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا غبار اس کو لگ جائے گا۔ (احمد' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ) اس کی سند ضعیف ہے۔ (البانی)

توضیح: یہ آپ ﷺ کی پیشین گوئی بالکل سچ ہے موجودہ زمانے میں یہی کیفیت ہے کہ اکثر لوگ سودی معاملہ کرتے ہیں خواہ بینک سے سود لیتے ہوں یا ڈاکخانہ سے یا اور کسی طریقے سے اور جو بچنے کی کوشش کرتے ہیں ان پر بھی اس کا اثر کچھ نہ کچھ آ ہی جاتا ہے۔

۲۸۱۹۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، وَ لَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ، وَلَا الْبُرَّ

۲۸۱۹۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مت بیچو سونے کو سونے کے بدلے میں اور نہ چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور نہ گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں اور نہ جو کو جو

۲۸۱۷۔ صحیح مسلم کتاب المساقاة باب بیع القلاوة فیها خرزوذهب (۱۵۹۱[۴۰۷۶])

❀❀ مسلم کتاب المساقاة باب بیع القلاوة فیها خرزوذهب (۹۰۔۱۵۹۱) مسلم میں فضالہ بن عبید ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۸۱۸۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی اجتناب الشبهات (۳۳۳۱)، النسائی کتاب البیوع باب اجتناب الشبهات فی الکسب (۴۴۶۰)، ابن ماجه کتاب التجارات باب التغلیظ فی الربا (۲۲۷۸)، حسن بصری مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں کی۔

❀❀ ضعیف منقطع' مسند احمد ۲/ ۴۹۴ ابوداؤد کتاب البیوع باب فی اجتناب اشبهات (۳۳۳۱)' نسائی کتاب البیوع باب اجتناب الشبهات فی الکسب (۴۴۶۷) ابن ماجه کتاب التجارات باب التغلیظ فی الربا (۲۲۷۸) اس کی سند میں حسن بصری رحمہ اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں اور حسن بصری کا ابو ہریرہ سے سماع نہیں ہے (کتاب المراسیل لابن ابی حاتم رازی ص:۳۹'۳۸' جامع التحصیل ص: ۱۹۶۔۱۹۷) علامہ البانی رحمہ اللہ بھی اسکی سند کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

بِالْبُرِّ، وَلاَ الشَّعِيْرَ بِالشَّعِيْرِ، وَلاَ التَّمْرَ بِالتَّمْرِ، وَ لاَ الْمِلْحَ بِالْمِلْحِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ، عَيْنًا بِعَيْنٍ، يَدًا بِيَدٍ؛ وَلٰكِنْ بِيْعُوا الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ، وَالْوَرَقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيْرِ، وَالشَّعِيْرَ بِالْبُرِّ، وَالتَّمْرَ بِالْمِلْحِ، وَالْمِلْحَ بِالتَّمْرِ، يَدًا بِيَدٍ، كَيْفَ شِئْتُمْ))۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ

کے بدلے میں اور نہ کھجور کو کھجور کے بدلے میں اور نہ نمک کو نمک کے بدلے میں مگر برابر سرابر نقد کے بدلے میں نقد دست بدست لیکن بیچو تم سونے کو چاندی کے بدلے میں اور چاندی کو سونے کے بدلے میں اور گیہوں کو جو کے بدلے میں اور جو کو گیہوں کے بدلے میں اور کھجور کو نمک کے بدلے میں اور نمک کو کھجور کے بدلے میں دست بدست جس طرح چاہو کمی بیشی کے ساتھ بیچ سکتے ہو۔ (شافعی)

خشک کھجور کے بدلے تازی کھجور کی خرید وفروخت

۲۸۲۰۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ شِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ: ((أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ؟)) فَقَالَ: نَعَمْ، فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

۲۸۲۰۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا کہ آپ سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ خشک کھجور کے بدلے میں تازی کھجوروں کو خریدنا جائز ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ کیا تازی کھجوریں سوکھنے کے بعد کم ہو جاتی ہیں تو اس نے کہا ہاں تو آپ نے اس سے منع فرما دیا۔ (مالک، ترمذی، نسائی ابوداؤد، ابن ماجہ)

توضیح: یہ اس لیے منع فرمایا کہ تازی کھجور سوکھنے کے بعد جب کم ہو جاتی ہے تو کھجور کو کھجور کے بدلے میں بیچنا یا خریدنا کمی بیشی کے ساتھ ناجائز ہے دونوں کھجوریں خشک ہوں اور برابر ہوں یا دونوں تازی ہوں برابر ہوں اور دست بدست ہوں تو جائز ہے۔

جانور کے بدلے گوشت بیچنا

۲۸۲۱۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ مُرْسَلاً: أَنَّ

۲۸۲۱۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ مرسل طریقے سے یہ بیان کرتے ہیں

۲۸۱۹۔ اسناده صحيح، كتاب الام الشافعی (۳/ ۱۵)

❀❀ صحیح، ترتيب المسند ۲/ ۱۵۸ (۵٤٦) كتاب البيوع باب فی الربا (۵٤٦) كتاب الام ۳/ ۱۵ اور اسی کے معنی کی روایت ابن ماجہ كتاب التجارات باب الرضف ومالا يجوز متفاضلا يدا بيد (۲۲۵٤) نسائی كتاب البيوع باب بيع الشعير بالشعير (٤۵۷٦) وغیرھما میں موجود ہے اسی طرح فصل اول (۲۸۰۸) دیکھیں۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۸۲۰۔ صحيح، سنن ابی داؤد كتاب البيوع باب فی التمر (۳۳۵۹)، الترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی النهی عن المحاقلة والمزابنة (۱۲۲۵)، النسائی كتاب البيوع باب اشتراء التمر بالرطب (٤۵٤۹)، ابن ماجه كتاب التجارات باب بيع الرطب بالتمر (۲۲٦٤)، موطا امام مالك كتاب البيوع باب ما يكره من بيع التمر (۲۲)

❀❀ صحیح، المؤطا كتاب البيوع باب مايكره من بيع التمر (۲۲) ص:٤۸۵ الرسالة للشافعی (۹۰۷) ترتيب المسند ۲/ ۱۵ ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی النهی عن المحاقل والمزابنة (۱۲۲۵) ابوداؤد كتاب البيوع باب التمر (۳۳۵۹) نسائی كتاب البيوع باب اشتراء التمر بالرطب (٤۵۵۹) ابن ماجه كتاب التجارات باب بيع الرطب بالتمر (۲۲٦٤) مستدرك حاكم ۲/ ۳۸، ۳۹ بيهقی ۵/ ۲۹٤، ۲۹۵ المتقی لابن ايجارود (٦۵۷) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۲۱۔ حسن، شرح السنة (۸/ ۷٦ ح ۲۰۷۳)، موطا امام مالك (۲/ ٦۵۵ ح ۱۳۹٦)

❀❀ مرسل، شرح السنة كتاب البيوع باب بيع اللحم بالحيوان (۲۰٦٦) ۸/ ۷٦ مراسيل ابی داؤد (۱۵۷) المؤطا باب بيع الحيوان باللحم (٦٤) امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں: میرے علم میں نہیں کہ یہ کسی سند سے متصل ثابت ہو۔ امام دارقطنی نے غرائب مالک میں سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے موصول بیان کر کے اس کا ضعف بیان کیا ہے اس کا ایک شاھد حاکم بیہقی اور ابن خزیمہ میں حسن بصری عن سمرہ بن جندب موجود ہے دیکھیں: (تنقيح الرواة (۲/ ۱٦۲) نیز ملاحظه هو هو دارقطنی ۳۰۳۷) بيهقی ۵/ ۲۹۷ اس کی سند میں یزید بن مروان ناقابل حجت ہے ثقات سے موضوع روایات منسوب کر کے) بیان کرتا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ اللَّحْمِ بِالْحَيَوَان قَالَ سَعِيدٌ: كَانَ مِنْ مَيْسِرِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ۔ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ

کہ رسول اللہ ﷺ نے جانور کے بدلے میں گوشت کو بیچنے سے منع فرمایا ہے اور سعید نے یہ بیان کیا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں یہ دستور تھا۔ (شرح سنہ)

توضیح: مطلب یہ ہے کہ جیسے دس سیر گوشت کے بدلے میں کوئی بکری خرید لے اور بکری میں گوشت زیادہ بھی ہوسکتا ہے اور کم بھی ہوسکتا ہے تو یہ کمی بیشی کے ساتھ ناجائز ہے۔

جانور کے بدلے ادھار جانور کی خرید وفروخت

٢٨٢٢۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَه وَالدَّارِمِيُّ

٢٨٢٢۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جانور کے بدلے میں ادھار جانور کے بیچنے یا خریدنے سے منع فرمایا ہے یعنی دست بدست اور نقد جائز ہے۔ ایک طرف سے نقد ہو اور ایک طرف سے ادھار ہو تو ناجائز ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ دارمی)

٢٨٢٣۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُجَهِّزَ جَيْشًا، فَنَفِدَتِ الإِبِلُ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ عَلَى قَلَائِصِ الصَّدَقَةِ، فَكَانَ يَأْخُذُ الْبَعِيرَ بِالْبَعِيرِ إِلَى إِبِلِ

٢٨٢٣۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو لشکر کا سامان مہیا کرنے کا حکم دیا اور جب اونٹوں کی کمی ہوگئی تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ صدقے کے اونٹوں کے بدلے میں قرض لے لو۔ چنانچہ عبداللہ نے ایک اونٹ کو صدقے کے دو اونٹوں کے

٢٨٢٢۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب البيوع باب فى الحيوان بالحوان نسيئة (٣٣٥٦)، ترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فى كراهية به الحيوان نسئة (١٢٣٧)، نسائى كتاب البيوع باب بيع الحيوان نسئة (٤٦٢٤)، ابن ماجه كتاب التجارات باب الحيوان بالحيوان نسيئة (٢٢٧٠)، دارمى كتاب البيوع باب النهى عن بيع الحيوان بالحيوان (٢/ ٣٢١ ح ٢٥٦٤)

❀❀ صحيح' ترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فى كراهية بيع الحيوان بالحيوان نسيئة (١٢٣٧) ابوداؤد كتاب البيوع باب فى الحيوان بالحيوان نيسئة (٣٣٥٦) نسائى كتاب البيوع باب بيع الحيوان بالحيوان نيسئة(٤٦٣٤) ابن ماجه كتاب التجارات باب الحيوان بالحيوان نيسئة (٢٢٧٠) دارمى كتاب البيوع باب النهى عن بيع الحيوان (٢٥٦٧) مسند احمد (٥/ ٢٢٧٠)دارمى كتاب البيوع باب النهى عن بيع الحيوان بالحيوان (٢٥٦٧) مسند احمد ٥/ ١٢'١٩'٢١' ٢٢'٩٩' ابن الجارود (٦١١) طبرانى كبير ٧/ ١٨٤٧۔٦٨٥١ بيهقى ٥/ ٢٨٨ تاريخ بغداد ٢/ ٣٥٤ امام ترمذی' امام علی بن مدینی' امام بخاری' امام ابوداؤد امام حاکم اور امام ابن الجوزی وغیرھم کثیر اہل علم حسن بصری کے سمرۃ بن جندب سے سماع کے قائل ہیں (جامع التحصيل ص: ١٩٨'١٩٩ المراسيل للرازى ٣٧٠) کرنا اجازۃ یا حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس سمرہ بن جندب کی کتاب تھی وغیرھما جس سے وہ روایت کرتے تھے اور کتاب سے روایت کرنا اجازۃ یا مناولہ ہے اور اس طرح روایت کرنا بالکل صحیح ہے' دیکھیں (اختصار علوم الحديث ص: ١١٤'١١٨ وغيره) (مبشر احمد ربانی)

٢٨٢٣۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب البيوع باب فى الرخصة فى ذلك (٣٣٥٧)، محمد بن اسحاق مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

❀❀ حسن' ابوداؤد كتاب البيوع باب فى الرخصة فى ذلك (٣٣٥٧) بيهقى ٥/ ٢٨٧ دارقطنى (٣٠٣٤' ٣٠٣٥۔ ٣٠٣٦) مسند احمد ٢/ ١٧١۔ ٦١٦ ابن اسحاق کی تصریح با سماع مسند احمد موجود ہے لیکن اسکی سند میں مسلم بن جبیر اور عمرو بن حریش مجہول راوی ہیں علامہ البانی نے کہا' یہ سند ضعیف ہے۔ لیکن اس کا ایک شاہد بسند حسن دار قطنى (٣٠٣٣) بيهقى (٥/ ٢٨٨) میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے موجود ہے اسی طرح حدیث جابر (ابوداؤد (٣٣٥٨) مسلم ١٢٣۔١٦٠٢ وغيره ٥/ ٢٨٨) بھی اسی معنی میں موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

الصَّدَقَةِ۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

بدلے میں اونٹوں کے آجانے کے وعدے پر لیا۔ (ابوداود) اس کی سند ضعیف ہے۔ (البانی)

توضیح: پہلی حدیث میں جانور کو جانور کے بدلے میں ادھار خریدنے سے منع فرمایا اور اس حدیث میں ایک اونٹ کو دو اونٹ ادھار کے بدلے میں لیا تو ان دونوں روایتوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے تو علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ منسوخ ہے اور پہلی حدیث ناسخ ہے یعنی پہلے ادھار خریدنے کی اجازت تھی بعد میں منع فرمادیا اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث عبداللہ والی ضعیف ہے اور سمرہ بن جندب والی قوی ہے تو حدیث قوی کی ترجیح حدیث ضعیف پر ہوتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

سود ادھار میں ہے نقد میں نہیں

۲۸۲۴۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ)) وَ فِي رِوَايَةٍ قَالَ: ((لاَ رِبَا فِيمَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۲۴۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سود ادھار میں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نقد میں سود نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: علماء نے کہا ہے کہ اسامہ کی یہ حدیث کہ ادھار میں سود ہے منسوخ ہے اور دوسری حدیث اس کی ناسخ ہے اور نقد میں سود نہیں ہے یعنی جب دونوں جنسیں برابر ہوں تو برابر سرابر اور نقدا نقدی لین دین میں کوئی سود نہیں ہے۔

سود کا گناہ

۲۸۲۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيلِ الْمَلاَئِكَةِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ؛ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَ ثَلاَثِيْنَ زِنْيَةً))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الإِيْمَانِ)) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ زَادَ: وَ قَالَ: ((مَنْ نَبَتَ لَحْمُهُ مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ.))

۲۸۲۵۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھا لے تو چھتیس زنا سے زیادہ سخت گناہ ہے۔ (احمد، دارقطنی، بیہقی) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو گوشت مال حرام سے پیدا ہو وہ دوزخ کے لائق ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ (البانی)

۲۸۲۴۔ صحیح بخاری کتاب البیوع بیع الدینار باالدینار نساء (۲۱۷۹، ۲۱۷۸)، مسلم کتاب المساقاة باب بیع الطعام مثلا بمثل (۱۵۹۶[])

❀❀ پہلی روایت: بخاری کتاب البیوع باب بیع الدینار بالدینار نساء (۲۱۷۸، ۲۱۷۹) مسلم کتاب المساقاة باب بیع الطعام مثلا بمثل (۱۰۱۔۱۵۹۶) اور دوسری روایت: مسلم کتاب المساقاة باب بیع الطعام مثلا بمثل (۱۰۳۔۱۵۹۶) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۲۵۔ اسنادہ صحیح، مسند احمد (۵/ ۲۲۵)، دارقطنی کتاب البیوع (۳/ ۱۶ ح ۲۸۱۹)، شعب الایمان بیهقی (۴/ ۳۹۳، ۳۹۴ ح ۵۵۱۸)

❀❀ صحیح، مسند احمد ۵/ ۲۲۵ دار قطنی کتاب البیوع (۲۸۱۹) شعب الایمان باب فی قبض الید عن الاموال المحرمة (۵۵۲۱) ابن عساکر ۷/ ۳۷۳ طبرانی اوسط (۲۷۰۳) مجمع الزوائد ۴/ ۱۲۰ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس کو احمد اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے اور احمد کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ علامہ البانی نے فرمایا: اسکی سند صحیح ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

توضیح: سود کا لینا دینا حرام ہے اور جان بوجھ کر کھانا بھی حرام ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ حرمت ثابت ہو جانے کے بعد سودی کاروبار چھوڑ دو۔ ﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ و ذروا مابقی من الربو ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذ نوا بحرب من اللّٰہ و رسولہ﴾ ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایمان دار ہو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

اس آیت کریمہ میں سود لینے کی سخت دھمکی ہے اور حدیث میں بھی فرمایا کہ چھتیس زنا سے سخت گناہ ایک درہم سود کے لینے میں ہے اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن حنظلہ ہیں اور حضرت حنظلہ کا لقب تقی اور غسیل الملائکہ ہے یعنی ان کو فرشتوں نے غسل دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ جنگ احد میں جنگ کی شرکت کے لیے جب اعلان عام ہو رہا تھا اس وقت یہ اپنی بیوی سے ہمبستر تھے جہاد کی آواز سن کر اسی وقت کھڑے ہو گئے اور تلوار لے کر میدان میں جا پہنچے اور غسل جنابت کا موقع نہیں ملا کافروں سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے فرشتوں نے ان کو غسل جنابت دیا رسول اللہ ﷺ نے ان کی بیوی سے دریافت کروایا تو انہوں نے یہی واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا اسی وجہ سے فرشتوں نے ان کو غسل دیا ہے اس واقعہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر کوئی حالت جنابت میں شہید ہو جائے اور لوگوں کو معلوم ہو تو غسل دے دینا چاہیے اور اگر جنبی نہیں ہے تو غسل کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ شہیدوں کو غسل نہیں دیا جاتا۔

٢٨٢٦۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرِّبَا سَبْعُوْنَ جُزْئًا؛ أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ))

٢٨٢٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں ان میں سے سب سے معمولی گناہ یہ ہے کہ کوئی نالائق اپنی ماں سے بدفعلی کرے تو جتنا گناہ اس بدفعلی کرنے والے کو ہوگا۔ سود خور جو سود کا ایک پیسہ کھاتا ہے تو اس سے ستر گنا زیادہ گناہ ہوگا۔ (بیہقی)

سودی کاروبار سے برکت اٹھ جاتی ہے

٢٨٢٧۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرِّبَا وَ إِنْ كَثُرَ فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيْرُ إِلَى قُلٍّ: رَوَاهُمَا ابْنُ مَاجَه، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الْإِيْمَانِ))۔ وَ رَوَى أَحْمَدُ الْأَخِيْرَ

٢٨٢٧۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سود لینے سے اگرچہ کچھ مال زیادہ ہو جاتا ہے لیکن اس کا انجام بے برکتی اور کمی کی طرف ہوتا ہے۔ (بیہقی)

٢٨٢٦۔ صحیح، سنن ابن ماجه کتاب التجارات باب التغليظ فی الربا (٢٢٧٤)، المنتقیٰ لابن الجارود (٦٤٧)

❀❀ صحیح' ابن ماجه کتاب التجارات باب التغليظ فی الربا (٢٢٧٤) شعب الایمان باب فی قبض الیدعن الاموال المحرمة (٥٥٢١) اس کی سند میں ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن ضعیف راوی ہے (تغریب ص: ٣٥٦) لیکن اس کا ایک شاہد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح ابن ماجہ کے مذکورہ باب میں (٢٢٧٥) مختصراً اور مستدرك حاکم ٢/ ٣٧ میں مفصل موجود ہے جیسے امام حاکم وامام ذھبی نے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٨٢٧۔ اسناده صحیح، سنن ابن ماجه کتاب التجارات باب التغليظ فی الربا (٢٢٧٩)، مسند احمد (١/ ٥٩٠، والحاکم ٢/ ٣٧)

❀❀ صحیح' ابن ماجه کتاب التجارات باب التغليظ فی الربا (٢٢٧٩) شعب الایمان فی قبض الیدعن الاموال المحرمة (٥٥١١) مسند احمد ١/ ٣٩٥، ٤٢٣ مستدرك حاکم ٤/ ٣١٨، ٤/ ٤٢٤ مسند ابی یعلی (٥٠٤٢) ٨/ ٤٥٦ فتح الباری ٤/ ٣١٥ زوائد ابن ماجه (٧٥٨) اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ' امام ذھبی رحمہ اللہ اور امام بوصیری رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حسن کہا۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٨٢٨۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ، بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ، فِيهَا الْحَيَّاتُ، تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا»۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَابْنُ مَاجَهْ

٢٨٢٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج والی رات میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے پیٹ بڑے بڑے محل اور مکان کی طرح تھے جس میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے دکھائی دیتے تھے میں نے حضرت جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں تو فرمایا کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔ (جن کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہیں) (احمد، ابن ماجہ)

سود کے کاروبار کرنے والے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا بیان

٢٨٢٩۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوْكِلَهُ، وَ كَاتِبَهُ، وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ، وَ كَانَ يَنْهَى عَنِ النَّوْحِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

٢٨٢٩۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا کہ آپ نے لعنت فرمائی ہے سود کھانے والے اور سود کھلانے والے کو اور اس کے لکھنے والے کو اور صدقہ کے نہ دینے والے کو اور آپ نوحہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (نسائی)

٢٨٣٠۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ إِنَّ آخِرَ مَا نَزَلَتْ آيَةُ الرِّبَا، وَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قُبِضَ وَلَمْ يُفَسِّرْهَا لَنَا، فَدَعُوا الرِّبَا وَالرِّيْبَةَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ

٢٨٣٠۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سود والی آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے آخر میں نازل ہوئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا آپ نے سود کی پوری توضیح اور تفصیل نہیں بیان فرمائی لہٰذا تم سود کو اور شک وشبہ والی چیزوں کو چھوڑ دو۔ (ابن ماجہ، دارمی)

٢٨٢٨۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (٢/ ٣٥٣)، سنن ابن ماجه كتاب التجارات باب التغليظ فى الربا (٢٢٧٣)، ابو الصلت مجہول اور علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعيف، مسند احمد ٢/ ٣٥٣ ابن ماجه كتاب التجارات باب التغليظ فى الربا (٢٢٧٣) زوائد ابن ماجه (٧٥٤) اسکی سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے (تقريب ص: ٢٤٢ المغنى فى الضعفاء ٣/ ٨٥ كتاب المجروحين ٢/ ١٠٣ احوال الرجال (١٨٥) اس کا ایک شاہد ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اصبہانی کے ہاں موجود ہے اس میں ابو ہارون العبدی عمارب بن جوین انتہائی کمزور ہے (تنقيح الرواة ٢/ ١٦٤) (مبشر احمد ربانی)

٢٨٢٩۔ صحيح، سنن نسائى كتاب الزينة باب المتوشمات (٥١٠٦)

❀❀ صحيح بشواهده' نسائى كتاب الزينة باب المتوشمات (٥١١٨) مسند احمد ٨٧١۔ ١٠٧۔ ١٢١، ١٣٣ یہ روایت مرسلاً اور مرفوعاً دونوں طرح مروی ہے پھر عبداللہ بن مرہ کی سند میں حارث الاعور نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور امام شعبی کی سند سے حارث الاعور نے علی رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے اور حارث بن عبداللہ الاعور کو امام علی بن مدینی اور امام شعبی نے کذاب دارقطنی نے ضعیف اور امام نسائی نے لیس بالقوی قرار دیا ہے۔ (المغنى فى الضعفاء (١/ ٢٢٤ لسان الميزان ٧/ ١٩٢ تقريب ص: ٦٠) لیکن اس حدیث کے بعض الفاظ کا شاہد فصل اول (٢٨٠٧) میں صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور نوحہ کی مزمت میں کوئی صحیح احادیث کتاب الجنائز میں گزر چکی ہیں اور مانع الصدقہ کی مذمت میں بھی کئی احادیث موجود ہیں (تنقيح الرواة ٢/ ١٦٤) اس لیے یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٨٣٠۔ صحيح، سنن ابن ماجه كتاب التجارات باب التغليظ فى الربا (٢٢٧٦)، دارمى كتاب المقدمة باب كراهية الفتيا (١/ ٥١، ٥٢ ح ١٣١)

❀❀ صحيح' ابن ماجه كتاب التجارات باب التغليظ فى الربا (٢٢٧٦) دارمى مقدمه باب كراهية الفتيا (١٣١) مسند احمد ١/ ٣٦، ٥٠ ابن ابى شيبه دلائل النبوة للبيهقى (مبشر احمد ربانی)۔

٢٨٣١۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا فَأَهْدَى إِلَيْهِ، أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ، فَلاَ يَرْكَبْهُ وَ لاَ يَقْبَلْهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذَلِكَ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجه، وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ ((شُعَبِ الإِيْمَانِ))

٢٨٣١۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تم کو قرضہ دے پھر قرض لینے والا قرض دینے والے کو ہدیہ کے طور پر کوئی چیز دے دے یا بلا کرایہ کے سواری کے واسطے کوئی جانور دے دے تو اس جانور پر قرض دینے والا نہ سوار ہو اور نہ اسکے ہدیہ اور تحفہ کو قبول کرے مگر یہ کہ قرض کے لین دین سے پہلے وہ تحفہ تحائف بھیجا کرتا تھا تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (بیہقی)

قرض پہ ہدیہ لینا کیسا ہے

٢٨٣٢۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَقْرَضَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلاَ يَأْخُذْ هَدِيَّةً))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ ((تَارِيْخِهِ)) هَكَذَا فِيْ ((الْمُنْتَقَى))

٢٨٣٢۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کو کوئی قرض دے تو قرض دینے والے کو قرض لینے والے کا ہدیہ نہیں لینا چاہیے اس حدیث کو حضرت امام بخاریؒ نے اپنے تعلیق میں بیان کیا ہے اور منتقی میں بھی اسی طریقے سے ہے۔

٢٨٣٣۔ وَعَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسَى رضی اللہ عنہما قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ سَلاَمٍ، فَقَالَ: إِنَّكَ بِأَرْضٍ فِيْهَا الرِّبَا فَاشٍ، فَإِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ، فَأَهْدَى إِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ، أَوْ حِمْلَ شَعِيْرٍ، أَوْ حَبْلَ قَتٍّ فَلاَ تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رِبًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢٨٣٣۔حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا تو میں نے حضرت عبداللہ بن سلام سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم ایسے ملک کے رہنے والے ہو جہاں سودی کاروبار بہت ہے ایسی حالت میں اگر کسی پر تمہارا حق اور قرض ہو اور وہ تمہارے پاس ہدیئے اور تحفے کے طور پر بھوسا کا ایک بوجھ یا جو کا ایک بوجھ یا گھاس کا ایک گٹھا دے تو اس کو نہ لو کیونکہ یہ سود ہے۔ (بخاری)

❀❀❀❀

٢٨٣١۔ اسناده صعيف، سنن ابن ماجه كتاب الصدقات باب القرض (٢٤٣٢) یحییٰ بن اسحاق مجہول اور اسماعیل بن عیاش کی شامیوں کے علاوہ روایت ضعیف ہوتی ہے۔

❀❀ ضعیف' ابن ماجه كتاب الصدقات باب القرض (٢٤٣٢) شعب الايمان باب فى قبض اليدعن الاموال المحرمة (٥٥٣٢) بيهقى ٥/ ٣٥٠ التحقيق لابن الجوزى ٣/ ١٩١ یہ روایت ضعیف ہے اس میں تین علتیں ہیں ١۔یحییٰ بن ابی اٹھائی مجہول ہے (تقريب ص:٣٨٠) الكاشف ٢/ ٣٧٨) ٢۔عتبه بن حميد الضبى متكلم فيه (الكاشف ١/ ٦٩٦ ميزان الاعتدال ٣/ ٢٨) ٣۔اسماعیل بن عیاش شامیوں کے علاوہ کسی سے روایت کرے تو ضعیف ہے اس روایت میں اس کا شیخ عتبہ حمید کوفی ہے علامہ البانی نے ارواء الفليل (١٤٠٠) میں اسے قرار دیا ہے اور یہاں عمدہ لکھا تھا۔(مبشر احمد ربانی)

٢٨٣٢۔اس روایت کی سند نا معلوم ہے۔

❀❀ اسکی سند کا حال معلوم نہیں لیکن اسکی تائید اس سے اگلی حدیث ابی بردہ رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے۔ (تنقيح الرواة ٢/ ١٦٤) (مبشر احمد ربانی)

٢٨٣٣۔ صحيح بخارى كتاب مناقب الانصار باب مناقب عبدالله بن سلام (٣٨١٤)

❀❀ بخاری كتاب مناقب الانصار باب مناقب عبدالله بن سلام (٣٨١٤) (مبشر احمد ربانی)

(۵) بَابُ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا مِنَ الْبُيُوْعِ

ناجائز تجارتوں کا بیان

بعض چیزیں ایسی ہیں جن کی شرعاً تجارت جائز نہیں اور ان کا بیچنا اور خریدنا درست نہیں ہے۔ یہ ممانعت کبھی حرمت اور کبھی کراہت اور کبھی شرط باطل کی وجہ سے ہوتی ہے اس کی مختلف صورتیں ہیں جیسے بغیر شکار کیے ہوئے دریا اور تالاب کی مچھلیوں کا بیچنا جائز نہیں پکڑ لینے اور شکار کر لینے کے بعد جائز ہے اسی طرح سے کسی جانور کے پیٹ کا بچہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے بیچنا درست نہیں ہے' پیدا ہو جانے کے بعد جائز ہے۔ جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہوا ہے دوہنے سے پہلے بیچنا اور خریدنا منع ہے' دودھ نکالنے کے بعد جائز ہے یا درختوں کے کچے پھلوں کو توڑنے سے پہلے بیچنا منع ہے' پکنے کے بعد جائز ہے جیسے آم کا بور آتے ہی جس میں پھل ابھی تک نہیں آیا یا پھل چھوٹے چھوٹے آئے ہیں لیکن کھانے کے قابل نہیں تو ان کا بیچنا جائز نہیں کیوں کہ ان سب میں غرر اور ضرر ہے۔

((نهى رسول الله ﷺ عن بيع الحصات و عن بيع الغرر)) (مسلم)

''رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینکنے کی بیع اور دھوکہ ونقصان دینے والے معاملے سے منع فرمایا ہے۔''

جاہلیت کے زمانے میں بعض لوگ اس طرح کرتے تھے کہ خریدنے والا فروخت کرنے والے سے کہتا کہ میں تمہاری چیز پر کنکری پھینکتا ہوں جس چیز پر میری کنکری پڑے گی اس کو تمہیں دینا پڑے گا خواہ وہ کتنی ہی قیمت کی چیز ہو۔ بیچنے والا اس کو تسلیم کر لیتا کہ خود بیچنے والا خریدنے والے سے کہتا کہ جس چیز پر تمہاری کنکری پڑے گی اس کو تمہیں لینا پڑے گا خواہ وہ چیز معمولی ہو یا قیمتی یہ ایک قسم کی جوئے بازی تھی اس لیے شریعت نے اس قسم کے سٹے بازی کو اور بیع فروخت کو منع کر دیا ہے اسی طرح دو تین سال پیشتر پھلوں کے پیدا ہونے اور پکنے سے پہلے ہی بیچنا جائز نہیں اس لیے کہ اس میں خریدار کو نقصان کا احتمال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نهى عن بيع السنين و امر بوضع الجوائح .)) (مسلم) ''چند سالوں کے بیع کرنے سے منع فرمایا اور حکم دیا بقدر نقصان کے کم کرنے کا۔'' چند سالوں کی بیع کرنے سے منع فرمایا ہے اور بقدر نقصان قیمت میں کمی کر دینے کا حکم دیا ہے یعنی چار چھ سال کا میوہ اور پھل اس کے وجود سے پہلے ہی خرید لیا اور بعد میں اس باغ میں پھل نہیں آیا' یا ہوا آندھی وغیرہ سے آفت آئی جن سے پھلوں میں بہت نقصان ہو گیا ہے تو ایسی حالت میں بیچنے والے کو شرعاً حکم دیا گیا ہے کہ جتنا نقصان ہوا ہے اس کے حساب سے قیمت کم کر دے تا کہ خریدار کا نقصان نہ ہو اس قسم کے معاملات میں عموماً اختلاف اور جھگڑا ہوتا ہے اس لیے اس قسم کے معاملے سے منع کر دیا گیا ہے اس کو شرعی محاورے میں بیع معاومہ اور بیع سنین کہتے ہیں۔

اور اسی طرح سے جو پھل درختوں کی شاخوں پر لگے ہوئے ہیں ان کو خشک پھلوں کے بدلے میں خریدنا جائز نہیں ہے جیسے تازہ کھجور جو درخت پر لگی ہوئی ہے اس کو دس پانچ من خشک کھجوروں کے بدلے میں خرید لے اس لیے کہ جنس ایک ہونے کی وجہ سے کمی و بیشی کا احتمال ہے جو سود کے حکم میں ہے اس کو شرعی زبان میں مزابنہ کہتے ہیں اسی طرح جو غلہ ابھی کھیتوں میں ہے کٹ کر اور صاف ہو کر ابھی نہیں آیا اس کو پرانے غلہ کے بدلے میں بیچنا خریدنا جائز نہیں جیسے کھیتوں میں گیہوں کی کچی کھیتی کھڑی ہے اس کو پکنے اور تیار

ہونے میں کافی دیر ہے اس کھیتی کو پرانے غلہ یا جنس کے بدلے میں خریدنا بیچنا منع ہے کیونکہ اس میں کمی بیشی اور سود کا احتمال ہے اس کو محاقلہ کہتے ہیں مخابرہ اور مزارعت کی بعض صورتوں میں ممانعت ہے بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محاقلہ وغیرہ سے منع فرمایا ہے اور معاملہ میں شرط بھی منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا يحل سلف و بيع ولا شرطان فى البيع ولا ربح مالم يضمن ولا بيع ما ليس عندك)) (ترمذی)

''نہیں حلال ہے قرض اور بیع اور ایک بیع میں دو شرطیں بھی حلال نہیں جس کا ضمان نہیں دیا گیا اس سے نفع اٹھانا جائز ہے اور جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اس کا بیچنا جائز نہیں ہے۔

اس قرض اور بیع کی یہ صورت ہے کہ کوئی کہے یہ بیل سو روپے میں اس شرط پر تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں کہ ایک ہزار روپے مجھے قرض دو۔ وہ اس قرض سے فائدہ اٹھائے گا اور جس قرض سے فائدہ اٹھانا مقصود ہو وہ سود میں داخل ہے اس لیے یہ جائز نہیں۔ اسی طرح سے کوئی دو شرط مقرر کرے جیسے یہ کہے کہ اس کپڑے کو میں اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ میں دھلا دوں گا اور سلا بھی دوں گا یہ بھی درست نہیں ہے اور جو چیز اپنے قبضہ وتصرف میں نہ آئی ہو اس میں نفع کمانے کی اجازت نہیں ہے جیسا کہ اس زمانے میں عام طور پر یہ دستور ہے کہ زبانی طور پر مال کو خرید لیتے ہیں اور نہ اس کی قیمت دی ہے اور نہ اس کو اپنے قبضہ وتصرف میں لایا اور نفع میں کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اس کے کسی دوسرے کو اور اس نے کسی تیسرے کو اور مال اب تک کسی کے قبضہ میں نہیں آیا ہے۔ ایک روایت میں آپ نے فرمایا: ((من ابتاع طعاما فلا يبيعه حتى يستوفيه .)) (بخاری) ''جو کسی غلے کو خرید لے تو اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس کو پورا لے لے۔'' یعنی قبضہ کر لے بغیر قبضہ کئے دوسرے کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے بیعانہ لینا اور واپس نہ دینا درست نہیں ہے یعنی بعض وعدہ کی پختگی کے لیے دو ایک روپیہ پیشگی لیتے ہیں کہ اگر وہ چیز لے لی گئی تو اس کی قیمت میں سے اتنی رقم کم وصول ہوگی نہیں تو یہ رقم واپس نہ ہوگی اس کو محاورے میں بیعانہ کہتے ہیں اگر کوئی بیعانہ کی رقم دے اور اس کے مطابق چیز نہ لے تو اس کو وعدہ خلافی کا گناہ ضرور ہے لیکن اس کے روپے کا مار بیٹھنا جائز نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے بیع عربان سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد) اسی بیع عربان کو اردو میں بیعانہ اور سائی کہتے ہیں۔

بعض لوگ تاجروں کے دلال ہوتے ہیں وہ خریداروں کو دھوکہ دینے کے لیے جھوٹ موٹ خریدار بن جاتے ہیں اور دام بڑھا دیتے ہیں تاکہ ناواقف گاہک دھوکے میں پھنس کر زیادہ قیمت دے دیں اس کو عربی زبان میں نجش کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مرے ہوئے حلال جانوروں کے کچے چمڑے کو بغیر دباغت دیئے ہوئے خرید و فروخت کرنا درست نہیں ہے دباغت کے بعد جائز ہے۔ (منتقی)

بازار سے باہر راستے میں آنے والے قافلوں سے مل کر ان کی چیزوں کو بازار کے بھاؤ سے سستا خریدنا منع ہے اگر کسی نے خرید لیا ہے تو بازار میں آنے کے بعد مالک کو اختیار رہے گا چاہے اس معاملہ کو رکھے چاہے توڑ دے۔ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لا تلقوا الركبان لبيع ولا يبيع بعضكم على بعض ولا تنا جشوا ولا يبيع حاضر لباد و لا تصروا الابل والغنم .)) (بخاری و مسلم)

''خریدنے کی نیت سے آنے والے قافلوں سے جا کر مت ملو اور اپنے مسلمان بھائی کی خرید و فروخت نہ کرو۔''

یعنی بائع اور مشتری دونوں ابھی مجلس سے الگ نہیں ہوئے کہ اس مجلس میں کوئی تیسرا شخص بائع سے یوں کہے کہ میں تجھ کو اس سے زیادہ قیمت دیتا ہوں یا مشتری سے کہے کہ میں اس سے کم قیمت پر ایسا ہی مال یا اس قیمت پر اس سے اچھا مال دیتا ہوں تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے' اور نہ بھاؤ پر بھاؤ بڑھائے اور نہ مصرات کرو مصرات اس جانور کو کہتے ہیں جس کا دودھ تھن میں روک لیا گیا ہو دوہا نہ گیا ہو ایسے جانور کو دھوکہ دہی کے لیے بیچنا جائز نہیں ہے خریدار کو اس کے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہوگا۔(بخاری)

اگر کوئی درخت کے پھلوں کو بیچے اور یوں کہے کہ کچھ پھل نہیں بیچتا یا باغ فروخت کرے اور کہے کہ کچھ درخت فروخت نہیں کرتا تو ایسا معاملہ جائز نہیں ہے کیونکہ استثناء کے تعین میں جھگڑے اور فساد کا اندیشہ ہے البتہ اگر ظاہر کر کے معین کر دے مثلاً یوں کہے کہ میں اس باغ کو فروخت کرتا ہوں لیکن فلاں ایک درخت کو نہیں بیچتا ہوں تو اس طرح جائز ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:
((نهى عن الثنيا الا ان يعلم .))(ترمذی) رسول اللہ ﷺ نے بیع میں استثناء کرنے سے منع فرمایا ہے۔مگر یہ معلوم ہونا چاہیے کہ استثناء معلوم جائز ہے مجہول جائز نہیں۔کسی کی طبیعت بیچنے کو نہیں چاہتی تو اس سے زبردستی خریدنا جائز نہیں' نیز رسول اللہ ﷺ نے مضطر و مکروہ کی بیع سے منع فرمایا ہے۔دونوں طرف سے یعنی بائع اور مشتری سے ادھار کا معاملہ درست نہیں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:
((نهى عن بيع الكالى بالكالى .))(دارقطنی)''رسول اللہ ﷺ نے دونوں طرف اُدھار معاملہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کوئی چیز اُدھار ایک معین میعاد پر لے جب میعاد پوری ہو جائے اور قیمت نہ دے سکے تو قیمت کو کچھ زیادہ کر کے اور میعاد کو بڑھا کر اصل بائع سے خرید لے گویا قرض کی بیع قرض کے بدلے ہوئی یعنی دونوں جانب سے کسی فریق نے نقد قیمت نہیں دی ہے۔

نر جانور کو کسی مادہ پر چڑھانے کی اُجرت لینا دینا درست نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔(بخاری) بغیر مقرر کئے ہوئے انعام اور بخشش کے طور پر لینے دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بیع عینہ بھی درست نہیں ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک میعاد مقررہ پر اسباب و مکان اور زمین وغیرہ فروخت کر دے پھر اس قیمت سے کم پر نقد دے کر خرید لے اس میں سود و بیاج ہے اس لیے یہ جائز نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

٢٨٣٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ: أَنْ يَبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ إِنْ كَانَ نَخْلاً بِتَمْرٍ كَيْلاً، وَ إِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَبِيْعَهُ بِزَبِيْبٍ كَيْلاً، أَوْ كَانَ۔وَعِنْدَ مُسْلِمٍ، وَ إِنْ كَانَ۔ زَرْعًا، أَنْ يَبِيْعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ، نَهَى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ فِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا: نَهَى

٢٨٣٤۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر کی تازی کھجور خشک کھجور کے بدلے میں ناپ کر بیچی جائے اور درخت کے تازے انگوروں کو خشک انگوروں کے بدلے میں ناپ کر بیچا جائے اور مسلم میں اس طرح ہے کہ کھیت کے تازے اناج کو سوکھے اناج کے بدلے میں ناپ کر بیچا جائے۔(بخاری و مسلم) رسول اللہ ﷺ نے ان

٢٨٣٤۔ صحيح بخاری كتاب البيوع باب بيع الزرع بالطعام كيلا (٢٢٠٥)، مسلم كتاب البيوع باب تحريم بيع الرطب الا فى العربا (١٥٤٢[٣٨٩٧])

❀❀ بخاری كتاب البيوع باب بيع الزرع باطعام كيلا (٢٢٠٥) مسلم كتاب البيوع باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا فى العرايا (٧٦،٧٥۔١٥٤٢)(مبشر احمد ربانی)

عَنِ الْمُزَابَنَةِ، قَالَ: ((وَالْمُزَابَنَةُ: أَنْ يُبَاعَ مَا فِي رُؤُوْسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُسَمًّى، إِنْ زَادَ فَلِيْ، وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ.))

سب سے منع فرمایا ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ درخت کی تازی کھجور خشک کھجور کے بدلے میں ناپ کر بیچی جائے جیسے خریداریوں کہے کہ چار سیر یا پانچ سیر خشک کھجور دوں گا اور اگر درخت اوپر کی کھجور زیادہ نکلی تو میری ہے اور اگر کم نکلی تو میرا ہی نقصان ہوگا۔

توضیح: مزابنہ زبن سے ہے جس کے معنی پھل توڑنے کے ہیں یہاں مزابنہ سے یہ مراد ہے کہ جو کھجور درخت پر لگی ہو اس کو خشک کھجور کے عوض بیچا جائے اس سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ربوا کا شبہ ہے کیونکہ احتمال اس بات کا ہے کہ دونوں طرف کی متبادل کھجوروں میں کمی بیشی ہو اور ایک ہی جنس کی بیشی سے بیچنا جائز نہیں ہے خواہ کھجور ہو یا انگور عوض اور معوض دونوں خشک ہوں یا دونوں تازے ہوں اور کھیتی کو یعنی جیسے گیہوں کو جو بالیاں کھیت میں ہوں صاف گیہوں کے بدلے میں اندازہ کر کے بیچا جائے اس کو محاقلہ کہتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ اس میں بھی کمی بیشی کا احتمال ہے جس میں سود کا شبہہ ہوسکتا ہے۔

مخابرہ، محاقلہ اور مزابنہ کا بیان

٢٨٣٥۔ وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ، وَالْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةُ: أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ الزَّرْعَ بِمِائَةِ فَرَقِ حِنْطَةٍ، وَالْمُزَابَنَةُ: أَنْ يَبِيعَ التَّمْرَ فِي رُؤُوْسِ النَّخْلِ بِمِائَةِ فَرَقٍ، وَالْمُخَابَرَةُ: كِرَاءُ الْأَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبْعِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٨٣٥۔ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع مخابرہ اور محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ محاقلہ یہ ہے کہ کوئی کھیتی کو گیہوں کے سو فرق کے بدلے میں بیچے اور مزابنہ یہ ہے کہ تازی کھجوروں کو جو ابھی درختوں پر لگی ہوئی ہوں سو فرق خشک کھجوروں کے بدلے میں بیچے اور مخابرہ یہ ہے کہ زمین کو کرایہ پر اس کی پیداوار کے ایک حصے پر مثلاً ثلث یا ربع یا نصف پر دے۔ (مسلم) الفرق مدینہ میں ایک معروف ماپ کا پیمانہ ہے اس کو راء کے زبر سے پڑھتے ہیں اس کی جمع فرقان آتی ہے۔ (البانی)

توضیح: فَرَقَ ر کے زبر کے ساتھ ایک پیمانے کا نام ہے جس میں سولہ رطل غلہ آتا ہے یعنی آٹھ سیر اور فَرْق ر کے جزم کے ساتھ ایک بڑے پیمانے کا نام ہے جس میں ایک سو بیس رطل غلہ آتا ہے اور یہ مثال کے طور پر فرمایا ہے مقصد یہ ہے کہ کھیتی کے بالوں میں جو گیہوں وغیرہ لگے ہوں اور ابھی ان کو کاٹا نہیں گیا ہے خشک گیہوں کے بدلے میں بیچا جائے اسی طرح سے کھجور اور انگور کا بھی حال ہے۔

مخابرہ خبرہ سے ہے جس کے معنی حصے کے ہیں اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ خیبر سے ماخوذ ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے یہی معاملہ کیا تھا کہ آدھی پیداوار وہ لیں اور آدھی پیداوار آپ کو دیں اور بعضوں نے کہا کہ یہ خبار سے مشتق ہے جس کے معنی نرم زمین کے ہیں مخابرہ اور مزارعہ کے ایک معنی ہیں لیکن مزارعت میں تخم زمین کے مالک کا ہوتا ہے اور مخابرہ میں تخم کاشتکار کا ہوتا ہے۔

٢٨٣٥۔ صحيح مسلم كتاب البيوع باب نهى عن المعاقلة والمزابنة (١٥٣٦[٣٩١٨، ٣٩١٢])

❀❀ مسلم كتاب البيوع باب النهى عن المحاقلة والمزابنة (٨١۔٨٤۔١٥٣٦) ترتيب المسند للشافعى ٢/ ١٥٢ كتاب الام ٣/ ٦٣ (مبشر احمد ربانی)

خلاصہ:...... یہ ہے کہ زمین کا مالک کسی دوسرے شخص کو اپنی زمین اس شرط پر دے کہ وہ اس میں جو چیز بوئے اور اس میں جو پیدا ہو اس میں سے تہائی یا نصف حصہ زمین کے مالک کو دے اور باقی وہ لے یہ ممانعت ایک خاص صورت میں ہے مطلقاً نہیں ہے اسی مخابرہ کو ہندی میں بٹائی کہتے ہیں محدثین کرام کے نزدیک مخابرہ کی وہ صورت منع ہے کہ زمین کا مالک زمین دیتے وقت یہ کہے کہ نہر کے کناروں اور نالیوں کے کنارے پر جو پیداوار ہو اس کو میں لوں گا اور دوسرے جگہ کی پیداوار کو تم لینا تو اس صورت میں کبھی رب الارض کا فائدہ ہوتا اور کبھی نقصان اسی طرح سے کبھی کاشتکار کو فائدہ ہوتا اور کبھی نقصان جیسا کہ رافع بن خدیج ﷺ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ زمین کو چاندی سونے کے بدلے میں دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

((انما کان الناس یواجرون علی عهد رسول الله ﷺ علی الماذیانات و اقبال الجد اول و اشیاء من الزرع فیهلك هذا و یسلم هذا و یهلك هذا فلم یکن للناس کراء الا هذا فلذلك زجر عنه و اما شیء معلوم مضمون فلا باس به .)) (مسلم)

''لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہر کے کناروں پر اور نالیوں کے سروں پر جو پیداوار ہوتی اس کے بدلے میں اور کبھی اور پیداوار پر زمین کرایہ پر چلاتے تو بعض وقت ایک چیز تلف ہو جاتی دوسری بچ جاتی اور کبھی یہ تلف ہوتی اور وہ بچ جاتی پھر بعض کو کچھ کرایہ نہیں ملتا مگر وہی جو بچ رہتا اس لیے آپ نے منع فرمایا اس سے لیکن اگر کرایہ کے بدل کوئی معین چیز جیسے روپیہ اشرفی غلہ وغیرہ جس کی ذمہ داری ہو سکے ٹھہرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔''

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں یہ باب منعقد فرمایا ہے کہ:

((باب المزارع بالشطر و نحوه و قال قیس بن مسلم عن ابی جعفر قال ما بالمدین اهل بیت هجر الا یزرعون علی الثلث والربع و زارع علی و سعد بن مالك و عبدالله بن مسعود و عمر بن عبدالعزیز والقاسم والعروة و ال ابی بکر و ال عمر و ال علی و ابن سیرین و قال عبدالرحمن ابن الاسود کنت اشارك عبدالرحمن بن یزید فی الزرع و عامل عمر الناس علی ان جاء عمر بالبذر من عنده فله شطته و ان جائوا بالبذرفلهم کذا و قال الحسن لا باس ان تکون الارض لاحد هما فینفقان جمیعا فما خرج فهو بینهما و رای ذلك الزهری .))

''آدھی یا کم وزیادہ پیداوار پر بٹائی کرنا اور قیس رضی اللہ عنہ نے ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا' مدینہ میں کسی مہاجر کا گھرانہ ایسا نہ تھا جو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر بٹائی نہ کرتے ہوں مثلاً حضرت علی سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، عمر بن عبدالعزیز، عروہ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے خاندان والے اور ابن سیرین رضی اللہ عنہ سب بٹائی کیا کرتے تھے اور عبدالرحمٰن بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا میں عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ کا کھیتی میں شریک رہتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اس شرط پر بٹائی کی کہ اگر تخم ان کا ہو تو وہ آدھی پیداوار لے لیں اگر تخم لوگوں کا ہو تو وہ اتنی لیں اور حسن بصری نے کہا اس میں کوئی برائی نہیں کہ ایک شخص کی زمین ہو (دوسرے کی محنت) دونوں خرچ کریں اور پیداوار آدھو آدھ بانٹ لیں اور زہری نے بھی یہی اختیار کیا۔''

اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((کنا اکثر اهل المدین مزدرعا کنا نکرا الارض بالنا حیة منها مسمی لسید الارض قال فمما یصاب ذالك و تسلم الارض و مما یصاب الارض و یسلم ذالك فنهینا و اما الذهب والورق فلم یکن یومئذ .))

''انہوں نے کہا سب مدینہ والوں میں ہمارے کھیت بہت تھے ہم زمین کو بٹائی پر دیا کرتے اس شرط پر کہ زمین کے ایک معین حصے کی پیداوار ہم لیں گے تو کبھی ایسا ہوتا کہ ایک فریق کے حصے کی پیداوار خراب ہو جاتی باقی زمین کی اچھی رہتی اور کبھی دوسرے فریق کے حصے کی خراب ہو جاتی اور اول فریق کے حصے کی بچھی رہتی اس لیے ہم کو اس سے ممانعت کی گئی اور چاندی سونے کے بدل میں ٹھیکہ دینے کا تو اس وقت رواج ہی نہ تھا۔ (نقدی ٹھیراؤ بالکل نہیں ہوتا)''

مزارعت کی ممانعت خاص اسی صورت میں ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے اور جب متعین ہو جائے تہائی چوتھائی یا نصف تو وہ جائز ہے رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمینوں کو مزارعت دیا تھا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایسا کیا کرتے تھے بخاری شریف میں متعدد جگہ اس کا بیان آیا ہے۔

کھیتی کی پیداوار ہونے سے پہلے فروخت کرنا

۲۸۳۶۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُخَابَرَةِ، وَالْمُعَاوَمَةِ وَ عَنِ الثُّنْيَا، وَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۳۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا محاقلہ سے اور مزابنہ سے اور مخابرہ سے اور معاومہ سے اور ثنیا سے اور عرایا کی رخصت دی ہے۔ (مسلم)

المعاومة کھجور یا دوسرے درختوں کے پھلوں کی دو تین یا زیادہ سالوں کے لیے پھلوں کے ظاہر ہونے اور پکنے سے پہلے بیع کرنا۔

الثنیا۔ باغ کے پھل بیچتا ہے لیکن نا معلوم مقدار مستثنیٰ کر لیتا ہے۔ (البانی)

توضیح: محاقلہ مزابنہ اور مخابرہ کی پہلے تعریف گزر چکی ہے اور معاومہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے درختوں کے پھلوں کو یا کھیتی کی پیداوار کو دو چار سال پہلے ہی بیچ دے تو یہ منع ہے کیونکہ اس میں دھوکہ ہے کہ آئندہ پیدا ہو نہ ہو اور ثنیا سے مراد استثناء ہے یعنی مثلاً باغ کوئی بیچے اور چند درختوں کو استثناء کر دے کہ کچھ نہیں بیچیں گے یا درخت کے پھل کو بیچے اور یوں استثناء کر دے کہ مگر کچھ اس میں سے نہیں بیچتا ہے چونکہ یہ استثناء مجہول ہے غیر متعین اور غیر معلوم ہے اسمیں جھگڑا پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے ناجائز ہے۔

اور عرایا جمع عریة کی ہے جس کے معنی بخشش اور ہبہ کے ہیں اور اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ باغ کا مالک اپنے درختوں میں سے کچھ درخت کسی غریب کو دے اور ان درختوں پر تر میوہ لگا ہوا ہو پھر اس میوہ کو وہ غریب کسی اور کے ہاتھ یا خود مالک کے ہاتھ خشک میوہ کے بدلے بیچ ڈالے رسول اللہ ﷺ نے اس کو جائز رکھا تا کہ غریبوں کو حرج نہ ہو۔

اور بعضوں نے کہا کہ عریۃ یہ ہے کہ غریب آدمی جس کے پاس نقد روپیہ نہ ہو وہ اپنے اور اپنے عیال کے کھانے کے لیے خشک کھجور کے بدلے درختوں پر تر کھجور خرید لے تو یہ جائز ہے بشرطیکہ پانچ وسق سے کم ہو اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور اسی کو مزابنہ کہتے ہیں جو ممنوع ہے مگر عریۃ کو آپ نے مستثنیٰ کر دیا ہے۔

۲۸۳۷۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

۲۸۳۷۔ حضرت سہل بن حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۲۸۳۶۔ صحیح مسلم کتاب البیوع باب النهی عن المحاقلة والمزابنة (۱۵۳۶[۳۹۱۳])

❀❀ مسلم کتاب البیوع باب النهی عن المحاقلة والمزبنة (۸۵۔۱۵۳۶) شرح السنة ۸/ ۸۴ (۲۰۷۲) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۳۷۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب التمر علی رؤوس النخل بالذهب اوالفضة (۲۱۹۱)، مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الرطب بالتمر الافی العریا (۱۵۴۰[۳۸۸۷])

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب بیع التمر علی رؤوس النحل بالذهب اوالفضة (۲۱۹۱) مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الرطب بالتمر الافی العرایا (۶۷/ ۱۵۴۰) (مبشر احمد ربانی)

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ التَّمَرِ بِالتَّمَرِ؛ إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا تَمْرًا، يَأْكُلُهَا أَهْلًا رُطَبًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کھجور کو کھجور کے بدلے میں بیچنے اور کرید نے سے منع فرمایا ہے لیکن عریہ کی اجازت دی ہے اور عریہ یہ ہے کہ درختوں کے تازی کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے میں اندازہ کر کے خریدا جائے تاکہ اس کے گھر والے تازہ پھل کھائیں۔ (بخاری و مسلم)

۲۸۳۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ، أَوْ فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ شَكَّ دَاوُدُ ابْنُ الْحُصَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عریہ کی اجازت دی ہے بشرطیکہ پانچ سوق یا پانچ وسق سے کم ہو۔ (بخاری و مسلم) داؤد بن حصین راوی نے اس میں شک کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانچ وسق فرمایا یا پانچ وسق سے کم فرمایا ہے۔

کچے پھل کی خرید وفروخت

۲۸۳۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُو صَلَاحُهَا، نَهَى الْبَائِعَ وَ الْمُشْتَرِيَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ فِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى تَزْهُو، وَ عَنِ السُّنْبُلِ حَتَّى يَبْيَضَّ وَ يَأْمَنَ الْعَاهَةَ

۲۸۳۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کچے پھلوں کے بیچنے سے یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو جائے بائع اور مشتری دونوں کو منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپ نے منع فرمایا ہے کھجوروں کے بیچنے سے جب تک کہ وہ سرخ یا زرد نہ ہو جائیں چونکہ سرخی یا زردی کے آجانے سے پختگی کا یقین ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے منع فرمایا ہے کھیتی کے بالوں کے بیچنے سے جب تک کہ سفید نہ ہو جائیں اور آفت سے محفوظ نہ ہو جائیں۔ بائع اور مشتری دونوں کو منع کیا کیونکہ کچے پھلوں کے بیچنے میں نقصان کا احتمال زیادہ ہے۔

۲۸۴۰۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ قِيلَ: مَا تُزْهِيَ؟ قَالَ: ((حَتَّى تَحْمَرَّ))، وَ قَالَ:

۲۸۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچے پھلوں کے بیچنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ خوش رنگ ہو جائے آپ سے دریافت کیا گیا کہ خوش رنگ ہونے سے کیا مراد ہے تو آپ

۲۸۳۸۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب التمر علی رؤوس النخل بالذهب (۲۱۹۰)، مسلم کتاب البیوع باب تحریم الرطب بالتمر الا فی العرایا (۱۵۴۱[۳۸۹۲])

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب بیع التمر علی رؤوس النخل بالذهب اوالفضة (۲۱۹۰) وکتاب المساقاة باب الرجل یکون له مهرائو شرب فی حائط اوفی نخل (۲۳۸۲) مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الرطب بالتمر الا فی العرایا (۷۱۔ ۱۵۴۱)۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۸۳۹۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع التمر قبل ان یبدو صلاحها (۲۱۹۴)، مسلم کتاب البیوع باب النهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها (۱۵۳۴[۳۸۶۲، ۳۸۶۴])

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب بیع التمر قبل ان یبدوصلاحها (۲۱۹۴) مسلم کتاب البیوع باب النهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها (۴۹۔۱۵۳۴) دوسری روایت: مسلم مذکورہ باب (۵۰۔۱۵۳۵) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۴۰۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب اذا باع الثمار قبل ان یبدو صلاحها (۲۱۹۸)، مسلم کتاب المساقاة باب وضع الجوائح (۱۵۵۵[۳۹۷۷])

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب اذا باع الثمار قبل ان یبدو صلاحها (۲۱۹۸) مسلم کتاب المساقاة باب وضع الجوائح (۱۵/ ۱۵۵۵) (مبشر احمد ربانی)

((أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللهُ الثَّمَرَةَ، بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ؟))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

نے فرمایا سرخ ہو جائے پھر آپ نے فرمایا کہ تم یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے پھول کو روک لیا تو کس چیز کے بدلے میں اپنے بھائی کے مال کو لے گا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی اگر کچے پھلوں کو بیچا ہے اور کوئی ناگہانی آفت آ گئی جس سے پھل خراب ہو گئے یا جھڑ گئے تو بائع مشتری سے کس چیز کے بدلے میں قیمت لے سکتا ہے جب کہ مشتری کو کچھ ہاتھ نہ آیا۔

۲۸۴۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ، وَأَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَائِحِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۴۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سالوں کے بیع سے منع فرمایا ہے اور آفتوں کے نقصانات میں قیمتوں کے کم کرنے یا بالکل معاف کر دینے کا حکم دیا ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی اگر کسی نے کچا پھل خریدا ہے اور آفت آ جانے کی وجہ سے پھل جھڑ گیا تو بیچنے والے کو چاہیے کہ جتنا نقصان ہوا اور بیع سنین سے یہ مراد ہے کہ چند سالوں کی پیداوار پیش گی بیچ دے تو یہ بیع مجہول اور بیع غرر کے حکم میں داخل ہے جو ناجائز ہے یعنی اگر کوئی یوں کہے کہ دس سال کے اندر جو کچھ پیدا ہوگا وہ دس ہزار میں بیچتا ہوں اور مشتری نے دس ہزار روپیہ دے کر خرید لیا تو ممکن ہے دس سال میں قحط سالی کی وجہ سے کچھ نہ پیدا ہو یا اور کوئی آفت آئی جس سے پیداوار میں کمی ہو گئی تو مشتری کو نقصان ہوگا اس لیے آپ نے اس سے منع فرمایا اس کا بیان پہلے بھی گزر چکا ہے۔

۲۸۴۲۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ ثَمَرًا، فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ، فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ؟))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۴۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اپنے بھائی کے ہاتھ پھل بیچ دو تو اس پر کوئی آفت آ جائے جس سے پھل میں نقصان پیدا ہو جائے تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ تم اسکی قیمت میں سے کچھ لے لو تم کس چیز کے بدلے اپنے بھائی کے مال میں سے لو گے جب کہ اسکو کچھ ملا ہی نہیں۔ (مسلم)

۲۸۴۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ فِي أَعْلَى السُّوقِ فَيَبِيعُونَهُ فِي مَكَانِهِ فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ بَيْعِهِ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ وَلَمْ أَجِدْهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ

۲۸۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ بازار کے بلندی جانب غلہ خریدتے تھے اور پھر اسی جگہ قبضہ کرنے سے پہلے بیچ دیتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ بیچنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ اس جگہ سے اس غلے کو منتقل کر دے اور اس پر قبضہ کر لے۔ (ابوداؤد)

۲۸۴۱۔ صحیح مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض (۱۵۳٦[۳۹۳۰])

❀❀ مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض (۱۰۱/ ۱۵۳٦) وکتاب المساقاۃ باب وضع الجوائح (۱۷/ ۱۵۵٤) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۴۲۔ صحیح مسلم کتاب المساقاۃ وضع الجوائح (۱۵۵٤[۳۹۷۵])

❀❀ مسلم کتاب المساقاۃ باب وضع الجوائح (۱٤/ ۱۵۵٤) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۴۳۔ صحیح بخاری (۲۱٦۷)، مسلم (۱۵۲۷[۳۸٤٦])، ابوداؤد کتاب البیوع باب فی بیع الطعام (۳٤۹٤)

❀❀ ابوداؤد کتاب البیوع باب فی بیع الطعام (۳٤۹٤) اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب البیوع باب منتهی التلقی (۲۱٦۷) وباب ما ذکر فی الاسواق (۲۱۲۳) میں بیان کیا ہے لیکن صاحب مشکوٰۃ کو اس کا علم نہیں ہو سکا اور اسی معنی کی حدیث مسلم کتاب البیوع باب بطلان بیع المبیع قبل القبض (۳۳/ ۱۵۲۷) میں بھی موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

مال کو قبضہ میں لینے سے پہلے بیچنے کا بیان

٢٨٤٤- وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلاَ يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيْهِ))

۲۸۴۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو غلہ خریدے تو قبضہ کرنے سے پہلے نہ بیچے۔

٢٨٤٥- وَ فِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ:((حَتّٰى يَكْتَالَهُ))- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۴۵۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے یہاں تک کہ اس کو ناپ لے۔ (بخاری ومسلم)

٢٨٤٦- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَالَ: أَمَّا الَّذِيْ نَهٰى عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتّٰى يُقْبَضَ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَ لاَ أَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۴۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے وہ غلہ ہے جس کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچا جائے اور حضرت ابن عباس نے یہ بھی فرمایا کہ میرا خیال ہے یہ ممانعت ہر مثلی چیزوں میں سے ہے یعنی ہر چیز کا حکم غلے ہی کی طرح ہے۔ (بخاری ومسلم)

بیع پہ بیع کا بیان

٢٨٤٧- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ تَلَقَّوا الرُّكْبَانَ لِبَيْعٍ، وَ لاَ يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَ لاَ تَنَاجَشُوا، وَ لاَ يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَ لاَ تُصَرُّوا الإِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا: إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا، وَ إِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ))- مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ فِيْ

۲۸۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ بازار یا شہر سے باہر نکل کر آگے جا کر غلہ لانے والے قافلوں سے نہ ملو۔[1] تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے[2] اور نجش نہ کرو[3] اور شہری آدمی دیہاتی آدمی کا دلال بن کر نہ بیچے بلکہ خود اس کو بیچنے دے۔[4] اور نہ بند رکھو تھن میں دودھ اونٹنی یا بکری کا پھر کوئی اس کو خرید لے خریدنے کے بعد اس کو اختیار ہے دونوں میں سے جو بھلا معلوم ہو کرے اگر جانور پسند آئے تو رکھ لے اور نہ پسند آئے

٢٨٤٤- صحيح بخارى كتاب البيوع باب الكيل على البائع (٢١٢٦)، مسلم كتاب البيوع باب بطلان بيع المبيع (١٥٢٦[٣٨٤٠])

❀❀ بخارى كتاب البيوع باب الكيل على البائع (٢١٢٦) مسلم كتاب البيوع باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (٣٢/ ١٥٢٦) (مبشر احمد ربانى)

٢٨٤٥- صحيح بخارى (٢١٣٥)، مسلم كتاب البيوع باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (١٥٢٥[٣٨٣٩])

❀❀ مسلم كتاب البيوع باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (٣١/ ١٥٢٥) ان الفاظ سے بخاری میں نہیں ملی۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٨٤٦- صحيح بخارى كتاب البيوع باب بيع الطعام قبل ان يقبض (٢١٣٥)، مسلم كتاب البيوع باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (١٥٢٥[٣٨٣٦])

❀❀ بخارى كتاب البيوع باب بيع الطعام قبل ان يقبض (٢١٣٥) منسلم كتاب البيوع بطلان بيع المبيع قبل ان يقبض (٢٩،٣٠/ ١٥٢٥) (مبشر احمد ربانى)

٢٨٤٧- صحيح بخارى كتاب البيوع باب النهى للباع ان لا يحفل الابل (٢١٥٠) مسلم كتاب البيوع باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه (١٥١٥[٣٨١٥])

❀❀ بخارى كتاب البيوع باب النهى للبائع ان لا يحفل الابل (٢١٥٠)، مسلم كتاب البيوع باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه (١١/ ١٤١٢)، دوسری روایت: مسلم كتاب البيوع باب حكم بيع المصراة (٢٥/ ١٥٢٤) (مبشر احمد ربانى)

رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ:((مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً، فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ: فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لاَ سَمْرَاءَ))

تو جانور کو واپس کر دے اور دودھ کے بدلے میں ایک صاع کھجور دے دے۔(بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ جس نے مصرا بکری خریدی تو اس کو تین دن تک اختیار ہے اگر چاہے اس کو واپس کر دے اور اس کے ساتھ ایک صاع کھجور بھی واپس کرے گیہوں نہیں۔

توضیح: مصراۃ صَرٌّ سے ہے جس کے معنی مادہ جانور کے تھن میں تھیلی باندھنا تاکہ وہ اپنے بچے کو دودھ نہ پلا سکے بعض لوگ دھوکہ دینے کے لیے کئی روز تک تھن پر تھیلی باندھ کر دودھ کو روکے رہتے تو جب خریدار بائع سے پوچھتا کہ کتنا دودھ نکلتا ہے تو بائع بتاتا کہ بہت دودھ نکلتا ہے خریدار نے دھوکے میں آکر خرید لیا جب وہ اپنے گھر لے گیا تو دودھ دوہنے پر اسے معلوم ہوا کہ جتنا دودھ اس نے بتایا تھا اس سے کم نکلا ہے اور اس نے دھوکہ دیا ہے اگر کوئی آدمی ایسے مصرا جانور کو خریدے تو اس کو دو باتوں میں سے ایک بات کا اختیار ہے اگر اسے پسند ہو تو جانور کو رکھ لے اور اگر پسند نہیں ہے تو جانور واپس کر دے اور اپنی قیمت لے لے اور جتنا دن دودھ پیا ہے اس کے بدلے میں ایک صاع کھجور دے دے۔

بازار آنے سے پہلے قافلوں کو ملنا

٢٨٤٨۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا تَلَقُّوا الْجَلَبَ، فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرَى مِنْهُ، فَإِذَا أَتَى سَيِّدُهُ السُّوقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٨٤٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بازار سے آگے جا کر آنے والے قافلوں سے مت ملو (جب تک کہ وہ بازار میں نہ آجائیں اور مال والوں کو بازار کا بھاؤ نہ معلوم ہو) اگر کوئی آگے جا کر ملے اور مال خرید لے پھر مال کا مالک بازار میں آئے اور بھاؤ دریافت کرنے سے اسے معلوم ہوا کہ نقصان ہوا ہے۔ تو اس کو اختیار ہے چاہے معاملہ رکھے یا توڑ دے۔(مسلم)

توضیح: جلب دو امروں میں ہوتا ہے ایک تو زکوۃ میں دوسرے گھوڑ دوڑ کی شرط میں زکوۃ کا جلب یہ ہے کہ ایک تحصیل دار ایک مقام پر اترے اور جانور والوں کو یہ حکم دے کہ اپنے اپنے جانور لے کر اس کے پاس حاضر ہوں آپؐ نے اس سے منع فرمایا کیونکہ اس میں جانور والوں کو تکلیف ہوگی خود تحصیل دار کو وہاں جانا چاہیے جہاں جانور رہتے ہوں وہاں جا کر زکوۃ وصول کر لینا چاہیے۔ شرط کا جلب یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے پیچھے ایک آدمی رکھے وہ اس کو ڈانٹتا اور جھڑکتا رہے تاکہ وہ آگے بڑھ جائے یہاں جلب سے مراد تجارتی قافلہ ہے جو دیہات سے برائے فروخت مال لے کر بازار میں بیچنے کے لیے آتا ہے تو آپؐ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ تجارتی قافلہ سے آگے جا کر مت ملو اس کو بستی میں آنے دو بستی میں آکر وہ اپنا مال بازار کے نرخ سے بیچیں آگے جا کر ان سے نرخ ٹھہرا لینا اور مال مول لے لینا یہ درست نہیں کیونکہ ایسا کرنے میں کبھی بستی والوں کا نقصان ہوتا ہے کبھی قافلہ والوں کا ان کو بستی کے نرخ کی خبر نہیں ہوتی۔

٢٨٤٩۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

٢٨٤٩۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٢٨٤٨۔ صحيح مسلم كتاب البيوع باب تحريم تلقى الجلب (١٥١٩[٣٨٢٣])

❀❀ مسلم كتاب البيوع باب تحريم تلقى الجلب (١٧/ ١٥١٩) (مبشر احمد ربانی)

٢٨٤٩۔ صحيح بخارى كتاب البيوع باب النهى عن تلقى الركبان (٢١٦٥)، مسلم البيوع باب تحريم تلقى الجلب (١٥١٧[٣٨١٩])

❀❀ بخارى كتاب البيوع باب النهى عن تلقى الركبان (٢١٦٥) مسلم كتاب البيوع باب تحريم تلقى الجلب (١٤/ ١٥١٧) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔(مبشر احمد ربانی)

((لاَ تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى السُّوْقِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

فرمایا کہ سامان اور اسباب والوں سے مت ملو یہاں تک کہ وہ بازار میں اتارا جائے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اسباب والوں سے مراد وہی قافلے ہیں جو باہر سے سامان فروخت کرنے کے لیے بازار آتے ہیں تو بازار والوں کو باہر نکل کر راستے میں ان قافلوں والوں سے مل کر خرید وفروخت نہیں کرنا چاہیے یہاں تک کہ وہ قافلے والے اپنے سامان کو لے کر بازار میں آ جائیں تو بازار کے نرخ سے خریدے اور بیچے جیسا کہ اس کا بیان پہلے آ چکا ہے۔

۲۸۵۰۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَ يَبِعِ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيْهِ، وَلاَ يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيْهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۵۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کوئی شخص اپنے بھائی کے بیع پر اپنا مال نہ بیچے اور نہ اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام پہنچائے مگر جب کہ اس کو اجازت مل جائے۔ (مسلم)

توضیح: علامہ نووی رحمہ اللہ نے اس کا مطلب اس طرح سمجھایا ہے کہ بیع کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے یہ کہے کہ تو نے جو چیز خریدی ہے اس کی خرید فسخ کر ڈال میں ویسی ہی چیز اس سے سستی دیتا ہوں یا اس سے عمدہ چیز اسی قیمت پر دیتا ہوں اور یہ حرام ہے اسی طرح اپنے بھائی کی خرید پر خریدنا بھی حرام ہے اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہے کہ تو نے جو چیز بیچی ہے اس کی بیع فسخ کر ڈال میں تجھ سے اس سے زیادہ قیمت پر خرید دوں گا اور اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام نہ دینے سے یہ مراد ہے کہ کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا اور وہ اس سے نکاح کرنے پر راضی ہو گئی تو دوسرے کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ یہ بھی اس کے یہاں پیغام بھیجے ہاں اگر پہلے شخص نے اپنے پیغام کو واپس لے لیا اور دوسرے کے لیے اجازت دے دی تو جائز ہے۔

بھاؤ پہ بھاؤ کرنا

۲۸۵۱۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَسِمُ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ بھاؤ کرے کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کے بھاؤ پر۔ (مسلم)

یسم: المساومة کہتے ہیں خریدار اور بیچنے والے کے درمیان بات چیت۔ (الباني)

توضیح: اس کی صورت یہ ہے کہ بیچنے خریدنے والے دونوں ایک بھاؤ پر راضی ہو گئے تو دوسرے کو یہ جائز نہیں ہے کہ زیادہ بھاؤ یا قیمت لگا کر ان کے معاملے کو توڑ دے۔

۲۸۵۰۔ صحيح مسلم كتاب النكاح باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه (۱۴۱۲[۳۴۵۵])

❀❀ مسلم كتاب النكاح باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه (۵۰/ ۱۴۱۲) وكتاب البيوع باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه (۸/ ۱۴۱۲)، ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث متفق علیہ ہے بخاری كتاب البيوع باب لا يبيع على بيع اخيه (۲۱۳۹) وكتاب النكاح باب لا يخطب على خطبة اخيه حتى ينكح اويدع (۵۱۴۲) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۵۱۔ صحيح مسلم كتاب البيوع باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه (۱۵۱۵[۳۸۱۳])

❀❀ مسلم كتاب البيوع تحريم بيع الرجل على بيع اخيه (۹/ ۱۵۱۵) (مبشر احمد ربانی)

شہری کا دیہاتی کا مال بیچنا

۲۸۵۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۵۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہری آدمی دیہاتی آدمی کا دلال بن کر مال نہ بیچے بلکہ ان لوگوں کو چھوڑ دے جس طرح چاہیں بیچیں خریدیں اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعہ سے روزی پہنچاتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی دیہاتی لوگ بازار میں جب اپنا مال بیچنے کے لیے لائیں تو شہری ان کا دلال بن کر نہ بیچوائے بلکہ ان دیہاتیوں کو بازار میں غلہ لانے دو اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو اور وہ خود ہی سستا مہنگا جس طرح چاہیں بیچیں تاکہ شہر میں غلہ کافی رہے اور ارزانی سے شہری فائدہ اٹھائیں کیونکہ دلال لوگ مہنگا فروخت کراتے ہیں جس سے شہریوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

۲۸۵۳۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ: نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَ الْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَ الْمُلَامَسَةُ: لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ، وَ لَا يُقَلِّبُهُ إِلَّا بِذٰلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ: أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ، وَ يَنْبِذَ الْآخَرُ ثَوْبَهُ وَيَكُونُ ذٰلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ وَ اللِّبْسَتَيْنِ: اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالصَّمَّاءُ: أَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلَى أَحَدِ عَاتِقَيْهِ، فَيَبْدُو أَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَاللِّبْسَةُ الْأُخْرَى: احْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهِ، وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۵۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لباس سے منع فرمایا ہے اور دو طرح کی بیع سے منع فرمایا ہے یعنی بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے بھی منع فرمایا ہے اور بیع ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کے کپڑے کو اپنے ہاتھ سے چھوئے خواہ رات میں ہو یا دن میں اور اس کو نہ الٹے پلٹے مگر اسی لیے اور بیع منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنا کپڑا اور دوسرے کی طرف پھینک دے اور دوسرا بھی اپنا کپڑا اس کے طرف پھینک دے اور یہی ان کی بیع ہو جائے گی بغیر دیکھے اور بغیر رضا مندی کے۔ اور دو قسم کے لباسوں میں سے جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے ایک اشتمالی الصماء ہے اور صما کا طریقہ یہ ہے کہ کسی ایک کندھے پر کپڑا ڈال دے اور دوسری جانب ظاہر ہو اس پر کوئی کپڑا نہ ہو اور دوسرے قسم کے لباس جس سے آپ نے منع فرمایا ہے وہ احتباء ہے یعنی گوٹ مار کر بیٹھے اس حال میں کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو بلکہ شرمگاہ کھلی ہوئی ہو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: بیع ملامسہ اور منابذہ کی مختلف صورتیں ہیں ایک صورت تو یہی بیان کی گئی ہے جو حدیث میں ہے لیکن علامہ نووی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح میں اس کی تین صورتیں علماء سے نقل کر کے بیان فرمائی ہے ایک یہ کہ بیچنے والا ایک کپڑا لپٹا ہوا یا اندھیرے میں لے کر آئے اور خریدار اس کو چھولے۔ بیچنے والا یہ کہے کہ میں نے یہ کپڑا تیرے ہاتھ بیچا اس شرط سے کہ تیرا چھونا تیرے دیکھنے کے

۲۸۵۲۔ صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الحاضر للبادی (۱۵۲۲[۳۸۲۶])

❀ مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الحاضر للبادی (۲۰/ ۱۵۲۲) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۵۳۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب اشتمال الصماء (۵۸۲۰)، مسلم کتاب البیوع باب ابطال بیع السلاسة والعنابذة (۱۵۱۲[۳۸۰۶])

❀ بخاری کتاب اللباس باب اشتمال الصماء (۵۸۲۰) مسلم کتاب البیوع باب البطال بیع الملامسه والمنابذة (۳/ ۱۵۱۲) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

قائم مقام ہے اور جب تو دیکھے تو تجھے اختیار نہیں ہے۔ دوسری یہ کہ چھونا خود بیع قرار دیا جائے مثلاً مالک مال مشتری سے یہ کہے کہ جب تو چھولے تو وہ تیرے ہاتھ بک گیا۔ تیسری یہ کہ چھونے سے مجلس کا اختیار قطع کیا جائے اور تینوں صورتوں میں یہ بیع باطل ہے۔

اسی طرح بیع منابذہ کے بھی تین معنی ہیں ایک تو یہ کہ کپڑے کا پھینکنا بیع قرار دیا جائے یہ امام شافعیؒ کی تاویل ہے دوسری یہ کہ پھینکنے سے اختیار قطع کیا جائے تیسری یہ کہ پھینکنے سے مراد کنکری کا پھینکنا ہے یعنی خریدنے والا کنکری بائع کے حکم سے کسی چیز پر پھینک دے تو جس چیز پر پڑ جائے گی اس کا لینا ضروری ہو جائے گا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ یہ سب جاہلیت کے زمانے کی بیع ہے جو ایک قسم کا جوا ہے اس لیے آپ نے اس سے منع فرمایا ہے اور آپ نے دو قسم کے لباس پہننے سے منع فرمایا ہے ایک اشتمال صماء ہے جس کی ایک صورت اس حدیث میں بیان ہوئی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹ لے کہ کسی طرف سے کھلا نہ رہے ہاتھ اور پیر سب بند ہو جائیں کوئی حصہ کپڑے سے باہر نہ رہے گویا اس کو اس پتھر سے مشابہت دی جس کو صخر صماء کہتے ہیں یعنی وہ پتھر جس میں کوئی سوراخ یا شگاف نہ ہو سب سے سخت اور یکساں ہو بعضوں نے کہا کہ اشتمال صماء یہ ہے کہ آدمی ایک ہی کپڑے سے اپنا تمام جسم ڈھانپ کر کسی ایک جانب سے کپڑے کو اٹھا دے تو اس کا ستر کھل جائے غرض دونوں باتیں ناجائز ہیں اور دوسرا لباس یہ ہے جس سے آپ نے منع فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ جو شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو تو ایک ہی کپڑے سے گوٹ مار کر بیٹھے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک کپڑے سے یا ہاتھوں سے اپنے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر پیٹھ سے جکڑ لے تو اگر شرمگاہ پر کپڑا ہے اور شرمگاہ ظاہر نہیں ہوتی ہے تو جائز ہے اور اگر شرمگاہ ظاہر ہو جاتی ہے تو ناجائز ہے۔

٢٨٥٤ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ، وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع حصا اور بیع غرر سے منع فرمایا ہے یعنی کنکری کی بیع اور دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

توضیح: علامہ نووی ؒ نے شرح مسلم میں بیان فرمایا ہے کہ کنکری کی بیع کے تین معنی ہیں ایک یہ کہ بائع یوں کہے میں نے تیرے ہاتھ وہ کپڑے بیچے جن پر یہ کنکری پڑے جس کو میں پھینکتا ہوں یا یہاں سے لے کر جہاں تک یہ کنکری جائے اتنا اسباب میں نے بیچا۔

دوسرے یہ کہ بائع یہ شرط لگائے کہ جب تک میں کنکری پھینکوں تجھے اختیار ہے بعد اس کے اختیار نہیں ہے تیسرے یہ کہ خود کنکری پھینکنا بیع قرار پائے مثلاً یوں کہے جب میں اس کپڑے پر کنکری ماروں تو وہ اتنے کو بک جائے گا اور لیکن دھوکے کی بیع تو وہ ایک اصل عظیم ہے کتاب البیع کی اور اس میں بہت سے مسائل داخل ہیں مثلاً بیع بھاگے ہوئے غلام کی اور معدوم کی اور مجہول کی اور جس کی تسلیم پر قدرت نہیں ہے اور جس پر بائع کی ملک پوری نہیں ہوئی اور بیع مچھلی کی پانی میں بیع دودھ کی تھن میں بچہ کی پیٹ میں پرندے کی ہوا میں کسی غیر معین تھیلی یا کپڑے یا بکری کی وغیرہ تو یہ سب بیعیں باطل ہیں اس لیے کہ ان سب میں دھوکہ ہے۔

حبل الحبلة کو فروخت کرنے کی ممانعت

٢٨٥٥ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: نَهَى رَسُولُ

۲۸۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٢٨٥٤ـ صحيح مسلم كتاب البيوع باب بطلان بيع الحصاة (١٥١٣[٣٨٠٨])

❀❀ مسلم كتاب البيوع باب بطلان بيع الحصاة (٤/ ١٥١٣) (مبشر احمد ربانی)

٢٨٥٥ـ صحيح بخاری كتاب البيوع الغرر وحبل (٢١٤٣)، مسلم كتاب البيوع باب تحريم بيع حبل (١٥١٤ [٣٨٠٩، ٣٨١٠])

❀❀ بخاری كتاب البيوع باب الغرر وحبل الحبلة (٢١٤٣) مسلم كتاب البيوع باب تحريم بيع حبل الحبلة (٥٦/ ١٥١٤) (مبشر احمد ربانی)

اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ ، وَ كَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ ، كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ، ثُمَّ تُنْتَجَ الَّتِي فِي بَطْنِهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

نے حمل کے بیچنے سے منع فرمایا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت کے لوگ اونٹ کا گوشت حبل الحبل تک بیچتے تھے اور حبل الحبلہ یہ ہے کہ جو حاملہ اونٹنی بچہ جنے پھر اس کا بچہ حاملہ ہو اور وہ بھی بچہ جنے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: حبل الحبلہ کی تفسیر یہی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر نے بیان فرمائی ہے بعض لوگوں نے حبل الحبلہ کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ حاملہ اونٹنی کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کو جن دے پھر وہ بچہ جوان ہو کر حاملہ ہو جائے پھر وہ بچہ جنے تو اس کو بیچے یا خریدے یہ اس لیے آپ نے منع فرمایا کہ اس میں دھوکہ ہے چونکہ یہ نہیں معلوم کہ اس اونٹنی کا بچہ پیدا ہوتا بھی ہے یا نہیں اور یہ نہیں معلوم کہ نر جنتی ہے یا مادہ اس بیع کو بیع نتاج النتاج کہتے ہیں یہ جاہلیت کی بیع تھی جو جوا ہے۔

سانڈھ کی جفتی کا بیان

٢٨٥٦۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۸۵۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سانڈھ کی جفتی سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

توضیح: یعنی نر کو مادہ پر کدانے کی اجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔ عسب نر جانور کے نطفے کو کہتے ہیں یعنی نر جانور کو مادہ پر کدا کر اس کی منی کو بیچنے یا خریدنے سے منع فرمایا کیونکہ اس میں جہالت ہے اور مجہول چیز کی بیع جائز نہیں۔

٢٨٥٧۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ ، وَعَنْ بَيْعِ الْمَاءِ وَ الْأَرْضِ لِتُحْرَثَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۵۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کو مادہ پر کدا کر اس کے نطفے کو بیچنے سے منع فرمایا ہے اور پانی کے بیچنے سے منع فرمایا ہے اور زمین بیچنے سے منع فرمایا ہے تاکہ کھیتی کی جائے۔ (مسلم)

توضیح: نر جانور کو مادہ پر جفتی کرانے کا بیان اوپر آ چکا ہے اور بچے ہوئے پانی کا بیچنا نیچے آ رہا ہے اور مضارعت کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

بچے ہوئے پانی کی خرید و فروخت

٢٨٥٨۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۵۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بچے ہوئے پانی کے بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

توضیح: علامہ نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں اسی حدیث کے ماتحت بیان فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں یوں ہے کہ منع کیا زائد پانی کے روکنے سے تاکہ اس کی وجہ سے زائد گھاس رکی رہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ زائد پانی نہ بیچا جائے تاکہ اس کی وجہ سے زائد گھاس بھی بکے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کا جنگل میں کنواں ہو اور اس میں اس کی ضرورت سے زیادہ پانی نکلے

٢٨٥٦۔ صحيح بخاری كتاب الاجارة باب عسب القحل (٢٢٨٤)

❀❀ بخاری كتاب الاجارة باب عسب الفحل (٢٢٨٤) (مبشر احمد ربانی)

٢٨٥٧۔ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب تحريم فضل بيع الماء (١٥٦٥[٤٠٠٥])

❀❀ مسلم كتاب المساقاة باب تحريم فضل بيع الماء (٣٥/ ١٥٦٥) (مبشر احمد ربانی)

٢٨٥٨۔ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب تحريمة فضل بيع الماء (١٥٦٥[٤٠٠٤])

مسلم كتاب المساقاة باب تحريم فضل بيع الماء (٣٤/ ١٥٦٥) (مبشر احمد ربانی)

اور اس جنگل میں گھاس بھی ہو لیکن پانی سوا اس کنوئیں کے اور کہیں نہ ہو تو جانور والے اپنے جانوروں کو اس جنگل میں چرا نہ سکیں بغیر اس کنوئیں میں سے پانی پلانے کے اب کنویں والا اس کا پانی پینے کو نہ دے یا اس کی قیمت لے اور اس بہانے سے گویا گھاس کی چرائی کی بھی قیمت لے تو یہ حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ضرورت سے زیادہ جو پانی جنگل میں ہو اس کو مفت دینا چاہیے کئی شرطوں سے ایک یہ کہ وہاں اور کہیں پانی نہ ہو۔

دوسرے یہ کہ جانوروں کے پینے کے لیے دیا جائے نہ کھیتی کے واسطے۔ تیسرے یہ کہ مالک کو اس کی احتیاج نہ ہو۔

اور مذہب صحیح یہ ہے کہ جو اپنی ملکی زمین میں کنواں یا چشمہ کھودے تو پانی میں اس کا ملک ہو گا اور بعض نے کہا پانی اس کا ملک نہ ہو گا لیکن جب پانی کو اپنے برتن میں لے لے تو وہ ملک ہو جاتا ہے یہی صواب ہے اور بعض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

۲۸۵۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُبَاعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُبَاعَ بِهِ الْكَلَأُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۵۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچا ہوا پانی نہ بیچا جائے تا کہ اس کے ذریعے سے گھاس بیچی جائے۔ (بخاری و مسلم) اس کا پورا مطلب پہلے آ چکا ہے۔

دھوکہ دہی کی ممانعت

۲۸۶۰۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعه بَلَلًا فَقَالَ: ((مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟)) قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ؟ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۸۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غلے کی ڈھیری پر گزرے تو آپ نے اپنا ہاتھ کچھ ڈھیری میں داخل کر دیا تو آپ کی انگلیوں نے اس غلے کی ڈھیری میں تراوٹ پائی یعنی نیچے غلہ بھیگا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے غلے والے یہ کیا بات ہے اوپر غلہ سوکھا ہے اور نیچے بھیگا ہے تو اس نے کہا بارش ہو گئی تھی یا رسول اللہ ﷺ اس لیے غلہ بھیگ گیا میں نے اوپر سوکھا غلہ ڈال دیا تو آپ نے فرمایا گیلا غلہ اوپر رکھتا تا کہ سب لوگ دیکھتے جو ہم کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

خرید و فروخت میں غیر معلوم استثناء کا بیان

۲۸۶۱۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

۲۸۶۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع میں

۲۸۵۹۔ صحیح بخاری کتاب المساقاۃ باب من قال ان صاحب الماء احق بالماء (۲۳۵۳)، مسلم کتاب المساقاۃ باب تحریم فضل بیع الماء (۱۵۶۶[۴۰۰۸])

❀ بخاری کتاب المساقاۃ باب من قال ان صاحب الماء احق بالماء حتی یروی (۲۳۵۳) مسلم کتاب المساقاۃ باب تحریم فضل بیع الماء (۳۸/ ۱۵۶۶) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۸۶۰۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ من غشا فلیس مناہ (۱۰۲[۲۸۴])

❀ مسلم کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا (۱۶۴/ ۱۰۲) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۶۱۔ صحیح، سنن ابی داؤد (۳۴۰۵) ترمذی کتاب البیوع باب النهی عن الثنیاء (۱۲۹۰)

❀ صحیح، ترمذی کتاب البیوع باب النہی عن الثنیا (۱۲۹۰) ابوداؤد کتاب البیوع باب فی المخابرۃ (۳۴۰۵) نسائی کتاب البیوع باب النهی عن بیع الثنیاء حتی تعلم (۴۶۴۷) بیہقی ۵/ ۳۰۴ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ یہ حدیث دیگر الفاظ کے ساتھ بخاری کتاب المساقاۃ (۲۳۸۱) مسلم کتاب البیوع وغیرہ میں موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

نَهَى عَنِ الثُّنْيَا إِلَّا أَنْ يُعْلَمَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

استثناء کرنے سے منع فرمایا ہے مگر جب کہ استثناء معلوم ہو۔ (ترمذی)

توضیح: اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو بیچے اور یوں کہے کہ میں نے یہ سب بیچا مگر کچھ نہیں بیچا تو مگر کچھ نہیں بیچا یہ مجہول ہے کہ کتنا نہیں بیچا ہے اس سے جھگڑا پیدا ہو جائے گا اس لیے منع فرمایا اور اگر وہ اس کی مقدار متعین کر دے کہ اتنا بیچوں گا اور اتنا نہیں بیچوں گا تو یہ جائز ہے۔

انگوروں کو سیاہ ہونے سے پہلے بیچنا

٢٨٦٢۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ حَتَّى يَسْوَدَّ، وَ عَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتَّى يَشْتَدَّ هٰكَذَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، عَنْ أَنَسٍ وَ الزِّيَادَةُ الَّتِي فِي ((الْمَصَابِيحِ)) وَهِيَ قَوْلُهُ: نَهَى عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ حَتَّى تَزْهُوَ؛ إِنَّمَا ثَبَتَ فِي رِوَايَتِهِمَا: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى تَزْهُوَ، وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ

٢٨٦٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوروں کے بیچنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ سیاہ ہو جائیں یعنی وہ پک جائیں اور غلے کی بیچنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ سخت ہو جائے۔ ترمذی اور ابو داؤد میں اسی طرح سے ہے اور مصابیح کے بعض روایتوں میں اس طرح ہے کہ آپ نے کھجور کے بیچنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ خوش رنگ ہو جائیں یعنی پک جائیں۔

اس کی سند صحیح ہے۔ اس حدیث کے آخر میں موجود زیادتی جو مصابیح کی طرف منسوب ہے یہ ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ (البانی)

توضیح: یعنی کچے انگور کو نہیں بیچنا چاہیے یہاں تک کہ پک کر سیاہ ہو جائے اور کچے غلے کے بیچنے سے بھی منع فرمایا ہے یہاں تک کہ پک کر سخت ہو جائے اسی طرح سے کچے کھجوروں کے بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک کہ پک کر سرخ نہ ہو جائیں۔

٢٨٦٣۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم: نَهَى عَنْ بَيْعِ الْكَالِئِ بِالْكَالِئِ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ

٢٨٦٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھار کو ادھار کے ساتھ بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ (دارقطنی)

٢٨٦٢۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب البيوع باب فی الثمار قبل ان يبدو صلاحها (٣٣٧١)، ترمذی كتاب البيوع ماجاء فی كراهية بيع التمرة حتى يبدو صلاحها (١٢٢٨)، ابن ماجه (٢٢١٧)

❀❀ صحیح، ترمذی كتاب البيوع باب ما جاء فی كراهية بيع التمرة حتى يبدو صلاحها (١٢٢٨) ابو داؤد كتاب البيوع باب فی الثمار قبل ان يبدو صلاحها (٣٣٧١) مصابيح السنة ٢/ ٣٢٤۔ ٣٣٠ اس روایت میں جو الفاظ کی زیادتی مصابیح السنة کی طرف منسوب کی گئی ہے یہ ابن جامه (٢٢١٧) میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں موجود ہے شرح السنة التلخيص الحبير ٣/ ١٨ مستدرك حاكم ٢/ ١٩ مسند احمد ٣/ ٢٢١، ٢٥٠۔ اس حدیث کو ابن حبان، حاکم، ذھبی اور علامہ البانی نے صحیح کہا ہے۔ اور یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ بخاری كتاب البيوع باب اذا باع الثمار قبل ان يبدو صلاحها وباب بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها وباب بيعا نخل قبل ان يبدو صلاحها اور كتاب الذكاة باب من باع ثماره اونخله او ارضه مسلم كتاب المساقاة باب وضع الجوائح میں بھی موجود ہے گویا اس کا اصل متفق ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٨٦٣۔ ضعیف، دارقطنی كتاب البيوع (٣/ ٧١، ٧٢)، السنن الكبرى بيهقی (٥/ ٢٩٠) موسیٰ بن عقبہ (عبیدہ) ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعیف، دارقطنی كتاب البيوع (٣٠٤١، ٣٠٤٢) مستدرك حاكم ٢/ ٥٧ بيهقی ٥/ ٢٩ الكامل لابن عدی ٦/ ٢٣٣٥ فی ترجمه موسیٰ بن عبيدة الربذی مسند بزار (١٢٨٠ كشف الاستار) مجمع الزوائد ٤/ ٨٣، ٨٤ اس حدیث کی سند میں حاکم و دارقطنی میں نافع اور عبداللہ بن دینار کے شاگرد کا نام موسیٰ بن عقبہ ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ موسیٰ بن عقبہ نہیں بلکہ موسیٰ بن عبیدہ الربذی ہے امام بیہقی فرماتے ہیں ہمارا استاد امام ابو عبداللہ الحاکم نے اپنی روایت میں موسیٰ بن عقبہ ذکر کیا ہے اور یہ غلطی ہے اور اپنے وقت کے ⇦⇦⇦⇦

توضیح: یعنی دونوں طرف ادھار کا معاملہ کرنے سے منع فرمایا اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کوئی چیز ادھار خریدے ایک معین میعاد پر جب میعاد پوری ہو تو قیمت نہ دے سکے اور قیمت کو کچھ زیادہ کے بدلے اور میعاد بڑھا کر اصل بائع سے خریدے گویا دین کی بیع دین کے بدلے ہوئی دونوں جانب میں سے کسی فریق نے نقد کوئی چیز نہیں لی یہ کلاء الدین سے ماخوذ ہے یعنی دین کی ادائیگی میں تاخیر ہوگئی۔

٢٨٦٤۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْعُرْيَانِ. رَوَاهُ مَالِكٌ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَ ابْنُ مَاجَه

٢٨٦٤۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بیع عربان سے منع فرمایا ہے۔ (مالک' ابوداؤد' ابن ماجہ) عربان یا عربون سے مراد سائی کی بیع ہے یعنی خریدار سامان خریدتا ہے اور مالک کو کچھ رقم دیتا ہے کہ اگر میں چیز لے جاؤں گا تو اس رقم کا قیمت میں شمار ہو گا ورنہ یہ تیری ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ (البانی)

⇦⇦⇦ شیخ ومحدث ابوالحسن دارقطنی رحمہ اللہ پر بھی تعجب ہے کہ انہوں نے اپنی سنن میں ابوالحسن علی بن محمد المصری کی سند سے موسیٰ بن عقبہ ہی روایت کیا ہے۔ حالانکہ ہمارے شیخ ابوالحسین نے "الخبرء الثالث من سنن المصری" یہ حدیث ابوالحسن علی بن محمد المصری سے روایت کی ہے اور اس میں پہلے "موسیٰ" کا بغیر نسبت کے ذکر کیا پھر اس کے بعد مصری کا ذکر کیا پھر اپنی سند بواسطه احمد بن دائود ثنا عبدالاعلى بن حماد ثنا عبدالعزيز محمد عن ابى عبدالعزيز الربذى عن نافع به لائے۔ اور یہ ابوعبدالعزیز الربذی موسیٰ بن عبیدہ ہے (بيهقى ٥/ ٢٩٠)
اور یہ روایت شرح معانى الاثار ٢/ ٢٠٨ وشرح مشكل الآثار ١/ ٣٤٦ بيهقى ٥/ ٦٩٠ اور الكامل لابن عدى ٦/ ٢٣٣٥ میں دیگر طرق سے موسیٰ بن عبیدہ الربذی سے ہی روایت کی گئی ہے امام ابن عدی فرماتے ہیں: وهذا معروف مجوسى عن نافع۔ موسیٰ بن عبیدہ کی یہ روایت نافع سے معروف ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں "وقد جزم الداقطنى فى العلل بان موسىٰ بن عبيده تغردبه فهذا يدن على ان الوهم فى قوله موسىٰ بن عقبة من غيره" امام دارقطنی نے اپنی علل میں پختگی کے ساتھ فرمایا کہ: اس روایت میں موسیٰ بن عبیدہ کا تفرد ہے امام دارقطنی کا یہ فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کا سند میں ذکر دارقطنی کے علاوہ کسی اور راوی کا وہم ہے۔ (التلحيض الحبير ٣/ ٢٦ تحت رقم (١٢٠٥)) (مبشر احمد ربانی)
علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرا یہ گمان ہے کہ یہ وہم الخصیب بن ناصح کا ہے اس نے موسیٰ بن عقبہ کا ذکر کیا ہے اس لیے کہ دارقطنی اور حاکم جیسے مشہور حافظین کی طرف اس وھم کی نسبت کرنے سے ابن ناصح کا وہم قرار دینا زیادہ اولیٰ ہے (ارواء الفليل ٥/ ٢٢٢)
امام احمد' امام شافعی رحمہ اللہ اسے حدیث کو ضعیف قرار دیتے تھے اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی بلوغ المرام میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔
اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس روایت کا دارومدار موسیٰ بن عبیدہ الربذی پر ہے اور وہ ضعیف ہے ملاحظہ ہو (التلخيص ٣/ ٢٦ الكامل لابن عدى ٦/ ٢٣٣٣ تا٢٣٣٦ المغنى فى الضعفاء ٢/ ٤٤١ تقربيه ص:٣٥١ ميزان الاعتدال ٤/ ٢١٣) (مبشر احمد ربانی)
٢٨٦٤۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب البيوع باب فى العربان (٣٥٠٢)، ابن ماجه كتاب التجارات باب بيع الريان (٢١٩٢، ٢١٩٣)، موطا امام مالك كتاب البيوع باب ماجاء فى بيع العريان (٢/ ٦٠٩ ح)، انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔
❀❀ حسن' المؤطا كتاب البيوع باب ماجاء فى بيع العربان (١) ابوداؤد كتاب البيوع باب فى العريان (٣٥٠٢) ابن ماجه كتاب التجارات باب بيع العريان (٢١٩٢، ٢١٩٣) مسند احمد ٢/ ١٨٣ بيهقى ٥/ ٣٤٢ ابن ابى شيبه ١٤/ ٢٠٥ شرح السنة ٨/ ١٣٥ التمهيد ٢٤/ ١٧٦ الاستذكار ١٩/ ٧ مؤطا میں مالك عن الثقة عنده الخ سے مراد عبداللہ بن لھیعہ ہے جیسا کہ عبداللہ بن وھب کی روایت میں ہے (التمهيد ٢٤/ ١٧٧) اور ابن لھیعہ نے تصریح بالسماع کر رکھی ہے اور اس سے قتیبہ وغیرہ نے بھی روایت کی ہے اور حارث بن عبدالرحمن بن ذباب نے اسکی متابعت کر رکھی ہے یہ بیہقی ٥/٣٤٣ وغیرہ میں بسند حسن مروی ہے نیز ابن ماجہ وغیرہ میں مالک سے حبیب بن ابی ثابت نے عبداللہ بن لھیعہ کی بجائے عبداللہ بن عامر کا ذکر کیا ہے اور یہ حبیب ضعیف ہے۔ (التمهيد ٢٤/ ١٧٧) امام بیہقی وغیرہ نے امام مالک کی مرسل قرار دیا ہے ہمارے نزدیک یہ روایت ابن لھیعہ کی وجہ سے حسن ہے واللہ اعلم نیز دیکھیں "نيل المقصود" للشيخ ابى طاهر زبير على زئى حفظه الله۔ (مبشر احمد ربانی)

توضیح: بیع عربان یہ ہے کہ مشتری بائع کو بطور بیعانہ کچھ دے اس شرط پر کہ اگر میں یہ معاملہ نہ کروں تو بیعانہ کا پیسہ بائع کا ہو جائے گا اگر معاملہ کروں تب تو بیعانہ قیمت میں مجرا لیا جائے گا اس بیع عربان کو ہندی میں بیعانہ اور سائی کہتے ہیں۔

٢٨٦٥۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ رضی اللہ عنہ، وَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ، وَعَنْ بَيْعِ الثَّمْرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۲۸۶۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضطر کے بیچنے سے اور دھوکے سے بیچنے سے منع فرمایا ہے اور پھلوں کے بیچنے سے بھی منع فرمایا ہے یہاں تک کہ وہ پک جائے۔ (ابوداؤد) اس کی سند ضعیف ہے۔ (البانی)

توضیح: بیع مضطر یہ ہے کہ کسی سے کوئی زبردستی کچھ خریدے یعنی یوں کہے کہ فلاں چیز تو مجھ سے بیچ ڈال ورنہ تجھے مار ڈالوں گا تو اس طرح سے مجبور کر کے کوئی چیز خریدے گا تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ حالت اضطرار اور اکراہ میں بیچنا خریدنا منع ہے بیع غرر کا بیان پہلے آ چکا ہے۔

٢٨٦٦۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً مِنْ كِلَابٍ، سَأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ، فَنَهَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! إِنَّا نُطْرِقُ الْفَحْلَ فَتُكْرِمُ فَرَخَّصَ لَهُ فِي الْكَرَامَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۸۶۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کلاب قبیلے کے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نر کو مادہ پر چھوڑنے کی اجرت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے اس اجرت لینے سے منع فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اپنے نر جانوروں کو مادہ پر عاریۃً چھوڑ دیتے ہیں یعنی لوگ ہم سے اپنے ماداؤں کے لیے نر مانگتے ہیں تو ہم بلا کسی اجرت کے دے دیتے ہیں پھر وہ بخشش یا انعام کے طور پر ہم کو کچھ دے دیتے ہیں تو انعام کے طور پر لینا درست ہے یا نہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو انعام کے طور پر لینے کی اجازت دے دی۔ (ترمذی)

غیر موجود چیز کی خرید و فروخت

٢٨٦٧۔ وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: نَهَانِيْ

۲۸۶۷۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٢٨٦٥۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی بیع المفطر (٣٣٨٢)، شیخ من بنی تمیم مجہول ہے۔

❀❀ ضعیف' ابوداؤد کتاب البیوع باب فی بیع المضطر (٣٣٨٢) مسند احمد ١/ ١١٦ شرح السنة (١١٠٤) ٨/ ١٣٢ امام بغوی رحمہ اللہ اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کی سند ضعیف ہے اس کی سند میں شیخ من بنی تمیم مجہول ہے اس سے روایت کرنے والا ابو عامر صالح بن رستم الخزار ہے (مبشر احمد ربانی)

٢٨٦٦۔ صحیح سنن الترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی کراهیة النحل (١٢٧٤)

❀❀ صحیح' ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی کراهیة عسب الفحل (١٢٧٤) اور سنن نسائی کتاب البیوع باب بیع ضراب الجمل (٤٦٨٦) میں نکرم علی ذلك تک ہے فرخص لہ فی الکرامۃ کے الفاظ نہیں (اس مسئلہ انس رضی اللہ عنہ سے اسکے علاوہ شافعی کے ہاں علی رضی اللہ عنہ سے علوم الحدیث للحاکم' ابن حبان بزار میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے طبرانی میں موجود ہے (تنقیح الروة ٢/ ١٧٠) (مبشر احمد ربانی)

٢٨٦٧۔ اسنادہ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی الرجل مالیس عندہ (٣٥٠٣)، الترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی کراهیة بیع مالیس عندك (١٢٣٣)، النسائی کتاب البیوع باب ما لیس عندا لبائع (٤٧١٧)

❀❀ صحیح، پہلی روایت: ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی کراهیة بیع مالیس عندك (١٢٣٣) دوسری روایت: ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی کراهیة بیع ما لیس عندك (١٢٣٢) ابوداؤد کتاب البیوع باب فی الرجل یبیع مالیس عندہ (٣٥٠٣) نسائی کتاب البیوع باب بیع ما لیس عند البائع (٤٦٢٧) ترتیب المسند للشافعی ٢/ ١٤٣ کتاب البیوع باب فیما نهی عنه من البیوع (٤٧٨) ابن ماجه کتاب التجارات باب النهی عن بیع پس عندك (٢١٨٧) ابن الجارود (٦٠٢) مسند احمد ٣/ ٤٠١' ٤٠٣ المحلی ٨/ ٥١٩ بیهقی ٥/ ٢٦٧ طبرانی کبیر (٣٠٩٧۔٣١٠١) سیر اعلام النبلاء (٦/ ٢٦) علامہ البانی رحمہ اللہ نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَبِيعَ مَا لَيْسَ عِنْدِيْ۔ رواهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ لَهُ، وَ لِأَبِيْ دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ: قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِيْنِيْ الرَّجُلُ فَيُرِيْدُ مِنِّيْ الْبَيْعَ وَ لَيْسَ عِنْدِيْ، فَأَبْتَاعُ لَهُ مِنَ السُّوْقِ قَالَ: ((لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ))

نے مجھے منع فرمایا ہے کہ میں کوئی ایسی چیز بیچوں جو میرے پاس موجود نہ ہو۔ (ترمذی) اور ابو داؤد' نسائی میں اس طرح آیا ہے کہ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور کوئی چیز مجھ سے لینے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے اور وہ چیز میرے پاس موجود نہیں ہوتی ہے میں اس سے معاملہ کر لیتا ہوں پھر وہ چیز اس کے لیے بازار سے خرید کر لا کر دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں ہے اور نہ وہ چیز تمہارے قبضے میں ہے تو اس کو مت بیچو۔

ایک سودے میں دوسودے کرنا

۲۸۶۸۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ

۲۸۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک معاملہ میں دو معاملے کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مالک' ترمذی' ابوداؤد' نسائی) اس کی سند حسن ہے اور حدیث صحیح ہے۔ (البانی)

توضیح: یعنی ایک بیع میں دو بیع سے مثلاً کوئی کہے اگر تو نقد خریدتا ہے تب تو میں نے یہ کپڑا تیرے ہاتھ دس روپیہ کو بیچا اور اگر ادھار خریدتا ہے تو پندرہ کو بیچا یا یوں کہے میں نے یہ کپڑا تیرے ہاتھ بیس روپے کو بیچا اس شرط پر کہ تو اپنا کپڑا دس روپے میں میرے ہاتھ بیچے۔

۲۸۶۹۔ وَعَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ صَفْقَةٍ وَاحِدَةٍ۔ رَوَاهُ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

۲۸۶۹۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک معاملہ میں دو معاملہ کرنے سے منع فرمایا اس حدیث کو شرح سنہ نے روایت کیا ہے۔

۲۸۷۰۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

۲۸۷۰۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل

۲۸۶۸۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فیمن باع بیعتین فی بیعة (۳٤٦۱)، ترمذی کتاب البیوع ماجاء فی النھی عن بیعتین فی بیعة (۱۲۳۱)، نسائی کتاب البیوع باب بیعتین فی بیعة (٤٦۳٦)، موطا امام مالك کتاب البیوع باب النھی عن بیعتین فی بیعة

❀❀ صحیح' المؤطا کتاب البیوع باب النھی عن بیعتین فی بیعة (۷۲) ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی النھی عن بیعتین فی بیعة (۱۲۳۱) ابوداؤد کتاب البیوع باب فیمن باع بیعتین فی بیعة (۳٤٦۱) نسائی کتاب البیوع باب بیعتین فی بیعة (٤٦٤٦) التمهید ۲٤/ ۳۸۹ ابن ابی شیبة ٦/ ۱۲۰ ابن حبان ۱۱۰۹ موارد) مستدرك حاکم ۲/ ٤٥ مسند ابی یعلی ۱۰/ ۵۰۷ (٦۱۲٤) علامہ البانی فرماتے ہیں اسکی سند حسن اور حدیث صحیح ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۸۶۹۔ حسن، شرح السنة (۸/ ۱٤٤ ح ۲۱۱۲)، السنن الکبری للبیھقی (۵/ ۳٤۳)

❀❀ حسن' شرح السنة کتاب البیوع باب النھی عن بیعتین فی بیعة (۲۱۱۲) ۸/ ۱٤٤ بیھقی ۵/ ۳٤۳ مستدرك حاکم ۲/ ۱۷ (مبشر احمد ربانی)

۲۸۷۰۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب الرجل یبیع مالیس عنده (۳۵۰٤)، ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی کراھیة بیع مالیس عندك (۱۲۳٤)، نسائی کتاب البیوع باب بیع ما لیس عند البائع (٤٦۱۵)

❀❀ صحیح' کتاب البیوع باب ماجاء فی کراھیة بیع مالیس عندك (۱۲۳٤) ابوداؤد کتاب البیوع باب فی ارجل یبیع مالیس عنده (۳۵۰٤) نسائی کتاب البیوع باب بیع ما لیس عند البائع (٤٦۲۵) وکتاب شرطان فی بیع (٤٦٤٤) مستدرك حاکم ۲/ ۱۷ ابن الجارود (٦۰۱) ابن ماجه کتاب التجارات (۲۱۸۸) مسند احمد ۲/ ۱۷٤'۱۷۹'۲۰۵ بیھقی ۵/ ۳٤۳ (مبشر احمد ربانی)

((لاَ يَحِلُّ سَلَفٌ وَلاَ بَيْعٌ، وَلاَ شَرْطَانِ فِيْ بَيْعٍ، وَلاَ رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ، وَلاَ بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُودَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ

کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرض اور بیع دونوں اکٹھا جائز نہیں ہے اور بیع میں دو شرط کرنا بھی درست نہیں ہے اور نہ اس چیز کا نفع لینا جائز ہے جو اپنے قبضے میں نہیں آئی ہے اور نہ اس چیز کا بیچنا درست ہے جو تمہارے پاس موجود نہیں ہے۔ (ترمذی' ابو داوٗد' نسائی) اس کی سند حسن ہے۔ (البانی)

توضیح: سلف اور بیع ملا کر معاملہ کرنا درست نہیں مثلاً کوئی دوسرے سے کہے یہ غلام ہزار روپے میں اس شرط پر تیرے ہاتھ بیچتا ہوں کہ تو فلاں مال کے لیے مجھ سے ہزار روپے کی بیع سلم کرے یا ہزار روپے مجھ کو قرض دے کیونکہ پہلی صورت عقد میں ایک شرط لگ گئی اور دوسرے صورت میں شرط کے علاوہ قرض دینے والے نے فائدہ حاصل کیا اور جس قرض سے فائدہ مقصود ہو وہ سود ہے بموجب دوسری حدیث کے کل قرض جر منفع فھو ربوا اور بیع میں دو شرط درست نہیں یعنی ایک بیع میں دو بیع کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور جو چیز اپنے قبضے میں نہ آئی ہو اس کو بیچ کر نفع لینا جائز نہیں ہے جیسا کہ آج کل تاجروں میں یہ دستور ہو گیا ہے کہ مال خرید لیتے ہیں لیکن زبانی معاملہ ہوتا ہے اور اپنے قبضے اور تصرف میں لانے سے پہلے کچھ نفع ٹھہرا کر دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہیں اور وہ تیسرے کے ہاتھ بیچ ڈالتا ہے ساہوکاروں کی اصطلاح میں اس عمل کو سٹہ کہتے ہیں اس سٹے کی بدولت ہزاروں آدمی برباد ہو رہے ہیں یہ بھی ایک قسم کا جوا ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

٢٨٧١۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كُنْتُ أَبِيْعُ الإِبِلَ بِالنَّقِيْعِ بِالدَّنَانِيْرِ، فَآخُذُ مَكَانَهَا الدَّرَاهِمَ، وَأَبِيْعُ بِالدَّرَاهِمِ فَآخُذُ مَكَانَهَا الدَّنَانِيْرَ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((لاَبَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَ بَيْنَكُمَا شَيْءٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ

٢٨٧١۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں مقام نقیع پر اونٹوں کو دیناروں اور اشرفیوں کے بدلے میں بیچ دیا کرتا تھا اور اشرفی کی جگہ میں درہم دے دیا کرتا تھا اور درہموں کے عوض بیچتا تھا تو اس کی جگہ پر اشرفی اور دینار لے لیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ میں ایسا کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اس پر کوئی حرج نہیں ہے جب کہ تم ان درہموں اور دیناروں کو اس دن کے بازار کے بھاؤ سے لو جب تک کہ تم ایک دوسرے سے جدا نہ ہوئے ہو یعنی بائع اور مشتری دونوں اسی جگہ موجود رہیں۔ (ترمذی' ابو داوٗد' نسائی' دارمی)

٢٨٧١۔ ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب البيوع باب التضاد الذهب من الورق (٣٣٥٤)، ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فى الصرف (١٢٤٢)، ابن ماجه (٢٢٦٢)، دارمی كتاب البيوع باب الرخصة فى اقتضاء الورق من الذهب (٢/ ٢٣٦ ح ٢٥٨١)، نسائی كتاب البيوع باب بيع الفضة بالذهب (٩٨٨٥).

❀❀ حسن' ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی الصرف (١٢٤٢) ابوداؤد كتاب البيوع باب فی اقتضاء الذهب من الورق (٣٣٥٤) نسائی كتاب البيوع باب بيع الفضة بالذهب (٤٥٩٦) ابن ماجه كتاب التجارات باب اقتضاء الذهب من والورق من الذهب (٢٢٦٢) التمهيد ١٦/ ١٣ ابن الجارود (٦٥٥) ابن حبان (١١٢٨) مستدرك حاكم ٢/ ٤٤ مسند ابى يعلى (٥٦٥٥) ١٠/ ٢٤ مسند احمد ٢/ ٨٣' ٥٩ بيهقى ٥/ ٢٨٤ امام حاکم وامام ذھبی نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا اس حدیث کی سند میں سماک بن حرب ہیں یہ مسلم کے رجال میں سے ہے جمہور ائمہ نے اسکی عکرمہ سے علاوہ روایت میں توثیق کی ہے اور اسکے اختلاط سے قبل راوی کی روایت حسن درجے کی ہے۔

امام یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: "رواية عن عكرمة خاصة مضطربة وهو فى غير عكرمة صالح وليس من المتثبتين ⇦⇦⇦

توضیح: درہم چاندی کے ہوتے ہیں اور دینار سونے کے یعنی سونا لینے پر معاملہ کرنا یا اس کے بدلے سونا لینا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ درست ہے جب کہ اسی دن کے بھاؤ سے ہو اور اس مجلس سے الگ نہ ہوئے ہوں اور نقدہ نقدی ہو ادھار نہ ہو جیسا کہ بیع سرف میں ہوتا ہے۔

۲۸۷۲۔ وَعَنِ الْعَدَاءِ بْنِ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ رضی اللہ عنہ أَخْرَجَ كِتَابًا: هَذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، اشْتَرَى مِنْهُ عَبْدًا أَوْ أَمَةً، لاَ دَاءَ، وَ لاَ غَائِلَةَ، وَلاَ خِبْثَةَ، بَيْعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: هَذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۲۸۷۲۔ حضرت عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ نے ایک تحریر نکالی جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک غلام یا باندی خریدی ہے اور اس غلام یا باندی میں کوئی بیماری اور کوئی بدی اور برائی نہیں ہے اور یہ اس طرح خریدا ہے جیسا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے ساتھ خریدتا ہے۔ (ترمذی)

توضیح: حضرت عداء صحابی ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے غلام خریدا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک رسید بیع نامہ کے طور پر لکھوا دی تھی جس کا مضمون حدیث مذکور میں آیا ہے اور اس میں یہ شرط تھی کہ اس غلام میں کسی قسم کی برائی اور بیماری جیسے جنون اور کوڑھ وغیرہ نہیں ہے اور نہ کوئی بدعات ہے جیسے چور یا بھگوڑا اور نہ جھوٹا یا جوئے باز وغیرہ کی بری عادت ہے ہر طرح کے عیبوں سے بچا ہوا ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خریدنے والے حضرت عداء بن خالد ہیں اور بیچنے والے رسول اللہ ﷺ اور بخاری شریف میں ہے ((هذا ما اشترى محمد ﷺ من عداء بن خالد.)) ''یعنی رسول اللہ ﷺ نے عداء بن خالد سے خریدا۔'' بظاہر معلوم ہوتا ہے یہ دو واقعہ ہے یا شرعی معنی میں بیع کے ہے اور ایسا ہوا کرتا ہے کہ بیع معنی شرعی کے اور شرعی معنی بیع کے۔

۲۸۷۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَاعَ حِلْسًا وَقَدَحًا، فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِي هَذَا الْحِلْسَ وَالْقَدَحَ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ يَزِيْدُ عَلَى

۲۸۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ٹاٹ اور پیالہ بیچنے کا ارادہ کیا تو لوگوں سے فرمایا اس ٹاٹ اور پیالے کو کون خریدتا ہے ایک صحابی نے کہا میں ایک درہم میں ان دونوں کو لیتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا ایک درہم سے زیادہ پر کون خریدتا ہے ایک

⇦⇦⇦ ومن سمع منه قديما مثل شعبة وسفيان مخديثهم عنه صحيح مستقيم" (نهاية الاغتباط بنن رمى من الرواة بالاختطلاط ص: ١٦٠) اسکی عکرمہ سے روایت بالخصوص مضطرب ہے اور عکرمہ کے علاوہ سے روایت میں صالح ہے اور اہل تثبت میں سے نہیں ہے جس نے اس سے قدیماً (قبل از اختلاط) سنا ہے ان کی ہدیث اس سے صحیح و مستقیم ہے جیسے شعبہ اور سفیان ہیں۔
اور سماک بن حرب کی مذکورہ روایت سعید بن جبیر سے ہے عکرمہ سے نہیں اس طرح شعبہ نے اس سے یہ حدیث سنی ہے دیکھیں نیل المقصود (٣٣٥٤) التمهيد ١٦/ ١٥ داؤد بن ابي هند وغیرہ نے اسے موقوف بیان کیا ہے دونوں طریق محفوظ ہیں۔ اس حدیث میں سماک کا تفرد مضر نہیں اس کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث شاہد ہے دیکھیں بخاری كتاب البيوع باب بيع الذهب بالورق يداً بيد مسلم كتاب المساقاة باب النهي عن بيع الورق بالذهب ديناً (١٥٩٠) وغيرهما (مبشر احمد ربانی)

٢٨٧٢۔ اسناده حسن، سنن ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی كتابة الشروط (١٢١٦)

❀❀ حسن' ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی كتابة الشروط (١٢١٦) بخاری تعليقاً كتاب البيوع باب اذا بين البيعان ولم تكتما ونصحا۔ بيهقى (٥/ ٣٢٨ دارقطنی (٣٠٦١) ابن ماجه كتاب التجارات باب شراء الرقيق (٢٢٥١) امام ترمذی اور علامہ البانی رحمہ اللہ اور ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ ابن الجارود (١٠٢٨) مسند احمد ٥/ ٣٠) تغليق التعليق ٣/ ٢١٨، ٢١٩ اس کی سند میں عبداد اللیث کو امام احمدؒ امام ابن معین امام نسائی اور امام عقیلی نے ضعیف کہا ہے لیکن عباد منفرد نہیں بلکہ اعنہال بن بحر نے اسکی متابعت کی ہے اور عبدالمجید بن ابی یزید کی توثیق کی گئی ہے اور اسکی متابعت ابورجاء العطاری نے کی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

دِرْھَمٍ؟)) فَأَعْطَاهُ رَجُلٌ دِرْهَمَيْنِ، فَبَاعَهُمَا مِنْهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُودَاوُدَ وَابْنُ مَاجَه

دوسرے صاحب نے کہا میں دو درہم دوں گا تو آپ نے ان دونوں چیزوں کو دو درہم کے بدلے میں اس کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ (ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ) اس کی سند ضعیف ہے۔ جس سے مراد وہ چادر یا ٹاٹ جو کپڑوں کے نیچے بچھایا جاتا ہے یا سواری کی پیٹھ پر پالان کے نیچے رکھا جاتا ہے۔ (البانی)

توضیح: یہ مختصر حدیث ہے ابوداؤد اور ابن ماجہ میں پوری حدیث پورے واقعہ کے ساتھ آئی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری ضرورت مند نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اپنی ضرورت کے متعلق سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے گھر میں کچھ ہے اس نے عرض کیا حضرت ایک موٹی کملی ہے کچھ حصہ اس کا بچھا لیتا ہوں کچھ اوڑھ لیتا ہوں اور ایک پیالہ بھی جس میں پانی پیتا ہوں آپ نے فرمایا کہ جا کر دونوں لے آؤ چنانچہ وہ لے آیا تب رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا ان دونوں کو کون خریدتا ہے ایک صاحب نے کہا ایک درہم یعنی چار آنے میں دونوں کو لیتا ہوں آپ نے دوبارہ فرمایا کہ کوئی اس سے زیادہ دام لگاتا ہے ایک دوسرے صاحب نے کہا حضرت دو درہم یعنی ایک اٹھنی میں خریدتا ہوں آپ نے آٹھ آنے میں دونوں کو فروخت کر دیا اور قیمت اس کے حوالے کر کے فرمایا چار آنے کا اناج گھر میں ڈال دو اور ایک چونی کی کلہاڑی خرید لاؤ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا کلہاڑی میں لکڑی آپ نے خود ہی اپنے مبارک ہاتھوں سے لگائی اور فرمایا جنگل میں جا کر اس سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بازار میں بیچو اور پندرہ روز تک میرے پاس مت آنا وہ چلا گیا لکڑیاں جنگل سے کاٹ کر لاتا اور بازار میں فروخت کرتا اسی طرح کرتا رہا اس سے اس کو ڈھائی روپے وصول ہو گئے اس میں غلہ خریدا اور کچھ کا کپڑا' آپ ﷺ نے فرمایا یہ اپنے ہاتھ کی کمائی بھیک مانگنے سے بہتر ہے کیونکہ بھیک مانگنے والے کے چہرے پر سوالی کا نشان ہو گا جس سے قیامت کے دن لوگ بھی پہچان جائیں گے کہ یہ بھیک مانگتا تھا سوال تو صرف تین شخصوں کے لیے جائز ہے۔

۱۔ اس محتاج کو جس کی محتاجی نے اسے زمین پر گرا رکھا ہے اور وہ زمین پر پڑا ہے

۲۔ وہ قرض دار جس کے قرض نے اسے رسوا و ذلیل کر رکھا ہے

۳۔ وہ ضامن کہ جس نے دیت وغیرہ کی ذمہ داری لے لی اور اس دیت نے اسے بے چین کر رکھا ہے (ابوداؤد' ابن ماجہ)

۲۸۷۳۔ اسنادہ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب ماجوز فیہ المسالۃ (۱۶۴۱)، ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی بیع من یزید (۱۲۱۸)، ابن ماجہ کتاب التجارت باب بیع المزایدۃ (۲۱۹۸)، ابوبکر الحنفی مجہول راوی ہے۔

❀ حسن' ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی بیع من یزید (۱۲۱۸) ابوداؤد کتاب الزکاۃ باب ما تجوز فیہ المسالۃ ۱۶۴۱۰) ابن ماجہ کتاب التجارات باب بیع المزایدہ (۲۱۹۸) مسند احمد ۲/ ۱۱۴ نسائی کتاب البیوع باب البیع فی من یزید (۴۵۲۰) التمہید ۱۸/ ۳۲۸ اسکی سند میں ابوبکر رضی اللہ عنہ الحنفی اس سے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے ترمذی اور ابن حبان نے اسکی توثیق کی ہے امام بخاری نے تاریخ میں اسے ذکر کر کے سکوت اختیار کیا الاخضر بن عجلان ثقہ ہے اور ابوبکر الحنفی جس نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس کا نام عبداللہ ہے (العلل الکبیر للترمذی ۱/ ۴۷۹) بعض علماء نے بخاری کے بارے کہا کہ انہوں نے اس حدیث کو غیر صحیح کہا ہے لیکن اس کی کوئی صحیح نقل موجود نہیں واللہ اعلم اگر یہ روایت ان کے ہاں ہوتی تو امام بخاری پوچھنے پر توضیح فرما دیتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کا اس سند کو ضعیف کہنا ہمارے نزدیک صحیح نہیں واللہ اعلم۔ (مبشر احمد ربانی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٢٨٧٤۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الاَسْقَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُنَبِّهْ، لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللّٰهِ عزوجل أَوْ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ

۲۸۷۴۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ جو شخص کسی عیب دار چیز کو بغیر عیب کے بتائے بیچ ڈالے تو ہمیشہ اللہ کی ناراضگی میں رہے گا یا ہمیشہ فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ (ابن ماجہ)

❀❀❀❀

٢٨٧٤۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب التجارات باب من باع عيبًا فليبينهٗ (٢٢٤٧)، معاویۃ بن یحیٰی الصوتی ضعیف اور بقیہ مدلس راوی ہے۔

❀❀ ضعيف الاسناد' ابن ماجه كتاب التجارات باب من باع عيبا فليبينه (٢٢٤٧) اس حدیث کی سند میں عبدالوہاب بن الضحاک العرضی متروک ہے (المغنى فى الضعفاء ٢/ ٢٢ ميزان الاعتدال ٢/ ٦٧٩ لسان الميزان ٧/ ٢٩٥ كتاب المجروحين ٢/ ١٤٧ تقريب ص:٢٢٢)

(۲) بقیۃ بن الولید کثیر التدلیس ہے اور ضعفاء سے تدلیس کر جاتا ہے (تقريب ص:٤٦) المغنى الضعفاء ١/ ١٧٠'١٧١) اور یہ روایت معنعن ہے۔

(۳) اور اس کا اسناد معاویہ بن یحیٰی الصدفی بھی ضعیف ہے (تقريب ص:٣٤٢ المغنى فى الضعفاء ٢/ ٤١٧)

(۴) مکحول ثقہ ہیں لیکن کثیر الارسال اور سلیمان بن موسی بن متکلم فیہ ہیں' لیکن اس حدیث کے معنی شواہد موجود ہیں۔ دیکھیں حدیث ابی ہریرہ (۲۸۶۰ الفصل الاول امام بوصیری فرماتے: لہ شاہد فی صحیح مسلم وغیرہ من حدیث عقبہ بن عامر۔ اس حدیث کا صحیح مسلم وغیرہ میں عقبہ بن عامر کی حدیث شاہد ہے۔ (زوائد ابن ماجه (٧٤٩) ص:٣١٠) (مبشر احمد ربانی)

(٦) بَابٌ فِي الْبَيْعِ الْمَشْرُوطِ

باب مشروط بیع کے بارے میں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

٢٨٧٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ ابْتَاعَ نَخْلاً بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ، فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ، إِلاَّ أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَ مَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَ لَهُ مَالٌ، فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ، إِلاَّ أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ رَوَى الْبُخَارِيُّ الْمَعْنَى الأَوَّلَ وَحْدَهُ

٢٨٧٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تابیر کرنے کے بعد کھجوروں کا درخت خریدے تو اس کا پھل اس سال کا بیچنے والے کا ہے (خریدنے والے کو اس سال نہیں ملے گا) مگر جب کہ خریدار شرط کر لے (کہ اس سال کا پھل بھی میں ہی لوں گا) تو اس صورت میں وہ پھل خریدار کا ہوگا اور جس نے غلام خریدا اور غلام کے پاس مال ہے تو غلام کا مال بیچنے والے کا ہے مگر یہ کہ خریدنے والا شرط کر لے اس غلام کا مال بھی میں ہی لوں گا تو غلام کا مال خریدار کو ملے گا۔ (مسلم)

توضیح: تابیر کھجوروں میں پیوند لگانے کو کہتے ہیں جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ نر کھجور کا پھول مادہ کھجور کے پھول پر ڈال دیتے ہیں جس سے مادہ کھجور گویا حاملہ ہو جاتی ہے اور خدا کے حکم سے اس میں زیادہ پھل آ جاتے ہیں تو اگر کوئی شخص کھجوروں کا ایسا باغ خریدے جس کی تابیر ہو چکی ہے تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہے البتہ اگر خریدار شرط کر لے کہ پھل میرا ہی ہوگا تو اس صورت میں خریدار ہی کا ہوگا یہی حال مالدار غلام کے بیچنے کا ہے اگر خریدار نے شرط نہیں کیا تو غلام کا مال بائع کا ہوگا اور اگر شرط کر لیا ہے تو خریدنے والے کا ہوگا۔

٢٨٧٦۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَعْيَى، فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِهِ،

٢٨٧٦۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ سفر میں تھکے ماندے اونٹ پر جا رہے تھے اور اونٹ اس قدر تھک گیا تھا کہ چلنے سے

٢٨٧٥۔ صحیح بخاری کتاب المساقاۃ باب الرجل یکون له ممر او شرب (٢٣٧٩)، مسلم کتاب البیوع باب من باع نخلا علیها ثمر (١٥٤٣[٣٩٠٥])

بخاری کتاب المساقاۃ باب الرجل یکون له ممر اوشرب (٢٣٧٩) مسلم کتاب البیوع باب من باع نخلاً علیها ثمر (٨٠/ ١٥٤٣) (مبشر احمد ربانی)

٢٨٧٦۔ صحیح بخاری کتاب الشروط باب اذا اشترط البائع ظهرا الدابة (٢٧١٨، ٢٩٦٧)، مسلم کتاب المساقاۃ باب بیع البعیروا استثناء کوبه (٧١٥[٤٠٩٨، ٤١٠١])

❀ بخاری کتاب الشروط باب اذا اشترط البائع ظهر الدابة (٢٧١٨)، مسلم کتاب المساقاۃ باب بیع البعیر واستثناء رکوبه (١١١، ١١٠، ١٠٩/ ٧١٥)، دوسری روایت: بخاری کتاب الجهاد باب استئذان الرجل الام (٢٩٦٧) (مبشر احمد ربانی)

فَضَرَبَهُ، فَسَارَ سَيْرًا لَيْسَ يَسِيْرُ مِثْلَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((بِعْنِيْهِ بِوَقِيَّةٍ)) قَالَ: فَبِعْتُهُ فَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِيْ، فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَ نَقَدَنِيْ ثَمَنَهُ وَ فِيْ رِوَايَةٍ: فَأَعْطَانِيْ ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِبِلَالٍ: ((اقْضِهِ وَ زِدْهُ)) فَأَعْطَاهُ، وَزَادَهُ قِيْرَاطًا

مجبور ہو رہا تھا کہ اس کو جنگل میں چھوڑ کر پیدل چلنے پر آمادہ ہو رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور ان کی اونٹ کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ نے اس اونٹ کو اپنے دست مبارک سے ایک کوڑا مارا تو وہ آپ کے کوڑا رسید کرنے کی وجہ سے بہت تیز چلنے لگا کہ اس طرح سے کبھی وہ تیز نہیں چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اپنے اس اونٹ کو میرے ہاتھ اوقیہ کے بدلے میں فروخت کر دو۔ حضرت جابر نے کہا کہ میں نے اس اونٹ کو نبی ﷺ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ سفر میں ہونے کی وجہ سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ شرط کر لی کہ اپنے گھر تک اس اونٹ پر سوار ہو کر جاؤں گا رسول اللہ ﷺ نے میری بات منظور فرمالی جب میں مدینہ میں اپنے گھر پہنچ گیا تو اس اونٹ کو دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس اونٹ کو آپ کے حوالہ کر دیا آپ نے اس اونٹ کی قیمت مجھے عنایت فرمائی اور ایک روایت میں ہے کہ اس اونٹ کی قیمت بھی دی اور اونٹ کو بھی واپس کر دیا۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کی روایت میں اس طرح سے ہے کہ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جابر رضی اللہ عنہ کو اس اونٹ کی قیمت دے دو اور قیمت سے کچھ زیادہ ان کو اور بھی دیدو۔ بلال نے مجھے قیمت بھی دی اور آپ کے ارشاد کے مطابق ایک قیراط زیادہ بھی دیا۔

توضیح: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ کو رسول اللہ ﷺ کی فرمائش پر سفر ہی میں بیچ ڈالا تھا جس سے معلوم ہوا کہ سفر میں بیچنا اور خریدنا جائز ہے اور ادھار بھی لینا دینا جایز ہے اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک اوقیہ میں فروخت کیا اور بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ دو اوقیہ میں اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ اوقیہ میں فروخت کیا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور اوقیہ چاندی اور سونے کا بھی ہوتا ہے تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس میں ایک اوقیہ ہے اس میں سونے کا اوقیہ مراد ہے اور جس میں پانچ اوقیہ ہے اس سے چاندی کا اوقیہ مراد ہے اور آپ کے مارنے کی وجہ سے وہ اونٹ تیز رفتار ہو گیا جسے اس کی تھکاوٹ کی وجہ سے جنگل ہی میں چھوڑ دینا چاہتے تھے یہ نبی ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ کا دست مبارک لگنے ہی سے وہ بہت تیز رفتار ہو گیا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خرید و فروخت میں شرط کر لینا درست ہے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس قسم کی شرط جائز ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیع میں شرط ناجائز ہے اور اس حدیث کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دراصل خریدنا منظور نہیں تھا بلکہ حضرت جابر کے ساتھ ایک احسان کرنا تھا جیسا کہ حدیث سے پتہ چل رہا ہے کہ آپ نے قیمت بھی دی اور اونٹ بھی واپس کر دیا یا یہ کہ معاملہ طے ہو جانے کے بعد حضرت جابر نے اپنی معذرت بیان کی تو خوشی سے آپ نے اجازت دے دی کہ مدینہ پہنچنے کے بعد اس اونٹ کو میرے حوالہ کر دینا رسول اللہ ﷺ کے احسان اور سخاوت کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خریدنے والا اگر اپنی خوشی سے قیمت سے زیادہ اور کچھ دے دے تو درست ہے۔

۲۸۷۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيْرَةُ،

۲۸۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے میرے پاس

۲۸۷۷۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب اذا اشترط شروطا فی البیع لاتحل (۲۱۶۸)، مسلم کتاب العتق باب انما الولاء لمن اعتق (۱۵۰۴[۳۷۷۷])

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب اذا اشترط شروطاً فی البیع لا تحل (۲۱۶۸) وکتاب المکاتب باب استعانة المکاتب وسئواله الناس (۲۵۶۳) مسلم کتاب العتق باب انما الولاء لمن اعتق (۶/ ۱۵۰۴) (مبشر احمد ربانی)

فَقَالَتْ: إِنِّي كَاتَبْتُ عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ، فِيْ كُلِّ عَامٍ وَقِيَّةٌ، فَأَعِينِينِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عُدَّةً وَاحِدَةً وَ أُعْتِقَكِ؛ فَعَلْتُ وَ يَكُوْنُ وَلَاؤُكِ لِيْ فَذَهَبَتْ إِلَى أَهْلِهَا، فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((خُذِيْهَا وَ أَعْتِقِيْهَا)) ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ:((أَمَّا بَعْدُ؛ فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ؛ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَ إِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ فَقَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ، وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

آ کر یہ کہا کہ میں نے اپنے آقا سے نو اوقیہ پر کتابت کر لی ہے کہ ہر سال ایک ایک اوقیہ دیتی رہوں گی اب میں پورا مال دینے سے عاجز ہو گئی ہوں آپ میری امداد کیجئے تو میں نے کہا کہ اگر تمہارے مالک لوگ اس بات کو پسند کریں کہ ایک ہی دفعہ میں تمہاری قیمت ان کو دے دوں اور تمہیں خرید کر آزاد کر دوں تو میں ایسا کر سکتی ہوں اور تمہارا ولاء میرے ہی لیے ہوگا بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پیغام کو پہنچایا تو انہوں نے کہا کہ خرید کردہ آزاد کر سکتی ہیں لیکن ولاء ہمیں لوگوں کو ہوگا حضرت عائشہ کو ولا دینے سے ان لوگوں نے انکار کیا رسول اللہ ﷺ جب گھر میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس واقعہ کو بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم بریرہ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد کر سکتی ہو اور ولاء آزاد کرنے والے کو ملے گا اس مسئلہ کو سب لوگوں پر واضح کرنے کیلیے وعظ میں اللہ کی حمد وثناء کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں اور نہ خدا کا حکم اس قسم کے شرط لگانے کا ہے تو جو ایسی شرط لگائے جو کتاب اللہ میں نہیں ہے اور نہ خدائی فیصلہ ہے تو وہ شرط بیکار اور باطل ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں اللہ ہی کا فیصلہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور اللہ کی شرط سب کی شرطوں سے زیادہ مضبوط ہے ولاء کا حق آزاد کرنے والے کا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: بریرہ ایک لونڈی کا نام ہے جو پہلے ایک یہودی کے یہاں تھیں تو اس لونڈی نے اپنے یہودی مالکوں سے اپنے لیے مکاتبہ کرالیا اور مال کتابت کے دینے پر درخواست کی تو ان کے مالکوں نے منظور کر لیا کتابت اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے کہ غلام یا لونڈی اپنے مالکوں سے یہ کہے کہ اتنا اتنا مال قسطوار مجھ سے لیتے رہئے جب میں پوری قیمت دے دوں تو آزاد ہو جاؤں گی جب یہ اس کا مالک منظور کر لے اور یہ غلام یا باندی سب مقرر شدہ مال مالک کو دے دے تو وہ آزاد ہو جائیں گے بریرہ نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ کے دینے پر یہ معاہدہ کر لیا تھا لیکن مال کتابت کے دینے سے تھک گئی تھیں اور کوئی ظاہری امید نہیں تھی اس لیے مجبور ہو کر حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ درخواست کی کہ آپ میری امداد کیجئے تاکہ میں اپنے مالکوں کو اپنی قیمت دے کر آزاد ہو جاؤں حضرت عائشہ نے کہا کہ اگر تمہاری طبیعت چاہے کہ میں تمہاری قیمت پوری یک مشت ادا کر دوں اور میں اپنے طرف سے تم کو آزاد کر دوں تو میں ایسا کر سکتی ہوں لیکن ولاء میرا ہی ہوگا ولاء ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کئے ہوئے غلام یا لونڈی پر حاصل ہوتا ہے یعنی اگر وہ مر جائے تو آزاد کرنے والا اس کا بھی مالک ہوتا ہے بشرطیکہ اس غلام یا لونڈی کا کوئی نہ ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ یرث الولاء من یرث المال جو مال کے وارث ہوتے ہیں وہی ولاء کے بھی وارث ہوتے ہیں اس حق ولاء کے بیچنے یا ھبہ کرنے کے لیے منع فرمایا گیا ہے جیسا کہ اس کا بیان آگے آئے گا تو بریرہ نے اپنے مالکوں سے جا کر یہی کہا لیکن ان کے مالکوں نے ولاء کے دینے سے انکار کر دیا رسول اللہ ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے خطبہ میں اس کی وضاحت فرما دی کہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کا ہے اور جو اس قسم کی شرط لگا لے جو قرآن و حدیث میں نہیں ہے تو اس شرط کا اعتبار نہیں ہے نہ اس پر عمل درآمد

ہوگا اس حدیث میں لفظ کتاب اللہ سے خدائی فیصلہ مراد ہے خواہ وہ فیصلہ قرآن مجید میں ہو یا حدیث میں ہو۔

ولاء کی خرید وفروخت

۲۸۷۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ، وَعَنْ هِبَتِهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۷۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ولاء کے بیچنے اوراس کے ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔(بخاری ومسلم)

توضیح: کیونکہ ولاء مال نہیں ہے بلکہ معتق اور معتق کے درمیان ایک حق اور رشتہ ہے جس کا بیچنا اور ہبہ کرنا جائز نہیں جیسے باپ اور بیٹے کے درمیان میں ایک رشتہ ابوت اور نبوت کا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ((اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلَحْمَةِ النَّسَبِ .)) ''ولاء یعنی وہ حق جو مالک کو غلام لونڈی پر آزاد کرنے کے بعد پیدا ہوتا ہے اس طرح کا ایک رشتہ ہے جیسے نسب کا رشتہ ہوتا ہے۔''

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

۲۸۷۹۔ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ابْتَعْتُ غُلَامًا فَاسْتَغْلَلْتُهُ، ثُمَّ ظَهَرْتُ مِنْهُ عَلَى عَيْبٍ، فَخَاصَمْتُ فِيهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَقَضَى لِيْ بِرَدِّهِ، وَ قَضَى عَلَيَّ بِرَدِّ غَلَّتِهِ، فَأَتَيْتُ عُرْوَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: أَرُوحُ إِلَيْهِ الْعَشِيَّةَ فَأُخْبِرُهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْنِيْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى فِيْ مِثْلِ هٰذَا: أَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ فَرَاحَ إِلَيْهِ عُرْوَةُ فَقَضَى لِيْ أَنْ آخُذَ الْخَرَاجَ مِنَ الَّذِيْ قَضَى بِهِ عَلَيَّ لَهُ۔ رَوَاهُ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

۲۸۷۹۔ مخلد بن خفاف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک غلام خریدا پھر اس کی کمائی بھی لی اور ایک عرصہ تک اس کی کمائی اپنے خرچ میں لاتا رہا پھر میں اس کے عیب پر واقف ہوا۔ اس غلام کے معاملہ کو میں نے خلیفہ وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس عیب دار غلام کو پہلے مالک کو واپس کر دو اور جو کچھ اس نے کما کر تمہیں دیا ہے اسکو بھی واپس کرو تو میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو اس فیصلہ کی خبر دی تو عروہ نے کہا کہ میں شام کو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس جاؤں گا اور انہیں یہ خبر دوں گا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے مقدمہ میں خراج بالضمان کیا تھا۔ چنانچہ شام کے وقت عروہ بن زبیر خلیفہ عمر بن عبدالعزیز

۲۸۷۸۔ صحيح بخاری كتاب العتق باب بيع الولاء وهبته (۲۵۳۵)، مسلم كتاب العتق باب النهى عن بيع الولاء وهبته (۱۵۰٦[۳۷۸۸])

❀ بخاری كتاب العتق باب بيع الولاء وهبته (۲۵۳۵) مسلم كتاب العتق باب النهى عن بيع الولاء وهبته (۱٦/ ۱۵۰٦) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۷۹۔ حسن، شرح السنة (۸/ ۱٦٤ بعد ح ۲۱۱۹)، السنن الكبرى للبيهقى (۵/ ۳۲۱)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

❀ حسن، شرح السنة كتاب البيوع باب فيمن اشترى عبدا فاستغله ثم وجد به عيباً ۸/ ۱٦٤ (۲۱۱۸، ۲۱۱۹) مسند شافعى ۲/ ۱٤٤ مسند ابى يعلى ۸/ ۳۰ (٤۵۳۷) ابوداؤد كتاب الاجارة باب فيمن اشترى عبدا اشترىٰ عبدا فاستعمله ثم وجدبه عيبا (۳۵۰۸) ترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فيمن اشترى العبد ويستغله ثم يجد به غيبا (۱۲۸۵) نسائى كتاب البيوع باب الخراج بالضمان (٤۵۰۲) ابن ماجه كتاب التجارات باب الخروج بالضمان (۲۲٤۲، ۲۲٤۳) مسند احمد ٦/ ٤۹۔ ۸۰۔ ۱۱٦۔ ۱٦۱۔ ۲۰۸، ۲۳۷) ابن حبان (۱۱۲۵۔ ۱۱۲٦ موارد) مستدرك حاكم ۲/ ۱۵ ابن الجارود (٦۲۷۔ ٦۲٦) اس حدیث کو امام ترمذی حاکم بیہقی ابن حبان وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ مخلد بن خفاف کی اکثر ائمہ نے توثیق کی ہے تفصیل کے لیے دیکھیں (حاشیه على الرسالة للشافعى ص:٤٤۹، ٤۵۰) (مبشر احمد ربانی)

کے پاس پہنچے اوران کو یہ حدیث سنائی تو عمر بن عبدالعزیز نے یہ فیصلہ کیا کہ میں اس سامان کو جو اس شخص کو دیا تھا واپس لے لوں یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے سابق فیصلہ سے رجوع کرلیا۔ (شرح السنہ)

خریدنے اور بیچنے والے میں اختلاف ہو تو کیا کیا جائے

۲۸۸۰۔ وَعَنْ عَبدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ؛ فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْبَائِعِ، وَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ فِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَهْ، وَالدَّارِمِيُّ قَالَ: ((الْبَيِّعَانِ إِذَا اخْتَلَفَا وَ الْمَبِيْعُ قَائِمٌ بِعَيْنِهِ، وَ لَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ أَوْ يَتَرَادَّانِ الْبَيْعَ))

۲۸۸۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بیچنے اور خریدنے والے کے درمیان میں اختلاف ہو جائے تو بیچنے والے کی قول کا اعتبار ہوگا اور خریدار کو اختیار ہوگا چاہے اس معاملہ کو باقی رکھے یا توڑ دے۔ (ترمذی) اور ابن ماجہ اور دارمی کی روایت میں یوں آیا ہے کہ اگر بائع اور مشتری کے درمیان میں اختلاف ہو جائے اور ان کے درمیان میں کوئی گواہ نہ ہو اور فروخت شدہ چیز بعینہ موجود ہو تو ایسی صورت میں بائع کے قول کا اعتبار ہوگا اور اگر دونوں چاہیں تو اس بیع کو توڑ دیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔ (البانی)

توضیح: یعنی بائع اور مشتری میں مول بھاؤ یا قیمت اور خیار شرط وغیرہ میں اختلاف ہو جائے کہ بائع کچھ کہتا ہے اور مشتری اس کے خلاف کہتا ہے اور ان دونوں کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں ہے تو ایسی حالت میں بائع کا قول معتبر ہوگا اور مشتری کو اختیار ہوگا کہ بائع کا قول مان کر بیع کو قائم رکھے اور اگر اس کی طبیعت چاہے توڑ دے نہ لے۔

ناپسندیدہ بیع کو توڑنے کا بیان

۲۸۸۱۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

۲۸۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

۲۸۸۰۔ صحیح، سنن الترمذی کتاب البیوع باب ماجاء اذا اختلف البیعان (۱۲۷)، ابن ماجه کتاب التجارات باب البیعان یختلفان (۲۱۸۶)، دارمی کتاب البیوع باب اذا اختلف المتبایعان (۲/ ۳۲۵ ح ۲۵۴۹)

❀❀ حسن، ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء اذا اختلف البیعان (۱۲۷۰) ابن ماجه کتاب التجارات باب البیعان یختلفان (۲۱۸۶) دارمی کتاب البیوع باب اذا اختلف المتبایعان (۲۵۵۲) ابوداؤد کتاب البیوع باب اذا اختلف البیعان والمبیع قائم (۳۵۱۱) نسائی کتاب البیوع باب اذا اختلف المتبایعین فی الثمن (۴۶۶۲) مسند احمد ۱/ ۴۶۶ مستدرک حاکم ۲/ ۴۵ ابوداؤد طیالسی (۳۹۹) ابن الجارود (۶۲۵، ۶۲۴) بیهقی ۵/ ۳۳۲ عبدالرزاق ۸/ ۲۷۱، ۲۷۲ (۱۵۱۸۵)، یہ حدیث کئی طرف سے مروی ہے جن میں سے بعض منقطع، بعض مرسل اور بعض متصل وقوی ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں (سلسله الاحادیث الصحیح علامه البانی رحمہ اللہ (۷۹۸) ۲/ ۴۴۸۔۴۵۰) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۸۱۔ اسناده صحیح سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی فضل الاقالة (۳۴۶۰)، ابن ماجه کتاب التجارات باب الاقالة (۲۱۹۹)

❀❀ حسن، ابوداؤد کتاب البیوع باب فی فضل الاقالة (۳۴۶۰) ابن ماجه کتاب التجارات باب الاقالة (۲۱۹۹) شرح السنة کتاب البیوع باب الاقالة (۲۱۱۷) ۸/ ۱۶۱ مسند احمد ۲/ ۲۵۲ ابن حبان (۱۱۰۳، ۱۱۰۴ موارد) مستدرک حاکم ۲/ ۴۵ بیهقی ۶/ ۲۷ معجم الشیوخ لابی یعلی (۳۲۶) المحلی ۹/ ۳ اسے ابن حبان، ابن حزم، ابن دقیق الصید اور امام حاکم نے شیخین کی شرط پر صحیح کہا اور امام ذھبی نے امام حاکم کی موافقت کی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ لیکن اس کی سند میں الاعمش مدلس ہیں اور روایت معنعن ہے اور ابن حبان وغیرہ کی سند میں اسکی متابعت ہے لیکن اس میں اسحاق اللفروی حافظے کی کمزوری کی وجہ سے ضعیف ہے اسی طرح بیهقی ۶/ ۲۷ کی روایت میں الحسن بن عبدالاعلی کا عبدالرزاق سے سماع بعد از اختلاط ہے ان مجموعی طرق کی بنا پر یہ روایت حسن ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

اللّٰهِ ﷺ :((مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَهُ اللهُ عَثْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه وَفِي ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) بِلَفْظِ ((الْمَصَابِيحِ)) عَنْ شُرَيْحِ الشَّامِيِّ مُرْسَلاً۔

جو کسی مسلمان کے معاملہ اور بیع کو جس سے وہ راضی نہیں ہے توڑ دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس توڑنیوالے کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔(ابن ماجہ' ابوداوٗد' شرح السنہ)

۲۸۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشْتَرَى رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ عَقَارًا مِنْ رَجُلٍ، فَوَجَدَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ عَنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ الْعَقَارَ وَلَمْ ابْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ بَائِعُ الأَرْضِ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الأَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: لِي غُلَامٌ، وَ قَالَ الآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ فَقَالَ: أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ، وَأَنْفِقُوا عَلَيْهِمَا مِنْهُ، وَتَصَدَّقُوا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۸۲۔حضرت ابو ہریرہ ؓبیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے زمانہ میں ایک شخص نے ایک شخص سے زمین خریدی۔جس شخص نے زمین خریدی تھی اس نے زمین میں ایک گھڑا پایا جس میں سونا بھرا ہوا تھا تو زمین کے خریدنے والے نے زمین کے بیچنے والے سے کہا کہ تمہاری زمین میں مجھے ایک گھڑا ملا ہے جس میں سونا بھرا ہوا ہے میں نے تم سے زمین خریدی ہے سونا نہیں خریدا ہے تم یہ سونا لے لو زمین کے بیچنے والے نے کہا کہ میں نے تمہارے ہاتھ زمین بیچی ہے اور جو کچھ اس میں تھا اس کو بھی بیچ دیا ہے وہ بھی تمہارا ہو چکا ہے (ان دونوں میں سونے کے لینے دینے کے بارے میں اختلاف ہو گیا اس سونے کو نہ بائع لینے کے لیے تیار ہوتا تھا نہ مشتری دونوں کی نیت سچی تھی اور دونوں ایماندار تھے) پھر ان دونوں نے اس اختلاف کو دور کرنے کے لیے ایک ایسے پنچ کے پاس گئے جو ان دونوں میں ایسا مناسب فیصلہ کر دے جس سے ان کا اختلاف جاتا رہے ان دونوں نے اس پنچ سے اپنا اپنا دعویٰ اور مطلب بیان کیا اس شخص نے کہا کیا تم دونوں کی اولاد ہے۔اس نے کہا میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میری لڑکی ہے تو اس پنچ نے یہ کہا کہ اپنے لڑکے کی شادی اس کی لڑکی سے کر دو اور لڑکی والے سے بھی کہا کہ تم اپنی لڑکی کی شادی اس کے لڑکے سے کر دو اور اس سونے کو ان دونوں پر خرچ کر دو اور جو ان کے خرچہ سے بچ جائے اس کو خدا کے راستہ میں صدقہ و خیرات کر دو (چنانچہ ان دونوں نے اس فیصلہ کو منظور کر لیا اور فیصلہ کے مطابق عمل کیا) سبحان اللہ کیسے سچے ایماندار تھے ان کی اس ایمانداری کی داستان رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔(بخاری و مسلم)

❀❀❀❀

۲۸۸۲۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ٥٤ (۲٤۷۲)، مسلم کتاب الاقضية باب استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین (۱۷۲۱[])

❀❀ بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب (٥٤) رقم (۳٤۷۲) مسلم کتاب الاقضية باب استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین (۲۱/ ۱۷۲۱) (مبشر احمد ربانی)

(۷) بَا بُ السَّلَمِ وَالرِّهْنِ

بیع سلم اور رہن کا بیان

(۱)...... ایک شخص کو نقد روپیہ پیسہ دے کر یہ کہے کہ ان روپوں کے بدلے میں میں اتنے گیہوں وغیرہ اتنے دنوں میں لوں گا اور دوسرا اس روپیہ کو لے کر قبول کر لے تو اس معاملہ کو عربی میں بیع سلم یا بیع سلف اور اردو میں بدہنی کہتے ہیں روپیہ دینے والے کو رب السلم اور روپیہ لینے والے کو مسلم الیہ اور جو مال دینا پڑے گا اس کو مسلم فیہ کہتے ہیں جیسے زید نے بکر سے کہا کہ یہ دس روپے تمہیں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مہینے کے بعد اس قسم کے عمدہ دس من گیہوں تم سے لوں گا بکر نے اسے منظور کر کے روپیہ لے لیا تو ایسے معاملہ کو سلم کہتے ہیں اور زید کو رب سلم اور بکر کو مسلم الیہ اور گیہوں کو مسلم فیہ کہیں گے اور اس کی صحت کے لیے کئی ایک شرطیں ہیں جب سب شرطیں پائی جائیں گی تب بیع سلم درست ہو گی کچھ شرطیں راس المال میں ہیں اور کچھ مسلم فیہ میں ہیں کل سولہ شرطیں ہیں راس المال کی یہ چھ شرطیں ہیں۔

۱۔ جنس کا بیان کرنا کہ روپیہ یا اشرفی یا سونا یا چاندی

۲۔ دوسرا یہ کہ کس قسم کے روپے یا اشرفی ہیں ہندوستانی یا عربی

۳۔ اس کے کھرے وکھوٹے کا بیان

۴۔ مقدار معلوم کرنا کہ سو ہے یا دو سو

۵۔ نقد یا ادھار

۶۔ اسی مجلس میں اسی کو قبض اور وصول کر لینا۔

اور مسلم فیہ کی یہ شرطیں ہیں۔

۱۔ مسلم فیہ کے جنس کا بیان کرنا کہ یہ گیہوں ہیں یا جو ہیں

۲۔ اس کی نوعیت کا بیان کرنا کہ کھادر کے ہیں یا نگر کے

۳۔ اس کی صفت کا بیان کرنا کہ اچھے ہیں یا برے

۴۔ اس کی قدر کو کہ دس من ہے یا بیس من ہے اور پکا من ہے یا کچا من ہے

۵۔ مسلم فیہ غیر نقد میں ہو یعنی چاندی سونے میں سلم جائز نہیں ہے

۶۔ مدت معلوم ہو یعنی دو ایک مہینہ

۷۔ دنیا میں وہ چیز ملتی ہو

۸۔ عقد کامل ہو خیار کا شرط کرنا جائز نہیں

۹۔ اس جگہ کا بیان کرنا جہاں مسلم فیہ کو سپرد کرے گا۔

(۲)...... رہن کے معنی گروی رکھنے کے ہیں اس کی یہ صورت ہوتی ہے کہ جب تم کسی سے سو دوسو روپے مثلاً قرض لو اور قرض دینے والا کہے کہ تمہارے اوپر ہمیں بھروسہ نہیں ہے کہ تم ہمارا قرض ادا کرو گے اطمینان کے لیے اتنی قیمت کی چیز ہمارے پاس رکھ دو جب تم قرض ادا کرو گے تو اپنی چیز واپس لے لینا تو تم اس قرض خواہ کے اعتبار و اعتماد کے لیے اس قرض کے بدلہ میں اتنی قیمت کی کوئی چیز رکھ دو جب تم قرض ادا کرو گے اپنی رکھی ہوئی چیز واپس لے لو اس کو عربی زبان میں رہن کہتے ہیں اور اردو میں گروی رکھنا کہتے ہیں اور قرآن وحدیث سے اس کے جواز کا ثبوت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿و ان كنتم على سفر و لم تجدوا كاتبا فرهان مقبوض﴾ (البقرہ)

''اگر تم سفر میں ہو اور تم لکھنے والے کو نہ پاؤ تو مقبوض رہن رکھ دو۔''

مرہونہ چیز پر مرتہن کے بغیر قبضہ کے رہن درست نہیں ہے۔ سفر کی قید اتفاقی ہے سفر و حضر دونوں حالتوں میں ضرورت کے وقت رہن رکھنا جائز ہے جیسا کہ اس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

۲۸۸۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُوْمٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۸۳۔ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت مدینہ والے پھلوں میں سال دو سال اور تین سال کی بیع سلم کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس حالت کو دیکھ کر یہ فرمایا کہ جو کسی چیز میں بیع سلم کرے تو اس کو چاہیے کہ معین پیمانہ اور معین وزن اور معین مدت کے ساتھ کرے۔[1] (بخاری ومسلم)

۲۸۸۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتِ اشْتَرَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا مِنْ يَهُوْدِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا لَهُ مِنْ حَدِيْدٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۸۸۴۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ادھار غلہ خریدا اور قیمت کے بدلہ میں اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن کے طور پر رکھ دیا۔ (بخاری ومسلم)

۲۸۸۵۔ وَعَنْهَا ؓ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۸۸۵۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا اس وقت تیس صاع جو کے بدلہ میں ایک یہودی کے پاس آپ کی زرہ رہن رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری ومسلم)

۲۸۸۳۔ صحيح بخاری كتاب السلم باب السلم فی كيل معلوم (۲۲۳۹)، مسلم كتاب المساقاة باب السلم (۱۶۰۴[۴۱۱۸])

❀❀ بخاری كتاب المسلم باب السلم فی كيل معلوم (۲۲۳۹) وباب السلم فی وزن معلوم (۲۲۴۰،۲۲۴۱) مسلم كتاب المساقاة با السلم (۱۲۷/ ۱۶۰۴) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۸۴۔ صحيح بخاری كتاب البيوع باب شراء النبی ﷺ باالنسية (۲۰۶۸)، مسلم كتاب المساقاة باب الرهن (۱۶۰۳[۴۱۱۶])

❀❀ بخاری كتاب البيوع باب شراء النبی ﷺ بالنيئة (۲۰۶۸) مسلم كتاب المساقاة باب الرهن (۱۲۶/ ۱۶۰۳) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۸۵۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب ما قيل فی درع النبی ﷺ (۲۹۱۶)

❀❀ بخاری كتاب الجهاد باب ما قيل فی درع النبی ﷺ (۲۹۱۶) وكتاب المغازی باب (۸۶) رقم (۴۴۶۷) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۸۶۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۸۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو سواری کا جانور رہن رکھا ہوا ہو تو اس پر جو خرچ ہوگا اس خرچ کے بدلہ میں بقدر خرچ کے سواری کی جاسکتی ہے اور جب کوئی دودھ والا جانور رہن رکھا ہوا ہو تو بقدر خرچ کے اس کا دودھ پیا جاسکتا ہے اور سوار ہونے والے اور دودھ پینے والے کے ذمہ اس جانور کا خرچ ہے۔ (بخاری)

توضیح: یعنی جب کوئی سواری کا جانور یا دودھ والا جانور مرہون ہو اور اس کی حفاظت و پرورش کرتا ہے تو مرتہن بقدر اپنے خرچ کے اس پر سوار بھی ہوسکتا ہے اور اس کا دودھ بھی پی سکتا ہے لیکن اپنے خرچ سے زیادہ نفع نہیں اٹھا سکتا جو خرچ سے زیادہ ہو وہ راہن کو واپس کردے اگر خرچ سے زیادہ نفع حاصل کرے تو وہ سود ہے جو کہ حرام ہے اس لیے کہ قرض کے بدلہ میں جو فائدہ اٹھایا جائے گا تو سود میں داخل ہے فائدہ نقصان راہن کا ہے یعنی اس جانور سے اگر بچہ پیدا ہو یا دہ جانور مرجائے تو وہ بھی راہن (جانور کے مالک) کا ہوگا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

۲۸۸۷۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَا يَغْلِقُ الرَّهْنُ الرَّهْنَ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِيْ رَهَنَهُ لَهُ غُنْمُهُ وَعَلَيْهِ غُرْمُهُ۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ مُرْسَلاً

۲۸۸۷۔ سعید بن میب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں روکتا رہن مرہونہ چیز کو اس کے وارث سے جس نے رہن رکھا ہے اسی کے لیے اس کا فائدہ ہے اور اسی پر تاوان و نقصان بھی ہے۔ (امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کو مرسل طریقہ سے روایت کیا ہے اور سعید بن مسیّب نے بھی مرسل طریقہ پر روایت کیا ہے)

توضیح: یعنی رہن رکھنے سے مرہونہ چیز راہن یعنی مالک کی ملکیت سے نہیں نکلتی ہے بلکہ اس کی ملکیت میں رہتی ہے اگر اس سے فائدہ ہوا تو اسی کا ہوگا اور اگر نقصان ہوا تو اسی کا ہوگا۔

۲۸۸۸۔ وَرُوِيَ مِثْلُهُ أَوْ مِثْلُ مَعْنَاهُ لَا يُخَالِفُهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مُتَّصِلاً

۲۸۸۸۔ اور اس قسم کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متصل حدیث بھی مروی ہے۔

۲۸۸۶۔ صحیح بخاری کتاب الرهن باب الرهن مرکوب محلوب (۲۵۱۲)

❀❀ بخاری کتاب الرهن باب الرهن مرکوب ومحلوب (۲۵۱۲) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۸۷۔ مرسل الام (۳/ ۱۶۷، ۱۸۶)، دارقطنی (۳/ ۳۲)

❀❀ حسن' ترتیب المسند للشافعی ۲/ ۱۶۳-۱۶۴ کتاب الرهن (۵۲۸-۵۶۹) کتاب الام ۳/ ۱۶۷ ابن حبان (۱۱۳۳ موارد) مستدرك حاکم ۲/ ۵۱ بیهقی ۶/ ۳۹ دارقطنی (۲۸۹۷) حلیة الاولیاء ۷/ ۳۱۵ یہ روایت مرسل ہے لیکن زیاد بن سعد کی سند سے متصل مروی بھی ہے جس کے بارے امام دارقطنی فرماتے ہیں اور زیادہ بن سعد من الحفاظ الثقات "وهذا اسناد حسن متصل" زیادہ بن سعد ثقہ حافظ ہی اور سند حسن متصل ہے امام حاکم وامام ذھبی رحمہ اللہ نے شیخین کی شرط پر صحیح کہا اسی طرح ابن عبدالبر اور عبدالحق نے بھی موصول کو صحیح کہا ہے یہ حدیث کئی طرف سے مروی ہے اور اکثر طرف مرسل ہیں لیکن مذکورہ طریق حسن متصل ہے اس کے علاوہ بھی اس کا صحیح متصل طریق موجود ہے تفصیل کے لیے دیکھی (نصب الرایه ٤/ ۳۲۰، ۳۲۱ التلخیص الحبیر ۳/ ۳۷، ۳۶ وغیرهما) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۸۸۔ اسناده ضعیف، سنن ابن ماجه کتاب الرهون باب لا یغلق الرهن (۲٤٤۱)، محمد بن حمید الرازی ضعیف ہے۔

❀❀ حسن' ابن ماجه کتاب الرهون باب لا یغلق الرهن (۲٤٤۱) ابن ماجہ کی سند میں محمد بن حمید الرازی ضعیف راوی ہے (تقریب ص: ۲۹۵) لیکن یہ حسن و متصل طریق سے بھی مروی ہے تفصیل کے لیے پچھلی حدیث دیکھیں۔ (مبشر احمد ربانی)

پیمانہ اور وزن کا اعتبار کیسے کیا جائے

۲۸۸۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَالْمِيْزَانُ مِيْزَانُ أَهْلِ مَكَّةَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ

۲۸۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیمانہ کا اعتبار مدینے والوں کے پیمانہ کا ہے اور وزن کا اعتبار مکہ والوں کے وزن کا ہے۔ (ابوداؤد نسائی)

توضیح: یعنی ناپ اور تول کا اعتبار مدینے والوں کے ناپ اور تول کا ہے زکوٰۃ اور عشر میں تو جس وزن اور کیل یعنی مد اور صاع سے زکوٰۃ اور فطرانہ وغیرہ ادا کرتے تھے اسی سے رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی ادا کیا جائے گا رسول اللہ ﷺ کے بعد مد اور صاع میں کچھ اضافہ کر دیا تھا جس کا کچھ اعتبار نہیں کیا جائے گا جیسے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک صاع ڈھائی سیر ڈھائی چھٹانک کا ہوتا تھا اور ایک مد چوتھائی صاع کا یعنی ایک رتل اور تہائی رتل اور بعض لوگوں کے نزدیک مد دو رتل کا ہوتا ہے اس اعتبار سے صاع آٹھ رتل کا ہوا تو اس صاع اور اس مد کا شرعاً اعتبار نہیں کیا جائے گا اور میزان کا اعتبار مکہ والوں کے میزان کا ہے۔

۲۸۹۰۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِ الْكَيْلِ وَالْمِيْزَانِ إِنَّكُمْ قَدْ وُلِّيْتُمْ أَمْرَيْنِ هَلَكَتْ فِيْهِمَا الْأُمَمُ السَّابِقَةُ قَبْلَكُمْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

۲۸۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ناپ تول والوں سے فرمایا کہ تم ایسی دو چیزوں کے والی اور سرپرست ہوئے ہو کہ پہلی امتیں ان میں کمی بیشی کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئیں۔ (ترمذی)

توضیح: معاملات میں ناپ تول کو خاص اہمیت حاصل ہے صحیح ناپ تول سے ہر شخص خوش رہتا ہے اور خدا بھی راضی رہتا ہے اور کمی بیشی سے سب کو ناراضگی ہوتی ہے ناپ تول سے مقصد یہ ہے کہ ہر شخص کے حق کو پورا پورا دیا جائے کسی قسم کی حق تلفی نہ ہونے پائے قرآن مجید میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿والسماء رفعها ووضع الميزان الا تطغوا فی الميزان و اقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان﴾ (الرحمٰن)

''اللہ تعالیٰ نے آسمان کو اونچا کیا اور ترازو بنایا تا کہ نہ زیادتی کرو تول میں اور انصاف کے ساتھ سیدھی ترازو تو لو اور تول کو مت گھٹاؤ۔''

۲۸۸۹۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب البيوع باب فی قول النبی ﷺ المكيال مكيال المدينة (۳۳۴۰)، النسائی كتاب الزكاة باب كم الصباع (۴۵۹۸)

❀ اس کی سند معلول ہے۔ ابو داؤد كتاب البيوع باب فی قول النبی ﷺ "المكيال مكيال المدينة (۳۳۴۰) نسائی كتاب الزكاة باب كم الصاع (۲۵۱۹) وكتاب البيوع باب الرجحان فی الوزن (۴۶۰۸) ابن حبان (۱۱۰۵ موارد) بيهقی ۶/ ۳۱ مسند بزار (۱۲۶۲) طبرانی كبير ۱۲/ ۳۹۳ (۳۴۴۹) حلية الاولياء ۴/ ۲۰ شرح السنة ۸/ ۶۹ (۲۰۶۳) كتاب المعجم لابن الاعرابی (۱۷۰۲) بعض راویوں نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور یہ خطا ابو احمد الزبیری کی ہے التکت النطراف ۵/ ۴۳۹ اس حدیث کو ابن الملقن' دارقطنی' نووی' ابن دقیق العید اور علائی وغیرھم نے صحیح قرار دیا ہے لیکن اس کی سند میں سفیان ثوری مدلس ہیں انکے سماع کی تصریح نہیں ملی۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۸۹۰۔ اسناده ضعيف جداً، سنن الترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی المكيال والميزان (۱۲۱۷)، حسین بن قیس متروک ہے۔

❀ ضعیف' ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی المكيال والميزان (۱۲۱۷)' مستدرك حاكم ۲/ ۳۱ اسے امام حاکم نے صحیح الاسناد کیا لیکن امام ذھبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند حسین بن قیس متروک راوی ہے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ موقوفاً مروی ہے اسی طرح امام ترمذی نے بھی فرمایا۔ (تنقيح الرواة ۲/ ۱۷۶ اور ترمذی کا مذکورہ مقام) حسین بن قیس کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو (المغنی فی الضعفاء ۱/ ۲۶۸ ميزان الاعتدال ۱/ ۵۴۶ لسان الميزان ۷/ ۱۹۸ تقريب ص: ۷۴) (مبشر احمد ربانی)

اس ترازو سے انسان کا ہر قول وفعل ملتا ہے اور اسی کی برابری میں عالم کا نظام قائم رہتا ہے۔ ناپ وتول میں کمی بیشی کرنا حقیقت میں دوسرے کے حق پر ہاتھ ڈالنا ہے جو کوئی لینے میں تول کو بڑھاتا ہے اور دینے میں گھٹاتا ہے وہ دوسروں کی چیزوں پر بے ایمانی سے قبضہ کرتا ہے۔ پہلی امتوں میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم گزری ہے جو سوداگری کرتی تھی حضرت شعیب علیہ السلام اسی قوم کی اصلاح کے لیے تشریف لائے اور ناپ وتول کی ایمانداری کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ وعظ فرمایا:

﴿یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ و قد جاء تکم بینۃ من ربکم فاو فوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاء ھم ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا ذالکم خیر لکم ان کنتم مومنین﴾ (الاعراف)

''اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی آ چکی ہے تم ناپ وتول پوری کرو اور لوگوں کی چیزوں کو کم مت دو زمین میں فساد مت پھیلاؤ اس کے درست ہو جانے کے بعد یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم ایمان دار ہو۔''

یہی تقریر سورۂ ہود میں قدرے وضاحت کے ساتھ دہرائی گئی ہے:

﴿یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ ولا تنقصوا المکیال والمیزان انی اراکم بخیر و انی اخاف علیکم عذاب یوم محیط و یقوم او فوا المکیال والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیائہم ولا تعثوا فی الارض مفسدین بقیت اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین﴾ (ہود)

''اے میری! قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی سچا معبود نہیں ہے ناپ وتول میں کمی نہ کرو میں تم کو آسودہ اور خوشحال دیکھتا ہوں اور گھرنے والے دن کے عذاب سے تم پر اندیشہ کرتا ہوں۔ میرے بھائیو! تم ناپ وتول پوری کرو لوگوں کو چیزیں کم مت دو اور ملک میں فساد مچاتے مت پھرو اور جو حلال رزق تمہارے پاس بچا ہے وہی بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو۔''

سورۂ شعراء میں بھی اسی مضمون کا اعادہ کیا گیا ہے۔ سورۂ انعام میں سب کو عام حکم دیا گیا ہے کہ ''اور ناپ وتول کو پورا کرو۔'' سورۂ بنی اسرائیل میں جو اخلاقی نصیحتیں فرمائی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی نصیحت فرمائی ہے۔

﴿اوفوا الکیل اذا کلتم و زنوا بالقسطاس المستقیم ذالک خیر و احسن تاویلا﴾ (بنی اسرائیل)

''اور جب تم ناپو تو ناپ پورا دو اور سیدھی ترازو سے تولو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔''

جو لوگ ناپ وتول میں کمی بیشی کرتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہے دنیا میں ان کے مال کی بربادی ہے اور آخرت میں بڑی سزا ہے سورہ مطففین میں فرمایا۔

﴿ویل للمطففین الذین اذا کتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالو ھم اووزنو ھم یخسرون﴾

''خرابی ہے ان گھٹا دینے والوں کے لیے جو اوروں سے جب ناپ وتول کر لیں تو پورا کر لیں اور جب ان کو ناپ تول کر دیں تو گھٹا دیں۔''

کیونکہ کم ناپ وتول میں لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہے اور امانت میں خیانت ہوتی ہے اس لیے کہ ناپ وتول امانت ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور امانت میں خیانت کرنے والوں کے لیے بڑی سزائیں ہیں دنیا میں اس سے قحط پڑتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ اے مہاجرین کی جماعت جب تم ان پانچ باتوں میں مبتلا ہو جاؤ گے تب تمہارے لیے اچھائی نہیں ہے اور میں خدا سے پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو کرو (۱) جس قوم میں کھلم کھلا فاحشہ اور بے حیائی کی باتیں ہونے لگیں گی ان میں طاعون اور دیگر ایسی نئی نئی بیماریاں پھیلیں گی کہ پہلے ایسی بیماریاں نہیں پیدا ہوئی تھیں (۲) اور جو لوگ ناپ و تول میں کمی کریں گے وہ قحط سالیوں اور سختیوں اور بادشاہوں کے مظالم میں گرفتار ہوں گے (۳) اور جب زکوٰۃ نہیں دیں گے تو آسمان سے بارش نہیں ہو گی اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ بھی نہ برسے (۴) اور جو لوگ اللہ اور رسول کی عہد شکنی کریں گے ان پر ان کا دشمن مسلط ہو جائے گا جو ان کے مال و دولت کو چھین لے گا اور جب رہنما وائمہ اللہ کی کتاب پر فیصلہ نہیں کریں گے تو ان کی آپس میں خانہ جنگی ہو گی۔ (ابن ماجه ' ترغيب ترهيب)

نیز ایک روایت میں ہے اور جو قوم ناپ و تول میں کمی کرے گی اللہ تعالیٰ اس سے رزق روک لے گا۔ (ترغیب)

۲۸۹۱۔ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ ن الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَسْلَفَ فِیْ شَیْءٍ فَلاَ یَصْرِفْهُ إِلَی غَیْرِهِ قَبْلَ أَنْ یَّقْبِضَهُ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۲۸۹۱۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی چیز میں بیع سلم کرے تو اس کے قبضہ میں آنے سے پہلے دوسری کی طرف منتقل نہ کرے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

توضیح: یعنی قبضہ کرنے سے پہلے نہ اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچے اور نہ ہبہ کرے یا یہ جو چیز بیع سلم کے لینے میں مقرر کیا ہے وہی لے اس کے بدلہ میں اور کوئی چیز نہ لے۔

❀❀❀❀

۲۸۹۱۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب السلف (۳٤٦٨)، ابن ماجه کتاب التجارات باب من اسلم شیاء غلاد یصرفه (۲۲۸۳)، علیہ العوفی ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعیف' ابوداؤد کتاب البیوع با السلف (۳٤٦٨) ابن ماجه کتاب التجارات باب من اسلم شیئاً فلا یصرفه (۲۲۸۳) بیهقی ٦/ ۳۰)' اسکی سند میں عطیہ بن سعد العوفی بالاتفاق ضعیف ہے (المغنی الصنعفاء ۲/ ٦۲ میزان الاعتدال ۳/ ۷۹ الکامل لابن عدی ٥/ ۲۰۰۷) ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وفیه عطیة بن سعد العوفی وهو ضعیف واعله ابو حاتم والبیهقی وعبدالحق وابن القطان بالضعف والاضطراب" (التخلیص الحبیر (۳/ ۲٥) اسکی سند میں عطیہ بن سعد العوفی ہے اور وہ ضعیف ہے ابو حاتم' بیہقی' عبدالحق اور ابن القطان نے ضعیف اور اضطراب کے ساتھ معلول کیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

(۸) بَابُ الْاِحْتِكَارِ

گرانی کے خیال سے غلہ روکنے کا بیان

بعض لوگ گراں فروشی کی غرض سے غلہ اور دیگر ضروریات کی چیزوں کو فروخت کرنے سے روک لیتے ہیں جس سے خلق خدا کو بہت تکلیف پہنچتی ہے اس رکاوٹ کو عربی میں احتکار کہتے ہیں جو گراں فروخت کرنے کے خیال سے غلہ اور دیگر ضرورت کی چیزوں کو روکتا ہے اور لوگوں کی تکلیف کا خیال نہیں کرتا ہے وہ شرعاً اور اخلاقاً سخت مجرم ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

ذخیرہ اندوزی کرنا

۲۸۹۲۔ عَنْ مَعْمَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِءٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ عُمَرَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ فِيْ بَابِ الْفَيْءِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى

۲۸۹۲۔ حضرت معمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلہ روکنے والا گنہگار ہے۔ (مسلم) اور باب الفئی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ہم بیان کریں گے جو بنونظیر کے اموال کے بارے میں آئی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

۲۸۹۳۔ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الْجَالِبُمَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ)) رَوَاهُ

۲۸۹۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسرے شہروں سے غلہ لانے والے اور فروخت کرنے والے کو روزی

۲۸۹۲۔ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب تحريم الاحتكار فى الاقوات (١٦٠٥[٤١٢٢])

❀❀ مسلم كتاب المساقاة باب تحريم الاحتكار فى الاخوات (١٢٩/ ١٦٠٥) (مبشر احمد ربانی)

۲۸۹۳۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب التجارات باب الحكرة والحلب (٢١٥٣)، علی بن سالم اور علی بن زيد بن جدعان دونوں ضعيف راوی ہیں۔ دارمی كتاب البيوع باب فى النهى عن الحتكار (٢/ ٣٢٤ ح ٢٥٤٤)

❀❀ ضعيف الاسناد، ابن ماجه كتاب التجارات باب الحكرة والجلب (١٢٥٣) دارمی كتاب البيوع باب فى النهى عن الاحتكار (٢٥٤٧) الضعفاء الكبير للعقيلى ٣/ ٢٣١، ٢٣٢ المستدرك ٢/ ١١ اسکی سند میں علی بن سالم ہے جسکے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسکی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی (اتاریخ الكبير ٣/ ٢/ ٢٧٨) نیز ملاحظہ ہو (المغنى فى الضعفاء ٢/ ٨٥ ميزان الاعتدال ٣/ ١٣٠ الكامل لابن عدى ٥/ ١٨٤٧ تقريب ص:٢٤٦) اسی طرح اس کا اسناد علی بن زید بن جدعان بھی ضعیف ہے (تقريب ص:٢٤٦ كتاب المجروحين ٢/ ١٠٣، الرجح والتعديل ٦/ ١٠٢١) نیز دیکھیں (٢٨٢٨)، عمر بن الخطاب کی روایت کی سند ضعیف ہے علی بن زید بن جدعان کی وجہ سے مزید فرماتے ہیں: اس حدیث کا اصل صحیح مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں معمر بن عبداللہ بن فضلہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً موجود ہے نیز دیکھیں (٢٨٩٢) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسکی سند کو ضعیف کہا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ

دی جاتی ہے اور روکنے والا خدا کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ' دارمی) اس کی سند ضعیف ہے۔ (البانی)

توضیح: باہر سے غلہ لا کر فروخت کرنے والے کو روزی دی جاتی ہے اس لیے وہ خلق خدا کی پرورش کرتا ہے اور اس کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے اور غلہ روکنے والا ملعون ہے خدا کی مہربانیوں سے دور رہتا ہے اس لیے کہ وہ اپنا ہی فائدہ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے غلہ کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ ضرورت منداس سے فائدہ اٹھائیں نہ اس لیے کہ سرمایہ پرست اپنے نفع کے لیے روک لیں اور ضرورت مندوں کو پریشانی اور مصیبت میں ڈال دیں۔

٢٨٩٤۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ غَلاَ السِّعْرُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَعِّرْلَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ اللهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَإِنِّیْ لأَرْجُوْا أَنْ أَلْقَى رَبِّیْ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَطْلُبُنِيْ بِمَظْلَمَةٍ بِدَمٍ وَلاَ مَالٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ

۲۸۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں غلہ مہنگا ہو گیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے لیے بھاؤ اور نرخ مقرر فرما دیجئے کہ وہ ایک خاص اور معین نرخ بیچا کریں یعنی کنٹرول کر دیجئے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی بھاؤ مقرر کرنے والا ہے اور وہی مہنگا اور سستا کرنے والا ہے اور وہی روزی رساں ہے میں اس بات کی امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ کوئی مجھ سے خون یا مال کا مطالبہ نہ کر سکے۔ (ترمذی' ابو داؤد' ابن ماجہ' دارمی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٢٨٩٥۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللهُ بِالْجُذَامِ وَالإِفْلاَسِ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الايْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ

۲۸۹۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ جو غلہ روک کر مسلمانوں کے ہاتھ گراں قیمت پر بیچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جزام اور افلاس میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ' بیہقی رزین)

٢٨٩٤۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب البيوع باب فی التسعير (٣٤٥١)، ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی التسعير (١٣١٤)، ابن ماجه كتاب التجارات باب من كراه ان يسعر (٢٢٠٠)

❀❀ صحيح' ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی التسعير (١٣١٤) ابوداؤد كتاب البيوع باب فی التسعير (٣٤٥١) ابن ماجه كتاب التجارات باب من كره ان يسعر (٢٢٠٠) دارمی كتاب البيوع باب فی النهی عن ان يسعر فی المسلمين (٢٥٤٨) مسند احمد ٣/ ١٥٦' ٢٨٦' ٨٥ مسند ابی يعلی ٥/ ١٦٠' ٢٤٥ بيهقی ٦/ ٥٢٩ (مبشر احمد ربانی)

٢٨٩٥۔ ضعيف، سنن ابی ماجه كتاب التجارات باب الحكرة والجلب (٢١٥٥)، ابو یحییٰ المکی مجہول راوی ہے۔

❀❀ ابن ماجه كتاب التجارات باب الحكرة والجلب (٢١٥٥) شعب الايمان باب فی ان يجب المسلم لاخيه مايجب لنفسه فصل فی ترك الاحتكار (١١٢١٨) مسند احمد ١/ ٢١ مسند طيالسی ص:١١۔١٢ امام منذری فرماتے ہیں: وهذا اسناد جيد متصل ورواته ثقات (الترغيب والترهيب ٢/ ٥٨٣) علامہ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ هذا اسناد صحيح راله موثقون ابويحيیٰ المكی وشيخه فروخ ذكرهما ابن حبان فی الثقات والهيثم بن رافع وثقه ابن معين وابوداؤد وابوبكر الحنفی واسمه عبدالكثير بن عبدالمجيد احتج به الشيخان وشيخ ابن ماجه يحيی بن حكيم وثقمه ابوداؤد وانسائی وغيرهما" (زوائد ابن ماجه (٧٢٣) ص:٣٠١) (مبشر احمد ربانی)

٢٨٩٦۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا يُرِيْدُ بِهِ الْغَلَاءَ فَقَدْ بَرِءَ مِنَ اللّٰهِ وَبَرِءَ اللّٰهُ مِنْهُ))۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

٢٨٩٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے چالیس روز تک غلہ روک لیا گراں کرنے کے ارادہ سے تو وہ اللہ سے بری ہوگیا اور اللہ اس سے بری ہوگیا۔ (رزین)

٢٨٩٧۔ وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((بِئْسَ الْعَبْدُ الْمُحْتَكِرُ إِنْ أَرْخَصَ اللّٰهُ الْأَسْعَارَ حَزِنَ وَإِنْ أَغْلَاهَا فَرِحَ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ

٢٨٩٧۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ غلہ روکنے والا برا بندہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے نرخ کو سستا کر دیا تو وہ رنجیدہ ہوتا ہے اور اگر گراں کر دیا تو خوش ہوتا ہے۔ (بیہقی، رزین)

٢٨٩٨۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ لَمْ يَكُنْ لَهٗ كَفَّارَةً))۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

٢٨٩٨۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہنگائی کے ارادہ سے جس نے چالیس روز تک غلہ کو روکے رکھا اور پھر اس نے اس غلہ کو صدقہ کر دیا تو نہ اس کو ثواب ملے گا نہ اس کا کفارہ ہو گا۔ (رزین)

❀❀❀❀

٢٨٩٦۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (٢/ ٣٣)، ابوبشر سلوکی ضعیف ہے۔

❀❀ ضعیف، مستدرك حاكم ٢/ ١١، ١٢ طبرانی اوسط (٨٤٢١) ٩/ ١٩٥ مسند احمد ٢/ ٣٣ مسند بزار ٢/ ١٠٦ (١٣١١) مجمع البحرين ٢/ ٢٣٢ (٢٠١٤) مسند ابی يعلی ١٠/ ١١٧ (٥٧٤٦)، اسکی سند میں ابوبشر الاملوکی ہے جسے ابن معین نے ضعیف اور ابوحاتم مجہول قرار دیا ہے (الجرح والتعديل ٩/ ٣٤٧) تعجيل المفتعة ص: ٤٦٩ ميزان الاعتدال ٤/ ٤٩٥) حاکم کی سند میں اصبغ بن زید الجھن نے ابو الزاھریہ سے روایت کی ہے جبکہ مسند احمد وابی یعلیٰ، بز ار اور طبرانی میں اصبغ اور ابو الزاھریہ کے درمیان ابوبشر کا واسطہ ہے یہ اصبغ بھی ضعیف راوی ہے۔ ابوحاتم رازی فرماتے ہیں: "هذا حديث منكر" علل الحديث ١/ ٣٩٢ (١١٧٤) یہ روایت منکر ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٨٩٧۔ اسناده ضعيف شعب الايمان (١١٢١٥) انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀❀ ضعیف، شعب الايمان باب فی ان يحب المسلم لاخيه مايجب لنفسه (١١٢١٥) ٧/ ٥٢٥ الترغيب والترهيب ٢/ ٥٨٣، ٥٨٤ مجمع الزوائد ٤/ ١٠٤ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں اسے طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اس میں سلیمان بن سلمہ الجنائزی متروک ہے امام منذری رحمہ اللہ بھی اسکی سند کو واہ کہتے ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٨٩٨۔ موضوع الصنعيفه (٨٥٩)

❀❀ ضعیف، صاحب تنقیح الرواۃ فرماتے ہیں: ((اخرجه ابن عساكر عن معاذ بسند واه)) (تنقيح الرواة ٢/ ١٧٨) اسے ابن عساکر نے کمزور سند سے نکالا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

(٩) بَابُ الْاِفْلَاسِ وَالْاِنْظَارِ

افلاس (یعنی دیوالیہ) اور مہلت دینے کا بیان

افلاس کے معنی محتاجی اور ناداری کے ہیں اور تفلیس کسی کو مفلس قرار دینا (یعنی دیوالیہ) یعنی حاکم وقت نے کسی مقروض کو روپیہ پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے افلاس اور دیوالیہ ہونے کا حکم لگا دیا اس مقروض کے افلاس کے حکم لگنے کے بعد اگر بائع یا امانت رکھنے والا بعینہ اپنے مال کو پائے تو دوسرے قرض خواہوں کی بہ نسبت یہی اپنی چیز لینے کا زیادہ حق دار ہے۔

الفصل الاول......پہلی فصل

٢٨٩٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَأَدْرَكَ رَجُلٌ مَالَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٨٩٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مفلس ہو گیا یعنی دیوالیہ ہو گیا اور آدمی بعینہٖ اپنے مال کو اس کے پاس پائے تو یہی اپنے مال کے لینے کا زیادہ حقدار ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: جیسے زید نے بکر کے ہاتھ اپنا گھوڑا سو روپیہ میں بیچ دیا تھا اور زید نے بکر سے گھوڑے کی قیمت وصول نہیں کی تھی کہ بکر دیوالیہ ہو گیا اور اگر گھوڑا بعینہ بکر کے پاس موجود ہے تو اس گھوڑے کے لینے کا حقدار زید ہی ہے اور اس میں سے دوسرے قرض خواہوں کو کچھ نہیں دلایا جائے گا اور اگر بعینہ اپنی چیز نہ پائے تو بقدر قرض کے اور قرض خواہوں کے اس کو بھی ملے گا اور اگر قرض دار کے پاس کچھ بھی نہیں ہے تو قرض خواہ مہلت دے دیں یا بالکل معاف کر دیں پریشان کرنا اچھا نہیں ہے ایسے مفلس کو زکوۃ خیرات کے مال سے امداد کرنی بہت ضروری ہے اور اگر بلاضرورت لوگوں کو مال لے کر تلف کرتا رہتا ہے تو حاکم وقت ایسے کو قرض دینے سے روک دے یعنی لوگوں میں اعلان کرا دے کہ فلاں شخص کو قرض وغیرہ نہ دیا کرو۔

٢٩٠٠۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ أُصِيْبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ

٢٩٠٠۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے کچے پھلوں کو خرید لیا تھا تو اس کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے اس پر بہت قرضہ ہو گیا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا اس قرض دار آدمی پر صدقہ خیرات کرو لوگوں نے اس پر صدقہ کیا لیکن پھر بھی اس کا

٢٨٩٩۔ صحيح بخاری كتاب الاستقراص باب اذا وجد ماله عند مفلس (٢٤٠٢)، مسلم كتاب المساقاة باب (١٥٥٩[٣٩٨٧])

❀❀ بخاری كتاب الاستقراض باب اذا وجد ماله عند مفلس (٦٤٠٢) مسلم كتاب المساقاة باب من ادرك ماباعه عند المشتری (٢٤/ ١١٩٤) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٠٠۔ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب (١٥٥٦[٣٩٨١])

❀❀ مسلم كتاب المساقاة باب استحباب الوضع من الاين (١٨/ ١٥٥٦) (مبشر احمد ربانی)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِغُرَمَائِهِ خُذُوْا مَا وَجَدْتُّمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

پورا قرضہ ادا نہ ہوا رسول اللہ ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے فرمایا جتنا تم کو مل رہا ہے وہ لے لو اب اس کے علاوہ تم کو کچھ نہیں ملے گا۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرض دار پر احسان کرنا اور اس کی امداد کرنا چاہیے اور جب قرض دار مجبوری کی وجہ سے قرض نہیں ادا کر سکتا تو قرض خواہ کو چاہیے کہ معاف کر دے۔

قرض دار کو مہلت دینے کی فضیلت

٢٩٠١۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((كَانَ رَجُلٌ يُدَائِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللّٰهُ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٩٠١۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا وہ اپنے ملازموں سے کہتا کہ ان قرض داروں میں سے جو مفلس اور دیوالیہ ہو جائے اور وہ قرض ادا کرنے کی طاقت نہ رکھے تو تم اس کے قرض کو معاف کر دیا کرو ممکن ہے اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے تو اس قرض دینے والے کا انتقال ہو گیا اور وہ اللہ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ (بخاری و مسلم)

٢٩٠٢۔ وَعَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٩٠٢۔ حضرت ابو قتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو یہ بات بھلی معلوم ہو اور اسے یہ خوش لگے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اس کی بے چینی سے نجات دے تو اسے چاہیے کہ کسی تنگ دست یا قرض دار کو مہلت دے دے یا اس کے قرضہ کو معاف کر دے۔ (مسلم)

٢٩٠٣۔ وَعَنْهُ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ أَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٩٠٣۔ حضرت ابو قتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ جو شخص اپنے قرض کے وصول کرنے میں قرض دار کو مہلت دے یا اس کا قرضہ معاف کر دے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکو اسکی بے چینیوں سے نجات دے گا۔ (مسلم)

٢٩٠١۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب من انظر معسرا (٢٠٧٨)، مسلم کتاب المساقاۃ باب فضل انظار المعسر (١٥٦٢[٣٩٩٨])

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب من انظر معسرا (٢٠٧٨) وکتاب احادیث الانبیاء باب (٥٤) رقم (٣٤٨٠) مسلم کتاب المساقاۃ باب فضل انظار المعسر (٣١/ ١٥٦٢) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٠٢۔ صحیح مسلم کتاب المساقاۃ باب (١٥٦٣[٤٠٠٠])

❀❀ مسلم کتاب المساقاۃ باب فضل انظار المعسر (٣٢/ ١٥٦٣) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٠٣۔ صحیح مسلم کتاب المساقاۃ باب (١٥٦٣[٤٠٠٠])

❀❀ یہ حدیث ان لفظوں میں صحیحین میں موجود نہیں بلکہ شرح السنۃ (٨/ ١٩٦) (٢١٣٨) میں مفصل موجود ہے جس میں یہ الفاظ ہیں "من انظر معسرا او وضع له انجاه الله من کرب یوم القیامة" اسکے بعد امام بغوی فرماتے ہیں: هذا حدیث صحیح اخرجه مسلم عن خالد بن خداش عن حماد بن زید عن ایوب اس حدیث کا اصل مسلم میں ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٩٠٤۔ وَعَنْ أَبِی الْيَسَرِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ أَظَلَّهُ اللهُ فِیْ ظِلِّهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۹۰۴۔ ابو الیسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ جس نے کسی قرض دار کو یا اور کسی تنگ دست کو قرض کے وصولنے میں مہلت دے دی یا اس کے قرض کو معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سائے میں جگہ دے گا۔ (مسلم)

توضیح: بغیر ضرورت کے قرض نہیں لینا چاہیے اور اگر لے لیا تو وقت مقررہ پر ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر تنگدست قرض دار کو قرض خواہ مہلت دے دے یا اس کو معاف کر دے تو اس کے لیے بڑی بھلائی ہے جیسا کہ اوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا۔

٢٩٠٥۔ وَعَنْ أَبِیْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَكْرًا فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُوْ رَافِعٍ فَأَمَرَنِیْ أَنْ أَقْضِیَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَقُلْتُ لاَ أَجِدُ إِلاَّ جَمَلاً خِيَارًا رَبَاعِيًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَعْطِهِ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۹۰۵۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ایک جوان اونٹ قرض لیا پھر صدقہ کے اونٹوں سے کچھ اونٹ آپ کے پاس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اس آدمی کو اونٹ دے دو جس سے میں نے جوان اونٹ قرض لیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ ان اونٹوں میں صرف ایک ہی اونٹ جوان پاتا ہوں اور وہ اس کے اونٹ سے بہت بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس اچھے اونٹ کو دے دو۔ سب سے اچھا وہ آدمی ہے جو قرض کو زیادہ اچھائی کے ساتھ ادا کر دے۔ (مسلم) رباعی سے وہ اونٹ جو چھ سال مکمل کر کے ساتویں سال میں جا رہا ہو جبکہ اس کے رباعی دانت ظاہر ہوتے ہیں۔ (البانی)

توضیح: جمل رباعی اس جوان اونٹ کو کہتے ہیں جو ساتویں برس میں لگا ہوا ہو عرب میں سات برس کا اونٹ جوان اور عمدہ سمجھا جاتا ہے تو آپ نے اس سے یہی فرمایا یہی اچھا اونٹ دے دو اس حدیث سے معلوم ہوا حیوانوں کو قرضہ میں دینا اور اس کے بدلہ میں کوئی حیوان دینا درست ہے اس میں سود نہیں ہے۔

٢٩٠٦۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً تَقَاضَی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ أَصْحَابُهُ فَقَالَ ((دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالاً وَاشْتَرُوْا لَهُ بَعِيْرًا فَأَعْطُوْهُ إِيَّاهُ)) قَالُوْا لاَ نَجِدُ إِلاَّ أَفْضَلَ

۲۹۰۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے قرض لے رکھا تھا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قرض وصول کرنے کے لیے آیا اور اسکے تقاضہ میں وہ سختی کرنے لگا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کے گستاخانہ الفاظ کی وجہ سے دھمکانی اور مارنے کی وجہ سے

٢٩٠٤۔ صحيح مسلم كتاب الزهد والرقائق باب حديث جابر الطويل وقصة ابی اليسر (٣٠٠٦[٧٥١٢])

❀❀ مسلم كتاب الزهد والرقائق باب حديث جابر الطويل وقصة ابی اليسر (٧٤/ ٣٠٠٦) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٠٥۔ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب من استسلف شيئا فقضی خيراً منه (١٦٠٠[٤١٠٨])

❀❀ مسلم كتاب المساقاة باب من استسلف شيئاً فقضی خيراً منه (١١٨/ ١٦٠٠) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٠٦۔ صحيح بخاری كتاب ابوكالة باب الوكالة فی قضا الايون (٢٣٠٦)، مسلم كتاب المساقاة باب من استسلف شيئا فقضی خيرا منه (١٦٠١[٤١١٠])

❀❀ بخاری كتاب الوكالة باب الوكالة فی قضاء الايون (٢٣٠٦) مسلم كتاب المساقاة باب من استسلف شيئا فقضی خيراً منه (١٢٠/ ١٦٠١) (مبشر احمد ربانی)

مِنْ سِنِّهٖ قَالَ ((اشْتَرُوْهُ فَأَعْطُوْهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو چھوڑ دو کیونکہ حق والے کو کہنے کا حق ہے اس کو ایک اونٹ خرید کر دے دو تا کہ اس کا قرض ادا ہو جائے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اس کے اونٹ سے ہم اچھا اونٹ پاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اسی اونٹ کو خرید کر اسے دے دو۔ کیونکہ تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو قرض کی ادائیگی میں اچھا نکلے۔ (بخاری ومسلم)

۲۹۰۷۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۹۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار کا قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا اور دیر لگانا ظلم ہے پھر اگر تم میں سے کسی مالدار پر حوالہ کیا جائے تو قبول کرے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محیل اور محتال کی رضا مندی حوالہ کے لیے کافی ہے محتال علیہ کی رضا مندی ضروری نہیں بعض کے نزدیک اس کی بھی رضا مندی ضروری ہے اور دونوں حق صفت میں برابر ہوں اور حوالہ معلوم چیز میں ہو اور حوالہ کی خاصیت یہ ہے کہ قرض منتقل ہو جاتا ہے اور محیل محتال کے قرض سے بری ہو جاتا ہے اور محتال علیہ محیل کے قرض سے پھر اس کے بعد اگر محتال علیہ قرض ادا کرنے میں تاخیر کرے یا مفلس ہو جائے اور قرض ادا نہ کر سکے تو محال کو محیل پر رجوع کرنا درست نہیں ہے اور اس سے قرض نہیں لے سکتا اور اگر ایسے شخص پر قرض حوالہ کر دے کہ اس کے ذمہ محیل کا قرض نہ ہوا اور محتال علیہ احسان کے طور پر حوالہ قبول کر لے تو یہ بھی درست ہے لیکن محتال کو حق ہے کہ حوالہ قبول کرے یا نہ کرے اور محتال علیہ قرض ادا نہ کر سکے تو محیل کی طرف رجوع کرنا درست ہے۔

افادہ

قرض کا نقل کرنا ایک کے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ جو قرض دار حوالہ کرے اس کو محیل کہتے ہیں اور جس کے قرض کا حوالہ کیا جائے اس کو محتال لہ کہا جاتا ہے اور جس پر حوالہ کیا جائے اس کو محتال علیہ کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید کا عمر پر قرض ہے اور اس سے اس کا مطالبہ کرتا ہے اور عمر کا قرض خالد پر ہے پس عمر اپنے قرض کو خالد کے حوالہ کرتا ہے یعنی خالد سے یہ کہتا ہے کہ تو میری طرف سے میرا قرض زید کو جو اس کا میرے ذمہ ہے ادا کر دے اور زید کو کہتا ہے کہ میرا قرض خالد سے وصول کر لے تو عمر محیل یعنی حوالہ کرنے والا اور زید محال یعنی حوالہ کیا گیا اور خالد محال علیہ یا محتال علیہ ہیں حقیقت میں حوالہ بیچنا قرض کا ہے دوسرے قرض کے بدلہ میں یہ جائز نہیں ہونا چاہیے مگر ضرورتاً جائز رکھا گیا ہے۔

۲۹۰۸۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ

۲۹۰۸۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

۲۹۰۷۔ صحيح بخاری كتاب الحوالة باب الحوالة دهل يرجع فی الحوالة (۲۲۸۷)، مسلم كتاب المساقاة باب تحريم مطل الغنی (۱۵٦٤[٤٠٠٢])

❀ بخاری كتاب الحوالة باب وهل يرجع فی الحوالة (۲۲۸۷) مسلم كتاب المساقاة باب تحريم مطل الغنی (۳۳/ ۱۵٦٤) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۰۸۔ صحيح بخاری كتاب الصلاة باب التقاضی والملازمة فی المسجد (٤٥۷) مسلم كتاب المساقاة باب استحباب الوضع من الدين (۱۵۵۸[۳۹۸٤])

❀ بخاری كتاب الصلاة باب التقاضی والملازمة فی المسجد (۵٤٦) وباب رفع الصوت فی المسجد (٤۷۱) مسلم كتاب المساقاب باب استحباب الوضع من الدين (۲۰/ ۱۵۵۸) (مبشر احمد ربانی)

أَبِیْ حَدْرَدٍ دَیْنًا لَهُ عَلَیْهِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰی سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِیْ بَیْتِهِ فَخَرَجَ إِلَیْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی کَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادٰی کَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ یَاکَعْبُ قَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَشَارَ بِیَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَیْنِكَ قَالَ کَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاَقْضِهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ابن ابی حدرد صحابی سے مسجد میں اپنے قرضہ کا تقاضا کیا تو ان دونوں کی آوازیں اتنی بلند ہو گئیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں سے ان کی آواز سن لی اور رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور اپنے دروازے کے پردے کو کھول کر کعب بن مالک کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے کعب۔ کعب نے عرض کیا اے رسول اللہ میں حاضر ہوں فرمایئے کیا ارشاد ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ تم آدھا قرض اپنا معاف کر دو کعب نے کہا یا رسول اللہ میں نے معاف کر دیا۔ آپ ﷺ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا تم جاؤ اور باقی قرض ادا کر دو۔ (بخاری ومسلم)

مقروض کا قرض ادا کرنے کا بیان

۲۹۰۹۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ إِذْ أُتِیَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَیْهَا فَقَالَ ((هَلْ عَلَیْهِ دَیْنٌ)) قَالُوْا لاَ فَصَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ أُتِیَ بِجَنَازَةٍ أُخْرٰی فَقَالَ ((هَلْ عَلَیْهِ دَیْنٌ)) قِیْلَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَیْئًا قَالُوْا ثَلَاثَةَ دَنَانِیْرَ فَصَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ أُتِیَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَیْهِ دَیْنٌ قَالُوْا ثَلَاثَةَ دَنَانِیْرَ قَالَ هَلْ تَرَكَ شَیْئًا قَالُوْا لاَ قَالَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ قَالَ أَبُوْقَتَادَةَ صَلِّ عَلَیْهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَیَّ دَیْنُهُ فَصَلّٰی عَلَیْهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۲۹۰۹۔ حضرت سلمہ بن اکوع بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس جنازہ کی نماز پڑھ دیجئے آپ نے دریافت فرمایا کیا اس پر قرضہ ہے لوگوں نے کہا نہیں آپ نے جنازہ کی نماز پڑھ دی پھر اس کے بعد ہی دوسرا جنازہ لایا گیا لوگوں نے کہا کہ آپ اس کے جنازہ کی نماز پڑھ دیجئے آپ نے پوچھا کیا اس پر قرض ہے کہا گیا ہاں ہے آپ نے فرمایا کیا کچھ اس نے چھوڑا ہے لوگوں نے کہا ہاں تین دینار چھوڑا ہے (جس سے قرض ادا کیا جا سکتا ہے تو آپ نے جنازہ کی نماز پڑھ دی ہے) پر تیسرا جنازہ لایا گیا آپ نے دریافت فرمایا کیا اس پر قرض ہے لوگوں نے کہا ہاں تین اشرفی اس پر قرض ہے آپ نے دریافت فرمایا کیا اس نے قرض کے ادائیگی کے لیے کچھ چھوڑا ہے لوگوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تم اپنے اس ساتھی کے جنازہ کی نماز پڑھو (میں نہیں پڑھوں گا) ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ آپ ﷺ جنازہ کی نماز پڑھ دیجئے میں اس کا قرضہ ادا کر دوں گا آپ نے جنازہ کی نماز پڑھی دی۔ (بخاری)

توضیح: یہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے جب کہ بیت المال نہیں تھا اس وقت رجز و دھمکی کے طور پر قرض دار کے جنازہ کی نماز آپ نہیں پڑھتے تھے جب بیت المال ہوا تو قرض دار کے جنازے کی نماز آپ پڑھنے لگے اور اس کا قرض بیت المال سے ادا کرنے لگے۔

۲۹۱۰۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ

۲۹۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

۲۹۰۹۔ صحیح بخاری کتاب الحوالة باب ان احال دین المیت علی رجل جاز (۲۲۸۹)

❀ بخاری کتاب الحوالة باب ان حال دین المیت علی رجل جاز (۲۲۸۹) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۱۰۔ صحیح بخاری کتاب الاستقراض باب من اخذ اموال الناس یرید (۲۳۸۷)

❀ بخاری کتاب الاستقراض باب من اخذ اموال الناس یرید اداءها او اتلافها (۲۳۸۷) (مبشر احمد ربانی)

قَالَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَائَهَا أَدَّى اللهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يُرِيْدُ اتْلَافَهَا إِتْلَفَهُ اللهُ عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

جو لوگوں کے مال کو لیتا ہے یعنی قرض لیتا ہے اور اس کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے تو اللہ اس کے قرض کو ادا کرا دیتا ہے اور جو لے کر ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ اس کے مال کو تلف اور ضائع کر دیتا ہے۔ (بخاری)

توضیح: یعنی قرض ادا کرنے کی نیت سے قرض لے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے یا تو دنیا ہی میں اس کا قرض ادا کرا دیتا ہے یا آخرت میں اس کو عذاب نہیں دے گا اور جو لوگوں کے مال کو تباہ کرنے کے ارادہ سے لیتا ہے تو اس کی بدنیتی کی وجہ سے خدا اس کو تباہ کرے گا یا تو دنیا میں یا آخرت میں۔

قرض شہید سے بھی معاف نہیں

۲۹۱۱۔ وَعَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَرَأَيْت إِنْ قتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلاً غَيْرَ مُدْبِرٍ يُكَفِّرُ اللهُ عَنِّىْ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَعَمْ فَلَمَّا أَدْبَرَنَا دَاهُ فَقَالَ نَعَمْ إِلَّا الدَّيْنَ كَذٰلِكَ قَالَ جِبْرِئِيلُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۹۱۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں خدا کے راستہ میں شہید ہو جاؤں اس حال میں کہ میں سختیوں میں صبر کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طالب ہوں اور لڑائی میں دشمن کا مقابلہ کرنے والا ہوں پیچھے ہٹنے والا نہ ہوں تو کیا اللہ تعالیٰ میرے سب گناہوں کو معاف فرما دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں جب وہ جواب پا کر واپس جانے لگا تو آپ نے فرمایا۔ ہاں سب گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا مگر قرض کو نہیں معاف کرے گا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسی طرح سے کہا ہے۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حق کو معاف فرما دے گا لیکن بندوں کے حق کو نہیں معاف کرے گا جب تک کہ بندہ خود نہ معاف کرے۔

۲۹۱۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ ((يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۹۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں مگر قرض نہیں معاف کیا جاتا۔ (مسلم)

۲۹۱۳۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ

۲۹۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے قرض دار جنازے کو لایا جاتا آپ دریافت فرماتے کہ اس نے

۲۹۱۱۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب من قتل فی سبیل الله کفرت خطایاه (۱۸۸۵[۴۸۸۰])

❀❀ مسلم کتاب الامارة باب من قتل فی سبیل الله کفرت خطایاه الا الدین (۱۱۷/ ۱۸۸۵) المؤطا کتاب الجهاد باب الشهداء سبیل الله (۳۱) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۱۲۔ صحیح مسلم (۱۸۸۶[۴۸۸۳])

❀❀ مسلم کتاب الامارة باب من قتل فی سبیل الله کفرت خطایاه الا ا ین (۱۱۹/ ۱۸۸۶) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۱۳۔ صحیح بخاری کتاب الکفالة باب الدین (۲۲۹۸)، مسلم کتاب الفرائض باب من ترک مالا فلورثته (۱۶۱۹[۵۱۴۷])

❀❀ بخاری کتاب الکفالة باب الدین (۲۲۹۸) مسلم کتاب الفرائض باب ترك مالا فلورثته (۱۴/ ۱۶۱۹) (مبشر احمد ربانی)

فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ قَضَاءً فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ وَفَاءً صَلَّى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوْا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَامَ فَقَالَ ((أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَى قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

قرض ادا کرنے کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟ اگر یہ بیان کیا جاتا کہ ہاں اتنا مال چھوڑا ہے جس سے اس کا پورا قرض ادا کیا جا سکتا ہے تو آپ اس کے جنازہ کی نماز پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے فرما دیتے کہ تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھو پھر جب اللہ تعالیٰ نے فتوحات بخشیں اور کشادگی حاصل ہوئی بیت المال قائم ہوا تو آپ نے فرمایا میں مسلمانوں کے لیے ان کی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں۔ جو مسلمان مر جائے اور اس نے قرضہ چھوڑا ہو تو اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑ کر مرے تو وہ مال اسکے وارثوں کا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

٢٩١٤۔ عَنْ أَبِيْ خَلْدَةَ الزُّرَقِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جِئْنَا أَبَاهُرَيْرَةَ فِيْ صَاحِبٍ لَنَا قَدْ أَفْلَسَ فَقَالَ هٰذَا الَّذِيْ قَضَى فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَيُّمَا رَجُلٍ مَاتَ أَوْ أَفْلَسَ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَحَقُّ بِمَتَاعِهِ إِذَا وَجَدَهُ بِعَيْنِهِ۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

۲۹۱۴۔ حضرت ابو خلدہ زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اپنے ایک ساتھی کے مقدمہ کے بارے میں جو مفلس ہو گیا تھا اور دیوالیہ ہو گیا تھا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جو شخص دیوالیہ ہو کر مرے تو جس کا مال اس کے پاس بعینہٖ موجود ہو وہ مال والا اپنے مال کے لینے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ (شافعی' ابن ماجہ)

٢٩١٥۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۲۹۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ مومن کی روح اپنے قرض کی

٢٩١٤۔ اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد (٣٥٢٣)، ابن ماجه كتاب الاحكام باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد افلس (٢٣٦٠)، ابن خلدہ عمر مجہول راوی ہے۔

❀❀ حسن' ترتيب المسند للشافعى ٢/ ١٦٣ (٥٦٤) كتاب التفليس ابن ماجه كتاب الاحكام باب من وجد متاعه بعينه عندرجل قد افلس (٢٣٦٠) ابوداؤد كتاب البيوع باب فى الرجل يفلس (٣٥٢٣) المنتقى لابن الجارود (٦٣١۔٦٣٤)' مستدرك حاكم ٢/ ٥٠'٥١ شرح السنة ٨/ ١٨٨'١٨٩ مسند طيالسى (٢٣٧٥) ابوالمعتمر کو ابن حبان' ابن الجارود' حاکم وذھبی وغیرھم نے اسکی حدیث کی تصحیح کے ساتھ توثیق کی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کا اس کی سند کو ضعیف کہنا درست معلوم نہیں ہوتا نیز دیکھیں (تنقيح المراوة ٢/ ١٨١) (مبشر احمد ربانی)

٢٩١٥۔ اسناده صحيح، مسند احمد (٢/ ٤٤٠)، سنن الترمذى كتاب الجنائز باب ماجاء عن النبى صلی اللہ علیہ وسلم انه قال نفسى المومن معلقه (١٠٧٨)، ابن ماجه كتاب الصدقات باب التشديد فى الدين (٢٤١٣)، دارمى كتاب البيوع باب فى التشديد فى الدين (٢/ ٣٤٠ ح ٢٥٩١)

❀❀ صحيح' ترتيب ٢/ ١٩٠ (٦٧٨) كتاب الفرائض مسند احمد ٢/ ٤٤٠ ترمذى كتاب الجنائز باب ماجاء عن النبى صلی اللہ علیہ وسلم انه قال ((نفس المومن معلقه ......)) (١٠٧٨'١٠٧٩) ابن ماجه كتاب الصدقات باب التشديد فى الدين (٢٤١٣) دارمى كتاب البيوع باب ماجاء فى التشديد فى الدين (٢٥٩٤) مسند احمد ٢/ ٤٤٠'٤٧٥'٥٠٨ مستدرك حاكم ٢/ ٢٦'٢٧ اسے امام ترمذی اور بغوی حسن اور حاکم ذھبی نے شیخین کی شرط پر صحیح کہا علامہ البانی رحمہ اللہ بھی اس کی سند کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ ابن حبان (١١٥٨ موارد) مسند ابى يعلى ١٠/ ٣٠٤ (٥٨٩٨) حلية الاولياء ٩/ ١٤'١٥ شرح السنة ٨/ ٢٠٣ (٢١٤٧) طبرانى صغير ٢/ ١٣٣ (مبشر احمد ربانی)

اللّٰهِ ﷺ ((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ))۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

وجہ سے لٹکی رہتی ہے یعنی جنت میں نہیں داخل ہوتی یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ (شافعی، احمد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

٢٩١٦۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صَاحِبُ الدَّيْنِ مَاسُوْرٌ بِدَيْنِهِ يَشْكُوْا إِلٰى رَبِّهِ الْوَحْدَةَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

٢٩١٦۔ حضرت براء بن عازب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرض دار اپنے قرضہ کی وجہ سے جنت میں داخل ہونے سے روک دیا جائے گا اور قیامت کے دن اپنی تنہائی کی شکایت کرے گا۔ (شرح السنہ)

٢٩١٧۔ وَرُوِيَ أَنَّ مُعَاذًا كَانَ يَدَّانُ فَأَتٰى غُرَمَاؤُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَاعَ النَّبِيُّ ﷺ مَالَهُ كُلَّهُ فِيْ دَيْنِهِ حَتّٰى قَامَ مُعَاذٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ مُرْسَلٌ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَلَمْ أَجِدْهُ فِي الْأُصُوْلِ إِلَّا فِي الْمُنْتَقٰى.

٢٩١٧۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ حضرت معاذ ﷛ قرض لیا کرتے تھے ایک مرتبہ ان کے قرض خواہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے معاذ سے اپنے قرضے کا تقاضا کیا اور معاذ کے پاس نقدی کوئی چیز نہ تھی کہ جس سے وہ اپنا قرض ادا کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے معاذ کا سارا سامان فروخت کر ڈالا یہاں تک کہ معاذ مفلس ہو گئے اور ان کے پاس کچھ نہیں رہا یہ حدیث مرسل ہے اور مصابیح کے یہ الفاظ ہیں اور صحاح ستہ میں یہ حدیث مجھے نہیں ملی ہے البتہ منتقی میں یہ ہے۔

٢٩١٨۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ﷛ شَابًّا سَخِيًّا

٢٩١٨۔ اور عبدالرحمٰن بن مالک بیان کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل جوان اور سخی آدمی تھے اور کوئی چیز نہیں روکتے تھے سب خرچ کر ڈالتے تھے اور

٢٩١٦۔ اسناده ضعيف، شرح السنة (٨/ ٢٠٣ ح ٢١٤٨)، مبارک بن فضالہ مدلس راوی ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

❀❀ ضعيف، شرح السنة كتاب البيوع باب التشديد فى الدين (٢١٤٨) المعجم الاوسط للطبرانى (٨٩٧) ١/ ٤٩٠ مجمع الزوائد ٤/ ١٣٢ مجمع البحرين ٢/ ٢٥١، اسکی سند مبارک بن فضالۃ کی وجہ سے ضعیف ہے مبارک بن فضالہ کے بارے حافظ ابن حجر ﷬ فرماتے ہیں صدوق يدلس ويسوى (تقريب ص:٣٢٨) یہ صدوق اور تدلیس تسویہ کرتا ہے امام منذری ﷫ فرماتے ہیں "رواه الطبرانى فى الاوسط وفيه المبارك بن فضالة" (الترغيب والترهيب ٢/ ٦٠٥) اسے طبرانی نے اوسط میں (ابوداؤد كتاب البيوع باب فى التشديد فى الدين (٣٣٤١) نسائى كتاب البيوع باب التغليظ فى الدين (٤٦٩٩) مسند احمد ٥/ ٢٠ مجمع البحرين (٢٠٧١) ٢/ ٢٥٠ یہ روایت منقطع ہے۔ سمعان کا سماع سمرۃ بن جندب ﷛ سے ثابت نہیں اور نہ ہی شعبی ﷛ کا۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٩١٧۔ ضعيف، مصابيح السنة (٢/ ٣٤٥ ح ٢١٤٥)، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀❀ صحيح، لجدابن تيميه (المنتقى كتاب التفليس باب الحجر على المدين ٥/ ٢٧٥ مصابيح السنة كتاب البيوع باب الافلاس والانظار (٢١٤٥) عبدالرزاق ٨/ ٢٦٨ (١٥١٧٧) المطالب العاليه ١/ ٤١٦، ٤١٧ (١٣٨٩ بيهقى ٦/ ٤٨ دار قطنى (٤٥٠٥) مستدرك حاكم ٢/ ٥٨ یہ روایت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے مرسلا اور موصولاً دونوں طرح مروی ہے اور دونوں طریق محفوظ ہیں اسکے موصول طریق کو امام حاکم وحاکم و بیہقی نے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور حدیث ابی سعید ﷫ اس کا شاہد بھی ہے دیکھیں (٢٩٠٠) (مبشر احمد ربانی)

٢٩١٨۔ ایضاً

❀❀ مرسل یہ سنن سعید بن منصور کے مطبوعہ حصے میں نہیں ہی اسکے دیکھیں حدیث (٢٩١٧) (مبشر احمد ربانی)

وَكَانَ لاَ يُمْسِكُ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ يَدَّانُ حَتَّى أَغْرَقَ مَالَهُ كُلَّهُ فِي الدَّيْنِ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَكَلَّمَهُ لِيُكَلِّمَ غُرَمَائَهُ فَلَوْ تَرَكُوْا لأَحَدٍ لَتَرَكُوْا لِمُعَاذٍ لأَجْلِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَبَاعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهُمْ مَالَهُ حَتَّى قَامَ مُعَاذٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ۔ رَوَاهُ سَعِيْدٌ فِي سُنَنِهِ مُرْسَلاً

دوسروں کو دے دیا کرتے تھے اسی وجہ سے وہ ہمیشہ قرض دار رہتے تھے یہاں تک ان کا سارا مال قرض میں غرض ہو گیا وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہ عرض کیا کہ آپ قرض خواہوں سے گفتگو کریجئے تاکہ وہ قرض معاف کر دیں یا کچھ چھوڑ دیں یا کچھ مہلت دے دیں مگر قرض خواہوں نے نہ مہلت دی نہ کچھ چھوڑا اور نہ معاف ہی کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ اگر قرض خواہ کسی کے قرض کو چھوڑ دیتے تو معاذ کے قرض کو چھوڑتے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے سفارش کی تھی تو مجبوراً رسول اللہ ﷺ نے معاذ کے سارے سامان کو بیچ ڈالا اور ان کے قرض خواہوں کا قرضہ ادا کر دیا اور معاذ کے پاس کچھ باقی نہیں رہا۔ سعید نے اس حدیث کو اپنے سنن میں مرسل طریقہ پر روایت کیا ہے۔

٢٩١٩۔ وَعَنِ الشَّرِيْدِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوْبَتَهُ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يُحِلُّ عِرْضَهُ يُغَلَّظُ لَهُ وَعُقُوْبَتَهُ يُحْبَسُ لَهُ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

٢٩١٩۔ حضرت شرید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غنی اور مالدار کا قرض کے ادا کرنے میں دیر کرنا اور ٹال مٹول کرنا اس کی بے عزتی اور اسکے سزا دینے کو حلال کر دیتا ہے ابن مبارک محدث نے اس کا یہ مطلب سمجھایا ہے کہ بے آبروئی سے اس کو سخت سست کہنا مراد ہے اور سزا دینی سے قید کرنا مراد ہے۔ (ابوداؤد' نسائی)

٢٩٢٠۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجَنَازَةٍ لِّيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ ((هَلْ عَلَى صَاحِبِكُمْ دَيْنٌ)) قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ((هَلْ تَرَكَ لَهُ مِنْ وَفَاءٍ)) قَالُوْا لاَ قَالَ ((صَلُّوْا عَلَى صَاحِبِكُمْ)) قَالَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيَّ

٢٩٢٠۔ حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جنازہ کی نماز پڑھانے کے لیے ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس کے جنازہ کی نماز پڑھیں آپ نے دریافت فرمایا: کہ تمہارے اس ساتھی پر قرض ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں اس پر قرضہ ہے آپ نے فرمایا کیا اس نے اتنا مال چھوڑا ہے جس سے اس کا قرض ادا کیا جا سکے لوگوں نے کہا

٢٩١٩۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الاقضية باب فى الحبس فى الدين (٣٦٢٨)، النسائى كتاب البيوع باب بطل الغنى (٤٦٩٣، ٤٦٩٤)

❀❀ حسن' ابوداؤد كتاب الاقضية باب فى الجس فى الدين (٣٦٢٨) نسائى كتاب البيوع باب مطل الغنى (٤٧٠٣) ابن ماجه كتب الصدقات باب الحبس فى الدين والملازمة (٢٤٢٧) مسند احمد ٤/ ٣٨٨' ٣٨٩' ٣٢٢ بخارى كتاب الاستقراض باب لصاحب الحق مقال تعليقاً ابن حبان (١١٦٤ موارد) مستدرك حاكم ٤/ ١٠٢ شرح السنة ٨/ ١٩٥ بيهقى ٦/ ٥١ تاريخ كبير للبخارى ٤/ ٢٥٩ رقم اترجمه (٢٧٣١) تغليق التعليق ٣/ ٣١٨' ٣١٩ اسکی سند میں محمد بن عبداللہ بن میمون کو ہے جسے ابن حبان' حاکم' ذھبی وغیرھم نے ثقہ قرار دیا ہے علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسکی سند صحیح ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٩٢٠۔ اسناده ضعيف، شرح السنة (٨/ ٢١٣ ح ٢١٥٥)، دارقطنى (٣/ ٧٨ ح ٣٠٦٣) السنن الكبرى للبيهقى (٦/ ٧٣)، عبداللہ بن الولید علیہ العوفی دونوں ضعیف راوی ہیں۔

❀❀ ضعيف' شرح السنة كتاب البيوع باب وجوب الحق ضمان الدين (٢١٥٥) ٨/ ٢١٣ بيهقى ٦/ ٧٣ دارقطنى (٣٠٦٣)' اس کی سند میں عطیہ بن سعد العوفی اور عبیداللہ بن الولید الوصافی دونوں ضعیف ہیں نسائی' عقیلی' ابن حبان' ابو احمد' الحاکم' حاکم' ساجی اور ابونعیم الاصبحانی نے ضعیف متروک قرار دیا ہے (تهذيب التهذيب ٤/ ٣٨' ٣٩ تقريب ص:٢٢٨ المغنى فى الضعفاء ٢/ ٣٣ ميزان الاعتدال ٣/ ١٧ الضعفاء الكبير ٣/ ١٢٨ الكامل ٤/ ١٦٣) (مبشر احمد ربانی)

دَیْنُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ مَعْنَاهُ وَقَالَ ((فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَكَ مِنَ النَّارِ كَمَا فَكَكْتَ رِهَانَ أَخِیْكَ الْمُسْلِمِ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یَقْضِیْ عَنْ أَخِیْهِ دَیْنَهٗ إِلَّا فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ))۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ

نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اپنے اس ساتھی کے جنازہ کی نماز پڑھ لو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ! میرے ذمہ اس کا قرض ہے آپ نماز پڑھ دیجئے آپ ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھا دی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول سن کر فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو دوزخ سے آزاد کرے جس طرح تم نے اپنے مسلمان بھائی کو قرض سے سبکدوش کیا پھر آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان بندہ اپنے مسلمان بھائی کے قرض کو ادا کر دے تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن وہاں کے سختیوں سے بچا دے گا۔ (شرح السنہ)

قرض سے پاک شخص کو جنت کی ضمانت

۲۹۲۱۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّیْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ

۲۹۲۱۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس حال میں مرے کہ غرور اور تکبر اور خیانت سے اور قرض سے پاک ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

قرض ادا نہ کرنا کبیرہ گناہ

۲۹۲۲۔ وَعَنْ أَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ یَّلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِیْ نَهَی اللّٰهُ عَنْهَا أَنْ یَّمُوْتَ وَعَلَیْهِ دَیْنٌ لَا یَدَعُ لَهٗ قَضَاءً))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُوْدَاوُدَ

۲۹۲۲۔ حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ کبیرہ کے بعد جس سے خدا نے منع فرمایا ہے یہ ہے کہ بندہ اس حال میں مر کر خدا سے ملے کہ اس کے اوپر قرض ہو اور اس نے اتنا مال نہیں چھوڑا جس سے اس کا قرض ہو سکے۔ (احمد ابوداؤد)

حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے والی شرط جائز نہیں

۲۹۲۳۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفِ الْمُزَنِیِّ عَنِ

۲۹۲۳۔ عمرو بن عوف مزنی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

۲۹۲۱۔ اسنادہ صحیح، سنن الترمذی کتاب الکسیر باب ماجاء فی الغلول (۱۵۷۲)، ابن ماجه کتاب الصدقات باب التشدید فی الدین (۲٤۱۲)، دارمی کتاب البیوع باب ماجاء فی التشدید فی الدین (۲/ ۳٤۱ ح ۲۵۹۲)

❀❀ صحیح، ترمذی کتاب السیر باب ماجاء فی الغلول (۱۵۷۲) ابن ماجه کتاب الصدقات باب التشدید فی الدین (۲٤۱۲) دارمی کتاب البیوع باب ماجاء فی التشدید فی الدین (۲۵۹۵) طبرانی اوسط (۷۷٤۷، بیهقی ۵/ ۳۵۵) مسند احمد ۵/ ۲۷٦، ۲۷۷، ۲۸۱، ۲۸۲ مستدرك حاكم ۲/ ۲٦ اسے حاکم وذھبی نے شیخین کی شرط پر صحیح کہا سعید کی متابعت ابوعوانہ اور صمام وغیرھا نے کی ہے اور مسند احمد میں قتادہ سے شعبہ نے بیان کیا ہے اس لیے قتادہ کی تدلیس والا شبہ ختم ہو گیا۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۹۲۲۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی التشدید فی الدین (۳۳٤۲)، احمد (٤/ ۳۹۲)

❀❀ ضعیف مسند احمد٤/ ۳۹۲ ابوداؤد کتاب البیوع باب فی التشدید فی الدین (۳۳٤۲) شعب الایمان طبرانی کبیر ضعیف الجامع الصغیر (۱۳۹۲) ابوعبداللہ القرشی کی توثیق نہیں ملی ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((مقبول من السادسة)) (تقریب ص: ٤۱٤) اور ابن حجر مقدمہ تقریب میں فرماتے ہیں چھٹے طبقے میں وہ راوی کی طرف لفظ مقبول سے اشارہ ہے جہاں اس کی متابعت مل گئی وگرنہ لین الحدیث ہوگا۔ (مبشر احمد ربانی)

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا وَالْمُسْلِمُوْنَ عَلَى شُرُوْطِهِمْ إِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَ أَبُوْدَاوُدَ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهُ عِنْدَ قَوْلِهِ شُرُوْطِهِمْ

مسلمانوں کے درمیان میں صلح جائز ہے مگر وہ صلح جائز نہیں ہے جو حلال چیز کو حرام کر دے اور حرام چیز کو حلال کر دے اور مسلمان جو آپس میں شرط کر لیں وہ جائز ہے مگر وہ شرط جو حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال کرے۔ (ترمذی' ابن ماجہ' ابوداؤد)

توضیح: یعنی آپس میں صلح مصالحت کرا لینا درست ہے مگر ایسی صلح جائز نہیں ہے جو حلال چیز کو حرام یا حرام چیز کو حلال کر دینے کی موجب بنے' جیسے ایسی صلح کہ میں اپنی بیوی سے جماع نہیں کروں گا یا میں شراب پیتا رہوں گا یا دوسری شادی نہیں کروں گا اور شرط بھی جائز ہے مگر ایسی شرط جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دینے کی موجب ہو جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

وزن میں زیادہ کون

۲۹۲۴۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ فَأَتَيْنَا بِهِ مَكَّةَ

۲۹۲۴۔ سوید بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مخرمہ مقام ہجر سے بیچنے کے لیے کپڑا خرید کر لائے' پھر ہم کپڑا لے کر مکہ مکرمہ پہنچے تو

۲۹۲۳۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الاقضية باب فی الصلح (۳۵۹۴)، الترمذی کتاب الاحکام باب ۱۷ (۱۳۵۲)، ابن ماجه کتاب الاحکام باب الصلح (۲۳۵۳)

❀❀ حسن' حاکم ٤/ ۱۰۱ ترمذی کتاب الاحکام باب ماذکر عند رسول الله ﷺ فی الصلح بین الناس رقم (۱۳۵۲) ابن ماجه کتاب الاحکام باب الصلح (۲۳۵۳) بیهقی ٦/ ٦٠ دارقطنی (۲۸٦۹) ابوداؤد میں یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جسکی تخریج نیچے آرہی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: ھذا حسن صحیح اسکی سند میں کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف الزمنی ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے اور اس کا باپ مقبول ہے (تقریب: ۱۸۳) امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ((واما الترمذی فروی من حدیثه : الصلح جائز بین المسلمی نو صححه فلهذا لا یقمد العلماء علی تصحیح الترمذی (میزان العتدال ۳/ ۳۰۷) امام ترمذی نے اسکی روایت میں سے ((الصلح جائز بین المسلمین)) بیان کر کے تصحیح کی ہے اس لیے علماء ترمذی کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتے نیز دیکھیں (المجروحین ۲/ ۲۲۱' ۲۲۲) یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند حسن مروی ہے ملاحظہ ہو مسند احمد ۲/ ۳٦٦ ابوداؤد کتاب الاقضیه باب فی الصلح (۳۵۹٤) ابن حبان (۱۱۹۹ موارد) مستدرك حاکم ۲/ ٤۹ بیهقی ٦/ ٦٤' ٦٥' ٦۳ دارقطنی (۲۸٦۷' ۲۸٦۸) المنتقی لابن الجارود (٦۳۷' ٦۳۸) یہ کثیر بن زید الاسلمی المدنی کی وجہ سے حسن ہے ابن حجر فرماتے ہیں ((صدوق یخطی)) (تقریب ص: ۲۸٤) اور اس حدیث کے بہت سارے شواہد بھی ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۹۲٤۔ صحیح مسند احمد (٤/ ۳۵۲)، سنن ابی داؤد کتاب البیوع فی الرجحان فی الوزن (۳۳۳٦)، ترمذی کتاب البیوع باب الرجحان فی الوزن (۱۳۰۵)، ابن ماجه کتاب التجارات باب الرجحان فی الوزن (۲۲۲)، دارمی کتاب البیوع باب الرجحان فی الوزن (۲/ ۳۳۸ ح ۲۵۸۵)

❀❀ صحیح' مسند احمد ٤/ ۳۵۲ ابوداؤد کتاب البیوع باب فی الرجحان فی الوزن (۳۳۳٦) ترمذی کتاب البیوع باب الرجحان فی الوزن (۱۳۰۵) ابن ماجه کتاب التجارات باب الرجحان فی الوزن (۲۲۲۰) دارمی کتاب البیوع باب الرجحان فی الوزن (۲۵۸۸) نسائی کتاب البیوع باب الرجحان فی الوزن (٤٦۰٦) ابن حبان (۱٤٤٤ موارد) ابن ابی شیبه ٦/ ۵۸٦ (۲۱۳۰) شرح السنة ۱۲/ ۲ (۳۰۷۱) مستدرك حاکم ۲/ ۳۰ مسند طیالسی (۱۳۰۹' ۱۳۰۸) بیهقی ٦/ ۳۳ المنتقی لابن الجارود (۵۵۹) اس کی سند میں سفیان ثوری مدلس ہیں لیکن قیس بن الربیع نے طیالسی وغیرہ کے ہاں متابعت کر رکھی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

فَجَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي، فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ فَبِعْنَاهُ وَثَمَّ رَجُلٌ يَزِنُ بِالأَجْرِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((زِنْ وَأَرْجِحْ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

رسول اللہ ﷺ پیدل چل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور ایک پائجامہ کا مول بھاؤ کیا' ہم نے پائجامہ آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا آپ ﷺ نے ایک مزدور آدمی سے فرمایا جو مزدوری پر وزن کیا کرتا تھا کہ تم اس کی قیمت کو تول کر ان کو دے دو' اور کچھ زیادہ تول دو۔ (احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ دارمی)

توضیح: مسند ابویعلی میں ہے کہ آپؐ نے اس پائجامہ کو چار درہم میں خریدا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے پائجامہ خریدا ہے بظاہر یہی ہے کہ آپ نے پہنا بھی ہو گا لیکن صراحتاً پہننا ثابت نہیں ہے اور قیمت سے زیادہ بھی بطور انعام واحسان کے دے دینا جائز ہے۔

۲۹۲۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ كَانَ لِيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۲۹۲۵۔ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر میرا قرض تھا آپ نے اس کو ادا کیا اور پھر زیادہ دے دیا۔ (ابوداؤد)

۲۹۲٦۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ ؓ قَالَ اسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعِيْنَ أَلْفًا فَجَاءَهُ مَالٌ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَقَالَ ((بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالَى فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ أَنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالأَدَاءُ))۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

۲۹۲٦۔ حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار (درہم) قرض لیا جب آپ کے پاس مال آ گیا تو آپ نے میرا قرض ادا کر دیا اور یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور مال میں برکت دے' قرض کا بدلہ یہی ہے کہ خدا کی تعریف کی جائے اور دینے والے کا شکریہ ادا کیا جائے اور اس کے قرض کو ادا کیا جائے۔ (نسائی)

۲۹۲۷۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ أَخَّرَهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

۲۹۲۷۔ حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا کسی کے اوپر قرض ہوا اور وہ اس کے وصول کرنے میں دیر کرے یعنی مہلت دے دے تو مہلت کا ہر ہر دن اس کے لیے صدقہ ہو گا۔ (احمد)

۲۹۲۵۔ صحیح بخاری (٤٤٣)، مسلم (۷۱۵[])، ابوداؤد کتاب البیوع باب فی حسن القضاء (۳۳٤۷)

❀❀ صحیح متفق علیہ' ابوداؤد کتاب البیوع باب فی حسن القضاء (۳۳٤۷) مسند احمد ۳/ ۳۱۹) بخاری کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ اذا قدم من سفر (٤٤٣) اس کے علاوہ یہ حدیث بخاری شریف میں ۲۵ مقامات پر موجود ہے مسلم کتاب صلاۃ المسافرین دقصرھا باب استحباب تحیۃ المسجد برکعتین (۷۱/ ۷۱۵) وکتاب المساقاۃ باب بیع البیعہ (۱۱٦۔ ۱۱۵/ ۷۱۵) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۲٦۔ صحیح، سنن النسائی کتاب البیوع باب الاستقراض (٤٦۸۷)، ابن ماجہ (۲٤۲٤)

❀❀ حسن' نسائی کتاب البیوع باب الاستقراض (٤٦۹۷) ابن ماجہ کتاب الصدقات باب حسن القضاء (۲٤۲٤) عمل الیوم واللیلۃ للنسائی ما یقول اذا اقرض (۳۷۲) مسند احمد٤/ ۳٦ (مبشر احمد ربانی)

۲۹۲۷۔ حسن، مسند احمد (٤/ ٤٤۲، ٤٤۳)، علامہ البانی ؒ لکھتے ہیں اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے لیکن اس کا صحیح شاہد موجود ہے دیکھئے: تعلیق الترغب.

❀❀ ضعیف جداً مسند احمد ٤/ ٤٤۲'٤٤۳ طبرانی کبیر، اس کی سند میں ابوداؤد العمد انی کذاب ومتروک اور رافعی ہے (الکاشف ۲/ ۳۲۵ المغنی فی الضعفاء ۲/ ٤٦٤ میزان الاعتدال ٤/ ۲۷۲ الکامل لابن عدی ۷/ ۲۵۲۳ الضعفا الکبیر ٤/ ۳۰٦ تقریب ص:۳۵۹) اور اس سے روایت کرنے والے امام اعمش مدلس بھی ہیں اور روایت معنعن ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٩٢٨۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الأَطْوَلِ قَالَ مَاتَ أَخِيْ وَتَرَكَ ثَلاثَ مِائَةِ دِيْنَارٍ وَتَرَكَ وَلَدًا صِغَارًا فَأَرَدْتُ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَخَاكَ مَحْبُوْسٌ بِدَيْنِهِ فَاقْضِ عَنْهُ فَذَهَبْتُ قَالَ فَقَضَيْتُ عَنْهُ ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ قَضَيْتُ عَنْهُ وَلَمْ تَبْقَ إِلَّا امْرَأَةٌ تَدَّعِيْ دِيْنَارَيْنِ وَلَيْسَتْ لَهَا بَيِّنَةٌ قَالَ أَعْطِهَا فَإِنَّهَا صَادِقَةٌ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

٢٩٢٨۔ حضرت سعید بن اطول بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی کا انتقال ہو گیا تین سو اشرفیاں اس نے چھوڑیں اور چھوٹے بچے کو چھوڑا' تو میں نے چاہا کہ ان اشرفیوں کو اس کے بچے پر خرچ کروں تو نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تمہارا بھائی اپنے قرضہ کے بدلہ میں گرفتار ہے تم پہلے اپنے بھائی کے قرض کو ادا کرو میں نے جا کر اپنے بھائی کے قرض کو ادا کیا پھر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اپنے بھائی کے قرض کو میں نے ادا کر دیا ہے صرف ایک عورت باقی رہ گئی ہے جو دو اشرفی قرض کا دعویٰ کرتی ہے اور اس کے پاس گواہ ہے نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا قرض اس کو ادا کر دو وہ سچی ہے۔ (احمد) (آپ ﷺ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ عورت سچی ہے)

٢٩٢٩۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ حَيْثُ يُوْضَعُ الْجَنَائِزُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَيْنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَصَرَهُ قِبَلَ السَّمَآءِ فَنَظَرَ ثُمَّ طَاطَأَ بَصَرَهُ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا ذَا نَزَلَ مِنَ التَّشْدِيْدِ قَالَ فَسَكَتْنَا يَوْمَنَا وَلَيْلَتَنَا فَلَمْ نَرَ إِلَّا خَيْرًا حَتَّى أَصْبَحْنَا قَالَ مُحَمَّدٌ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا التَّشْدِيْدُ الَّذِيْ نَزَلَ قَالَ ((فِي الدَّيْنِ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلاً قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتَّى يُقْضَى دَيْنُهُ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ نَحْوَهُ

٢٩٢٩۔ حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں جنازے رکھے جاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی ہمارے درمیان میں تشریف فرما تھے کہ اچانک نبی ﷺ نے آسمان کی جانب نظر اٹھا کر دیکھا پھر نظر نیچی کر لی اور اپنے پیشانی مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ کس قدر سختی نازل ہوئی ہے ہم لوگ اس دن اور رات بھر خاموش رہے سوائے بھلائی کے اور کوئی چیز ہم نہ جانتے تھے یہاں تک کہ ہم صبح کو خیر و عافیت سے اٹھے حدیث کے راوی محمد نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ کل آپؐ نے فرمایا تھا کہ کس قدر سختی نازل ہوئی ہے تو کس کے بارے میں وہ سختی تھی آپ نے فرمایا قرض کے بارے میں۔ خدا کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر کوئی شخص اللہ کے راستہ میں مارا جائے پھر زندہ ہو جائے پھر اللہ کے راستہ میں مارا جائے پھر زندہ ہو جائے پھر اللہ کے راستہ میں مارا جائے اور زندہ ہو جائے اور اس پر قرض ہو تو وہ جنت میں نہیں داخل ہو گا یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔ (احمد' شرح السنہ)

٢٩٢٨۔ صحیح ، مسند احمد (٥/ ٧)

❀❀ مسند احمد ٤/ ١٣٦ ٥/ ٧ ابن ماجه کتاب الصدقات باب اداء الدین عن المیت (٢٤٣٣) بیهقی ١٠/ ١٤٢ الکنی للدولابی ١/ ١٣٥ تاریخ کبیر ٤/ ٤٥ طبرانی کبیر ٦/ ٤٦ (٥٤٦٦) مسند ابی یعلی (١٥١٠' ١٥١٢' ١٥١٣) ١/ ٨٠۔ ٨٢ علامہ بوصیر اس کی سند کو صحیح قرار دیتے ہیں زوائد ابن ماجه (٨١١) ص: ٣٣١ اسکی سند میں عبدالملک ابوجعفر ہے جسے ابن حبان نے کتاب الثقات میں درج کیا ہے اور علامہ بوصیری نے اس حدیث کی تصحیح کے ذریعے اس کی توثیق کی ہے اور فرمایا: صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کا شاہد ہے دیکھیں (٢٩٢٥) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٢٩۔ اسناده صحیح ، مسند احمد (٥/ ٢٨٩ ، ٢٩٠)

❀❀ حسن' مسند احمد ٥/ ٢٨٩' ٢٩٠ شرح السنة کتاب البیوع باب التشدید فی الدین (٢١٤٥) ٨: ٢٠١ نسائی کتاب البیوع باب التغلیظ فی الدین (٤٦٩٨) مستدرك حاکم ٢/ ٢٥ امام حاکم وامام ذھبی نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

(۱۰) بَابُ الشِّرْكَةِ وَالْوَكَالَةِ

شرکت اور وکالت کا بیان

۱۔ شرکت ساجھے کو کہتے ہیں یعنی دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کا کسی کاروبار میں مل کر کام کرنے کو شرکت کہتے ہیں جیسے دو چار آدمیوں نے مل کر دوکان کھولی اور سب مل کر بیچتے اور خریدتے ہیں تو یہ معاملہ شرکت کا ہوا اور کام کرنے والے شرکاء اور شریک ہوئے' اس شرکت میں بڑی امداد ملتی ہے جو کام ایک آدمی سے نہیں ہوسکتا ہے کئی آدمیوں کے ملنے کی وجہ سے بہت آسانی سے وہ کام ہو جاتا ہے اس میں بڑی خیر و برکت ہوتی ہے بشرطیکہ کوئی خیانت نہ کرے خیانت کرنے سے برکت نکل جاتی ہے۔

شرکت کی دو قسمیں ہیں:

(۱)...... شرکت ملک

(۲)...... شرکت عقد۔

شرکت ملک یہ ہے کہ دو آدمی کسی عین چیز کے مالک ہو جائیں۔ وراثت یا خریدنے یا پیشہ وغیرہ کے ذریعہ سے اور شرکت عقد یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے کہ ہم نے تمہیں فلاں کام میں شریک کرلیا ہے اور دوسرے نے اس کو قبول کرلیا ہے حسب بیان فقہاء شرکت عقد کی چار قسمیں ہیں:

(۱)...... شرکت مفاوضہ

(۲)...... شرکت عنان

(۳)...... شرکت وجوہ

(٤)...... شرکت ضائع۔

ان کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے مشترکہ چیز کو بغیر دوسرے شریک کی اجازت کے بیچنا جائز نہیں۔

۲۔ وکالت کے لغوی معنی سپرد کرنے کے ہیں اور شرعی معنی یہ ہیں کہ جس کام کو تم خود ہی کر سکتے ہو اس کام کو دوسرے آدمی کے سپرد کر کے کہو کہ وہ تمہاری طرف سے تمہارا کام کر دے بشرطیکہ اس میں اس کام کرنے کی صلاحیت ہو جو تمہاری نیابت کر سکے تم موکل (کام کو دوسرے کے سپرد کرنے والے ہو) اور جو تمہاری نیابت میں تمہارا کام کرے وہ وکیل ہے اور وکالت کے لیے یہ شرط ہے موکل اور وکیل دونوں عاقل بالغ اور تصرف کے مالک ہوں اور اس کام کے کرنے کی صلاحیت ہو پاگل اور دیوانے اور نابالغ کو وکیل بنانا درست نہیں ہے اور بوقت ضرورت غیر مسلم کو بھی وکیل بنانا درست ہے' نوکر اور ملازم بھی وکیل ہوتے ہیں۔ بیچنے' خریدنے' کرایہ وصول کرنے' نکاح کرنے اور دیگر ضروری کاموں میں وکیل بنانا جائز ہے اور وکیل کو بوقت ضرورت برطرف کرنا بھی جائز ہے۔ شریک اپنے شریک کو اپنا وکیل بنا سکتا ہے۔ ان سب کا بیان مندرجہ ذیل حدیثوں میں آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

۲۹۳۰۔ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ إِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ ذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَسَحَ رَاسَهُ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۹۳۰۔ زہرہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا عبداللہ بن ہشام ان کو بازار لے جاتے' وہاں سے غلہ خریدتے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان سے ملتے' یہ کہتے کہ ہم کو بھی اس میں شریک کر لو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی ہے تو وہ ان کو شریک کر لیتے بعض دفعہ ان کو اتنا فائدہ ہوتا کہ اونٹ بھر کر نفع کا غلہ گھر بھیج دیتے تھے اور عبداللہ بن ہشام کو ان کی ماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ہشام کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ (بخاری)

۲۹۳۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَا تَكْفُوْنَنَا الْمَؤُنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمْرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۹۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے) تو انصار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمارے انصار بھائیوں کے درمیان کھجوروں کے باغ کو تقسیم کر دیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان درختوں کو تقسیم نہیں کرتا تم ہماری کفایت کرو یعنی تم ہمارے مہاجرین کو محنت سے سبکدوش کر دو تم ہی محنت و مشقت کرو ہم مہاجرین سے محنت و مشقت مت کراؤ ہم تمہارے پھلوں میں شریک رہیں گے انصار نے کہا ہم نے آپ کی بات سن لی اور آپ کا کہا مان لیا۔ (بخاری)

توضیح: یعنی مہاجرین جب اپنے مکانات اور جائداد وغیرہ کو چھوڑ کر مکہ سے مدینہ چلے آئے تھے تو انصار نے ان کی بڑی دلجوئی کی اور یہ کہا کہ ہمارے کھجوروں کے درختوں کو ہم میں اور ہمارے بھائی مہاجرین میں تقسیم کر دیجئے اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں ان درختوں کو تقسیم نہیں کرتا کیونکہ یہ مہاجرین کھیتی باڑی کرنے کے عادی نہیں ہیں اور نہ باغوں کی نگرانی ہی کر سکتے ہیں تم لوگ خود ہی کھیتی باڑی کرو اور باغوں کی حفاظت اور نگرانی کرو اور پانی وغیرہ سے سینچو اور بھی محنت مشقت کے کام تم ہی کرو ان مہاجرین سے محنت کے کام نہیں ہو سکتے جب پھل تیار ہو جائے تو تم دونوں آپس میں بانٹ کر کھا لو انصار نے اس کو منظور کر لیا۔

۲۹۳۲۔ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ رضی اللہ عنہ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَعْطَاهُ دِيْنَارًا لِيَشْتَرِيَ لَهُ

۲۹۳۲۔ عروہ بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک اشرفی دی کہ وہ آپ کے لیے بکری خرید لائیں چنانچہ

۲۹۳۰۔ صحيح بخاري كتاب الشركة باب الشركة فى الطعام (۲۵۰۱)

❀❀ بخاری كتاب الشركة باب الشركة فى الطعام (۲۵۰۱) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۳۱۔ صحيح بخاري كتاب الحرث والمزارعة باب اذا قال اكفنى موؤنه النخل (۲۳۲۵)

❀❀ بخاری كتاب الحرث والمزارعة باب اذا قال اكفنى مؤونة النخل (۲۳۲۵)' وكتاب مناقب الانصار باب اخاء النبى صلی اللہ علیہ وسلم بين المهاجرين والانصار (۳۷۸۲) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۳۲۔ صحيح بخاري كتاب المناقب باب علامات النبوة (۳٦٤۲)

❀❀ بخاری كتاب المناقب باب علامات النبوة (۳٦٤۲) (مبشر احمد ربانی)

شَاةً فَاشْتَرَى لَهُ شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدٰهُمَا بِدِيْنَارٍ وَأَتَاهُ بِشَاةٍ وَدِيْنَارٍ فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْعِهِ بِالْبَرْكَةِ فَكَانَ لَوِ اشْتَرَى تُرَابًا لَرَبِحَ فِيْهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

انہوں نے ایک اشرفی میں دو بکریاں خریدیں پھر ایک بکری کو ایک اشرفی کے بدلہ میں بیچ ڈالا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بکری اور ایک اشرفی لے آئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے خرید و فروخت میں برکت کی دعا کی تو وہ اگر مٹی بھی خرید لیتے تو اس میں سے وہ فائدہ اٹھاتے۔ (بخاری) اس حدیث سے وکیل بنانا ثابت ہوا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

۲۹۳۳۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ رَفَعَهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيْكَيْنِ مَالَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ رَزِيْنٌ وَجَاءَ الشَّيْطَانُ

۲۹۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں دو شریکوں میں تیسرا ہوتا ہوں جب تک کہ وہ آپس میں خیانت نہیں کرتے اور جب کوئی ان میں خیانت کرنے لگتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان سے باہر نکل آتا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے پھر شیطان درمیان میں آ جاتا ہے۔ (ابوداؤد' رزین)

امانت ادا کرنے کا بیان

۲۹۳۴۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ

۲۹۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا امانت والے کی امانت تم ادا کرو اور جو تمہاری خیانت کرے تم اس کی خیانت مت کرو۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

۲۹۳۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَرَدْتُ الْخُرُوْجَ

۲۹۳۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خیبر جانے کا ارادہ

۲۹۳۳۔ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب البیوع فی الشرکۃ (۳۳۸۳)، ابوحیان کا والد سعید بن حیان تیمی مجہول ہے۔

❀❀ حسن' ابوداؤد کتاب البیوع باب فی الشرکۃ (۳۳۸۳) بیہقی ۶/ ۷۸'۷۹' مستدرك حاکم ۲/ ۵۲ دارقطنی (۲۹۱۰) اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے محمد بن سلیمان لوین نے کہا ((لالم بسنده احد الا ابوهمام وحده)) اسے ابوہمام کے سوا کسی نے مسنداً بیان نہیں کیا۔ یہ جرح مردود ہے اس لیے کہ ابوہمام محمد بن الزبرقان الاھوازی ثقہ ہیں امام علی بن المدینی امام ابوزرعہ' امام ابوحاتم' امام بخاری' امام نسائی' امام ابن شاہین' امام دارقطنی نے ثقہ قرار دیا ہے صرف ابن حبان نے ربما اخطا کیا ہے۔ (تهذيب التهذيب ۵/ ۱۰۹) اس سے ابوہمام کی عدالت ساقط نہیں ہوتی۔ ابویحییٰ سعید بن حیان اسی طرح ثقہ ہیں (الکاشف ۱/ ۴۳۴ کتاب الثقات لابن حبان ۴/ ۲۸۰ معرفة الثقات للعجلی ۱/ ۳۹۷) اس حدیث کو جریر نے مرسلاً بیان کیا ہے اور یہ مضر نہیں کیونکہ جب مرسل اور موصول میں اختلاف ہو تو حکم موصول کا ہوتا ہے دیکھیں: شرح مسلم للنووی ۱/ ۶ ۲۵۔ ۲۸۲ مطبوعہ کراچی (مبشر احمد ربانی)

۲۹۳۴۔ اسناده صحیح، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی الرجل یاخذ حقہٗ من تحت یده (۳۵۳۵)، ترمذی کتاب البیوع باب ۳۸ (۱۲۶۴)، دارمی کتاب البیوع باب الرجحان فی الوزن (۲/ ۳۳۸ ح ۲۵۸۵)

❀❀ ترمذی کتاب البیوع باب (۳۸) رقم (۱۲۶۴) ابوداؤد کتاب البیوع باب فی الرجل یاخذ حقه من تحت یده (۳۵۳۵) دارمی کتاب البیوع باب فی اداء الامانة واجتناب الخیانة (۲۶۰۰) مستدرك حاکم ۲/ ۴۶ دار قطنی (۲۹۱۳) اسکی سند میں شریک بن عبداللہ القاضی مدلس ہے اور اس کا متابع قیس بھی ضعیف ہے علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۹۳۵۔ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الاقضیة باب فی الوکالة (۳۶۳۲)، محمد بن اسحاق مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

❀❀ ضعیف' ابوداؤد کتاب الاقضیة باب فی الوکالة (۳۶۳۲) بیہقی (۶/ ۸۰) المحلی مدب حزم (۸/ ۲۴۴) دار قطنی (۲۴۵۹) اس کی سند میں محمد اسحاق ثقہ مدلس ہیں اور روایت معنعن ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

إِلَى خَيْبَرَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى خَيْبَرَ فَقَالَ ((إِذَا أَتَيْتَ وَكِيلِي فَخُذْ مِنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَسَقًا فَإِنِ ابْتَغَى مِنْكَ آيَةً فَضَعْ يَدَكَ عَلَى تَرْقُوَتِهِ))۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

کیا تو اس کی اجازت لینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو سلام کیا اور یہ عرض کیا کہ میں خیبر جانا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا اچھا تم خیبر جاؤ وہاں میرا وکیل ہے جب تم میرے وکیل کے پاس پہنچو تو پندرہ وسق کھجوریں لیتے آنا اگر تم سے کوئی وہ علامت ونشانی طلب کرے تو تم اپنا ہاتھ حلق پر رکھ دینا۔ (ابو داؤد) جس سے وہ سمجھ جائے گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

۲۹۳۶۔ عَنْ صهيب رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ فِيهِنَّ الْبَرَكَةُ أَلْبَيْعُ إِلَى أَجَلٍ وَالْمُقَارَضَةُ وَإِخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيْرِ لِلْبَيْتِ لَا لِلْبَيْعِ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۲۹۳۶۔صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزوں میں برکت ہے ادھار بیچنے میں اور مقارضت میں اور کھانے کے لیے جو کو گیہوں میں ملانا۔ (ابن ماجہ)

توضیح: مقارضت' مضاربت کو کہتے ہیں تجارت اور سوداگری کے لیے کسی کو روپے دو کہ اس روپے سے تجارت کرے جو کچھ نفع حاصل ہو تم اور وہ آپس میں تقسیم کرلو۔ جیسے تم زید کو سو روپے دو کہ اتنی رقم سے تجارت کرے۔ روپیہ تمہارا ہے اور کام کرنے والا زید ہے اس سے جو نفع و فائدہ ہو وہ تم اور زید آدھا یا تہائی یا چوتھائی جیسا بھی نفع کا معاملہ طے ہو جائے آپس میں بانٹ لو اس طرح معاملہ کرنے کو مضاربت کہتے ہیں اور مال دینے والے کو رب المال اور کام کرنے والے کو مضارب کہتے ہیں شرائط کی موجودگی میں اس قسم کا معاملہ جائز ہے اس کے جواز کی شرط یہ ہے۔

۱۔ پہلے جتنا روپیہ دینا ہو اتنا متعین کر کے بتا دینا چاہیے کہ ایک سو روپیہ دیتا ہوں

۲۔ اور اس روپیہ کو مضارب کے حوالہ کر دینا چاہیے اپنے پاس نہیں رکھنا چاہیے

۳۔ نفع بھی متعین کر دینا چاہیے کہ آدھا نفع ہمارا ہے اور آدھا نفع تمہارا ہے گول مول نہیں رکھنا چاہیے

۴۔ اور اگر نفع میں یوں طے کیا کہ دس روپے نفع میں سے ماہوار مجھ کو ملتا رہے اور باقی مضارب کا ہے تو یہ سود ہو جائے گا جو کہ حرام ہے۔

۵۔ اگر نفع و نقصان میں شریک رہیں تو یہ معاملہ فاسد ہے نقصان مالک کے ذمہ رہے گا اور نفع میں دونوں شریک رہیں گے کام کرنے والے کے ذمہ تو صرف محنت اور کام ہے نقصان ہوا تو رب المال کا نقصان ہوگا۔

۲۹۳۶۔ اسناده ضعيف ، سنن ابن ماجه كتاب التجارات باب الشركة (۲۲۸۹)، الضعفه (۲۱۰۰) نصر بن قاسم اور عبدالرحیم دونوں مجہول راوی ہیں۔

❀❀ موضوع' ابن ماجه كتاب التجارات باب الشركه (۲۲۸۹) الضعفاء الكبير ۳/ ۱۵۱ ميزان الاعتدال ۳/ ۱۸۳ اسکی سند میں بشیر بن ثابت اور غصیر بن القاسم کے درمیان عمر بن بطام ہے امام عقیلی فرماتے ہیں: "اسناد مجهول فيه نظر لا يرعف الابه" اس کی سند مجہول ہے اس میں نظر ہے اور یہ صرف اسی سند سے پہچانا جاتا ہے امام ذھبی فرماتے ہیں: "باسناد مظلم والمتن باطل" اسی طرح نظر بن قاسم بھی مجول ہے امام بخاری فرماتے ہیں "هذا موضوع" یہ روایت موضوع ہے۔ (تهذيب التهذيب ۵/ ۲۱۹) صالح بن صہیب بھی مجہول ہے (تهذيب التهذيب ۲/ ۵۳٤) عبدالرحیم بن داؤد بھی مجہول ہے (تقريب ص:۲۱۲) نیز دیکھیں زوائد ابن ماجه للبوصيري يه (۷۶۰) ص: ۳۱۳ (مبشر احمد ربانی)

۶۔ رب المال نے جس تجارت کے لیے روپیہ دیا ہے اسی چیز کی تجارت کی جائے اس روپے کو بغیر مالک کی اجازت کے دوسری چیز میں نہ لگائے رب المال کی مرضی کے خلاف نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ حکیم بن حزام کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

(دارقطنی، بلوغ المرام)

اگر معاملہ میں کچھ نقصان ہو جائے تو پہلے اس نقصان کو نفع سے پورا کیا جائے گا اور اگر اس سے پورا نہیں ہوا تو اصل مال میں سے پورا کیا جائے گا اس مضاربت سے بڑی برکت ہوتی ہے جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوا۔

٢٩٣٧۔ وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ مَعَهُ بِدِيْنَارٍ لِيَشْتَرِيَ لَهُ بِهِ أُضْحِيَةً فَاشْتَرَى كَبْشًا بِدِيْنَارٍ وَبَاعَهُ بِدِيْنَارَيْنِ فَرَجَعَ فَاشْتَرَى أُضْحِيَةً بِدِيْنَارٍ فَجَائَبِهَا وَبِالدِّيْنَارِ الَّذِيْ اسْتَفْضَلَ مِنَ الْأُخْرَى فَتَصَدَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالدِّيْنَارِ فَدَعَا لَهُ أَنْ يُّبَارَكَ لَهُ فِيْ تِجَارَتِهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَبَابُ الْغَصْبِ وَالْعَارِيَةِ.

۲۹۳۷۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اشرفی دے کر قربانی کا جانور خریدنے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے ایک اشرفی میں ایک میڈھا یا ایک دُنبہ خریدا۔ راستہ میں پھر اس کو دو اشرفی کے بدلہ میں بیچ ڈالا پھر ایک اشرفی میں ایک میڈا خریدا تو اس میڈھے کو اور اس اشرفی کو جو نفع میں ملی تھی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور یہ ماجرا بیان کیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا جانور رکھ لیا اور نفع والی اشرفی کو صدقہ کر دیا اور ان کی تجارت میں برکت کی دعا کی۔

(ترمذی، ابوداؤد)

❀❀❀❀

٢٩٣٧۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب البيوع باب المضارب يخالف (٣٣٨٦)، ترمذی كتاب البيوع باب ٣٤ (١٢٥٧)، حبیب بن ابی ثابت مدلس راوی ہے اور عن سے بیان کر رہے ہیں۔

❀❀ ضعیف، ترمذی کتاب البیوع باب (٣٤) رقم (١٢٥٧) ابوداؤد کتاب البیوع باب فی المضارب یخالف (٣٣٨٦) بیهقی ٦/ ١١٢، ١١٣ اس کی سند میں شیخ من اهل المدینہ مجهول ہے۔ ترمذی کی سند میں حکیم بن حزم رضی اللہ عنہ سے حبیب بن ابی ثابت بیان کر رہے ہیں امام ترمذی فرماتے ہیں حبیب نے میرے نزدیک حکیم سے نہیں سنا۔ (مبشر احمد ربانی)

(۱۱) بَابُ الْغَصَبِ وَالْعَارِيَةِ

غصب اور عاریت کا بیان

۱۔ دوسرے شخص کے حق کو زبردستی ظلماً چھین کر اپنا لینے کو غصب کہتے ہیں جیسے دوسرے کی زمین مکان و جائداد پر ظلماً قبضہ کر کے اپنا سمجھنا یا دوسرے کے کپڑے، کتاب وغیرہ پر ناجائز تصرف کرنا یہ غصب ہے جو سخت ظلم اور حرام ہے اور اس غصب وظلم کی آمدنی بھی حرام ہے اور ایسے لوگوں کی عبادت اور دعا بغیر ادائے حقوق کے قبول نہیں ہوتی۔ زمین وغیرہ کے غصب کرنے والے کو بڑی بڑی سزائیں ہیں اس کو زمین میں دھنسایا جائے گا' اور قیامت کے دن ان زمینوں کا گلے میں طوق و ہار ڈالے ہوئے میدان محشر میں آئے گا جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

۲۔ عاریت کے معنی مانگنے کے ہیں تمليك المنافع بغير عوض ''بغیر عوض اور بدلہ کے نفع کا دوسرے شخص کو مالک بنا دینا۔'' مثلاً دو چار روز کے لیے تم سے کوئی اسلامی تعلیم دیکھنے کے لیے مانگے اور تم دیکھنے کے لیے اسے دے دو وہ مطالعہ کر کے اس سے فائدہ اٹھالے پھر وعدہ کے مطابق وہ کتاب تم کو واپس کر دے عاریت مانگنے والے کو معیر کہتے ہیں اور عاریت لینے والے کو مستعیر کہتے ہیں اور جو چیز مانگی گئی ہے وہ مستعار ہے اور مستعار کی شرط یہ ہے کہ صرف اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ مستعیر مالک نہیں ہوتا وعدہ کے مطابق مستعیر کو وہ چیز واپس کرنی پڑے گی۔

۲۹۳۸۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الأَرْضِ ظُلْمًا يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيمَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِيْنَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۹۳۸۔ حضرت سعید بن زید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ جو کسی کی زمین کو ایک بالشت بھی ظلم سے چھین لے اور اس پر اپنا قبضہ جما لے تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا ہار اس کے گردن میں ڈالا جائے گا۔ (بخاری)

۲۹۳۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِیءٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرَبَتُهُ فَتُكْسَرَ

۲۹۳۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے کسی دوسرے کے جانور کا دودھ بغیر اس کی اجازت کے نہ دہے کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کر سکتا ہے کہ اس کی کوٹھڑی میں اور

۲۹۳۸۔ صحيح بخاری كتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضين (۳۱۹۸)، مسلم كتاب المساقاة باب تحريم الظلم وغصب الارض (۱۶۱۰[۴۱۳۵])

❀❀ بخاری كتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضين (۳۱۹۸) مسلم كتاب المساقاة باب تحريم الظلم وغصب الارض (۱۴۰/ ۱۶۱۰) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۳۹۔ صحيح مسلم كتبا اللقطة باب تحريم حلب الماشية بغيراذن مالكها (۱۷۲۶[۴۵۱۱])

❀❀ مسلم كتاب اللقطة باب تحريم حلب الماشيه بغير اذن مالكها (۱۳/ ۱۷۲۶) اور یہ حدیث بخاری میں بھی ہے اس لیے متفق علیہ۔ بخاری كتاب اللقطة للتحلب احد بغير احد بغير اذنه (۲۴۳۵) (مبشر احمد ربانی)

خِزَانَةٌ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ وَإِنَّمَا يَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

باورچی خانہ میں آئے اور اس کا خزانہ توڑ کر اس کے کھانے کے غلہ کو نکال لے جائے (ایسا کوئی نہیں پسند کرے گا) اسی طرح سے جانوروں کے تھن ان کے کھانے کے خزانے ہیں اس میں دودھ بھرا ہوا ہوتا ہے تو بغیر اجازت کے اس جانور کے دودھ کو نہیں دوہنا چاہیے۔ (مسلم)

٢٩٤٠۔ وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِي النَّبِيُّ ﷺ فِيْ بَيْتِهَا فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ ﷺ فِلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَمَعَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِيْ كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ غَارَتْ أُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتَّى أُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ إِلَى الَّتِيْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِيْ بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۹۴۰۔ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی کسی بیوی کے گھر میں تھے کہ آپ کی کسی دوسری بیوی نے ایک پیالہ میں کھانا رکھ کر آپ کے پاس بھیجا تو اس بیوی نے جس کے گھر میں آپ اس وقت تھے پیالہ میں ہاتھ مارا جس سے وہ پیالہ خادم کے ہاتھ سے گر پڑا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے ان ٹکڑوں کو اکٹھا کیا پھر اس کھانے کو ان ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں میں رکھا اور فرمایا تمہاری ماں کو غیرت آ گئی پھر لونڈی کو اس گھر میں سے جہاں تشریف فرما تھے سالن کا پیالہ لا کر دیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس گھر میں روک لیا جہاں آپ تشریف فرما تھے۔ (بخاری)

٢٩٤١۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۹۴۱۔ حضرت عبداللہ بن یزید ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول للہ ﷺ نے نہبہ اور مثلہ سے منع فرمایا۔ (بخاری)

توضیح: نہبہ کے معنی لوٹنے کے ہیں یعنی مسلمان کا مال لوٹنے سے یا مشرک کا مال بغیر جہاد کے لوٹنے سے منع فرمایا ہے اور مثلہ کے معنی ناک کان کاٹ کر صورت بگاڑنے کے ہیں۔

٢٩٤٢۔ وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَانْصَرَفَ وَقَدْ

۲۹۴۲۔ حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن لگا جس دن رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہو گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کی دو رکعت نماز پڑھائی چھ رکوع اور چار سجدے کے ساتھ یعنی ہر رکعت میں تین تین رکوع

٢٩٤٠۔ صحيح بخاری كتاب النكاح باب الغيرة (٥٢٢٥)

❀❀ بخاری كتاب النكاح باب الغيرة (٥٢٢٥) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٤١۔ صحيح بخاری كتاب المظالم باب النهی بغير اذن صاحبه (٢٤٧٤)

❀❀ بخاری كتاب المظالم باب النهی بغير اذن صاحبه (٢٤٧٤) وكتاب الزبائح والصيد باب مايكره من المثلة (٥٥١٦) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٤٢۔ صحيح مسلم كتاب الكسوف باب ما عرض على النبی ﷺ فی صلاة الكسوف (٩٠٤[٢١٠٢])

❀❀ مسلم كتاب الكسوف باب ما عرض على النبی ﷺ فی صلاة الكسوف (١٠/ ٩٠٤) (مبشر احمد ربانی)

آضَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ ((مَا مِنْ شَیْءٍ تُوْعَدُوْنَهُ إِلَّا قَدْ رَأَیْتُهُ فِیْ صَلَاتِیْ هٰذِهٖ لَقَدْ جِیْءَ بِالنَّارِ وَذٰلِكَ حِیْنَ رَأَیْتُمُوْنِیْ تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ یُّصِیْبَنِیْ مِنْ لَفْحِهَا وَحَتّٰی رَأَیْتُ فِیْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ یَجُرُّ قُصْبَهُ فِی النَّارِ وَكَانَ یَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهٖ فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِیْ وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهٖ وَحَتّٰی رَأَیْتُ فِیْهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِیْ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَا تَدَعْهَا تَاكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا ثُمَّ جِیْءَ بِالْجَنَّةِ وَذٰلِكَ حِیْنَ رَأَیْتُمُوْنِیْ تَقَدَّمْتُ حَتّٰی قُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ وَلَقَدْ مَدَدْتُ یَدِیْ وَأَنَا أُرِیْدُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرَتِهَا لِتَنْظُرُوْا إِلَیْهِ ثُمَّ بَدَالِیْ أَنْ لَّا أَفْعَلَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اور دو دو سجدے کیے جب سورج صاف ہو گیا تو نماز سے فارغ ہو کر آپ نے یہ فرمایا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے یا جس سے تم کو ڈرایا گیا ہے اس نماز میں میں نے اس کو دیکھ لیا میرے سامنے دوزخ لائی گئی جس وقت کہ تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تھا کہ دوزخ کے گرمی کے خوف سے میں پیچھے ہٹ گیا تھا' میں نے اسی دوزخ میں چھڑی والے شخص کو جلتے ہوئے دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیوں کو گھسیٹ رہا تھا۔ اس کا نام عمرو بن لحی ہے جس کے پاس ایک لکڑی رہتی تھی جس کا سرا مڑا ہوا تھا وہ چلتے چلتے راستے میں حاجیوں کی چیزوں کو اپنے لاٹھی میں پھنسا کر چرا لیتا' اٹھا لیتا تھا اگر کسی کو معلوم ہو گیا تو یہ بہانہ کر دیتا کہ میری لکڑی اس میں پھنس گئی تھی پھر وہ چیز چھوڑ دیتا اور اگر نہیں معلوم ہوتی تو لے جاتا (اس ترکیب سے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا تو اس کو میں نے جہنم میں دیکھا کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھر رہا ہے) اور میں نے اسی جہنم میں ایک بلی والی عورت کو بھی دیکھا جس نے بلی باندھ رکھی تھی نہ اسے کھانا دیتی اور نہ کھولتی تھی کہ کیڑے مکوڑے اور چوہے وغیرہ کو کھا لیتی اسی طرح سے وہ بلی باندھے باندھے مر گئی۔ (تو اس کی سنگ دلی کی وجہ سے خدا نے اس عورت کو جہنم میں داخل کیا اور یہ بلی اس کو اپنے پنجوں سے نوچ رہی ہے)۔ پھر میرے سامنے جنت لائی گئی اور یہ اس وقت جب کہ تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تھا یہاں تک کہ میں اپنی جگہ آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ میں جنت کی پھلوں میں سے کوئی پھل توڑ لاؤں تاکہ تم دنیا ہی میں اپنی آنکھوں سے جنت کے پھل کو دیکھ لو' پھر میں نے اس کو مناسب نہیں سمجھا (کیونکہ اس صورت میں ایمان بالغیب نہیں رہتا)۔ (مسلم شریف)

توضیح: صاحب المحجن سے مراد عصا والا یعنی عمرو بن لحی۔ (البانی)

۲۹۴۳۔ وَعَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا یَقُوْلُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِیْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِیُّ ﷺ فَرَسًا مِنْ أَبِیْ طَلْحَةَ یُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَأَیْنَا مِنْ شَیْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۲۹۴۳۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں لوگوں کو خوف و ہراس پیدا ہو گیا۔ (اس خیال سے کہ کافر دشمن کا لشکر حملہ آور ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی گھبراہٹ کو دور کرنے کیلیے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے عاریۃً گھوڑا لیا جس کو مندوب کہا جاتا تھا یعنی بہت سست اور مٹھا آپ اس پر سوار ہو گئے اور مدینہ منورہ کے باہر گشت کر کے واپس تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا کوئی خوف کی بات نہیں ہے اور میں نے اس گھوڑے کو بہت تیز رفتار پایا یعنی آپ کے سوار ہونے کی برکت سے اسکی سستی دور ہو گئی اور وہ تیز رفتار ہو گیا۔ (بخاری' مسلم)

۲۹۴۳۔ صحیح بخاری كتاب الحصبة باب من استعمار من الناس الفرس (۲۶۲۷)، مسلم كتاب الفضائل باب فی شجاعة النبی ﷺ وتقدمه للحرب (۲۳۰۷[۶۰۰۷])

❀❀ بخاری كتاب الهبة باب من استعار من الناس الفرس (۲۶۲۷) مسلم كتاب الفضائل باب فی شجاعة النبی ﷺ وتقدمه للحرب (۴۹/ ۲۳۰۷) (مبشر احمد ربانی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ......دوسری فصل

بنجر زمین کو آباد کرنے والا اس کا مالک ہے

٢٩٤٤۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدُ.

۲۹۴۴۔حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بنجر زمین کو آباد کیا وہ اسی کی ہے اور ظالم لوگوں کا کوئی حق نہیں۔(احمد' ترمذی' ابوداوٗد)

یعنی ظالم رگ والے کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے غیر آباد یعنی بنجر زمین کو آباد کیا اب دوسرے شخص نے زبردستی اس میں زراعت کر دی تو اس ظالم کا اس زمین میں کوئی حق نہ ہوگا بلکہ اس کی کھیتی اکھاڑ کر پھینک دی جائے گی اور زمین کے مالک پر کوئی تاوان نہیں ہوگا۔

٢٩٤٥۔ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عُرْوَةَ مُرْسَلاً وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

۲۹۴۵۔نیز امام مالک رحمہ اللہ نے اس حدیث کو عروہ رحمہ اللہ سے مرسل بیان کیا ہے نیز امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔

تجارت میں ظلم نہ کرنے کی ترغیب

٢٩٤٦۔ وَعَنْ أَبِيْ حُرَّةَ الرَّقَّاشِيْ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَّا لَا تَظْلِمُوْا إِلَّا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْمُجْتَبٰى

۲۹۴۶۔ابوحرہ رقاشی رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار تم کبھی کسی پر ظلم نہ کرنا اور نہ کسی کا مال بغیر اس کی اجازت اور خوشی کے لینا۔(بیہقی' دارقطنی)

٢٩٤٤۔ اسناده حسن ، مسند احمد (٣/ ٣٥٦)، سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارة باب فی احیاء الموات (٣٠٧٣)، ترمذی کتاب الاحکام باب ما ذکر فی الحیاء الارض الموات (١٣٧٨)

❀❀ حسن' مسند احمد ٣/ ٣٥٦ ترمذی کتاب الاحکام باب ماذکر فی احیاء ارض الموات (١٣٧٨) ابوداؤد کتاب الخراج والامارة والفئی باب فی احیاء الموات (٣٠٧٣) بیہقی ٦/ ٩٩' ١٤٢ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسکی سند کو جید وعمدہ قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٩٤٥۔ حسن، موطا امام مالک کتاب الاقضیة باب القضاء فی عمارة الموات (٢/ ٧٤٣ ح ١٤٩٥)، سابقہ حدیث اس کا شاہد ہے۔

❀❀ مرسل' المؤطا کتاب الاقضیة باب القضاء فی عمارة الموات (٢٦)(مبشر احمد ربانی)

٢٩٤٦۔ صحیح، شعب الایمان (٥٤٩٢) دارقطنی کتاب البیوع (٣/ ٢٦)، اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

❀❀ صحیح بشواهد' شعب الایمان باب فی قبض الیدعن اموال المحرمة (٥٤٩٢) ٤/ ٣٨٧ دارقطنی کتاب البیوع (٢٨٦٣) بیہقی ٨/ ١٨٢ مسند احمد ٥/ ٧٢ مسند ابی یعلی (١٥٧٠) ٣/ ١٤٠ یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے۔اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے (٢٨٢٨) اس روایت کے کئی ایک شواہد ہیں جن میں سے۔(١) ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث ملاحظہ ہو (مسند احمد ٥/ ٤٢٥ موارد الظمان (١١٦٦) مسند بزار (١٣٧٣) بیہقی ٦/ ١٠٠ اس حدیث میں "لایحل علم ان یاخذ عصا اخیه بغیر طیب نفس منه" کسی مسلمان کے لیے اس کے بھائی کی رضا مندی کے بغیر اسکی لاٹھی پکڑنا بھی حلال نہیں) اس کی سند صحیح (٢) حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیہقی ٦/ ٩٧ ارواء الفلیل ٥/ ٢٨١ اس کی سند حسن ہے مزید تفصیل کے لیے دیکھیں ارواء الفلیل (١٤٥٩) ٥/ ٢٧٩۔ ٢٨٢ (مبشر احمد ربانی)

۲۹۴۷۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ ((لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۲۹۴۷۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلب اور جنب اسلام میں جائز نہیں ہے اور نہ اسلام میں شغار درست ہے جس نے بغیر اجازت کے کسی کا مال چھین لیا وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ (ترمذی)

توضیح: جلب دو امروں میں ہوتا ہے ایک تو زکوٰۃ میں' دوسرے گھوڑ دوڑ کی شرط میں زکوٰۃ کا جلب یہ ہے کہ ایک تحصیلدار ایک مقام پر اترے اور جانور والوں کو حکم دے کہ اپنے اپنے جانور لے کر اس کے پاس حاضر ہوں آپ نے اس سے منع فرمایا کیونکہ اس میں جانور والوں کو تکلیف ہو گی خود تحصیلدار کو وہاں جانا چاہیے جہاں جانور رہتے ہوں وہاں جا کر زکوٰۃ وصول کر لینا چاہیے۔ شرط کا جلب یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے پیچھے ایک آدمی رکھے اور وہ اس کو ڈانٹتا اور جھڑکتا رہے تاکہ وہ آگے بڑھ جائے۔

اور زکوٰۃ میں جنب یہ ہے کہ مال والا اپنے مال کو اپنی جگہ سے دور لے کر چلا جائے تاکہ زکوٰۃ لینے والا اس جگہ جا کر زکوٰۃ لے کیونکہ اس صورت میں محصل کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑے گی اور گھوڑ دوڑ میں جنب یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے پہلو میں دوسرا خالی گھوڑا رکھے تاکہ جس گھوڑے پر سوار ہو اس کے تھک جانے کی وجہ سے اسے چھوڑ کر خالی گھوڑے پر سوار ہو جائے تاکہ دوسرا گھوڑا سبقت کر جائے اس میں چونکہ دھوکہ ہے اس لیے جائز نہیں ہے اور شغار جاہلیت کے زمانے کا ایک نکاح ہے وہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے کہ تو اپنی بیٹی یا بہن سے میرا نکاح کر دے میں اس کے بدلہ میں اپنی بہن یا بیٹی سے تیرا نکاح کر دوں گا اور یہی مہر قرار پائے۔

۲۹۴۸۔ وَعَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ عَصَا أَخِيْهِ لَاعِبًا جَادًّا فَمَنْ أَخَذَ عَصَا أَخِيْهِ فَلْيَرُدَّهَا إِلَيْهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ رِوَايَتُهُ إِلَى قَوْلِهِ جَادًّا

۲۹۴۸۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی لاٹھی ہنسی کھیل کے طور پر نہ لے اس خیال سے کہ وہ رکھ لے گا جس نے اپنے بھائی کی لاٹھی کو لے لیا تو اسے واپس کر دینا چاہیے۔ (ترمذی' ابوداود)

۲۹۴۹۔ وَعَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ

۲۹۴۹۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

۲۹۴۷۔ صحیح، سنن الترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی النھی عن نکاح الشغار (۱۱۲۳)، ابوداؤد (۲۵۸۱)

❀❀ منقطع' ترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی النھی عن نکاح الشغار (۱۱۲۳) ابوداؤد کتاب الجمار باب فی الجلب علی الخیل فی السباق (۲۵۸۱) نسائی کتاب النکاح باب فی الشغار (۳۵۹۲) وکتاب النکاح باب الشغار (۳۳۳۵) ابن ماجه کتاب النفتن باب النھی عن النحصبة (۳۹۳۷) مختصراً' مسند احمد ۴/ ۴۳۹'۴۴۳ ابن حبان (۱۲۷۰ موارد) حسن بصری رحمہ اللہ کا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں (کتاب المراسیل للرازی ص:۴۰) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۴۸۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من یاخذ الشی علی المتراح (۵۰۰۳)، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء لایحل لمسلم ان یروھا مسلما (۲۱۶۰)

❀❀ صحیح' ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء لایحل علم ان یروع مسلما (۲۱۶۰) ابوداؤد کتاب الادب باب من یاخذ الشیء علی المزاح (۵۰۰۳) مسند احمد ۴/ ۲۲۱) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۴۹۔ اسنادہ ضعیف، مسند احمد (۵/ ۱۳)، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی الرجل یجد عین ماله عند رجل (۳۵۳۱)، النسائی کتاب البیوع الرجل بیع السلعة فیستحقها بیھقی (۴۶۸۵)، قتادہ مدلس راوی ہے اور عن سے روایت ہے۔

❀❀ صحیح بشواھدہ' مسند احمد ۵/ ۱۳ ابوداؤد کتاب البیوع باب فی الرجل یجد عیین ماله عند رجل (۳۵۳۱) نسائی کتاب البیوع باب الرجل یبیع السلعة فستحقها مستحق (۴۶۹۵) دارقطنی (۲۸۷۴۔۲۸۷۶) اس کی سند میں قتادہ کی تدلیس ہے لیکن اس حدیث کے صحیح شواہد موجود ہیں دیکھیں حدیث ابی ھریرة رضی اللہ عنہ دارقطنی (۲۸۷۹) مشکوۃ (۲۸۹۹) (مبشر احمد ربانی)

وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَيَتَّبِعُ الْبَيِّعَ مَنْ بَاعَهُ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

جو شخص اپنا مال کسی شخص کے پاس پائے تو وہی لینے کا حق دار ہے اور خریدنے والا بائع کا پیچھا کرے۔ (احمد ابوداؤد نسائی)

توضیح: یعنی کسی کا مال گم ہوگیا ہو یا چرایا گیا ہو اور اس مال کو پانے والا نے یا چرانے والے نے دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا ہو اور اس مال کا مالک خریدار کے پاس اپنے مال کو دیکھ کر لے اور پالے تو وہ اپنے مال کو لے سکتا ہے اور خریدار اس کی قیمت بیچنے والے سے وصول کرے۔

۲۹۵۰۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۲۹۵۰۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ پر وہ ہے جو اس نے لیا یہاں تک کہ وہ ادا کر دے۔ (ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ)

تنبیہ:...... حسن بصری کی سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت سماع پر محمول ہوتی ہے کیونکہ وہ کتاب سے دیکھ کر بیان کرتے تھے البتہ یہ روایت قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

توضیح: ہاتھ سے مراد ہاتھ والا اور لینے والا ہے یعنی اگر کوئی کسی سے عاریۃً کوئی چیز لے یا اس کے پاس کسی نے امانت رکھی یا اس نے غصب کرلیا ہو تو اس کے ذمہ اس چیز کا ادا کرنا ضروری ہے جب کہ چیز والا لینے کا مطالبہ کرے۔

جانور کھیت کی فصل کو نقصان پہنچائے تو

۲۹۵۱۔ وَعَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطًا فَأَفْسَدَتْ فَقَضَى رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ عَلَى أَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَأَنَّ مَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِيْ بِاللَّيْلِ ضَامِنٌ عَلَى أَهْلِهَا. رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۲۹۵۱۔ حرام بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی باغ میں چلی گئی اور باغ کو نقصان پہنچایا (جب اس کا مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا۔ دن میں باغ والوں کے ذمہ باغ کی حفاظت ہے رات کے وقت جانور والوں کے ذمہ جانور کی حفاظت ہے۔ (مالک ابوداؤد ابن ماجہ)

توضیح: یعنی دن میں اگر کسی کا جانور کسی کے کھیت کو یا باغ کو نقصان پہنچا دے تو جانور کے مالک کے ذمہ اس نقصان کا

۲۹۵۰۔ ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب البيوع باب فی تغمين العارية (۳۵٦۱)، ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی ان العارية مؤداة (۱۲٦٦) ابن ماجه كتاب الصدقات باب العارية (۲۴۰۰)

❀❀ ضعیف، ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی ان العارية مؤداة (۱۲٦٦) ابوداؤد كتاب البيوع باب فی تضمن العارية (۲۴۰۰) مسند احمد ۵/ ۸، ۱۳ دارمی كتاب البيوع باب فی العارية مؤداة (۲۵۹۹) مستدرك حاكم ۲/ ۴۷ بيهقی ٦/ ۹۰ المنتقی لابن الجارود (۱۰۲۴) اس کی سند میں سعید بن ابی عروبہ اور اس کے شیخ قتادہ دونوں مدلس ہیں اور دونوں نے تصریح بالسماع نہیں کی۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۹۵۱۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب البيوع باب الواشی تفسد زراع قوم (۳۵۷۰)، ابن ماجه كتاب الاحكام باب الحكم فيما اقسدت المواشی (۲۳۲۲)، موطا الامام مالك كتاب الاقضية باب القضاء فی الضواری (۲/ ۷۴۷ ح ۱۵۰۵)

❀❀ صحیح، المؤطا كتاب الاقضية باب القضاء فی الضواری (۳۷) ابوداؤد كتاب البيوع باب المواشی تفسد زرع قوم (۳۵٦۹) ابن ماجه الاحكام باب الحكم فيما افسدت الحواشی (۲۳۳۲۔ ۳۳۳۳) مسند احمد ۵/ ۴۳٦ بيهقی ۸/ ۳۴۲ ابن ایجارود (۷۹٦) (مبشر احمد ربانی)

تاوان لازم نہیں آئے گا کیونکہ دن میں باغ اور کھیتی کے مالک کے ذمہ نگرانی ہے تو اس کی کوتاہی سے نقصان ہوا اور جانور کی حفاظت رات کی وقت جانور کے مالک کے ذمہ ہے تو اگر رات کو کسی کا جانور کسی کے کھیت یا باغ کو نقصان پہنچائے تو اس نقصان کا تاوان جانور والے پر ہوگا۔

٢٩٥٢۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الرِّجْلُ جُبَارٌ وَقَالَ النَّارُ جُبَارٌ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٢٩٥٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پاؤں کا نقصان معاف ہے اور آگ کا نقصان بھی معاف ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی اگر جانور کے پاؤں سے بلا مالک کے تعدی کے کسی کا نقصان ہو جائے تو جانور والے پر تاوان نہیں ہے بلکہ معاف ہے اسی طرح سے کسی نے کھانا پکانے کے لیے آگ جلائی اور آگ کی حفاظت کے باوجود بلا تعدی کے کوئی چنگاری اڑ گئی جس سے دوسروں کو نقصان پہنچا تو اس آگ جلانے والے کے ذمہ تاوان نہیں ہے۔

بقدر ضرورت بغیر اجازت دودھ پینا

٢٩٥٣۔ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((قَالَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ عَلَى مَاشِيَةٍ فَإِنْ كَانَ فِيهَا صَاحِبُهَا فَلْيَسْتَأْذِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا فَلْيُصَوِّتْ ثَلَاثًا فَإِنْ أَجَابَهُ أَحَدٌ فَلْيَسْتَاذِنْهُ وَإِنْ لَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرِبْ وَلَا يَحْمِلْ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٢٩٥٣۔ حسن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی دودھ دینے والے جانور کے پاس آئے (اور وہ بھوکا پیاسا ہو) اگر اس جانور کا مالک وہاں موجود ہو تو اس سے اجازت لے لے اور اگر مالک وہاں موجود نہیں ہے تو تین مرتبہ زور زور سے پکارے اگر کوئی مل جائے تو اس سے اجازت لے لے اور اگر جواب

٢٩٥٢۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب باب فی النار تعدی (٤٥٩٤)

❀❀ صحیح، پہلا حصہ: ابوداؤد کتاب الدیات باب فی الدابة تنفح برجلها (٤٥٩٢) دوسرا حصہ: ابوداؤد کتاب الدیات باب فی النار تعدی (٤٥٩٤) ابن ماجه الدیات باب الجبار (٢٦٧٦) یہ حدیث صحیفه همام بن منبه (١٣٨) میں بھی موجود ہے اس حدیث کا اصل بخاری ومسلم میں موجود ہے (بخاری (١٤٩٩) مسلم (مبشر احمد ربانی)

٢٩٥٣۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی ابن السبیل یأکل من التمر (٢٦١٩)، ترمذی (٢١٩٦)، شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

❀❀ صحیح بشواهده' ابوداؤد کتاب لجهاد باب فی ابن السبیل یأکل من التمر (٢٦١٩) ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی احتلاب المواشی بغیر اذن الارباب (١٢٩٦) بیهقی ٩/ ٣٥٩ امام ترمذی کتاب نے اسے حسن صحیح اور ابن حجر رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے (فتح الباری ٥/ ٨٩) کی سند میں سعید بن ابی عروبہ اور قتادہ مدلس ہیں اور دونوں نے تصریح بالسماع نہیں کی طبرانی کبیر ٧/ ٢١١ میں سعید بن ابی عروبہ کی متابعت سعید بن بشیر نے کی ہے لیکن وہ ضعیف ہے (تقریب ص: ١٢٠) اس حدیث کا شاہد ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے موجود ہے (ابن حبان (١١٤٣ موارد) مسند ابی یعلی (١٢٤٤) ٢/ ٤٤٠۔٤٤٢ مسند احمد ٣/ ٧'٨'٢١'٨٥'٨٦'٣٧'٦٤'مستدرك حاکم ٤/ ١٣٢ مسند بزار (١٩٣١'١٩٢٢) اس کی سند میں سعید بن ابی ایاس ابومسعود الجریری مختلط ہے (نهاية الاغتباط ص:١٢٧) لیکن یزید بن هارون اس سے روایت کرنے والے ہیں اور ان کی روایت جریری سے صحیح مسلم کتاب الصیام باب صوم سرر شعبان (٢٠٠۔١١٦١) میں موجود ہے مقدمہ ابن الصلاح "النوع الثانی والستون باب معرفة من خلطه فی آخر عمره من الثقات" میں ہے "واعلم ان من کان من هذا القبیل محتجا بروایته فی "الصحیحین" او احدهما فانا نصرف علی الجملة ان ذلك مما تمیز وکان ما خوذاً عنه قبل الاختلاط والله اعلم)) (الشذا الضیاح من علوم ابن الصلاح ص:٥١٦) جان لیجئے جو راوی اس قبیل سے ہوگا اور اس سے روایت کے ذریعے "بخاری و مسلم" یا دونوں میں سے ایک میں حجت پکڑی گئی تو ہم پہنچانیں گے کہ اس سے قبل از اختلاط روایت لی گئی ہے، لہٰذا یہ روایت اصولاً صحیح ہے اسی طرح اس کے بعد والی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کا شاہد ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

دینے والا نہیں ہے تو بقدر ضرورت دودھ نکال کر پی لے اور وہاں سے اٹھا کر نہ لے جائے۔ (ابوداؤد)

بغیر اجازت باغ سے کھانا

٢٩٥٤۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ دَخَلَ حَائِطًا فَلْيَأْكُلْ وَلاَ يَتَّخِذْ خُبْنَةً))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمَذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

٢٩٥٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص باغ میں داخل ہوا (اور بھوک سے پریشان ہو) تو بقدر ضرورت باغ کا پھل باغ میں کھا سکتا ہے اور دامن اور جھولے میں بھر کر وہاں سے نہ لائے یعنی پیٹ بھر کر کھا لے اور وہاں سے باندھ کر گھر نہ لائے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ادھاری چیز ضائع ہو جائے تو

٢٩٥٥۔ وَعَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعَارَ مِنْهُ أَدْرَاعَهُ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ أَغَصْبًا يَا مُحَمَّدُ قَالَ بَلْ عَارِيَةً مَضْمُوْنَةً۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٢٩٥٥۔ امیہ بن صفوان رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کے موقع پر صفوان سے زرہ طلب کی (اور صفوان اس وقت اسلام نہیں لائے تھے) تو صفوان نے کہا یا محمد ﷺ! یہ زرہ آپ سے غصبا لینا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ عاریۃً لے رہا ہوں اگر یہ چیز ضائع ہوگئی تو میں اس کا تاوان دوں گا۔ (ابوداؤد)

٢٩٥٦۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

٢٩٥٦۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بیان

٢٩٥٤۔ حسن، سنن الترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی الرخصة فی اکل التمرة للما ربها (١٢٨٧)، ابن ماجه کتاب التجارات باب من مرعلی ماشیة قوم اوحاط هل یصیب منه (٢٣٠١)

❀❀ شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔ ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی الرخصة فی اکل التمرة للما ربها (١٢٨٧) ابن ماجه کتاب التجارات باب من مرعلی ماشیة قوم اوحائط هل یصیب منه (٢٠٣١) شرح السنة ٨/ ٢٣٤ اس کی سند میں یحییٰ بن سلیم الطائفی صدوق سوء الحفظ ہے اور عبیداللہ بن عمر سے اس کی روایت میں خطا ہوتی ہے (تقریب ص:٣٧٦ تهذیب التهذیب ٦/ ١٤٤) اور یہ روایت عبیداللہ بن عمر سے ہی ہے۔ لیکن اس روایت کے کافی شواہد موجود ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٩٥٥۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی تضعین العارية (٣٥٦٢)، سنداً ضعیف ہے لیکن شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

❀❀ شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔ ابوداؤد کتاب البیوع باب فی تصنعین العارية (٣٥٦٢) دارقطنی (٢٩٣٢) مسند احمد ٣/ ٤٠١، ٦/ ٤٥٦ مستدرك حاكم ٢/ ٤٧ بیهقی ٦/ ٨٩ شرح السنة (٢١٦١) ٨/ ٢٢٤ اس کی سند میں شریک بن عبداللہ القاضی مدلس راوی ہے اور روایت معنعن ہے اسی طرح امیہ بن صفوان بن امیہ مستور ہے (تقریب ص:٣٨) اسے صرف ابن حبان نے کتاب الثقات ٤/ ٤١ میں ذکر کیا ہے شریک کی قیس بن الربیع نے متابعت کی ہے (دارقطنی ٢٩٣٣) اور قیس بن الربیع ضعیف ہے (٢٥٩٩) لیکن یہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے دیکھیں: مستدرك حاكم ٣/ ٤٨، ٤٩ بیهقی ٦/ ١٨٩ سے امام حاکم و امام ذھبی نے صحیح کیا ہے۔ اس طرح عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دارقطنی (٢٩٢٨) بیهقی ٦/ ٨٨ میں بسند حسن موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٩٥٦۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی تغمین العارية (٣٥٦٥)، ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی ان العارية مؤداة (١٢٦٥)

❀❀ صحیح، ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی ان العارية مؤداة (١٢٦٥) ابوداؤد کتاب البیوع باب فی تغمین العارية (٣٥٦٥) ابن ماجه کتاب الصدقات باب العارية (٢٣٩٨) مسند احمد ٥/ ٢٦٧ ابن حبان (١١٧٤ موارد) بیهقی ٦/ ٨٨ المنتقی لابن الجارود (١٠٢٣) مسند طیالسی (١١٢٨) دارقطنی (٢٩٣٧) عبدالرزاق ٤/ ١٤٨، ٨/ ١٨١ طبرانی کبیر ٨/ ١٥٩، ١٦٠ (٧٦١٥) اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش مدلس ہے لیکن مسند احمد اور مسند طیالسی میں تصریح بالسماع موجود ہے علاوہ ازیں اس کی روایت شامیوں سے قوی ہے دیکھیں (تهذیب ١/ ٢٠٤، ٢٠٥ وغیرہ) اور ابن ماجه کتاب الصدقات (٢٣٩٩) میں بسند صحیح انس سے اس کا شاہد بھی موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((أَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالزَّعِيْمُ غَارِمٌ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

کرتے ہوئے میں نے یہ سنا عاریت کا ادا کرنا ضروری ہے' اور منیحہ کو مالک کے پاس واپس کر دیا جائے گا' اور قرض ادا کیا جائے گا' اور ذمہ دار تاوان بھرنے والا ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

توضیح: یعنی اگر کسی نے کسی سے کوئی چیز عاریہ کے طور پر لی ہے تو اس کے مالک کو اس کی چیز واپس کی جائے گی اور اگر کسی نے کسی کو اپنے دودھ جانور کو صرف دودھ پینے کے لیے دیا ہے تو جب تک دودھ نکلتا ہے تو دودھ پیتا رہے جب دودھ بند ہو جائے تو جانور کو جانور کے مالک کو واپس کر دینا چاہیے۔

٢٩٥٧- وَعَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرِو نِ الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا أَرْمِي نَخْلَ الْأَنْصَارِ فَأُتِيَ بِي النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ يَا غُلَامُ لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ قُلْتُ آكُلُ قَالَ فَلَا تَرْمِ وَكُلْ مِمَّا سَقَطَ فِيْ أَسْفَلِهَا ثُمَّ مَسَحَ رَاسَهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَشْبِعْ بَطْنَهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ فِيْ بَابِ اللُّقَطَةِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى

٢٩٥٧- حضرت رافع بن عمرو غفاری بیان کرتے ہیں کہ میں نوجوان لڑکا تھا' انصار کے درختوں پر پتھر پھینک پھینک کر کھجوروں کو گراتا تھا (جس میں پکی کچی ہر قسم کی کھجوریں گر پڑتی تھیں) تو مجھے گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ صاحبزادے کھجوروں پر کیوں پتھر پھینکتے ہو میں نے عرض کیا کھجور کھانے کیلئے۔ آپ نے فرمایا پتھر پھینک کر مت گراؤ کیونکہ اس سے کچی پکی کھجوریں گرتی ہیں جس سے نقصان ہوتا ہے درخت کے نیچے جو کھجوریں گری پڑی ہوں وہی اٹھا کر کھا لیا کرو پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیر کر فرمایا خدا اس کے پیٹ کو بھر دے۔ (ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ) عمرو بن شعیب کی حدیث کو ان شاء اللہ باب اللقطہ میں بیان کریں گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

کسی کی زمین پر ناحق قبضہ کرنے کی سزا

٢٩٥٨- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلٰى سَبْعِ أَرْضِيْنَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢٩٥٨- حضرت سالم اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ناحق کسی کی زمین کو لے لیا تو قیامت تک ساتوں زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔ (بخاری)

٢٩٥٧- اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب الجهاد باب من قال انه ياكل مما سقط (٢٦٢٢)، ترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فى الرخصة فى اكل الثمرة للماربها (١٢٨٨)، ابن ابی الحکم الغفاری مجہول راوی ہے۔ ابن ماجه كتاب التجارات باب من مرعلى ماشية قوم او حائط هل يصيب منه (٢٢٩٩)

❀❀ ضعیف' ترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فى الرخصة فى اكل الثمرة للماربها (١٢٨٨) ابوداؤد كتاب الجهاد باب من قال انه ياكل مماسقط (٢٦٢٢) ابن ماجه كتاب التجارات باب من مرعلى ماشية قوم اس کی سند میں ابن ابی الحکم الغفاری مستور ہے (تقریب ص:٤٣٦) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٥٨- صحيح بخارى كتاب بدء الخلق باب ماجاء فى سبع ارضين (٣١٩٦)

❀❀ بخارى كتاب بدء الخلق باب ماجاء فى سبع ارضين (٣١٩٦) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٥٩۔ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِغَيْرِ حَقِّهَا كُلِّفَ أَنْ يَّحْمِلَ تُرَابَهَا الْمَحْشَرَ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

۲۹۵۹۔حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے میں نے سنا کہ جس نے کسی کی زمین کو ناحق لے لیا تو اسے یہ تکلیف دی جائے گی کہ اس کی مٹی کو اٹھا کر میدان محشر میں لائے۔(احمد)

٢٩٦٠۔ وَعَنْهُ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الأَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَحْفِرَهُ يَبْلُغَ آخِرَ سَبْعِ أَرْضِيْنَ ثُمَّ يُطَوَّقُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيمَةِ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

۲۹۶۰۔حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے میں نے سنا کہ جس نے ظلماً ایک بالشت زمین کسی کی لے لی تو اللہ تعالیٰ اس کو اس بات پر تکلیف دے گا کہ ساتوں زمینوں کو کھود کر اپنی گلے میں ڈالی رکھے یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔(احمد)

❀❀❀❀

٢٩٥٩۔ حسن، مسند احمد (٤/ ١٧٢، ١٧٣)

❀❀ صحیح، مسند احمد ٤/ ١٧٣، ١٧٢ دیکھیں (٢٩٦٠) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٦٠۔ اسناده صحیح، مسند احمد (٤/ ١٧٣)

❀❀ صحیح، مسند احمد ٤/ ١٧٣ ابن حبان (١١٦٧ موارد) طبرانی کبیر ٢٢/ ٢٧٠ (٦٩٢) طبرانی صغیر ٢/ ١٠٣ سات زمینوں کے طوق والی حدیث سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے فصل اول (۲۹۳۸) میں گزر چکی ہے اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری (٢٤٥٣) مسلم (١٦١٢) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بخاری (٢٤٥٤) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسلم کتاب المساقاۃ (١٦١١) میں بھی موجود ہے۔(مبشر احمد ربانی)

(۱۲) بَابُ الشُّفْعَةِ

شفع کا بیان

شفع کے معنی ملانے اور جوڑنے کے ہیں اور شرعی محاورہ میں شریک کا حصہ دوسرے شریک کی طرف منتقل ہونا ایک شرعی حق کے جو شریک اور شفیع کے درمیان میں ہوتا ہے کسی عوض مسمی کے بدلے میں دینا۔ جیسے دو شریک میں سے ایک شریک اپنے حصے کی زمین بیچنا چاہتا ہے تو دوسرے شریک کو شرعی حق پہنچتا ہے کہ یہی خریدے بغیر اس شریک کی اجازت کے دوسرے کو خریدنے کا حق نہیں ہے جو قیمت دوسرا اجنبی شخص دے سکتا ہے اتنی ہی قیمت دے کر یہ شفیع اپنے شریک سے اس کے حصہ کی زمین خرید کر اپنے حصہ کی زمین کے ساتھ ملالے اور شریک کو شفیع کی موجودگی میں اسی کے ساتھ شرعاً بیچنا پڑے گا اگر یہ موجود نہیں ہے تو اس کا انتظار کرنا پڑے گا۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

۲۹۶۱۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ مَالَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلاَ شُفْعَةَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۹۶۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شفعہ کا حکم دیا ہر اس چیز میں جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو جب حد بندی ہو جائے اور ہر ایک کا راستہ الگ الگ ہو جائے تو پھر شفعہ نہ رہے گا۔ (بخاری)

۲۹۶۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ شِرْكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ أَوْ حَائِطٍ لاَ يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَبِيْعَ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيْكَهُ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ فَإِذَا بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۹۶۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشترکہ ہر چیز میں شفعہ کا حکم دیا ہے جو تقسیم نہ ہوئی ہو خواہ زمین ہو یا باغ ہو شریک کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ بغیر دوسرے شریک کے اطلاع دیئے ہوئے اپنا حصہ بیچ ڈالے (اطلاع دینے کے بعد دوسرے شریک کو اختیار ہے چاہے لے لے یا نہ لے اگر بغیر اطلاع کے بیچ ڈالا تو وہ شریک زیادہ حقدار ہے۔ (مسلم)

توضیح: شفعہ دو قسم ہے شفعہ شرکت کا جیسے ایک گھر کے دو شریک ہوں اور ان میں سے ایک شریک اپنا حصہ بیچے تو سوائے اس دوسرے شریک کے کوئی تیسرا نہیں لے سکتا اور دوسرا شفعہ ہمسائیگی کا ہے یعنی اگر کوئی گھر بکے تو اس کے لینے میں اس کے ہمسائے مقدم ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک شرکت میں تو شفعہ ہے اور ہمسائیگی میں شفعہ نہیں اور یہی حدیث ان کی دلیل ہے کہ جب تقسیم

۲۹۶۱۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع الشریك من شریکه (۲۲۱۳)

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب بیع الشریك من شریکه (۲۲۱۳) وباب بیع الارض والا (۲۲۱٤) وکتاب الشفعه باب الشفعة فیما لم یقم (۲۲۵۷) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۶۲۔ صحیح مسلم کتاب المساقاة باب الشفعة (۱٦۰۸[٤۱۲۸])

❀❀ مسلم کتاب المساقاة باب الشفعة (۱۳٤۔ ۱٦۰۸) (مبشر احمد ربانی)

ہوئی اور دروازہ گھر کا علیحدہ ہوا اور راہ اس کی جدا ٹھہری تو شفعہ نہ رہا۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شفعہ دونوں صورت میں ہے شرکت میں بھی اور ہمسائیگی میں بھی تو حدیث کا یہ مطلب ہے کہ تقسیم ہونے سے شفعہ شرکت کا جاتا رہا اور یہ مطلب نہیں کہ ہمسائیگی کا بھی شفعہ باقی نہ رہا۔

٢٩٦٣۔ وَعَنْ أَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

٢٩٦٣۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمسایہ اپنے نزدیکی کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے۔ (بخاری)

٢٩٦٤۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهٗ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِیْ جِدَارِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٩٦٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو دیوار میں کونٹی یا لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ (بخاری ومسلم)

٢٩٦٥۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِی الطَّرِيْقِ جُعِلَ عَرْضُهٗ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٢٩٦٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب راستے کے بارے میں اختلاف ہو تو راستے کے لیے سات ہاتھ زمین چوڑائی میں چھوڑ دو۔ (مسلم)

توضیح: یعنی درمیان میں کوئی زمین خالی پڑی ہوئی ہے لوگ وہاں مکان بنانا چاہتے ہیں تو راستہ اور گلی کوچے کے لیے سات ہاتھ زمین چھوڑ دینا چاہیے تاکہ آنے جانے والوں کے لیے سہولت ہو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

٢٩٦٦۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ حُرَيْثٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ

٢٩٦٦۔ سعید بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو

٢٩٦٣۔ صحيح بخاری كتاب الشفعة باب عرض الشفعة على صاحبها قبل البيع (٢٢٥٨)

❀❀ بخاری كتاب الشفعة باب عرض الشفعة على صاحبها قبل البيع (٢٢٥٨) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٦٤۔ صحيح بخاری كتاب المظالم باب لا يمنع جار جاره (٢٤٦٣)، مسلم كتاب المساقاة باب غذر الخشب فی جدار الجار (١٦٠٩[٤١٣٠])

❀❀ بخاری كتاب المظالم باب لا يمنع جار جاره (٢٤٦٣) مسلم كتاب المساقاة باب غرالخشب فی جدار الجار (١٣٦/ ١٦٠٩) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٦٥۔ صحيح مسلم كتاب المساقاة باب مدر الطريق اذا اختلفوا فيه (١٦١٣)

❀❀ مسلم كتاب المسقاة باب مدر الطريق اذا اختلفوْا فيه (١٤٣/ ١٦١٣)

نوٹ: یہ حدیث متفق علیہ ہے بخاری كتاب المظالم باب اذا اختلفوا فی الطريق الميتاء (٢٤٧٣) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٦٦۔ اسناده ضعيف ، سنن ابن ماجه كتاب الرهون باب من باع عقاراً ولم يجعل ثمنه فی مثله (٢٤٩٠)، اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر ضعیف ہے۔ دارمی كتاب البيوع باب فيمن باع داراً فلم يجعل ثمنها فی مثلها (٢/ ٣٥٣ ح ٢٦٢٥)

❀❀ ضعيف' ابن ماجه كتاب الرهون باب من باع عقارا ولم يجعل ثمنه فی مثله (٢٤٩٠) دارمی كتاب البيوع فيمن باع دارا لم يجعل ثمنها فی مثلها (٢٦٢٨) مسند احمد ٣/ ٤٦٧'٤/ ٣٠٧ مسند ابی يعلی (١٤٥٨ ٣/ ٤٢'٤٣ اسکی سند میں اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجرین ہے جسے امام بخاری' امام ابوداؤد' امام يحيیٰ بن معين' امام نسائی' امام ابن حبان اور امام ابن الجارود وغيرهم نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (زوائد ابن ماجه (٨٣٥) ص:٣٣٩ المغنی فی الضعفاء ١/ ١١٦ ميزان الاعتدال ١/ ٢١٢'٢٥١ الجرح والتعديل ٢/ ١٥٢ تقريب ص:٣٢) (مبشر احمد ربانی)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ بَاعَ مِنْكُمْ دَارًا أَوْ عِقَارًا قَمِنٌ أَنْ لَا يُبَارَكَ لَهُ إِلَّا أَنْ يَجْعَلَهُ فِيْ مِثْلِهِ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

فرماتے ہوئے میں نے یہ سنا کہ کوئی شخص تم میں سے مکان یا زمین بیچے تو اس کے لیے مناسب یہی ہے کہ اس کی قیمت کو اسی قسم کی زمین میں لگا دے۔ یعنی دوسری زمین یا دوسرا مکان خرید لے اور اگر دوسرا مکان یا دوسری زمین نہیں خریدے گا تو اس روپے میں برکت نہیں ہوتی۔ (ابن ماجہ، دارمی)

ہمسایہ شفعہ کا زیادہ حق دار ہے

٢٩٦٧۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ يُنْتَظَرُ لَهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدًا))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

٢٩٦٧۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمسایہ شفعہ کا زیادہ حق رکھتا ہے اگر وہ غیر حاضر ہو تو اس کا انتظار کیا جائے اور یہ حق شفعہ اس وقت ہے جب کہ دونوں کا راستہ ایک ہی ہو۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

شریک شفعہ کا زیادہ حق دار ہے

٢٩٦٨۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الشَّرِيْكُ شَفِيْعٌ وَالشُّفْعَةُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٢٩٦٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ شریک اس زمین میں جو بیچی جا رہی ہے شفعہ کا حق رکھتا ہے اور شفعہ ہر غیر منقولی چیز میں ہے۔ (ترمذی)

٢٩٦٩۔ قَالَ: وَقَدْرُوِیَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ ‘

٢٩٦٩۔ ترمذی کا بیان ہے کہ یہی روایت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے مروی

٢٩٦٧۔ حسن، مسند احمد (٣/ ٣٠٣)، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی الشفعة (٣٥١٨)، ترمذی کتاب الاحکام باب ماجاء فی الشفعة للغائب (١٣٦٩)، ابن ماجه کتاب البیوع فی الشفعة (٢/ ٣٥٤ ح ٢٦٢٧)

❀❀ صحیح، مسند احمد ٣/ ٣٠٣ ترمذی کتاب الاحکام باب ماجاء فی الشفعة للغائب (١٣٦٩) ابوداؤد کتاب البیوع باب فی الشفعة (٣٥١٨) ابن ماجه کتاب الشفعة باب الشفعة بالجوار (٢٤٩٤) دارمی کتاب البیوع باب فی الشفعة (٢٦٣٠) التمهید ٧/ ٤٧، ٤٨ (مبشر احمد ربانی)

٢٩٦٨۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الاحکام باب هل جاء ان الشریك شفیع (١٣٧١)

❀❀ ضعیف، ترمذی کتاب الاحکام باب هل جاء ان الشریك شفیع (١٣٧١) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٦٩۔ مرسل سنن الترمذی کتاب الاحکام باب هل جاء ان الشریك شفیع (١٣٧١)، الضعیفه (١٠٠٩)، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀❀ ترمذی ایضاً سلسلة الاحادیث الضعیفة (١٠٠٩) شرح معانی الآثار ٤/ ١٢٥ کتاب الشفعة باب الشفعة دارقطنی (٤٤٧٩) بیهقی ٦/ ١٠٩ اس حدیث کو عبدالعزیز بن رفیع سے ابوحمزہ نے موصول کیا ہے امام دارقطنی فرماتے ہیں "عبدالعزیز رفیع سے روایت کرتے ہیں ابوحمزہ کی مخالفت شعبۃ اسرائیل، عمرو بن ابی قیس اور ابوبکر بن عیاس نے کی ہے انہوں نے اسے عبدالعزیز بن رفیع عن ابن ابی ملیکۃ مرسل بیان کیا ہے ابو حمزہ کو اس سند میں وھم ہوا ہے" امام بیہقی فرماتے ہیں درست بات یہ ہے مرسل ہے اور امام ترمذی نے بھی مرسل کو اصح قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

محمد بن میمون ابوحمزہ السکری ثقہ وفاضل ہیں اور شیخین نے اس سے صحیحین میں احتجاج کیا ہے امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں مگر اس کی آخر عمر میں نگاہ مفقود ہو گئی تھی جس نے اس سے پہلے اس سے حدیث لکھی اس کی حدیث جید ہے ابن القطان الفاسی نے مختلطین میں اسے ذکر کیا ہے (تهذیب ٥/ ٣١١) امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے فرمایا لا یحتج به (میزان الاعتدال ٤/ ٥٣) ایسے راوی کی روایت اس وقت حجت ہوتی ہے جب اسکی مخالفت نہ کی گئی ہو لہٰذا اسکی یہ روایت موصولاً ضعیف ہے اسکے ضعیف کی دلیل یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے طحاوی میں بطریق معنی بن عیسیٰ عن محمد بن عبدالرحمٰن عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ثقہ و معروف ہیں احمد بن دائد کے علاوہ یہ ابن موسیٰ الوس ابوعبداللہ ہے اسے ابن یونس نے ثقہ قرار دیا ہے مزید تفصیل سلسلہ ضعیفه (١٠٠٩) میں دیکھیں۔ (مبشر احمد ربانی)

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً، وَهُوَ أَصَحُّ .

ہے انہوں نے نبی ﷺ سے یہ روایت مرسل بیان کی اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

٢٩٧٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُبَيْشٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللهُ رَاسَهُ فِي النَّارِ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مُخْتَصَرٌ يَعْنِي مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً فِي فَلاَةٍ يَسْتَظِلُّ بِهَا ابْنُ السَّبِيْلِ وَالْبَهَائِمُ عَشْمًا وَظُلْمًا بِغَيْرِ حَقٍّ يَكُوْنُ لَهُ فِيْهَا صَوَّبَ اللهُ رَاسَهُ فِي النَّارِ

۲۹۷۰۔ حضرت عبداللہ بن حبیش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیری کے درخت کو کاٹ ڈالے تو اللہ تعالیٰ اس کو سر کے بل دوزخ میں ڈال دے گا۔ (ابوداؤد) اور امام ابوداؤد نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث مختصر ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو بیری کا درخت جنگل یا راستے میں ہو، مسافر اور دوسرے جانور اس درخت کے نیچے آ کر سایہ حاصل کرتے ہوں اور آرام کرتے ہوں اور ناحق اور بے ضرورت کے اس کو کوئی کاٹ ڈالے تو اللہ تعالیٰ اس کو سر کے بل جہنم میں ڈال دے گا یا یہ کہ وہ درخت حرم شریف میں ہو حرم شریف کے درختوں کو کاٹنا حرام ہے۔ بظاہر اس حدیث کی مطابقت شفعہ کے ساتھ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٢٩٧١ - عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ ((إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فِي الْأَرْضِ فَلاَ شُفْعَةَ فِيْهَا وَلاَ شُفْعَةَ فِيْ بِيرٍ وَلاَ فَحْلِ النَّخْلِ)). رَوَاهُ مَالِكٌ

۲۹۷۱۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مشترکہ زمین کی حدیں الگ الگ ہو جائیں یعنی دونوں شریک اپنی اپنی زمینوں کو بانٹ کر الگ ہو جائیں تو شرکت کا حق شفعہ نہیں رہا اور کنویں میں اور کھجور کے نر درختوں میں شفعہ نہیں ہے۔ (مالک)

❀❀❀❀

٢٩٧٠ - حسن، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قطع السدر (٥٢٣٩)

❀❀ حسن' ابوداؤد کتاب الادب باب فی قطع السدر (٥٢٣٩) بیھقی ٦/ ١٣٩ شرح السنة (٢١٧٦) ٨/ ٢٤٩، ٢٥٠ اس کی سند میں ابن جریج مدلس ہیں اور سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم مجہول ہے لیکن اس حدیث کے شواہد بہت سارے ہیں جن میں سے؟ بن حکیم عن ابیہ عن جزہ کی سند سے بیہقی ٦/ ١٤١ میں مروی ہے اس کی سند حسن ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٢٩٧١ - اسنادہ ضعیف موطا امام مالک کتاب الشفعة باب مالا تقع فیه الشفعة (٢/ ٧١٧ ح ١٤٥٩) انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀❀ صحیح موقوف' المؤطا کتاب الشفعه باب مالا تقع فیه الشفعة (٤) بیھقی ٤/ ١٠٥ عبدالرزاق (مبشر احمد ربانی)

(۱۳) بَابُ الْمُسَاقَاةِ وَالْمُزَارَعَةِ

مزارعت اور مساقات

مزارعت کو اردو زبان میں بٹائی کہتے ہیں یعنی کسی کو زمین دے دو تا کہ وہ تمہاری زمین میں کھیتی باڑی کرے اور جو کچھ اس میں پیدا ہو اس میں سے آپس میں آدھا یا چوتھائی یا تہائی جس طرح بھی آپس میں ٹھہرا لیا گیا ہو تقسیم کر لیا جائے جیسے تمہارے پاس سو بیگہ زمین ہے تم زید کو دے کر یہ کہو کہ اس زمین کی کھیتی کرو اس کی پیداوار میں سے آدھا ہم لیں گے اور آدھا تم لے لینا۔ زید نے اس کو منظور کر کے کھیتی کرنی شروع کر دی اب اس معاہدے کے بعد حسب معاہدہ پیداوار میں سے آدھا آدھا دونوں تقسیم کر لو اسی کو مخابرہ بھی کہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے مخابرت اور مزارعت میں کچھ فرق بیان کیا ہے کہ مزارعت میں کام ایک طرف سے اور بیج اور زمین دوسری طرف سے' اور مخابرت میں زمین ایک طرف سے اور بیج اور کاروبار دوسرے کی طرف سے ہوتا ہے اس قسم کی مزارعت اور مخابرت جائز ہے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مزارعت کی ہے اور زمین کو کرایہ اور مال گزاری پر بھی دینا جائز ہے جیسا کہ عام طور پر دستور ہے۔

مساقات درحقیقت مزارعت کی ایک قسم ہے فرق صرف اتنا ہے کہ مزارعت زمین میں ہوتی ہے اور مساقات درختوں میں یعنی تم اپنے باغ اور درختوں کو دوسرے کے حوالہ کر کے یہ کہو کہ تم ان کو پانی دو اور خدمت کرو اور جو کچھ میوہ وغیرہ اس میں پیدا ہو اس میں سے آدھا ہم لیں گے اور آدھا تم کو دیں گے اس نے منظور کر کے کام شروع کر دیا۔

ٹھیکے پہ زمین دینا

۲۹۷۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَفَعَ إِلَى يَهُوْدَ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلَى أَنْ يَعْتَمِلُوْهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَطْرُ ثَمَرِهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ فِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَى خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ أَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا

۲۹۷۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی کھجوروں کے درختوں اور خیبر کی زمینوں کو وہاں کے یہودیوں کو اس شرط پر دیا تھا کہ وہ کھیتی باڑی اور محنت مشقت سے کام کریں اور اپنا روپیہ پیسہ لگائیں تو اس کی آدھی پیداوار یہودیوں کو اور آدھی پیداوار رسول اللہ ﷺ کو ملے گی۔ (مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کی زمینوں اور کھجوروں کے درختوں کو اس شرط پر دیا تھا کہ وہ محنت مشقت اور کھیتی باڑی کریں اور جو کچھ پیداوار ہو اس میں سے آدھا رسول اللہ ﷺ کو اور آدھا یہودیوں کو ملا کرے گا۔

۲۹۷۲۔ صحیح بخاری کتاب الاجارة باب اذا استاجرا رضا فمات احدهما (۲۲۸۵)، مسلم کتاب المساقاة باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمروالزرع (۱۵۵۱[۳۹۶۶])

❀❀ مسلم کتاب المساقاة باب والمعاملة بجزء من الثمر والزرع (۵۔۱۵۵۱) بخاری کتاب الاجارة باب اذا ستاجرا رضا فمات احدهما (۲۲۸۵)(مبشر احمد ربانی)

توضیح: مدینہ کے قریب خیبر ایک بستی کا نام ہے جہاں یہودی رہا کرتے تھے لڑائی میں خیبر فتح ہوا اور سب زمینوں اور باغوں پر نبی ﷺ کا قبضہ ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ان لوگوں نے کہا کہ ہم کو یہیں رہنے دیجئے ہم کھیتی باڑی اور باغبانی کے کاموں سے خوب واقف ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تم کاشتکاری کرو تو اس کی پیداوار آدھا تم کو ملے گا اور آدھا ہم لیا کریں گے اسی کو مزارعت اور مساقات کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں جائز ہیں۔

۲۹۷۳۔ وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا حَتّٰى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْهَا فَتَرَكْنَاهَا مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۹۷۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مخابرہ اور مزارعت آپس میں کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اس وجہ سے ہم نے اس معاملہ کو چھوڑ دیا۔ (مسلم)

توضیح: مخابرہ۔ اسی مزارعت کو کہتے ہیں جس کا بیان پہلے آ چکا ہے اور مزارعت جائز ہے اور اس حدیث میں جو ممانعت آئی ہے یا تو ممانعت تنزیہی ہے یا مزارعت کی خاص قسم کی ممانعت ہے جس کا بیان نیچے حدیث میں آ رہا ہے۔

۲۹۷۴۔ وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمَّايَ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْأَرْضَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبِعَاءِ أَوْ شَيْءٍ يَسْتَثْنِيْهِ صَاحِبُ الْأَرْضِ فَنَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ فَكَيْفَ هِيَ بِالدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ وَكَانَ الَّذِيْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ مَالَوْ نَظَرَ فِيْهِ ذُو الْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِزْهُ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۹۷۴۔ حضرت حنظلہ بن قیس نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ میرے چچاؤں نے مجھے یہ بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی زمینوں کو کرایہ پر دیتے تھے اس پیداوار کے بدلے میں جو دو نالیوں اور نہروں کے کنارے پیدا ہوئی تھی یا جس پیداوار کو زمین کا مالک چن لیتا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ میں نے رافع بن خدیج سے دریافت کیا کہ زمینوں کو اگر درہم اور دینار اور روپیہ پیسہ کے بدلے میں دی جائے تو کیسا ہے تو انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے راوی کا بیان ہے کہ جس مزارعت سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے وہ ایسی چیز ہے کہ اگر کوئی سمجھ دار اس کو حلال و حرام کے ساتھ دیکھے اور غور و فکر کرے تو دھوکہ اور مخاطرت کی وجہ سے اس کو جائز نہ سمجھے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مزارعت میں فریب اور دھوکہ ہو تو جائز نہیں ہے اور جس میں دھوکہ نہ ہو وہ جائز ہے جیسے روپیہ پیسہ کے بدلہ میں ہو یا پیداوار کے نصف و ثلث و ربع پر ہو اور جس میں دھوکہ ہو جیسے زمین کا مالک زمین دیتے وقت یہ

۲۹۷۳۔ صحیح مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض (۱۵۴۷[۳۹۳۵])

❀❀ مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض (۱۰۶،۱۰۷/ ۱۵۴۷)، ترتیب المسند للشافعی ۲/ ۱۳۶ کتاب المزارعة (۴۴۷) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۷۴۔ صحیح بخاری کتاب الحرث والمُزارعه باب کراء الارض بالذهب (۲۳۴۶)، مسلم کتاب البیوع کراء الارض بالذهب والورق (۱۵۴۷[۳۹۵۱])

❀❀ بخاری کتاب الحرث والمزارعة باب کراء الارض بالذهب والفضة (۲۳۴۶) مسلم کتاب باب کراء الارض بالذهب والورق (۱۱۵/ ۱۵۴۷) (مبشر احمد ربانی)

کہے کہ اس قطعہ کی پیداوار میں لوں گا اور دوسرے قطعہ کی پیداوار تم لینا تو اس صورت میں کبھی ایک کے حصے کی زمین میں پیداوار ہوتی ہے اور دوسرے کے حصے کی زمین میں پیداوار نہیں ہوتی تو ایک کا نفع اور دوسرے کا نقصان ہوتا ہے یا زمین کا مالک نہر اور نالیوں کے پاس کے زمین کی پیداوار اپنے لیے مخصوص کر لے اور نہر' نالی سے دور کی زمین کی پیداوار زراعت کرنے والے کو مخصوص کر دے تو اس صورت میں بھی ایک کا فائدہ اور دوسرے کا نقصان ہے اس قسم کی زراعت جائز نہیں ہے۔

ٹھیکے پہ زمین دینا ممنوع ہے مگر کون سی؟

٢٩٧٥۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷛ قَالَ كُنَّا أَكْثَرَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ حَقْلاً وَكَانَ أَحَدُنَا يُكْرِىْ أَرْضَهُ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ فِيْ وَهٰذِهِ لَكَ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ ذِهْ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهْ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ ﷺ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٩٧٥۔ حضرت رافع بن خدیج ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ والوں میں سب سے زیادہ کھیتی باڑی کرنے والے تھے اور ہم لوگ اپنی زمینوں کو کرایہ پر دے دیتے۔ اور دینے والا یہ کہتا کہ زمین کے اس ٹکڑے کی پیداوار میں لوں گا اور دوسرے ٹکڑے کی پیداوار تم لینا تو بعض دفعہ ایک ٹکڑے میں پیداوار ہوتی اور دوسرے ٹکڑے میں پیداوار نہیں ہوتی تو نبی ﷺ نے اس مزارعت سے منع فرما دیا۔ (بخاری، مسلم)

٢٩٧٦۔ وَعَنْ عَمْرٍو وَقَالَ قُلْتُ لِطَاؤُوْسٍ لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُم يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْهُ قَالَ أَيْ عَمْرُو إِنِّيْ أُعْطِيْهِمْ وَأُعِيْنُهُمْ إِنَّ أَعْلَمَهُمْ أَخْبَرَنِيْ يَعْنِى ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ أَنْ يَّمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ أَنْ يَاخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُوْمًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٢٩٧٦۔ حضرت عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے طاؤس تابعی سے کہا کہ اگر آپ مزارعت کو چھوڑ دیتے تو اچھا تھا کیونکہ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے تو طاؤس نے یہ جواب دیا کہ اے عمرو بن دینار میں زمین کو لوگوں کو مزارعت پر دیتا ہوں اور اس سلسلہ میں ان کی مدد کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس ﷛ نے جو بہت بڑے عالم تھے یہ بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مزارعت سے منع نہیں فرمایا ہے لیکن یہ فرمایا ہے کہ تم اپنے بھائی کو مفت زمین بخش دو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم کوئی لگان یا مال گزاری یا کرایہ وصول کرو۔ (بخاری و مسلم)

٢٩٧٧۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

٢٩٧٧۔ حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

٢٩٧٥۔ صحيح بخارى كتاب الحرث والمزارعة باب مايكره من الشروط فى المزارعة (٢٣٣٢)، مسلم كتاب البيوع باب كراء الارض بالذهب والورق (١٥٤٧[٣٩٥٣])

❀❀ بخارى كتاب الحرث والمزارعة باب مايكره من الشروط فى المزارعة (٢٣٣٢) مسلم كتاب البيوع باب كراء الارض بالذهب والورق (١١٧/ ١٥٤٧) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٧٦۔ صحيح بخارى كتاب الحرث والمزارعة باب ١٠ (٢٢٣٠)، مسلم كتاب البيوع باب الارض تمنع (١٥٥٠[٣٩٥٧، ٣٩٥٨])

❀❀ بخارى الحرث والمزارعة باب (١٠) رقم (٢٣٣٠) مسلم كتا ب البيوع باب الارض تمنع (١٢١، ١٢٠/ ١٥٥٠) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٧٧۔ صحيح بخارى كتاب الحرث والمزارعة باب ماكان من اصحاب النبى ﷺ؟ بعضهم (٢٣٤٠)، مسلم كتاب البيوع باب كراء الارض (١٥٣٦[٣٩٢٥])

❀❀ بخارى كتاب الحرث والمزارعة باب ماكان من اصحاب النبى ﷺ يواسى بعضهم بعضا فى الزارعة والثمر (٢٣٤٠) وكتاب الهبة باب فضل المنيحة (٢٦٣٢)، مسلم كتاب البيوع باب كراء الارض (٨٩/ ١٥٣٩) و (٩٦/ ١٥٣٦) (مبشر احمد ربانی)

مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کہ جس کے پاس زمین ہو تو خود ہی کاشت کرے یا اپنے بھائی کو بخش دے اور اگر ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ کر سکے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے زمین کو روکے رکھے۔ (بخاری ومسلم)

٢٩٧٨۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَرَأَى سِكَّةً وَشَيْئًا مِنَ آلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((لاَ يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلاَّ أَدْخَلَهُ اللهُ الذُّلَّ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٢٩٧٨۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کسی جگہ کھیتی کے سامان میں سے ہل کدال وغیرہ کو دیکھ کر یہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں یہ سامان داخل ہوا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل وخوار کرے گا۔ (بخاری)

توضیح: یعنی کھیتی کرنے والوں سے حکومت کرایہ لگان مال گزاری وصول کرے گی جب وقت پر مال گزاری نہیں دے پائیں گے تو حکومت کی طرف سے ان پر سختی ہو گی حکام ان کو ماریں گے اور ذلیل ورسوا کریں گے یا کھیتی باڑی میں مصروف ہونے کی وجہ سے جہاد چھوڑ بیٹھیں گے دشمن ان پر غالب آ جائیں گے اور ان کو ماریں گے اور ان پر ظلم کریں گے اور ذلیل رعایا بنا کر رکھیں گے۔ سچ ہے۔ ((اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً .))

کسی کی زمین بغیر اجازت کاشت کرنا

٢٩٧٩۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ وَلَهُ نَفَقَتُهُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

٢٩٧٩۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی زمین میں بغیر اس کی اجازت کے کاشت کرے تو اس زمین کی پیداوار پوری زمین کے مالک کی ہے اور صرف مالک کے ذمے اس کا خرچہ ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

توضیح: یعنی اگر زید کی زمین میں بغیر زید کی اجازت کے بکر نے کچھ بو دیا اور اس میں سے پیدا ہو گیا تو اس کھیت کی ساری پیداوار زید کو ملے گی بکر کو نہیں ملے گی البتہ بکر نے جتنا بیج ڈالا ہے اور جو کاشت کرنے میں خرچ ہوا ہے وہ زمین کا مالک زید بکر کو واپس کر دے۔

٢٩٧٨۔ صحیح بخاری کتاب الحرث والمزارعة باب مایحذر من عواقب الاشتغال (٢٣٢١)

❀ بخاری کتاب الحرث والمزارعة باب یا یحذر من عواقب الاشتغال بالة الزرع (٢٣٢١) (مبشر احمد ربانی)

٢٩٧٩۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی ذرع الارض بغیر اذن صاحبها (٣٤٠٣)، ترمذی کتاب الاحکام باب ماجاء فی من ذرع فی الارض قوم بغیر اذنهم (١٣٦٦)، ابن ماجه (٢٤٦٦)

❀ صحیح، ترمذی کتاب الاحکام باب ماجاء فی من زرع فی الارض قوم بغیر اذنهم (١٣٦٦)، ابوداؤد کتاب البیوع باب فی ذرع الارض بغیر اذن صاحبها (٣٤٠٣) کتاب الاموال لابی عبید ص:٣٦٤ رقم (٧٠٨) مسند احمد ٣/ ٤٦٥ بیهقی ٦/ ١٣٦، ١٣٧ ابن ماجه کتاب الرهون باب من زرع فی ارض قوم بغیر اذنهم (٢٤٦٦) شرح السنة ٨/ ٢٣١۔ (١) اس کی سند میں عطاء کا سماع رافع بن خدیج سے نہیں ہے۔ (٢) ابواسحاق السبیعی مختلط ومدلس ہیں (٣) شریک بن عبداللہ القاضی کا متکلم فیہ ہونا ابواسحاق کی متابعت عقبہ بن الاصم نے کی ہے اور وہ ناقابل حجت ہے۔ اور شریک کی متابعت بیہقی کے ہاں قیس بن الربیع نے کی ہے اور وہ بھی؟ الحفظ ہے لیکن اس کا ایک قوی شاہد ابو دائود (٣٣٩٩) نسائی کتاب الایمان (٣٨٩٨) میں موجود ہے امام ابوحاتم نے فرمایا: "هذا یقوی حدیث شریك عن ابی اسحاق" علل الحدیث ١/ ٤٧٥، ٤٧٦ یہ شریک عنہ ابی اسحاق کی حدیث کو تقویت دیتی ہے لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

۲۹۸۰۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ مَا بِالْمَدِيْنَةِ أَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ إِلَّا يَزْرَعُوْنَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَرَاعَ عَلِيٌّ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدُالْعَزِيْزِ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَآلُ أَبِي بَكْرٍ وَآلُ عُمَرَ وَآلُ عَلِيٍّ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الأَسْوَدِ كُنْتُ أُشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ فِي الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلَى إِنْ جَاءَ عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهِ فَلَهُ الشَّطْرُ وَإِنْ جَائُوْا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۹۸۰۔ حضرت قیس بن مسلم ابوجعفر سے روایت کرتے ہیں کہ مدینے میں کسی مہاجر کا گھرانا ایسا نہیں تھا جو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر مزارعت اور بٹائی نہ کرتا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور قاسم رضی اللہ عنہ اور عروہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خاندان والے اور عمر کے خاندان والے اور علی رضی اللہ عنہ کے خاندان والے اور ابن سیرین رحمہ اللہ یہ سب کے سب مزارعت اور بٹائی کیا کرتے تھے اور عبدالرحمٰن بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا میں عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ کو کھیتی میں شریک رکھتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اس شرط پر بٹائی کی کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ اپنا بیج دیں تو ان کو آدھی پیداوار ملے گی اور اگر دوسرے لوگ بیج ڈالیں تو ان کو اتنی پیداوار ملے گی۔ (بخاری)

❀❀❀❀

۲۹۸۰۔ امام بخاری نے تعلیقاً قبل (ح ۲۳۲۸) ذکر کیا ہے۔ (بخاری کتاب الحرث مازارعة باب المزارعة بالشطر تعليقاً)

❀❀ بخاری تعليقاً كتاب الحرث باب المزارعة بالشطر تغليق التعليق ۳/ ۳۰۰ عبدالرزاق ۸/ ۱۰۰ (۱٤٤۷٦) علی رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ، عروہ بن زبیر رحمہ اللہ، آل ابی بکر و آل عمر اور آل علی رضی اللہ عنہ کے آثار ابن ابی شیبہ میں موصولا مروی ہیں۔

اور قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے عبدالرزاق ۸/ ۱۰۰ (۱٤٤۷٤) اور محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے سنن سعید بن منصور میں اور عبدالرحمٰن بن الاسود سے ابن ابی شیبہ میں آثار موجود ہیں عمر رضی اللہ عنہ فعل سنن کبریٰ بیہقی ٦/ ۱۳۵ اور ابن ابی شیبہ میں موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

(۱۴) بَابُ الْاِجَارَةِ

اجارہ کا بیان

اجارہ کے لغوی معنی اجرت اور مزدوری کے ہیں اور شرعی معنی یہ ہیں کہ نفع کو بیچنا اور اس کو غیر کی ملکیت میں داخل کرنا ایک عوض معین کے بدلے میں مزدور کو اجیر کہتے ہیں اور مزدوری کرانے والے کو مستجیر کہتے ہیں اور اس معاملہ کو اجارہ کہتے ہیں۔
اجیر کی دو قسمیں ہیں: ایک اجیر مشترک جو کسی خاص آدمی کے کام میں مقید نہیں رہتا ہے بلکہ سب کا کام لے لیتا ہے اور سب کا پورا پورا کام کر کے واپس کر دیتا ہے اور مزدوری لے لیتا ہے جیسے درزی' دھوبی' سنار' لوہار' رنگریز وغیرہ اور دوسرے اجیر خاص جو ایک وقت میں ایک ہی کام کرتا ہے' اس کے وقت میں دوسرے کا کام نہیں کر سکتا ہے جیسے نوکر و ملازم ضرورت پر نوکری و مزدوری جائز ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی مزدوری کی ہے قرآن مجید میں ہے کہ ان کے متعلق حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک صاحبزادی نے یہ مشورہ دیا تھا "ان خیر من الستاجرت القوی الامین" "اچھا مزدور جو آپ رکھیں وہ ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو۔" نیز اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے جائز مزدوریاں اور نوکریاں کی ہیں ناجائز کام کرنے کی نہ مزدوری جائز ہے اور نہ ملازمت جائز ہے کرایہ کے لیے مکان زمین اور سواری کے لیے جانوروں کو کرایہ پر لینا دینا جائز ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

۲۹۸۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ زَعَمَ ثَابِتُ بْنُ الضَّحَاكِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ الْمُزَارَعَةِ بِالْمُوجَرَةِ قَالَ لَا بَاسَ بِهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۲۹۸۱۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ثابت بن قیس نے یہ کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع کیا ہے اور زمین کو اجارہ پر دینے کا حکم دیا ہے اور یہ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مسلم)

۲۹۸۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم احْتَجَمَ فَأَعْطَى الْحَجَّامِ أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۹۸۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور سینگی کھینچنے والے کو اس کی مزدوری دی اور ناک میں دوا ڈالی۔ (بخاری' مسلم)

توضیح: اس حدیث میں مزارعت سے خاص قسم کی مزارعت مراد ہے جس سے منع کیا گیا ہے اور اس کا بیان اوپر آ گیا ہے اور مواجرت سے مراد یہ ہے کہ زمین کو روپیہ پیسہ کے بدلہ میں کرایہ پر دینا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۲۹۸۱۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب فی المزارعة والمؤاجرة (۱۵۴۹[۳۹۵۶])

❀❀ مسلم کتاب البیوع باب فی المزارعة والمؤاجرة (۱۱۹/ ۱۵۴۹) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۸۲۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب السعوط (۵۶۹۱)، مسلم کتاب المساقة باب حل اجرة الحجامة (۱۲۰۲[۲۸۸۶])

❀❀ بخاری کتاب الطب ب ب السعوط (۵۶۹۱) مسلم کتاب المساقاة باب حل اجرة الحجامة (۶۵/ ۱۲۰۲) (مبشر احمد ربانی)

اجرت پہ بکریاں چرانا

۲۹۸۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ وَأَنْتَ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَى عَلَى قَرَارِيْطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۹۸۳۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ آپ نے بھی بکری چرائی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے مکے والوں کی بکریاں چند قیراط کی اجرت پر چرایا کرتا تھا۔(بخاری) قراریط قیراط کی جمع ہے جو آدھا دانق ہوتا ہے اور وہ درہم کا چھٹا حصہ بنتا ہے۔(البانی)

توضیح: قیراط آدھے دانق کو کہتے ہیں جو پانچ جو کے برابر ہوتا ہے یعنی معمولی اجرت پر بکریاں چرایا کرتا تھا اس حدیث سے مزدوری کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

تین قسم کے گناہ بہت بڑے ہیں

۲۹۸۴۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلُ ن اسْتَاجَرَ أَجِيْرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۹۸۴۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تین شخصوں کی قیامت کے دن میں خود ہی وکالت کرواں گا۔(۱) جس نے میرے ساتھ عہد و اقرار کیا پھر اس نے غداری اور بے وفائی کی (۲) جس نے کسی آزاد کو فروخت کر دیا پھر اس کی قیمت کھالی (۳) جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا اور اس سے پورا کام لیا اور مزدوری نہیں دی۔(بخاری)

قرآن مجید پر اجرت لینا

۲۹۸۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَرُّوْا بِمَاءٍ فِيْهِمْ لَمْ لَدِيْغٌ أَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ رَاقٍ إِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيْغًا أَوْ سَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَاءٍ فَبَرَأَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ

۲۹۸۵۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کا گزر پانی کی چشمے پر ہوا وہاں ایک شخص کو بچھو نے ڈس لیا تھا تو چشمے والوں میں سے ایک شخص ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کیا آپ لوگوں میں کوئی ایسا شخص ہے جس کو بچھو کا منتر آتا ہو یا کوئی دعا یاد ہو وہ پڑھ کر دم کر دے چونکہ اس چشمے پر ایک شخص کو بچھو نے کاٹ کھایا ہے صحابہ کرام میں سے ایک صاحب (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) اس کے

۲۹۸۳۔ صحیح بخاری کتاب الجارة باب رعی الغنم علی قراریط (۲۲۶۲)

❀❀ بخاری کتاب الاجارة باب رعی الغنم علی قراریط (۲۲۶۲)(مبشر احمد ربانی)

۲۹۸۴۔ صحیح بخاری کتاب البیوع اثم من باع حراً (۶۲۲۷)

❀❀ بخاری کتاب البیوع باب اثم من باع حرا (۲۲۲۷)(مبشر احمد ربانی)

۲۹۸۵۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب الشروط فی الرقیه بفاتحه الکتاب (۵۷۳۷)

❀❀ بخاری کتاب الطب باب الشروط فی الرقیة بفاتحة الکتاب (۵۷۳۷) وباب النفث فی الرقیة (۵۷۴۹) ابن حبان (۱۱۳۱) بیهقی ۶/ ۱۲۴، دارقطنی (۳۰۱۹، ۳۰۲۰) مسند احمد ۱/ ۹۸ اور اس کا شاهد حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ بخاری مسلم ابو داؤد (۳۴۱۸) دارقطنی اور احمد وغیرھم میں موجود ہے ارواء القلیل (۱۵۵۶)(مبشر احمد ربانی)

إِلَى أَصْحَابِهٖ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا أَخَذْتَ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخَذَ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ أَصَبْتُمْ إِقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا۔

ساتھ چلے گئے اور چند بکریوں کی اجرت ٹھہرا کر سورۂ فاتحہ پڑھ پڑھ کر اس پر دم کر دیا وہ شخص اچھا ہو گیا تو وہ صاحب ان بکریوں کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس گئے (اور کہا یہ بکریاں مجھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی اجرت میں ملی ہیں) اس کے ساتھیوں نے اس کو مکروہ سمجھا اور کہا کہ تم نے قرآن مجید کے پڑھنے پر یہ مزدوری لی ہے ہم اس کو نہیں استعمال کریں گے۔ جب وہ مدینہ منورہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ سے ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! فلاں شخص نے اللہ کی کتاب پر مزدوری لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ اجرت لینے کے لائق تو اللہ کی کتاب ہے۔ (بخاری) اور ایک روایت میں فرمایا کہ تم نے اچھا کیا ہی تم ان بکریوں کو آپس میں بانٹ لو اور میرے لیے بھی حصہ لگا دو۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا دعا اور دم کرنے کی فیس اور مزدوری لینا جائز ہے اور قرآن مجید پڑھا کر تنخواہ لینا بھی درست ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ...... دوسری فصل

۲۹۸۶۔ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ أَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْنَا عَلَى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ إِنَّا أُنْبِئْنَا أَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رُقْيَةٍ فَإِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوْهًا فِي الْقُيُوْدِ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَجَاءُوْا بِمَعْتُوْهٍ فِي الْقُيُوْدِ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً أَجْمَعُ بُزَاقِيْ ثُمَّ أَتْفُلُ قَالَ فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَأَعْطُوْنِيْ جُعْلًا فَقُلْتُ لَا حَتّٰى أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ كُلْ فَلَعَمْرِيْ لَمَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةٍ حَقٍّ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ

۲۹۸۶۔ حضرت خارجہ بن صلت رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر اپنے وطن جانے لگے تو ہمارا گزر عرب کے ایک قبیلے پر ہوا وہاں کے ایک آدمی نے ہم لوگوں سے کہا کہ ہمیں یہ خبر دی گئی ہے کہ آپ لوگ اس آدمی کے پاس سے یعنی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بھلائی لے کر جا رہے ہو تو کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی دوا یا منتر ہے کیونکہ ہمارے یہاں ایک پاگل اور دیوانہ بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے (تو کوئی اس دیوانے پر منتر جنتر کر دے یا کوئی دوا کر دے جس سے اس کا دیوانہ پن جاتا رہے اور تندرست ہو جائے) تو ہم نے کہا ہاں وہ اس پاگل کو لے کر آ گئے جو بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا میں نے تین دن صبح شام اس کے اوپر سورۂ فاتحہ پڑھ پڑھ کر دم کیا اس طرح سے کہ میں اپنا لعاب منہ میں جمع رکھتا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پاگل پر لعاب لگا دیتا اسی طرح سے میں نے تین دن کیا تو وہ تیسرے دن اچھا ہو گیا گویا وہ رسی میں بندھا ہوا تھا جو کھول دیا گیا۔ پھر ان لوگوں نے مجھے مزدوری دی میں نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ سے نہیں پوچھوں گا تب تک میں اس کی مزدوری نہیں لوں گا۔ رسول اللہ ﷺ سے میں نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم لے لو اور اس مزدوری کو کھا لو۔ خدا کی قسم بہت سے لوگ جھوٹ موٹ منتر پڑھ کر مزدوری لے کر کھاتے ہیں تم نے تو حق اور اللہ کی کتاب پڑھ کر مزدوری لے کر کھائی ہے۔ (احمد ابو داوٗد)

۲۹۸۶۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب کسب الاطباء (۳۴۲۰)، مسند احمد (۵/ ۲۱۰، ۲۱۱)

❀ حسن، مسند احمد ۵/ ۲۱۰، ۲۱۱ ابوداؤد کتاب البیوع باب فی کسب الاطباء (۴۳۲۰) ابن حبان (۳۸۹۷، ۳۹۰) خارجہ بن الصلت کے چچا کا نام علاقہ بن صحار رضی اللہ عنہ ہے (مبشر احمد ربانی)

اجرت جلد دینی چاہیے

۲۹۸۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَعْطُوا الأَجِيْرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهُ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۲۹۸۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مزدور کو اس کے پسینہ سوکھنے سے پہلے مزدوری دے دیا کرو۔ (ابن ماجہ) کثرت طرق کی وجہ سے حدیث صحیح ہے۔ (البانی)

۲۹۸۸۔ وَعَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ.)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ فِي الْمَصَابِيْحِ مُرْسَلٌ

۲۹۸۸۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرنے والے کے لیے تم پر حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ (ابوداوٗد، احمد)

توضیح: یعنی اگر کوئی سائل اور بھیک منگا گھوڑے پر سوار ہو کر تمہارے پاس بھیک مانگنے کے لیے آ جائے تو تم اس کو بھیک دے دو خالی واپس نہ کرو گویا سوال کر کے وہ تم سے سوال کرنے کی مزدوری مانگتا ہے یہ حدیث مرسل ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

۲۹۸۹۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ النُّدَّرِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ طٰسٓمٓ حَتّٰى بَلَغَ قِصَّةَ مُوْسٰى قَالَ إِنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ آجَرَ نَفْسَهُ

۲۹۸۹۔ حضرت عتبہ بن ندر بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورہ طسم کی تلاوت فرمائی، پڑھتے پڑھتے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے تک پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا

۲۹۸۷۔ صحیح، سنن ابن ماجه کتاب الرهون باب اجر الجرار (۲٤٤۳)

❀❀ اپنے شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔ ابن ماجه کتاب الرهون باب اجر الاجراء (۲٤٤۳) مسند الشهاب للقضاعی (۷٤٤) ۱/ ٤۳۳ تلخیص المشابة فی الرسل للخطیب رحمہ اللہ ۱/ ۵۳۲ اس کی سند میں وهب بن سعید بن عطیہ السلمی اور یہی عبدالوہاب بن سعید بن عطیہ ہے اور وهب کے نام سے معروف ہے متکلم فیہ اور اس کا اسناد عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ضعیف ہے (تقریب ص:۲۰۲ المغنی فی الضعفاء ۱/ ٦۰۲) میزان الاعتدال ۲/ ٥٦٤ الکامل لابن عدی ٤/ ۱٥۸۱ الجرح والتعدیل ٥/ ۱۱۰۷) وهب بن سعید کا متابع عبدالله بن ابراهیم الغفاری متروک هے (المغنی فی الضعفاء ۱/ ٥۲۳ میزان الاعتدال ۲/ ۳۸۸ الضعفاء الکبیر ۱/ ۲۳۳ تقریب ص:۱٦۷) لیکن یہ حدیث کئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیہقی ٦/ ۱۲۱ ذکر اخبار اصبهان لابی نعیم الاصبحانی ۱/ ۲۲۱ شرح مشکل الاثار ٤/ ۱٤۲ مسند ابی یعلی (٦٦۸۲) ۳٥۳٤۱۲ حلیة الاولیاء ۷/ ۱٤۲ طحاوی بیهقی اور اخبار اصبهان میں محمد بن عمارا المؤذن عن المقبری عن ابی هیریرة رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے اور یہ سند صحیح ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں محمد بن عمار المؤذن کو امام علی بن مدینی، امام احمد، امام یحییٰ بن معین اور امام ابو حاتم جیسے اساطین نے ثقہ قرار دیا ہے اور کسی نے اس کی تضعیف نہیں کی یہ روایت تمام رازی کی الفوائد ۱/ ٤٤ اور اس سے ابن عاکر ۱٤/ ۳۸/ ۳/ ۱ اور ابن عدی ۲/ ۲۱٥ اور ابو یعلی بیہقی میں عبداللہ بن جعفر والد علی بن مدینی کی سند سے بھی مروی ہے لیکن یہ عبداللہ بن جعفر ضعیف ہیں اس طرح تمام رازی، ابن عساکر اور حلیۃ الاولیاء میں عبدالعزیزی بن ابان متروک کی سند سے بھی مروی ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ تاریخ بغداد ٥/ ۳۳ طبرانی اوسط مجمع الزوائد ٤/ ۹۸ وغیرہ میں ضعیف سند سے مروی ہے علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کثرت طرق کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے ارواء الفلیل (۱٤۹۸) ٥/ ۳۲۰ تا ۳۲٤ (مبشر احمد ربانی)

۲۹۸۸۔ ضعیف، مسند احمد (۱/ ۲۰۱)، سنن ابی داؤد کتاب الزکاة باب حق السائل (۱٦٦٥)، یعلی بن ابی یحییٰ مجهول الحال راوی ہے۔

❀❀ ضعیف، مسند احمد ۱/ ۲۰۱ ابوداؤد کتاب الزکاب باب حق السائل (۱٦٦٥) مصابیح السنة (۲۲۰۲) ۲/ ۳٦٤) الکامل ٥/ ۱٦۸۷) طبرانی کبیر ۳/ ۱٤۱ (۲۸۹۳) بیهقی ۷/ ۲۳ اسکی سند میں یعلی بن ابی یحییٰ مجہول ہے (تقریب ص:۳۸۸ الکاشف ۲/ ۳۹۸ الجرح والتعدیل ۹/ ۱۳۰٤) یہ موطا مالک میں زید بن اسلم سے مرسلاً مروی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

ثَمَانَ سِنِيْنَ أَوْ عَشْرًا عَلَى عِفَّةِ فَرْجِهِ وَطَعَامِ بَطْنِهِ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ یا دس برس تک مزدوری کی تا کہ اپنی شرمگاہ کو حرام سے بچائیں اور اپنے پیٹ کو بھی حرام کھانے سے محفوظ رکھیں۔ (احمد' ابن ماجہ)

توضیح: حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے ہجرت کر کے تشریف لے چلے اور مدین کی سرزمین میں پہنچے تو دیکھا کہ کنویں کے سامنے پانی کے حوض پر بھیڑ لگی ہوئی ہے اور جانوروں کو پانی پلایا جا رہا ہے مگر اس جماعت سے ذرا فاصلے پر دولڑکیاں کھڑی ہیں اور اپنے جانوروں کو پانی پلانے سے روک رہی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دونوں لڑکیوں سے دریافت کیا کہ تم اپنے جانوروں کو پانی سے کیوں روک رہی ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو پانی نکال نہیں سکتے۔ جب یہ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو بچا کھچا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلا دیں گے ہمارے والد صاحب ہیں لیکن وہ بہت ہی بوڑھے ہیں تو آپ نے خود ہی پانی ان جانوروں کو کھینچ کر پلا دیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کنوئیں کے منہ کو ان چرواہوں نے ایک بڑے پتھر سے بند کر دیا تھا جس چٹان کو دس آدمی مل کر سرکا سکتے تھے آپ نے تن تنہا اس پتھر کو ہٹا دیا اور ایک ہی ڈول نکالا تھا جس میں خدا نے برکت دی اور ان دونوں لڑکیوں کی بکریاں آسودہ ہو گئیں اب آپ تھکے ہارے بھوکے پیاسے ایک درخت کے سایہ تلے بیٹھ گئے مصر سے مدین تک بھاگے دوڑے آئے تھے پیروں میں چھالے پڑ گئے تھے کھانے کو کچھ پاس تھا نہیں درختوں کے پتے اور گھاس پھونس کھاتے رہے تھے پیٹ پیٹھ سے لگ گیا تھا اور گھاس کا سبز رنگ باہر سے نظر آ رہا تھا آدھی کھجور سے بھی اس وقت آپ ترسے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

﴿ولما توجه تلقاء مدين قال عسى ربي ان يهديني سواء السبيل ولما ورد ماء مدين وجد عليه امة يسقون ووجد من دونهم امراتين تذودان قال ما خطبكما قالتا لا نسقي حتى يصدر الرعاء و ابونا شيخ كبير فسقى لهما ثم تولى الى الظل فقال رب اني لما انزلت الي من خير فقير﴾ (القصص)

''اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو کہنے لگے مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ لے چلے۔ مدین کے پانی پر جب آپ پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلا رہی ہے اور دو عورتوں کو الگ کھڑے ہوئے اور اپنے جانوروں کو روکتے ہوئے پایا' پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ وہ بولیں کہ جب تک یہ چرواہے واپس نہ لوٹ جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے والد بہت بڑی عمر کے بوڑھے ہیں آپ نے خود ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف ہٹ آئے اور کہنے لگے اے پروردگار! جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔''

۲۹۸۹۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب الرهون باب اجارة الاجير (٢٤٤٤)، مسلمہ بن متروک راوی ہے۔

❀❀ ضعیف' ابن ماجه كتاب الرهون باب اجارة الاجير (٢٤٤٤) طبرانی کبیر ١٧/ ١٣٥ (٣٣٣) امام بوصیری فرماتے ہیں اسناده حديث عتبة بن النذر ضعيف فيه بقيه بن الوليد وهو مدلس" زوائد ابن ماجه(٨١٧ ص:٣٣٣عتبۃ بن النذر کی حدیث کی سند ضعیف ہے اس میں بقیۃ بن الولید مدلس راوی ہے۔ اسی طرح اس کا شیخ مسلمه بن على الخشنى الامشقى البلاطى متروک ہے (تقريب ص:٣٣٧ المغنى فى الضعفاء ٢/ ٤٠٥ لسان الميزان ٧/ ٣٧٨) امام ابن کثیر فرماتے ہیں' یہ روایت اس سند سے ضعیف ہے اس لیے کہ اس میں مسلمہ بن علی الخشنى الامشتعى البلاطى محدثین کے ہاں ضعیف الروایۃ ہے لیکن یہ دوسری سند سے بھی مروی ہے اور اس میں بھی اسی طرح نظر ہے۔ پھر ابن ابی حاتم رازی سے اس کی سند یوں لائے ہیں حدثنا اهو ذرعه حدثنا صفوان حدثنا الوليد حدثنا عبدالله بن لحصيصه عن الحارث بن يزيد الحضرمى عن على بن رباح اللخمى قال سمعت عتبة الخ (تفسير ابن كثير سورة قصص آيت نمبر ٢٧ کے تحت ٣/ ٤٢٤ تفسير ابن ابى حاتم (١٦٨٥٦) ٩/ ٢٩٦٨) اس سند میں عبداللہ بن لصیعہ مدلس راوی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

ان دونوں بچیوں کی بکریوں کو جب موسیٰ علیہ السلام نے پانی پلا دیا تو یہ اپنی بکریاں لے کر اپنے گھر گئیں باپ نے دیکھا کہ آج وقت سے پہلے یہ آ گئی ہیں تو دریافت فرمایا کہ آج کیا بات ہے؟ انہوں نے سچا واقعہ سنایا آپ نے اسی وقت ان دونوں میں سے ایک کو بھیجا کہ جاؤ اسے میرے پاس لے آؤ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں اور جس طرح پاکدامن عورتوں کا دستور ہوتا ہے شرم و حیاء کی چادر میں لپٹی ہوئی پردے کے ساتھ ان کے ہمراہ چل رہی تھیں منہ بھی چادر کے کنارے سے چھپائے ہوئے تھیں پھر اس دانائی اور صداقت کو دیکھئے کہ صرف یہی نہ کہا کہ میرے ابا آپ کو بلا رہے ہیں کیونکہ اس میں شبہہ کی باتوں کی گنجائش تھی صاف کہہ دیا کہ میرے والد آپ کو آپ کی مزدوری دینے کے لیے بلا رہے ہیں اس احسان کے بدلے میں جو آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلا کر ہمارے ساتھ کیا ہے۔ کلیم خدا کو جو بھوکے پیاسے تن تنہا مسافر اور بے خرچ تھے یہ موقع غنیمت معلوم ہوا یہاں آئے انہیں ایک بزرگ سمجھ کر ان کے سوال پر اپنا سارا واقعہ بلا کم و کاست کہہ سنایا انہوں نے دل جوئی کی اور فرمایا اب کیا خوف ہے ان ظالموں کے ہاتھ سے آپ چھوٹ آئے یہاں ان کی حکومت نہیں بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بزرگ حضرت شعیب علیہ السلام تھے جو مدین والوں کی طرف خدا کے پیغمبر بن کے آئے تھے یہی قول مشہور ہے۔

ان کی دونوں صاحبزادیوں میں سے ایک نے باپ کو توجہ دلائی یہ توجہ دلانے والی وہ صاحبزادی تھیں جو آپ کو بلانے کے لیے گئی تھیں کہا کہ انہیں آپ ہماری بکریوں کی چرائی پر رکھ لیجئے کیونکہ وہی کام کرنے والا اچھا ہوتا ہے جو قوی ہو اور امانت دار ہو۔ باپ نے پوچھا بیٹی تم نے کیسے جان لیا کہ ان میں یہ دونوں وصف ہیں؟ بچی نے جواب دیا کہ دس قوی آدمی مل کر جس پتھر کو اس کنویں سے ہٹا سکتے تھے انہوں نے تنہا اسے ہٹا دیا اس سے ان کی قوت کا اندازہ با آسانی ہو سکتا ہے ان کی امانتداری کا علم مجھے اس طرح ہوا جب کہ میں انہیں لے کر آپ کے پاس آنے لگی تو اس لیے کہ یہ راستے سے ناواقف تھے میں آگے ہو لی انہوں نے کہا نہیں تم میرے پیچھے رہو اور جہاں راستہ بدلنا ہو اس طرف کنکری پھینک دینا میں سمجھ لوں گا کہ مجھے اس راستہ پر چلنا ہے یہ سنتے ہی اس بچی کے باپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں اس مہر پر اپنی ان دونوں بچیوں میں سے ایک کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیتا ہوں کہ آپ آٹھ سال تک ہماری بکریاں چرائیں اس بزرگ نے کہا کہ آٹھ سال تو ضروری ہیں ہاں اس کے بعد دو سال کا آپ کو اختیار ہے اگر آپ اپنی خوشی سے دو سال تک اور بھی میرا کام کریں تو اچھا ہے ورنہ آپ پر لازمی نہیں ہے آپ دیکھیں گے کہ میں برا آدمی نہیں آپ کو تکلیف نہ دوں گا۔ کلیم خدا نے بزرگ کی اس شرط کو قبول فرما لیا اور فرمایا کہ ہم تم میں یہ طے شدہ فیصلہ ہیں مجھے اختیار ہو گا کہ خواہ دس سال پورے کروں یا آٹھ سال کے بعد چھوڑ دوں آٹھ سال کے بعد آپ کا کوئی حق مزدوری مجھ پر لازم نہیں ہم اللہ تعالیٰ کو اپنے اس معاملے پر گواہ کرتے ہیں اسی کی کارسازی کافی ہے۔ تو گو دس سال پورا کرنا مباح ہے لیکن وہ فاضل چیز ہے ضروری نہیں ضروری آٹھ سال ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی تفصیل آئی ہے۔

قرآن مجید پر اجرت نہ لینے کا بیان

۲۹۹۰۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ أَهْدَى إِلَيَّ قَوْسًا مِمَّنْ كُنْتُ أُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْقُرْآنَ وَلَيْسَتْ بِمَالٍ فَأَرْمِيْ عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ ((إِنْ

۲۹۹۰۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا کہ میں ایک شخص کو قرآن مجید پڑھایا کرتا تھا اور کتاب بھی اس نے مجھے ہدیہ میں ایک کمان دی ہے اور یہ کمان مال نہیں ہے اور میں اس تیر سے اللہ کے راستے میں تیر اندازی کروں گا تو

كُنْتَ تُحِبُّ أَنْ تُطَوَّقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَأَقْبَلْهَا)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

آپ نے یہ سن کر فرمایا: اگر تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ قیامت کے دن آگ کا طوق تمہارے گردن میں ڈالا جائے تو اس ہدیہ کو قبول کرلو۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

❀❀❀❀

٢٩٩٠۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی کسب العلم (٤٤١٦)، ابن ماجه کتاب باب الاجر علی تعلیم القرآن (٢١٥٧)

❀❀ صحیح' ابوداؤد کتاب البیوع باب فی کسب المعلم (٣٤١٦) ابن ماجه کتاب التجارات باب الاجر علی تعلیم القرآن (٢١٥٧) مسند احمد ٥/ ٣١٥ بیهقی (٦/ ١٢٥) مستدرك هاكم ٢/ ٤١ ابن ابی شیبه اس کی سند میں اسود بن ثعلبہ الکندی الشامی مجہول ہے (تقریب ص:٣٦ میزان الاعتدال ١/ ٢٥٦) (مبشر احمد ربانی)

❀❀ لیکن ابن حبان نے اسے کتاب الثقات میں درج کیا ہے اور حاکم نے اس کی حدیث کی تصحیح کے ذریعے توثیق کی ہے اور جنادہ بن ابی امیہ ثقہ تابعی نے اس کی متابعت کر رکھی ہے اور اس کے شواہد بھی ہیں علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (١٤٩٣) اور سلسلہ صحیحہ میں اسے ذکر کر کے قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

(۱۵) بَابُ اِحْيَاءِ الْمَوَاتِ وَالشِّرْبِ

بنجر یعنی خراب اور غیر آباد زمین کو آباد کرنے اور پانی کے حق کا بیان

موات اس زمین کو کہتے ہیں جس میں نہ زراعت ہوتی ہو اور نہ مکان ہو اور نہ کوئی اس کا مالک ہو تو اگر حاکم اور بادشاہ کی اجازت سے ایسی غیر مملوکہ زمین آباد کرلے یعنی وہاں کوئی مکان بنالے یا درخت لگائے یا کھیتی باڑی کرے تو یہ اس کی ملکیت ہو جائے گی مندرجہ ذیل حدیثوں میں یہی بیان آ رہا ہے۔

۲۹۹۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ عُمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ)) قَالَ عُرْوَةُ قَضَى بِهِ عُمَرُ فِيْ خِلَافَتِهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۹۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی ایسی زمین کو آباد کرے جو کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہ اس زمین کا زیادہ حق دار ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانے میں اسی حدیث کے مطابق فیصلہ کیا تھا۔ (بخاری)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حکم منسوخ نہیں ہے۔

۲۹۹۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ((لَا حِمَى إِلَّا لِلهِ وَرَسُوْلِهِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۲۹۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ صعب بن جثامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا: حمی صرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ (بخاری)

توضیح: حمی کے معنی روکنے، دفع کرنے اور مدد کرنے اور پرہیز کرنے کے ہیں حدیث میں حمی سے چراگاہ کا محفوظ رکھنا مراد ہے یعنی چراگاہ کا محفوظ رکھنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے مگر اللہ کے لیے اور اس کے رسولوں کے لیے یا جو رسول کا قائم مقام ہو جیسے خلیفہ اور امام۔ جاہلیت کے زمانے میں ہر ایک قبیلہ کا رئیس حمی کیا کرتا ایک کتے کو بھونکواتا اور جہاں تک اس کی آواز پہنچتی اتنی زمین کو خاص اپنے جانوروں کے لیے محفوظ کر لیتا، اس میں اور کوئی شخص نہ چرا سکتا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بری رسم کو موقوف کر دیا اور فرمایا کہ چراگاہ میں ہر ایک شخص اپنے جانوروں کو چرانے کا مجاز ہے البتہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی چراگاہ محفوظ ہو سکتا ہے جیسے جہاد کے گھوڑوں اور جانوروں کے لیے اور حضرت عمر نے نقیع میدان کو ایسے ہی جانوروں کے لیے محفوظ کر لیا تھا۔

۲۹۹۱۔ صحیح بخاری کتاب الھرث والمزارعة باب من احیاء ارضاً مواتاً (۲۳۳۵)

❀❀ بخاری کتاب الحرث والمزارعة باب من احیاء ارضاً مواتا (۲۳۳۵)، بیھقی ۶/ ۱۴۱،۱۴۲ کتاب الأموال لابی عبید (۷۰۱) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۹۲۔ صحیح بخاری کتاب المساقاة باب لھا حمی الا لله ورسوله (۲۳۷۰)

❀❀ بخاری کتاب کتاب المساقاة باب لاحمی الا لله ورسوله صلی اللہ علیہ وسلم (۲۳۷۰) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۹۳۔ وَعَنْ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ فِىْ شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ)) فَقَالَ الأَنْصَارِیُّ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ)) فَاسْتَوْعَى النَّبِیُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِىْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ حِيْنَ احْفَظَهُ الأَنْصَارِیُّ وَكَانَ أَشَارَ عَلَيْهِمْ بِأَمْرٍ لَهُمَا فِيْهِ سَعَةٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۹۹۳۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری آدمی سے حرہ کی ندی اور نہر کے بارے میں مخاصمت کیا جس کا پانی مدینے والے اپنی کھیتوں اور باغوں میں دیا کرتے تھے انصاری نے کہا کہ پانی کو بہنے دو اور اس کو روکو نہیں اور زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں پانی روک کر پہلے اپنی زمین کو سینچ لوں پھر بعد میں چھوڑ دوں گا تو اس مقدمہ کو دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے آپ نے دونوں کا بیان سن کر یہ فیصلہ فرمایا' کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ تم پہلے اپنے درختوں پانی پلا دو اور اپنی زمین سینچ لو۔ پھر اپنے ہمسایہ کیلیے پانی چھوڑ دو وہ بھی اس پانی سے اپنی زمین کو سینچ لے۔ یہ سن کر انصاری غصہ ہو کر کہنے لگا کہ کیوں نہیں یہ زبیر رضی اللہ عنہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں (اس لیے ان کی طرف داری کر کے ان کے حق پر فیصلہ کر دیا ہے تو آپ ﷺ کا چہرہ اس کی اس بات سے متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا پھر آپ نے فرمایا اے زبیر رضی اللہ عنہ تم پانی کو روک لو۔ تک کہ منڈیروں تک پہنچ جائے پھر اپنے ہمسایہ کے لیے پانی چھوڑ دو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کو پورا پورا حق دے دیا جو ان کا واجبی حق تھا جس وقت اس انصاری نے آپ کے غصے میں ڈال دیا تھا ورنہ پہلے آپ نے سمجھوتے کے طور پر ایسا فیصلہ فرمایا تھا جس میں دونوں کا فائدہ تھا۔ (بخاری و مسلم)

۲۹۹۴۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَمْنَعُوْا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوْا بِهِ فَضْلَ الْكَلاَءِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۲۹۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بچے ہوئے پانی کو نہ روکو تاکہ اس کے بہانے سے بچی ہوئی گھاس کو روک لو۔ (بخاری' مسلم)

توضیح: اس کی صورت یہ ہے کہ جنگل میں پانی کا ایک کنواں ہو جس کے اطراف میں گھاس ہو لیکن کنوئیں والا اس میں سے کسی کو وہ پانی جو اس کی ضرورت سے زائد ہے نہ لینے دے اس غرض سے کہ جب جانوروں کو پانی نہ ملے گا تو کوئی اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے وہاں نہ لا سکے گا اور اس طرح سے جو گھاس فاضل ہے وہ بھی محفوظ رہے گی۔

جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنا

۲۹۹۵۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۲۹۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۲۹۹۳۔ صحیح بخاری کتاب المساقاۃ باب سکر الانهار (۲۳۵۹)، مسلم کتاب الفضائل باب وجوب اتباعه (۲۳۵۷[۶۱۱۲])

❀❀ بخاری کتاب المساقاۃ باب سکرالأنهار (۲۳۵۹) وکتاب التفسیر سورۃ النساء باب (فلاوربك لا یومنون......) (۴۵۸۵) مسلم کتبا الفضائل باب وجوب اتباعه ﷺ (۱۲۹/ ۲۳۵۷) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۹۴۔ صحیح بخاری کتاب المساقاۃ باب من قال ان صاحب الماء احق بالمء (۲۳۵۴)، مسلم کتاب المساقاۃ باب تحریم فضل بیع الماء (۱۵۶۶[۴۰۰۷])

❀❀ بخاری کتاب المساقاۃ باب من قال ان صاحب الماء احق بالماء (۲۳۵۴) مسلم کتاب المساقاۃ باب تحریم فضل بیع الماء (۳۷۔۱۵۶۶) (مبشر احمد ربانی)

((ثَلاَثَةٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيمَةِ وَلاَ يَنْظُرِ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرُ مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللهُ أَلْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَاءٍ مَالَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ جَابِرٍ فِيْ بَابِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا مِنَ الْبُيُوْعِ

فرمایا کہ قیامت کے روز تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا۔ (۱) وہ شخص جو اپنا سامان بیچتا ہے اور خریدار دام لگاتا ہے تو وہ جھوٹی قسم کھا کر کہتا ہے کہ خدا کی قسم مجھ کو اس سے زیادہ ملتا ہے جتنا تم دام لگا رہے ہو۔ (۲) وہ شخص کہ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال لے لے۔ (۳) وہ شخص جو بچے ہوئے پانی کو پلانے سے روکے تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ تم نے اس بچے ہوئے پانی کو روکا جو تیرے ہاتھ نے نہیں پیدا کیا تھا۔ آج میں اپنی مہربانی کو تجھ سے روک لوں گا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنا حرام ہے اسی طرح سے جھوٹی قسم کھا کر دوسرے کا مال ہڑپ کر لینا بھی حرام ہے اور بچے ہوئے پانی کو ضرورت مندوں سے روک لینا بھی جائز نہیں۔

جو غیر آباد زمین پر آبادی کرے تو وہ اسی کی ہے

۲۹۹۶۔ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ أَحَاطَ حَائِطًا عَلَى الأَرْضِ فَهُوَ لَهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۲۹۹۶۔ حضرت حسن بصری سمرہ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی غیر آباد زمین پر دیوار بنا کر گھیرے تو وہ زمین اسی کی ہے۔ (ابوداؤد)

۲۹۹۷۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَقْطَعَ لِلزُّبَيْرِ نَخِيلاً۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۲۹۹۷۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے درختوں کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو جاگیر کے طور پر دے دیا تھا۔ (ابوداؤد)

۲۹۹۵۔ صحیح بخاری کتاب المساقاۃ باب من رای ان صاحب الحوض (۲۳۶۹)، مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار (۱۰۸[۲۹۷])

❀❀ بخاری کتاب المساقاۃ باب من رأى أن صاحب الحوض ...... (۲۳۶۹) مسلم کتاب الإیمان باب بیان غلظ تحریم اسبال الإزار (۱۷۳/ ۱۰۸) جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث (۲۸۵۸) میں گزر چکی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۲۹۹۶۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب انواح والامارۃ باب فی احیاء الموات (۳۰۷۷)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

❀❀ ضعیف' ابوداؤد کتاب الخراج والامارۃ باب فی احیاء الموات (۳۰۷۷) مسند طیالسی (۹۰۶) طبرانی کبیر ۷/ ۲۵۲) (۲۸٦٤) بیہقی ٦/ ۱٤۲ کتاب الخراج ص:٦٥ مسند احمد ٥/ ۲۱ المنتقی لابن ایجارود (۱۰۱٥) مسند الشامیین (۲٦۲۸) سعید بن ابی عروۃ کی متابعت مسند طیالسی میں ھشام نے کی ہے اور قتادہ بن دعامہ السدوسی کی تصریح بالسماع نہیں ملی حسن بصری کی سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کے بارے دیکھیں (۲۸۲۲) (مبشر احمد ربانی)

۲۹۹۷۔ اسنادہ حسن سنن ابی داؤد کتاب الخراج باب فی اقطاع الارضین (۳۰٦۹)

❀❀ اپنے شواہد کی وجہ سے حسن ہے۔ ابوداؤد کتاب الخراج باب فی اقطاع الارضین (۳۰٦۹) کتاب الاموال لأبی عبید (٦۷٦) ترتیب السنة للشافعی ۲/ ۱۳۳ (٤۳٦ بخاری کتاب فرض الخمس باب ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطی المؤلفة قلوبهم تعلیقاً تحت (۳۱٥۱) اس کی سند میں ابوبکر بن عیاش ضعیف راوی ہے جس نے اس حدیث کو موصول بیان کیا ہے جبکہ ابومعاویہ وغیرہ نے اسے مرسل بیان کیا ہے اس حدیث کا شاہد حدیث ابن عمر ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

زبیر کو آپ ﷺ کا جاگیر عطا کرنا

۲۹۹۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ لِلزُّبَيْرِ حُضْرَ فَرَسِهِ فَأَجْرَى فَرَسَهُ حَتَّى قَامَ ثُمَّ رَمَى بِسَوْطِهِ فَقَالَ أَعْطُوْهُ مِنْ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۲۹۹۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زبیر کو گھوڑے کی ایک دوڑ کے برابر زمین جاگیر میں مرحمت فرمائی۔ زبیر نے اپنا گھوڑا دوڑایا جب وہ گھوڑا دوڑتے دوڑتے ٹھہر گیا۔ تو انہوں نے اپنا کوڑا پھینک دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں ان کا کوڑا گرا ہے وہاں تک زمین ان کو دے دو۔ (ابوداؤد)

تنبیہ: ...... علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن واضح رہے کہ عبداللہ العمری عن نافع حسن الحدیث ہے علاوہ ازیں ضعیف ہے اور مذکورہ روایت عن نافع ہے۔

۲۹۹۹۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَهُ أَرْضًا بِحَضْرَ مَوْتَ قَالَ فَأَرْسَلَ مَعِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ أَعْطِهَا إِيَّاهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

۲۹۹۹۔ حضرت علقمہ بن وائل اپنے باپ وائل سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے وائل کو حضر موت میں ایک زمین جاگیر میں عطا فرمائی۔ وائل بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ اس زمین کو میرے سپرد کر دیں۔ (ترمذی، دارمی)

توضیح: حضر موت ایک شہر کا نام ہے وائل بن حضر وہاں کے رہنے والے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک خاص زمین جاگیر میں عطا فرمائی تھی۔

۳۰۰۰۔ وَعَنْ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ ن الْمَارِبِيِّ أَنَّهُ وَفَدَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَقْطَعَهُ الْمِلْحَ

۳۰۰۰۔ ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر نمک کی وہ کان مانگی جو مارب میں ہے تو

۲۹۹۸۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارۃ باب فی اقطاع الارضین (۳۰۷۲)

❀❀ حسن' ابوداؤد کتاب الخراج والامارۃ باب فی اقطاع الارضین (۳۰۷۲) مسند احمد ۲/ ۱۵۶ بیھقی ۶/ ۱۴۴ المحلی ۸/ ۲۳۶، اس کی سند میں عبداللہ بن عمر العمری حافظے کی خرابی کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن نافع سے بیان کرنے میں قوی ہے امام دارمی فرماتے ہیں میں نے امام یحییٰ بن معین سے پوچھا "کیف حالہ فی نافع؟ قال صالح ثقة" اس کا نافع سے روایت میں کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا صالح ثقہ ہے (میزان الاعتدال (۲/ ۴۶۵) آثار السنن لیموی ۵۵۰ نمبر حدیث کے تحت (مبشر احمد ربانی)

۲۹۹۹۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب (۳۰۵۸)، ترمذی کتاب الاحقام باب ماجاء فی القطائع (۱۳۸۱)، دارمی کتاب البیوع باب القطائع (۲/ ۳۴۷ ح ۲۶۰۹)

❀❀ صحیح' ترمذی کتاب الأحکام باب ماجاء فی القطائع (۱۳۸۱) دارمی کتاب البیوع باب القطاع (۲۶۱۲) ابوداؤد کتاب الخراج باب فی إقطاع الارضین (۳۰۵۸) (مبشر احمد ربانی)

۳۰۰۰۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد (۳۰۶۴)، ترمذی کتاب الاحکام باب ماجاء فی القطائع (۱۳۸۰)، ابن ماجه کتاب الرھون باب اقطاع الانھار والعیون (۲۴۷۵)، دارمی کتاب البیوع باب القطاع (۲/ ۳۴۷ ح ۲۶۰۸)

❀❀ حسن غریب' ترمذی کتاب الاحکام باب ماجاء فی القطائع (۱۳۸۰) ابن ماجه کتاب الردون باب اقطاع الانھار والعیون (۲۴۷۵) دارمی کتاب البیوع باب القطائع (۲۶۱۱) کتاب الخراج یحییٰ بن آدم باب الصیون والانھار (۳۴۶) التلخیص الحبیر (۱۳۰۳) کتاب الاموال لابی عبید (۶۸۳) طبقات ابن سعد ۵/ ۵۲۳ ابوداؤد کتاب الخراج باب فی اقطاع الارضین (۳۰۶۴) ابن حبان (۱۱۴۰، ۱۶۴۲ موارد) دارقطنی (۳۰۵۸) شرح السنة (۸/ ۲۷۷ (۲۱۹۳) بیھقی ۶/ ۱۴۹ (مبشر احمد ربانی)

الَّذِیْ بِمَارِبَ فَاقْطَعَهُ إِيَّاهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا اقْطَعْتَ لَهُ الْمَاءَ الْعِدَّ قَالَ فَرَجَعَهُ مِنْهُ قَالَ وَسَالَهُ مَاذَا يُحْمٰى مِنَ الْأَرَاكِ قَالَ مَا لَمْ تَنَلْهُ أَخْفَافُ الْإِبِلِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

رسول اللہ ﷺ نے نمک کے کان کو ان کو جاگیر میں عنایت فرما دیا جب وہ واپس ہونے لگے تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ آپ نے ان کو تیار اور بہتا ہوا پانی عطا فرما دیا ہے تو آپ نے اس جاگیر کو واپس لے لیا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ پیلو کے درختوں کی کونسی زمین گھیری جائے تو آپ نے فرمایا وہ زمین جہاں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچ سکیں۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی)

توضیح: مارب ایک جگہ کا نام ہے وہاں نمک کا کان تھا جو قدرتی طور پر پیدا ہوتا تھا اور اس کان میں سب کا حق تھا تو یاد دہانی کے بعد آپ نے اس کو واپس کر لیا کیونکہ اس میں تمام رعایا کا حق تھا جس طرح سے پانی کا چشمہ جہاں سے ہمیشہ پانی بہتا ہوا ہو سب کا حق ہے اس کو خاص طور پر کسی ایک شخص کو مالک بنانا درست نہیں ہے اسی طرح سے نمک کے کان کو بھی جاگیر میں دینا مناسب نہیں تھا اس لیے آپ نے اس کو واپس کر لیا پھر ابیض بن حمال نے جنگلی زمین کے گھیرنے کے لیے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ جہاں تک اونٹ وغیرہ چرنے کے لیے جاتے ہیں وہاں تک لینا درست نہیں ہے اور جہاں تک اونٹ نہ جا سکیں اس سے آگے زمین کو گھیر سکتے ہیں کیونکہ وہ کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتی ہے وہ غیر آباد ہے تو غیر آباد زمین کو بادشاہ کی اجازت سے آباد کرنا جائز ہے۔

پانی، آگ اور گھاس میں مسلمان شریک ہیں

٣٠٠١۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَآءُ فِيْ ثَلَاثٍ فِي الْمَاءِ وَالْكَلَاءِ وَالنَّارِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٠٠١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزوں میں سب مسلمان شریک ہیں۔ (١) پانی (٢) گھاس (٣) آگ۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ) اس کی سند صحیح ہے۔ (البانی)

٣٠٠٢۔ وَعَنْ أَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَايَعْتُهُ فَقَالَ مَنْ سَبَقَ إِلٰى مَاءٍ لَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ فَهُوَ لَهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٠٠٢۔ اسمر بن مضرس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کیا یعنی اسلام لایا آپ نے فرمایا کہ جو پانی پر سب سے پہلے پہنچ جائے اور پانی بھر لے تو وہ پانی اسی کا ہے جس کو اپنے برتن میں بھرا ہے۔ (ابوداود)

٣٠٠١۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب البيوع باب فی منع الماء (٣٤٧٧)، ابن ماجه كتاب الرهون باب المسلمون شركاء فی ثلاث (٢٤٧٢)

❀❀ صحیح' ابوداؤد كتاب البيوع باب فی منع الماء (٣٤٧٧) ابن ماجه كتاب الرهون باب المسلمون شركاء فی ثلاث (٢٤٧٢) التلخيص الحبير (١٣٠٤) ٣/ ٦٥ بيهقی ٦/ ١٥٠ مسند احمد ٥/ ٣٦٤' اس روایت میں صاحب مشکوۃ کو یہ روایت ابوداؤد کی طرف ابن عباس سے منسوب کرنے میں وھم ہوا ہے ابوداؤد میں عن رجل من اصحاب النبی ﷺ سے مروی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

اس حدیث کے بہت سے صحیح شواہد بھی ہیں (١) حدیث ابی هريرة رضی اللہ عنہ ابن ماجہ (٢٤٧٣) (٢) حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ طبرانی میں حسن سند سے موجود ہے التلخيص الحبير لابن جو وغیرہ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسکی سند صحیح ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٠٢۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الحراج باب فی اقطاع الارضين (٣٠٧١) صحابی اور محمد بن بشار کے علاوہ تمام راوی مجہول ہیں۔

❀❀ حسن' ابوداؤد كتاب الخراج باب فی اقطاع الارضين (٣٠٧١) الطبقات الكبرى لابن سعد ٧/ ٧٣ اسمر بن مضرس کے ترجمہ میں۔ طبرانی كبير ١/ ٢٥٥ (٨١٤) بيهقی ٦/ ١٤٢ الاصابه ١/ ٥٦ التلخيص الحبير حديث (١٢٩٥) (مبشر احمد ربانی)

٣٠٠٣۔ وَعَنْ طَائُوْسٍ مُرْسَلاً أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَحْيَى مَوَاتًا مِنَ الأَرْضِ وَعَادِيُّ الأَرْضِ لِلّٰه وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ مِنِّيْ۔ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ.

۳۰۰۳۔ طاؤس مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو غیر آباد زمین کو آباد کر لے تو وہ اسی کی ہو جاتی ہے اور پرانی زمین جس کا کوئی مالک نہ ہو تو وہ خدا رسول کی ہے۔ پھر وہ زمین میرے طرف سے تم لوگوں کے لیے ہے۔ (شافعی)

٣٠٠٤۔ وَرُوِيَ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ الدُّوْرَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهِيَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ عِمَارَةِ الأَنْصَارِ مِنَ الْمَنَازِلِ وَالنَّخْلِ فَقَالَ بَنُوْ عَبْدِ بْنِ زُهْرَةَ نَكِّبْ عَنَّا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلِمَ ابْتَعَثَنِي اللّٰهُ إِذًا إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُقَدِّسُ أُمَّةً لاَ يُؤْخَذُ لِلضَّعِيْفِ فِيْهِمْ حَقُّهُ.

۳۰۰۴۔ اور شرح سنہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مدینے میں گھر عنایت فرمایا جو انصار کی آبادی کے اندر ان کے کھجوروں کے درختوں اور ان کی گھروں کے درمیان تھا۔ عبد بن زہرہ کے بیٹوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کو ہم لوگوں سے دور رکھئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پھر مجھے کیوں نبی بنا کر بھیجا ہے اگر میں کمزوروں کی مدد نہ کروں اللہ تعالیٰ اس قوم کو پاک نہیں کرے گا جہاں کمزوروں کو حق نہ دلایا جائے۔

٣٠٠٥۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى فِيْ سَيْلِ الْمَهْزُوْرِ أَنْ يُمْسَكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُرْسِلَ الأَعْلَى عَلَى الأَسْفَلِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۳۰۰۵۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مہزور کے پانی کے بارے میں فرمایا کہ قریب کا کھیت والا بقدر ضرورت پانی کو اپنے کھیت میں روکے جب ٹخنوں تک پانی اس کے کھیت میں بھر جائے تو اوپر کا کھیت والا نیچے کھیت والے کی طرف پانی کو چھوڑ دے۔ (ابوداوٗد، ابن ماجہ)

۳۰۰۳۔ اسناده ضعیف، کتاب الام (٤/ ٤٥) ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀❀ ضعیف، کتاب الام للشافعی کتاب الهبة باب عمارة مالیس معموراً ٤/ ٤٥ کتاب الاموال عبید (٦٧٤) کتاب الخراج لیحیی بن آدم (٢٧٠) بیهقی ٦/ ١٤٣ یه الکامل لابن عدی ٥/ ١٧٠٧ طبرانی کبیر ١١/ ٢٨ (١٠٩٣٥) بیهقی ٦/ ١٤٣ میں ابن عباس مرفوعاً مروی ہے امام بیہقی فرماتے ہیں اسکے موصول بیان کرنے میں هاویة من هشام متفرد ہے یہ کتاب الخراج یحییٰ بن آدم اور بیہقی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوف بھی مروی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے میں مرسل ہونے کی وجہ سے اسکی سند ضعیف ہے نیز دیکھیں، ارواء الفلیل (١٥٤٩) اس حدیث کا پہلا حصہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ترمذی ابن حبان (١١٣٩ اموارد) مسند احمد ٣/ ٣٣٨،٣٠٤ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری وغیرہ میں دیکھیں مشکوٰۃ فصل اول اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ ترمذی وغیرہ میں مذکور ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٠٤۔ صحیح، شرح السنة (٨/ ٢٧١ ح ٢١٨٩)، کتاب الام (٢/ ٢٠٦)، شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

❀❀ حسن، شرح السنة کتاب البیوع باب احیاء الموات ٨/ ٢٧١ ترتیب المسند للشافعی ٢/ ١٣٣ کتاب الجمار باب ماجاء فی الحما و القطایع (٤٣٥) بیهقی ٦/ ١٤٥ ابن حجر فرماتے ہیں یہ روایت مرسل ہے اس لیے کہ یحییٰ بن جعدہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا ہاں طبرانی کبیر ١١/ ٢٧٤ (١٠٥٤٣) میں یہ روایت موصولاً مروی ہے اور اس کی سند قوی التلخیص الحبیر (١٢٩٩) ٣/ ٦٣) نیز ابوسفیان بن الحارث کی حدیث بیہقی اور تاریخ بغداد میں اس کا شاہد بھی ہے اس کی سند میں ایک مبہم راوی ہے اور باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٠٥۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب الاقضیة باب ابواب من القضاء (٣٦٣٩)، ابن ماجه کتاب الرهون باب اشرب من الادوية (٢٤٨٢)

❀❀ حسن، ابوداؤد کتابالاقضیة باب ابواب من القضاء (٣٦٣٩) ابن ماجه کتاب الرهون باب الشرب من الاودیة (٢٤٨٢) بیهقی ٦/ ١٥٤ اور المؤطا کتاب الاقضیة باب القضاء فی المیاة (٢٨) ص: ٥٧٠ میں امام مالک کی بلاغیات میں بھی موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

توضیح: مہزور ایک وادی کا نام تھا جہاں سے پانی بہا کرتا تھا اور کسان اس پانی سے اپنے کھیتوں اور باغوں کو سینچا کرتے تھے۔ کسی کا کھیت قریب تھا کسی کا دور تو آپ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ جس کا کھیت اس پانی کے قریب ہو تو وہ پہلے اپنے کھیت کو سینچ لے پھر وہ پانی کو چھوڑ دے اور دوسرا اس کا پڑوسی اپنے کھیت کو سینچے۔

٣٠٠٦۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ عَضُدٌ مِنْ نَخْلٍ فِيْ حَائِطِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَمَعَ الرَّجُلِ أَهْلُهُ فَكَانَ سُمُرَةُ يَدْخُلُ عَلَيْهِ فَيَتَأَذَّى بِهِ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَطَلَبَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ لِيَبِيْعَهُ فَأَبَى فَطَلَبَ أَنْ يُنَاقِلَهُ فَأَبَى قَالَ فَهَبْهُ لَهُ وَلَكَ كَذَا أَمْرًا رَغَّبَهُ فِيْهِ فَأَبَى فَقَالَ أَنْتَ مَضَارٌّ فَقَالَ لِلأَنْصَارِيِّ إِذْهَبْ فَاقْطَعْ نَخْلَهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَذُكِرَ حَدِيْثُ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ مَنْ أَحْيَى أَرْضًا فِيْ بَابِ الْغَصَبِ بِرِوَايَةِ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ أَبِيْ صِرْمَةَ مَنْ ضَارَّ أَضَرَّ اللهُ بِهِ فِيْ بَابِ مَا يُنْهَى مِنَ التَّهَاجُرِ.

٣٠٠٦۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے کھجوروں کے کچھ درخت ایک انصار کے باغ میں تھے جو اپنے بال بچوں سمیت اسی باغ میں رہتے تھے۔ سمرہ جب اس باغ میں جاتے تو اس انصاری کو تکلیف ہوتی تھی (یعنی بال بچوں کو پردہ کرانا پڑتا تھا) تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی تکلیف کی شکایت کی تو نبی ﷺ نے سمرہ کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ تم اپنے درختوں کو اس انصاری کے ہاتھ بیچ ڈالو۔ سمرہ نے بیچنے سے انکار کر دیا پھر آپ نے فرمایا کہ ان درختوں کے بدلے میں اور جگہ درخت لے لو اس سے بھی انہوں نے انکار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم بیچتے نہیں ہو تو تم ان درختوں کو اس انصاری کو ہبہ کر دو۔ اور تم کو جنت میں اتنا اتنا مرتبہ ملے گا۔ سمرہ نے اس کا بھی انکار کر دیا تو نبی ﷺ نے سمرہ سے فرمایا کہ تم نقصان پہنچانے والے ہو۔ آپ ﷺ نے انصاری سے کہا کہ تم جاؤ اور اس کے درختوں کو کاٹ کر پھینک دو۔ (ابو داوٗد) اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مَنْ اَحْيٰى اَرْضًا بَابُ الْغَصَبْ میں ذکر کر دی گئی ہے اور ابو صرمہ کی حدیث مَنْ ضَارَّ . الخ کو بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ التَّهَاجُرِ میں آئندہ بیان کریں گے۔

٣٠٠٧۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِيْ لاَ يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ ((الْمَاءُ وَالْمِلْحُ وَالنَّارُ)) قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ هذَا الْمَآءُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا بَالُ الْمِلْحِ وَالنَّارِ قَالَ ((حُمَيْرَاءُ مَنْ أَعْطَى نَارًا فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ

٣٠٠٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ کس چیز کا روکنا حلال نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا پانی، نمک، آگ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ پانی کو تو ہم جانتے ہیں کہ اس کے نہ دینے سے لوگوں اور جانوروں کو تکلیف ہو گی۔ لیکن آگ اور نمک کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا

٣٠٠٦۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الاقضية باب ابواب من القضاء (٣٦٣٦)، انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀❀ منقطع، ابوداؤد كتاب الاقضية باب ابواب من القضاء (٣٦٣٦) بيهقى ٦/ ١٥٧ یہ روایت منقطع ہے سمرة بن جدب رضی اللہ عنہ ۵۸ ھ میں فوت ہوئے اور ابوجعفر محمد بن علی الباقر ۵۶ ھ یا اس کے بعد پیدا ہوئے پس سند منقطع ہے علامہ ابن ترکمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن حزم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ روایت منقطع ہے اس لیے کہ محمد بن علی کا سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ ابیہ سے سماع نہیں ہے (الجوهر التقى ٦/ ١٥٧) (مبشر احمد ربانی)

٣٠٠٧۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب الرهون باب المسلمون شركاء فى ثلاث (٢٤٧٤)، علی بن زید بن جدعان ضعیف اور زهیر بن مرزوق مجہول راوی ہے۔

❀❀ ضعيف، ابن ماجه كتاب الرهون باب المسلمون شركاء فى ثلاث (٢٤٧٤) یہ روایت ضعیف ہے اسکی سند میں علی بن زید بن جدعان ہے دیکھیں (٢٨٢٨) اور التلخيص ٣/ ٦٥ (مبشر احمد ربانی)

بِجَمِيْعِ مَا أَنْضَجَتْ تِلْكَ النَّارُ وَمَنْ أَعْطَى مِلْحًا فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَا طَيَّبَتْ تِلْكَ الْمِلْحُ وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَآءٍ حَيْثُ يُوْجَدُ الْمَآءُ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَةً وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ لاَ يُوْجَدُ الْمَاءُ فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهَا))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

کہ اے حمیرہ جس نے آگ دے دی تو آگ سے جتنی چیز پکی ہے گویا اس نے ان سب چیزوں کا صدقہ کیا ہے اور جس نے نمک دے دیا ہے تو گویا اس نے تمام چیزوں کا صدقہ دیا جس کو اس نمک نے ذائقہ دار بنا دیا ہے اور جس نے مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلا دیا جہاں پانی ملتا تھا تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا اور جہاں پانی نہیں ملتا تھا وہاں پانی پلایا تو گویا اس نے اس کو زندہ کر دیا۔ (ابن ماجہ) اس کی سند ضعیف ہے اور تمام وہ احادیث جن میں حمیراء کا ذکر ہے ضعیف ہیں سوائے ایک حدیث کے جسے میں نے اپنی کتاب آداب الزفاف میں درج کیا ہے اور اس میں علماء کے وہم پر تنبیہ بھی کی ہے جنہوں نے مطلقاً صحت کی نفی کی ہے۔ (البانی)

توضیح: حمیرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے اس وجہ سے کہ وہ گوری تھیں اور گلاب کے پھول کی طرح سرخ تھیں تو محبت کے طور پر آپ نے ان کو اس لفظ سے یاد فرمایا۔

❁❁❁❁

(۱۶) بَابُ الْعَطَايَا

عطیہ اور بخشش کا بیان

کسی غیر کو اپنی زندگی میں کسی فائدے کی چیز کو خدا کے واسطے بغیر قیمت اور بغیر کسی عوض کے دے کر مالک بنا دینے کو عطیہ اور بخشش کہتے ہیں اور ایسا کرنا موجب ثواب اور سعادت دارین ہے اس کی دلیلیں حدیث میں نیچے آ رہی ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

۳۰۰۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ عُمَرَ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالاً قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِيْ مِنْهُ فَمَا تَامُرُنِيْ بِهِ قَالَ ((إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا)) فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لاَ يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلاَ يُوْهَبُ وَلاَ يُوْرَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَآءِ وَفِي الْقُرْبٰى وَفِي الرِّقَابِ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لاَ جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ أَوْ يُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ غَيْرُ مُتَأَثِّلٍ مَالاً۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۰۰۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ عمر کو خیبر میں ایک زمین ملی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ مجھے خیبر میں غنیمت میں سے نہایت عمدہ اور نفیس زمین ملی ہے کہ ایسی نفیس زمین مجھے کبھی نہیں ملی تو آپ اس کے بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اصل زمین اللہ کے واسطے وقف کر دو اور اس کی آمدنی اور پیداوار کو صدقہ کر دو۔ تو حضرت عمر نے وہ زمین وقف کر دی اور اس کی آمدنی کو صدقہ کر دیا۔ حضرت عمر نے اس زمین کی بابت یہ کہا کہ یہ وقف شدہ زمین نہ بیچی جائے اور نہ کسی کو ہبہ کی جائے اور نہ کسی کو میراث میں دی جائے۔ اس کی آمدنی محتاجوں غریبوں اور قرابت دار حاجت مندوں اور مجاہدوں اور مسافروں حاجیوں اور مہمانوں پر خرچ کی جائے اور غلاموں کو آزاد کرنے میں بھی اس سے مدد کی جائے اور جو اس زمین کا متول و نگہبان ہو اور وہ حاجت مند ہو تو وہ اس میں سے بقدر ضرورت دستور کے مطابق کھا سکتا ہے اور اپنے دوست احباب کو بھی کھلا سکتا ہے بشرطیکہ مال جمع کرنے والا نہ ہو یا ان دوستوں کو دے سکتا ہے جو مال دار نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے زمین کا وقف کر دینا ثابت ہو گیا اور وقف کا مصرف یہی لوگ ہیں جن کا اس حدیث میں بیان آیا ہے۔

زندگی تک کے لیے عطیہ کرنا کیسا ہے

۳۰۰۹۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۰۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۳۰۰۸۔ صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الوقف (۲۷۳۷)، مسلم کتاب الوصیة باب الوقف (۱۶۳۲[۴۲۲٤])

❀❀ بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الوقف (۲۷۳۷) مسلم کتاب الوصیة باب الوقف (۱۵/ ۱۶۳۲)
(مبشر احمد ربانی)

قَالَ أَلْعُمْرَى جَائِزَةٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کہ عمریٰ جائز ہے۔(بخاری و مسلم)

فوائد:...... امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عمریٰ یہ ہے کہ کہنے والا کسی سے کہے یہ گھر میں نے اسے عمریٰ کے طور پر دیا، یا یہ تجھے تیری عمر بھر کے لیے دیا یا تجھے زندگی بھر کے لیے دیا' یا جب تک تو زندہ ہے۔ یا اس جیسے الفاظ کہے۔(البانی)

٣٠١٠۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْعُمْرَى مِيْرَاثٌ لأَهْلِهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٠١٠۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمریٰ میراث ہے ان لوگوں کے واسطے جن کے لیے عمریٰ کیا گیا ہے۔(مسلم)

٣٠١١۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهٖ فَإِنَّهَا لِلَّذِىْ أُعْطِيَهَا لاَ يَرْجِعُ إِلَى الَّذِىْ أَعْطَاهَا لأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٠١١۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کیلیے عمریٰ کیا گیا تو وہ اس کا مالک ہوگیا۔ اور اس کے آل اولاد کے لیے بھی ہوگیا کیونکہ جس کو دیا جائے گا اسی کا ہو جائے گا دینے والے کی طرف واپس نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس نے ایسی بخشش کی ہے جس میں میراث جاری ہوتی ہے۔(بخاری و مسلم)

٣٠١٢۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّمَا الْعُمْرَى الَّتِىْ أَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّقُوْلَ هِىَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ فَأَمَّا إِذَا قَالَ هِىَ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٠١٢۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس عمریٰ کو رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی ہے وہ یہ ہے کہ دینے والا اس طرح کہے کہ یہ عمریٰ تیرے لیے اور تیرے وارثوں کے لیے ہے اور جب دینے والا اس طرح کہے کہ جب تک تو زندہ رہے گا تب تک یہ عمریٰ تیرے لیے ہے تو اس کے مرنے کے بعد یہ عمریٰ اصل مالک کی طرف لوٹ جائے گا۔(بخاری و مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ...... دوسری فصل

ممنوع تحفہ کون سا ہے؟

٣٠١٣۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لاَ

٣٠١٣۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

٣٠٠٩۔ صحیح بخاری، کتاب الهبة باب ما قیل فی العمری ورقبی (٢٦٢٦)، مسلم کتاب الحصبات باب العمری (١٦٢٦[٤٢٠٢])

❀❀ بخاری کتاب المبه باب ما قیل فی العمری والرقبی (٢٦٢٦) مسلم کتاب العبات باب العمری (٣٢/ ١٦٢٦) (مبشر احمد ربانی)

٣٠١٠۔ صحیح مسلم کتاب الحصبات باب العمری (١٦٢٥[٤٢٠١])

❀❀ مسلم کتاب الحصبات باب لعمری (٣١/ ١٦٢٥) اس کا اصل بخاری میں بھی ہے کتاب الهبة باب ما قیل فی العمری (٢٦٢٥) (مبشر احمد ربانی)

٣٠١١۔ صحیح بخاری کتاب الحصبة باب ما قبل فی العمری (٢٦٢٥)، مسلم کتاب الحصبات باب العمری (١٦٢٥[٤١٨٨])

❀❀ بخاری کتاب الهبة باب ما قیل فی العمری (٢٦٢٥) مسلم کتاب الصبات باب العمری (٢٠/ ١٦٢٥) یہ الفاظ صرف مسلم کے ہیں۔(مبشر احمد ربانی)

٣٠١٢۔ صحیح بخاری کتاب الهبة باب ما قیل فی العمری (١٦٢٥[٤١٩١])

❀❀ بخاری کتاب الهبة باب ما قیل فی العمری (٢٦٢٥) مسلم کتاب الصبات باب العمری (٢٣/ ١٦٢٥) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔(مبشر احمد ربانی)

تُرْقِبُوْا وَلاَ تُعْمِرُوْا فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا أَوْ أُعْمِرَ فَهِيَ لِوَرَثَتِهِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

کہ نہ رقبیٰ کرو اور نہ عمریٰ۔ جس کے لیے رقبیٰ یا عمریٰ کیا گیا تو اس کے وارثوں کے لیے ہے۔ (ابوداود): الرقبیٰ یہ ہے کہ آدمی کہے میں تجھے اپنا گھر ہبہ کرتا ہوں پس اگر تو پہلے فوت ہوگا تو یہ مجھے واپس ہوگا۔ اگر میں پہلے مرا تو پھر یہ تیرا ہے۔ (البانی)

توضیح: عمریٰ یہ ہے کہ کوئی شے کسی کو اس کی عمر بھر کے لیے دے اور رقبیٰ یہ ہے کہ اس کی حیات تک کے لیے دے اس کے مرنے پر واپس ہونے کی شرط لگا دے جاہلیت میں یہ کیا کرتے تھے۔ اسلام نے اس کو باطل کر دیا اور یہ حکم دیا کہ اب جو کوئی عمریٰ یا رقبیٰ کرے تو وہ شے ہبہ کے طور پر اسی کی ہو جائے گی جس کو دی گئی۔ اس کے بعد اس کے وارثوں کو ملے گی اور دینے والے کو نہ اس کے وارثوں کو پھر نہ ملے گی۔ بعض نے عمریٰ اور رقبیٰ کو عاریت قرار دیا ہے اور حدیث کی تاویل کی ہے بعضوں نے کہا رقبیٰ یہ ہے کہ ایک شے کسی کو دے' اس سے یوں کہے کہ اگر میں پہلے مر جاؤں تب تو یہ شے تیری اور تیرے وارثوں کی ہو جاوے گی اور اگر تو پہلے مر جائے تو یہ شے میری ہوگی رقبیٰ اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ ہر ایک اس میں دوسرے کی موت کا انتظار کرتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ......تیسری فصل

٣٠١٤۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((أَلْعُمْرَى جَائِزَةٌ لأَهْلِهَا وَالرَّقْبَى جَائِزَةٌ لأَهْلِهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

۳۰۱۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمریٰ جائز ہے جس کے لیے عمر بھر کے لیے دیا گیا ہے اور رقبیٰ بھی جائز ہے رقبیٰ والوں کے لیے ہے۔ (ترمذی' ابوداود)

٣٠١٥۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَمْسِكُوْا أَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ لاَ تُفْسِدُوْهَا فَإِنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ عُمْرَى فَهِيَ لِلَّذِيْ أُعْمِرَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَلِعَقِبِهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۰۱۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے مال کو روکے رکھو خراب نہ کرو کیونکہ جس نے کسی کے لیے عمریٰ کیا ہے تو وہ جس کے لیے عمریٰ کیا گیا ہے تو اس کی زندگی بھر کے لیے ہوگیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کے لیے ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

٣٠١٣۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب البيوع باب من قال فيه والعقبة (٣٥٥٦)

❀❀ صحيح' ابوداؤد كتاب البيوع باب من قال فيه : ولعقبه (٣٥٥٦) ترتيب المسند للشافعى ٢/ ١٢٨ (٥٨٧) نسائى كتاب العمرى (٣٧٣٤) بيهقى ٦/ ١٧٥ ارواء الفليل (١٦٠٩) التلخيص الحبير ٣/ ٧١ میں ابن حجر نے فرمایا ابوالفتح القشیری نے اسے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کیا۔ سفیان بن عیینہ نے تصریح بالسماع کی ہے اور ابن جریج کا عطاء سے عنعنہ مضر نہیں اس لیے کہ انہوں نے خود کیا ہے: اذا قلت قال عطاء فانا سمعته منه وان لم اقل سمعت" جب میں کہوں قال عطاء تو میں نے عطاء سے سنا ہے اگرچہ میں سمعت نہ کہوں۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠١٤۔ حسن، سنن ابى داؤد كتاب البيوع باب ماجاء فى الرقبى (٣٥٥٨)، ترمذى كتاب الاحكام باب ماجاء فى الرقبى (١٣٥١)

❀❀ صحيح' مسند احمد ٣/ ٣٠٣ ترمذى كتاب الاحكام باب ماجاء فى الرقبى (١٣٥١) ابوداؤد كتاب البيوع باب ماجاء فى الرقبى (٣٥٥٨) نسائى كتاب العمرى (٣٧٤٢) ابن ماجه كتاب الهبات باب العمرى (٢٣٨٣) بيهقى (٦/ ١٧٥ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠١٥۔ صحيح مسلم كتاب الحصبات باب العمرى (١٦٢٥)

❀❀ مسلم كتاب الهبات باب العمرى (٢٦/ ١٦٢٥) (مبشر احمد ربانی)

(۲۷) بَاب

باب، یعنی ہبہ و ہدیہ وغیرہ کا بیان

ہبہ کے معنی بخشش کے ہیں اور اصلاح میں اپنی زندگی میں کسی فائدے کی چیز کو خدا کے واسطے بغیر قیمت اور عوض کے کسی کو دے کر مالک بنا دینا۔ دینے والے کو واہب اور جس کو دیا جائے موہوب لہ اور جو چیز دی جاتی ہے موہوب کہلاتی ہے اس چیز کے دے دینے سے واہب کی ملکیت نکل جاتی ہے اور موہوب لہ کی ملکیت میں داخل ہو جاتی ہے واہب دینے والے کے لیے عاقل بالغ ہونا ضروری ہے نابالغ اور بے سمجھ آدمی کا ہبہ درست نہیں ہے۔ زمین' مکان' باغ وغیرہ کا ہبہ کرنا درست ہے رشتہ دار اور غیر رشتہ داروں کو ہبہ کرنا درست ہے اور ناپ تول کی چیزوں میں اکثر علماء کے نزدیک ہبہ میں قبضہ بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی اپنے بچوں کو ہبہ کرنا چاہتا ہے تو سب بچوں کو برابر دے کمی بیشی نہ ہو خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو' ہبہ میں سب لڑکی لڑکے کا حق برابر ہے جن کا بیان نیچے حدیثوں میں آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

پھول کا تحفہ پسندیدہ ہے

۳۰۱۶۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ عُرِضَ عَلَیْهِ رَیْحَانٌ فَلاَ یَرُدَّهُ فَإِنَّهُ خَفِیْفُ الْمَحْلِ طَیِّبُ الرِّیْحِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۰۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو خوشبودار پھول دیا جائے تو اس کو وہ لے لے واپس نہ کرے کیونکہ وہ بہت ہلکا پھلکا خوشبودار پھول ہے۔ (مسلم)

ہبہ دے کے واپس لینا کس قدر ناپسندیدہ ہے

۳۰۱۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ ﷛ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ لاَ یَرُدُّ الطِّیْبَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۳۰۱۷۔ حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خوشبو کو واپس نہیں کرتے تھے یعنی اگر خوشبودار چیز آپ کو کوئی دیتا تو آپ اسے قبول فرما لیتے تھے واپس نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

۳۰۱۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۳۰۱۸۔ حضرت ابن عباس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۳۰۱۶۔ صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب وغیرہ باب استعمال المسک (۲۲۵۳[۵۸۸۳])

❀❀ مسلم کتاب الالفاظ من الادب وغیرها باب استعمال المسک (۲۰/ ۲۲۵۳) (مبشر احمد ربانی)

۳۰۱۷۔ صحیح بخاری کتاب اللباس باب من لم یرد الطیب (۵۹۲۹)

❀❀ بخاری کتاب اللباس باب من لم یرد الطیب (۵۹۲۹) (مبشر احمد ربانی)

۳۰۱۸۔ صحیح بخاری کتاب الهبة باب لایحل لاحد ان یرجع فی هبة (۲۶۲۳)

❀❀ بخاری کتاب الهبة باب لایحل لاحد ان یرجع فی هبة...... (۲۶۲۲) یہ حدیث متفق علیه هے مسلم کتاب الهبات باب تحریم الرجوع فی الصدقة (۵/ ۱۶۲۲) (مبشر احمد ربانی)

((اَلْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِیْ قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

فرمایا کہ ہبہ کر کے واپس لینے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کتا قے کر کے چاٹ لے۔ (بخاری)

توضیح: اس حدیث سے زمین کا وقف کر دینا ثابت ہو گیا اور وقف کا مصرف یہی لوگ ہیں جن کا اس حدیث میں بیان آیا ہے۔

۳۰۱۹۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتٰى بِهٖ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّیْ نَحَلْتُ ابْنِیْ هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهٗ؟ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ وَفِیْ رِوَايَةٍ أَنَّهٗ قَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ يَّكُوْنُوْا إِلَيْكَ فِی الْبِرِّ سَوَآءً قَالَ بَلٰى فَلَا إِذًا وَفِیْ رِوَايَةٍ أَنَّهٗ قَالَ أَعْطَانِیْ أَبِیْ عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتِ رَوَاحَةَ لَا أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّیْ أَعْطَيْتُ ابْنِیْ مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرَتْنِیْ أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهٗ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ أَنَّهٗ قَالَ لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۰۱۹۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کے والد ان کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ کہا کہ میں نے اپنے اس لڑکے کو خدمت کیلئے ایک غلام دے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے سب بیٹوں کو اسی طرح سے دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ تم اس غلام کو واپس لے لو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ پسند لگے گا کہ تمہارے سارے بیٹے تمہاری نیکی کرنے میں برابر ہوں یعنی اگر تم سب لڑکوں کے ساتھ نیکی کرو تو تمہیں یہ بات بھلی معلوم ہو گی؟ تو انہوں نے کہا ہاں، تو آپ نے فرمایا کہ پھر یہ جائز نہیں ہے کہ ایک کو دو اور دوسروں کو نہ دو اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ میرے باپ نے مجھے کوئی چیز عنایت فرمائی تو عمرہ بنت رواحہ یعنی میری ماں نے میرے باپ سے کہا کہ میں اس وقت تک تم سے راضی نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہ بنا لوں تو میرے باپ مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے عمرہ بنت رواحہ کے لڑکے کو ایک چیز دی ہے اور اس نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر اس چیز پر آپ کو گواہ بناؤ تو آپ اس پر گواہ بن جائیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنے سب بچوں کو اسی طرح سے دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: تم اللہ سے ڈرو اور اپنے بچوں کے درمیان میں انصاف کرو۔ نعمان کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو سن کر میرے باپ نے اس عطیہ کو واپس کر لیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ (بخاری، مسلم) عمرۃ بنت رواحہ سے مراد ام النعمان ہیں۔ (البانی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

والد ہبہ واپس کرنے کا حق رکھتا ہے

۳۰۲۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ

۳۰۲۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۳۰۱۹۔ صحیح بخاری کتاب الهبة باب الهبة للولد (۲۵۸۶)، مسلم کتاب الحصبات باب کراهية تفصيل بعض الاولاد (۱۶۲۳[۴۱۸۱])

❀❀ بخاری کتاب الهبة باب الهبة للولد (۲۵۸۶) وباب الاشهاد فی الهبة (۲۵۸۷) وباب لایشهد علی شهادة جور...... (۲٦۵۰) مسلم کتاب الهبات باب کراهة تفصيل بعض الأولاد (۱۷۳۱۔ ۹/ ۱۶۲۳) (مبشر احمد ربانی)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَرْجِعُ أَحَدٌ فِيْ هِبَتِهٖ إِلَّا الْوَالِدُ مِنْ وَلَدِهٖ))۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

فرمایا کہ ہبہ کر کے واپس نہ لے البتہ باپ اگر بیٹے کو ہبہ کرے تو واپس لے سکتا ہے۔ (نسائی' ابن ماجہ)

۳۰۲۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا إِلَّا الْوَالِدُ فِيْمَا يُعْطِيْ وَلَدَهٗ وَمَثَلُ الَّذِيْ يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيْهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتّٰى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِيْ قَيْئِهٖ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۰۲۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہبہ کر کے واپس لینا حلال نہیں ہے مگر باپ اپنے بیٹے سے ہبہ واپس لے سکتا ہے اور ہبہ کے واپس لینے والے کا مال اس کتے کی طرح ہے کہ کھا کر جب آسودہ ہو جائے تو قے کر دے تو اس قے کو چاٹ لے۔ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

ہدیہ کا عوض دینے کا بیان

۳۰۲۲۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَكْرَةً فَعَوَّضَهٗ مِنْهَا سِتَّ

۳۰۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جوان اونٹنی ہدیہ کے طور پر دی آپ نے اسے

۳۰۲۰۔ اسنادہ صحیح، سنن النسائی کتاب الحصبة باب رجوع الوالد فیما یعطی ولده (۳۷۱۹)، ابن ماجه کتاب الهبات باب من اعطی ولده ثم رجع فیه (۲۳۷۸)

❀❀ صحیح' نسائی کتاب الهبة باب رجوع الوالا فیما یعطی ولده ...... (۳۶۹۱) ابن ماجه کتاب الهبات باب من اعطی ولده ثم رجع فیه (۲۳۷۸) مسند احمد ۲/ ۱۸۲ بیهقی ۶/ ۱۷۸ دارقطنی (۲۹۴۹) یہ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور طرف سے بھی مروی ہے دیکھیں حدیث (۳۰۲۱) (مبشر احمد ربانی)

۳۰۲۱۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب الرجوع فی الهبة (۳۵۳۹)، ترمذی کتاب الولاء والهبة باب ماجاء فی کراهیة الرجوع فی الهبة (۲۱۳۲)، نسائی کتاب الهبة باب رجوع الوالد فیما یعطی (۳۷۲۰)، ابن ماجه کتاب الهبات باب من اعطی ولده ثم رجع (۲۲۷۷)

❀❀ صحیح' ابوداؤد کتاب البیوع باب الرجوع فی الهبة (۳۵۳۹) ترمذی کتاب الولاء والهبة باب ماجاء فی کراهیة الرجوع فی الحبة (۲۱۳۲) نسائی کتاب الحبه باب رجوع الوالد فیما یعطی (۳۶۹۲) ابن ماجه کتاب الهبات باب من اعطی ولده ثم رجع (۲۳۷۷) مسند احمد ۱/ ۲۳۷ ' ۲/ ۲۷'۲۸) ابن حبان (۱۱۴۸ موارد) دارقطنی (۲۹۴۸) عبدالرزاق ۹/ ۱۸ (مبشر احمد ربانی)

۳۰۲۲۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی قبول الهدایا (۳۰۳۷)، ترمذی کتاب المناقب باب مناقب تقیف (۳۹۴۰)، نسائی کتاب العمری باب علیة المراة (۳۷۹۰)

❀❀ صحیح' ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ثقیف...... (۳۹۴۵) ابوداؤد کتاب البیوع باب فی قبول الهدایا (۳۵۳۷) نسائی کتاب العمری باب عطیة المراة اذن زوجها (۳۷۶۸) ابن حبان (۱۱۴۵ موارد) مسند ابی یعلی ۱۱/ ۴۵۲ (۶۵۷۹) مسند احمد ۲/ ۲۹۲ عبدالرزاق ۱۱/ ۶۵ مسند حمیدی (۱۰۵۱)' مستدرک حاکم ۲/ ۶۲'۶۳ اس کی بعض سندوں میں محمد بن اسحاق ثقہ مدلس ہے اور اسکی متابعت محمد بن عجلان نے کی ہے وہ بھی مدلس ہے اسی طرح انکی متابعت ابو معشر نجیح بن عبدالرحمان ضعیف نے بھی کی ہے اور ابن حبان کی سند دوسری ہے اور وہ محمد بن عمرو کی وجہ سے حسن ہے اور یہ حدیث عبداللہ بن عباس سے بھی صحیح سند سے مروی ہے (ابن حبان ۱۱۴۶ موارد) مسند احمد ۱/ ۲۵۹) طبرانی کبیر ۱۱/ ۱۸ (۱۰۸۹۷) اور مسند بزار ۲/ ۳۹۴'۳۹۵ (۱۹۳۸) (مبشر احمد ربانی)

بَكَرَاتٍ فَتَسَخَّطَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ فُلَانًا أَهْدَى إِلَى نَاقَةً فَعَوَّضْتُهُ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ فَظَلَّ سَاخِطًا لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

قبول فرما لیا اور اس کے ہدیہ کے بدلے میں آپ نے چھ جوان اونٹنیاں مرحمت فرمائی تب بھی وہ دیہاتی خوش نہیں ہوا بلکہ چھ اونٹنی کے باوجود ناراض رہا یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ایک خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر آپ نے یہ فرمایا کہ فلاں شخص نے مجھے ہدیہ میں ایک اونٹنی دی تھی تو اس کے بدلے میں میں نے چھ اونٹنی دی پھر بھی وہ ناراض رہا اب آئندہ سے میں نے ارادہ کر لیا کہ صرف قریشی انصاری اور ثقفی اور دوسری قبیلے کا ہدیہ لے لیا کروں گا اور ان کی علاوہ کسی سے ہدیہ نہیں لوں گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی) ان لوگوں کو اس لیے خاص کیا کہ یہ قبیلے والے بڑے سخی ہوتے ہیں لالچی نہیں ہوتے۔

۳۰۲۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ فَإِنَّ مَنْ أَثْنَى فَقَدْ شَكَرَ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ تَحَلَّى بِمَا لَمْ يُعْطَ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

۳۰۲۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو ہدیہ اور تحفہ کے طور پر کوئی چیز دی جائے اگر وہ کوئی چیز پائے تو اس کا بدلہ دے دے اور اگر کوئی چیز اسے نہیں مل رہی ہے تو ہدیہ دینے والے کی تعریف کرے اور اس کا شکریہ ادا کرے کیونکہ جس نے کسی کی تعریف کی تو اس نے اس کا بھی شکریہ ادا کر دیا اور جس نے کسی کے احسان کو چھپا لیا نہ اس کا بدلہ دیا اور نہ اس کی تعریف کی تو اس نے کفران نعمت اور ناشکری کی اور جو اپنے آپ کو ایسی چیز کے ساتھ مزین کرے جس کے لائق وہ نہیں ہے اور نہ ایسی چیز اس کے پاس ہے تو وہ دو جھوٹے کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

توضیح: احسان کا بدلہ احسان کرنا ہے اگر کوئی چیز دینے کے لیے نہ ہو تو محسن کی تعریف کرنی چاہیے اور یہ تعریف اس کی شکر گزاری ہے اور جس نے محسن کے احسان کو چھپایا اس نے ناشکری کی۔ جو شخص اپنے تئیں اس بات سے آراستہ کرے جو اس کو نہیں ملی مثلاً عالموں کا لباس پہن کر مولوی بنے اور علم وغیرہ کچھ نہیں ہے یا صوفیوں کی وضع بنا کر درویش اور زاہد بنے یا سخی سے یہ بیان کرے کہ میرے پاس فلاں فلاں سامان موجود ہے یا میں روز ایسے ایسے لطیف اور عمدہ کھانے کھاتا ہوں (حالانکہ اس کو خشک روٹی کا بھی مقدور نہ ہو) اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی فریب کے دو کپڑے پہنے (قمیص میں دوہری آستین لگا لے تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ دو قمیص تلے اوپر پہنے ہے۔

۳۰۲۳۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی شکر المعروف (۴۱۸۳)، ترمذی کتاب البروا الصلة باب ماجاء فی المتشبع عالم یعطه (۲۰۳۴)، مسند ضعیف والحدیث حسن۔

❀❀ ضعیف، ترمذی کتاب البرواصلة باب ماجاء فی المتشبع بمالم یعطه (۲۰۳۴) ابوداؤد کتاب الادب باب فی شکر المعروف (۴۸۱۳) ابن حبان (۲۰۷۳ موارد) الادب المفرد باب من ضع الیه معروف...... (۲۱۵) بیهقی ۶/ ۱۸۲ شرح السنة ۱۳/ ۱۸۵'۱۸۶ (۳۶۰۹) مسند ابی یعلی ۴/ ۱۰۴'۱۰۵ (۲۱۳۷) علل الحدیث لابن ابی حاتم ۲/ ۳۱۸ (۳۴۶۹) تاریخ ۱۰/ ۱۱۹ اسکی بعض اسانید ہیں رجل مبھم ہے جو کہ شرجیل بن سعد الانصاری ہے جیسا کہ ابن حبان اور علل الحدیث وغیرھما سے واضح ہے اور اسے امام مالک' امام ابن معین' ابن سعد' امام ابو زرعہ' امام نسائی' امام دارقطنی وغیرھم نے ضعیف مختلط قرار دیا ہے (تھذیب وغیرہ) علامہ ھیثمی فرماتے ہیں ((وثقه ابن حبان وضعفه جمهور الائمة.)) (مجمع الزوائد ۴/ ۱۱۸) اس ابن حبان نے ثقہ اور جمہور لائمہ نے ضعیف کیا ہے اس روایت کا ایک شاہد حدیث عائشہ مسند احمد ۶/ ۹۰ وغیرہ میں ہے اس کی سند میں صالح بن ابی الاخضر ضعیف ہے اسی طرح صحیح مسلم (۲۱۲۹) میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اور اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث (۲۱۳۰) اسکے بعض اجزاء کی شاہد ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

تحفہ وصول کرنے والا کیا ہے؟

٣٠٢٤۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَآءِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۰۲۴۔حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ احسان کیا گیا اور اس نے اپنے محسن کے حق میں جزاك الله خيرا کہا اس نے اس کی بہت بڑی تعریف کر دی۔ (ترمذی)۔اس کی سند صحیح ہے۔(البانی)

توضیح: یعنی محسن کے احسان کے بدلے میں اس کے لیے یہ دعا دینا جزاك الله خيرا اللہ تعالیٰ تجھے اس سے بہتر بدلہ دے تو اس نے اپنے محسن کی کماحقہ تعریف کر دی اور اس کے حق کو ادا کر دیا۔

٣٠٢٥۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

۳۰۲۵۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے انسانوں کی شکر گزاری نہیں کی اس نے خدا کا بھی شکریہ نہیں ادا کیا۔(احمد' ترمذی)

٣٠٢٦۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِيْنَةَ أَتَاهُ الْمُهَاجِرُوْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَأَيْنَا قَوْمًا أَبْذَلَ مِنْ كَثِيْرٍ وَلاَ أَحْسَنَ مُوَاسَاةً مِنْ قَلِيْلٍ مِنْ قَوْمٍ نَزَلْنَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ لَقَدْ كَفَوْنَا الْمُؤْنَةَ وَأَشْرَكُوْنَا فِي الْمَهْنَاءِ حَتَّى لَقَدْ خِفْنَا أَنْ يَّذْهَبُوْا بِأَجْرِ كُلِّهِ فَقَالَ لاَ مَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ لَهُمْ وَأَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ

۳۰۲۶۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو مہاجرین نے آپ کے پاس آ کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ جن کے پاس ہم سب آ کر ٹھہرے ہوئے ہیں یعنی انصار ان سے بہتر ہم نے کسی قوم کو نہیں دیکھا کہ یہ لوگ مہاجرین پر بہت زیادہ مال خرچ کرتے ہیں اور بہت زیادہ ہمدردی کرتے ہیں باوجودیکہ بعض غریب اور نادار بھی ہوتے ہیں اور انہوں نے ہم کو محنت اور مشقت سے سبکدوش کر دیا ہے اور نفع میں ہم کو شریک کر لیا ہے یہاں تک کہ ہمیں یہ اندیشہ ہو رہا ہے کہ کہیں ہمارا سارا ثواب وہی نہ لے جائیں اور ہم سب ثواب سے خالی ہو جائیں۔آپ نے فرمایا: نہیں۔جب تک تم ان کے واسطے دعا کرتے رہو گے اور ان کی شکر گزاری کرتے رہو گے تب تک تم کو پورا پورا ثواب ملے گا اور ان کے ہمدردیوں کا بھی ان کو ثواب ملے گا۔(ترمذی)

٣٠٢٤۔ اسناده صحيح ، سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ماجاء فی المتشبع بما لم يعطه (٢٠٣٥)

❀❀ حسن' ترمذی کتاب البرواصلة باب ماجاء فی المتشبع بمالم يعطه (٢٠٣٥) نسائی عمل اليوم والليلة باب يقول من ضع اليه معروفاً (١٨٠) طبرانی صغير ٢/ ١٤٨ ابن حبان ٥/ ١٧٤ ابن السنی (٢٧٥) صحيح الجامع الصغير (٢٣٦٨) علامہ البانی نے اسے جید کہا ہے۔(مبشر احمد ربانی)

٣٠٢٥۔ اسناده صحيح، مسند احمد (٣/ ٣٢) سنن الترمذی کتاب البر والصلة باب ماجاء فی الشكر لمن احسن اليك (١٩٥٥)

❀❀ صحيح' ترمذی کتاب البروا والصله باب ماجاء فی الشكر لمن احسن اليل (١٩٥٥) ترمذی میں یہ حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے اور یہ مسند احمد ٣/ ٣٢ مسند ابی يعلی (١١٢٢) وغیرہ میں بھی ہے اور ابن ابی بیہقی کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد کتاب الادب باب فی شكر المعروف (٤٨١١) ابن حبان (٢٠٧٠ موارد) مسند شهاب اللقضاعی ٢/ ٣٥ (٨٢٩) مسند احمد ٢/ ٢٥٨' ٢٩٥' ٢٨٨' ٣٠٢' ٣٠٣' ٣٦١' ٣٩٢ شرح السنة ١٣/ ١٨٧ (٣٦١٠) بیهقی ٦/ ١٨٢ الادب المفرد (٢١٨) حلية الاولياء ٨/ ٣٨٩ میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے علامہ البانی رحمہ اللہ بھی اسکی سند کو صحیح کہتے ہیں۔(مبشر احمد ربانی)

٣٠٢٦۔ اسناده صحيح ، سنن الترمذی کتاب صفة القيامة باب ٤٤ (٢٤٨٧)

❀❀ ترمذی کتاب صفة القيامة (٢٤٨٧) مسند احمد ٣/ ٢٠٠' ٢٠١ علامہ البانی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔(مبشر احمد ربانی)

٣٠٢٧۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ الصَّغَائِنَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣٠٢٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ وتحفہ بھیجا کرو کیونکہ یہ ہدیہ بھیجنا آپس کے کینہ کپٹ کو دور کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

٣٠٢٨۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحْرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ شِقَّ فِرْسِنِ شَاةٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣٠٢٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ آپس میں ہدیہ وتحفہ بھیجا کرو کیونکہ یہ ہدیہ بھیجنا سینے کے کینے کو دور کر دیتا ہے اور دلی دشمنی کو چھین لیتا ہے اور کوئی ہمسایہ ہمسائے کے پاس ہدیہ بھیجنے کو حقیر نہ سمجھے اگر چہ وہ بکری کی کھر کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی ہمسائے کو چاہیے کہ اپنے پڑوسی کو ہدیہ تحفہ ضرور بھیج دیا کرے اگر چہ کوئی معمولی چیز ہو تب بھی اور ہدیہ لینے والے پڑوسی کو بھی چاہیے کہ اگر اس کے پڑوسی نے معمولی چیز کا ہدیہ بھیجا ہے تب بھی وہ قبول کر لے نہ انکار کرے اور نہ واپس کرے۔

تین تحفے پسندیدہ ہیں

٣٠٢٩۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ الْوَسَائِدُ وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ قِيْلَ أَرَادَ بِالدُّهْنِ الطِّيْبَ

٣٠٢٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تین چیزیں واپس نہ کی جائیں۔ (۱) تکیہ (۲) تیل (۳) دودھ۔ (ترمذی)

٣٠٢٧۔ ضعیف جداً سند الشهاب للقضاعی (١/ ٣٨٣ ح ٦٦٠)، ابو یوسف یعقوب بن محمد بن عبید الکوفی کذاب ہے۔

❀❀ بے اصل ہے مسند شهاب للقضاعی (٦٦٠) ١/ ٣٨٣ کتاب المجروحین لابن حبان ٢/ ٢٨٨ تاریخ بغداد ٤/ ٨٨ التلخیص الحبیر ٣/ ٦٩ (نوٹ اسکے البانی رحمہ اللہ کا والد حاشیہ درج کرلیں) (مبشر احمد ربانی)

٣٠٢٨۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب الهبة والولاء باب فیحث النبی علی التهادی (٢١٣٠) ابومعشر نجیح السندی ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعیف' ترمذی کتاب الهبة والولاء باب فی حث النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی التهادی (٢١٣٠) مسند الشهاب (٦٥٦) مسند طیالسی (٢٣٣٣) مسند احمد ٢/ ٤٠٥) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ((وفی اسناده ابو معشر المدنی وتفردبه وهو ضعیف)) التلخیص ٣/ ٦٩ اسکی سند میں ابومعشر المدنی متفرد ہے اور وہ ضعیف ہے۔ نیز دیکھیں (٢٨٢٦)

نوٹ: ((لاتحقرن جارة مجارتها ولوفرسن شاة)) حدیث کا یہ جملہ متفق علیہ ہے بخاری کتاب الادب باب لاتحقرن جارة لجارتها (٢٠١٧) وکتاب الهبة وضلها والتحریض علیها باب فضل الهبة (٢٥٦٦) مسلم کتاب الزکاة باب الحث علی الصدقة...... (٩٠/ ١٠٣٠) نیز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً "تها دواتحابوا" بسند حسن ثابت ہے (الادب المفرد (٥٩٤) التلخیص الحبیر ٣/ ٧٠ الکنی للالابی ١/ ١٥٠'٢/ ٧ الفوائد لتمام الرازی ٢/ ٢٤٦ بیهقی ٦/ ١٦٩) (مبشر احمد ربانی)

٣٠٢٩۔ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب الادب ماجاء فی کراهیة ردالطیب (٢٧٩٠)

❀❀ صحیح' ترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی کراهیة ردالطیب (٢٧٩٠) وشمائل ترمذی باب ماجاء فی تقطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب نمبر (٣٣) رقم (٢١٩) شرح السنة(٣١٧٣) ١٢/ ٨٨ ذکر اخبار اصبهان ١/ ٩٩ سلسلة الاحادیث الصحیحة (٦١٩) اس کی سند میں عبداللہ بن مسلم بن جندب المدنی کی وجہ سے بعض نے کلام کیا ہے لیکن یہ ثقہ راوی ہے (تقریب ص:٨٩/ الکاشف ١/ ٥٩٧) اور اسکی حدیث صحیح ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

توضیح: یعنی اگر کوئی مہمان آ جائے تو میزبان مہمان کے ساتھ تکیہ رکھ دے یا خوشبو دے یا دودھ پینے کے لیے دے تو اس کو واپس نہیں کرنا چاہیے۔

۳۰۳۰۔ وَعَنْ أَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أُعْطِیَ أَحَدُكُمُ الرَّیْحَانَ فَلاَ یَرُدَّهُ فَإِنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ مُرْسَلاً

۳۰۳۰۔ ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کو خوشبودار پھول دیا جائے تو اسے واپس نہ کرو کیونکہ وہ جنت سے نکلا ہے۔ (ترمذی، مرسل) یعنی یہ خوشبو جنت سے آئی ہے اس لیے اس کو واپس کرنا مناسب نہیں ہے۔

اولاد میں تحفہ دینے میں انصاف کرنا

۳۰۳۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَتِ امْرَأَةُ بَشِیْرٍ انْحَلِ بَنِی غُلاَمَكَ وَاشْهِدْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ ابْنَةَ فُلاَنٍ سَأَلَتْنِیْ أَنْ أَنْحَلَ ابْنَهَا غُلاَمِیْ وَقَالَتْ أَشْهِدْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَلَهُ إِخْوَةٌ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((أَفَكُلَّهُمْ أَعْطَیْتَهُمْ مِثْلَ مَا أَعْطَیْتَهُ)) قَالَ لاَ قَالَ فَلَیْسَ یَصْلَحُ هٰذَا وَإِنِّیْ لاَ أَشْهَدُ إِلاَّ عَلٰی حَقٍّ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۰۳۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بشیر کی بیوی نے اپنے خاوند بشیر سے کہا کہ تم میرے بیٹے لقمان کو اپنا ایک غلام دے دو اور اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنا لو وہ بشیر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور یہ کہا کہ فلاں کی لڑکی یعنی میری بیوی نے مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ میں اس کے لڑکے کو اپنا غلام دے دوں اور یہ بھی کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میرے لیے گواہ بنا لو تو آپ نے فرمایا کہ کیا اس کے اور بھی بھائی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: کیا اس کے سب بھائیوں کو اتنا ہی دیا ہے جتنا اس کو دیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: ایسا کرنا مناسب نہیں ہے اور میں حق اور انصاف ہی پر گواہی دوں گا اور ظلم پر گواہی نہیں دوں گا۔ (مسلم)

۳۰۳۲۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أُتِیَ بِبَاكُوْرَةِ الْفَاكِهَةِ

۳۰۳۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی نیا پھل لایا جاتا تو آپ اس کو اپنی آنکھوں

۳۰۳۰۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی کراهیة ردالطیب (۲۷۹۱)، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھئے: الضعیفه (۷٦٤)

❀❀ مرسل، ترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی کراهیة باب ماجاء فی الریحان (٤٥٦) ابوعثمان النهدی کا نام عبدالرحمٰن بن مل ہے انہوں نے رسول ﷺ کے عہد میں اسلام قبول کر لیا تھا اور آپ سے ملاقات نہ ہو سکی اور یہ ثقہ و ثبت ہیں اس وجہ سے روایت مرسل ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۳۰۳۱۔ صحیح مسلم کتاب الهبات باب کراهة تفضیل بعض الاولاد فی الهبة (١٦٢٤ [٤١٨٧])

❀❀ مسلم کتاب الهبات باب کراهة تفضیل بعض الاولاد فی الهبة (١٩/ ١٦٢٣) (مبشر احمد ربانی)

۳۰۳۲۔ اسناده ضعیف، الدعوات الکبیر للبیهقی (٢/ ٢٣٤ ح ٤٦٣)، عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن سعد العذری متروک راوی ہے۔

❀❀ ضعیف، عمل الیوم واللیلة لابن السنی (٢٨٠) اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن سعید العذری مجہول ہے جسے امام عقیلی نے مجہول کہا امام ابواحمد الحاکم نے کہا "لایقمد علیه" اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا (الضعفاء الکبیر ٢/ ٣٥١) المغنی فی الضعفاء ١/ ٦١٦ میزان الاعتدال ٢/ ٥٩٧ الکامل لاب عدی ٤/ ١٥٩٩)

نوٹ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس معنی کی ایک اور حدیث مروی ہے جس میں لمبی دعا ہے (ترمذی ٣٥١٩) نسائی عمل الیوم واللیله (٣٠٢) مؤطا مالك مسلم کتاب الحج (٤٧٣/ ١٣٨٣) ابن ماجه (٣٣٢٩) (مبشر احمد ربانی)

وَضَعَهَا عَلَى عَيْنَيْهِ وَعَلَى شَفَتَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوَّلَهُ فَأَرِنَا آخِرَهُ ثُمَّ يُعْطِيْهَا مَنْ يَكُوْنُ عِنْدَهُ مِنَ الصِّبْيَانِ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ

اور ہونٹوں پر رکھتے اور فرماتے: اللّٰھم کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ خدایا جس طرح تو نے ہم کو اس پھل کا پہلا پھل دکھایا ہے تو اس کا آخر بھی ہم کو دکھانا یہ فرما کر اس نئے پھل کو کسی بچے کو دے دیتے جو اس وقت آپ کے پاس حاضر ہوتا۔ (بیہقی)

توضیح: نیا پھل اللہ کی نعمت ہے جو قابل قدر ہے رسول اللہ ﷺ نے آنکھوں اور ہونٹوں پر اس نعمت کی قدر دانی کے لیے رکھا اور یہ دعا کی کہ اے اللہ جس طرح تو نے دنیا میں ہم کو یہ پھل دکھایا ہے تو آخرت میں بھی یہ پھل دکھا پھر اس پھل کو کسی بچے کو دے دیتے تا کہ وہ خوشی خوشی اس پھل کو کھالے۔

❀❀❀❀

(۱۷) بَابُ اللُّقَطَةِ

گری پڑی چیزوں کے اٹھانے کا بیان

گری پڑی چیز کے اٹھا لینے کو لقطہ کہتے ہیں جس کا مالک معلوم نہ ہو۔ جب کہیں گری پڑی چیز ملے اور اس کا مالک وہاں نہ ہو اور اس چیز کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کی حفاظت اور مالک تک پہنچا دینے کے ارادے سے اٹھا لینا درست ہے اور اس پر دو عادل گواہ بھی بنا لینا چاہیے کہ مجھے یہ چیز ملی ہے تا کہ کوئی تہمت وغیرہ کا الزام نہ لگا سکے اور نہ اپنے نفس کا طمع باقی رہے۔ ایک سال عام مجمع میں اس طرح اعلان کرتا رہے کہ مجھے کوئی چیز ملی ہے جس کی ہو وہ علامت اور نشانی وغیرہ بتا کر مجھ سے لے جائے۔ جب وہ صحیح نام ونشان سب کچھ بتا دے اور ہر طرح یقین ہو جائے کہ اسی کی یہ چیز ہے تو اس کو دے دینا چاہیے اور اگر باوجود اعلان وتعریف کے کوئی لینے والا نہ آئے تو پانے والا اس کو استعمال کر سکتا ہے جب کبھی لینے والا آ جائے تو اگر وہی چیز موجود ہے تو دے دے ورنہ اس کی قیمت ادا کرے کیونکہ یہ چیز اس کے پاس امانت ہے اور امانت کی ادائیگی ضروری ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

۳۰۳۳۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ ((أَعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا)) قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ ((هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)) قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ قَالَ ((وَمَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَائَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ.

۳۰۳۳۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر گری پڑی ہوئی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اس کی تھیلی اور اس کا بندھن حفاظت سے رکھو اور سال بھر تک اس کو پہنچواؤ اور اعلان کرو اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کو دے دو اور اگر نہ آئے تو تم اس کو اپنے کام میں لے آؤ۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ گم شدہ بکری اگر کسی کو مل جائے تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ گم شدہ اونٹ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ تم گم شدہ اونٹ کو لے کر کیا کرو گے اس کے ساتھ اس کی مشک ہے اور اس کے ساتھ اس کا موزہ اور جوتا ہے وہ پانی پر آ کر پانی پی لے گا اور درخت کے پتوں کو کھا لے گا یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پا لے گا۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ایسا آیا ہے کہ سال بھر تک اس کو پہنچواؤ پھر اس کے بندھن اور اس کے برتن وغیرہ کو محفوظ رکھو کہ خرچ کر ڈالو پھر اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کو ادا کر دو۔

۳۰۳۳۔ صحیح بخاری کتاب اللقطة باب اذا لم یوجد صاحب اللفطة (۲۴۲۹)، مسلم کتاب اللقطة (۱۷۲۲ [۴۴۹۸])

❀❀ بخاری کتاب اللقطة باب اذا لم یوجد صاحب للقطة...... (۲۴۲۹) مسلم کتاب اللقطة (۱/ ۱۷۲۲) دوسری روایت: مسلم کتاب اللقطة (۲/ ۱۷۲۲) (مبشر احمد ربانی)

توضیح: یعنی پڑی ہوئی چیز کے برتن اور اس کے سر بند اور ڈاٹ کا خوب خیال رکھو تا کہ جب اس کا اصلی مالک آ جائے اور صحیح پتہ بتائے تو اس کو دے دو اور گم شدہ بکری اگر کسی کو مل جائے تو اس کو بھی حفاظت کی غرض سے پکڑ لے اگر وہ نہیں پکڑے گا تو دوسرا کوئی لے جاوے گا یا بھیڑیا کھا لے گا اور گم شدہ اونٹ کو پکڑنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ بڑا جانور ہے ایک دن کے پینے سے ایک ہفتے کا پانی اس کے بدن میں موجود رہتا ہے گویا اس کی پیٹ مشک ہے اور اس کے ساتھ اس کا جوتا یعنی بڑے بڑے پاؤں ہیں اور جنگل میں جا کر پتے وغیرہ کھا کر پیٹ بھر سکتا ہے وہ ضائع نہیں ہوگا اس لیے اسے پکڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

٣٠٣٤۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ آوَى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٠٣٤۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی گم شدہ چیز کو ٹھکانا دیا یعنی اس کو چھپا کر رکھ لیا کسی کو بتایا نہیں اور نہ اس کا اعلان کیا تو یہ چھپانے والا گنہگار ہے اور اگر اسے لے کر اعلان کیا تو وہ گمراہ نہیں ہے۔ (مسلم)

٣٠٣٥۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنْ لُقْطَةِ الْحَاجِّ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٠٣٥۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیوں کی گری پڑی چیزوں کے اٹھانے سے منع فرمایا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ......دوسری فصل

٣٠٣٦۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ فَقَالَ مَنْ أَصَابَ مِنْهُ مِنْ ذِيْ حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوْبَةُ وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِيْنُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ وَذَكَرَ فِيْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ كَمَا ذَكَرَ غَيْرُهُ قَالَ وَسُئِلَ عَنِ

٣٠٣٦۔ حضرت شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان پھلوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو درختوں پر لگے ہوئے ہوں کہ ان کو توڑنا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا جو محتاج بھوکا بقدر اپنی ضرورت کے کھا لے اور وہاں سے جھولی اور دامن بھر کر نہ لے جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو کھا لے اور وہاں سے پھلوں کی گٹھڑی باندھ کر اپنے ساتھ لے جائے تو ان پھلوں کا دوگنا تاوان دینا ضروری ہے اور اس کو سزا بھی دی جائے گی اور جو ان پھلوں کو توڑنے کے بعد کھلیان میں سے چرا لے جائے اور ان

٣٠٣٤۔ صحيح مسلم كتاب اللقطة باب فى لقطة الحاج (١٧٢٥[٤٥١٠])

❀❀ مسلم كتاب القطة باب فى لقطة الحاج (١٢/ ١٧٢٥) (مبشر احمد ربانی)

٣٠٣٥۔ صحيح مسلم كتاب اللقطة باب فى لقطة الحاج (١٧٢٤[٤٥٠٩])

❀❀ مسلم كتاب اللقطة باب فى لقطة الحاج (١١/ ١٧٢٤) (مبشر احمد ربانی)

٣٠٣٦۔ اسناده حسن، سنن ابى داؤد كتاب للقطة باب ١٠ (١٧١٠)، النسائى كتاب قطع السارق الثمر يسرق (٤٩٦١)

❀❀ حسن' نسائى كتاب قطع السارق باب الثمر يسرق بعد ان يؤويه الجيرن (٤٩٧٣) ابوداؤد كتاب اللقطة (١٧١٠) مسند احمد ٢/ ١٨٠ ٢٠٣ ترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فى الرخصة اكل الثمرة (١٢٨٩) ابن ماجه كتاب الحدود باب من سرق من الحرز (٢٥٩٦) شرح السنة ٨/ ٣٢٠ المتقى لابن ايجارو (٨٢٧) بيهقى ٦/ ١٨٧'٨/ ٢٧٨ دارقطنى (٤٥٢٤) (مبشر احمد ربانی)

اللُّقْطَةِ فَقَالَ مَا كَانَ مِنْهَا فِي الطَّرِيْقِ الْمِيْتَاءِ وَالْقَرْيَةِ الْجَامِعَةِ فَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ وَإِنْ لَّمْ يَأْتِ فَهُوَ لَكَ وَمَا كَانَ فِي الْخَرَابِ الْعَادِيِّ فَفِيْهِ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ وَسُئِلَ عَنِ اللُّقْطَةِ إِلَى آخِرِهِ

چرائے ہوئے پھلوں کی قیمت ایک ڈھال کے برابر ہو جائے یعنی بارہ آنے کی قیمت کے برابر ہو جائے جس کی سزا میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اس کے بعد راوی نے گم شدہ اونٹ اور گم شدہ بکری کے بارے میں دریافت کیا جس طرح اور راویوں نے بیان کیا ہے پھر راوی نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو عام چالو راستہ میں گری پڑی چیز ہو یا گاؤں یا آبادی کے قریب ہو تو اس کو اٹھا لینا چاہیے اور ایک سال تک اعلان کرنا چاہیے اگر اس کا مالک آ جائے تو اسے دے دینا چاہیے اور اس کا مالک نہیں آیا تو پھر وہ چیز تمہاری ہے تم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو اور جو گری پڑی چیز پرانی ویرانہ اور اجاڑ غیر آباد زمین میں ملے تو اس میں اور مدفون خزانے میں خمس ہے یعنی چار حصہ پانے والے کو ہو گا اور پانچواں حصہ اللہ کے راہ میں ہو گا۔ (نسائی' ابوداؤد)

گری ہوئی چیز کا مالک آ جائے تو؟

٣٠٣٧۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ عَلَيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَجَدَ دِيْنَارًا فَأَتَى بِهِ فَاطِمَةَ فَسَأَلَ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هٰذَا رِزْقُ اللّٰهِ فَأَكَلَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَكَلَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَتَتِ امْرَأَةٌ تَنْشُدُ الدِّيْنَارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِيُّ أَدِّ الدِّيْنَارَ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٠٣٧۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک اشرفی پائی اور اس کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا رزق ہے اس کو رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کھایا یعنی اس اشرفی سے غلہ خرید کر سب نے کھایا اس کے بعد ایک عورت اس اشرفی کو ڈھونڈتی ہوئی آئی رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس عورت کو اس کی اشرفی دے دو۔ (ابوداؤد)

٣٠٣٨۔ وَعَنِ الْجَارُوْدِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

٣٠٣٨۔ حضرت جارود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی گم شدہ چیز آگ کا شعلہ ہے۔ (دارمی)

٣٠٣٧۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب اللقطة باب ١٤ (١٧١٤)، رجل نامعلوم ہے۔

❀❀ ابوداؤد كتاب اللقطة (١٧١٤) عبدالرزاق ١٠/ ١٤٢ (١٨٦٣٧) بيهقى ٦/ ١٩٤، اس میں ایک آدمی مجہول ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الأم ٤/ ٦٧ كتاب اللقطه باب القطة الكبيرة میں اسے علی رضی اللہ عنہ سے بطریق الا راوردی عن شریک بن عبداللہ بن ابی النمر عن عطاء بن یسار عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کیا۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٣٨۔ صحيح، السنن الكبرى للنسائى (٥٧٩٢)' دارمى كتاب البيوع باب فى الضالة (٢/ ٢٦٦ ح ٢٦٠٤)

❀❀ صحيح' دارمى كتاب البيوع باب فى الضالة (٢٦٠٤) مسند طيالسى (١٢٩٤) عبدالرزاق ١٠/ ١٣١ (١٨٦٠٣) مسند احمد ٥/ ٨٠ ترمذى كتاب الشربة باب ماجاء فى النهى عن الشرب قائما (١٨٨١) مسند ابى يعلى ٢/ ٢٢٠ (٩١٩) ابن حبان (١١٧٠ موارد) طبرانى كبير ٢/ ٢٩٧ (٢١١٤) بيهقى ٦/ ١٩٠ یہی حدیث عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے ابن ماجه كتاب القطه باب ضالة الابل والبقر والفنح (٢٥٠٢) مسند احمد ٤/ ٢٥ ابن حبان (١١٧١ موارد) حلية الاولياء ٩/ ٣٣ بيهقى ٦/ ١٩١ شرح السنة ٨/ ٣١٦ (٢٢٠٩) میں بسند صحیح موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

توضیح: یعنی اگر کوئی مسلمان گم شدہ چیز لے لے اور اسے چھپا لے اور اعلان کر کے مسلمان کو نہ دے تو اس گم شدہ چیز کا لینے والا دوزخ میں جائے گا۔

گری چیز پر گواہ بنانا

٣٠٣٩۔ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ وَجَدَ لُقْطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَوَا عَدْلٍ أَوْ ذَوِى عَدْلٍ وَلاَ يَكْتُمْ وَلاَ يُغَيِّبْ فَإِنْ وَجَدَ صَاحِبَهَا فَلْيَرُدَّهَا عَلَيْهِ وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ

٣٠٣٩۔ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو گری پڑی چیز پائے تو وہ اس پر دو منصف آدمیوں کو گواہ بنا لے اور اس کو چھپائے نہیں اور نہ اس کو غائب کرے اگر اس کے مالک کو پائے تو اسے دے دے اگر مالک نہ آئے تو وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہے دے۔ (احمد' ابوداؤد' دارمی)

٣٠٤٠۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِى الْعَصَا وَالسَّوْطِ وَالْحَبْلِ وَأَشْبَاهِهِ يَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ يَنْتَفِعُ بِهِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ. وَذُكِرَ حَدِيْثُ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ أَلاَ لاَ يَحِلُّ فِىْ بَابِ الاَعْتِصَامِ

٣٠٤٠۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاٹھی' کوڑا' رسی اور اس کے مثل اور چیزوں کے اٹھانے کی اجازت دی ہے کہ آدمی اسے لے کر نفع اٹھا سکتا ہے۔ (ابوداؤد) اور مقدام معدیکرب کی حدیث الا لا یحل باب الاعتصام میں بیان کر دی گئی ہے۔

توضیح: یعنی راستہ میں لاٹھی' کوڑا' رسی اور اس کے مثل معمولی چیز راستہ میں گری پڑی ہو تو اس کو لے سکتا ہے اور بغیر تعریف اور اعلان کے فائدہ اٹھا سکتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معمولی چیز کا اعلان کرنا ضروری نہیں ہے۔

❀❀❀❀

٣٠٣٩۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب اللقطعة باب٩ (١٧٠٩)، مسند أحمد (٤/ ١٦١ ، ١٦٢)، دارمی کتاب البیوع باب فی الضالة (٢/ ٣٤٥ ح ٢٦٠٢)

❀❀ صحیح' مسند احمد ٤/ ١٦١'١٦٢ ابوداؤد کتاب اللقطة (١٧٠٩) (مبشر احمد ربانی)

٣٠٤٠۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب اللقطة باب ١٧ (١٧١٧) ابوزبیر مدلس راوی ہے اور رجل مجہول ہے۔

❀❀ ضعیف' ابوداؤد کتاب اللقطه (١٧١٧) بیهقی ٦/ ١٩٥ الکامل لابن عدی ٦/ ٢٣٥٣ یہ روایت مرفوع اور موقوف دونوں طریق سے مروی ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں: فی رفع هذا الحدیث شک وفی اسناده ضعف واللّٰه اعلم اسکے مرفوع ہونے میں شک ہے اور اسکی سند کمزور ہے۔ اسکی تمام اسانید ابوالزبیر ہیں جو کہ مشہور مدلس ہیں اور تصریح باسماع موجود نہیں ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

(۱۹) باب الفرائض

فرائض اور میراث کا بیان

علم فرائض یا علم میراث وہ علم ہے جس کے ذریعہ کسی میت کا متروکہ اس کے ورثا میں صحیح طور پر تقسیم ہو سکے' اس کے تین ارکان ہیں' وارث' مورث' موروث اور موضوع ترکات کو صحیح مصارف میں لانا' اور غرض یہ ہے کہ حق والوں کو ان کا حق دے دیا جائے اور کوئی وارث محروم نہ رہنے پائے۔

اس علم کو فرائض اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میراث کے حصے کو بذات خود مقرر فرمایا ہے۔ فرض کے معنی تقدیر اور قطع اور بیان کے ہیں' چنانچہ جو حصے ہیں وہ مقدار اور مقطوع ہیں اور فرض کی جمع فرائض ہے' اور اس کو علم میراث بھی کہتے ہیں' اور میراث وہ حق ہے جو میت سے دوسرے کی طرف منتقل ہو اس کی جمع مواریث ہے اور وارث وہ شخص کہلاتا ہے جو کسی کے مرنے کے بعد اس کے مال کا مالک بنے اور یہ مرنے والا مورث کہلاتا ہے۔ اور مال متروکہ موروث ہے اور اس کے مسائل قرآن وحدیث واجماع سے ثابت ہیں۔ قیاس کا اس میں دخل نہیں ہے۔

علم فرائض نہایت شریف علم ہے اس سے ہر حق والے کا حق معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں خصوصیت سے اس کی تعلیم دی گئی ہے اور ہر حق والے کے حق کو الگ الگ مقرر فرمایا گیا ہے جو فرائض کے مطابق حق والے کے حق کو نہیں دے گا وہ سخت مجرم ہوگا جس کا بیان آگے پڑھو گے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱)...... ((تعلموا الفرائض وعلموه فانه نصف العلم وانه ينسى و هو اول ما ينزع من امتى .))

(بیهقی' الحاکم' حاشیہ سراجی)

''فرائض کو خود سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ! اس لیے کہ یہ آدھا علم ہے وہ بھلا دیا جائے گا اور میری امت میں سب سے پہلے یہ علم اٹھا لیا جائے گا۔''

نیز آپ نے فرمایا:

(۲)...... ((و تعلموا الفرائض و علموه الناس فانى مقبوض والعلم سيقبض و يظهر الفتن حتى يختلف اثنان فى فريض لا يجدان احدا ان يفصل بينهما .)) (دارمی)

''اور فرائض کو سیکھو اور سکھاؤ میں قبض کر لیا جاؤں گا' اور یہ علم بھی جاتا رہے گا' اور فتنہ کھل جائے گا حتی کہ دو آدمی ایک مسئلے کے بارے میں جھگڑتے ہوں گے اور کسی فیصلہ کرنے والے کو نہیں پائیں گے۔''

بعض روایتوں میں اسے نصف علم بتایا گیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگو! فرائض کو اس طرح سیکھو جس طرح قرآن کو سیکھتے ہو۔ (دارمی)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو قرآن کو سیکھے اور فرائض کو نہ سیکھے وہ ایسا ہے جیسے بے سر کا آدمی بغیر فرائض سیکھے بے رونق

رہے گا (دارمی) فرائض کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔

صحابہ کرام میں سب سے زیادہ فرائض کے جاننے والے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ (احمد' ترمذی)

قرآن مجید میں فرائض کے متعلق بہت سی آیتیں ہیں جن کو ہم نے اسلامی تعلیم کے آٹھویں حصہ میں بیان کر دیا ہے۔ اور اس سلسلہ کی حدیثیں آگے آ رہی ہیں۔

میت کے مال میں حقوق مترتبہ

یہ چار حقوق ترتیب وار ہیں۔

۱۔ اس کے مال میں سے اس کے کفن دفن میں اس کی حیثیت کے مطابق خرچ کیا جائے کفن میں نہ فضول خرچی کی جائے' اور نہ کنجوسی سے کام لیا جائے بلکہ درمیان درجہ کا ہو۔

۲۔ اس کے بعد اگر وہ قرض دار ہے تو اس کا سارا قرض ادا کیا جائے گا۔

۳۔ اس کے بعد اگر اس نے وصیت کی ہے تو اس کا تہائی مال اس کی وصیت کے مطابق وصیت والوں کو دلایا جائے گا۔

۴۔ تجہیز اور تکفین قرض اور وصیت میں مال خرچ کر دینے کے بعد جو مال باقی بچے گا ان وارثوں کو دلایا جائے گا جن کا حق کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

مندرجہ ذیل باتوں میں سے جب کوئی بات پائی جائے گی تو میراث کا حقدار ہوگا۔

۱۔ سبب رشتہ ہے یعنی رشتہ کی وجہ سے میراث ملتی ہے۔

۲۔ سبب نکاح یعنی ازدواجی رشتہ سے بھی میراث ملتی ہے۔

۳۔ موالاۃ (دوستی) ہے یعنی ایک شخص کا دوسرے سے یہ کہنا کہ وہ میرا دوست ہے میرے جینے مرنے میں تم کام آنا' اگر میں کسی کو قتل کر دوں تو میری طرف سے خون بہا ادا کر دینا اور جب میں مر جاؤں تو تم میرے مال کے وارث ہو جانا' اور اس دوست کے ماں' باپ' بہن' بیٹا' بیٹی' بیوی وغیرہ وغیرہ کوئی نہیں ہیں' اور دوسرے نے اس کو قبول کر لیا ہے تو اس کو عقد موالاۃ کہتے ہیں۔ یہ بعض کے نزدیک معتبر ہے اور بعض کے نزدیک نہیں دس قسم کے وارث میت کے ترکہ کے مستحق ہیں جن کی یہ تفصیل ہے۔

۱۔ ذوی الفروض یا اصحاب الفروض یعنی جن لوگوں کے حصے قرآن مجید میں مقرر ہیں جیسے آدھا' چوتھائی' تہائی' آٹھواں' انہیں کو سہام بھی کہا جاتا ہے۔ ترکہ تقسیم کرنے میں سب سے پہلے ذوی الفروض کے ساتھ ابتداء کی جائے گی۔ اور یہ اصحاب الفروض بارہ ہیں۔ دس نسبی ہیں ان دس میں تین مرد باپ' دادا' اخیافی بھائی ہیں' اور سات عورتیں ہیں۔ بیٹی' پوتی' سگی بہن' سوتیلی بہن' اخیافی بہن' ماں' دادی اور دو سببی میاں اور بیوی۔

۲۔ عصبات ہیں۔ عصبہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)...... سببی

(۲)...... نسبی

اصحاب الفروض کو ترکہ دینے کے بعد عصبات نسبیہ کو ترکہ ملے گا کیونکہ عصبہ نسبیہ عصبہ سببیہ سے زیادہ قوی ہے۔

۳۔ اس کے بعد عصبات سببی یعنی معتق آزاد کرنے والے کو ترکہ دیا جائے گا خواہ مرد ہو یا عورت۔

۴۔ اس کے بعد متعلق کے عصبہ ذکور کو ترکہ ملے گا۔

۵۔ اگر عصبات مذکورہ میں سے کوئی نہ ہو تو ترکہ اصحاب فروض پر لوٹایا جائے گا یعنی ان کو بقدر ان کے حقوق کے دوبارہ دیا جائے گا جب کہ وہ نسبی ہوں بعض نے سببی کو بھی دلایا ہے۔

نوٹ:......عصبات وہ لوگ ہیں جو اصحاب فروض کے حصہ لینے کے بعد باقی مال لے لیں' اور اگر اصحاب فروض نہ ہوں تو کل مال پر قابض ہو جائیں گے۔

۶۔ ذوی الارحام جب اہل فروض نسبیہ اور مذکورہ عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو اب ترکہ ذوی الاحام پر تقسیم ہو گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو میت کے رشتہ دار تو ہیں لیکن کتاب وسنت واجماع سے ان کا خاص حصہ مقرر نہیں ہے جیسا کہ اصحاب الفروض کا مقرر ہے۔

۷۔ مولی الموالاۃ جب اصحاب الفروض عصبات اور ذوی الارحام میں سے کوئی نہ ہو تو میت کا ترکہ مولی الموالاۃ پر تقسیم ہو گا جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

۸۔ مقرلہ بالنسب علی الغیر یعنی جس کے لیے غیر پر نسب کا اقرار ہو جب مذکورہ بالا وارثوں میں سے کوئی نہ ہو تو پھر وہ شخص میراث پائے گا۔ جس کے لیے غیر پر نسب کا اقرار ہوا ہو اس طرح پر کہ اس غیر کے اقرار سے مقرلہ کا نسب ثابت نہیں ہوا جب کہ مقر' اقرار کرنے والا اپنے اقرار پر مر گیا ہو' اس کی صورت اور تفصیل یہ ہے کہ مثلاً زید نے خالد کو بھائی کہا تو زید مقر اقرار کرنے والا اور خالد مقرلہ ہوا (اس کے لیے بھائی ہونے کا اقرار کیا گیا ہے) اور زید کا باپ مقر علیہ ہے وہ غیر ہے یعنی زید نے خالد کو بھائی کہا تو وہ زید کا باپ خالد کا بھی باپ ہوا۔ پس اگر زید کا کوئی وارث نہیں ہے اور اس نے ایک مجہول النسب شخص کو بھائی کہا تو وہ اس کا مال بطور وراثت پائے گا لیکن زید کے باپ سے اس کا نسب ثابت نہ ہو گا۔

۹۔ موصی لہ بجمیع المال، جس کے لیے تمام مال کی وصیت کی گئی ہو یعنی اگر مذکورہ وارثوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو پھر اس کا ترکہ اس شخص کو ملے گا جس کے لیے مرنے والے نے کل مال کی وصیت کی ہے۔

۱۰۔ بیت المال۔ جب مذکورہ بالا میں سے کوئی نہیں ہے تو مرنے والے کا مال بیت المال (اسلامی خزانہ) کے سپرد کیا جائے گا' اور یہ سپردگی وراثت کے طور پر نہ ہو گی بلکہ غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے منافع اور مفاد میں استعمال کیا جائے گا' بیت المال کے مصارف میں غریب مریضوں کا علاج اور لا وارث مردوں کا کفن و دفن اور لا وارث بچوں کا اور عاجزوں و بے کسوں کا نفقہ داخل ہے۔ چونکہ آج کل اسلامی بیت المال موجود نہیں ہے اس لیے ایسے لاوارث کا مال غریب اور محتاج مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جائے۔

موانع ارث

موانع ارث یہ چار اسباب ہیں جن کی وجہ سے آدمی ترکہ سے محروم ہو جاتا ہے۔

۱۔ غلام ہو۔ یعنی جو شخص کسی کا غلام ہو تو میراث نہیں ملے گی۔

۲۔ قتل کرنا جس سے قصاص یا کفارہ واجب ہو یعنی اگر کسی نے کسی کو قتل کر دیا ہو تو اگر چہ وہ رشتہ کی وجہ سے میراث کا حقدار ہو لیکن اس قتل کی وجہ سے وراثت سے محروم ہو جائے گا۔

حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لیس للقاتل من المیراث شیء)) (نسائی) ''قاتل کو میراث سے کچھ نہیں ملے گا''

۳۔ اختلاف الدینین۔ دو مذہبوں کا اسلام اور کفر کی وجہ سے مختلف ہونا' یعنی ایک مسلمان اور دوسرا کافر ہو۔ اگر وارث کافر اور مورث مسلمان ہو یا وارث مسلمان اور مورث کافر تو یہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا۔ ''مسلمان کافر کا وارث نہیں اور کافر مسلمان کا وارث نہیں۔'' (بخاری)

۴۔ اختلاف دارین۔ دوملکوں کا مختلف ہونا۔ اگر مورث اور وارث میں دوملکوں میں رہنے کی وجہ سے اختلاف ہو۔ یہ صورت صرف کافروں کے لیے ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ اختلاف دارین کو مانع ارث نہیں قرار دیتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

مقررہ حصوں کا بیان

قرآن مجید میں چھ حصے مقرر ہیں جن کو ذوی الفروض کہتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک میں نصف (آدھا) ربع (چوتھائی) ثمن (آٹھواں) ہے دوسرے میں ثلثان (دوتہائی) ثلث (ایک تہائی) سدس (چھٹا) ہے۔ نصف کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے۔

(۱)…. ﴿و ان کانت واحدۃ فلھا النصف﴾ (النساء ع ۲)

''اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لیے آدھا ہے۔''

(۲)…. ﴿ولکم نصف ما ترک ازواجکم﴾ (النساء ع ۳)

''جو ترکہ تمہاری بیویاں چھوڑ مریں تو تمہارا آدھا ہے۔''

(۳)…. ﴿وله اخت فلھا نصف ما ترک﴾ (النساء ع ۲۲)

''اور اس میت کے اگر صرف ایک بہن ہو تو بہن کو اس کے ترکہ کا آدھا ملے گا۔''

ربع (چوتھائی) کا ذکر قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے:

(۱)…. ﴿فلکم الربع مما ترکن﴾ (النساء ع ۲)

''تو ان بیویوں کے ترکہ میں تمہارا چوتھائی ہے۔''

(۲)…. ﴿و لھن الربع مما ترکتم﴾ (النساء ع ۲)

''اور بیویوں کے لیے تمہارے ترکہ میں چوتھائی ہے جب کہ اولاد نہ ہو۔''

ثمن (آٹھواں) حصہ کے بارے میں فرمایا:

(۱)…. ﴿فلھن الثمن مما ترکتم﴾ (نساء ع ۲)

''اور بیویوں کا تمہارے ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے جب کہ اولاد ہو۔''

ثلثان (دوتہائی) کا بیان دو جگہ آیا ہے:

(۱)…. ﴿فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ماترک﴾ (نساء ع ۲۲)

''پھر اگر لڑکیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کو ترکہ میں دوتہائی ملے گا۔''

(۲)…. ﴿فان کانتا اثنتین فلھما الثلثان﴾ (نساء ع ۲۲)

''پھر اگر بہنیں دو ہوں تو ان کو اس کے ترکہ میں سے دوتہائی ہے۔''

ثلث (ایک تہائی) کا بیان قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے:

(۱)…. ﴿فلامه الثلث فان کانوا اکثر من ذالک فھم شرکاء فی الثلث﴾ (نساء ع ۲)

''تو اس کی ماں کا ایک تہائی ہے اور اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہوں گے۔''

سدس (چھٹا) حصہ کا ذکر قرآن مجید میں تین جگہ آیا ہے:

(۱)..... ﴿ولا بویه لکل واحد منهما السدس﴾ (نساء ع ۲)
''اگر اس کے کئی بھائی بہن ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔''
(۲)..... ﴿فان کانوا اخو فلامه السدس﴾ (نساء ع ۲)
''اگر اس کے کئی بھائی بہن ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔
(۳) ..... ﴿وله اخ اواخت فلکل واحد منهما السدس﴾ (نساء ع ۲)
''اس کے ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔''
چھ حصے قرآن مجید میں مذکور ہیں جو وارثوں کو ملتے ہیں ان کی مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

ذوی الفروض کے حصے

یہ تو معلوم ہو ہی چکا ہے کہ ذوی الفروض بارہ ہیں۔ جس میں چار مرد ہیں۔ (۱) باپ (۲) دادا (۳) اخیافی بھائی (۴) خاوند۔ اور آٹھ عورتیں ہیں۔ (۱) بیٹی (۲) پوتی (۲) سگی بہن (۴) سوتیلی بہن (۵) اخیافی بہن (۶) ماں (۷) دادی (۸) بیوی پہلے مردوں کے حصوں کا حال بیان کیا جاتا ہے اس کے بعد عورتوں کے حصوں کا حال بیان کیا جائے گا۔

مردوں کے حصے

باپ کی تین حالتیں ہیں۔

۱۔ ایک حالت میں تو باپ کو فرض مطلق ہی ملے گا۔ یعنی میت کے ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا جب کہ اس کے ساتھ میت کا بیٹا یا پوتا یا پڑپوتا ہو جیسا کہ تم پیچھے قرآن مجید میں پڑھ آئے ہو۔ ﴿ولا بویه لکل واحد منهما السدس ان کان له ولد﴾ ''اور ہر ایک ماں باپ کو چھٹا حصہ ہے اگر اس میت کی اولاد ہو۔''

اولاد کا اطلاق بیٹا' پوتا اور اس سلسلے کی نیچے کڑی پر ہوتا ہے یعنی اگر میت کا بیٹا نہیں ہے تو بیٹے کی جگہ پوتا ہوگا۔ اور اگر پوتا نہیں ہے تو پڑپوتا ہوگا۔ اسی طرح سے آخر تک پس اگر زید مر گیا ہے اور اس نے باپ اور بیٹا چھوڑا ہے تو باپ کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور باقی مال جو بچے گا وہ بیٹے کو ملے گا۔

۲۔ دوسری حالت میں باپ کا فرض مطلق اور عصوبت معاً دونوں ہیں یعنی ذوی الفروض ہونے کی حیثیت سے چھٹا حصہ اور عصبہ ہونے کی حیثیت سے باقی مال کا مالک ہوگا۔ اور یہ اس وقت ہے جب کہ میت کے باپ کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی وان سفلت یا اس کے نیچے جہاں تک ممکن ہو اس صورت میں بیٹی کو آدھا ملے گا اور باقی مال باپ کو ملے گا کیونکہ بیٹے اور پوتے کے نہ ہونے پر باپ ہی عصبہ ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نصف اور سدس کے اجتماع کی وجہسے مسئلہ چھ سے ہوگا۔ یعنی میت کا کل ترکہ چھ سہام پر منقسم ہو کر اس کا نصف لڑکی کو ملے گا کیونکہ اگر میت کی ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو نصف ملتا ہے اور چھٹا باپ کا حصہ ہے تو ایک حصہ باپ کو ذوی الفروض ہونے کی حیثیت سے ملا۔ باقی رہے دو حصے وہ دونوں بھی باپ کو ہی عصبہ ہونے کی وجہ سے ملے تو تین حصے باپ کے ہوئے۔

۳۔ تیسری حالت میں باپ محض عصبہ ہوگا جب کہ میت کے اولاد ذکور اور اناث میں سے کوئی نہ ہو نہ کوئی بیٹا' پوتا وغیرہ اور نہ کوئی بیٹی' پوتی وغیرہ ہے صرف باپ ہی باپ ہے تو میت کے سارے مال کا باپ ہی وارث ہوگا اور اگر اس کے کوئی ذوی الفروض ہو تو اس کا حصہ دے کر جو باقی بچے گا وہ باپ کو ملے گا جیسے میت کی ماں ہے اور باپ بھی ہے تو اس صورت میں ماں کا ثلث

(تہائی) ہے اور باقی باپ کا ہے۔

دادا کا حصہ

اگر میت کا باپ موجود ہے اور دادا بھی ہے تو دادا وارث نہیں ہوگا اور اگر باپ موجود نہیں ہے تو دادا کا حکم باپ کے حکم جیسا ہے اور اس کی بھی وہی تین حالتیں ہیں جو باپ کی ہیں مگر چار صورتیں ایسی ہیں جن میں دادا باپ کے حکم سے جدا ہے جن کی تفصیل فرائض کی کتابوں میں موجود ہے۔

اولاد الاُمْ (اخیافی بھائی بہن کا حصہ)

اخیافی بھائی بہن ماں جائے بھائی کو کہتے ہیں کہ ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں ان کو سوتیلے بھائی بہن بھی کہتے ہیں ایسے بھائی بہن کی تین حالتیں ہیں۔

۱۔ اگر ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو چھٹا حصہ ملے گا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

﴿و ان کان رجل یورث کللة اوامراة وله اخ اواخت فلکل واحد منهما السدس﴾ (النساء ع ۲)

''اگر کسی مرد یا عورت کی میراث ہو اور اس کے باپ بیٹا نہ ہو اور اس کے دوسرے باپ سے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اولاد الام مراد ہیں اس کی تائید من الام والی قرأت سے بھی ہوتی ہے۔

۲۔ اور اگر اخیافی بہن دو ہوں یا دو سے زیادہ تو ان کا ایک تہائی ہے جس میں سب شریک ہوں گے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

﴿فان کانوا اکثر من ذلك فهم شرکاء فی الثلث﴾ (النساء ع ۲)

''اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب برابر کے شریک ہوں گے۔''

قسمت اور استحقاق میں سب برابر ہیں' خواہ مرد ہوں یا عورت یہاں پر "للذکر مثل حظ النثیین" نہیں جاری ہوگا اور ان کے علاوہ سب جگہ "للذکر مثل حظ الانثیین" کا قانون جاری ہوگا۔

۳۔ اور میت کا باپ یا دادا اور بیٹا' پوتا یا بیٹی پوتی موجود ہو تو اخیافی بھائی محروم ہوں گے' اس لیے کہ ان کا شمار کلالہ میں ہے اور کلالہ کی میراث میں ولد اور والد کا نہ ہونا شرط ہے۔ لہٰذا اس صورت میں اخیافی بھائی بہن وارث نہیں ہوں گے۔

شوہر کا حصہ

شوہر کی دو حالتیں ہیں۔

۱۔ اگر بیوی کا انتقال ہوگیا ہے اور اس نے کوئی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نہیں چھوڑا ہے تو خاوند کو بیوی کے ترکہ کا آدھا حصہ ملے گا۔

۲۔ اور اگر زوجہ کے کوئی اولاد بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی ہو تو شوہر کو کل مال میں سے چوتھائی حصہ ملے گا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿ولکم النصف ما ترك ازواجکم ان لم یکن لهن ولد فان کان لهن ولد فلکم الربع مما ترکن﴾

(نساء ع۲)

''اور جو ترکہ تمہاری بیویاں چھوڑیں اگر ان کے اولاد نہیں ہے تو ان کے مال میں سے تمہیں آدھا اور اگر ان کے اولاد ہے تو تمہارا چوتھائی ہے۔''

عورتوں کے حصے:

ذوی الفروض میں یہ آٹھ عورتیں حصے والی ہیں۔(۱) بیوی (۲) بیٹی (۳) پوتی (۴) سگی بہن (۵) سوتیلی بہن (۶) اخیافی بہن (۷) ماں (۸) دادی۔

بیوی

بیوی کے دو حال ہیں۔

۱۔ اگر میت کا کوئی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نہ ہو تو چوتھائی حصہ ملے گا خواہ ایک بیوی ہو خواہ دو یا چار تک ہوں سب اس چوتھائی میں شریک ہوں گی۔

۲۔ اور اگر بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی موجود ہوں تو آٹھواں حصہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

﴿ولهن الربع مما تركتم ان لم يكن لكم ولد فان كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتم﴾

(سورة نساء ع ۲)

''اور تمہارے ترکہ میں سے عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہے تو تمہارے ترکے میں سے ان کا آٹھواں حصہ ہے۔''

بیٹی کا حصہ

سگی بیٹی کی تین حالتیں ہیں۔

۱۔ اگر میت کی صرف ایک ہی بیٹی ہے تو اس صورت میں بیٹی کو آدھا ملے گا۔

۲۔ اگر میت کی دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہیں تو ان سب کو دو تہائی حصہ ملے گا۔

۳۔ اگر بیٹی کے ساتھ میت کا بیٹا بھی ہو تو بیٹی عصبہ ہو جاتی ہے ایسی صورت میں بیٹے کو دوہرا حصہ اور لڑکی کو اکہرا حصہ ملے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿للذكر مثل حظ الانثيين﴾ (النساء) ''ایک بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔''

پوتی کا حصہ

عرف میں بیٹے کی لڑکی کو پوتی کہتے ہیں لیکن یہاں خاص وہی مراد نہیں بلکہ پوتے اور پڑپوتے اور پڑپوتے کی بیٹی کو بھی پوتی ہی کہتے ہیں اور اگر بیٹے کی بیٹی موجود نہ ہو تو پوتے کی بیٹی کو حصے ملتے ہیں اور اگر پوتے کی بیٹی بھی نہ ہو تو پڑپوتے کی بیٹی انہیں حصوں کی مستحق ہوگی پوتی کی میراث کی چھ صورتیں ہو سکتی ہیں لیکن پڑپوتی وغیرہ کے حال کو اسی کے تحت میں داخل کر کے دس گیارہ حالتیں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ اگر میت کا بیٹا بیٹی موجود نہ ہو، صرف ایک پوتی ہو تو اس کو ترکہ میں سے نصف ملے گا جیسے بیٹی کو ملتا تھا گو اس صورت میں پوتی بیٹی کے قائم مقام ہوگی۔ اگر پوتی نہ ہو تو پڑپوتی کا بھی یہی حال ہوگا۔

۲۔ اگر میت کے بیٹا بیٹی موجود نہ ہو دو پوتیاں یا دو سے زیادہ موجود ہوں تو ان کو کل مال میں سے دو تہائی دیا جائے گا اس صورت میں بھی یہ پوتیاں بیٹیوں کے قائم مقام ہیں اور جس طرح بیٹیاں دو ثلث کو باہم تقسیم کر لیتی ہیں اسی طرح یہ بھی کر لیں گی خواہ دو پوتیاں ہوں یا زیادہ ہوں اگر پوتی کوئی نہ ہو تو پڑپوتیوں کا بھی یہی حال ہوگا۔

۳۔ اگر میت کے بیٹی بیٹا نہ ہو، ایک پوتی یا کئی پوتیاں ہوں اور ان کے ساتھ کوئی پوتا ہو تو جو کچھ ذوی الفروض کے حصے دینے کے بعد

باقی رہے اس کو یہ پوتا پوتی باہم تقسیم کرلیں گے اس جگہ پڑپوتی قائم مقام پوتی کے نہیں ہوسکتی کیونکہ پوتے کے سامنے وہ محروم رہتی ہے۔

۴۔ ﴿الف﴾ اگر میت کا بیٹا بیٹی نہ ہو اور کوئی پوتا بھی نہ ہو ایک یا کئی پوتیاں ہوں اور پڑپوتا ہو تب بھی ذوی الفروض کے بعد جو کچھ باقی رہے اس کو یہ پوتیاں اور پڑپوتیاں تقسیم کرلیں۔ ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾

﴿ب﴾ اگر میت کا بیٹا پوتا پڑپوتا موجود نہ ہو لیکن صرف ایک بیٹی موجود ہو تو پوتیوں کو صرف چھٹا حصہ ملے گا۔ خواہ ایک پوتی ہو یا دو چار ہوں۔

﴿ج﴾ اگر میت کا بیٹا' پوتا' پڑپوتا' سکڑ پوتا موجود نہ ہو اور پوتی بھی موجود نہ ہو بلکہ صرف ایک بیٹی اور پڑپوتی ہو تو پڑپوتی کو چھٹا حصہ ملے گا خواہ ایک ہو یا چند ہوں۔

۵۔ ﴿الف﴾ اگر میت کا بیٹا' پوتا' پڑپوتا نہ ہو' دو بیٹیاں یا دو سے زیادہ موجود ہوں تو پڑپوتی بالکل محروم رہے گی۔

﴿ب﴾ اگر میت کا بیٹا پوتا پڑپوتا سکڑ پوتا نہ ہو اور دو بیٹیاں یا دو سے زیادہ موجود ہوں تو پڑپوتی بالکل محروم رہے گی۔

٦۔ ﴿الف﴾ اگر میت کا بیٹا موجود ہے تو پوتیاں پڑپوتیاں سکڑ پوتیاں سب محروم رہیں گی۔

﴿ب﴾ اگر میت کی پوتی موجود ہے تو پڑپوتیاں سب محروم رہیں گی۔

شرح

پوتیوں کا جو حال بیان ہوا ہے اس میں یہ ضروری نہیں کہ سب پوتیاں ایک بیٹے کی اولاد ہوں یا سب پڑپوتیاں ایک پوتے سے ہوں بلکہ اگر مختلف بیٹوں کی بیٹیاں ہوں تو ان کے بھی وہی حصے ہیں مثلاً ایک بیٹے کی ایک بیٹی ہے اور دوسرے بیٹے کی پانچ ہیں تو اب اگر ان کو دو ثلث ملیں گے تو باہم اس کے چھ حصے کر کے ہر ایک پوتی کو ایک ایک حصہ دیا جائے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ جو بیٹی اپنے باپ کی تنہا ہے اس کو کچھ زیادہ حصہ دے دیں۔ اسی طرح پوتوں کے ساتھ مل کر عصبہ ہونے میں یہ ضروری نہیں کہ وہ پوتی اور پوتے سب ایک شخص کی اولاد ہوں بلکہ اگر پوتیاں ایک بیٹے کی اولاد ہیں اور ان کے ساتھ جو پوتا ہے وہ میت کے دوسرے بیٹے کا بیٹا ہو تو بھی عصبہ ہو جائیں گے۔ نیز پوتوں کے محروم ہونے کے لیے یہ شرط نہیں کہ میت کا بیٹا جو موجود ہے وہ ان کا باپ ہو بلکہ اگر پوتیوں کا باپ مر گیا ہو اور دوسرا بیٹا موجود ہو جو ان لڑکیوں کا باپ نہیں چچا ہے' تب بھی محروم رہیں گی۔ اب بھائی بہنوں کا حال پڑھو۔

سگی بہن

سگی بہنوں کی پانچ حالتیں ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ اگر بہن صرف ایک ہے تو میت کے آدھے مال کی وارث ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وله اخت فلها نصف ما ترك﴾ (نساء ع ٢٤)

''اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کو آدھا حصہ ملے گا۔''

۲۔ اگر دو بہن یا دو سے زیادہ ہوں تو دو ثلث (دو تہائی) ان کا حق ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

﴿فان كانتا اثنتين فلهما الثلثن﴾ (نساء ع ٢٤)

''پس اگر دو بہنیں ہوں یا دو سے زیادہ تو ان کو ترکہ میں سے دو تہائی ملے گا۔''

۳۔ اور اگر بہنوں کے ساتھ حقیقی بھائی بھی ہوں تو اس صورت میں لڑکی کو اکہرا اور لڑکے کو دوہرا ملے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وللذكر مثل حظ الانثيين﴾

''بہن بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہے۔''

۴۔ میت کی بیٹیاں یا پوتیاں بہنوں کے ساتھ جمع ہوں تو بیٹیوں یا پوتیوں کے حصے دینے کے بعد جو مال بچے گا وہ سب کا حق ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اجعلو الاخوات مع البنات عصب))

''بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بنا دو۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑی تو ہر ایک کو کتنا ملے گا؟ آپ نے حدیث کے مطابق یہ جواب دیا کہ بیٹی کا آدھا اور پوتی کا چھٹا اور باقی ماندہ سب بہن کا ہے۔ (بخاری)

سوتیلی بہن کا حصہ (علاتی بہن)

﴿س﴾ سوتیلی بہنوں کی کتنی حالتیں ہیں اور سگی بہن کی موجودگی میں سوتیلی بہن وارث ہوگی یا نہیں؟

﴿ج﴾ سگی بہن کی موجودگی میں سوتیلی بہن وارث نہیں ہوگی اگر سگی بہن موجود نہیں ہے تو سوتیلی بہن اس کے قائم مقام ہو جائے گی اور ان کی یہ سات حالتیں ہیں۔

سوتیلی بہن کا حصہ

میت کی سوتیلی بہنیں بھی حقیقی بہنوں کی طرح ہیں اور ان کی سات حالتیں ہیں۔

۱۔ سوتیلی بہن ایک ہی ہو تو اس کو آدھا حصہ ملے گا بشرطیکہ میت کی حقیقی بہنیں کوئی نہ ہوں۔

۲۔ اگر دو یا دو سے زیادہ سوتیلی بہنیں ہوں تو تہائی حصہ ملے گا جس میں برابر کی شریک ہوں گی بشرطیکہ حقیقی بہنیں نہ ہوں۔

۳۔ سوتیلی بہنیں اور ان کے ساتھ میت کی ایک حقیقی بہن بھی جمع ہو تو سوتیلی بہنوں کو صرف چھٹا حصہ دیا جائے گا ''تکمل الثلثین'' کیونکہ بہنوں کا حق دو تہائی تھا اس میں سے آدھا تو حقیقی بہن نے لے لیا باقی رہا چھٹا پس وہ سوتیلی بہنوں کو ملے گا۔ تاکہ بہنوں کا حق پورا ہو جائے۔

۴۔ اگر میت کی دو حقیقی بہنیں ہوں تو سوتیلی بہنوں کو کچھ نہ ملے گا وہ محروم ہوں گی کیونکہ دو حقیقی بہنوں کو ان کا حق جو دو ثلث تھا مل چکا اب سوتیلی بہنوں کے لیے کچھ نہ رہا اس لیے وہ محروم ہوئیں۔

۵۔ اگر میت کی دو حقیقی بہنوں کے ہوتے ہوئے سوتیلی بہنیں ہوں اور ان کے ساتھ سوتیلا بھائی بھی ہو تو اب سوتیلی بہنیں بھائی کی وجہ سے عصبہ ہو جائیں گی اور باقی مال سوتیلے بھائی اور بہنوں میں '' للذكر مثل حظ الانثيين'' (لڑکے کو دو لڑکی کے برابر) کے قاعدے پر تقسیم ہوگا' کیونکہ بھائی اور حقیقی بہنوں کی میراث اولاد صلبیہ کے قائم مقام ہو کر جاری ہوتی ہے۔ اور بھائی اور سوتیلی بہنوں کی میراث بیٹے کی اولاد کے قائم مقام ہو کر تقسیم ہوتی ہے۔ ان میں مرد مرد اور عورت عورت سب برابر ہیں۔

۶۔ سوتیلی بہن میت کی بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ عصبہ ہوں گی کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ کرو اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم اور علمائے کرام کا یہی فیصلہ ہے۔

۷۔ میت کی سوتیلی بہنیں اور سوتیلے بھائی اس کے بیٹے یا پوتے یا پڑپوتے یا باپ کے ساتھ جمع ہوں تو بالاتفاق محروم ہوں گی۔

اور ایک قول کی بنا پر اگر میت کا دادا ہو تو بھی سوتیلے بھائی ساقط الارث ہوں گے اور اگر میت کے حقیقی بھائی یا حقیقی بہنیں ہوں تو بھی سوتیلے بہن بھائی میراث سے محروم ہو جائیں گے حقیقی بہنوں کے ساتھ اس وقت جب کہ وہ عصبہ ہوں یعنی بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ ہوں۔ (شریفیہ۔ سراجی)

ماں کا حصہ

ماں کی تین حالتیں ہیں:

۱۔ اگر میت کی اولاد بیٹا، بیٹی، یا پوتا، پوتی ہو (وان سفل) تو میت کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ولا بویه لکل واحد منهما السدس مما ترك ان كان له ولد﴾ (سورہ نساء ع ۳)

''میت کے والدین میں ہر ایک کو ترکہ کا چھٹا حصہ جب کہ میت کے اولاد ہو ملے گا''

آیت میں لفظ ولد آیا ہے جو مذکر و مونث بیٹے پوتے سب کو شامل ہے نیز اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ پوتا پڑپوتا ماں کو ورثہ دینے میں صلبی ولد کے قائم مقام ہے۔

۲۔ اگر میت کے دو یا دو سے زیادہ بہن بھائی ہوں خواہ وہ حقیقی ہوں یا سوتیلے اور سوتیلا رشتہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے بہر حال میت کی ماں کو چھٹا حصہ دیا جائے گا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے۔

﴿فان کان له اخوة فلامه السدس﴾ (نساء ع ۲)

''پھر اگر اس کے بھائی بہن ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔''

آیت میں لفظ اخوۃ ہے جو بھائی ہونے کے سب رشتہ کو شامل ہے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم اور جمہور فقہاء کی یہی رائے ہے۔

۳۔ اگر میت کے بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی نہ ہوں یا دو یا دو سے زیادہ بھائی بہن نہ ہوں تو میت کی ماں کو میت کے کل ترکہ کا تہائی ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فان لم یکن له ولد وورثه ابواہ فلامه الثلث﴾ (نساء ع ۲)

''اگر اس کے اولاد نہ ہو اور اس کے وارث ماں باپ ہوں تو اس کی ماں کا حصہ ایک تہائی۔''

اور باقی کا مالک باپ ہو گا لیکن یہ مذکورہ صورتیں ماں کے لیے اسی وقت ہیں جب کہ میت کے ماں باپ کے ساتھ احد الزوجین (شوہر بیوی) نہ ہوں۔ اگر ماں باپ کے ساتھ احد الزوجین ہوں گے تو ماں کو احد الزوجین کا فرض حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ مال کا ثلث ملے گا اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ یہ کہ میت کے ماں باپ اور اس کا زوج (شوہر) ہو۔

۲۔ یہ کہ میت کے ماں باپ اور اس کی زوجہ (بیوی) ہو تو ان ہر دو صورتوں میں باقی مال کا ثلث ماں کو دیا جائے گا۔ اور باقی ماندہ باپ کو ملے گا۔ بخلاف اس کے احد الزوجین نہ ہوں' تو ماں کو ثلث الکل دیا جائے گا۔ (جیسا کہ اوپر نمبر ۳ میں گزرا) اس مسئلہ میں بھی حضرت عمر و علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم و جمہور فقہاء بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ بھی متفق ہیں۔

ہاں اگر ان دونوں مسئلوں میں باپ کی بجائے دادا ہو مثلاً میت کی ماں اور احد الزوجین اور دادا ہو تو پھر بھی ماں کو پورے مال کی تہائی ثلث جمیع المال ملے گا۔ یہی مذہب ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا۔ ''اہل کوفہ نے بھی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو لیا ہے مگر زوج ہونے کی صورت میں۔" لیکن اس صورت میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دادا کے ساتھ ماں کو باقی مال کا ثلث دیا جائے جیسا کہ باپ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ (شریفیہ) کافی میں منقول ہے کہ صورت مذکورہ میں یعنی باپ کے بجائے دادا ہونے میں ماں کو جمیع مال کا ثلث ملے گا۔

نانی دادی کا حصہ

نانی، دادی دونوں کو جدہ کہتے ہیں، پوتے، پوتی، نواسے، نواسی کے ترکہ میں سے دادی، پردادی، نانی، پرنانی کو حصہ ملتا ہے۔

اکمل شرح سراجیہ میں لکھا ہے کہ ہر شخص کے دو جدہ ہوتے ہیں۔ (۱) ماں کی ماں (۲) باپ کی ماں پھر جدہ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ جدہ صحیحہ وہ ہے جس کی نسبت الی المیت میں جدہ فاسد نہ داخل ہو یعنی باپ کی ماں یا باپ کی ماں کی ماں۔

۲۔ جدہ فاسدہ وہ ہے کہ دو ماؤں کے درمیان باپ داخل ہو جیسے نانا کی ماں کہ اس میں دو ماؤں میں یعنی میت کی ماں، اور نانا کی ماں، نانا بواسطہ ہوا، پس یہاں جدات صحیحہ کا ذکر ہے۔ جدات فاسدہ ذوی الارحام میں ہیں ان کا بیان آئندہ آئے گا۔ دادی اور نانی کو چھٹا حصہ ملتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جدہ دادی، نانی کو چھٹا حصہ دے دو۔ خواہ دادی نانی ایک ہو یا چند ہوں سب چھٹے میں برابر کی شریک ہوں گی، اور یہ بھی شرط ہے کہ جدات باہم درجہ میں برابر ہوں کیونکہ جدہ قریبہ جدہ بعیدہ کی حاجب (روکنے یا محروم کرنے والی) ہوتی ہے خواہ جدہ قریبہ حاجبہ ماں کی ماں ہو یا باپ کی ماں ہو اسی طرح جدہ بعیدہ محجوبہ روکی گئی خواہ ماں کی ماں ہو یا باپ کی ماں ہو۔

دادی نانی کو چھٹے حصے دینے کے ثبوت میں دوسری حدیث بھی مروی ہے جسے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ اور قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا اور جب کہ تعداد میں دادی یا نانی زیادہ ہوں تو یہ سب چھٹے حصے میں شریک ہوں گی اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک نانی نے آ کر عرض کیا کہ مجھے میرے نواسے کی میراث ملنے کا حکم دیجئے آپ نے فرمایا تو صبر کر میں اصحاب رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرلوں کیونکہ میں نے (کتاب اللہ) قرآن مجید میں تیرا حصہ نہیں پایا اور نہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرے متعلق کچھ سنا ہے پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اصحاب سے دریافت فرمایا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نانی کو چھٹا حصہ دیا ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تمہارے ساتھ اس کا اور گواہ بھی ہے تو حضرت محمد بن مسلمہ انصاری نے شہادت دی کہ ہاں جدہ کو چھٹا حصہ دیا پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اسی شخص کی دادی نے آ کر اپنے پوتے کی میراث مانگی تو آپ نے فرمایا میری رائے میں تم دونوں (دادی اور نانی) اس کی میراث میں شریک ہو جاؤ پس آپ نے دونوں کو چھٹے حصے میں شریک کر دیا۔ (بخاری)

دوسری روایت میں ہے کہ دادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ نانی کے مقابلہ میں تو میں زیادہ بہتر ہوں۔ کیونکہ اگر نانی مر جائے تو نواسہ اس کی میراث نہیں پاتا کیونکہ وہ ذوی الارحام میں سے ہے اور اگر میں (دادی) مر جاؤں تو پوتا میری میراث پائے گا تو آپ نے فرمایا کہ اس چھٹے میں تیرا بھی حصہ ہے اگر تم زیادہ ہو جاؤ تو چھٹے حصے میں سب شریک ہو اور اگر اکیلی ہو تو چھٹا ایک ہی کا ہے۔

نیز حاکم نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دادیوں میں چھٹے حصے کو تقسیم کرنے کا فیصلہ دیا ہے (محلی علیٰ حاشیہ مؤطا) پس حضرت صدیق وعمر و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے فیصلے سے اس امر پر اجماع ہو گیا کہ جدات صحیحہ جو درجے میں برابر ہوں وہ چھٹے میں برابر کی شریک ہوں گی۔ (شریفیہ)

اور جدات صحیحہ یعنی دادیاں اور نانیاں ساقط الارث (محروم) ہوتی ہیں جب کہ میت کی ماں موجود ہو اور اگر میت کا باپ ہو تو دادیاں محروم ہو جاتی ہیں' اور اگر میت کا دادا ہو تو بھی دادیاں ساقط ہو جائیں گی مگر داد کے ہوتے ہوئے باپ کی ماں ساقط نہ ہو گی بلکہ وہ تو دادا کے ساتھ ورثہ پائے گی کیونکہ اس کی قرابت دادا کی طرف سے نہیں وہ تو دادا کی زوجہ کی ہے اس لیے وہ حصہ کی حق دار ہو گی جیسے کہ ماں باپ کی موجودگی میں میراث پاتی ہے اور یہ صورت بھی اس وقت جب کہ جد کا فاصلہ میت سے ایک درجہ میں ہو یعنی دادیاں اس صورت میں ساقط ہوں گی ہاں اگر فاصلہ میت سے دو درجے میں ہو جیسے دادا کا باپ (پردادا) تو اس حالت میں دو عورتیں اس کے ساتھ وارث ہوں گی۔

(۱) دادا کی ماں (پردادی) اور (۲) باپ کی ماں کی ماں (جو دادا کی بیوی کی ماں ہے) اور اگر جد کا فاصلہ میت سے تین درجے میں ہو جیسے باپ کے باپ کا باپ تو اس کے ساتھ تین دادیاں وارث ہوں گی۔ (۱) باپ کے باپ کی ماں یعنی دادی کی ماں (۲) باپ کی ماں کی ماں یعنی دادی کی ماں کی ماں (۳) باپ کے باپ کی ماں یعنی پردادا کی ماں۔ اسی طرح جوں جوں بات جد کا فاصلہ بڑھتا جائے گا' جدات ابویات کی تعداد میں اضافہ ہو گا اور وہ جد کے ساتھ وارث ہوں گی اور جو دادیاں اور نانیاں کہ قرابت میں نزدیک ہوں وہ ان دادیوں اور نانیوں کو محروم کر دیتی ہیں جو قرابت میں دور ہوں خواہ وہ وارث ہوں جیسے باپ کی ماں جب کہ وہ پرنانی کے ساتھ نہ ہو یا ماں کی ماں جب کہ دادی کی ماں کے ساتھ ہو اور خواہ وہ رکنے والی ہوں جیسے باپ کی ماں باپ کے ہونے سے کہ دادی باپ کے ساتھ محجوبہ ہے پس اس صورت میں جب کہ میت نے باپ اور دادی اور پرنانی کو چھوڑا تو کل مال باپ کو ملے گا کیونکہ نزدیکی قرابت داروں کی وجہ سے دور کے رشتہ دار محجوب ہو گئے اور نزدیکی قرابت دار باپ کی وجہ سے محجوب ہو گئے لیکن اگر ایک جدہ صرف ایک قرابت والی ہو جیسے دادی کی ماں اور دوسری جدہ دو یا دو سے زیادہ قرابت والی ہو جیسے نانی کی ماں اور دادا کی ماں بھی ہے اس صورت کو زیادہ وضاحت سے یوں سمجھو کہ ایک عورت ہندہ نامی نے اپنے پوتے اور نواسی کا نکاح کر دیا پھر ان دونوں سے ایک بچہ پیدا ہوا' اب ہندہ اس بچہ کی جدہ ہوئی اس باپ کی طرف سے کیونکہ وہ اس کے دادا کی ماں ہے اور ہندہ اس کی نانی ہوئی ماں کی طرف سے کیونکہ وہ اس کی نانی کی ماں ہے پس یہ جدہ دو قرابت والی ہے تو ایسی حالت میں چھٹا حصہ آدھا آدھا ان دونوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

عصبات

عصبہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱)...... نسبی

(۲)...... سببی

۱۔ نسبی وہ ہے کہ اس میں اور میت میں قرابت اور نسب کا تعلق ہو جیسے بیٹا بیٹی۔

۲۔ سببی وہ ہے کہ جس میں یہ تعلق نہ ہو جیسے غلام اور آقا۔

عصبات نسبیہ تین ہیں:

(۱)...... عصبہ بنفسہ

(۲)...... عصبہ بغیرہ

(۳)...... عصبہ مع غیرہ۔

۱۔ عصبہ بنفسہ وہ مذکر ہے جس کو میت کی طرف منسوب کرنے میں عورت بیچ میں نہ آئے۔ یعنی جب مرد کو میت کی طرف نسبت کریں تو بیچ میں مونث داخل نہ ہو جیسے میت کا بیٹا' پوتا' اگر درمیان میں عورت داخل ہو تو وہ عصبہ نہیں ہے جیسے اخیافی بھائی بہن کو وہ ذوی الفروض میں داخل ہیں اور عصبہ بنفسہ میں چار آدمی شامل ہیں۔ (۱) میت کے جز جیسے بیٹا' پوتا (۲) میت کی اصل جیسے باپ' دادا (۳) میت کے باپ کے جز جیسے بھائی' بھتیجا (۴) میت کے دادا کے جزو جیسے چچا' اور اس کی اولاد۔ پس میراث تقسیم کرتے وقت ان چاروں میں سے پہلے ان کا حصہ دیا جائے جو میت سے زیادہ قریب کا رشتہ رکھتے ہوں تو پہلے جز میت یعنی اس کے بیٹے' پوتے' پرپوتے مقدم ہوں گے۔ پھر میت کی اصل یعنی اس کا باپ دادا' پردادا۔ پھر میت کے باپ کا جز یعنی بھائی بھتیجے' پھر میت کے دادا کی اولاد یعنی سگے چچا پھر ان کے بیٹے باقی تفصیل فرائض میں دیکھو۔

۲۔ عصبہ بغیرہ میں چار عورتیں ہیں۔ (۱) بیٹی (۲) پوتی (۳) حقیقی بہن (۴) سوتیلی بہن یہ چاروں اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہو جائیں گی اسی لیے انہیں عصبہ بغیرہ کہتے ہیں۔ ان کے عصبہ ہونے کا ثبوت ان آیتوں میں ہے۔

(۱)..... ﴿یوصیکم اللّٰہ فی اولاد کم للذکر مثل حظ الانثیین﴾

''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے متعلق کہ لڑکوں کو دو لڑکیوں کے برابر دو۔''

(۲)..... ﴿و ان کانوا اخوۃ رجالا نساء فللذکر مثل حظ الانثیین﴾

''اور اگر بھائی بہن ہوں مرد اور عورتیں تو دو عورتوں کے برابر ایک مرد کا حصہ (دو)۔''

پہلی آیت سے بیٹی اور پوتی کا اور دوسری سے حقیقی بہن اور سوتیلی بہن کے عصبہ ہونے کا ثبوت ہے۔

۳۔ عصبہ مع غیرہ۔ وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ جمع ہو کر عصبہ بن جاتی ہے مثلاً میت کی بیٹی یا پوتی ہے اور میت کی حقیقی یا سوتیلی بہن بھی ہے' تو یہ بہن بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ ہو جائے گی۔ خواہ بیٹی پوتی ایک ہو یا زیادہ ہوں جیسا کہ حدیث میں ہے۔ بہنیں بیٹیوں کے ساتھ عصبہ کی جائیں۔

عصبہ سببیہ

مولیٰ (آقا) جس نے غلام کو آزاد کر دیا ہو تو غلام کے مرنے کے بعد آقا غلام کے ترکہ کا وارث ہوگا اس کی توضیح فرائض کی کتابوں میں ملے گی۔

ذوی الارحام کا بیان

لغت میں ذورحم کے معنی رشتہ دار اور قرابت والے کے آتے ہیں مگر اصطلاح شریعت میں ذورحم اس شخص کو کہتے ہیں جو قرابت دار ہوں مگر صاحب فرض اور عصبہ نہ ہو یعنی وہ رشتہ دار جس کا حصہ نہ تو کتاب اللہ میں مقرر ہو اور نہ سنت میں اور نہ اجماع امت سے اس کا ثبوت ہو اور نہ وہ عصبہ ہو' ایسے شخص کو ذورحم کہتے ہیں اس کی جمع ذوی الارحام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

﴿و اولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللّٰہ﴾ (سورہ نساء)

'' قرابت داروں میں بعض اولی میراث ہیں بعض سے اللہ کی کتاب میں۔''

مگر ذورحم صاحب فرض اور عصبہ کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوگا ہاں شوہر اور زوجہ کے ہوتے ہوئے وارث ہوگا پس اگر ذوی الارحام اکیلا ہو تو قرابت کی وجہ سے وہ تمام مال کا مالک ہوگا۔

ذوی الارحام کی توریث عصبات کے مانند ہے اس میں اقرب فالاقرب کا اعتبار ہے' اور قرب کبھی تو درجہ کے اعتبار سے ہوتا

ہے اور کبھی قرابت کی وجہ سے پس جس طرح تعصیب میں بیٹا باپ پر مقدم ہے اسی طرح ذوی الارحام میں میت کا جز مقدم ہو گا اس کی اصل پر اور ذوی الارحام میں سے جو قریب تر ہو وہ بعید تر کا حاجب ہو جاتا ہے۔ یعنی بعید کو وارث نہیں ہونے دیتا جیسا کہ عصبات میں اقرب ابعد کا حاجب ہو جاتا ہے اسی طرح نزدیک رشتہ والا دور کے رشتہ دار کو وارث نہیں ہونے دیتا۔

ذوی الارحام کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ جز میت یعنی میت کی دختری اولاد جیسے نواسے اور نواسی۔

۲۔ اصل میت یعنی نانا اور نانی۔

۳۔ میت کے والدین کا جز یعنی بھانجا بھانجی۔

۴۔ جز جدین یا جدتین یعنی دادا اور نانا یا دادی اور نانی کی اولاد۔

یہ چار قسمیں ذوی الارحام کی ہیں مگر یہ اپنے سے بعید تر کے حاجب ہو جاتے ہیں پس میت کا جزو مقدم ہو گا۔ میراث میں اور جزء میت سے مراد بیٹوں کی اولاد اور پوتوں کی اولاد ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ پھر اولاد میت کے بعد اصل مقدم ہو گی۔ اور اصل سے غرض میت کا جد فاسد اور جدہ فاسد ہے اس کے بعد والدین میت کا جز مقدم ہو گا حقیقی بہنوں یا سوتیلی بہنوں کی اولاد اور حقیقی بھائیوں کی اولاد خواہ مرد ہوں یا عورت ہوں پھر نواسہ اور نواسی نانا پر مقدم ہے بھانجے اور بھانجیوں اور بھتیجیوں پر اسی قول پر فتویٰ ہے۔ (طحاوی)

پھر جدین یا جدتین کی اولاد مقدم ہے اور وہ ماموں اور خالہ اور اخیافی چچا اور پھوپھی اور چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی اولاد ہیں ان کے بعد میت کے باپ اور ماموں کی پھوپھیاں اور ان کے ماموں اور خالہ اور باپ کے اخیافی چچا اور ماں کے چچا خواہ حقیقی ہوں یا سوتیلے اور ان سب کی اولاد اگرچہ بعید ہوں میراث پائیں گے اور ان اقسام میں وہ شخص مقدم ہو گا جو قریب تر ہو اور جب کہ ذوی الارحام درجہ میں برابر ہوں اور رشتہ کا سبب مختلف ہو تو باپ کی قرابت والوں کے متروکہ میت سے دو تہائیاں ہیں اور ماں باپ کے رشتہ داروں کے لیے ایک تہائی ہے اگر ذوی الارحام درجے میں برابر ہوں اور ان کے اصول کی صفت مرد اور عورت ہونے میں متفق اور یکساں ہو تو فروع کے ابدان کا اعتبار کیا جائے گا اس کی تفصیل فرائض کی کتابوں میں ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ......پہلی فصل

۳۰۴۱۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلَىَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ وَفِی رِوَايَةٍ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَلْيَأْتِنِی فَأَنَا مَوْلَاهُ وَفِی رِوَايَةٍ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلاًّ فَإِلَيْنَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۰۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ تر لائق ہوں پس جو شخص مر جائے اور اس پر قرض ہو اور قرض ادا کرنے کے لیے کچھ چھوڑا نہیں ہے تو میرے ذمہ اس کا ادا کرنا ہے جو مال چھوڑ کر مر جائے تو اس کا مال اس کے وارثوں کو ملے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو قرض چھوڑ کر مر جائے یا ضائع ہونے والی چیز چھوڑ کر مرے یعنی اہل وعیال تو اس کے

۳۰۴۱۔ صحیح بخاری کتاب الفرائض باب میراث لا سیر (۶۷۶۳)، مسلم کتاب الفرائض باب من ترك مالا فلورثته (۱۶۱۹[۴۱۶۱])

❀❀ بخاری کتاب الفرائض باب میراث الاسیر (۲۷۶۳) مسلم کتاب الفرائض باب من ترك مالاً فلورثته (۱۷/ ۱۶۱۹) (مبشر احمد ربانی)

وارث یا وصی میرے پاس آئے تو میں ان کا ولی ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو مال چھوڑ کر مر جائے تو مال اس کے وارثوں کا ہے اور جو بھاری چیز اور بوجھ قرض وغیرہ چھوڑ کر مر جائے تو اس کا وکیل میرے پاس آ جائے تو وہ قرض میرے ذمے ہے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: یہ رسول اللہ ﷺ کا حسن خلق ہے کہ دوسروں کے قرض اپنے ذمے لے رہے ہیں کہ اپنے طرف سے اس کے قرض کو ادا کریں گے اور اگر وہ مال چھوڑ کر مرا ہے تو مال نہیں لیتے بلکہ اس کے وارثوں کو دلا دیتے۔

حصہ داروں کو ان کا حصہ دینے کی ترغیب

٣٠٤٢۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلْحِقُو الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِىَ فَهُوَ لأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۰۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حصہ والوں کو ان کے حصے کو دے دو۔ پھر جو مال بچ جائے تو اس کا ہے جو سب سے زیادہ میت کے قریب مرد ہو۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: یعنی ذوی الفروض اور حصہ والوں کو حصہ دے دینے کے بعد جو بچ جائے گا وہ عصبہ کو ملے گا اور عصبہ میت کے اس رشتہ دار کو کہتے ہیں جن کا خاص حصہ مقرر نہیں ہے لیکن میت کے مال میں ان کا حق ہے ذوی الفروض اور عصبہ کا پورا بیان پہلے آ چکا ہے۔

مسلم اور کافر ایک دوسرے کے وارث نہیں

٣٠٤٣۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلاَ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۰۴۳۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

٣٠٤٤۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۰۴۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قوم کا آزاد کیا ہوا غلام اسی قوم سے شمار ہوگا۔ (بخاری)

توضیح: مولیٰ آزاد شدہ غلام کو کہتے ہیں یعنی جس قوم نے کسی غلام کو آزاد کیا ہے تو اس کا حکم اسی قوم میں سے ہوگا یعنی اگر کسی سید نے آزاد کیا ہے تو وہ سیدوں میں سے شمار ہوگا اور بعض لوگوں نے مولی سے مراد آزاد کرنے والا آقا کو مراد لیا ہے یعنی آزاد کرنے والا آقا اپنے آزاد شدہ غلام کا وارث ہوگا بشرطیکہ اس کا کوئی عصبہ نسبی نہ ہو۔

بھانجے کی وراثت

٣٠٤٥۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۳۰۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

٣٠٤٢۔ صحيح بخاری كتاب الفرائض باب ميراث الولد من ابيه (٢٧٣٢)، مسلم كتاب الفرائض باب ألحقوا الفرائض باهلها (١٦١٥[٤١٤١])

❀❀ بخاری كتاب الفرائض باب ميراث الولد من ابيه (٦٧٣٢) مسلم كتاب الفرائض باب الحقوا الفرائض باهلها (٢/ ١٦١٥) (مبشر احمد ربانی)

٣٠٤٣۔ صحيح بخاری كتاب الفرائض باب لا يرث المسلم الكافر (٦٧٦٤)، مسلم كتاب الفرائض (١٦١٤ [٤١٤٠])
بخاری کتاب الفرائض باب لايرث المسلم الكافر...... (٦٧٦٤) مسلم كتاب الفرائض (١/ ١٦١٤) (مبشر احمد ربانی)

٣٠٤٤۔ صحيح بخاری كتاب الفرائض باب مولى القوم من انفسهم (٦٧٦١)

٣٠٤٥۔ صحيح بخاری كتاب الفرائض باب مولى القوم من انفسهم (٦٧٦٢)، مسلم كتاب الزكاة باب اعطاء المؤلفة قلوبهم (١٠٥٩[٢٤٣٦])

❀❀ بخاری كتاب الفرائض باب مولى القوم من انفسهم (٦٧٦٢) مسلم كتاب الزكاة باب اعطاء الؤلفة قلوبهم (١٣٣/ ١٠٥٩)، حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا (٢٨٧٧) گزر چکی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

((ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ عَائِشَةَ إِنَّمَا الْوَلاَءُ فِيْ بَابٍ قَبْلَ بَابِ السَّلَمِ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ الْبَرَاءِ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ فِيْ بَابِ بُلُوغِ الصَّغِيْرِ وَحِضَانَتِهِ۔ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى

کہ قوم کا بھانجہ اسی قوم میں سے ہے۔[1] (بخاری، مسلم) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث انما الولاء اس سے پہلے باب السلم میں بیان ہو چکی اور الخالۃ بمنزل الام براء کی حدیث کو ان شاء اللہ باب الصغیر میں ہم آئندہ بیان کریں گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

مختلف المذہب آپس میں وارث نہیں

٣٠٤٦۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ يَتَوَارَثُ أَهْلُ الْمِلَّتَيْنِ شَتَّى))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۳۰۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو مختلف مذہب والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔[2] (ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی)

٣٠٤٧۔ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ جَابِرٍ

۳۰۴۷۔ اور ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قاتل مقتول کا وارث نہیں

٣٠٤٨۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الْقَاتِلُ لاَ يَرِثُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۳۰۴۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٣٠٤٦۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب هل يرث المسلم الكافر (٢٩١١)، ابن ماجه کتاب الفرائض باب ميراث اهل الاسلام (٢٧٣١)

❀❀ حسن، ابوداؤد کتاب الفرائض باب هل يرث المسلم الكافر (٢٩١١) ابن ماجه کتاب الفرائض باب ميراث اهل الاسلام (٢٧٣١) مسند احمد ٢/ ١٩٥) بيهقى ٦/ ٢١٨ دارقطنى (٤٠٣٩) المنتقى لابن الجارود (٩٦٧) سنن سعيد بن منصور (١٣٧) شرح السنة ٨/ ٣٦٤، ٣٦٥ امام ابن الملقن نے خلاصۃ البدر المنیر میں اسے صحیح کہا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٤٧۔ صحيح، سنن الترمذى كتاب الفرائض باب لاهتوارث اهل ملتين (٢١٠٨)

❀❀ حسن، ترمذی کتاب الفرائض باب لايتوارث اهل الملتين (٢٠١٨) اس کی سند میں ابن ابی لیلیٰ ضعیف ہے لیکن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث (۳۰۴۶) اس کا شاہد ہے۔ جس کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٤٨۔ حسن، سنن الترمذى كتاب الفرائض باب ماجاء فى ابطال ميراث القاتل (٢١٠٩)، ابن ماجه كتاب الفرائض باب ميراث القاتل (٢٧٣٥) سنده ضعيف والحديث حسن بشواهده

❀❀ ضعيف ترمذى كتاب الفرائض باب ماجاء ابطال ميراث القاتل (٢١٠٩) ابن ماجه كتاب الفرائض باب ميراث القاتل (٢٧٣٥) دارقطنى (٤١٠٠-٤١٠١) بيهقى ٦/ ٢٢٠) (مبشر احمد ربانی)

[1] یعنی بھانجہ اپنے ماموں کا وارث ہوگا اور ذوی الارحام میں سے ہیں بشرطیکہ ماموں کا کوئی ذوی الفروض اور عصبہ نہ ہو۔

[2] یعنی مسلمان کافر کا کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

دادی کی وراثت

۳۰۴۹۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إِذَا لَمْ تَكُنْ دُوْنَهَا أُمٌّ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۰۴۹۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دادی کو چھٹا حصہ دیا ہے جب کہ اس کے ساتھ اس کی ماں نہ ہو۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی اگر میت کی ماں زندہ ہو اور اس کی دادی بھی زندہ ہو تو میت کی ماں کے ہوتے ہوئے دادی کو حصہ نہیں ملے گا اور اگر میت کی ماں نہیں ہے تو دادی کو چھٹا حصہ ملے گا۔

پیدا ہونے والا بچہ وارث ہے

۳۰۵۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوُرِّثَ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

۳۰۵۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیدا ہوتے وقت بچہ جب آواز کرے تو اس کے جنازے کی نماز بھی پڑھی جائے گی اور اس کو وارث بنایا جائے گا۔ (ابن ماجہ، دارمی)

توضیح: یعنی اگر بچہ پیدا نے ہوتے وقت آواز لگائی جس سے معلوم ہوا کہ زندہ پیدا ہوا ہے پھر وہ مر گیا تو اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی اور اس کو وارث بھی ٹھہرایا جائے گا۔

قوم کے مولیٰ کی وراثت

۳۰۵۱۔ وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ وَحَلِيْفُ الْقَوْمِ مِنْهُمْ وَابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)). رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۳۰۵۱۔ کثیر بن عبداللہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قوم کا مولیٰ قوم میں سے ہے[1] اور قوم کا حلیف بھی قوم میں سے ہے اور قوم کا بھانجہ قوم میں سے ہے۔ (دارمی)

۳۰۴۹۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الفرائض باب فی الجدة (۲۹۸۵)، عبیداللہ العتکی ضعیف راوی ہے۔

❀❀ حسن، ابوداؤد كتاب الفرائض باب فی الجدة (۲۸۹۵) بیهقی ۶/ ۲۳۴، ۲۳۵ دارقطنی (۴۰۸۹) التلخيص الحبير ۳/ ۸۳ (۱۳۵) المنتقی لابن الجارود (۹۶۰) یہ حدیث ابو المنیب عبیدالله المتکی کی وجہ سے حسن ہے امام ابن السکن نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

۳۰۵۰۔ اسناده ضعيف، سنن ابن كتاب الفرائض باب اذا استهل المولود ورث (۲۷۵۰) الربیع بن بدر متروک اور ابوزبیر مدلس راوی ہیں۔ دارمی كتاب الفرائض باب ميراث الصبی (۲/ ۴۸۵ ح ۲۵۳۱)، شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

❀❀ ضعيف، ابن ماجه كتاب الفرائض باب اذا استهل ورث (۲۷۵۰) دارمی كتاب الفرائض باب ميراث الصبی (۳۱۳۰) ترمذی كتاب الجنائز باب ماجاء فی ترك الصلاة على الجنين (۱۰۳۲) ابن حبان (۱۲۲۳ موارد) مستدرك حاكم ۴/ ۳۴۸، ۳۴۹ بیهقی ۴/ ۸-۹ یہ روایت موقوف اور مرفوع دونوں طریقوں سے بیان کی گئی ہے اس کی سند میں ابو الزبیر ثقہ مدلس ہیں اور روایت معنعن ہے جس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

نوٹ: یہ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے ذکر کے بغیر ((اذا استهل مولود ورث)) کے الفاظ کے ساتھ ابو دائود كتاب الفرائض باب المولود يستهل ثم يموت (۲۹۲۰) بیهقی ۶/ ۲۵۷) میں موجود ہے اسکی سند میں محمد بن اسحاق ثقہ مدلس ہیں علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے مختلف طرق کی بنا پر صحیح کہا ہے ارواء الفليل (۱۷۰۷) (مبشر احمد ربانی)

۳۰۵۱۔ صحيح، دارمی كتاب السير باب فی مولی القوم وابن اختهم منهم (۲/ ۲۴۳ ح ۲۵۳۱)

❀❀ ضعيف، دارمی كتاب السيد باب فی مولی القوم وابن اختهم منهم (۲۵۳۱) طبرانی كبير ۱۷/ ۱۲ (فيه الواقدی) اسکی سند میں کثیر بن عبداللہ متروک ہے دیکھیں (۲۹۲۳) (مبشر احمد ربانی)

[1] یعنی قوم کا آزاد کردہ غلام قوم میں سے شمار ہوگا اور آقا اپنے آزاد کردہ غلام کا وارث ہوگا بشرطیکہ غلام کا کوئی نسبی عصبہ نہ ہو۔

توضیح: حلیف اس دوست کو کہتے ہیں جس کی ہمدردی کا آپس میں معاہدہ کیا جا چکا ہو کہ مصیبت وغیرہ میں ایک دوسرے کی امداد کیا کریں گے جاہلیت کے زمانے میں اس قسم کا معاہدہ لوگ کرتے تھے لیکن حدیث میں فرمایا لا حلف فی الاسلام اسلام میں وہ معاہدہ نہیں ہے جو جاہلیت کے زمانے میں ہوا کرتا تھا (ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کو لوٹنے اور غارت کرنے کے لیے تیسرے قبیلے سے دوستی اور عہد کرتا اسلام میں ایسی دوستی اور عہد سے ممانعت ہوئی لیکن اب بھی اگر مظلوم کی مدد کرنے یا حق بات کو جاری کرنے کے لیے مسلمانوں کا ایک گروہ دوسرے گروہ سے معاہدہ کر لے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے) اور پہلے ایک حلیف دوسرے حلیف کا وارث بھی ہوا کرتا تھا اب یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے میراث والی آیت سے۔

٣٠٥٢۔ وَعَنْ الْمِقْدَامِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيْعَةً فَإِلَيْنَا وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ وَأَنَا مَوْلَى مَنْ لاَ مَوْلَى لَهُ أَرِثُ مَالَهُ وَأَفُكُّ عَانَهُ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لاَ وَارِثَ لَهُ يَرِثُ مَالَهُ وَيَفُكُّ عَانَهُ)) وَفِیْ رِوَايَةٍ وَأَنَا وَارِثُ مَنْ لاَ وَارِثَ لَهُ أَعْقِلُ وَأَرِثُهُ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لاَ وَارِثَ لَهُ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٠٥٢۔ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہر مومن کے لیے اس کی جان سے زیادہ عزیز ہوں پس جو شخص مر جائے اور قرض چھوڑ جائے یا چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ جائے جو ضائع ہونے والے ہوں تو میں ان کا کفیل اور ذمہ دار ہوں تو اسکے قرض کو میں ادا کروں گا۔ اسکے بال بچوں کی میں نگہداشت کروں گا اور جو مال چھوڑ کر مر جائے تو اس کا مال اسکے وارثوں کو ملے گا اور میں اس کا مولی یعنی منتظم اور متولی ہوں جس کا کوئی ہمدرد اور خیر خواہ نہیں ہے اور میں اسکے مال کا وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہیں ہے میں اس کے مال کو بیت المال میں جمع کر دوں گا جہاں سے دوسرے مستحقین کو ملا کرے گا اور میں اس کے قیدی کو غلامی کی قید سے چھڑاؤں گا اور ماموں اپنے بھانجے کا وارث ہوگا جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ وہ اس کے مال کا وارث ہوگا اس کے قیدی کو چھڑائے گا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں اس شخص کا وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہیں میں اس کا خون بہا ادا کروں گا اور اس کا وارث ہوں گا اور ماموں اس کا وارث ہوگا جس کا کوئی وارث نہ ہو وہ اس کا خون بہا ادا کرے گا اور وہی اس کا وارث بھی ہوگا۔ (ابو داؤد)

٣٠٥٣۔ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ

٣٠٥٣۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٣٠٥٢۔ سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب فی میراث ذوی الارحام (٢٨٩٩، ٢٩٠٠)

❀❀ حسن' ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی میراث ذوی الارحام (٢٩٠٠'٢٨٩٩) بیہقی ٦/ ٢١٤ علل الحدیث لابن ابی حاتم ٣/ ٥١'٥٢ (١٦٤٠) ابن ماجه کتاب الفرائض باب ذوی الارحام (٢٧٣٨) ابن حبان (١٢٢٥' ١٢٢٦ اموارد) مستدرك حاكم ٤/ ٣٤٤ دارقطنی (٤٠٧٢ ابن الجارود (٩٦٥) مسند طیالسی (١١٥٠) (مبشر احمد ربانی)

٣٠٥٣۔ اسناده ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب میراث ابن المسلاعنة (٢٩٠٦)، ترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء ما میراث النساء فی الولاء (٢١١٥)، ابن ماجه کتاب الفرائض باب تحور المراة ثلاث مواریث (٢٧٤٢)، عمر بن رؤیہ ضعیف راوی ہے۔

❀❀ ضعیف' ترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء مایرث النساء فی الولاء (٢١١٥) ابوداؤد کتاب الفرائض باب میراث ابن الملاغنة (٢٩٠٦) ابن ماجه کتاب الفرائض باب تحوازا لمراة ثلاث بیهقی ٦/ ٢٥٩ مواریث (٢٧٤٢ مسند احمد ٣/ ٤٩٠ دارقطنی (٤٠٨٣) مستدرك حاكم ٤/ ٣٤٠'٣٤١ امام بیہقی فرماتے ہیں ((هذا غیر ثابت)) (بیهقی ٦/ ٢٤٠) اسکی سند میں عبدالواحد بن عبداللہ النصری سے روایت کرنے والا عمر بن روبة التغلبی ہے اسے امام بخاری' امام ابوحاتم اور امام ذہبی وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ابن عدی فرماتے ہیں: محدثین نے اسکی عبدالواحد سے روایات کا انکار کیا ہے۔ (المغنی فی الضعفاء ٢/ ١١٦ الجرح والتعدیل ٦/ ٥٧٠ الکاشف ٢/ ٦٠ الکامل ٥/ ١٧٠٧) (مبشر احمد ربانی)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَحُوْزُ الْمَرْئَةِ ثَلَاثَ مَوَارِيْثَ عَتِيْقَهَا وَالَّقِيْطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِيْ لَاعَنَتْ عَنْهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

نے فرمایا کہ عورت تین شخصوں کی میراث سمیٹ لیتی ہے ایک تو اپنے آزاد کردہ غلام یا لونڈی کی بشرطیکہ کوئی اس کا ذوی الفروض اور عصبہ نہ ہوں۔ دوسرے لقیط کی!! اور تیسرے اس لڑکے کی جس کے اوپر لعان کیا ہے۔ (ترمذی)

توضیح: لعان کے معنی لعنت اور دوری کے ہیں اور محاورہ میں اس کو کہتے ہیں کہ خاوند نے اپنی بیوی پر الزام لگایا کہ اس نے زنا اور بدکاری کرائی ہے اور بیوی اس سے انکار کرتی ہے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا ہے ان دونوں کے پاس سوائے اپنے نفس کے اور کوئی گواہ نہیں۔ تو جب یہ معاملہ حاکم کے سامنے پیش ہوگا۔ حاکم دونوں کو سمجھائے کہ دونوں میں سے کوئی ضرور جھوٹا ہے۔ جھوٹا اپنے قول سے رجوع کر لے اگر دونوں اس بات پر راضی نہیں ہوتے تو حاکم دونوں سے قسم لے گا پہلے شوہر سے چار مرتبہ قسم لے کر جو الزام اس نے لگایا ہے صحیح ہے اور پانچویں مرتبہ اس سے یہ کہلایا جائے گا کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر خدا کی لعنت ہے اس کے بعد عورت سے چار مرتبہ قسم لے جو تہمت اس پر لگائی گئی ہے غلط ہے اور پانچویں مرتبہ اس سے کہلایا جائے گا کہ جو الزام اس پر لگایا گیا ہے اگر یہ صحیح ہے تو اس پر خدا کا غضب نازل ہو مرد کی پانچویں قسم میں لعنت کا لفظ اور عورت کی پانچویں قسم میں لفظ غضب ہے کیونکہ عورتیں غضب سے زیادہ ڈرتی ہیں یہ گواہیاں اور قسمیں حد قذف اور سزائے تہمت زنا کے قائم مقام ہے کیونکہ اگر یہ قسمیں نہ کھائیں تو تہمت زنا کی سزا میں اسی کوڑے مارے جائیں گے لیکن قسمیں کھانے کی وجہ سے یہ تہمتیں معاف ہو جاتی ہیں اور عورت کی یہ قسمیں حد زنا کے قائم مقام ہیں اس لیے عورت اگر یہ قسم نہ کھائے تو زنا کی حد ماری جائے گی تو ان قسموں کے کھانے سے حد زنا ساقط ہو جائے گی اس طرح کرنے کو لعان کہتے ہیں' اور لعان کے بعد حاکم میاں بیوی کے درمیان تفریق کرا دے پھر ان میں ملاپ نہیں ہو سکتا ہے اور نہ دوبارہ نکاح ہی ہو سکتا ہے لعان کا مکمل بیان آئندہ باب اللعان میں آئے گا تو جس عورت نے لعان کیا ہے اگر وہ بچہ مر جائے تو اس کا ترکہ صرف عورت کو ملے گا باپ کو نہیں ملے گا۔

ولد الزنا کی وراثت نہیں

٣٠٥٤۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَيُّمَا رَجُلٍ عَاهَرَ بِحُرَّةٍ أَوْ أَمَةٍ فَالْوَلَدُ وَلَدُ زِنًا لَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣٠٥٤۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی آزاد عورت یا باندی سے زنا کرے اور اس زنا کے نطفے سے کوئی بچہ پیدا ہو جائے یہ بچہ ولد الزنا ہوگا نہ وہ خود کسی کا وارث ہوگا اور نہ اس کا کوئی دوسرا وارث ہوگا۔ (ترمذی)

جس کا کوئی وارث نہ ہو

٣٠٥٥۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ مَوْلًى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَاتَ وَتَرَكَ شَيْئًا وَلَمْ يَدَعْ حَمِيْمًا وَلَا وَلَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَعْطُوْا مِيْرَاثَهُ رَجُلًا

٣٠٥٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک آزاد کردہ غلام مر گیا اس نے کچھ مال چھوڑا اور کوئی رشتہ دار اور کوئی نسبی عصبہ اور اولاد کو چھوڑتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا مال اس کے

٣٠٥٤۔ صحيح، سنن الترمذى كتاب الفرائض باب ماجاء فى ابطال ميراث ولد الزنا (٢١١٣)

❀ حسن، ترمذى كتاب الفرائض باب ماجاء فى ابطال ميراث ولد الزنا (٢١١٣) ابن ماجه كتاب الفرائض باب فى ادعاء الولد (٢٧٤٥) اور مسند احمد ٢/ ١٨١ دارمى كتاب الفرائض باب فى ميراث ولدالزنا (٣١١٩) ابوداؤد كتاب الطلاق باب فى ادعاء ولدالزنا (٢٢٦٥) بيهقى ٦/ ٢٦٠ میں مطول روایت موجود ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

مِنْ أَهْلِ قَرْيَتِهِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ ۔۔۔ گاؤں کے کسی آدمی کو دے دو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

توضیح: اس آزاد شدہ غلام کا کوئی وارث نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ اس کے مال کو بیت المال میں جمع کر کے اس کے گاؤں کے فقیروں محتاجوں کو دلا دیا قاعدے کے اعتبار سے آپ کو ملنا چاہیے تھا لیکن نبی نہ وارث ہوتے ہیں اور نہ مورث ہوتے ہیں۔

٣٠٥٦۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِيْرَاثِهِ فَقَالَ الْتَمِسُوْا لَهُ وَارِثًا أَوْ ذَا رَحِمٍ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُ وَارِثًا وَلَا ذَا رَحِمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَعْطُوْهُ الْكُبْرَ مِنْ خُزَاعَةَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ انْظُرُوْا أَكْبَرَ رَجُلٍ مِنْ خُزَاعَةَ

٣٠٥٦۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلے خزاعہ کے ایک گاؤں کا انتقال ہو گیا تو اس کی میراث نبی ﷺ کے پاس لائی گئی آپ نے فرمایا اس کے وارث ذوی الفروض یا عصبات میں تلاش کرو تو لوگوں نے تلاش کیا تو کوئی وارث اور کوئی رشتہ دار نہیں ملا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ خزاعہ میں جو سب سے بڑا آدمی ہو اس کو دے دو۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس لاوارث کا مال بیت المال میں رکھا گیا اور آپ نے بیت المال میں سے قبیلہ خزاعہ کے سرداروں کے یہاں بھجوا دیا تاکہ وہ اپنے ثواب کے لحاظ سے قبیلے خزاعہ میں سے جس کو چاہے دے دے یا وہ حاجت مند ہے تو خود خرچ کر ڈالے۔

٣٠٥٧۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّكُمْ تَقْرَؤُوْنَ هٰذِهِ ۔۔۔ ٣٠٥٧۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اس آیت کریمہ کو پڑھتے

٣٠٥٥۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد كتاب الفرائض باب في ميراث ذوى الارحام (٢٩٠٢)، ترمذى كتاب الفرائض باب في ميراث المولى الاسفل (٢١٠٦)

❀❀ صحیح' ابوداؤد كتاب الفرائض باب في مراث ذوى الأرحام (٢٩٠٢) ترمذى كتاب الفرائض باب في ميراث الموطا الاسفل (٢١٠٦) ابن ماجه كتاب الفرائض باب ميراث الولاء (٢٧٣٣) مسند طيالسى (١٤٦٥) ابن الاصبہانی کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ وہ ثقہ وصدوق ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٥٦۔ ضعیف، سنن ابی داؤد كتاب الفرائض باب في ميراث ذوى الارحام (٢٩٠٤)، شریک القاضی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀❀ حسن' ابوداؤد كتاب الفرائض باب في ميراث ذوى الأرحام (٢٩٠٤) مسند طيالسى (٨١٢) بیهقی ٦/ ٢٤٣) اس کی سند میں جبریل بن احمر ابوبکر الجملی کو امام ابن معین امر ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "صدوق يهم" امام ابوزرعہ فرماتے ہیں "شیخ" امام نسائی نے لیس بالقوی اور امام ابن حزم نے "لاتقوم به" جحۃ فرمایا ہے: (تهذيب ١/ ٣٦٠ الجرح والتعديل ٢/ ٥٤٩ تقريب ص: ٥٣ الكاشف ١/ ٢٨٩) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جبریل بن احمر حسن الحدیث ہے اور اس کے شاگرد شریک بن عبداللہ نے اس سے طیالسی اور بیہقی کے ہاں تصریح بالسماع کر رکھی ہے اور المحاربی عبدالرحمن بن محمد تقمدلس نے اس کی متابعت بھی کی ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٥٧۔ حسن، الترمذى كتاب الفرائض باب ماجاء في ميراث الاخوة من الاب والام (٢٠٩٤)، ابن ماجه كتاب الفرائض باب ميراث العصبة (٢٧٣٩)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔ دارمی كتاب الفرائض باب العصبة (٢/ ٤٦٤ ح ٢٩٨٤)

❀❀ ضعيف جداً انتہائی کمزور روایت ہے۔ ترمذى كتاب الفرائض باب ماجاء في ميراث الاخوة من الاب والأم (٢٠٩٤) ابن ماجه كتاب الفرائض باب ميراث العصبة (٢٧٣٩) دارمى كتاب الفرائض باب العصبة (٢٩٨٨) المتقى لابن الجارود (٩٥٠) مسند احمد ١/ ١٤٤' ١٣١' ٧٩ دارقطنى (٤٠٧٩) مستدرك حاكم ٤/ ٣٣٦ مسند طيالسى (١٧٩) حميدى (٥٦) اس کی سند میں حارث الامور انتہائی کمزور راوی ہے ملاحظہ ہو (٢٨٢٩) اور اس سے ابو اسحاق بیان کرنے والے ہیں اور یہ مدلس ہیں اور روایت معنعن ہے۔ اس روایت کا مفہوم بالا تفاق صحیح ہے اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ اسے تعلیقاً لائے ہیں (بخارى مع فتح البارى ٥/ ٣٧٧) التلخيص الحبير ٣/ ٩٥) امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے حارث ضعف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: لكن كان حافظاً للفرائض معتينا بها وبالحساب (تفسير ابن كثير ١/ ٤٩٩) لیکن یہ فرائض کا حافظ تھا یہ فرائض اور حساب کا اہتمام کرنے والا تھا۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی تقریباً یہی بات لکھی ہے اور نسائی رحمہ اللہ سے اسکی توثیق بھی نقل کی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسکے ایک معنوی شاہد کے ذریعے اس حدیث کو تحسین کی ہے (ارواء الغليل (١٦٦٧) (مبشر احمد ربانی)

الآيَةِ مِنْ بَعْدِ وَّصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَإِنَّ أَعْيَانَ بَنِي الأُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِي الْعَلاَّتِ الرَّجُلِ يَرِثُ أَخَاهُ لأَبِيْهِ وَأُمِّهِ دُوْنَ أَخِيْهِ لأَبِيْهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارِمِيِّ قَالَ الإِخْوَةُ مِنَ الأُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِي الْعَلاَّتِ إِلَى آخِرِهِ.

هو من بعد وصية توصون بها او دين یعنی وصیت اور قرض کے ادا کرنے کے بعد وارثوں کو ترکہ ملے گا تو اس آیت میں پہلے وصیت ہے اور بعد میں قرض ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے قرض کو وصیت سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا ہے تو آیت کریمہ میں گو قرض بعد میں ہے لیکن ادائیگی کے اعتبار سے وہ مقدم ہے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ حقیقی بھائی وارث ہوتے ہیں نہ کہ سوتیلے بھائی یعنی حقیقی بھائیوں کے ہوتے ہوئے سوتیلے بھائی نہیں وارث ہوں گے آدمی اپنے سگے بھائی کا وارث ہوگا سوتیلے بھائی کا وارث نہیں ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی) اور ایک روایت میں ہے کہ ماں باپ کے بھائی یعنی سگے بھائی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور سوتیلے نہیں وارث ہوں گے۔

بیٹی کی وراثت

٣٠٥٨۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَائَتِ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ قُتِلَ أَبُوْهُمَا مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيْدًا وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَالَهُمَا وَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالاً وَلاَ تُنْكَحَانِ إِلاَّ وَلَهُمَا مَالٌ قَالَ يَقْضِي اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عَمِّهِمَا فَقَالَ ((أَعْطِ لابْنَتَيْ سَعْدِ الثُّلُثَيْنِ وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

٣٠٥٨۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد بن ربیع کی بیوی اپنی دونوں لڑکیوں کو جو سعد بن ربیع سے پیدا ہوئی تھیں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ دونوں سعد بن ربیع کی لڑکیاں ہیں ان کا باپ جنگ احد میں شہید ہو گیا ہے ان دونوں لڑکیوں کے چچا نے ان کے مال کو لے لیا ہے اور ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا ہے بغیر مال کے ان دونوں کا نکاح نہیں ہو سکتا تو آپ نے فرمایا: اب تم جاؤ اللہ اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا چنانچہ بعد میں میراث والی آیت ﴿یوصیکم اللہ فی اولادکم مثل حظ الانثیین...الخ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان لڑکیوں کے چچا کے پاس پیغام بھیجا اور اسے حکم دیا کہ تم سعد بن ربیع کی دونوں لڑکیوں کو دو ثلث دے دو اور لڑکیوں کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اس کے بعد جو مال بچ جائے وہ تمہارا ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، احمد، ترمذی)

توضیح: یعنی تمام ترکہ کے چوبیس حصے کر ڈالو جس میں سے دونوں لڑکیوں کو سولہ حصہ یعنی ہر لڑکی کو آٹھ آٹھ اور بیوی کو آٹھواں یعنی تین حصہ اور باقی پانچ حصہ تم لے لو یعنی چچا لے لے۔

٣٠٥٨۔ حسن، مسند احمد (٣/ ٣٥٢)، سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الصلب (٢٨٩٢)، ترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث النبات (٢٠٩٢)، ابن ماجه کتاب الفرائض باب فرائض الصلب (٢٧٢٠)

❀❀ صحیح، مسند احمد ٣/ ٣٥٢) ترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث البنات (٢٠٩٢) ابوداؤدکتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الصلب (٢٨٩٢) ابن ماجه کتاب الفرائض باب فرائض الصلب (٢٧٢٠) مستدرك حاکم ٤/ ٣٤٢ اسے امام حاکم وذھبی اور امام ترمذیؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

اگر کوئی بیٹی، پوتی اور بہن چھوڑے تو ان کی وراثت

۳۰۵۹۔ وَعَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلٍ قَالَ سُئِلَ أَبُوْمُوْسَى عَنِ ابْنَةٍ وَبِنْتِ ابْنٍ وَأُخْتٍ فَقَالَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِلأُخْتِ النِّصْفُ وَائْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِى فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِى مُوْسَى فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ أَقْضِى فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْابْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِىَ فَلِلأُخْتِ فَأَتَيْنَا أَبَا مُوْسَى فَأَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لاَ تَسْئَلُوْنِى مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُم۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۰۵۹۔حضرت ہزیل بن شرجیل بیان کرتے ہیں کہ ابوموسیٰ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مر گیا اس نے اپنی ایک لڑکی اور ایک پوتی اور بہن چھوڑی ہے تو کتنا کتنا ترکہ ان تینوں کو ملے گا تو ابوموسی اشعری نے یہ جواب دیا کہ لڑکی کو آدھا ملے گا اور بہن کو آدھا ملے گا (اور پوتی کو کچھ نہیں ملے گا) تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ میری موافقت کریں گے اور یہی جواب دیں گے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہی مسئلہ دریافت کیا گیا اور ابوموسی کا جواب بھی سنا دیا گیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں یہی کہوں جو ابوموسیٰ نے کہا ہے تو میں گمراہ ہو جاؤں گا ہدایت پانے والوں میں سے نہیں ہوں گا میں تو وہی فیصلہ کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا ہے آپ نے لڑکی کو آدھا دیا ہے اور پوتی کو چھٹا حصہ تا کہ دو تہائی پورے ہو جائیں اور باقی بہن کا ہے تو ہم لوگ ابوموسیٰ کے پاس آئے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب بتایا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ جب تک یہ متبحر عالم موجود ہوں تب تک مجھ سے کوئی مسئلہ نہ پوچھو۔ (بخاری شریف)

۳۰۶۰۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ ابْنِى مَاتَ فَمَالِى مِنْ مِيْرَاثِهِ قَالَ لَكَ السُّدُسُ فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ قَالَ لَكَ سُدُسٌ آخَرُ فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ قَالَ إِنَّ السُّدُسَ الآخِرَ طُعْمَةٌ لَكَ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

۳۰۶۰۔حضرت عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا پوتا مر گیا ہے تو اس کے میراث میں سے مجھ کو کتنا ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے میراث میں سے تم کو چھٹا حصہ ملے گا جب وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا کہ تجھ کو ایک چھٹا حصہ اور ملے گا پھر وہ جب جانے لگا تو آپ نے اسے بلا کر فرمایا یہ دوسرا چھٹا حصہ تجھے روزی کے طور پر ملا ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

۳۰۵۹۔ صحیح، بخاری کتاب الفرائض باب میراث ابنة مع ابنة (۶۷۳۶)

❀❀ بخاری کتاب الفرائض باب میراث ابنة مع ابنة (۶۷۳۶) (مبشر احمد ربانی)

۳۰۶۰۔ اسنادہ ضعیف، مسند احمد (۴/ ۴۲۸، ۴۲۹)، سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الجد (۲۸۹۶)، ترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الجد (۲۰۹۹)، قتادہ مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

❀❀ منقطع، مسند احمد ۴/ ۴۲۸، ۴۲۹ ابوداؤد کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الجد (۲۸۹۶) ترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الجد (۲۰۹۹) المنتقی لابن الجارود (۹۶۱) بیہقی ۶/ ۲۴۴ دارقطنی (۴۰۶۶) یہ سند ضعیف ہے حسن بصری رحمہ اللہ کا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں اسی طرح بصری نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت ذکر کی ہے (ابن ماجہ (۲۷۲۳) دارقطنی) اور ابوداؤد (۲۸۹۷) میں حسن بصری عن عمر رضی اللہ عنہ لیکن یہ اسانید بھی ضعیف ہیں کیونکہ حسن بصری کا معقل بن یسار اور عمر رضی اللہ عنہما سے بھی سماع نہیں دیکھیں: کتاب المراسیل للرازی علامہ البانی رحمہ اللہ بھی اس کی سند کو ضعیف کہتے ہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

توضیح: یعنی ایک شخص مر گیا اس نے دو لڑکیاں چھوڑیں اور ایک دادا چھوڑا تو دونوں لڑکیوں کو دو تہائی اور دادا کو ذوی الفروض ہونے کی حیثیت سے چھٹا حصہ ملا پھر ایک حصہ باقی رہا تو دوسرا حصہ چھٹا بطور عصوبت کے اس کو ملا کیونکہ اس صورت میں دادا ذوی الفروض بھی ہے اور عصبہ بھی ہے۔

٣٠٦١۔ وَعَنْ قُبَيْصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَائَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا مَالَكِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَمَالَكِ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْءٌ فَارْجِعِيْ حَتّٰى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيْرَةُ فَانْفَذَهُ لَهَا أَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ تِ الْجَدَّةُ الْأُخْرٰى إِلَى عُمَرَ رضی اللہ عنہ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا فَقَالَ هُوَ ذٰلِكِ السُّدُسُ فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٠٦١۔ حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دادی یا نانی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنے حصہ کے بارے میں یہ مسئلہ دریافت کیا کہ میرا پوتا مر گیا ہے یا نواسا تو مجھے اس کے ترکے میں سے کتنا ملے گا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں تیرے لیے کچھ نہیں ہے اور نہ حدیث میں تیرے لیے کچھ ہے تم اس وقت واپس چلی جاؤ میں اس مسئلہ کے بارے میں لوگوں سے دریافت کر لوں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی یا نانی کو چھٹا حصہ دیا ہے جس وقت آپ نے یہ مسئلہ بتایا تھا میں اس وقت موجود تھا تو حضرت ابوبکر نے مغیرہ بن شعبہ سے کہا کہ تمہارے ساتھ کوئی دوسرا شخص بھی ہے جس نے یہ حکم سنا ہو تو محمد بن مسلمہ نے مغیرہ بن شعبہ کی تائید کی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصہ دلایا تھا تو میں اس وقت موجود تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دادی کو چھٹا حصہ دینے کا حکم صادر فرما دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں دوسری دادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اس نے بھی اپنے حق کا مطالبہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم دونوں کے واسطے یہی چھٹا حصہ ہے۔ اگر تم دونوں یعنی دادی نانی ہو تب بھی یہی چھٹا حصہ دونوں کو ملے گا اور تم میں سے کوئی بھی ہو تب بھی یہی چھٹا حصہ ملے گا۔ (مالک، احمد، ترمذی، ابوداؤد، دارمی، ابن ماجہ)

٣٠٦١۔ اسناده ضعيف، مسند احمد (٤/ ٢٢٥)، سنن ابی داؤد كتاب الفرائض باب فی الجدة (٢٨٩٤)، ترمذی كتاب الفرائض باب ماجاء فی ميراث الجدة (٢١٠١)، ابن ماجه كتاب الفرائض باب ميراث الجدة (٢٧٢٤)، الانقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ موطا امام مالك كتاب الفرائض باب ميراث الجدة (٢/ ٥١٣ ح ٤) دارمی كتاب الفرائض باب قول ابی بكر الصديق فی الجدة (٢/ ٤٥٦ ح ٢٩٣٩)

❀❀ منقطع، المؤطا كتاب الفرائض باب ميراث الجدة (٤) مسند احمد ٤/ ٢٢٥) ترمذی كتاب الفرائض باب ماجاء فی ميراث الجدة (٢١٠١) ابوداؤد كتاب الفرائض باب فی الجدة (٢٨٩٤) دارمی كتاب الفرائض باب قول ابی بكر الصديق فی الجدات (٢٩٤٢)، ابن ماجه كتاب الفرائض باب ميراث الجدة (٢٧٢٤) عبدالرزاق ١٠/ ٢٧٤، ٢٧٥ سنن سعيد بن منصور ١/ ٥٤، ٥٥ المنتقى لابن الجارود (٩٥٩) ابن حبان (١٢٢٤ موارد) مستدرك حاكم ٤/ ٣٣٨، ٣٣٩ بيهقی ٦/ ٢٣٤ التلخيص الحبير ٣/ ٨٢ دارقطنی (٤٠٩٧) قبیصہ بن ذویب کا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے اور نہ ہی اس کا اس موقع پر موجود ہونا صحیح ثابت ہے امام عبدالحق، امام ابن حزم وغیرھما نے اسے منقطع قرار دیا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ارواء الغليل (١٦٨٠) میں ضعیف قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٦٢۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ فِي الْجَدَّةِ مَعَ ابْنِهَا إِنَّهَا أَوَّلُ جَدَّةٍ أَطْعَمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سُدُسًا مَعَ ابْنِهَا وَابْنُهَا حَيٌّ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ ضَعَّفَهُ

٣٠٦٢۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس دادی کے بارے میں جس کا بیٹا زندہ ہو یعنی ایک شخص مرا اور اس نے دادی چھوڑی اور اپنا باپ چھوڑا اور اس کا باپ اس کی دادی کا بیٹا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ایسی دادی کو اس کے بیٹے کے ساتھ چھٹا حصہ عطا فرمایا تھا۔ (ترمذی‘ دارمی)

توضیح: قاعدے کے لحاظ سے میت کے باپ کی موجودگی میں دادی کو کچھ نہیں ملنا چاہیے تھا کیونکہ ایسی صورت میں دادی پوتے کے مال میں سے محروم ہوتی ہے۔ علماء نے کہا ہے یہ حدیث ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل عمل نہیں ہے یا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے طور پر دادی کو چھٹا حصہ دلایا میراث کے طور پر نہیں دلایا۔ واللہ اعلم

وراثت کو خون بہا کے طور پر دینا

٣٠٦٣۔ وَعَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ وَرِّثِ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

٣٠٦٣۔ حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس ایک خط لکھا کہ تم اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت یعنی خوں بہا میں سے میراث دے دو۔ (ترمذی‘ ابو داوٗد) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

توضیح: اشیم ضبابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قتل خطا سے مارے گئے تھے تو قاتلوں سے دیت وصول کی گئی تو اس دیت کے مال میں سے مقتول خاوند کی بیوی کو ترکہ آپ نے دلایا اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اپنے مقتول خاوند کے دیت میں سے وارث ہوگی۔

٣٠٦٢۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب الفرائض باب ماجاء فى ميراث الجدة (٢١٠٢)، محمد بن سالم ضعيف راوى هے۔ دارمى كتاب الفرائض باب فى الجدات (٢/ ٤٥٥ ح ٢٩٣٢)

❀❀ منقطع‘ ترمذی كتاب الفرائض باب ماجاء فى ميراث الجدة (٢١٠٢) دارمى كتاب الفرائض (٢٩٣٥) سنن سعيد بن منصور ١/ ٥٧ (٩٩) اسکی سند میں شعبی رحمہ اللہ کے بعد مسروق کا واسطہ گر گیا جو کہ ترمذی وغیرہ میں مذکور ہے۔ بیهقى ٦/ ٢٢٦‘ ترمذی کی سند میں محمد بن سالم همدانی ضعیف ہے (تقريب ص:١٢٩٨ الكاشف ٢/ ١٧٣) دارمی کی سند اس سے سالم ہے لیکن اس میں انقطاع ہے محمد بن سیرین اور عبداللہ بن مسعود رحمہ اللہ کے درمیان ملاقات ثابت ہے امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس مسئلہ میں صحیح روایت عمر رضی اللہ عنہ‘ عبداللہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی ہے علامہ البانی نے ارواء الغليل (١٦٨٧) میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٦٣۔ صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الفرائض باب فى المراة ترث من دية زوجها (٢٩٢٧)، ترمذى كتاب الفرائض باب ماجاء فى ميراث المراة من دية زوجها (٢١١٠)

❀❀ صحيح‘ ترمذى كتاب الفرائض باب ماجاء فى ميراث المراة من دية زوجها (٢١١٠) ابوداؤد كتاب الفرائض باب فى المرأة ترث من دية زوجها (٢٩٢٧) المؤطا كتاب العقول باب ماجاء فى ميراث العقل (٩) ترتيب المسند للشافعى (٢/ ١٠٦) كتاب الديات (٣٦٠) مسند احمد ٣/ ٤٥٢) ابن ماجه كتاب الدعيات باب الميراث فى الاية (٢٦٤٢) عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ضمن میں دارقطنی (٤٠٤٤) بيهقى ٨/ ٥٧‘ ٥٨ المنتقى لابن الجارود (٩٦٦) امام ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی تصریح بالسماع مسند احمد میں موجود ہے‘ بعض اهل علم نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سماع میں کلام کیا ہے لیکن راجح یہی کہ ان سے سماع ثابت ہے (تهذيب التهذيب ٢/ ٣٣٨ المكدود ٣/ ٢٢٩ تا ٢٣٢) (مبشر احمد ربانی)

٣٠٦٤۔ وَعَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ يُسْلِمُ عَلَى يَدَيْ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

٣٠٦٤۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا اس مشرک کے بارے میں جو کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لے آئے تو اس کے بارے میں کیا سنت طریقہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہے وہی نومسلم کے ساتھ اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے میں زیادہ تر لائق ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی)

توضیح: یعنی اگر کوئی کافر کسی مسلمان کے ہاتھ پر مسلمان ہو جائے اور اس نومسلم کا کوئی وارث ذوی الفروض اور عصبہ میں سے نہ ہو تو 'ایسی صورت میں مولی الموالات کی بناء پر مسلمان بنانے والا اس نومسلم کا وارث ہوگا۔

٣٠٦٥۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا إِلَّا غُلاَمًا كَانَ أَعْتَقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ لَهُ أَحَدٌ قَالُوْا لاَ إِلَّا غُلاَمٌ لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِيْرَاثَهُ لَهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٠٦٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا اور سوائے ایک غلام آزاد شدہ کے کوئی وارث اس نے نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا اس کا کوئی وارث نہیں ہے؟ تو لوگوں نے کہا کوئی وارث نہیں ہے مگر ایک غلام ہے جس کو اس نے آزاد کر دیا تھا تو آپ نے اس کی میراث کو اس کے آزاد شدہ غلام کو دلا دیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

توضیح: بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آزاد شدہ غلام اپنے معتق آقا کا جب کہ اس کا کوئی نہ ہو وارث ہوگا اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ آپ نے اس کو بطور تبرع اور احسان کے دلایا ہے۔

٣٠٦٤۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الذی یسلم علی یدی الرجل (٢١١٢)، ابن ماجه کتاب الفرائض باب الرحل یسلم (٢٧٥٢)، دارمی کتاب الفرائض باب فی الرجل یو ابی الرجل (٢/ ٤٧١۔ ٤٧٢ ح ٣٠٣٣)

❀❀ حسن' ترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الذی یسلم عکی یدی الرجل (٢١١٢) ابن ماجه کتاب الفرائض باب الرجل یسلم ...... (٧٢٥٢) دارمی کتاب الفرائض باب فی الرجل یوالی الرجل (٣٠٣٧) عبدالرزاق ٩/ ٣٩ (١٦٢٧١) مسند احمد ٤/ ١٠٣ بخاری کتاب الفرائض باب اذا اسلم علی یدیه تعلیقاً ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی الرجل یسلم (٢٩١٨) مسند عمر بن عبدالعزیز للباغندی (٨٦) طبرانی کبیر ٢/ ١٢٧٢) دار قطنی (٤٣٤١) مستدرك حاکم ٢/ ٢١٩ بیهقی ١٠/ ٢٩٧ فتح الباری ١٢/ ٤٥ اس کی سند میں عبداللہ بن موہب ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں "ثقة لکن لم یسمع من تمیم الداری" (تقریب ص:١٩١) ثقہ ہے لیکن اس نے تمیم داری رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ کا قول سماع کے متعلق درست نہیں اس لیے کہ عبداللہ بن موہب نے اس حدیث کے سماع کی تصریح کی ہے ملاحظہ ہو ابن ماجہ اور مسند احمد وغیرھما امام ابوزرعہ دمشقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن متصل قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٦٥۔ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب فی میراث ذوی الارحام (٢٩٠٥)، ترمذی کتاب الفرائض باب فی میراث المولی (٢١٠٦)، ابن ماجه کتاب الفرائض باب من لاوارث له (٢٧٤١)، محمد بن عوسجہ مجہول الحال راوی ہے۔

❀❀ حسن' ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی میراث ذوی الأرحام (٢٩٠٥) ترمذی کتاب الفرائض باب میراث الموی (٢١٠٦) ابن ماجه کتاب الفرائض باب من لاوارث له (٢٧٤١) مسند احمد ١/ ٢٢١ الضعفا الکبیر ٣/ ٤١٣' ٤١٤ اسکی سند میں عوسجہ کو ابوحاتم وغیرہ نے مجہول کیا اور امام بخاری نے فرمایا: لم یصح حدیثه اس کی روایت صحیح نہیں۔ لیکن امام ابوذرعہ ابن حبان اور ترمذی نے ثقہ قرار دیا ہے اسکی تعدیل راجح ہے واللہ اعلم (کتاب الثقات لابن حبان ٥/ ٢٨١ تاریخ کبیر ٧/ ٣٤٧ الجرح والتعدیل ٧/ ٢٧ الکاشف ٢/ ١٠١) (مبشر احمد ربانی)

جو ولاء کا وارث ہے مال کا بھی وہی ہے

٣٠٦٦۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((يَرِثُ الْوَلَاءَ مَنْ يَرِثُ الْمَالَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ

٣٠٦٦۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کر کے یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ولاء کا وارث ہوگا وہی مال کا بھی وارث ہوگا۔ (ترمذی)

تنبیہ: ......ابن لھیعہ نے اختلاط سے پہلے روایت کیا ہے اور سماع کی صراحت بھی کر رکھی ہے، مسند احمد (١/ ٢٢)

توضیح: آزاد شدہ غلام کے مال کو ولاء کہتے ہیں جس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٣٠٦٧۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا كَانَ مِنْ مِيْرَاثٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا كَانَ مِنْ مِيْرَاثٍ أَدْرَكَهُ الإِسْلَامُ فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الإِسْلَامِ .)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

٣٠٦٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میراث جاہلیت میں تقسیم کی گئی ہے وہ جاہلیت میں ختم ہو چکی ہے اسلام کے بعد اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور جس میراث نے اسلام کو پایا یعنی اسلام کا زمانہ پایا تو وہ اسلام کے طریقے پر تقسیم ہو گی۔ (ابن ماجہ)

پھوپھی کی وراثت

٣٠٦٨۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ كَثِيْرًا يَقُوْلُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ عَجَبًا لِلْعَمَّةِ تُوْرَثُ وَلَا تَرِثُ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

٣٠٦٨۔ حضرت محمد بن ابوبکر بن حزام اپنے والد سے اکثر یہ سنا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ پھوپھی کے لیے تعجب ہے کہ اس کا بھتیجہ اس کا وارث ہوتا ہے اور وہ خود اپنے بھتیجے کی وارث نہیں ہوتی۔ (مالک)

٣٠٦٦۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء فیمن یرث الولاء (٢١١٤)

❀❀ ضعیف' ترمذی کتاب الفرائض باب ماجاء فی من یرث الولاء (٢١١٤) اس کی سند میں عبداللہ بن لھیعہ صدوق راوی ہے اسکی کتب جلنے کے بعد اسے اختلاط ہوگیا تھا (تقریب ص:١٨٦) جس کی روایت اس سے قبل از اختلاط ہے وہ مقبول ہے اور جس کی بعد از اختلاط ہے یا جس راوی کی عمر پہلے یا بعد کی تمیز نہیں ہو سکی وہ مردود ہے عبادلہ اربعہ یعنی عبداللہ بن مبارک' عبداللہ بن وھب عبداللہ بن مسلمہ القعنبی اور عبداللہ بن یزیز المقری کا سماع اس سے اختلاط سے پہلے کا ہے جیسا کہ امام ابن حبان وغیرہ نے فرمایا ہے: (عفایة الاغتباط ص:١٩٤) اور قتیب کا سماع قبل از اختلاط ثابت نہیں اس لیے روایت ضعیف ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٦٧۔ حسن، سنن ابن ماجه کتاب الفرائض باب قسمة المواریث (٢٧٤٩)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

❀❀ حسن' ابن ماجه کتاب الفرائض باب قسمة المواریث (٢٧٤٩) اس کی سند میں بھی عبداللہ بن عصیمہ ہے اور اس سے روایت کرنے والا محمد بن رمح ہے اور اس کا سماع بھی قبل از اختلاط ثابت نہیں اس حدیث کی سند کو علامہ البانی نے بھی ضعیف قرار دیا ہے لیکن اس حدیث کا ایک شاہد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن ماجه کتاب الرھون باب قسمة الماء (٢٤٨٥) ابوداؤد کتاب الفرائض باب فیمن اسلم علی میراث (٢٩١٤) وغیرھما بسند حسن موجود ہے جس کی وجہ سے حدیث حسن ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٦٨۔ صحیح موطا امام مالك کتاب الفرائض باب ماجاء فی العمة (٢/ ٥١٧ ح ١١٢٤)

❀❀ الموطا الفرائض باب ماجاء فی العمة (٩) ابوبکر بن محمد بن حزم کا سماع عمر رضی اللہ عنہ سے محل نظر ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

توضیح: یعنی اگر کسی کی پھوپھی مر جائے تو بھتیجہ اپنی پھوپھی کا وارث ہوتا ہے اور گار خود بھتیجہ مرے تو پھوپھی وارث نہیں ہوتی ہے اللہ ہی اس بھید سے واقف تر ہے اس میں کیا مصلحت ہے۔

وراثت کے مسائل سیکھنے کی ترغیب

٣٠٦٩۔ وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَزَادَ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ وَالطَّلَاقَ وَالْحَجَّ قَالَ فَإِنَّهُ مِنْ دِيْنِكُمْ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

٣٠٦٩۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم فرائض کو سیکھو اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اتنا اور زیادہ فرمایا کہ تم طلاق اور حج کے مسائل کو بھی سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین کے ضروری مسئلوں میں سے ہیں۔ (دارمی)

❀❀❀❀

٣٠٦٩۔ حسن، الدارمی کتاب الفرائض باب فی تعلیم الفرائض (٢/ ٣٤١ ح ٢٨٥٣)

❀❀ دارمی کتاب الفرائض باب فی تعلیم الفرائض (٢٨٥٣، ٢٨٥٤، ٢٨٥٩) (مبشر احمد ربانی)

(۲۰) بَابُ الْوَصَایَا

وصیتوں کا بیان

وصیت کے معنی حکم کے ہیں اصطلاح میں تملیک مابعد الموت کا نام ہے یعنی کسی شخص کو کسی چیز کا مالک کر دینا جس کا تعلق مرنے کے بعد ہو۔ وصیت کرنے والے کو موصی کہتے ہیں جو مال اور جائیداد کا مالک ہو اور جسے انتظام یا دینے کے لیے وصیت کی جائے اسے وصی کہتے ہیں اور جس کا مال وغیرہ دینے کی وصیت کی جائے اس کو موصی لہٗ کہتے ہیں اور جو چیز دوسرے کو دی جائے اس کو موصی بہ کہتے ہیں کتاب وسنت میں وصیت کی بڑی اہمیت آئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ﴿كتب عليكم اذا حضر احدكم الموت ان ترك خيرا الوصي..... الخ﴾ تم میں سے کسی کو موت آئے اور وہ مال چھوڑے تو تم پر وصیت فرض کر دی گئی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ...... پہلی فصل

۳۰۷۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا حَقُّ أَمْرِىءٍ مُّسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصٰى فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۰۷۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو جس کے پاس وصیت کے لائق کچھ مال ہو یہ مناسب نہیں ہے کہ دو راتیں اس طرح گزارے کہ وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی رکھی ہو۔

توضیح: یعنی اگر کسی کا حق اس کے ذمہ ہو تو اس کی ادائیگی کے لیے وصیت کرنا ضروری ہے بغیر وصیت کے اگر مر گیا اور لوگوں کا حق نہیں ادا کیا گیا تو گنہگار ہوگا۔

۳۰۷۱۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا أَشْفَيْتُ عَلَى الْمَوْتِ فَأَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ مَالاً كَثِيْرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَتِيْ أَفَأُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ

۳۰۷۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال ایسا سخت بیمار پڑا کہ مرنے کے قریب ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بیمار پرسی کیلیے تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس بہت مال ہے اور میری صرف ایک لڑکی وارث ہے اور کوئی وارث نہیں ہے تو کیا میں اپنے تمام مال کی وصیت کر دوں؟

۳۰۷۰۔ صحيح بخاری كتاب الوصايا باب الوصايا (۲۷۳۸)، مسلمكتاب الوصية (۱۶۳۷[])

❀❀ بخاری كتاب الوصايا باب الوصايا (۲۷۳۸) مسلم كتاب الوصية (۱/ ۱۶۲۷) (مبشر احمد ربانی)

۳۰۷۱۔ صحيح بخاری كتاب الوصايا باب ان يترك ورثه اغنياء خير (۲۷۴۲)، مسلم كتاب الوصية باب الوصبة بالثلث (۱۶۳۸[])

❀❀ بخاری كتاب الوصايا باب ان يترك ورثه اغنياء خبر...... (۲۷۴۲) وكتاب الفرائض باب ميراث البنات (۶۷۳۳) مسلم كتاب الوصية باب الوصية بالثلث (۵/ ۱۶۲۸) (مبشر احمد ربانی)

فَثُلُثَیْ مَالِیْ قَالَ لاَ قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لاَ قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلاَّ أُجِرْتَ بِهَا حَتَّی اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَی فِیْ إِمْرَأَتِكَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

آپ نے فرمایا نہیں' پھر میں نے عرض کیا کہ کیا میں دو تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں' میں نے عرض کیا کیا آدھے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا کیا ایک تہائی مال کی وصیت کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں ایک تہائی مال کی وصیت کر سکتے ہو اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے اگر' تم اپنے وارثوں کو مالدار اور خوشحال چھوڑ جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو محتاج چھوڑ جاؤ کہ وہ دوسرے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور جو کچھ تم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی وخوشنودی کے لیے خرچ کرو گے تو تم کو اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں اٹھا کر دو گے اس کا بھی تم کو ثواب ملے گا۔ (بخاری' مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے البتہ تہائی اور تہائی سے کم وصیت درست ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ...... دوسری فصل

وصیت کتنی کی جائے

٣٠٧٢۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ عَادَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَرِیْضٌ فَقَالَ أَوْصَیْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِکَمْ قُلْتُ بِمَالِیْ کُلِّهِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ فَمَا تَرَکْتَ لِوَلَدِكَ قُلْتُ هُمْ أَغْنِیَآءُ بِخَیْرٍ فَقَالَ أَوْصِ بِالْعُشْرِ فَمَا زِلْتُ أُنَاقِصُهُ حَتّٰی قَالَ أَوْصِ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

٣٠٧٢۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار پڑا رسول اللہ ﷺ میری بیمار پرسی کیلیے تشریف لائے آپ نے فرمایا کیا تم کچھ وصیت کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں' آپ نے فرمایا کہ کتنا میں نے عرض کیا یہ خیال ہے کہ میں اپنے تمام مال کو اللہ کے راستے میں دے دوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے بچے کے لیے کیا چھوڑا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ خوشحال اور مالدار ہیں آپ نے فرمایا کہ تم دسویں حصہ کی وصیت کر جاؤ تو میں برابر گھٹاتا رہا اور کم کرتا رہا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ تم تہائی کی وصیت کر سکتے ہو اور تہائی بھی زیادہ ہے۔ (ترمذی)

٣٠٧٣۔ وَعَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهُ فَلاَ وَصِیَّةَ لِوَارِثٍ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ ((اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ

٣٠٧٣۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کے حق کو دے دیا ہے لہٰذا وارث کے حق میں وصیت درست نہیں ہے۔ (ابوداؤد وابن ماجہ) اور ترمذی نے اتنا زیادہ بیان کیا ہے کہ بچہ صاحب فراش کے لیے ہے یعنی جسکی بیوی ہے اسی کو اولاد دلائی جائیگی اگرچہ وہ

٣٠٧٢۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی الوصیة یا لثلث والربع (٩٧٥)، عطاء بن السائب مختلط راوی ہے۔

❀❀ صحیح' ترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی الوصیة بالثلث والربع (٩٧٥) مسند طیالسی (١٩٤) نسائی کتاب الوصایا باب الوصیة بالثلث (٣٦٣٣) مسند ابی یعلی ٢/ ١١٥ (٧٧٩) (مبشر احمد ربانی)

الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ))

زنا سے پیدا ہوئی ہو اور زانی کے لیے سنگساری ہے یا وہ میراث سے محروم ہے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔

٣٠٧٤۔ وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ إِلَّا أَنْ يَشَآءَ الْوَرَثَةُ ۔ مُنْقَطِعٌ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارَقُطْنِيِّ قَالَ لَا تَجُوْزُ وَصِيَّةٌ لِوَارِثٍ إِلَّا أَنْ يَشَآءَ الْوَرَثَةُ

٣٠٧٤۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ وارث کے لیے وصیت نہیں ہے مگر جب کہ ورثاء چاہیں یہ حدیث منقطع ہے اور دارقطنی میں اس طرح سے ہے کہ وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ ورثاء چاہیں یعنی اگر سب وارث اپنی خوشی سے اپنا حق چھوڑ کر ایک ہی وارث کے لیے اپنا حق دے دیں تو یہ ان کی مرضی پر ہے ورنہ وارثوں کو حق مل چکا ہے وصیت کر کے کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دینا درست نہیں ہے۔

وصیت نہ کرنے کی وعید

٣٠٧٥۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

٣٠٧٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٣٠٧٣۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی الوصیة للوارث (٢٨٧٠)، ترمذی کتاب الوصایا باب ماجاء لا وصیة لوارث (٢١٢٠)، ابن ماجه کتاب الوصایا باب لاوصیة لوارث (٢٧١٣)

❀❀ صحیح، ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی الوصیة للوارث (٢٨٧٠) ترمذی کتاب الوصایا باب ماجاء لاوصیة لوارث (٢١٢٠) ابن ماجه کتاب الوصایا باب لاوصیة لوارث (٢٧١٣) مسندطیالسی (١١٢٧) عبدالرزاق ٩/ ٤٨، ٤٩ (١٦٣٠٦) مسند احمد ٥/ ٢٦٧ طبرانی، کبیر ٨/ ١٥٩-١٦٠ (٧٦١٥) بیهقی ٦/ ٢٦٤ التمهید ١٤/ ٢٩٨، ٢٩٩، ٢٤/ ٤٣٩ اسماعیل بن عیاش نے شرجیل الشامی سے تصریح بالسماع کر رکھی ہے (مسند احمد) اور شرجیل کو امام احمد وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے، امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے بلکہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الفلیل (١٦٥٥) میں اس پر مفصل بحث کی ہے اور فرمایا ہے: ((وخلاصة القول ان الحدیث صحیح لاشك فیه بل هو متواتر كما جزم بذلك السیوطی وغیره میں المتأخرین)) خدام کلام یہ ہے کہ بلاشبہ یہ حدیث صحیح بلکہ متواتر ہے جیسا کہ امام سیوطی وغیرہ متاخرین ائمہ نے قطعی فیصلہ دیا ہے۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ عمرو بن خارجہ عبداللہ بن عباس انس بن مالک، عبداللہ بن عمرو، جابر بن عبداللہ، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمر، براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے اسے روایت کیا گیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٧٤۔ اسناده ضعیف، سنن دارقطنی کتاب الفرائض (٤/ ٩٧-٩٨ ح) عطاء الخراسانی کی سیدنا ابن عباس سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

❀❀ ضعیف، مصابیح السنة (٢٢٨٣) دارقطنی کتاب الفرائض (٤١٠٤) بیهقی ٦/ ٢٦٣) ارواء الفلیل (١٦٥٦) اس کی سند میں عطاء الخراسانی ہے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ((صدوق یهم كثیرا ویرسل ویدلس" (تقریب ص: ٢٣٩) صدوق ہے کثرت سے وہم کا شکار ہوتا ہے اور ارسال و تدلیس کرتا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٧٥۔ اسناده حسن، مسند احمد (٢/ ٢٧٨)، سنن ابی داؤد کتاب الوصایا باب ماجاء کراهیة الافرار (٢٨٦٧)، ترمذی کتاب الوصایا باب ماجاء فی الفرار (٢١١٧)، ابن ماجه کتاب الوصایا باب الحیف فی الوصبة (٢٧٠٤)

❀❀ حسن، مسند احمد ٢/ ٢٧٨) ابوداؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی کراهیة الإضرار...... (٢٨٦٧) ترمذی کتاب الوصایا باب ماجاء فی الضرار (٢١١٧) ابن ماجه کتاب الوصایا باب الحیف فی الوصیة (٢٧٠٤) عبدالرزاق احمد اور ابن ماجہ کے ہاں ٦٠ سال کی بجائے ٧٠ سال کا ذکر ہے بیهقی ٦/ ٢٧١ التمهید ١٤/ ٣٠٥ علامہ البانی نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے ضعیف ابن ماجه (٥٩١) وضعیف ابی دائود (٤٩٥) اس کی سند میں شهر بن حوشب ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ((صدوق كثیر الارسال والاوهام)) (تقریب ص: ١٤٧) امام احمد، امام یحییٰ بن معین، امام ابوزرعہ، امام بخاری، امام ترمذی امام عجلی، امام یعقوب بن شیبہ اور امام ابوحاتم رحمہ اللہ جیسے کبار محدثین نے اسے ثقہ اور حسن الحدیث قرار دیا ہے جبکہ امام نسائی اور امام ابن عدی نے "لیس بلقوی" فرمایا ہے اور لیس بالقوی میں درجہ کاملہ کی نفی ہوتی ہے۔ توضیح الکلام ١/ ١٦٨، ١٦٩۔ ابن عن نے متروک قرار دیا ہے۔ (میزان ٢/ ٢٨٣، ٢٨٤ الکاشف ١/ ٤٩٠، ٤٩١ وغیرہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شهر بن حوشب حسن الحدیث راوی ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے علامہ البانی رحمہ اللہ کا اسے ضعیف قرار دینا درست نہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

قَالَ ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ سِتِّيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ ثُمَّ قَرَأَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ إِلَى قَوْلِهِ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

فرمایا کہ آدمی نیک کام کرتا ہے اور عورت بھی اللہ کی اطاعت کرتی ہے یہ دونوں اطاعت کرتے کرتے ساٹھ برس کی عمر کو پہنچ جائیں پھر مرتے وقت وصیت کر کے اپنے وارثوں کو نقصان پہنچا جائیں تو ان دونوں کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے پھر حضرت ابو ہریرہ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿من بعد وصية يوصى بها او دين غير مضار الى قوله تعالىٰ وذلك الفوز العظيم﴾ (احمد، ترمذی، ابوداوٗد، ابن ماجہ)

تنبیہ: علامہ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت شہر بن حوشیب کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن شہر بن حوشب جمہور کے نزدیک حسن الحدیث راوی ہے۔ واللہ اعلم

توضیح: پوری آیت یہ ہے: ﴿من بعد وصية يوصى بها اودين غير مضار وصية من الله والله عليم حليم تلك حدود الله و من يطع الله و رسوله يدخله جنت تجرى من تحتها الانهر خالدين فيها و ذالك الفوز العظيم﴾ اس وصیت کے بعد جو کی جائے اور قرض کے بعد جب کہ اوروں کا نقصان نہ کیا گیا ہو مقرر کیا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ دانا ہے بردبار ہے یہ حدیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ ان جنتوں میں لے جاوے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی مطلب یابی ہے اس آیت کریمہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وصیت میں کسی کا نقصان نہیں کرنا چاہیے۔ نقصان کرنا یہ حق تلفی ہے جس کی سزا دوزخ ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ...... تیسری فصل

٣٠٧٦۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَاتَ عَلَى وَصِيَّةٍ مَاتَ عَلَى سَبِيْلٍ وَسُنَّةٍ وَمَاتَ عَلَى تُقًى وَشَهَادَةٍ وَمَاتَ مَغْفُوْرًا لَهُ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

٣٠٧٦۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو وصیت کر کے مرا وہ سنت اور تقویٰ شہادت پر مرا بخشا ہوا مرا۔ (ابن ماجہ)

٣٠٧٧۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ الْعَاصَ ابْنَ وَائِلٍ أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ فَأَعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ خَمسِيْنَ رَقَبَةً فَأَرَادَ ابْنُهُ عُمْرُو أَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِيْنَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ

٣٠٧٧۔ عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے یہ بیان کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے اپنے لڑکوں کو یہ وصیت کی کہ اس کے طرف سے سو غلام آزاد کئے جائیں یہ وصیت کر کے وہ مر گیا تو اس کے ایک بیٹے ہشام نے اپنے حصے کا پچاس غلام آزاد کر دیا پھر ان کے

٣٠٧٦۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب الوصايا باب الحث على الوصية (٢٧٠١)، بقیہ مدلس اور اس کا شیخ یزیر مہول راوی ہے۔

❀❀ ضعيف، ابن ماجه كتاب الوصايا (٢٧٠١)، اس کی سند میں بقیہ بن الولید اور ابو زبیر دونوں مدلس ہیں اور روایت میں تصریح بالسماع موجود نہیں۔ (مبشر احمد ربانی)

٣٠٧٧۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد كتاب الوصايا باب ماجاء فی وصية الحربی يسلم وليه (٣٨٨٣)

❀❀ ابوداؤد كتاب الوصايا باب ماجاء فی وصية الحربی يسلم وليه (٢٨٨٣) بيهقی ٦/ ٢٧٩ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ (مبشر احمد ربانی)

حَتّٰی أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَبِیْ أَوْصٰی أَنْ یُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ وَإِنَّ هِشَامًا أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِیْنَ وَبَقِیَتْ عَلَیْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً أَفَأُعْتِقُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذٰلِكَ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

دوسرے بیٹے عمرو نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا پھر انہوں نے سوچا کہ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کرلوں تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے باپ نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی کہ میرے بھائی ہشام نے اپنے حصے کے پچاس غلام آزاد کر دیئے اور میرے حصے کے پچاس آزاد کرنے باقی ہیں تو میں باقی غلاموں کو آزاد کر دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کے طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ خیرات کرتے یا حج کرتے تو ان کا ثواب اس کو پہنچ جاتا (لیکن وہ کفر پر ہی مرا ہے اس لیے یہ سب کام اس کے لیے مفید نہیں ہے) (ابوداوٗد)

۳۰۷۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَطَعَ مِیْرَاثَ وَارِثِهٖ قَطَعَ اللّٰهُ مِیْرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۳۰۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے کسی وارث کے میراث کو کاٹ ڈالے گا یعنی اسکو حق ورثاء سے محروم کر دے گا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی جنت کی میراث کو کاٹ ڈالے گا۔ یعنی جنت سے محروم کر دے گا۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

۳۰۷۹۔ وَرَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ ((شُعَبِ الْإِیْمَانِ)) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ.

۳۰۷۹۔ بیہقی نے اس حدیث کو شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتِمِ النَّبِیّٖنَ

❀❀❀❀

۳۰۷۸۔ اسنادہ ضعیف، جداً سنن ابن ماجه کتاب الوصایا باب الحیف فی الوصیة (۲۷۰۳)، زید العمی وانبه عبدالرحیم متهم بالکذب ہے۔

❀❀ ضعیف جداً (انتہائی کمزور) ابن ماجه کتاب الوصایا باب الحیف فی الوصیة (۲۷۰۳) ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے کہا ''مجھے یہ حدیث ابن ماجہ میں نہی ملی اور میرا اعتقاد یہی ہے کہ ان کا اس حدیث کو ابن ماجہ کی طرف منسوب کرنا خطا ہے امام سیوطی نے اسے الجامع الکبیر ۲/ ۲۸۵/ ۲ میں صرف سعید بن منصور کی روایت سے سلیمان بن موسیٰ سے مرسل طور پر ذکر کیا ہے'' علامہ البانی رحمہ اللہ کو بھی غلط لگ گئی ہے یہ حدیث ابن ماجہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی موجود ہے جیسا کہ میں نے اوپر حوالہ ذکر کر دیا ہے لیکن اس میں ''قطع'' کی جگہ ''فر'' کا لفظ ہے۔ اور اس کی سند میں ''عبدالرحیم بن زید بن الجواری الصمی'' کی یحییٰ بن معین نے تکذیب کی ہے (تقریب ص:۲۱۲) اور اس کا باپ زید ضعیف ہے (تقریب ص:۱۱۲) اسی طرح سوید بن سعید نابینا ہونے کے بعد تلقین قبول کر لیتا تھا (تقریب ص:۱۴۰) (مبشر احمد ربانی)

۳۰۷۹۔ نا معلوم سند ہے۔

❀❀ یہ روایت شعب الایمان میں نہیں ملی۔ (مبشر احمد ربانی)

كِتَابُ النِّكَاحِ

نکاح کا بیان

نکاح کے معنی جماع، ہم بستری اور شادی کرنے کے ہیں۔شرعی محاورہ میں اس عقد کا نام ہے جس سے مرد عورت کے درمیان جماع اور دیگر تعلقات حلال ہو جاتے ہیں، اس کی بہت شرطیں ہیں: عاقدین' ولی' شاہدین' ایجاب وقبول' استیذان واستعمار' کفاءت اور مہر وغیرہ جن کا بیان آگے آ رہا ہے۔قرآن مجید اور حدیث شریف علم وقیاس سے نکاح کرنے کا ثبوت ملتا ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) ﴿ولا تنكحوا المشركت حتى يومن﴾ (البقرہ)

''مشرکہ عورتوں سے نکاح مت کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔''

(۲)..... ﴿فانكحوا ماطاب لكم من النساء مثنى و ثلث و ربع﴾

''اپنی پسندیدہ عورتوں سے نکاح کرو دو یا تین یا چار سے۔''

(۳)..... ﴿ولا تنكحوا ما نكح ابائكم﴾ (نساء)

''جن عورتوں سے تمہارے باپ دادوں نے نکاح کیا ان سے تم نکاح مت کرو۔''

(۴)..... ﴿وانكحوا لا يامى منكم والصالحين من عباد كم وامائكم﴾ (النور)

''اپنی رانڈ عورتوں کا اور نیک غلاموں اور باندیوں کا تم نکاح کر دیا کرو۔''

(۵)..... ﴿فلا تعضلو هن ان ينكحن ازواجهن﴾ (البقرہ)

''ان عورتوں کو اپنے خاوندوں سے نکاح کرنے سے مت روکو۔''

(۶)..... ﴿ولقد ارسلنا رسلا من قبلك و جعلنا لهم ازواجا و ذرية﴾ (الرعد)

''اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو بھیجا اور ان کو ان کی بیویاں دیں اور ان کی اولاد کو بھی دیا۔''

رسولوں، نبیوں اور اللہ کے نیک بندوں نے نکاح کیا ہے اور اس نکاح سے بہت سے فائدے ہیں۔

۱۔ نکاح کرنے سے آدمی زنا اور حرام کاری اور نظر بازی سے محفوظ رہتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اس کا معین و مددگار رہتا ہے۔

۳۔ اپنے آدھے دین وایمان کو پورا کر لیتا ہے۔

۴۔ اس سے اولاد پیدا ہوگی' امت محمدیہ میں زیادتی ہوگی' اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو دیگر امتوں پر مباہات کا موقع ملے گا۔

۵۔ اس سے اللہ اور رسول کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

۶۔ گناہوں سے پاک صاف ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔

۷۔ اس سے اگر نیک اولاد پیدا ہوگئی تو مرنے کے بعد دعا کرتی رہے گی جس کے سبب سے ماں باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔

۸۔ اگر اولاد بچپن میں مرگئی تو والدین کے حق میں سفارش کرے گی اللہ تعالیٰ اس کی سفارش منظور فرما کر والدین کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

۹۔ اس سے دل کو راحت ہوتی ہے اور نفس کی خواہش پوری ہوتی ہے جس سے زندگی آسانی سے گزر جاتی ہے۔

۱۰۔ کھانا پکانے اور دیگر امور خانہ داری میں اسی سے امداد ملتی ہے۔

۱۱۔ بی بی بچوں کی تربیت اور نان ونفقہ کی تکلیف برداشت کرنے کی وجہ سے اجر عظیم اور ثواب جمیل کا مستحق ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ اس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور نکاح نہ کرنے میں بہت سی آفتیں مضمر ہیں۔ حدیثوں میں نکاح کرنے کی بڑی ترغیب دلائی گئی ہے۔ نکاح کا طریقہ تعامل سے سبھی کو معلوم ہے لیکن آسانی کے لیے لکھ دینا مناسب سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ ولی اور دو گواہوں اور دیگر ضروری رکنوں اور شرطوں کے پائے جانے کے بعد سب لوگوں کے سامنے ایجاب وقبول ہو۔ یہ ایجاب وقبول نکاح کے رکنوں میں سے ایک رکن ہے جو پہلے کہے وہ ''ایجاب'' کہلاتا ہے اور اس کے جواب میں جو دوسرا لفظ بولے اسے ''قبول'' کہتے ہیں۔ جیسے متعاقدین میں سے ایک کہے کہ میں نے اپنے آپ کو تیری زوجیت میں دے دیا۔ تو یہ ایجاب ہے اور دوسرا اس کا یہ جواب دے کہ میں نے اپنی زوجیت میں تجھے قبول کیا تو یہ قبول ہے۔ ایجاب مرد کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے اور عورت کی طرف سے بھی اسی طرح قبول مرد کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے اور عورت کی طرف سے بھی، اگر بالغہ عاقلہ عورت کہے کہ میں نے اپنے آپ کو تیری زوجیت میں دے دیا تو یہ ایجاب ہے عورت کی طرف سے اور مرد نے کہا کہ میں نے اپنی زوجیت میں تجھے قبول کر لیا ہے تو یہ قبول ہے مرد کی طرف سے اور اگر کوئی باپ اپنی نابالغہ صغیرہ بچی کے لیے ایجاب کرے تو وہ یوں کہے کہ میں ۔ نے اپنی بیٹی کو تیری زوجیت میں دے دیا اور اگر نکاح کرنے والی کا کوئی وکیل ہے تو وکیل یوں کہے کہ میں نے اپنی موکلہ کو تیری زوجیت میں دے دیا۔ قبول کرنے والا اگر خود ہی اپنا نکاح کر رہا ہے تو یوں کہے کہ میں نے تجھے یا اسے اپنی زوجیت میں قبول کر لیا ہے اور اس ایجاب وقبول کے ساتھ ساتھ مہر کا بھی ذکر آ جانا چاہیے جیسے ایجاب کرانے والا، مثلاً: باپ یوں کہے کہ میں نے اپنی لڑکی آمنہ کو پانچ سو مروجہ روپے کے بدلے میں تیری زوجیت میں دے دیا ہے اور دوسرا کہے کہ میں نے اس پانچ سو مروجہ روپے کے عوض میں اپنی زوجیت میں قبول کر لیا ہے۔

اور مجلس عقد نکاح میں یہ ایجاب وقبول کم سے کم دو ایسے گواہوں کے سامنے ہونا ضروری ہے جو ایجاب وقبول کو اپنے کانوں سے سنیں تا کہ وہ ضرورت کے وقت گواہی دے سکیں، اور ایجاب وقبول صریح لفظوں سے ہونا چاہیے، اشارہ کنایہ سے ٹھیک نہیں ہے۔ پس نکاح کا یہ طریقہ ہے کہ سب کے سامنے مجلس عقد میں پہلے مسنونہ مندرجہ ذیل خطبہ پڑھے اس کے بعد جس کا نکاح کرنا ہے اس کو سامنے بٹھا کر اس سے مخاطب ہو کر یوں کہے کہ میں نے فلاں عورت فلاں کی بیٹی کو تیری زوجیت میں اتنے مہر کے عوض دے دیا۔ تم نے قبول کیا؟ دولہا جواب دے: میں نے اتنے مہر میں اپنی زوجیت میں قبول کر لیا ہے۔ لیکن ایجاب وقبول سے پہلے خطبہ مسنونہ کا پڑھنا مسنون ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

جو نکاح کے قابل ہو، وہ ضرور نکاح کرے

۳۰۸۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ

۳۰۸۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوانو! جو کوئی تم میں نان ونفقہ کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کر لے

۳۰۸۰۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب من لم یستطع الباءة فلیصم (٥٠٦٦)، مسلم کتاب النکاح باب استحباب النکاح (١٤٠٠[٣٣٩٨])

اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْسَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کیونکہ نکاح کرنے سے نگاہ نیچی رہتی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت ہو جاتی ہے اور جس کو نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو اور نہ نان ونفقہ دے سکتا ہو تو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کی خواہش نفس کو توڑ دے گا اور وہ خصی کی طرح ہو جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: باءۃ کے معنی طاقت نکاح اور قوت جماع اور نفقہ کے اوپر قدرت رکھنے کے ہیں، یعنی جس کو قوت جماع اور بیوی کا نان ونفقہ دینے کی طاقت ہو تو اسے نکاح کر لینا چاہیے اور جس کو نان نفقہ کی طاقت نہ ہو تو اسے روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ روزہ رکھنے سے نفسانی خواہش دب جاتی ہے جس طرح سے خصی کرنے سے اس کی خواہش ٹوٹ جاتی ہے اور یہ خصی کرنا جانوروں کے بھی جائز نہیں ہے اور انسانوں کے لیے خصی کرنا یا ہونا تو بالکل حرام ہے جیسا کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔

نوٹ:......ضرورت کے وقت جانوروں کے خصی کرنے پر جواز موجود ہے لیکن ضروری نہیں۔ وش

شادی کے باوجود عورتوں سے دوری جائز نہیں

۳۰۸۱۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ((رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى عُثْمَانَ ابْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۰۸۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو عورتوں سے الگ رہنے کی اجازت نہیں دی تھی اگر آپ ان کو عورتوں سے علیحدہ رہنے کی اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔ (بخاری ومسلم)۔

توضیح:...... یہ مبالغے کے طور پر کہا ہے ورنہ خصی ہونا تو حرام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم کوئی ایسی دوا کھا لیتے کہ جس سے عورتوں کی خواہش نہ ہوتی لیکن آپ نے ترک نکاح کی رخصت نہیں دی، اس لیے نکاح کرنا سنت ہے تبتل کے معنی ترک نکاح اور عورتوں سے علیحدہ رہنے کے ہیں۔ عیسائیوں کے یہاں یہ تبتل مستحب ہے اسلام میں رہبانیت اور تبتل جائز نہیں ہے۔ لا رهبانية فى الاسلام.

نکاح کے چار اسباب

۳۰۸۲۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۰۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان چار باتوں کی وجہ سے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے (۱) اس کے مالدار ہونے کی وجہ سے (۲) اور اس کے حسب کی وجہ سے (۳) اور اس کے جمال وخوبصورتی کی وجہ سے (۴) اور اس کے دین کے سبب سے۔ تو تُو دین والی کو ترجیح دے کر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر لے تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی عام طور پر عورتوں سے نکاح کرنے کے سلسلے میں ان چار باتوں میں سے کسی ایک بات کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں بعض لوگ تو اس کے خواہش مند ہوتے ہیں کہ مالدار عورت ہو تو نکاح کرنے کی وجہ سے ہم بھی مالدار ہو جائیں گے اور بعض دنیاوی

۳۰۸۱۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب مایکرہ من التبتل (۵۰۷۳)، مسلم کتاب النکاح باب استحباب النکاح (۱۴۰۲[۳۴۰۴])

۳۰۸۲۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین (۵۰۹۰)، مسلم کتاب الرضاع باب استحباب نکاح ذات الدین (۱۴۶۶[۳۶۳۵])

شرافت کو دیکھ کر اس کی وجہ سے ہمارے لڑکے شریف کہلائیں گے اور بعض حسن و جمال کی وجہ سے اور کچھ لوگ دین داری کی وجہ سے۔ آپ نے نیک اور دین دار سے نکاح کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور صرف حسن و جمال اور عزت کی خاطر نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت سے اس وجہ سے نکاح کرتا ہے کہ وہ عزت والی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرتا ہے اور جو اس کے مال کی نیت سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو محتاج کر دیتا ہے اور جو حسب کے خیال سے نکاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی کمینگی میں اضافہ کرتا ہے اور جو اپنی فرج کو گناہوں سے بچانے یا صلہ رحمی کے خیال سے نکاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرماتا ہے۔ (طبرانی)

نیک بیوی عظیم متاع ہے

٣٠٨٣۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((الدُّنْیَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۰۸۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا فائدہ اٹھانے کی چیز ہے اور دنیا کے فائدہ کی چیزوں میں سے نیک بیوی ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی دنیا کی ہر چیز فائدہ مند ہے اور دنیا کی چیزوں میں سے سب سے بہتر فائدہ مند نیک بیوی ہے کہ اس کے ذریعے سے دنیا اور آخرت کے کاموں میں مدد ملتی ہے۔

قریش کی عورتوں کی فضیلت

٣٠٨٤۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((خَیْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَیْشٍ أَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَأَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۳۰۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں سے یعنی عرب کی عورتوں میں سے بہترین عورتیں قریش کی نیک بخت عورتیں ہیں جو چھوٹے بچوں پر بہت شفقت کرنے والی اور اپنے خاوند کے مال کی بہت زیادہ نگرانی کرنے والی ہوتی ہیں۔ (بخاری ومسلم)

مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ خطرناک فتنہ کوئی نہیں

٣٠٨٥۔ وَعَنْ أسامة ابن زید رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا تَرَكْتُ بَعْدِیْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۳۰۸۵۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ ضرر رساں کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ کوئی فتنہ نقصان دہ نہیں ہے، یعنی عورتوں کے ذریعے سے بہت سے فتنے پیدا ہوتے ہیں لڑائی جھگڑا اکثر انہیں کے ذریعے سے شروع ہوتا ہے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ زن، زر، زمین یہ تینوں جھگڑے کی جڑ ہیں حتی الامکان ان کے فتنے سے بچتے رہنا چاہیے۔

٣٠٨٣۔ صحیح مسلم کتاب الرضاع باب خیر متاع الدنیا (١٤٦٧[٣٦٤٣])

٣٠٨٤۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب الی من ینکح (٥٠٨٢)، مسلم کتاب فضائل الصحابیات من فضائل نساء قریش (٢٥٢٧[٦٤٦٠])

٣٠٨٥۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب ما یتقی من شؤم المراة (٥٠٩٦)، مسلم کتاب الذکر باب اکثر اهل الجنة الفقراء (٦٧٤٥[٢٩٤٥])

۳۰۸۶۔ وَعَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ﷜ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الدُّنْیَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْهَا فَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ کَانَتْ فِی النِّسَآءِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۰۸۶۔حضرت ابوسعید خدری ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا نہایت میٹھی اور سرسبز یعنی نظر میں پسندیدہ چیز ہے اللہ تعالیٰ تم کو زمین میں خلیفہ بنانے والا ہے وہ دیکھے گا کہ تم کس طرح کام کرتے ہو تو تم دنیا سے بچتے رہنا اور تم عورتوں سے بھی ہوشیار رہنا کیونکہ بنی اسرائیل میں سے پہلا فتنہ عورتوں سے شروع ہوا تھا۔ (مسلم)

توضیح: دنیا میٹھی، سرسبز اور دنیا کی ہر چیز دل کو لبھانے والی ہے اور آنکھوں میں اچھی معلوم ہونے والی ہے۔اللہ تعالیٰ آئندہ چل کر تم کو حاکم اور بادشاہ بنانے والا ہے، پھر دیکھے گا کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو خصوصاً عورتوں اور دنیا کی دیگر لہو ولعب سے زیادہ چوکنے رہنا کیونکہ یہی دونوں چیزیں فتنہ فساد کی جڑ ہیں بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ انہیں عورتوں کے ذریعے سے شروع ہوا اس کا اشارہ بلعم بن باعور کی طرف ہے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ولی تھا اس کو اسم اعظم بھی یاد تھا اور وہ مستجاب الدعوات بھی تھا عورت کے کہنے میں آ کر اس نے اپنی دنیا اور آخرت بگاڑ ڈالی اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ فرمایا:

﴿واتل علیهم نبا الذی اتینه ایتنا فانسلخ منها فاتبعه الشیطان فکان من الغوین ولو شئنا لرفعنه بها ولکنه اخلد الی الارض واتبع هوه فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث ذلك مثل القوم الذین کذبوا بایتنا فاقصص القصص لعلهم یتفکرون﴾ (سورۃ اعراف: ع ۱۱)

’’اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے کہ اس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں، پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند مرتبہ دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی، اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے، یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو آپ اس حال کو بیان کر دیجیے شاید وہ لوگ کچھ سوچیں۔‘‘

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو لے کر اسی سرزمین کا رخ کیا جس میں بلعم تھا یا شام کا رخ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فوج کشی سے وہاں کے لوگ گھبرائے اور بلعم کے پاس آ کر کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے لشکر کے لیے بددعا کرو تو اس نے کہا ٹھہرو میں رب سے مشورہ کرلوں، چنانچہ اس نے مشورہ کیا یا استخارہ کیا تو اس سے کہا گیا کہ ان پر بددعا نہ کرنا کیونکہ وہ میرے بندے ہیں اور ان میں میرا نبی بھی ہے تو اس نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ میں نے رب سے مشورہ کیا لیکن مجھے بددعا کرنے کی ممانعت ہوئی ہے اب لوگوں نے اس کے پاس بہت سے ہدیے اور تحفے بھیجے، چاہیے تھا کہ وہ قبول نہ کرتا لیکن اس نے قبول کرلیا اس کے بعد یہ لوگ پھر اسے مجبور کرنے لگے اس نے کہا اچھا پھر مشورہ کرلوں، اس مرتبہ اس کو مشورہ نہ ملا اس نے کہا مجھے کوئی مشورہ نہیں دیا گیا اس لیے بددعا نہ کروں گا لیکن لوگوں نے اس کو بہکایا کہ اگر خدا کو منظور ہی نہ ہوتا تو پہلے کی طرح روک دیتا اب اللہ تعالیٰ خاموش ہے تو گویا تم کو بددعا کی اجازت ہے، چنانچہ وہ دھوکہ کھا گیا اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کے لشکر کے لیے بددعا کرنے لگا جب کبھی وہ بددعا کے الفاظ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے نکالنا چاہتا تو اپنی ہی قوم کے لیے بددعا کے الفاظ زبان سے نکلتے اور اپنی قوم کی فتح کے لیے الفاظ ادا کرنا چاہتا تو موسیٰ علیہ السلام کی فتح کے الفاظ زبان سے نکل جاتے یا ان شاء اللہ کا جملہ بھی آخر میں زبان سے نکل جاتا جس کے سبب بددعا مشروط ہونے کے سبب عبث بن کر رہ جاتی لوگ کہنے لگے

۳۰۸۶۔ صحیح مسلم کتاب الرقاق باب اکثر اهل [illegible]حنة الفقراء (۲۷۴۲[۶۹۴۸])

ارے تم بددعا موسیٰ (علیہ السلام) کے بجائے ہمارے حق میں کر رہے ہو وہ کہتا میں کیا کروں میری زبان سے بلا ارادہ ایسا ہی کچھ نکل جاتا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر بددعا کروں گا تو بھی قبول نہیں ہوگی اب میں تم کو ایک تدبیر بتاؤں جس سے یہ لوگ ہلاک ہو سکتے ہیں دیکھو اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کر دیا ہے اور فعل زنا سے سخت ناراض ہے، اگر یہ لوگ کسی طرح سے زنا میں مبتلا کر دیے جائیں تو یقیناً ان کی ہلاکت کی امید ہے، چنانچہ ایسا کرو کہ ان کی فوج میں اپنے پاس کی عورتیں بھیج دو یہ تو بیوی بچے چھوڑے ہوئے مسافر لوگ کیا عجب کہ زنا میں پڑ جائیں اور ہلاک ہو جائیں ان لوگوں نے ایسا ہی کیا عورتوں کو حضرت موسیٰ کی فوج کی طرف بھیج دیا حتی کہ بادشاہ کی بیٹی بھی نہ چھوٹی شہزادی کو اس کے باپ نے یا بلعم نے تاکید کردی کہ موسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی کے تصرف میں نہ آنا کہتے ہیں کہ واقعی لوگ زنا میں پڑ گئے، شہزادی کے پاس بنی اسرائیل کا ایک سردار آ پہنچا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہا اس نے کہہ دیا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کے سوا میں کسی کو نہ آنے دوں گی، سردار نے بتایا کہ میرا عہدہ ایسا برتر ہے اور میری یہ شان شوکت ہے تو لڑکی نے اپنے باپ کو لکھ بھیجا اس بارے میں اس کی ہدایت مانگی تو اس سے کہا گیا کہ ہاں، مان جاؤ وہ دونوں جب مصروف کار تھے تو ہارون علیہ السلام کا ایک بیٹا وہاں آ پہنچا اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا ایسا مارا کہ دونوں اپنی موجودہ حالت کے اندر ایک ہی نیزہ میں پرو گئے اور وہ نیزہ بلند کر کے لوگوں کے سامنے آیا اور لوگ دیکھتے رہ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر مرض طاعون کا عذاب بھیجا جس سے ستر ہزار آدمی مر گئے۔ ابن سیار کا بیان ہے کہ بلعم اپنی گدھی پر سوار ہو کر معلولی تک آیا یہاں سے اس کی سواری آگے نہیں چل رہی تھی، وہ اس کو مار رہا تھا اور وہ بیٹھی جا رہی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو زبان دی تو وہ کہنے لگی کہ تو مجھ کو کیوں مار رہا ہے سامنے دیکھ کیا ہے دیکھا تو وہاں شیطان کھڑا ہے وہ اتر کر شیطان کو سجدہ کرنے لگا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فانسلخ منہا۔

اور اسی طرح سے برصیصا کا واقعہ ہے، جو عورت کے فتنے میں مبتلا ہو گیا مندرجہ ذیل آیتوں میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

﴿كمثل الشيطان اذقال للانسان اكفر فلما كفر قال انى برئ منك انى اخاف الله رب العالمين فكان عاقبتهما انهما فى النار خالدين فيها ذالك جزاء الظالمين﴾

''شیطان کی طرح کہ اس نے انسان سے کہا کفر کر جب وہ کر چکا تو کہنے لگا میں تجھ سے بیزار ہوں میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں، پس دونوں کا انجام یہ ہوا کہ آتش دوزخ میں ہمیشہ کے لیے گئے گنہگاروں کی یہی سزا ہے۔''

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا ساٹھ سال اسے عبادت خدا میں گزر چکے تھے شیطان نے اسے ورغلانا چاہا لیکن وہ قابو میں نہ آیا اس نے ایک عورت پر اپنا اثر ڈالا اور یہ ظاہر کیا کہ گویا اسے جنات ستا رہے ہیں ادھر اس عورت کے بھائیوں کو یہ وسوسہ ڈالا کہ اس کا علاج اسی عابد سے ہو سکتا ہے یہ اس عورت کو اس عابد کے پاس لائے اس نے علاج معالجہ، یعنی دم وغیرہ کرنا شروع کر دیا اور یہ عورت یہیں رہنے لگی ایک دن عابد اس کے پاس ہی تھا جو شیطان نے اس کے خیالات خراب کرنے شروع کیے یہاں تک کہ وہ زنا کر بیٹھا اور وہ عورت حاملہ ہو گئی اب رسوائی کے خوف سے شیطان نے چھٹکارے کی یہ صورت بتلائی کہ اس عورت کو مار ڈال ورنہ راز کھل جائے گا، چنانچہ اس نے اسے قتل کر ڈالا ادھر اس نے جا کر عورت کے بھائیوں کو شک دلوایا وہ دوڑے ہوئے آئے شیطان راہب کے پاس آیا اور کہا وہ لوگ آ رہے ہیں اب عزت بھی جائے گی اور جان بھی جائے گی اگر مجھے خوش کر لے اور میرا کہا مان لے تو عزت اور جان دونوں بچ سکتی ہے اس نے کہا جس طرح تو کہہ میں کرنے کے لیے تیار ہوں شیطان نے کہا مجھے سجدہ کر عابد نے اسے سجدہ کر لیا۔ شیطان کہنے لگا تف ہے تجھ پر کم بخت میں اب تجھ سے بیزار ہوں میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں جو رب العالمین ہے۔ (ابن جریر)

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ ایک عورت بکریاں چرایا کرتی تھی اور ایک راہب کی خانقاہ تلے رات گزارا کرتی تھی، اس کے چار بھائی تھے ایک دن شیطان نے راہب کو گدگدایا اور اس سے زنا کر بیٹھا اسے حمل رہ گیا، شیطان نے راہب کے دل میں یہ بات ڈالی کہ

اب بڑی رسوائی ہوگی۔ اس سے بہتر ہے کہ اب اسے مار ڈال اور کہیں دفن کردے تیرے تقدس کو دیکھتے ہوئے تیری طرف تو کسی کا خیال بھی نہ جائے گا اور اگر بالفرض پھر بھی کچھ پوچھ گچھ ہوئی تو جھوٹ موٹ کہہ دینا' بھلا کون ہے جو تیری بات کو غلط جانے؟ اس کی سمجھ میں بھی یہ بات آ گئی ایک روز رات کے وقت موقع پا کر اس عورت کو جان سے مار ڈالا اور کسی اجڑی جگہ زمین میں دبا دیا، اب شیطان اس کے چاروں بھائیوں کے پاس پہنچا اور ہر ایک کے خواب میں اسے سارا واقعہ کہہ سنایا اور اس کے دفن کی جگہ بھی بتا دی۔ صبح جب یہ جاگے تو ایک نے کہا آج کی رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے ہمت نہیں پڑتی کہ آپ سے بیان کروں دوسروں نے کہا نہیں کہو تو سہی، چنانچہ اس نے پورا خواب بیان کیا کہ اس طرح فلاں عابد نے اس سے بدکاری کی پھر جب حمل ٹھہر گیا تو اسے قتل کر ڈالا اور فلاں جگہ اس کی لاش کو دبا آیا ہے، ان تینوں میں سے ہر ایک نے کہا مجھے بھی یہی خواب نظر آیا ہے اب تو انہیں یقین ہو گیا کہ سچا خواب ہے، چنانچہ انہوں نے جا کر حکومت کو اطلاع دی اور بادشاہ کے حکم سے اس راہب کو اس خانقاہ سے ساتھ لیا اور اس جگہ پہنچ کر زمین کھود کر اس کی لاش برآمد کی کامل ثبوت کے بعد اب اسے دربار شاہی میں لے چلے اس وقت شیطان اس کے سامنے ظاہر ہوتا ہے اور کہتا ہے یہ سب میرے کیے کرائے ہیں اب بھی اگر تو مجھے راضی کر لے تو جان بچا سکتا ہے۔ عابد نے کہا جو تو کہے گا میں وہ کروں گا تو شیطان نے کہا کہ مجھے سجدہ کر لے، اس نے یہ بھی کر دیا پس پورا بے ایمان بنا کر شیطان کہتا ہے میں تو تجھ سے بری ہوں میں تو اللہ تعالیٰ سے جو تمام جہانوں کا رب ہے ڈرتا ہوں۔ چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا اور پادری کو قتل کر دیا گیا۔ مشہور ہے کہ اس پادری کا نام برصیصا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما' طاؤس' مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے یہ قصہ مختلف الفاظ سے کمی بیشی کے ساتھ مروی ہے۔ واللہ اعلم (تفسیر ابن کثیر اور تلبیس ابلیس) ان واقعات سے عورتوں کے فتنے کا اندازہ کر لو۔ سچ ہے۔

نہ کہنا مانئے زن کا اگرچہ حور پیکر ہو
کہ پھٹکارا گیا بلعم زن مکار کے باعث

۳۰۸۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلشُّوْمُ فِی الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةِ الشُّوْمُ فِيْ ثَلَاثَةٍ فِي الْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ وَالدَّابَّةِ.

۳۰۸۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزوں میں نحوست ہے (۱) عورت (۲) مکان (۳) اور گھوڑے میں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: علماء نے کہا ہے عورت کی نحوست یہ ہے کہ بانجھ ہو، بداخلاق' زبان دراز۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں اس پر جہاد نہ کیا جائے' شریر بدذات ہو۔ گھر کی نحوست یہ ہے کہ آنگن تنگ ہو ہمسائے برے ہوں۔ لیکن نحوست کے معنی بدفالی کے نہیں ہیں جس کو عوام نحوست سمجھتے ہیں یہ تو دوسری صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ بدفالی لینا شرک ہے، مثلاً: باہر جاتے وقت کانا سامنے آیا یا عورت یا بلی گزری یا چھینک آئی تو یہ سمجھنا کہ کام نہ ہوگا ایک جہالت کا خیال ہے جس کی دلیل عقل یا شرع سے بالکل نہیں ہے اسی طرح تاریخ یا دن یا وقت کی نحوست یہ سب باتیں محض لغو ہیں۔ اور جو لوگ اس پر اعتقاد رکھتے ہیں وہ پکے جاہل ناتربیت یافتہ ہیں۔

کنواری عورتوں سے نکاح بہتر ہوتا ہے

۳۰۸۸۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۰۸۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

۳۰۸۷۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب ما یتقی من شؤم المراة (۵۰۹۳)، مسلم کتاب السلام باب الطیرة (۲۲۲۵[۵۸۰۴])

فِیْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ ((تَزَوَّجْتَ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((أَبِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ)) قُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ قَالَ ((فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ)) فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ ((أَمْهِلُوْا حَتّٰى نَدْخُلَ لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ایک غزوہ میں گئے ہوئے تھے جب واپس ہو کر مدینے کے قریب پہنچے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! میں نے نئی شادی کی ہے (اگر آپ اجازت دیں تو میں آگے بڑھ جاؤں) آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے کہا بیوہ سے کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کنواری سے کیوں نہیں کی کہ تم اس سے ہنسی مذاق اور کھیل کرتے اور وہ تم سے کھیل کرتی، یعنی نہایت بے تکلفی سے زندگی بسر ہوتی۔ جب ہم مدینے پہنچ گئے تو اپنی گھروں میں جانے کا ارادہ کیا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ تا کہ شام ہو جائے۔ اس عرصے میں شادی شدہ عورتیں اپنے پراگندہ بالوں کو کنگھی وغیرہ کر کے درست کر لیں اور جن کے خاوند ابھی تک غائب تھے وہ زیر ناف کے بالوں کو صاف کر لیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کنواری عورتوں سے نکاح کرنا افضل ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے سفر سے رات کو مت آؤ' اور اس حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات کو آ جانے دو۔ تو ان دونوں روایتوں میں مخالفت ہے تو علماء نے یہ سمجھایا ہے کہ بغیر خبر کیے ہوئے اچانک رات کو جانا منع ہے اور خبر کر کے رات کو پہنچ جائے جیسا کہ اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے تو جائز ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

تین افراد جس کی مدد اللہ کے ذمے ہے

۳۰۸۹۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمُ الْمُكَاتَبُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْأَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِيْ يُرِيْدُ الْعَفَافَ وَالْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

۳۰۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین ایسے شخص ہیں جن کی امداد اللہ کے ذمہ ہے (۱) غلام کاتب جو اپنا بدلہ کتابت ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو (۲) وہ جو نکاح کرنے کا اس لیے ارادہ کرتا ہے تا کہ زنا بدکاری سے بچتا رہے (۳) وہ مجاہد جو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہو۔ (ترمذی، نسائی و ابن ماجہ)

بلاوجہ نکاح کا پیغام رد نہ کیا جائے

۳۰۹۰۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوْهُ إِنْ لَا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۰۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی ایسا شخص تمہارے یہاں نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور اخلاق سے تم خوش ہو تو اس کے پیغام کو منظور کر کے نکاح کر لو۔ اگر تم ایسے دین دار اور لائق سے نکاح نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور لمبا چوڑا فساد ہو جائے گا۔ (ترمذی)

۳۰۸۸۔ صحیح بخاری کتاب النکاہ باب تستحد المغیة (۵۲۴۷)، مسلم کتاب الرضاع باب استحباب نکاح البکر (۱۴۶۶[۳۶۴۰])

۳۰۸۹۔ اسناده حسن، سنن الترمذی کتاب فضائل الجهاد باب ماجاء فی المجاهد (۱۶۵۵)، نسائی کتاب النكاح باب معونة الله النالح الذی یرید العفاف (۳۲۲۰)، ابن ماجه کتاب العتق باب المکاتب (۲۵۱۸)

۳۰۹۰۔ حسن، سنن الترمذی کتاب النکاح باب ماجاء اذا جاء کم من ترضون (۱۰۸۴) ابن ماجه (۱۹۶۷)

توضیح: یہ خطاب لڑکیوں کے سرپرستوں کو ہے کہ وہ مال وغیرہ کے طرف نہ خیال کریں بلکہ دین اور اخلاق کو دیکھیں اگر کوئی دین دار پیغام بھیجے تو اس پیغام کو منظور کر کے نکاح کرے اگر نکاح نہیں کریں گے تو بہت سی عورتیں بے خاوند کے رہیں گی جن سے زنا کا ارتکاب ممکن ہے اور بہت سے مرد بھی بغیر شادی کے رہ جائیں تو وہ بھی فعل بد کے مرتکب ہوں گے اس زنا اور فعل بد کی وجہ سے فتنہ وفساد ہی تو برپا ہوگا۔

زیادہ بچوں والی عورتوں سے شادی کرو

٣٠٩١۔ وَعَنْ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنِّسَائِيُّ

٣٠٩١۔حضرت معقل بن یسار سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو، اس لیے کہ جتنے زیادہ بچے پیدا ہوں گے اتنی میری امت بڑھے گی اور تمہاری کثرت کی وجہ سے میں دوسری امتوں پر فخر کرسکوں گا۔ (ابوداؤد ونسائی)

توضیح: اس حدیث میں بھی اشارہ ہے کہ کنواری عورتوں سے نکاح کرنا چاہیے کیونکہ اکثر یہی زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی ہوتی ہیں۔

٣٠٩٢۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَالِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((عَلَيْكُمْ بِالْأَبْكَارِ فَإِنَّهُنَّ أَعْذَبُ أَفْوَاهًا وَأَنْتَقُ أَرْحَامًا وَأَرْضَى بِالْيَسِيْرِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجه مُرْسَلاً

٣٠٩٢۔حضرت عبدالرحمٰن بن سالم بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کنواری عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ وہ شیریں کلام اور زیادہ بچے جننے والی اور تھوڑی سی چیز پر زیادہ راضی رہنے والی ہوتی ہیں۔ (ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

دلی محبت کا ذریعہ نکاح

٣٠٩٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَمْ تَرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ.))

٣٠٩٣۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کوئی ایسی چیز نکاح کے علاوہ دوسری چیز میں نہیں دیکھی ہوگی جو دو آدمیوں کے درمیان میں (بالکل اجنبی ہونے کے باوجود) غایت درجے کی محبت پیدا کرادے۔ (یعنی نکاح کی وجہ سے دو اجنبی مرد عورت کے درمیان میں ایسی محبت پیدا ہوجاتی ہے کہ بعض دفعہ ماں باپ اور دیگر خویش واقارب سے نہیں ہوتی)

٣٠٩٤۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ أَرَادَ أَنْ يَلْقَى اللهَ طَاهِرًا مُطَهَّرًا

٣٠٩٤۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے پاک وصاف ہو کر ملنا چاہتا ہے تو اسے آزاد اور شریف عورتوں

٣٠٩١۔ صحيح، سنن ابی داؤد كتاب النكاح باب النهی عن تزويج من لم يلد من النساء (٣٠٥٠)، النسائی كتاب النكاح باب كراهية تزويج العقيم (٣٢٢٩)

٣٠٩٢۔ حسن، سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب تزويج الابكار (١٨٦١) شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٣٠٩٣۔ صحيح، سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب ماجاء فی فضل الزواج (١٨٤٧)

٣٠٩٤۔ ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب النكاح، باب تزوج الحرائر (١٨٦٢) سلام بن سوار ضعیف اور کثیر بن سلیم سخت ضعیف ہے۔

فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ .))

سے نکاح کر لینا چاہیے۔

نیک بیویوں کے اوصاف

٣٠٩٥۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمامة رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ يَقُوْلُ ((مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللّٰهِ خَيْرًا لَهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْهُ وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِيْ نَفْسِهَا وَمَالِهِ))۔ رَوَى ابْنُ مَاجَةَ الْأَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ

٣٠٩٥۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن بندہ اللہ کے تقویٰ کے بعد جو سب سے بہتر اپنے لیے منتخب کرتا ہے نیک بیوی سے زیادہ اور کوئی بہتر نہیں ہے۔ ایسی عورت جس کو کسی بات کا حکم دے تو فوراً اس کو بجالائے اور جب اس کی طرف دیکھے تو اس کے دل کو خوش کر دے اور اگر اس پر قسم کھائے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے اور جب وہ پردیس چلا جائے تو وہ اپنی عفت اور خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔ ان تینوں حدیثوں کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

نکاح تکمیل ایمان کا ذریعہ

٣٠٩٦۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِيْ نِصْفِ الْبَاقِيْ .))

٣٠٩٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے نے نکاح کر لیا تو اس نے اپنے آدھے دین کو کامل کر لیا، اب اس کو چاہیے کہ باقی آدھے دین میں خدا سے ڈرے۔ (بیہقی)

برکت والا نکاح

٣٠٩٧۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤُونَةً))۔ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَان

٣٠٩٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ اور زیادہ محنت و مشقت نہ ہو۔ (بیہقی)

توضیح: یعنی جس کا مہر کم ہو اور زیادہ نان ونفقہ کے لیے عورت مرد کو تنگ نہ کرے بلکہ جو کچھ مل جائے اسی پر قناعت کرے تو ایسا نکاح خیر و برکت کا سبب بن جاتا ہے۔

❀❀❀❀

٣٠٩٥۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب افضل النساء (١٨٥٧)، علی بن یزید اور عثمان بن ابی العاتکہ ضعیف راوی ہیں۔

٣٠٩٦۔ حسن، شعب الايمان (٥٤٨٦)، الصحيحه (٦٢٥)

٣٠٩٧۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان (٥٤٨٦)، الضعيفه (١١١٧) حارث بن شبل ضعیف راوی ہے۔

باب النظر المخطوبة و بيان العورات

منسوبہ اور مخطوبہ عورت کو دیکھنا اور جن چیزوں کا چھپانا ضروری ہے کا بیان

بلاضرورت اجنبی عورت کو دیکھنا جائز نہیں ہے لیکن اگر اس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اس کو دیکھ سکتا ہے شرعاً اس کی اجازت ہے اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل حدیثیں آ رہی ہیں اور عورتوں پر اپنا تمام جسم چھپانا ضروری ہے اور مردوں کو گھٹنے تک چھپانا ضروری ہے، ننگے اور برہنہ ہونا ہر صورت میں ناجائز ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

٣٠٩٨۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ ((فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِیْ أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٠٩٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص نے آ کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں ایک انصاری عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں تو آپ نے فرمایا: تم اس کو جا کر دیکھ لو۔ کیونکہ انصاری عورتوں کی آنکھوں میں کچھ خرابی ہوتی ہے۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اسے نکاح کرنے سے پہلے دیکھنا درست ہے اگر کوئی عیب ہو اور ناپسند ہو تو نکاح نہ کرے اور اگر کوئی عیب نہیں ہے اور پسند ہو تو نکاح کر لے اور یہ دیکھنا صرف چہرے کی طرف ہے اور کسی اعضا کی طرف نہیں ہے اور دیکھ کر پسند کر کے نکاح کرنے میں زیادہ محبت ہوتی ہے۔ جس طرح مرد کے لیے جائز ہے کہ مخطوبہ کو دیکھ سکتا ہے اس طرح عورت کو بھی رخصت ہے کہ نکاح کرنے والے خاوند کو دیکھ لے۔

اجنبی عورت کا ذکر اپنے خاوند سے نہ کیا جائے

٣٠٩٩۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٠٩٩۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت اپنے برہنہ جسم کو کسی دوسرے عورت کے برہنہ جسم سے نہ لگائے اور پھر اس عورت کی جسمانی خوبیوں کو اپنی خاوند سے نہ بیان کرے کیونکہ ایسی حالت میں کسی اجنبی عورت کی جسمانی خوبی کو خاوند کے سامنے بیان کرنا گویا ایسا ہے کہ خاوند اس کے طرف دیکھ رہا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی دو عورتیں برہنہ جسم ہو کر ایک جگہ نہ سوئیں نہ چمٹیں کیونکہ ایسی حالت میں دوسرے جسمانی اعضا کی کما حقہ شناخت ہو جائے گی، پھر جب یہ عورتیں اپنے خاوند کے ساتھ لیٹیں گی تو یہ بیان کریں گی کہ فلاں وقت عورت کے ساتھ لیٹی تھی تو اس کا جسم ایسا ویسا تھا

٣٠٩٨۔ صحیح مسلم كتاب النكاح ندب النظر الى وجه المراة (١٤٢٤)

٣٠٩٩۔ صحیح بخاری كتاب النكاح باب لاتبا شرا المراة المراة (٥٢٤٠، ٥٢٤١)

تو وہ سن کر ایسا متاثر ہوگا گویا کہ وہ دیکھ ہی رہا ہے اس سے اسی فتنے کا اندیشہ ہے جو دیکھنے سے فتنہ پیدا ہوسکتا ہے، اس لیے آپ نے منع فرما دیا ہے کہ دو عورتیں آپس میں اس طرح سے نہ چمٹیں ہاں، اگر دونوں اپنے اپنے کپڑے میں ملبوس ہوں اور برہنہ نہ ہوں تو ایک جگہ سونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بے حیاء سے بچنے کی ہدایات

۳۱۰۰۔ وَعَنْ أَبِيْ سعيد ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلاَ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلاَ يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلاَ يُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۱۰۰۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مرد دوسرے مرد کی شرم گاہ کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کی شرم گاہ کو دیکھے اور نہ دو برہنہ آدمی ایک کپڑا اوڑھ کر لیٹیں اور نہ دو برہنہ عورتیں ایک کپڑے میں لیٹیں۔ (مسلم)

توضیح: دوسرے کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا بلاضرورت جائز نہیں ہے، نہ مرد مرد کی شرمگاہ کو دیکھے اور نہ عورت عورت کی شرمگاہ کو دیکھے اور نہ برہنہ ایک جگہ لیٹیں نہ بیٹھیں۔

غیر محرم سے تنہائی حرام ہے

۳۱۰۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلاَ لاَ يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ إِلَّا أَنْ تَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مُحْرِمٍ.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۱۰۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! کوئی شخص بے خاوند والی عورت کے ساتھ تنہائی میں رات نہ گزارے ہاں یا تو اس کی بیوی ہو جس سے نکاح کر چکا ہے یا وہ محرم ہو جس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہو جیسے ماں وغیرہ۔ (مسلم)

۳۱۰۲۔ وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۱۰۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم تنہائی میں اجنبی عورتوں کے پاس مت جایا کرو۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر دیور بھاوج کے گھر چلا جائے تو کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا دیور موت ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: حمو کے معنی خاوند کے بھائی یعنی دیور کو کہتے ہیں، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو تنہائی میں بے پردہ بھاوج کے گھر نہ جائے کیونکہ اگر وہ تنہائی میں بھاوج کے پاس چلا گیا تو موت کی طرح مہلک ثابت ہوگا کیونکہ بھاوج کے ساتھ زنا وغیرہ کا ارتکاب کرسکتا ہے اس لیے دیوروں کو چاہیے کہ اپنے بھاوجوں سے پردہ کریں تاکہ فتنہ نہ پیدا ہو۔

۳۱۰۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ اسْتَأْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحِجَامَةِ ((فَأَمَرَ أَبَا طَيْبَةَ

۳۱۰۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سینگی کھینچوانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے ابوطیبہ غلام کو

۳۱۰۰۔ صحیح مسلم کتاب الحیض باب تحریم النظر الی العورات (۳۳۸)

۳۱۰۱۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب تحریم الخوة بالاجنبیه (۲۱۷۲)

۳۱۰۲۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا یخلون رجل بامراة الاذو محرم (۵۲۳۲)، مسلم کتاب السلام باب تحریم الخلوة بالاجنیة (۲۱۷۲)

۳۱۰۳۔ صحیح مسلم کتاب السلام باب لکل داء دواء (۲۲۰۶)

أَنْ يَحْجُمَهَا)) قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

سینگی کھینچنے کا حکم دے دیا۔ راوی کا خیال ہے کہ ابوطیبہ یا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی بھائی تھا یا نابالغ لڑکا تھا۔ (مسلم)

توضیح: ممکن ہے ایسا ہی ہو لیکن بیماری کے علاج کے سلسلے میں حکیم و ڈاکٹر کا محرم ہونا ضروری نہیں ہے مجبوری کی حالت میں غیر محرم بھی جسم کے حصہ کو دیکھ کر دوا کر سکتا ہے۔

نامحرم کی طرف دیکھنے کی ممانعت

٣١٠٤۔ وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِي ((أَنْ أَصْرِفَ بَصَرِي.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣١٠٤۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجنبی عورت پر اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی نگاہ پھیر لو اور دوبارہ مت دیکھو۔ (مسلم)

توضیح: یعنی بلا قصد ارادہ کے اگر نظر پڑ گئی تو معاف ہے اور دوبارہ قصداً نظر کر کے دیکھنا حرام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قل للمومنين يغضوا من ابصارهم..(الآية)﴾ ''مومن مردوں سے فرما دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔''

پاک دامن کے حصول کی ایک تدبیر

٣١٠٥۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ إِذَا أَحَدُكُمْ أَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِي قَلْبِهِ فَلْيَعْمِدْ إِلَى امْرَأَتِهِ فَلْيُوَاقِعْهَا فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣١٠٥۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت شیطان کی صورت میں آتی جاتی ہے۔ جب کسی کو کوئی عورت بھلی معلوم ہو اور اس کے دل میں کوئی خدشہ پیدا ہو تو وہ فوراً اپنے گھر چلا آئے اور اپنی بیوی سے جماع کر لے کیونکہ یہ جماع اس کے دل کے خدشہ و خلش کو دور کر دے گا۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِي ...... دوسری فصل

جس سے نکاح کا ارادہ ہو اس کو دیکھ لیا جائے

٣١٠٦۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ.)) رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

٣١٠٦۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے نکاح کا پیغام دے تو اگر اس کے بس میں دیکھنے کی ہمت ہو تو اس عورت کو دیکھ لے۔ (ابوداود)

٣١٠٧۔ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ

٣١٠٧۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک عورت

٣١٠٤۔ صحيح مسلم كتاب الاداب باب نظر الفجاة (٢١٥٩)

٣١٠٥۔ صحيح مسلم كتاب النكاح باب ندب من راى امراة فوقعت (١٤٠٣)

٣١٠٦۔ اسناده حسن، سنن ابى داؤد كتاب باب فى الرجل ينظر الى المراة (٢٠٨٢ [مسند احمد ٢/ ٣٢٤، ٣٩٠ حاكم ٢/ ١٦٥ حسنه الحافظ فى الفتح ٩/ ١٨١ اسناده حسن نيل المقصود])

٣١٠٧۔ اسناده صحيح، مسند احمد ٤/ ٢٤٦، سنن الترمذى كتاب النكاح باب ماجاء فى النظر الى المخطوله (١٠٨٧)، النسائى كتاب النكاح باب اباحة النظر قبل التزويج (٣٢٣٧)، ابن ماجه كتاب النكاح النظر الى المراة اذا اراد ان يترزوجها (١٨٦٥) دارمى كتاب النكاح باب الرخصة فى النظر للمراة عند الخطبة ٢/ ١٨٠ ح ٢١٧٢

خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلْ نَظَرْتَ إِلَيْهَا؟)) قُلْتُ لَا قَالَ ((فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

سے نکاح کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس مسئلے کے لیے میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم نے اس عورت کو دیکھ لیا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا: تم اس کو دیکھ لو کیونکہ دیکھ کر نکاح کرنے سے تم دونوں کے درمیان میں محبت والفت رہے گی کیونکہ ایک نے دوسرے کو دیکھ کر اور پسند کر کے نکاح کیا ہے۔ (احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ ودارمی)

۳۱۰۸۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ امْرَأَةً فَأَعْجَبَتْهُ فَأَتَى سَوْدَةَ وَهِيَ تَصْنَعُ طِيبًا وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ فَأَخْلَيْنَهُ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ قَالَ ((أَيُّمَا رَجُلٍ رَأَى امْرَأَةً تُعْجِبُهُ فَلْيَقُمْ إِلَى أَهْلِهِ فَإِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِيْ مَعَهَا))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۳۱۰۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے تھے اچانک آپ ﷺ کی نظر ایک عورت پر پڑ گئی جو بھلی معلوم ہوئی۔ آپ فوراً گھر تشریف لے آئے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے یہاں پہنچے وہ اس وقت خوشبو تیار کر رہی تھیں اور محلے کی چند عورتیں ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں تو وہ عورتیں آپ کو دیکھ کر اپنے اپنے گھر چلی گئیں اور آپ کو گھر میں تنہا چھوڑ گئیں، آپ نے حضرت سودہ سے اپنی حاجت پوری کی پھر باہر آ کر فرمایا: جس کی نظر کسی عورت پر پڑ جائے اور وہ عورت اس کو اچھی معلوم ہو تو وہ شخص فوراً اپنے گھر آ کر اپنی بیوی سے جماع کر لے۔ تا کہ اس کی شہوت ختم ہو جائے اور وسوسہ دور ہو جائے۔ کیونکہ جو چیز اس عورت کے پاس ہے وہی چیز اس کی بیوی کے پاس بھی ہے۔ (دارمی)

توضیح: آپ ہر گناہ سے معصوم تھے، امت کو تعلیم کے لیے ایسا آپ نے کیا تا کہ سنت ہو جائے اور لوگ حرام فعل سے باز رہیں۔

پردے کی نصیحت

۳۱۰۹۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۱۰۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت سراپا عورت اور ستر ہے، پردے میں رہنے کے لائق ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان مرد اس کو تاکتے اور جھانکتے ہیں۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی عورتوں کو ہمیشہ پردے میں رہنا چاہیے بے پردہ باہر نہ نکلیں کیونکہ بے پردہ باہر نکلنے سے کمینے اور رذیل لوگ اس کو بار بار گھورتے اور دیکھتے ہیں جس سے فتنے میں پڑ جانے کا احتمال ہوتا ہے اسلامی پردہ میں ہم نے اس مضمون کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

پہلی نگاہ معاف ہے اور دوسری نگاہ حرام

۳۱۱۰۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِيٍّ ((يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُوْلَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ.)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ

۳۱۱۰۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! جب تمہاری اچانک نظر کسی عورت پر پڑ جائے تو دوبارہ قصداً اس پر نظر نہ ڈالو کیونکہ پہلی دفعہ بغیر قصد کے نظر پڑ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور پھر دوبارہ اس کو دیکھنا تمہارے لیے جائز نہیں ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد ودارمی)

۳۱۰۸۔ صحیح، سنن الدارمی کتاب النکاح باب الرجل یری المرأۃ ۲/ ۱۴۶ ج ۲۲۲۱، الصحیحہ ۲۳۵، شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

۳۱۰۹۔ اسنادہ صحیح، سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ۱۸ (۱۱۷۳)

۳۱۱۰۔ حسن، مسند احمد ۵/ ۳۵۳، سنن الترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی نظرۃ المفاجاۃ (۲۷۷۷)، ابوداؤد کتاب النکاح باب مایؤمر بہ من غض البصر (۲۱۴۹)، دارمی کتاب الرقاق باب فی حفظ السمع ۲/ ۳۸۶ ح ۲۷۰۹

٣١١١۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ عَبْدَهٗ أَمَتَهٗ فَلَا يَنْظُرَنَّ إِلَى عَوْرَتِهَا)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((فَلَا يَنْظُرَنَّ إِلَى مَا دُوْنَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۱۱۱۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی باندی کا اپنے غلام سے نکاح کر دے تو باندی کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہ دیکھے۔ (ابوداؤد)

توضیح: اپنی باندی بیوی کی طرح حلال ہے، اس سے جماع وغیرہ کرنا مباح ہے لیکن جب آقا اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دے تو اس باندی سے جماع وغیرہ کرنا حرام ہو جاتا ہے، البتہ گھر کے کاروبار کی خدمت لے سکتا ہے۔

ران ستر ہے

٣١١٢۔ وَعَنْ جُرْهَدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

۳۱۱۲۔ جرہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ران چھپانے کی چیز ہے۔ (ترمذی وابوداؤد)

توضیح: یہ جرہد مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی ران کھلی ہوئی تھی ان کے کھلی ران کو دیکھ کر آپ نے فرمایا: ان کو چھپالو کیونکہ یہ بھی چھپانے کی چیز ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ران ستر میں داخل ہے۔

٣١١٣۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ ((يَا عَلِيُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ.)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۳۱۱۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے علی! تم اپنی ران مت کھولو اور نہ کسی زندہ یا مردہ آدمی کی ران کی طرف دیکھو۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

٣١١٤۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مَعْمَرٍ وَفَخِذَاهُ مَكْشُوْفَتَانِ قَالَ ((يَا مَعْمَرُ! غَطِّ فَخِذَيْكَ فَإِنَّ الْفَخِذَيْنِ عَوْرَةٌ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

۳۱۱۴۔ حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ معمر کے پاس سے گزرے اس حال میں کہ معمر کی دونوں رانیں کھلی ہوئی تھیں تو آپ نے فرمایا: اے معمر! تم اپنی رانوں کو ڈھک لو کیونکہ دونوں رانیں بھی ستر اور چھپانے کی چیز ہیں۔ (شرح سنہ)

٣١١٥۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّي فَإِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ إِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِيْنَ يُفْضِي الرَّجُلُ

۳۱۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے آپ کو برہنہ ہونے سے بچاؤ اگر تنہائی میں ہو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ فرشتے ہوتے ہیں جو کبھی تم سے جدا نہیں ہوتے تو تم ان فرشتوں

٣١١١۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد كتاب اللباس باب فی قوله عزوجل وقل للمومنات (٤١١٤)

٣١١٢۔ حسن، سنن ابی داؤد كتاب الحمام باب النهی عن التعری (٤٠١٤) ترمذی كتاب الادب باب ماجاء ان الفخذ عورة (٢٧٩٥)

٣١١٣۔ اسناده ضعيف جدا، سنن ابی داؤد كتاب الجنائز باب ستر الميت عند غسله (٣١٤٠)، ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء فی غسل الميت (١٤٦٠)، عمرو بن خالد الواسطی متروک اور حبیب بن ابی ثابت مدلس راوی ہے۔

٣١١٤۔ حسن، شرح السنة ٩/ ٢١ ح ٢٢٥١ والحاكم ٤/ ١٨٠، مسند احمد ٥/ ٢٩٠، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٣١١٥۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب الادب باب ماجاء فی الاستتار عند الجماع (٢٨٠٠)، لیث بن ابی سلیم ضعیف راوی ہے۔

إِلَى أَهْلِهِ فَاسْتَحْيُوهُمْ وَأَكْرِمُوهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

سے شرماؤ اور ان کی تعظیم کرو۔ (البتہ مجبوری کی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے جیسے پیشاب پائخانہ کے وقت یا بیوی سے مجامعت کے وقت)۔ (ترمذی)

عورتوں کے لیے نابینا سے پردے کا حکم

٣١١٦۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَيْمُوْنَةُ إِذْ أَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((احْتَجِبَا مِنْهُ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

٣١١٦۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور میمونہ رضی اللہ عنہا دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبداللہ ابن مکتوم صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا: تم دونوں پردے میں ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ نابینے نہیں ہیں؟ (یعنی وہ اندھے ہیں ہم کو نہیں دیکھتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دونوں اندھی ہو کیا تم نہیں دیکھتی ہو؟ (یعنی تم اندھی نہیں ہو بلکہ دیکھ رہی ہو)۔ (احمد، ترمذی، وابو داؤد)

توضیح: یعنی جس طرح مرد کو عورت کی طرف دیکھنا منع ہے اسی طرح سے عورت کو بھی مرد کو دیکھنا منع ہے اگر مرد اندھا ہونے کی وجہ سے نہیں دیکھ پاتا تو آنکھ والی عورت کو مرد کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے غض بصر کا حکم مرد عورت دونوں کے لیے ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قل للمومنين يغضوا من ابصارهم و يحفظوا فروجهم ذلك ازكى لهم ان الله خبير بما يصنعون و قل للمومنات يغضضن من ابصارهن و يحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها و ليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين زينتهن الا لبعولتهن اوآباء هن او اباء بعولتهن او ابناء هن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بنى اخوانهن او بنى اخواتهن او نسائهن او ما ملكت ايمانهن اوالتابعين غير اولى الاربة من الرجال او الطفل الذين لم يظهروا على عورات النساء و لا يضربن بارجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن و توبوا الى الله جميعا ايها المومنون لعلكم تفلحون﴾ (نور)

''اے نبی! مومن مردوں سے فرما دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں' یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے یقیناً اللہ ان کے عملوں سے خوب واقف ہے اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) مومن عورتوں سے (بھی) کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھا کریں اور اپنی زینت (سنگار) کو ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے حصے کے جو خود بخود عموماً کھلا رہتا ہے اور انہیں چاہیے کہ اپنے گریبانوں سینوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زینت چہرے کو کھلا نہ رکھیں، مگر ان لوگوں کے سامنے کھلا رکھیں یعنی شوہر' باپ' خسر' سوتیلے بیٹے یا بھائی' بھتیجے' بھانجے' اپنی عورتیں اور اپنی لونڈی' غلام' خدمتگار' مرد جو عورتوں کے مطلب کے نہیں رہے نابالغ لڑکے جو ابھی عورتوں کی پردے کی باتوں سے واقف نہیں ہوتے ہیں اور ان عورتوں کے لیے

٣١١٦۔ اسناده حسن، سنن ترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال (٢٧٧٨)، مسند احمدج ٦/ ٢٩٦

تنبیه: علامہ البانی رحمہ اللہ نے نبہان کی جہالت کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف کہا ہے حالانکہ نبہان کو امام ذہبی نے ثقہ قرار دیا ہے اور ترمذی، ابن حبان اور حاکم کے نزدیک بھی حسن الحدیث ہے، لہٰذا جہالت کا اعتراض ختم ہوا۔

ابوداؤد کتاب اللباس باب فی قوله عزوجل قل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن (٤١١٢)

یہ بھی ضروری ہے کہ وہ چلتے وقت اپنے پاؤں کو زمین پر اس طرح نہ مارتی چلیں جس سے پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے اور اے ایمان والو اللہ کے جناب میں توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے غض بصر' حفاظت فروج' تزکیہ نفوس کا حکم تمام مردوں اور عورتوں کو دیا ہے پہلے جملہ میں غض بصر کا حکم دیا ہے تو اس کے ساتھ ہی دوسرے فقرے میں اس کی حکمت و حفاظت فروج تزکیہ نفس بتایا اور جس طرح مردوں کو نیچی نظر رکھنے کا حکم دیا ہے، اسی طرح عورتوں کو بھی غض بصر کا حکم دیا ان دونوں میں مساوی و برابر ہیں کیونکہ دونوں کی غض بصر کی علت غائی حفاظت و تزکیہ ہے ہم نے اسلامی پردہ میں پردے کے احکام کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اللہ سے شرم کیجیے!

٣١١٧۔ وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ ﷺ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِحْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ)) قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَالِيًا قَالَ ((فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

٣١١٧۔ بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور کسی کے سامنے ظاہر مت کرو' مگر اپنی بیوی اور باندی سے! میں نے کہا یا رسول اللہ! اگر تنہا آدمی ہو اس وقت کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تنہائی میں بھی اپنی شرمگاہوں کو چھپاؤ اللہ تعالیٰ زیادہ مستحق ہے کہ اس سے شرمایا جائے۔ (ترمذی' ابوداؤد وابن ماجہ)

تنہائی میں تیسرا شیطان ہوتا ہے

٣١١٨۔ وَعَنْ عُمَرَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣١١٨۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مرد جب کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان رہتا ہے جو برے فعل پر آمادہ کرتا ہے، اس لیے اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہیں رہنا چاہیے۔ (ترمذی)

خاوند کی عدم موجودگی میں عورت کے پاس تنہائی میں آنے کی ممانعت

٣١١٩۔ وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ قُلْنَا وَمِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَمِنِّي وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣١١٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان عورتوں کے گھروں میں مت جایا کرو جن کے خاوند باہر سفر میں ہوں کیونکہ شیطان خون کی طرح تمہارے جسم کے تمام رگوں میں دوڑتا پھرتا ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ شیطان رہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی ہے اور میں اس کے شر و فساد سے بچا رہتا ہوں۔ (ترمذی)

٣١١٧۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الحمام باب ماجاء فی التعری (٤٠١٧)، ترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی حفظ العورۃ (١٧٩٤)، ابن ماجہ (١٩٣٠)

٣١١٨۔ اسنادہ صحیح، سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی کراهیة الدخول علی المغیات (١١٧١، ٢١٦٩)

٣١١٩۔ ضعیف، سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ١٧ (١١٧٢)، مجالد بن سعید ضعیف راوی ہے۔

٣١٢٠۔ وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا وَعَلَى فَاطِمَةَ رضى الله عنها ثَوْبٌ إِذَا قَنَّعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا فَلَمَّا رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَلْقَى قَالَ ((أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ إِنَّمَا هُوَ أَبُوْكِ وَغُلَامُكِ.)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣١٢٠۔ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غلام لے کر حضرت فاطمہ ؓ کے گھر تشریف لائے اور اس غلام کو خدمت کے لیے حضرت فاطمہ کو دیا اس وقت حضرت فاطمہ پر ایک چھوٹا کپڑا تھا، یعنی چھوٹا کپڑا اوڑھے ہوئے تھیں۔ جب سر چھپاتیں تو پیر کھل جاتا اور جب پیر ڈھانکتیں تو سر کھل جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس پریشانی کو دیکھ کر فرمایا: لخت جگر پیر کے کھل جانے میں کوئی حرج نہیں ہے یہاں کوئی اجنبی نہیں ہے، میں تمہارا باپ ہوں اور یہ تمہارا غلام ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلاموں سے پردہ نہیں ہے یا ممکن ہے اس وقت وہ بالغ نہ ہوا ہو۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

ہیجڑوں کی گھروں میں آمد جائز نہیں

٣١٢١۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ وَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أُمَيَّةَ أَخِيْ أُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفَ فَإِنِّيْ أَدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣١٢١۔ حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں تشریف لائے تو اس وقت گھر میں ایک ہیجڑا بیٹھا ہوا تھا جو ام سلمہ ؓ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے یہ کہہ رہا تھا کہ اے عبداللہ! اگر اللہ تعالیٰ نے تم کو طائف شہر پر کل فتح بخشی تو میں غیلان کی لڑکی کے متعلق بتا دوں گا کہ وہ چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ واپس جاتی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ سے ہیجڑوں کو گھروں میں مت آنے دو۔ (بخاری ومسلم) کیونکہ ہماری عورتوں کے اوصاف کو بیان کر کے فتنہ میں مبتلا کرا دیں گے۔

٣١٢٢۔ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ؓ قَالَ حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِيْلًا فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ سَقَطَ عَنِّيْ ثَوْبِيْ فَلَمْ أَسْتَطِعْ آخُذَهُ فَرَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ ((خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣١٢٢۔ حضرت مسعود بن مخرمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بھاری پتھر اٹھا کر چل رہا تھا کہ میری لنگی کھل کر گر پڑی میں اٹھا نہ سکا بالکل برہنہ ہو گیا اس حالت کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم کپڑا اٹھا کر پہن لو ننگا ہو کر مت چلو۔ (مسلم)

٣١٢٣۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ مَا نَظَرْتُ أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

٣١٢٣۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی شرمگاہ کو کبھی نہیں دیکھا۔ (ابن ماجہ)

٣١٢٠۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی العبد الی شعر حولاته (٤١٠٦)
٣١٢١۔ صحيح بخاری کتاب المغازی باب غزوة الطائف (٤٣٢٤)، مسلم (٢١٨٠)
٣١٢٢۔ صحيح مسلم كتاب الحيض الاعتناء يحفظ العورة (٣٤١)
٣١٢٣۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب التستر عند الجماع (١٩٢٢)، مولیٰ عائشہ مجہول ہے۔

٣١٢٤۔ وَعَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَنْظُرُ إِلَی مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَهُ إِلَّا أَحْدَثَ اللهُ عِبَادَةً یَجِدُ حَلَاوَتَهَا.)) رَوَاهُ أَحْمَدُ

٣١٢٤۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان کی اچانک نظر کسی اجنبی عورت کے حسن و چہرے پر پڑ جائے پھر وہ فوراً اپنی نظر نیچی کر لے تو اللہ تعالیٰ ایسی عبادت عطا فرمائے گا جس کی حلاوت وہ ہمیشہ اپنے دل میں پاتا رہے گا۔ (احمد)

٣١٢٥۔ وَعَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ مُرْسَلاً قَالَ: بَلَغَنِیْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْه))۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ

٣١٢٥۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مرسلاً بیان کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت اس شخص پر برستی ہے جو کسی کی شرم گاہ کو یا کسی اجنبی عورت کے چہرے کو بے ضرورت دیکھتا ہے اور اس پر بھی لعنت پڑتی ہے جس کی طرف دیکھا گیا ہو، یعنی نظر و منظور الیہ دونوں ملعون ہیں۔ (بیہقی)

❀❀❀❀

٣١٢٤۔ اسناده ضعيف، مسند احمد ٥/ ٢٦٤، علی بن یزید ضعیف اور عبیداللہ بن زحر بھی ضعیف ہے۔

٣١٢٥۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان (٧٧٨٨)، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

بَابُ الْوَلِيِّ فِي النِّكَاحِ وَاسْتِيْذَانِ الْمَرْأَةِ

ولایت نکاح اور عورت سے نکاح کی اجازت لینے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نکاح میں عورت کی رضامندی ضروری ہے

٣١٢٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَ لَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَ كَيْفَ إِذْنُهَا ؟ قَالَ: ((إِنْ تَسْكُتْ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۱۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے خاوند والی عورت کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے صاف صاف امر دریافت کر لیا جائے اور کنواری لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے اجازت لے لی جائے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ شرم کی وجہ سے بات نہیں کر سکے گی تو اس سے کیسے اجازت لی جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا چپ رہنا اور انکار نہ کرنا اجازت کے حکم میں ہے۔ (بخاری ومسلم)

اجازت کے مسئلے میں عورت کا حق فائق ہے

٣١٢٧۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَ إِذْنُهَا صُمَاتُهَا)) وَ فِي رِوَايَةٍ: قَالَ: ((الثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ يَسْتَأْذِنُهَا أَبُوهَا فِي نَفْسِهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۱۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیوہ عورت اپنے نفس کے ساتھ بہ نسبت اپنے ولی کے زیادہ حق دار ہے۔ یعنی نکاح کی اجازت دینے یا نکاح کے معاملے میں اور کنواری لڑکی سے اس کے نکاح کے معاملے میں اجازت لی جائے اور اس کا خاموش رہنا اجازت ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ بیوہ عورت اپنے نکاح کے معاملے میں اپنے ولی سے زیادہ حق دار ہے اور کنواری لڑکی سے امر دریافت کیا جائے اور اس کی اجازت اس کا چپ رہنا ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ بیوہ عورت اپنے نفس کے ساتھ زیادہ حق دار ہے بہ نسبت اپنے ولی کے اور کنواری لڑکی سے اس کا باپ اس کے نکاح کے معاملے میں اجازت لے اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ایک نکاح فسخ کرا دیا تھا

٣١٢٨۔ وَعَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ رضی اللہ عنہا: أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ، فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ، فَأَتَتْ

۳۱۲۸۔ خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا کے باپ نے ان کا نکاح بغیر ان کی مرضی کے کر دیا تھا اور یہ بیوہ تھیں اس نکاح سے وہ خوش نہیں تھیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ

٣١٢٦۔ صحيح بخاری كتاب الحيل باب فی النكاح (٦٩٦٨)، مسلم كتاب النكاح باب استئذان الثيب فی النكاح (١٤١٩)

٣١٢٧۔ صحيح مسلم كتاب النكاح باب استئذان الثيب فی النكاح (١٤٢١)

٣١٢٨۔ صحيح بخاری كتاب النكاح باب اذا زوج الرجال ابنته وهی كارهة (٥١٣٨)

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَرَدَّ نِكَاحَهَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَهَ: نِكَاحَ أَبِيهَا۔

کے پاس آئیں اور یہ واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے باپ کے کیے ہوئے نکاح کو رد کر دیا۔ (بخاری و ابن ماجہ)

٣١٢٩۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِينَ، وَزُفَّتْ إِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ، وَلُعَبُهَا مَعَهَا، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِي عَشْرَةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۱۲۹۔ رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت عائشہ سے اس وقت ہوا تھا جب کہ ان کی عمر سات سال کی تھی اور نبی ﷺ کے پاس بھیجی گئیں جب کہ ان کی عمر نو سال کی تھی اور رخصتی کے وقت ان کے ساتھ ان کی گڑیا بھی ان کے ساتھ تھی اور جب نبی ﷺ کا انتقال ہوا تو اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھارہ سال کی تھیں۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر باپ اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کسی سے کر دے تو نکاح ہو جاتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سات سال کی عمر میں ہوا جب کہ وہ نابالغہ تھیں اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی جب کہ وہ بالغ ہو چکی تھیں کیونکہ نو سال کی عمر میں بعض لڑکیاں بالغہ ہو جایا کرتی ہیں اور ان کی گڑیا ان کے ساتھ تھی جس میں کوئی شکل و صورت نہیں تھی یا یہ کہ تصویروں کے حرام ہونے سے پہلے کا یہ واقعہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صرف نو سال تک رہیں اٹھارہ سال کی عمر میں بیوہ ہو گئیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ..... دوسری فصل

ولی کے بغیر نکاح؟

٣١٣٠۔ عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَأَبُودَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ

۳۱۳۰۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بغیر ولی کے نکاح نہیں ہوتا۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ و دارمی)

نکاح بلا ولی باطل ہوگا

٣١٣١۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا، فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ

۳۱۳۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے بغیر ولی کی اجازت کے اپنا نکاح کر لیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس لفظ کو آپ نے تین دفعہ فرمایا اگر اس عورت کے ساتھ اس کے خاوند نے دخول کیا تو اس کی شرم گاہ سے فائدہ اٹھانے کا مہر اس کے خاوند پر واجب ہے اور اگر کسی عورت کے ولیوں میں اختلاف ہو جائے تو اس عورت کا ولی بادشاہ ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ و دارمی)

٣١٢٩۔ صحيح مسلم كتاب النكاح باب تنرويبح الاب اليكر الصغيرة (١٤٢٣)

٣١٣٠۔ صحيح ، مسند احمد ٤/ ٣٩٤، سنن ابى داؤد كتاب النكاح باب ماجاء لا نكاح الا بولى (١١٠١)، ابن ماجه كتاب النكاح باب لا نكاح الا بولى (١٨٨١)، دارمى كتاب النكاح باب النهى عن بغير ولى ٢/ ١٨٥ ح ٢١٨٣

٣١٣١۔ صحيح مسند احمد ٤/ ٢٩٤، سنن ابى داؤد كتاب النكاح باب فى الولى (٢٠٨٣)، ترمذى كتاب النكاه باب ماجاء لا نكاح الا بولى (١١٠٢)، ابن ماجه كتاب النكاح الا بولى (١١٠٢)، دارمى كتاب النكاح باب النهى عن النكاح بغير ولى ٢/ ١٨٥ ح ٢١٨٤

۳۱۳۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((الْبَغَايَا اللَّاتِي يُنْكِحْنَ أَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ)) وَ الْأَصَحُّ أَنَّهُ مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۱۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورتیں بغیر گواہ اور ولی کے اپنا نکاح کرلیں وہ رنڈیاں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس پر موقوف ہے۔ (ترمذی) کیونکہ نکاح کے لیے گواہوں اور ولی کا ہونا ضروری ہے۔

یتیم لڑکی کا زبردستی نکاح جائز نہیں

۳۱۳۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((الْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا، فَإِنْ صَمَتَتْ فَهُوَ إِذْنُهَا، وَإِنْ أَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُودَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ

۳۱۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یتیم کنواری لڑکی سے اس کے نکاح کے بارے میں دریافت کرلینا چاہیے اگر وہ خاموش رہے تو یہ خاموشی اجازت ہے۔ اگر وہ انکار کردے تو جواز کی کوئی صورت نہیں ہے اور زبردستی نکاح جائز نہیں ہے۔ (ترمذی، ابوداود ونسائی ودارمی)

۳۱۳۴۔ وَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى

۳۱۳۴۔ اور دارمی نے ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے۔

۳۱۳۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ فَهُوَ عَاهِرٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُودَاوُدَ، وَالدَّارِمِيُّ

۳۱۳۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس غلام نے بغیر اپنے آقا کی اجازت کے نکاح کرلیا وہ زانی ہے۔ (ترمذی، ابوداود ودارمی)

وضاحت: کیونکہ غلام کے لیے آقا کی اجازت ضروری ہے بغیر آقا کی اجازت کے نکاح نہیں ہوگا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

کنواری لڑکی چاہے تو زبردستی کے نکاح کو مسترد کرے

۳۱۳۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: ((إِنَّ جَارِيَةً بِكْرًا أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ، فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم۔)) رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

۳۱۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر یہ بیان کیا کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح بغیر اس کی مرضی کے کردیا ہے جس سے وہ خوش نہیں ہے۔ تو آپ نے اس کو اختیار دیا چاہے وہ نکاح باقی رکھے یا توڑ دے۔ (ابوداود)

۳۱۳۲۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب النكاح باب ماجاء الانكاح الا بينة (۱۱۰۳)، سعید بن ابی عروبہ اور قتادہ دونوں مدلس راوی ہیں۔

۳۱۳۳۔ صحيح، سنن ابى داؤد كتاب النكاح باب فى الاستئمار (۲۰۹۳)، ترمذى كتاب النكاح باب ماجاء فى اكراه البيتة على التزوج (۱۱۰۹)، نسائى كتاب النكاح باب البكر يزوجها ابوها وهى كارهة (۳۲۷۲)

۳۱۳۴۔ سنن الدارمى كتاب النكاح باب فى البنية تزوج نفسها ۲/ ۱۳۸ ح ۲۱۹۱)، مسند احمد ٤/ ۳۹٤)

۳۱۳۵۔ اسناده حسن، سنن ابى داؤد كتاب النكاح باب فى نكاح العبد بغير اذن من سيده (۲۰۷۸)، ترمذى كتاب النكاح باب ماجاء فى نكاح العبد (۱۱۱)، دارمى كتاب النكاح باب فى العبد تيزوج بغير اذن من سيده ۲/ ۲۰۳ ح ۲۲۳)

۳۱۳۶۔ حسن، سنن ابى داؤد كتاب النكاح باب فى البكر يزوجها ابوها (۲۰۹٦)

عورت عورت کی ولی نہیں بن سکتی

٣١٣٧۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لاَ تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلاَ تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تَزَوِّجُ نَفْسَهَا))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه

٣١٣٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت کسی دوسری عورت کا ولی بن کر نکاح نہیں کر سکتی اور نہ بغیر ولی کے خود اپنا ہی نکاح کر سکتی ہے کیونکہ جو عورت بغیر ولی کے اپنا نکاح کر لیتی ہے تو وہ زانیہ ہے۔ (ابن ماجہ)

٣١٣٨۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم، قَالاَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهُ وَ أَدَبَهُ، فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ، فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا؛ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى أَبِيْهِ))۔

٣١٣٨۔ حضرت ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے کوئی اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھنا چاہیے اور اچھا ادب سکھانا چاہیے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دینا چاہیے اگر بالغ ہونے کے بعد اس کا نکاح نہیں کیا گیا اور وہ کسی گناہ کا مرتکب ہو گیا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے۔ (بیہقی)

❀❀❀❀

٣١٣٧۔اسناده حسن، سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب لانكاح الا بولى (١٨٨٢)

٣١٣٨۔ اسناده ضعيف شعب الايمان (٨٦٦٦)، سعید بن ایاس الجریری مختلط راوی ہے۔

(۳) بَابُ اِعْلَانِ النِّکَاحِ وَالْخِطْبَةِ وَالشَّرْطِ

نکاح کے اعلان، خطبہ اور نکاح کی شرطوں کا بیان

منگنی

نکاح کی دینی و دنیوی بڑی اہمیت ہے۔ نکاح کرنے سے دین و دنیا کی درستی ہوتی ہے' اور ہزاروں برائیوں سے نجات مل جاتی ہے' ایمان قائم رہتا ہے۔ خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے یہ سب باتیں شریعت کے مطابق نکاح کرنے سے حاصل ہوتی ہیں نکاح میں شرعی حیثیت سے جن باتوں کی ضرورت پڑتی ہے ان کا بیان قدرے آچکا ہے۔ ہر مسلمان کو انہی مذکورہ باتوں پر عمل کرنا چاہیے لیکن بعض نکاح میں بہت سی غیر شرعی باتوں کے کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں ان میں بعض شرک و کفر کی ہوتی ہیں اور بعض فسق و فجور کی ہوتی ہیں اور بعض حرام کی ہوتی ہیں اور بعض مرتبہ سودی روپیہ پیسہ لے کر اس رسم و رواج کو ادا کرتے ہیں، سود لینا سخت گناہ ہے اور اس کے علاوہ اس سودی روپیہ کی بدولت ساری جائداد تباہ ہو جاتی ہے ساری زندگی بوجھ تلے دب رہتے ہیں۔ ہم چند ناجائز رسموں کو ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

منگنی کی بدعت

بعض جگہ جب کسی کے یہاں منگنی ہوتی ہے تو نائی خط لے کر آتا ہے اور اس کے سامنے شکرانہ رکھا جاتا ہے اور اس کو ضروری سمجھا جاتا ہے حالانکہ شریعت میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنا نکاح کیا اور اپنی صاحبزادیوں کا نکاح کیا لیکن نہ کبھی شکرانہ کھلایا اور نہ روپیہ پیسہ دیا بعض جگہ جب لڑکی کا باپ کچھ نقد روپیہ لڑکے والے کو دیتا ہے اور وہ اس کو قبول کر لیتا ہے تب منگنی کی بات چیت پکی سمجھی جاتی ہے' یہ ہندوانہ رسم ہے اس سے بچنا ضروری ہے صرف زبانی بات چیت کافی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی درخواست کی تھی آپ خاموش ہو گئے بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ہی شرماتے ہوئے حاضر ہوئے آپ کی عظمت اور شان کی وجہ سے کلام کرنے کی ہمت نہیں ہوئی آپ نے خود ہی دریافت فرمایا ((لعلك جئت تخطب فاطمة)) شاید تم فاطمہ سے منگنی چاہتے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نعم، ہاں! آپ نے ان کی درخواست منظور فرمالی۔

اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ساڑھے پندرہ سال کی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اکیس برس کی۔ آپ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم جا کر ابوبکر' عمر' عثمان' طلحہ' زبیر رضی اللہ عنہم اور دیگر انصار کی ایک جماعت بلا لاؤ۔ جب یہ لوگ آ گئے تو آپ ﷺ نے سب کے سامنے ایک بلیغ خطبہ دیا (جو مواہب لدنیہ میں منقول ہے) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ((ان الله عزوجل امرنی ان ازوج فاطمة من علی بن ابی طالب فاشهدوا عنی قد زوجته علی اربع ماء مثقال فضة ان رضی بذلك علی)) (مواهب لدنیه) ''اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں فاطمہ کا نکاح علی بن ابوطالب سے کر دوں۔ لہٰذا تم سب گواہ رہو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چار سو مثقال چاندی پر کر دیا ہے اگر علی رضی اللہ عنہ اس سے راضی ہوں۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قد رضیت یا رسول اللہ! یا رسول! اللہ میں راضی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے کھجوروں کا ایک طبق منگوا کر حاضرین میں تقسیم کرنے کا حکم دیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر رخصت کر دیا' اور جہیز میں ایک چادر ایک مشک اور ایک چمڑے کا تکیہ

عنایت فرمایا۔(ابو حاتم' احمد)

پھر آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ سے فرمایا: تم پانی لاؤ وہ لکڑی کے پیالہ میں پانی لائیں۔ آپ ﷺ نے اس میں کلی کر دی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم ادھر منہ کرو آپ ﷺ نے اس پانی کو تبرکاً ان کے سینے اور سر پر تھوڑا سا چھڑک دیا اور پھر یہ دعا فرمائی ((اللهم انی اعیذها و ذریتها من الشیطان الرجیم)) ''الٰہی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اس کی اولاد کو شیطان کے شر اور فساد سے بچائیو! پھر فرمایا: ادھر پیٹھ کرو' پھر آپ ﷺ نے اس پانی کو ان کے شانے کے درمیان چھڑک کر وہی دعا فرمائی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پانی منگوایا اور یہی کام ان کے ساتھ بھی کر کے فرمایا: ((ادخل باهلك بسم الله و البرك)) (ابو حاتم، احمد) ''بسم اللہ کی برکت کے ساتھ اپنے اہل کے پاس جاؤ۔''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منگنی اور نکاح میں غور کرو اور سوچو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود ہی منگنی کا پیغام دیا اور نائی اور دوسروں کی ضرورت نہیں سمجھی گئی صرف زبانی پیغام کافی سمجھا گیا' اور نکاح کے وقت نہ گھوڑا تھا اور نہ کوئی سواری آئی، جیسا کہ اس زمانے میں رواج ہے اور رسول اللہ ﷺ نے خود ہی اپنی لڑکی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پڑھایا۔

اس زمانے میں بعض نادان لڑکی کے نکاح کے وقت خود شرم کی وجہ سے چھپے چھپے پھرتے ہیں سامنے نہیں آتے، یہ ایک جہالت اور حماقت ہے اور رخصتی کے وقت نہ کوئی راگ باجا ہے نہ کوئی دھوم دھام ہے نہایت خاموشی سے حضرت ام ایمن کے ہمراہ رخصت فرما دیا اور آپ خود بھی تشریف لائے اور لڑکی سے پانی منگوا کر وہ کام کیا جس کا بیان اوپر آ گیا۔

شادی کی بعض بری رسمیں

جس لڑکی کی شادی کی تاریخ مقرر ہو جاتی ہے تو نکاح کی تاریخ سے دو چار دن پہلے لڑکی والے کے گھر برادری کی عورتیں جمع ہو جاتی ہیں اور منگنی شدہ لڑکی کو گھر کے ایک گوشے میں تخت و چوکی پر بٹھاتی ہیں اس کے داہنے ہاتھ میں بٹنا رکھتی ہیں اور گود میں کچھ مٹھائی اور بتاشے اور کھیل وغیرہ بھر دیتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں پھر مٹھائی تقسیم کر دیتی ہیں اور لڑکی کے بدن میں بٹنا ملتی ہیں دو چار روز اس لڑکی کو گوشہ تنہائی میں رکھا جاتا ہے اور پھر بٹنا ملا جاتا ہے اس حرکت کو ''مائیوں'' کہتے ہیں شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ مائیوں میں بٹھایا گیا اور نہ بٹنا ملا گیا اور نہ آپ نے اس کا حکم دیا۔ لہٰذا یہ رسم ناجائز اور گناہ ہے لڑکی کی گود میں کھیل مٹھائیوں کا رکھنا ایک شگون ہے جو شرک ہے اور گانا بجانا حرام ہے۔

بعض لوگ سرسوں' اور اسپند دانہ ہلدی اور لوہے کی انگوٹھی ایک کپڑے میں باندھ کر اس کپڑے کو دولہا اور دولہن کے ہاتھ میں باندھ دیتے ہیں اس کو ''کنگنا'' کہتے ہیں اور اس رسم کا ثبوت شریعت میں نہیں ہے۔ صاحب مظاہر حق فرماتے ہیں کہ یہ کفر صریح ہے اور اس کا کرنے والا اور اس سے راضی ہونے والا کافر ہے۔ (مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ المصابیح ج ۲)

شادی کے موقع پر مرد کو مہندی لگانا حرام ہے، اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور عورتوں کے ساتھ مشابہت حرام ہے۔ نصاب الاحتساب میں ہے ((و لا یتبغی خضاب الیدو الرجل للذکور...... الخ)) یعنی مردوں کے ہاتھ پیر میں مہندی لگانا درست نہیں ہے۔ اور فتاویٰ حمیدیہ' کنز العباد اور اشباہ و نظائر میں مردوں کو مہندی لگانا مکروہ لکھا ہے' اور عورتوں کے لیے اس کا استعمال سنت ہے۔

مردوں کو ریشم پہننا حرام ہے، خواہ شادی کے وقت ہو یا غیر شادی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((احل الذهاب والحریر للاناث من امتی و حرم علی ذکورها)) (ترمذی) ''سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال کیا گیا ہے اور مردوں کے لیے حرام کیا گیا ہے۔''

دولہا اور دلہن کو شادی کا جوڑا پہناتے وقت برادری کے لوگ اپنی اپنی حیثیت کے موافق نائی کو انعام دینا ضروری سمجھتے ہیں اگر نہ دیں تو برا سمجھا جاتا ہے تو یہ رسم ورواج ہیں شرعی دلیل نہیں ہیں، اس لیے اس کی پابندی جائز نہیں، البتہ اس کے کام کی جو مزدوری ہوتی ہے سو وہ مزدوری کرانے والا ادا کرے نہ کہ برادری کے لوگ۔

دولہا و دلہن کو سہرا باندھنا ناجائز ہے کیونکہ کافروں، مشرکوں، مجوسیوں کے یہاں کا دستور ہے اور ان کی مشابہت ہے اور ان کی مشابہت کرنی حرام ہے۔ مسائل اربعین میں ہے کہ پھولوں کا سہرا باندھنا کافروں کی مشابہت کی وجہ سے جائز نہیں بلکہ پھولوں کا ہار نوشہ اور دولہا کے سر پر رکھنا نکاح کے وقت یا اس کے بعد بدعت ہے اور مجوسیوں کی مشابہت ہے اور کافروں اور مجوسیوں کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے۔ مراۃ الصفا میں بھی اسی طرح ہے۔

شادی کے موقع پر بارات لے جانا اور خوشی کے بعد کھانا کھلانا ضروری نہیں۔ اور مروجہ بارات لے جانے کا شرعاً ثبوت نہیں، دولہا اور دو گواہ اور قاضی وکیل وغیرہ کا ہونا کافی ہے تمام برادری اور غیر برادری کو لازمی طور پر جمع کر کے لے جانا اور یہ خیال کرنا کہ بغیر بارات لے جائے نکاح ہی نہیں ہوتا ناجائز ہے اور مروجہ نیوتے کا ثبوت قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے، صلہ رحمی کے طور پر کچھ لینے دینے میں کوئی حرج نہیں اور قرض لے کر اس کو ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

بری لے جانا جس میں شاہانہ جوڑا، انگوٹھی، رومال، عطر تیل، سرمہ دانی، کنگھی وغیرہ وغیرہ کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ہے اور ریا نمود اور فخر کے لیے یہ کرنا حرام ہے۔

شادی اور غیر شادی ہر موقع پر ناچ باجہ کرانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے ﴿ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم﴾ (لقمان) ''اور بعض لوگ کھیل تماشے کی چیزوں کو خریدتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کر دیں۔'' اسی گانے کو لھو الحدیث، رقیۃ الزنا، قرن الشیطان، منبت النفاق اور مزمار الشیطان، صورت الفاجر، صورت الاحمق کہا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس لہو سے گانا ہی مراد ہے۔ حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزدع)) (بیھقی) ''گانا دل میں نفاق کو اس طرح اگاتا ہے جس طرح پانی کھیت کو اگاتا ہے۔''

ایک موقوف حدیث میں ہے کہ جب ابلیس راندہ درگاہ باری ہو کر زمین پر پھینک دیا گیا تو اس نے کہا میرا عمل جادو ہے، میرا قرآن شعر اور غزل، گانا ہے، میری کتاب جسموں کو گودنا ہے، میرا کھانا مردار ہے اور وہ جانور جو نام خدا پر ذبح نہ کیا جائے، میرا پانی نشہ آلود چیزیں ہیں، میرا مکان بازار میں ہے، میری آواز گاجے باجے ہیں۔ یہ روایت الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ طبرانی میں مرفوعاً بھی مروی ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان نے کہا میرا مؤذن کون ہے؟ فرمایا گیا باجے گاجے اس نے کہا میرا قرآن کیا ہے کہا شعر اشعار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((ان اللہ حرم الخمر والمیسر والمزد والکوب والقنین)) (احمد) ''اللہ تعالیٰ نے شراب، جوئے، باجوں، پانسوں اور طبلوں اور گانے کو حرام کیا ہے۔''

((ان اللہ بعثنی رحمۃ و ھدی للعالمین وامرنی ان امحق المزامیر والکبارات یعنی البرابط والمعازف والاوثان التی تعبد فی الجاھلیۃ)) (احمد) ''اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہاں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمام باجوں، گاجوں، کھیل کود اور جاہلیت کے بتوں کو جو پہلے پوجے جاتے تھے مٹا دوں۔''

منحوس باجے کی آواز سے آپ کان کو بند کر لیتے تھے۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی

چرواہے کی بانسری کی آواز سنی جلدی سے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ کر دوسری طرف کر لیا۔ آپ ﷺ چلتے جاتے اور مجھ سے دریافت کرتے جاتے کہ باجے کی آواز آتی ہے میں جواب دیتا ابھی آتی ہے اس وقت آپ ﷺ نے ہاتھوں کو کانوں سے جدا نہیں کیا اور سواری کو دوسرے راستے کی طرف لوٹایا اور فرمایا میرے سامنے رسول اللہ ﷺ نے کسی چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تھی تو آپ نے بھی اسی طرح کیا تھا' جیسا کہ میں نے کیا ہے۔(تلبیس ابلیس)

اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں جن سے گانے بجانے کی حرمت ثابت ہوتی ہے ناچنا اور ناچ دیکھنا قطعاً حرام ہے کیونکہ اجنبی عورت کو دیکھنا اسی سے ہنسی مذاق کرنا زنا کے حکم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((زنا العین النظر و زنا الایدی البطش و زنا الرجل المشی والفرج یصدق ویکذب)) (ترمذی)

آنکھ کا زنا نامحرم کو دیکھنا ہے اور ہاتھ کا زنا نامحرم کو پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا نامحرم کی طرف چلنا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق وتکذیب کرتی ہے۔اور فرمایا آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا نامحرم کو دیکھنا ہے' اور ہاتھ زنا کرتے ہیں' اور ان کا زنا پکڑ دھکڑ ہے۔اور پاؤں زنا کرتے ہیں ان کا زنا اس راستے پر چلنا ہے۔اور زبان کا زنا بات چیت ہے' اوروں کا زنا خواہش ہے اور شرم گاہ ان سب کی تصدیق وتکذیب کرتی ہے۔(ابوداؤد' مسلم)

ناچ دیکھنے میں ان سب کا زنا ہوتا ہے۔رنڈیوں سے باتیں کرتے اور ہنسی مذاق کرتے ہیں یہ زبان کا زنا ہے۔ان کی طرف دیکھتے اور نظر بازی کرتے ہیں یہ آنکھ کا زنا ہے' ان کا گانا سنتے ہیں' یہ کان کا زنا ہے' ناچ دیکھنے کے لیے جاتے ہیں یہ پاؤں کا زنا ہے اور ان کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے یہ دل کا زنا ہے بعض ان کو پکڑ بھی لیتے ہیں یہ ہاتھ کا زنا ہے اور بعض ان رنڈیوں سے حقیقتاً زنا بھی کرتے ہیں ان سب پر خدا کی لعنت پڑتی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لعن اللہ الناظر والمنظور الیه)) (مشکوٰۃ) اس پر خدا کی لعنت جو کسی اجنبی عورت کو دیکھے' اور اس عورت پر بھی خدا کی لعنت جو اپنے آپ کو دکھانے کے لیے لوگوں کے سامنے پیش کرے۔اور ناچ کرانے والا تو سب سے زیادہ مجرم ہے۔جتنا گناہ سب ناچ دیکھنے والوں کو ہوگا اتنا گناہ اس ایک اکیلے کو ہوگا کیونکہ وہ اس کا سبب بنا ہے اللہ تعالیٰ سب کو نیک ہدایت دے۔(آمین)

شادی اور غیر شادی ہر موقع پر آتش بازی کا چھوڑنا حرام ہے کیونکہ یہ فضول خرچی ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ان المبذرین کانوا اخوان الشیطن﴾ ''فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔''

نکاح کے بعد قاضی یعنی نکاح پڑھانے والے کو کچھ رقم دینے کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں ملتا ہے رسم ورواج کے طور پر دینا لینا جائز نہیں۔خزانۃ الروایۃ میں مرقوم ہے:

((و مما سنه القضا فی دارالاسلام ظلم صریح و هو ان یاخذوا من الانکح ثم یجیزون اولیاء الزوج والزوج فانهم مالم یرضوا بشی عن اولیاء هم لم یجیزون بذالك فانه حرام للقاضی والمناکح۔))

''بعض قاضیوں نے دارالاسلام میں صریح ظلم ایجاد کر رکھا ہے کہ وہ نکاحوں میں پچھ لے کر میاں بیوی کے ولیوں کو اجازت دیتے ہیں ان دونوں کی طرف سے جب تک رقم وغیرہ پر راضی نہیں ہو جاتے تو اس کی اجازت بھی نہیں دیتے ہیں یہ قاضی اور مناکح دونوں کے لیے حرام ہے بغیر رسم ورواج کے ہدیتاً وتحفتاً دینے لینے میں کوئی حرج نہیں۔''

نکاح کے بعد چھواروں کے تقسیم کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ بعض ضعیف روایتوں سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔(نیل الاوطار) لیکن

دودھ اور شربت کے پلانے کا ثبوت نہیں ملتا' پیاس کے وقت رسم ورواج کی پابندی کے پینے پلانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور رسم ورواج کے طور پر اور نکاح کے لوازمات میں سمجھنا بدعت ہے۔

نکاح کے بعد دولہا میاں کو دلہن کے گھر میں لے جانا اور اس کا نامحرم عورتوں کو دیکھنا اور ان عورتوں کا بھی بے پردہ اس کے سامنے ہو کر دیکھنا ناجائز ہے۔

اجنبی مرد کا عورت اجنبیہ کو دیکھنا اور اجنبیہ عورتوں کا اجنبی مردوں کو دیکھنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قل للمومنين يغضوا من ابصارهم﴾ (الآیۃ) ''مسلمانوں سے فرما کہ اجنبی عورتوں کے دیکھنے سے اپنی نگاہ نیچی رکھیں۔'' اور عورتوں کے متعلق فرمایا ﴿قل للمومنات يغفضن من ابصارهن﴾ (الآیۃ) ''کہ مومنہ عورتوں سے فرما کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔'' (اسلامی پردہ میں اس کی تفصیل ہے)

بعض جگہ نکاح کے بعد دولہا میاں کھانے کے لیے بیٹھتے تو بتکلف روٹھ جاتے ہیں اور جب تک خاطر خواہ انعام نہیں دیا جاتا کھانے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاتے اور جب بخشش مل جاتی ہے تب کھانا شروع کرتے ہیں یہ ایک رسم ورواج ہے' شرعاً ایسا کرنے کا ثبوت نہیں ملتا ہے یہ حماقت اور جہالت ہے کھانا بھی کھلاؤ اور انعام بھی دو' یہ کونسی عقل کی بات ہے۔ مثل مشہور ہے کھانے کا کھانا کھائیں اور اوپر سے دانت گھسائی طلب کریں۔ ایسی رسموں کا مٹانا ضروری ہے بعض جگہ دھوبی نائی وغیرہ کو زبردستی انعام دیا جاتا ہے جو ناجائز ہے' البتہ ان کی مزدوری دینی فرض ہے لڑکی کی رخصتی کے وقت لڑکی کے خویش واقارب اور ملنے جلنے والے کے لڑکی کی جدائی کے صدمہ کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں بلا آواز کے رونے میں کوئی حرج نہیں۔ چیخ چلا کر رسم ورواج کے طور پر رونا پیٹنا منع ہے لڑکی کے رخصتی کے وقت بعض جگہ دستور ہے کہ دولہا کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ دولہن کو گود میں لے کر ڈولے وسواری وغیرہ میں سوار کرے اور یہ سب لوگوں کے سامنے سوار کرنا نہایت بے شرمی کی بات ہے اور اگر دولہن بھاری بدن کی ہو تو میاں اٹھا نہیں سکیں گے اس سے ان کی ہنسی ہوگی اس طرح سواری سے اتارتے وقت گود میں لے کر اتارنا بھی بے حیائی اور جہالت ہے۔

اجنبی مردوں کے سامنے دولہن کا منہ کھول کر دکھانا اور ان سے منہ دکھائی لینا حرام ہے' عورتوں کے سامنے جائز ہے لیکن اس موقع پر منہ دکھائی دینا جائز نہیں کیونکہ شرعاً اس کا ثبوت نہیں اور رواج کی پابندی بدعت ہے۔

چوتھی کرنا اور چوتھی کھیلنا بھی درست نہیں ہے یہ بھی ایک رسم ورواج ہے اور بے غیرتی اور بے حیائی ہے' اس سے بچنا ضروری ہے اور آرسی مصحف بھی ناجائز ہے اور ہر ملک کے رسم ورواج میں اسی قسم کی بہت سی باتیں جو شرعاً جائز نہیں ان سے بچنا ضروری ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

شادی میں تاخیر نامناسب ہے

٣١٣٩۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہما عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوبٌ: مَنْ بَلَغَتْ ابْنَتُهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَأَصَابَتْ إِثْمًا، فَإِثْمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ)). رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي ((شُعَبِ الْإِيمَانِ))

٣١٣٩۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: توریت میں لکھا ہوا ہے کہ جس کی لڑکی بارہ سال کی ہوگئی اور اس کے باپ نے اس لڑکی کا نکاح نہیں کیا اور وہ لڑکی کوئی گناہ کر بیٹھی تو گناہ اس کے باپ کے ذمے ہے۔ (بیہقی)

٣١٣٩۔ اسنادہ ضعیف، شعب الایمان (٨٦٦٩)، ابوبکر بن ابی مریم ضعیف راوی ہے۔

نبی کریم ﷺ آنے والے کل کی بات نہیں جانتے تھے

۳۱۴۰۔ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ؛ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ، إِذَا قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: وَ فِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ: ((دَعِيْ هٰذِهٖ، وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۱۴۰۔ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میرا جلوہ ہوا' یعنی میں اپنے میکے سے رخصت ہو کر اپنے خاوند کے گھر آئی تو رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور میرے بستر پر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح تم بیٹھے ہوئے ہو (یہ خالد بن ذکوان سے کہہ رہی ہیں جس کو یہ حدیث سنا رہی ہیں) اس وقت میرے گھر میں محلے کی چند نابالغ لڑکیاں تھیں اور شادی کی خوشی میں دف بجا بجا کر ہمارے بہادر باپوں کی تعریف میں اشعار پڑھ رہی تھیں جو جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے اتنے میں ان میں سے ایک لڑکی نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں یہ کہا کہ ہم میں ایک ایسے نبی ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے یہ فرمایا: تم یہ مت کہو' وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔ (بخاری)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعلان کے طور پر نکاح کے موقع پر دف بجانا اور ڈگڈگی کا پٹوا دینا جائز ہے اور ایسے خوشی کے موقع پر مسلمان بہادروں کی تعریف میں اشعار پڑھنا درست ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔

شادی بیاہ سے متعلق احادیث

۳۱۴۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: زُفَّتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ: ((مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ؟ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۱۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت کو اس کے میکے سے رخصت کر کے ایک انصاری صحابی کے گھر بھیجا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے پاس بچوں کے کھلونے ہوں تو بھیج دو کیونکہ انصار کی بچیوں کو کھلونے بہت پسند ہیں۔ (بخاری)

۳۱۴۲۔ وَعَنْهَا، قَالَتْ: تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَوَّالٍ، وَ بَنَى بِيْ فِيْ شَوَّالٍ، فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّيْ؟ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۱۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شوال کے مہینہ میں میرا نکاح ہوا (تین سال کے بعد) شوال ہی کے مہینہ میں میری رخصتی ہوئی تو مجھ سے زیادہ کون خوش نصیب عورت ہے۔ (مسلم)

توضیح: بعض لوگ شوال کے مہینے کو منحوس سمجھتے تھے اور شادی اور رخصتی کو برا جانتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے برے عقیدے کی تردید کر رہی ہیں کہ شوال کے مہینہ میں میرا نکاح ہوا اور اسی مہینہ میں رخصتی ہوئی' اور رسول اللہ ﷺ کے تعلقات بہت اچھے رہے ہیں' بہت خوش نصیب رہی۔

۳۱۴۰۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح (۵۱۴۷)

۳۱۴۱۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب النسوۃ اللائی یھدین المراۃ الی زوجھا (۵۱۶۲)

۳۱۴۲۔ صحیح مسلم کتاب النکاح باب استحباب التزویج والتزویج فی شوال (۱۴۲۳[۳۴۸۳])

٣١٤٣۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَحَقُّ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوْفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۱۴۳۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب شرطوں میں جن کو تم پورا کرو ان شرطوں کا پورا کرنا زیادہ ضروری ہے جن کے ذریعہ سے تم نے اپنی عورتوں کی شرم گاہوں کو حلال کیا ہے۔ (بخاری و مسلم) یعنی نان ونفقہ دینا اور مہر کا ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ نکاح میں یہی شرطیں کی جاتی ہیں۔

کسی کے پیغام پر پیغام نہ بھیجے

٣١٤٤۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۱۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص دوسرے کے نکاح کے پیغام پر اپنا پیغام نہ دے یہاں تک کہ وہ نکاح کر لے یا چھوڑ دے۔ (بخاری و مسلم)

کوئی عورت دوسری عورت کے لیے طلاق کا مطالبہ نہ کرے

٣١٤٥۔ وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا، وَ لِتَنْكِحَ فَإِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۱۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مومن عورت کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند سے اس کی درخواست کرے کہ اس کی دینی بہن کو طلاق دے دے تا کہ اس کے حصے کا پیالہ اپنے لیے انڈیل لے جتنا اس کی قسمت میں مقدر ہے اتنا اس کو ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی اگر کوئی شخص بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری عورت سے نکاح کرنے کا پیغام دے اور یہ دوسری عورت اس خاوند سے یہ کہے کہ تم اپنے پہلی بیوی کو طلاق دے دو تو میں تم سے نکاح کروں گی اس عورت کو ایسا کہنا مناسب نہیں ہے جس کی قسمت میں جتنا ہے اتنا اس کو ملے گا۔

وٹے سٹے کا نکاح

٣١٤٦۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ: أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: قَالَ: ((لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ)) متفق عليه

۳۱۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی لڑکی کی شادی دوسرے شخص سے اس شرط پر کر دے کہ دوسرا بھی اپنی لڑکی کی شادی اس کے یہاں کر دے اور ان دونوں کے درمیان میں کچھ مہر نہ مقرر ہو۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اسلام میں شغار نہیں ہے۔

٣١٤٣۔ صحيح بخاری كتاب النكاح باب الشروط فی النكاح (٥١٥١)، مسلم كتاب النكاح باب الوفاء بالشروط فی النكاح (١٤١٨[٣٤٧٣])

٣١٤٤۔ صحيح بخاری كتاب النكاح باب لا يخطب على خطبة اخيه (٥١٤٤)، مسلم كتاب النكاح باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه (١٤١٣[٣٤٥٩])

٣١٤٥۔ صحيح بخاری كتاب القدر باب وكان امر الله قدرا مقدورا (٦٦٠١)، مسلم كتاب النكاح باب تحريم الخطبة على الخطبة اخيه (١٤١٣ [٣٤٥٩])

٣١٤٦۔ صحيح بخاری كتاب النكاح باب الشغار (٥١١٢)، مسلم كتاب النكاح باب تحريم نكاح الشغار (١٤١٥[٣٤٦٥])

توضیح: شغار کے معنی پاؤں اٹھانے کے ہیں اور محاورہ میں نکاح شغار کی تعریف یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے سے کہے تو اپنی لڑکی یا بہن کی شادی میرے لڑکے کے ساتھ کر دے اس کے بدلے میں اپنی لڑکی یا بہن کی شادی تیرے لڑکے کے ساتھ کر دوں گا' یا یوں کہے کہ تو اپنی لڑکی کی شادی میرے ساتھ کر دے اور میں اپنی لڑکی کی شادی تیرے ساتھ کر دوں' یا تو اپنے بہن کا نکاح میرے ساتھ کر دے اور میں بھی اپنی بہن کا نکاح تیرے ساتھ کر دوں اور یہی بدلین مہر قرار پائے تو ایسا نکاح جائز نہیں۔

نکاح متعہ کی ممانعت

٣١٤٧۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَ عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۱۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے موقع پر نکاح متعہ سے منع فرمایا اور گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے بھی منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: متعہ کے معنی فائدے کے ہیں۔ اسلامی محاورہ میں معین وقت اور چند دنوں کے لیے کسی عورت سے نکاح کر کے فائدہ اٹھائے اور وقت گزرنے پر چھوڑ دے جیسے دس دن کے لیے کسی عورت سے نکاح کرے اور دس دن تک جماع وغیرہ سے فائدہ اٹھاتا رہے' جب دس دن گزر گئے وہ نکاح جاتا رہا۔ ابتدائے اسلام میں یہ جائز تھا فتح مکہ کے دن قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اسلام کے شروع زمانے میں لوگ پردیس جاتے جہاں کسی سے جان پہچان نہیں ہوتی تو جتنے دنوں تک رہنے کا خیال ہوتا اتنے دنوں تک کے لیے وہاں کسی عورت سے نکاح کر لیتے تاکہ سامان وغیرہ کی نگرانی کرے اور روٹی وغیرہ بھی پکایا کرے جب یہ آیت ﴿الا علیٰ ازواجھم اوما ملکت ایمانھم﴾ نازل ہوئی تو بیوی اور باندی کے علاوہ سب شرمگاہیں حرام ہوگئیں۔ (ترمذی)

٣١٤٨۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَامَ أَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلاثًا ثُمَّ نَهَى عَنْهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۱۴۸۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اوطاس کے سال تین دن کے لیے نکاح متعہ کی رخصت دی تھی' پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

خطبہ نکاح

٣١٤٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم التَّشَهُّدَ فِي الصَّلاةِ، وَالتَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ، قَالَ: التَّشَهُّدُ فِي الصَّلاةِ: ((التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ،

۳۱۴۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز کا تشہد سکھایا اور حاجت یعنی نکاح کا تشہد یعنی خطبہ بتایا۔ نماز کا تشہد ((التحيات لله والصلوة والطيبات السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى

٣١٤٧۔ صحيح بخارى كتاب المغازى باب غزوة خيبر (٤٢١٦)، مسلم كتاب النكاح باب نكاح المتعة (١٤٠٧[٣٤٣١])

٣١٤٨۔ صحيح مسلم كتاب النكاح باب نكاح المتعة (١٤٠٥ [٣٤١٨])

٣١٤٩۔ صحيح، مسند احمد ١/ ٣٩٣، ٣٩٢، سنن ابى داؤد كتاب النكاح باب فى خطبة النكاح (٢١١٨)، ترمذى كتاب النكاح باب ماجاء فى خطبة النكاح (١١٠٥) نسائى كتاب النكاح باب مايستحب من الكلام عند النكاح (٣٢٧٩)، ابن ماجه كتاب النكاح باب خطبة النكاح (١٨٩٢)، دارمى كتاب النكاح باب خطبة النكاح ٢/ ٢٥.

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ)) وَالتَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ: ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَ مَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ)) وَ يَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَ لاَ تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾ ﴿يَآ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا للّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ، وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ، وَفِيْ جَامِعِ التِّرْمِذِيِّ فَسَّرَ الْآيَاتِ الثَّلَاثَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَ زَادَ ابْنُ مَاجَهْ بَعْدَ قَوْلِهِ ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ)) وَ بَعْدَ قَوْلِهِ ((مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا)). وَالدَّارِمِيُّ بَعْدَ قَوْلِهِ ﴿عَظِيْمًا﴾ ثُمَّ يَتَكَلَّمُ بِحَاجَتِهِ وَ رَوَى فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِيْ خُطْبَةِ الْحَاجَةِ مِنَ النِّكَاحِ وَ غَيْرِهِ

عباد الله الصٰلحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله)) ''سب زبانی عبادتیں اور مالی' بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو اور برکتیں نازل ہوں ہمارے اوپر اور اللہ کے نیک بندوں کے اوپر سلام ہو' میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق محمد (ﷺ) اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔'' (بخاری' ترمذی وابن ماجہ) اور نکاح کا خطبہ یہ ہے: ((ان الحمدلله نستعينه ونستغفره ونعوذبالله من شرور انفسنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله)) ''سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی سے بخشش چاہتے ہیں اور اسی کی پناہ چاہتے ہیں اپنے نفسوں کی برائی اور اپنے برے کاموں سے' جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ صرف اکیلا اللہ ہی عبادت کے لائق ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔اس کے بعد آپ مندرجہ ذیل آیتیں تلاوت فرماتے: ﴿ يايها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمونo يايها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساءواتقوا الله الذى تساء لون به والارحام ان الله كان عليكم رقيباo يايها الذين امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديدا يصلح لكم اعمالكم ويغفرلكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيماo﴾ ''اے ایمان والو! ڈرنے کی طرح ڈرو اللہ سے اور مسلمان ہو کر ہی مرو۔اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان سے پھیلا دیے بہت سے مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اس اللہ سے جس سے تم مانگتے ہو اور رشتہ داروں کا خیال رکھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری دیکھ بھال کرنے والا ہے۔اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو اللہ تمہارے کاموں کو سنوار دے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اسے بہت

بڑی کامیابی حاصل ہوگی۔" (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ و دارمی) اور ترمذی میں ہے کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے ان تینوں آیتوں کو بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے للہ کے بعد نحمدہ اور من شرور انفسنا کے بعد من سیات اعمالنا زیادہ بیان کیا ہے اور دارمی نے عظیما کے بعد اتنا زیادہ بیان کیا ہے کہ پھر اس نکاح کے بارے میں فرماتے یعنی ایجاب وقبول کراتے اور شرح سنہ میں اتنا زیادہ ہے کہ نکاح اور غیر نکاح میں اسی خطبہ کو پڑھتے۔

حمد و ثنا کی اہمیت

٣١٥٠۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

٣١٥٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس خطبے میں خدا کی تعریف اور رسول کی نعت نہیں ہے وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے۔ (ترمذی)

٣١٥١۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((كُلُّ أَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ فَهُوَ أَقْطَعُ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه

٣١٥١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مہتم بالشان کام کو بغیر حمد وثناء کے شروع کیا جائے وہ دم بریدہ اور بے خیر و برکت کے ہے۔ (ابن ماجہ)

نکاح کا اعلان کیا جائے

٣١٥٢۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَعْلِنُوا هٰذَا النِّكَاحَ، وَاجْعَلُوْا فِي الْمَسَاجِدِ، وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

٣١٥٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکاحوں کا اعلان کرو اور مسجدوں میں نکاح پڑھایا کرو اور نکاح کے اعلان پر دف بجایا کرو۔ (ترمذی)

٣١٥٣۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ الْجُمَحِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ: الصَّوْتُ وَالدُّفُّ فِي النِّكَاحِ)). رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

٣١٥٣۔ حضرت محمد بن حاطب جمحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلال وحرام کے درمیان نکاح میں اعلان کرنا اور دف بجادینا ہے، یعنی نکاح کے وقت میں دف بجوانا اور ڈگڈگی پٹوانا مناسب ہے تاکہ اس کی عام شہرت ہوجائے۔ (احمد، ترمذی، نسائی و ابن ماجہ)

٣١٥٤۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَتْ عِنْدِيْ جَارِيَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجْتُهَا، فَقَالَ

٣١٥٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک انصار کی لڑکی تھی میں نے اس کے باپ سے اجازت لے کر نکاح کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٣١٥٠۔ اسناده صحيح، سنن الترمذی كتاب النكاح باب ماجاء فی خطبة النكاح (١١٠٦)

٣١٥١۔ اسناده ضعيف، سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب خطبة النكاح (١٨٩٤)، سنن ابی داؤد (٤٨٤٠)، قرۃ راوی متکلم فیہ ہے اور امام زہری مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

٣١٥٢۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذی كتاب النكاح باب ماجاء فی اعلان النكاح (١٠٨٩)، عیسیٰ بن میمون ضعیف راوی ہے۔

٣١٥٣۔ اسناده حسن، مسند احمد ٣/ ٤١٨، سنن الترمذی كتاب النكاح باب ماجاء فی اعلان النكاح (١٠٨٨)، نسائی كتاب النكاح باب اعلان النكاح بالصوت (٣٣٧١)، ابن ماجه كتاب النكاح باب اعلان النكاح (١٨٩٦)

٣١٥٤۔ ضعيف، صحيح ابن حبان كتاب الحظر والاباحة باب فصل فی السماع (٥٨٧٥)، موارد (٢٠١٦)، اسحاق بن سہیل مجہول الحال راوی ہے۔

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! أَلاَ تُغَنِّيْنَ؟ فَإِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الأَنْصَارِ يُحِبُّوْنَ الْغِنَاءَ))۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهِ

نے فرمایا کہ اس یتیمہ بچی کے ساتھ رخصتی کے وقت کسی کو گانے کے لیے نہیں بھیجا؟ کیونکہ انصار گانا پسند کرتے ہیں۔ (ابن حبان) اس گانے سے شرعی گانا مراد ہے جس میں خلاف شرع کوئی بات نہ ہو۔

رخصتی کے وقت انکار کا رسم ورواج

۳۱۵۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ، قَالَ: أَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ؓ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الأَنْصَارِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((أَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ؟)) قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ تُغَنِّيْ؟)) قَالَتْ: لاَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الأَنْصَارَ قَوْمٌ فِيْهِمْ غَزَلٌ، فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُولُ: أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه

۳۱۵۵۔ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ ؓ نے ایک رشتے دار انصاری لڑکی کی شادی کر دی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا: کیا اس لڑکی کی رخصتی کر دی؟ لوگوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا: اس کے ساتھ کسی غزل خواں کو بھیجا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: انصار غزل گوئی کو پسند کرتے ہیں اگر تم کسی غزل خواں کو اس لڑکی کے ساتھ بھیج دیتے جو اس طرح کہتا۔ اتینا کم اتینا کم فحیانا وحیاکم۔ ولو لا الحنط السمراء لم تسمن عذاراکم۔ ولو لا العجو السوداء ماکنا بواواکم۔ ''ہم تمہارے یہاں آ گئے۔ ہم تمہارے یہاں آ گئے۔ تم کو ہم نے سلام کیا اور تم نے ہمارے سلام کا جواب دیا۔ اگر سرخ گیہوں نہ ہوتا تو کنواری لڑکیاں موٹی نہ ہوتیں۔ اگر عجوہ سیاہ کھجور نہ ہوتی تو ہم تمہارے محلوں میں نہ ہوتے بلکہ فاقہ کشی کی وجہ سے اور جگہ چلے جاتے۔ (یہ ایک قسم کا رجز ہے جو عرب کے لوگ شادیوں میں پڑھا کرتے تھے)

۳۱۵۶۔ وَعَنْ سَمُرَةَ ؓ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ فَهِيَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا وَمَنْ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ

۳۱۵۶۔ حضرت سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت کا نکاح دو ولیوں نے کر دیا تو پہلے ولی کا نکاح صحیح ہوگا اور دوسرے ولی کا کیا ہوا نکاح باطل ہوگا۔ (اور اگر دونوں نے ساتھ ساتھ کیا ہے تو دونوں کا نکاح باطل سمجھا جائے گا) اور اگر دو آدمیوں نے کسی چیز کو کسی کے ہاتھ بیچا ہے تو پہلے کا بیچا ہوا صحیح ہوگا اور دوسرے کا بیچا ہوا باطل ہوگا۔ (اور اگر دونوں نے ساتھ ہی ساتھ بیچا ہے تو کسی کا اعتبار نہیں ہوگا)۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی ودارمی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

نکاح متعہ

۳۱۵۷۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ؓ، قَالَ: كُنَّا نَغْزُوا

۳۱۵۷۔ حضرت ابن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے

۳۱۵۵۔ اسناده حسن، سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب الغناء والد (۱۹۰۰)

۳۱۵۶۔ اسناده ضعيف (حسن بصری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے) سنن ابی داؤد كتاب النكاح باب اذا نكح الوليان (۱۰۸۸)، ترمذی كتاب باب ماجاء فی الولين يزوجان (۱۱۱۰)، نسائی كتاب البيوع باب الرجل يبيع السلعة فيستحقها مستحق (٤٦٨٦)، دارمی كتاب النكاح باب المرأة يزوجها الوليان ۲/ ۱۸۷، ۱۸۸، ۲۱۸۰

۳۱۵۷۔ صحيح بخاری كتاب التفسير باب لا تحرموا طيبات مااحل الله (٤٦١٥)، مسلم كتاب النكاح باب نكاح المتعة (۱٤۰٤) [۳٤۱۰]

مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ، فَقُلْنَا: أَلاَ نَخْتَصِي ؟ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَسْتَمْتِعَ، فَكَانَ أَحَدُنَا يَنْكِحُ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ إِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لاَ تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ساتھ ہم لوگ جہاد میں جایا کرتے تھے اور ہماری عورتیں ہمارے ساتھ نہیں ہوتی تھیں۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ آپ نے اس سے منع فرمایا۔ پھر آپ نے ہم کو نکاح متعہ کی رخصت دی تو ہم لوگ ایک کپڑے کے بدلے میں ایک مدت تک عورت سے نکاح متعہ کر لیتے تھے۔ پھر عبداللہ نے نکاح متعہ کے جواز میں اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿ یا ایها الذین امنوا الا تحرموا الطیبات ما احل الله لکم ﴾ یعنی اے ایمان والو! تم پاکیزہ چیزوں کو مت حرام کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ابتدائے اسلام میں نکاح متعہ کی اجازت تھی لیکن بعد میں قیامت تک کے لیے اس کو حرام کر دیا گیا یہ سب روایتیں حرمت سے پہلے کی ہیں۔

٣١٥٨۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: إِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي أَوَّلِ الإِسْلاَمِ، كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْبَلْدَةَ لَيْسَ لَهُ بِهَا مَعْرِفَةٌ، فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ بِقَدْرِ مَا يُرَى أَنَّهُ يُقِيْمُ، فَتَحْفَظُ لَهُ مَتَاعَهُ، وَ تُصْلِحُ لَهُ شَيْئَهُ، حَتّٰى إِذَا نَزَلَتِ الآيَةُ ﴿إِلاَّ عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَكُلُّ فَرْجٍ سِوَاهُمَا فَهُوَ حَرَامٌ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣١٥٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابتدائے اسلام میں نکاح متعہ کی اجازت تھی کہ لوگ کسی اجنبی شہر میں جاتے جہاں کسی سے جان پہچان نہیں ہوتی تھی تو جتنے دنوں تک اس شہر میں رہنے کا ارادہ ہوتا اتنے دنوں کے لیے وہاں کسی عورت سے عارضی نکاح کر لیتے کہ وہ اس کے سامان وغیرہ کی حفاظت کرے اور اس کے لیے روٹی ٹکڑے کا بندوبست کر دے جب یہ آیت ﴿الا علی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم﴾ نازل ہوئی تو بیوی اور لونڈی کے علاوہ سب شرم گاہیں حرام ہو گئیں۔

شادی کے موقع پر چھوٹی بچیوں کا گانا

٣١٥٩۔ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى قَرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ فِي عَرِيْسٍ وَ إِذَا جَوَارٍ يُغَنِّيْنَ، فَقُلْتُ: أَيْ صَاحِبَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ أَهْلَ بَدْرٍ! يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ؟ فَقَالاَ: اجْلِسْ إِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا، وَ إِنْ شِئْتَ فَاذْهَبْ؛ فَإِنَّهُ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

٣١٥٩۔ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شادی میں گیا اور قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری سے اس شادی میں ملاقات ہو گئی جہاں چند لڑکیاں گا رہی تھیں تو میں نے ان دونوں سے کہا کہ آپ حضرات رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اور جنگ احد کی لڑائیوں میں آپ لوگ شریک رہے تھے، اللہ کے یہاں آپ کا بہت بڑا درجہ ہے تو آپ حضرات کے سامنے یہ گانا گایا جا رہا ہے جو بڑی تعجب کی بات ہے! تو ان دونوں نے کہا کہ شادی کے موقع پر اس قسم کے اشعار پڑھنے کی رخصت دی گئی ہے اگر آپ کی طبیعت چاہے تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر سنیے اور اگر آپ کو نا گوار خاطر ہے تو آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔ (نسائی)

٣١٥٨۔ اسناده ضعیف، سنن الترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی تحریم نکاح المتعته (١١٢٢)، موسیٰ بن عبیدہ ضعیف راوی ہے۔

٣١٥٩۔ اسناده صحیح، سنن النسائی کتاب لنکاح باب اللهو والغناء عند لعروس (٣٣٨٥)

(۴) بَابُ الْمُحَرَّمَاتِ

جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کا بیان

حرمت نکاح کے مختلف اسباب ہیں بعض نسب کی وجہ سے حرام ہیں' جیسے ماں' بیٹی' بہن' پھوپھی' خالہ' بھتیجی' بھانجی اور دادی' نانی وغیرہ اور بعض دامادی رشتہ کی وجہ سے حرام ہیں' جیسے بیوی کی ماں یعنی ساس اور بیوی کی دادی' نانی' بیٹی اور پوتی وغیرہ۔
اور بعض شرک و کفر کی وجہ سے حرام ہیں' جیسے مشرکہ اور کافرہ عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے اور بعض غیر کی منکوحہ ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔ جب تک دوسرا خاوند طلاق نہ دے یا مر نہ جائے' اور بعض تعداد کے لحاظ سے یعنی اگر کسی کے نکاح میں چار نکاحی عورتیں موجود ہیں تو پانچویں یا اس سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔ ان سب کی دلیل مندرجہ ذیل آیتوں میں پڑھئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ولا تنكحوا مانكح ابائكم من النساء الا ماقد سلف انه كان فاحشة و مقتا و ساء سبيلا☆ حرمت عليكم امهٰتكم وبنٰتكم و اخواتكم و عمٰتكم و خٰلٰتكم و بنت الاخ و بنت الاخت و امهٰتكم التى ارضعنٰكم و اخواتكم من الرضاعة و امهٰت نسائكم و ربائبكم التى فى حجور كم من نساء كم التى دخلتم بهن فلا جناح عليكم و حلائل ابنائكم الذين من اصلابكم و ان تجمعوا بين الاختين الا ما قد سلف ان الله كان غفورا رحيما☆ والمحصنٰت من النساء الا ماملكت ايمانكم كتب الله عليكم و احل لكم ما وراء ذٰلكم ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسفحين﴾ (النساء)

''جن عورتوں سے تمہارے باپ دادوں نے نکاح کیا ہو تم ان سے نکاح مت کرو مگر جو گزر چکا وہ گزر چکا یہ بہت بے حیائی اور غضب کی بات تھی اور بہت ہی برا رواج اور دستور تھا۔ حرام کر دی گئیں تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں' اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں' اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیوی کی وہ لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہوں بشرطیکہ تم ان بیویوں سے ہم بستر ہو چکے ہو اگر ہم بستر نہ ہوئے ہو تو ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور تمہارے سگے بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا مگر پہلے جو گزر چکا اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور خاوند والی عورتیں بھی حرام ہیں مگر جو باندیاں تمہاری مملوکہ ہیں یہ تمہارے لیے اللہ کی طرف سے لکھا ہوا حکم ہے ان کے علاوہ تمہارے لیے وہ سب عورتیں اس طرح حلال ہیں کہ مال مہر کے بدلے میں ان کو طلب کرو۔ پاک دامنی کی غرض سے نہ کہ شہوت رانی کے خیال سے۔''

ان آیتوں کی تشریح یہ ہے کہ (۱) جن عورتوں سے تمہارے باپ دادوں نے نکاح کیا ہے وہ تم پر حرام ہیں اور تمہاری سوتیلی مائیں' سگی مائیں' سگی دادیاں' نانیاں' پرنانیاں' وغیرہ بیٹیاں' پوتیاں' نواسیاں وغیرہ (۴) پھوپھیاں یعنی باپ دادوں وغیرہ کی حقیقی یا اخیافی یا علاتی بہنیں (۵) خالائیں یا ماں کی خالائیں یا نانی کی یا باپ دادوں کی خالائیں (۶) بھتیجیاں یا بھتیجوں کی بیٹیاں وغیرہ (۷) بھانجیاں یا بھانجوں کی

بیٹیاں یا ان کی نواسیاں وغیرہ (۸) رضاعی مائیں یعنی جن عورتوں نے تم کو دودھ پلایا (۹) رضاعی بہنیں یعنی دودھ شریک بہنیں۔

حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو عورتیں نسب سے حرام ہیں وہی رضاعت سے بھی حرام ہیں۔ ان کی مزید تشریح آگے آ رہی ہے۔

(۱۰) ساس اور ساس کی ماں و نانی یا دادی وغیرہ (۱۱) سوتیلی بیٹیاں جن کی ماؤں سے تم ہمبستر ہو چکے ہو اگر ہمبستر نہیں ہوئے تو یہ حلال ہیں (۱۲) اور سگے بیٹوں کی بیویاں (۱۳) دو سگی بہنوں کو نکاح میں ایک ساتھ جمع کرنا' یعنی بیوی کی موجودگی میں بیوی کی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے (۱۴) شوہر والی عورتیں جن کے شوہر زندہ موجود ہیں اور ان کو طلاق نہیں دی گئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نسب سے سات عورتیں حرام ہیں اور مصاہرت سے سات حرام ہیں ﴿حرمت علیکم امھتکم﴾ (الآیۃ) یہ تلاوت فرمائی۔ (بخاری)

(۱۵) بیوی کی موجودگی میں بیوی کی خالہ یا پھوپھی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اگر بیوی مرجائے یا اس کو طلاق دے دے تب بیوی کی خالہ یا پھوپھی سے نکاح کرنا جائز ہے (۱۶) بیوی کی موجودگی میں بیوی کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے بیوی کو طلاق دے دے یا وہ مرجائے تب اس سے نکاح جائز ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

پھوپھی ساس اور خالہ ساس سے نکاح حرام ہے

۳۱۶۰۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یُجْمَعُ بَیْنَ الْمَرْأَةِ وَ عَمَّتِهَا، وَ لَا بَیْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۳۱۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی بیوی کی پھوپھی سے بیوی کی موجودگی میں نکاح نہ کیا جائے اور نہ بیوی کی خالہ سے بیوی کی موجودگی میں نکاح نہ کیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی ایک ہی وقت میں بیوی کی موجودگی میں بیوی کی خالہ یا پھوپھی سے نکاح کرنا حرام ہے۔

رضاعت والے رشتوں کی حرمت

۳۱۶۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا یَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۳۱۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہی رشتے رضاعت سے حرام ہیں۔ (بخاری)

توضیح: یعنی مردوں اور عورتوں سے نکاح نسب کے سبب سے حرام ہے' اسی طرح دودھ پینے سے بھی اس عورت کے وہی رشتے حرام ہیں۔

۳۱۶۲۔ وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: جَاءَ عَمِّیْ مِنَ

۳۱۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے رضاعی چچا نے میرے

۳۱۶۰۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب لا تنکح المرأة علی عمتها (۵۱۰۹)، مسلم کتاب النکاح باب تحریم الجمع بین المراة وعمتها (۱۴۰۸[۳۴۳۶])

۳۱۶۱۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب ما یحل من الدخول (۵۲۳۹)

۳۱۶۲۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب مایحل من الدخول (۲۵۳۹)، مسلم کتاب النکاح الرضاع باب تحریم الرضاعة (۱۴۴۵[۳۵۷۵])

الرَّضَاعَةِ، فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: ((إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذِنِي لَهُ)). قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَ لَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ)) وَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں۔ جب نبی ﷺ تشریف لے آئے تو میں نے آپ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا: وہ تمہارے چچا ہیں تم اپنے پاس آنے کی اجازت دے دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے دودھ نہیں پلایا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ تمہارے چچا ہیں وہ تمہارے پاس آ سکتے ہیں۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٣١٦٣۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ عَمِّكَ حَمْزَةَ؟ فَإِنَّهَا أَجْمَلُ فَتَاةٍ فِي قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُ:؟ ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ حَمْزَةَ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ ؟ وَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ؟)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣١٦٣۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ اپنے چچا حمزہ کی لڑکی سے نکاح کرنے کے خواہش مند ہیں؟ وہ قریش کی لڑکیوں میں سے نہایت خوبصورت لڑکی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ حمزہ میرے رضائی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رضاعت سے بھی انہی رشتوں کو حرام کیا ہے جو نسب سے حرام کیا ہے۔ (مسلم)

رضاعت کے مسائل

٣١٦٤۔ وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ أَوِ الرَّضْعَتَانِ))

٣١٦٤۔ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک گھونٹ یا دو گھونٹ حرام نہیں کرتا۔ (مسلم)

٣١٦٥۔ وَ فِي رِوَايَةِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَ: ((لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ)).

٣١٦٥۔ اور ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ چوسنا یا دو مرتبہ چوسنا حرام نہیں کرتا۔ (مسلم)

٣١٦٦۔ وَ فِي أُخْرَى لِأُمِّ الْفَضْلِ رضی اللہ عنہا، قَالَ: ((لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَ الْإِمْلَاجَتَانِ)). هٰذِهِ رِوَايَاتٌ لِمُسْلِمٍ

٣١٦٦۔ اور ام الفضل رضی اللہ عنہا ایک دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ ایک بار کا پینا یا دو بار کا پینا حرام نہیں کرتا ہے۔ یہ تمام روایات مسلم کی ہیں۔

٣١٦٧۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ: ((عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ)) ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣١٦٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قرآن مجید میں یہ نازل ہوا تھا کہ دس مرتبہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے پھر اس میں پانچ مرتبہ کا حکم منسوخ ہو گیا اور پانچ کا حکم باقی رہا۔ رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد پانچ مرتبہ والی آیت کی تلاوت کی جاتی تھی۔ (مسلم)

٣١٦٣۔ صحيح مسلم كتاب الرضاء باب تحريم ابنة الاخ من الرضاعة (١٤٤٦[٣٥٨١])
٣١٦٤۔ صحيح مسلم كتاب الرضاع باب فى العصة والعصتان (١٤٥١[٣٥٩٤])
٣١٦٥۔ صحيح مسلم كتاب الرضاع باب فى العصة والعصتان (١٤٥٠[٣٥٩٠])
٣١٦٦۔ صحيح مسلم كتاب الرضاع باب فى العصة والعصتان (١٤٥١[٣٥٩١])
٣١٦٧۔ صحيح مسلم كتاب الرضاع باب التحريم بخمس رضعات (١٤٦٢[٣٥٩٧])

توضیح: دودھ پلانے کو ''رضاعت'' کہتے ہیں اور دودھ پلانے والی عورت کو ''مرضعہ'' کہتے ہیں اور دودھ پینے والے بچے کو ''رضیع'' کہتے ہیں۔ جب کسی بچے نے اپنی سگی ماں کے علاوہ کسی اجنبی عورت کا دودھ پی لیا تو یہ اجنبی عورت دودھ پلانے کی وجہ سے اس بچے کی رضاعی ماں ہوگئی اور اس عورت کا خاوند اس بچے کا رضاعی باپ ہوگیا' اور رضاعی ماں کی اولاد اس بچے کے دودھ شریکی بھائی بہن ہو گئے جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہی رشتے اس رضاعت (دودھ پینے سے) بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ اس لیے رضاعی ماں' بہن' سگی ماں بہن کی طرح حرام ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿و امهاتكم التى ارضعنكم و اخواتكم من الرضاعة الآية﴾ ''اور حرام کی گئی ہیں تم پر تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریکی بہنیں۔'' ائمہ کا اس میں اختلاف ہے کہ کتنی مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ بعض تو کہتے ہیں تعداد معین نہیں۔ دودھ پیتے ہی حرمت ثابت ہوگئی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یہی فرماتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما' سعید بن مسیّب' عروہ بن زبیر اور زہری رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ رضاعت یہاں عام ہے۔ بعض کہتے ہیں تین مرتبہ جب پیے تو حرمت ثابت ہوگئی جیسے کہ صحیح مسلم میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مرتبہ کا چوسنا یا دو مرتبہ کا پی لینا حرام نہیں کرتا۔ یہ حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ امام احمد' اسحاق بن راہویہ' ابوعبیدہ' ابوثور رحمۃ اللہ علیہم بھی یہی فرماتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا حضرت ابن زبیر' حضرت سلیمان بن یسار' سعید بن زبیر رحمہم اللہ سے بھی یہی مروی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ پانچ مرتبہ کے دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے اس سے کم میں نہیں' اس کی دلیل یہی صحیح مسلم کی روایت ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ دوسری دلیل سہلہ بنت سہیل کی روایت ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حضرت سالم کو جو حضرت حذیفہ کے مولیٰ تھے پانچ مرتبہ دودھ پینا معتبر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) خاکسار راقم الحروف کے نزدیک پہلا قول راجح ہے اور اسی میں احتیاط ہے۔ (واللہ اعلم)

٣١٦٨۔ وَعَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَ عِنْدَهَا رَجُلٌ، فَكَأَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ فَقَالَتْ: إِنَّهُ أَخِيْ فَقَالَ: ((انْظُرْنَ مِنْ إِخْوَانِكُنَّ؟ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣١٦٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت ان کے گھر میں ایک شخص موجود تھا آپ کو ناگوار معلوم ہوا۔ عائشہ نے کہا یہ میرے رضاعی بھائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دیکھو کہ تمہارا کون بھائی ہے۔ رضاعت بھوک سے ثابت ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی جس وقت بچے کی غذا صرف دودھ ہی دودھ ہو اور دودھ ہی سے اس کی بھوک جاتی رہتی ہے اور یہ زمانہ بچپن کا ہے' یعنی دو سال کے اندر اندر کا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والوالدات يرضعن اولادهن حولين كاملين لمن اراد ان يتم الرضاعة۔ الآية﴾ مائیں اپنی اولادوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو' یعنی پوری مدت دودھ پلانے کی دو سال ہے اس کے بعد دودھ پلانے کا اعتبار نہیں جمہور علماء کا یہی مسلک ہے اور حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

٣١٦٩۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہ: أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِيْ إِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ، فَأَتَتِ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِيْ تَزَوَّجَ بِهَا فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ: مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ قَدْ أَرْضَعْتِنِيْ وَ لَا

٣١٦٩۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے ابواہاب کی لڑکی سے نکاح کر لیا تو ایک عورت نے آ کر کہا کہ میں عقبہ کو اور اس لڑکی کو جس سے انہوں نے نکاح کیا ہے میں نے دودھ پلایا ہے۔ (یہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں) تو عقبہ نے اس سے کہا نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ تم نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ پہلے مجھے یہ

٣١٦٨۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب من قال لا رضاع بعد حولین (٥١٠٢)
٣١٦٩۔ صحیح بخاری کتاب الشهادات باب اذا شهد شاهد (٢٦٤٠)

أَخْبَرَتْنِيْ فَأَرْسَلَ إِلَى آلِ أَبِيْ إِهَابٍ، فَسَأَلَهُمْ، فَقَالُوا: مَا عَلِمْنَا أَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا، فَرَكِبَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِالْمَدِيْنَةِ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ وَ قَدْ قِيْلَ؟)) فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ، وَ نَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

بتلایا ہے۔تو عقبہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سسرال آدمی بھیج کر دریافت کیا تو سسرال والوں نے بھی یہی کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ اس عورت نے ہماری لڑکی کو دودھ پلایا ہے۔تو یہ عقبہ اس مسئلے کی تحقیق کے لیے کسی سواری پر سوار ہو کر مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب تم اس عورت کو کیسے رکھ سکتے ہو جب کہ اس کے متعلق یہ کہا جا رہا ہے تو عقبہ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس عورت نے دوسرے سے نکاح کر لیا۔(بخاری)

٣١٧٠۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ بَعَثَ جَيْشًا إِلَى أَوْطَاسٍ، فَلَقُوا عَدُوًّا، فَقَاتَلُوْهُمْ، فَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ، وَأَصَابُوا لَهُمْ سَبَايَا، فَكَأَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تَحَرَّجُوا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ مِنْ أَجْلِ أَزْوَاجِهِنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فِيْ ذَلِكَ ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ أَيْ فَهُنَّ لَهُمْ حَلَالٌ إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣١٧٠۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین میں ایک لشکر اوطاس کے جانب روانہ کیا اس لشکر نے دشمنوں پر فتح یابی حاصل کی اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور انہیں غلام اور باندی بنایا گیا اور غنیمت میں شامل کر کے مجاہدین کے درمیان تقسیم کیا گیا تو بعض لوگوں کے حصے میں لونڈیاں آئیں لیکن ان لونڈیوں سے جماع کرنا آقاؤں کو اچھا نہیں معلوم ہوا' اس لیے کہ ان لونڈیوں کے مشرک خاوند موجود تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حرج اور کراہت کے دور کرنے کے لیے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔﴿ والمحصنت من النساء الا ما ملكت ايمانكم كتب الله عليكم ﴾ ''اور حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں اللہ تعالیٰ نے یہ احکام تم پر فرض کر دیے ہیں۔'' پس یہ لونڈیاں عدت ختم ہونے کے بعد' یعنی ایک حیض گزرنے کے بعد اپنے مالکوں کے لیے حلال ہو جاتی ہیں۔(مسلم)

یعنی خاوند والی عورتیں حرام ہیں' البتہ کافروں کی عورتیں جنگ میں قید ہو کر مسلمانوں کے قبضے میں آجائیں تو استبراء رحم کے بعد یہ عورتیں حلال ہیں اگرچہ ان کے خاوند موجود ہوں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

٣١٧١۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا، أَوِ الْعَمَّةُ عَلَى بِنْتِ أَخِيْهَا، وَ الْمَرْأَةُ عَلَى خَالَتِهَا،

٣١٧١۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ نکاح کیا جائے عورت سے اس کی پھوپھی کی موجودگی میں پھوپھی سے نکاح کیا جائے اس کی بھتیجی کی موجودگی میں اور منع فرمایا اس سے

٣١٧٠۔ صحيح مسلم كتاب الرضاع باب جواز وطء المسبية (١٤٥٦[٣٦٠٨])

٣١٧١۔ صحيح، سنن ابى داؤد كتاب النكاح باب مايكره ان يجمع بينهن من النساء (٢٠٦٥)، ترمذى كتاب النكاح باب ماجاء ان لا تنكح المرأة على عمتها (١١٢٦)، نسائى كتاب النكاح باب تحريم الجمع بين المراة خالتها (٣٢٩٨)، دارمى كتاب النكاح باب الحال التى يجوز للمرجال ان يخطب فها (٢/ ١٨٣ ح ٢١٧٨)

أَوِ الْخَالَةُ عَلَى بِنْتَ أُخْتِهَا، لاَ تُنْكَحُ الصُّغْرَى عَلَى الْكُبْرَى، وَالْكُبْرَى عَلَى الصُّغْرَى. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُودَاوُدَ، وَالدَّارِمِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَ رِوَايَتُهُ إِلَى قَوْلِهِ :بِنْتِ أُخْتِهَا

کہ نکاح کیا جائے عورت سے اس کی خالہ کی موجودگی میں یا خالہ سے اس کی بھانجی کی موجودگی میں اور نہ نکاح کیا جائے چھوٹی بڑی پر یا بڑی کو چھوٹی پر۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

۳۱۷۲۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَرَّ بِيْ خَالِيْ أَبُو بُرْدَةَ بْنِ دِيْنَارٍ، وَمَعَهُ لِوَاءٌ، فَقُلْتُ: أَيْنَ تَذْهَبُ؟ قَالَ: بَعَثَنِيْ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيْهِ آتِيْهِ بِرَأْسِهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُودَاوُدَ فِيْ رِوَايَةٍ لَهُ وَلِلنَّسَائِيِّ وَ ابْنِ مَاجَه وَالدَّارِمِيِّ: فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ وَ فِيْ هَذِهِ الرِّوَايَةِ قَالَ: عَمِيْ بَدَلَ: خَالِيْ

۳۱۷۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں ابو بردہ رضی اللہ عنہ بن نیار میرے پاس سے گزرے اور ان کے ساتھ جھنڈا تھا۔ میں نے کہا ماموں صاحب آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جھنڈا دے کر ایک آدمی کے پاس بھیجا ہے۔ جس نے اپنے باپ کی بیوی سے یعنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا ہے تو میں اس کا سر کاٹ کر حضور کے سامنے پیش کروں گا یعنی اس کو قتل کروں گا۔ اس لیے کہ سوتیلی ماں ہے اس سے نکاح کرنا حرام ہے' اور جو حرام کو حلال سمجھے وہ کافر ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' دارمی)۔

۳۱۷۳۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لاَيُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ إِلاَّ مَا فَتَقَ الأَمْعَاءَ فِيْ الثَّدْيِ، وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۱۷۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاعت سے حرمت نہیں ہوگی مگر اسی وقت جب کہ انتڑیوں کو چیر دے چھاتی سے پینے میں اور یہ دودھ چھڑانے سے پہلے ہی ہو۔

توضیح: یعنی بچہ کی غذا صرف دودھ ہے اور معدے میں سوائے دودھ کے اور کچھ نہ جاتا ہو جب ایسے بچپن کے زمانے میں دودھ پئے گا تب اس سے حرمت ثابت ہوگی ورنہ نہیں۔

۳۱۷٤۔ وَعَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ الأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا يُذْهِبُ عَنِّيْ مَذِمَّةَ الرَّضَاعِ؟ فَقَالَ: ((غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

۳۱۷۴۔ حجاج بن حجاج اسلمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں اور ان کے والد نے کہا یا رسول اللہ! دودھ پلانے کا حق مجھ سے کیسے اترے گا آپ نے فرمایا: تم ایک غلام یا باندی رضاعی ماں کو خدمت کرنے کے لیے دے دو اس سے رضاعت کا حق ادا ہو جائے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی و دارمی)

۳۱۷۲۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی الرجل یزنی بحریمه (٤٤٥٦، ٤٤٥٧)، ترمذی کتاب الاحکام باب فیمن تزوج امراة ابیه (١٣٦٢)، نسائی کتاب النکاح باب نکاح مانکح الاباء ٣٣٣٤)، ابن ماجه کتاب الحدود باب من تزوج امراة ابیه (٢٦٠٧)، دارمی کتاب النکاح باب الرجل ینزوج امراة ابیه (٢/ ٢٠٥ ٥ ٢٢٣٩)

۳۱۷۳۔ صحیح، سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی ذکرأن الرضاعة لا تحرم الا (١١٥٢)

۳۱۷٤۔ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی الرضع عند الفصال (٢٠٦٤)، ترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء ما یذهب مزمة الرضاع (١١٥٣)، النسائی کتاب النکاح باب حق الرضاع وحرمة (٣٣٣١)، دارمی کتاب النکاح باب مایذهب مذمة الرضاع (٢٢٥٤)، حجاج ابن حجاج اسلمی مجہول الحال راوی ہے۔

توضیح: موجودہ زمانے میں غلام باندی نہیں ہے اس لیے اجرت کے علاوہ دو ایک جوڑا کپڑا یا اور سامان زیور وغیرہ انعام کے طور پر دیا جائے۔

٣١٧٥۔ وَعَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ الْغَنَوِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ، فَبَسَطَ النَّبِيُّ ﷺ رِدَائَهُ حَتَّى قَعَدَتْ عَلَيْهِ، فَلَمَّا ذَهَبَتْ، قِيلَ: هَذِهِ أَرْضَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

٣١٧٥۔حضرت ابوطفیل غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک عورت آ گئی ان کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی مبارک چادر بچھادی وہ اس پر بیٹھ گئی جب وہ چلی گئی تو کہا گیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔(ابوداوٗد)

توضیح: یہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو آپ ﷺ کی رضاعی ماں تھیں آپ ﷺ نے ان کی عزت کے لیے اپنی چادر مبارک بچھادی تھی۔اس سے معلوم ہوا کہ سگی ماں کی طرح رضاعی ماں کی عزت ضروری ہے۔

چار سے زائد بیویوں کو طلاق

٣١٧٦۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ الثَّقَفِيَّ أَسْلَمَ وَ لَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَسْلَمْنَ مَعَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمْسِكْ أَرْبَعًا، وَفَارِقْ سَائِرَهُنَّ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَ ابْنُ مَاجه

٣١٧٦۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غیلان بن سلمہ ثقفی جب مسلمان ہوئے تو اس وقت ان کے نکاح میں دس عورتیں تھیں کہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں رکھا تھا وہ بھی غیلان کے ساتھ اسلام لے آئیں۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ان میں سے چار کو رکھ لو اور باقی کو چوڑ دو۔(احمد، ترمذی و ابن ماجہ) کیونکہ اسلام میں ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا جائز نہیں۔

جاہلیت کے باطل نکاح؟

٣١٧٧۔ وَعَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: أَسْلَمْتُ وَ تَحْتِي خَمْسُ نِسْوَةٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ((فَارِقْ وَاحِدَةً، وَ أَمْسِكْ أَرْبَعًا)) فَعَمَدْتُ إِلَى أَقْدَمِهِنَّ صُحْبَةً عِنْدِيْ: عَاقِرٍ مُنْذُ سِتِّيْنَ سَنَةً، فَفَارَقْتُهَا۔ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُودَاوُدَ، وَابْنُ مَاجه

٣١٧٧۔نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں مسلمان ہوا تو اس وقت میرے نکاح میں پانچ عورتیں تھیں۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک چھوڑ دو اور باقی چار رکھ لو۔تو میں نے اپنی سب سے پہلی بیوی کو جو بانجھ تھی اور ساٹھ برس سے میرے ساتھ رہتی تھی اس کو میں نے الگ کر دیا۔(شرح سنہ)

٣١٧٨۔ وَعَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ فِيْرُوْزَ الدَّيْلَمِيِّ

٣١٧٨۔ضحاک بن فیروز دیلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں

٣١٧٥۔ ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی بر الوالدين (٥١٤٤)، عمارۃ بن ثوبان اور جعفر بن یحییٰ دونوں مجہول الحال راوی ہیں۔

٣١٧٦۔ صحيح مسند احمد (٢/ ٤٤)، سنن الترمذی كتاب النكاح باب ماجاء فی الرجل يسلم (١١٢٨)، ابن ماجه كتاب النكاح باب الرجل يسلم وعنده (١٩٠٣)

٣١٧٧۔ ضعيف، شرح السنة للبغوی ٩/ ٩٠، ح ٢٢٨٩٩، كتاب الأم ٢/ ٣٥١، بعض راوی نامعلوم وغیرہ معروف ہیں۔

٣١٧٨۔ صحيح، سنن ابی داؤد كتاب الطلاق باب فی من اسلم وعند (٢٢٤٣)، ترمذی كتاب النكاح باب ماجاء فی الرجال يسلم (١١٣٠)، ابن ماجه كتاب النكاح باب الرجال يسلم وعنده اختان (١٩٥١)

عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَ تَحْتِي أُخْتَان قَالَ ((اخْتَرْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُودَاوُدَ وَ ابْنُ مَاجه

نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میرے نکاح میں دو سگی بہنیں ہیں' آپ نے فرمایا: ان دونوں میں سے جس کو چاہو رکھ لو اور جس کو چاہو چھوڑ دو کیونکہ دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا درست نہیں ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد وابن ماجہ)

٣١٧٩- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ، فَتَزَوَّجَتْ ، فَجَاءَ زَوْجُهَا إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ ، وَ عَلِمَتْ بِإِسْلَامِيْ فَانْتَزَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ زَوْجِهَا الآخَرِ ، وَرَدَّهَا إِلَى زَوْجِهَا الأَوَّلِ وَ فِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّهُ قَالَ:إِنَّهَا أَسْلَمَتْ مَعِيْ ، فَرَدَّهَا عَلَيْهِ- رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

٣١٧٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت مسلمان ہو گئی اور اسلام لانے کے بعد دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا' اس کے پہلے خاوند کو خبر ہوئی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں مسلمان ہوا اور میری بیوی میرے مسلمان ہونے کو جانتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کو دوسرے خاوند سے چھوڑا کر پہلے خاوند کے حوالے کر دیا۔ اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ پہلے خاوند نے کہا کہ میری بیوی میرے ساتھ اسلام لائی ہے تو آپ نے اس کی بیوی کو اسے واپس کر دیا۔ (ابوداؤد)

اسلام کی شرط پر جاہلیت کے نکاح برقرار رکھے گئے

٣١٨٠- وَ رُوِيَ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) :أَنَّ جَمَاعَةً مِنَ النِّسَاءِ رَدَّهُنَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالنِّكَاحِ الأَوَّلِ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ ، عِنْدَ اجْتِمَاعِ الإِسْلَامَيْنِ بَعْدَ اخْتِلَافِ الدِّيْنِ وَالدَّارِ ، مِنْهُنَّ بِنْتُ الْوَلِيْدِ بْنِ مُغِيْرَةَ ، كَانَتْ تَحْتَ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ ، فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ ، وَهَرَبَ زَوْجُهَا مِنَ الإِسْلَامِ ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَيْهِ ابْنَ عَمِّهِ وَهْبَ بْنَ عُمَيْرٍ بِرِدَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَمَانًا لِصَفْوَانَ ، فَلَمَّا قَدِمَ جَعَلَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَسْيِيْرًا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ ، حَتَّى أَسْلَمَ ، فَاسْتَقَرَّتْ عِنْدَهُ ، وَأَسْلَمَتْ أُمُّ حَكِيْمٍ بِنْتِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ ، إِمْرَأَةُ عِكْرَمَةَ بْنِ أَبِيْ جَهْلٍ

٣١٨٠- اور شرح سنہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت سی عورتیں مسلمان ہو گئی تھیں تو آپ نے ان عورتوں کو ان کے شوہروں کے حوالے کر دیا تھا پہلے نکاح کے ساتھ۔ جب میاں بیوی دونوں ساتھ ساتھ مسلمان ہوئے ہوں۔ ان میں سے ولید بن مغیرہ کی لڑکی تھی جو صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھی یہ فتح کے روز مسلمان ہوئی اور اس دن اس کا خاوند صفوان اسلام لانے سے بھاگ گیا اسلام نہیں لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شوہر کے پاس اس کے چچا کے بیٹے وہب بن عمیر کو اپنی چادر نشانی کے طور پر دے کر بھیجا اور آپ نے اس کو امن دے دیا اور چار مہینے کی مہلت دی تھی جب چار مہینے گزرنے کو آئے تو صفوان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا تو اس کی بیوی اسی کے پاس رہی اور دوسری عورت حارث بن ہشام کی لڑکی کی ام حکیم تھی جو عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئی تو اس کا خاوند عکرمہ اسلام لانے سے بھاگ گیا یہاں تک کہ

٣١٧٩- اسناده ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب الطلاق باب اذا اسلم احد الزوجين (٢٢٣٩ ، ٢٢٣٨)، سماک بن حرب کی عن عکرمہ روایت ضعیف ہوتی ہیں۔

٣١٨٠- ضعيف، موطاامام مالك كتاب النكاح باب نكاح المشرك (٢/ ٥٤٣، ٥٤٥ ح ١١٨١)، شرح السنة للبغوى (٢٢٩٠)، ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

يَوْمَ الْفَتْحِ بِمَكَّةَ، وَهَرَبَ زَوْجُهَا مِنَ الإِسْلاَمِ، حَتَّى قَدِمَ الْيَمَنَ، فَارْتَحَلَتْ أُمُّ حَكِيْمٍ، حَتَّى قَدِمَتْ عَلَيْهِ الْيَمَنَ، فَدَعَتْهُ إِلَى الإِسْلاَمِ، فَأَسْلَمَ، فَثَبَتَا عَلَى نِكَاحِهِمَا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مُرْسَلاً

یمن چلا گیا تو اس کی بیوی ام حکیم مکہ سے کوچ کر کے یمن آئی اور اس نے اپنے خاوند کو اسلام کی طرف بلایا وہ مسلمان ہو گیا یہ دونوں پہلے نکاح پر باقی رہے۔ (مالک مرسلاً)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۳۱۸۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: حُرِّمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ، وَ مِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ الآيَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

﴿حرمت علیکم امھتکم...... الآیۃ﴾ (بخاری)

۳۱۸۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نسب کے اعتبار سے سات عورتوں سے نکاح کرنا حرام کیا گیا ہے اور مصاہرت سے سات عورتیں حرام ہیں، پھر اس کی تائید میں قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

۳۱۸۲۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً فَدَخَلَ بِهَا، فَلاَ يَحِلُّ لَهُ نِكَاحُ ابْنَتِهَا وَ إِنْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلْيَنْكِحِ ابْنَتَهَا، وَ أَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً، فَلاَ يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَنْكِحَ أُمَّهَا، دَخَلَ بِهَا أَوْ لَمْ يَدْخُلْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ لاَ يَصِحُّ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ إِنَّمَا رَوَاهُ ابْنُ لَهِيْعَةَ، وَالْمُثَنَّى بْنَ الصَّبَاحِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، وَهُمَا يُضَعَّفَانِ فِي الْحَدِيْثِ

۳۱۸۲۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس سے ہم بستری کی تو اس کے لیے اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے اور اگر اس سے ہم بستری نہیں کی ہے تو اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اور جس نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس کے لیے اس عورت کی ماں سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے، خواہ اس سے ہم بستری کی ہو یا نہ کی ہو۔ (ترمذی) اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے اس کے دو راوی ابن لہیعہ اور مثنی بن صباح ضعیف ہیں۔

❀❀❀❀

۳۱۸۱۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب ما یحل من النساء (۵۱۰۵)

۳۱۸۲۔ اسنادہ ضعیف، سنن الترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فیمن یتزوج المرأۃ (۱۱۱۷)، ابن لہیعہ مدلس اور مثنیٰ بن صباح ضعیف راوی ہے۔

(۵) بَابُ الْمُبَاشِرَةِ

مباشرت کا بیان

مباشرت کے معنی ملنے جلنے اور جماع وہم بستری کرنے کے ہیں۔اس باب میں مباشرت کے آداب کو بیان کیا جائے گا۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

ازدواجی مسائل

۳۱۸۳۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُولُ:إِذَا أَتَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ مِنْ دُبُرِهَا فِي قُبُلِهَا، كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ، فَنَزَلَتْ: ﴿نِسَائُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۱۸۳۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ جو شخص اپنی بیوی سے پیٹھ کی جانب سے آگے کی شرم گاہ میں جماع کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا' تو ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿نسائکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم﴾ ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں تم اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ۔'' (بخاری ومسلم)

توضیح: یہود یہ کہا کرتے تھے کہ اگر عورتوں سے ان کی اگلی شرم گاہ میں پیٹھ کی جانب سے جماع کیا جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا کہ عورتیں کھیتیاں ہیں یعنی اولاد ہونے کے لیے منزلہ میں کھیتی کے ہیں تو خواہ سامنے کا رخ یا الٹا الٹا کر سامنے کی شرمگاہ میں جماع کرو تمہیں اختیار ہے۔

یعنی لیٹ کر بیٹھ کر الٹا سیدھا جس طرح بھی جماع کرنا چاہو کر سکتے ہو۔لیکن دبر میں جماع کرنا حرام ہے جماع کی جگہ صرف پیشاب گاہ ہے اور وہی کھیتی کی جگہ ہے پاخانہ کی جگہ کھیتی کی جگہ نہیں ہے' اس لیے وہاں جماع حرام ہے اس کی زیادہ وضاحت نیچے آ رہی ہے۔

۳۱۸۴۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ، كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ زَادَ مُسْلِمٌ: فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ يَنْهَنَا۔

۳۱۸۴۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کے اترنے کے زمانے میں ہم لوگ عزل کرتے تھے۔(بخاری ومسلم) اور مسلم میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں کیا۔

توضیح: عزل کے معنی یہ ہیں کہ بیوی سے اس طرح جماع کرے کہ انزال کے وقت عضو مخصوص کو باہر نکال لے اور منی باہر گرائے۔تاکہ حمل نہ ٹھہرنے پائے تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کرنے سے منع نہیں فرمایا جس سے پتہ چلتا ہے کہ عزل جائز ہے اور بعض روایتوں سے ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے یہ ممانعت تنزیہی ہے یعنی جواز مع الکراہت ہے۔

۳۱۸۳۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب نسائوکم حرث لکم (٤٥٢٨)، مسلم کتاب النکاح باب جواز جماع امراته فی قبلها (١٤٣٥[٣٥٣٥])

۳۱۸٤۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب العزل (٥٢٠٨)، مسلم کتاب النکاح باب حکم العزل (١٤٤٠[٣٥٦١])

۳۱۸۵۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ، قَالَ: إِنَّ رَجُلاً أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّ لِي جَارِيَةً هِيَ خَادِمَتُنَا، وَأَنَا أَطُوفُ عَلَيْهَا، وَأَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ فَقَالَ ((اعْزِلْ عَنْهَا إِنْ شِئْتَ، فَإِنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا)) فَلَبِثَ الرَّجُلُ، ثُمَّ أَتَاهُ، فَقَالَ: إِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَبِلَتْ فَقَالَ: ((قَدْ أَخْبَرْتُكَ أَنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۱۸۵۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری ایک لونڈی ہے اور وہی ہماری خدمت کرتی ہے اور میں اس سے جماع کرتا ہوں لیکن اس کے حاملہ ہو جانے کے برا جانتا ہوں۔آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو عزل کر لیا کرو جو چیز اس کے مقدر میں مقرر ہو چکی ہے وہ ضرور ہو کر رہے گی۔وہ چلا گیا اور کچھ دنوں تک ٹھہرا رہا اور عزل کرتا رہا پھر ایک عرصے کے بعد حاضر خدمت ہو کر اس نے کہا کہ جس لونڈی سے میں عزل کرتا تھا وہ حاملہ ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جو کچھ اس کے مقدر میں ہے، وہ ضرور ہو کر رہے گی۔(مسلم)

۳۱۸۶۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ، فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَ اشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ، وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ، فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ، وَقُلْنَا: نَعْزِلُ وَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ؟ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((مَا عَلَيْكُمْ أَلَّا تَفْعَلُوا، مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۱۸۶۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ بنی المصطلق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم لوگ نکلے وہاں ہم کو عرب کی قیدیوں میں سے لونڈیاں مل گئیں ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور بے عورت کے رہنا دشوار ہو گیا تو ہم نے اپنی لونڈیوں سے جماع کیا اور عزل کو پسند کیا۔پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں بغیر اجازت کے عزل کرنا مناسب نہیں ہے تو ہم نے نبی ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہ کرو تو اچھا ہے کیونکہ جو جان قیامت تک پیدا ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی، چاہے تم عزل کرو یا نہ کرو۔ (بخاری ومسلم)

۳۱۸۷۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: ((مَا مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُونُ الْوَلَدُ، وَ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۱۸۷۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: منی کے ہر قطرہ سے بچہ نہیں پیدا ہوتا بلکہ اس کے لیے ایک ہی قطرہ کافی ہے جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کو کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ (مسلم)

۳۱۸۸۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي أَعْزِلُ عَنِ امْرَأَتِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

۳۱۸۸۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہا کہ میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں آپ نے فرمایا: ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا میں بیوی کے

۳۱۸۵۔ صحيح مسلم كتاب النكاح باب حكم العزل (۱۴۳۹[۳۵۵۶])

۳۱۸۶۔ صحيح بخارى كتاب المغازى باب غزوة بنى المصطلق (۴۱۳۸)، مسلم النكاح باب حكم العزل (۱۴۳۸[۳۵۴۴])

۳۱۸۷۔ صحيح مسلم كتاب النكاح باب حكم العزل (۱۴۳۸[۳۵۵۴])

۳۱۸۸۔ صحيح مسلم كتاب النكاح باب جواز الغيلة (۱۴۴۳[۳۵۶۷])

((لَمْ تَفْعَلْ ذٰلِكَ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: أُشْفِقُ عَلٰى وَلَدِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ ذٰلِكَ ضَارًّا ضَرَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

بچے پر ڈرتا ہوں کہ کہیں حمل نہ رہ جائے اور بچے کو دودھ پلانا نقصان دے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ چیز نقصان دہ ہوتی تو فارس و روم والوں کو بھی نقصان دیتی۔(مسلم)

۳۱۸۹۔ وَعَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ أُنَاسٍ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهٰى عَنِ الْغِيْلَةِ، فَنَظَرْتُ فِي الرُّوْمِ وَ فَارِسَ، فَإِذَا هُمْ يُغِيْلُوْنَ أَوْلَادَهُمْ، فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ ذٰلِكَ شَيْئًا))۔ ثُمَّ سَأَلُوْهُ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذٰلِكَ الْوَأْدُ الْخَفِيُّ وَهِيَ ﴿وَإِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ﴾))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۱۸۹۔حضرت جدامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اس وقت آپ لوگوں کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے: میں نے ارادہ کیا تھا کہ لوگوں کو غیلہ کرنے سے منع کر دوں لیکن فارس و روم والوں کو جب میں نے دیکھا وہ اپنی اولاد کی موجودگی میں غیلہ کرتے ہیں اوران کے بچوں کو کچھ نقصان نہیں ہوتا تو میں نے اس خیال کو چھوڑ دیا پھر لوگوں نے آپ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ عزل کرنا پوشیدہ طور پر بچے کو زندہ درگور کر دینا ہے' پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی ﴿واذا المؤدة سئلت﴾ یعنی جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس جرم میں ماری گئی ہے۔(مسلم)

توضیح: ایام رضاعت میں بیوی سے جماع کرنے کو''غیلہ'' کہتے ہیں تو آپ نے ارادہ کیا تھا کہ رضاعت کے زمانے میں لوگوں کو منع کر دیں کہ جماع نہ کریں تا کہ عورت حاملہ نہ ہو کیونکہ حاملہ ہو جانے کی صورت میں شیر خوار بچہ کمزور ہو جائے گا کیونکہ اسے پیٹ بھر کر دودھ نہیں ملے گا اور حمل والا بچہ بھی کمزور ہوگا۔آپ نے یہ بھی خیال کیا کہ حمل کی حالت میں دودھ پلانے سے منع کر دوں' پھر آپ نے اس خیال کو چھوڑ دیا کیونکہ فارس و روم کے لوگ ایسا کرتے تھے اوران کے بچوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا اور عزت کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ یہ وادی خفی ہے وادی کے معنی زندہ درگور کرنا اور جیتا گاڑ دینا ہے۔جاہلیت کے زمانے میں بعض لوگ لڑکیوں کو زندہ ہی زمین میں دفن کر دیتے تھے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ کیوں زندہ دفن کیا گیا تو ایسا کرنے والے کو سخت سزا ملے گی۔تو عزل کرنا بھی نطفہ کو ضائع کرنا ہے اور یہ ایسا ہی جیسے زندہ لڑکی کو گاڑ دینا ہے۔اسی حدیث سے بعض علماء نے کہا ہے کہ عزل کرنا اچھا نہیں ہے۔

۳۱۹۰۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَعْظَمَ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ وَ فِيْ رِوَايَةٍ إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِيْ إِلَى امْرَأَتِهِ وَ تُفْضِيْ إِلَيْهِ ثُمَّ يُنْشِرُ سِرَّهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۱۹۰۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بڑی امانت اور ایک روایت میں ہے قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برا وہ انسان ہے جو اپنی بیوی سے ہمبستر ہوا پھر وہ میاں بیوی کے راز و نیاز کی باتوں کو لوگوں میں ظاہر کرے۔(مسلم)

۳۱۸۹۔ صحيح مسلم كتاب النكاح باب جواز الغيلة (۱٤٤۲[۳٥٦٥])
۳۱۹۰۔ صحيح مسلم كتاب النكاح باب تحريم افشاسر المراة (۱٤۳۷[۳٥٤۳])

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

٣١٩١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: أُوْحِيَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ﴾ الْآيَةَ: أَقْبِلْ وَ أَدْبِرْ، وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَه

٣١٩١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت کریمہ نازل کی گئی۔ ﴿نساء کم حرث لکم.. الآیہ﴾ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی بیویوں سے جس طرح چاہو مجامعت کر سکتے ہو' خواہ آگے سے ہو یا پیچھے سے' مگر دخول پیشاب گاہ میں ہو پاخانے کی جگہ نہ ہو اور نہ حیض کے زمانے میں جماع کرو۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

٣١٩٢۔ وَعَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ، لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِيْ أَدْبَارِهِنَّ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ

٣١٩٢۔ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حق بات کے کہنے سے نہیں شرماتا وہ فرماتا ہے تم عورتوں کے پاخانے کے مقام میں جماع مت کرو۔ (احمد' ترمذی' ابن ماجہ و دارمی)

٣١٩٣۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَلْعُوْنٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِيْ دُبُرِهَا))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ

٣١٩٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی بیوی کے پاخانے کی جگہ جماع کرے وہ ملعون ہے۔ (احمد' ابو داؤد)

٣١٩٤۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الَّذِيْ يَأْتِي امْرَأَتَهُ فِيْ دُبُرِهَا لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

٣١٩٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جس نے اپنی بیوی کے مقعد میں جماع کیا۔ (شرح سنہ)

٣١٩٥۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلًا أَوْ امْرَأَةً فِي الدُّبُرِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣١٩٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتا جس نے کسی مرد سے خلاف فطرت کام کیا یا اپنی بیوی کے پاخانے کی جگہ ہم بستری کیا۔ (ترمذی)

٣١٩٦۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَقْتُلُوا

٣١٩٦۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بچوں کو پوشیدہ طور پر مت قتل کرو کیونکہ غیلہ سوار کو گھوڑے

٣١٩١۔ حسن، سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة القبرة (٢٩٨٠)، ابن ماجه کتاب النکاح باب النهی عن اتیان النساء فی ادبارهن (١٩٢٥)

٣١٩٢۔ اسناده صحیح، مسند احمد ٥/ ٢١٣، سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی کراهیة اتیان النساء (١١٦٤)، ابن ماجه کتاب النکاح باب النهی عن اتیان النساء (١٩٢٤)، دارمی کتاب النکاح باب النهی عن اتیان النساء (٢/ ١٩٦ ح ٢٢١٣)

٣١٩٣۔ صحیح، مسند احمد ٢/ ٤٤٤، سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی جامع النکاح (٢١٦٢)

٣١٩٤۔ صحیح، شرح السنه للبغوی کتاب النکاح باب العزل (٢٢٩٧)، سنن ابن ماجه (١٩٢٣)

٣١٩٥۔ حسن، سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی کراهیة اتیان النساء (١١٦٥)

٣١٩٦۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الطب باب فی الغیل (٣٨٨١)، وصححه ابن حبان (١٣٠٤)

أَوْلَادَكُمْ سِرًّا، فَإِنَّ الْغَيْلَ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيُدَعْثِرُهُ عَنْ فَرَسِهِ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

سے نیچے گرادیتا ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: غیلہ کے معنی پہلے بتایا جا چکا ہے کہ دودھ پلانے کی حالت میں یا حمل کی حالت میں بیوی سے جماع کیا جائے تو اس سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے اور جوانی تک وہ کمزوری باقی رہتی ہے جب کسی جنگ میں گھوڑے پر سوار ہو کر وہ بچہ لڑائی کرے گا تو کمزوری کی وجہ سے مارا جائے گا تو ظاہری طور پر اس کے مرنے کا سبب غیلہ ہوا تو گویا ماں باپ نے پوشیدہ طور پر اس بچے کو مار ڈالا۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ غیلہ کر کے بچوں کو مت مارو اس حدیث سے غیلہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور پہلے حدیثوں سے معلوم ہوا کہ غیلہ کا کچھ اثر نہیں ہوتا تو محققین نے یہ فرمایا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں غیلہ کو موثر حقیقی سمجھتے تھے حالانکہ موثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے تو جاہلیت کے اعتقاد کو باطل کرنے کے لیے آپ نے فرمایا غیلہ فی نفسہ کچھ نہیں اثر کر سکتا اور جس حدیث میں غیلہ کا ثبوت ملتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ موثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے یا یہ مطلب ہے کہ ممانعت تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

٣١٩٧۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يُعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ

٣١٩٧۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آزاد عورت سے عزل کیا جائے مگر اس کی اجازت سے۔ (ابن ماجہ)

٣١٩٨۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهَا فِي بَرِيرَةَ: ((خُذِيهَا فَأَعْتِقِيهَا)) وَ كَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا، فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا، وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣١٩٨۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بریرہ کے بارے میں فرمایا کہ تم بریرہ کو خرید لو پھر اس کو آزاد کر دو' چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیا جس وقت بریرہ آزاد ہوئی تھیں اس وقت ان کے خاوند غلام تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو ان کی ذات کے بارے میں اختیار دیا تو انہوں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور خاوند کو نہیں اختیار کیا۔ اگر ان کے خاوند پہلے سے آزاد ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ کو ترک نکاح کا اختیار نہیں دیتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت بریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول نہ کی

٣١٩٩۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا أَسْوَدَا، يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ؛ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ، يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِلْعَبَّاسِ: ((يَا عَبَّاسُ! أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ

٣١٩٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بریرہ کا خاوند سیاہ فام غلام تھا جس کو ''مغیث'' کہا جاتا تھا' یعنی اس کا نام مغیث تھا گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں بریرہ کے پیچھے پیچھے روتا ہوا پھر رہا تھا اور اس کا آنسو اس کے داڑھی پر ٹپک رہا تھا' یعنی بریرہ نے آزاد ہو کر اپنے آپ کو اپنے خاوند مغیث سے الگ کر لیا اور خاوند کو بریرہ سے بڑی محبت تھی تو

٣١٩٧۔ ضعیف، سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب العزل (١٩٢٨)، ابن لہیعہ اختلاط کی وجہ سے ضعیف اور امام زہری مدلس ہیں اور عن سے بیان کر رہے ہیں۔

٣١٩٨۔ صحيح بخاري كتاب المكاتب باب استعانة المكاتب (٢٥٦٣)، مسلم كتاب العتق باب انما الولاء لمن اعتق (١٥٠٤[٣٧٧٩])

٣١٩٩۔ صحيح بخاري كتاب الطلاق باب شفاعة النبيّ في زوج بريرة (٥٢٨٣)

مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ؟ وَ مِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا؟)) فَقَالَ النَّبِيُّ: ((لَوْ رَاجَعْتِهِ)) فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا أَشْفَعُ)) قَالَتْ: لاَ حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

جب بریرہ باہر نکلتیں تو اس کا خاوند بیوی کے پیچھے پیچھے روتا ہوا پھرتا تھا اور اس کا آنسو اس کے داڑھی پر بہتا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس منظر کو دیکھ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ عباس! کیا تم کو اس پر تعجب و حیرت نہیں ہے کہ مغیث کو بریرہ سے کس قدر محبت ہے اور بریرہ کو مغیث سے کس قدر نفرت ہے۔ تو نبی ﷺ نے ہمدردی کے طور پر بریرہ سے فرمایا کہ اے بریرہ' کاش! تم رجوع کر لو یعنی مغیث سے دوبارہ نکاح کر لو تو اچھا ہے۔ بریرہ نے کہا یا رسول! اللہ کیا آپ مجھے شرعی حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں سفارش کرتا ہوں' شرعی واجبی حکم نہیں دیتا۔ بریرہ نے کہا پھر مجھ کو اس سے دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۳۲۰۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تُعْتِقَ مَمْلُوْكَيْنِ لَهَا، زَوْجٌ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَبْدَأَ بِالرَّجُلِ قَبْلَ الْمَرْأَةِ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ

۳۲۰۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دو غلام خرید کر آزاد کرنے کا ارادہ کیا جو آپس میں میاں بیوی ہوں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے حکم دیا کہ تم پہلے مرد کو آزاد کرنا بعد میں عورت کو آزاد کرنا۔ (تاکہ عورت کو اختیار باقی نہ رہے) (ابوداؤد و نسائی)

۳۲۰۱۔ وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا: أَنَّ بَرِيْرَةَ عَتَقَتْ وَهِيَ عِنْدَ مُغِيْثٍ، فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَ قَالَ لَهَا: ((إِنْ قَرِبَكِ فَلاَ خِيَارَ لَكِ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۳۲۰۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بریرہ اس وقت آزاد ہوئیں جب کہ وہ مغیث کے نکاح میں تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اختیار دیا کہ چاہو تو اپنے خاوند کے پاس رہو یا الگ ہو جاؤ اگر اس آزاد ہونے کے بعد تمہارا خاوند تمہارے قریب آ گیا اور تم سے جماع کر لیا تو تمہیں فسخ نکاح کا اختیار باقی نہیں رہے گا۔ (ابوداؤد)

❀❀❀❀

۳۲۰۰۔ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی المملوکین یعتقان معاً (۲۲۳۷)، نسائی کتاب الطلاق باب خیار المملوکین (۳۴۷۶)، ابن ماجه (۲۵۳۲)، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن موہب ضعیف راوی ہے۔

۳۲۰۱۔ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب حتی متی یکون لھا الخیار (۲۲۳۶) محمد بن اسحاق بن یسار مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں کی۔

(۷) بَابُ الصِّدَاقِ

مہر کا بیان

جس چیز اور مال کے ہدیے میں نکاح کیا جاتا ہے اس کو ''مہر اور صداق'' کہتے ہیں نکاح میں مہر کا دینا ضروری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ وما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضة ﴾ (نساء) ''جن عورتوں سے نکاح کرو ان کے مقرر شدہ مہر ان کو دو۔'' ﴿ واتوا النساء صدقاتهن نحلة ﴾ (نساء) ''اور تم عورتوں کے مہروں کو خوشی خوشی ادا کرو''۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

قرآن کریم کی کچھ سورتیں بطور حق مہر

۳۲۰۲۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَاءَ تْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّيْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ لَكَ فَقَامَتْ طَوِيْلاً، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ فِيهَا حَاجَةٌ فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا؟)) قَالَ: مَا عِنْدِيْ إِلَّا إِزَارِيْ هٰذَا قَالَ: ((فَالْتَمِسْ وَلَوْخَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ)) فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا فَقَالَ: ((زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)) وَ فِيْ رِوَايَةٍ، قَالَ: ((انْطَلِقْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا، فَعَلِّمْهَا مِنَ الْقُرْآنِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۲۰۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنے نفس کو آپ کے سپرد کر دیا ہے آپ میرے بارے میں جو فیصلہ فرمائیں گے مجھے منظور ہے۔ (آپ نے کوئی جواب نہیں دیا) وہ دیر تک وہیں کھڑی رہی' ایک صحابی نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! اگر آپ کو ضرورت نہیں ہے تو میرا ہی نکاح کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا: کیا تیرے پاس مہر دینے کے لیے کچھ ہے اس نے کہا میرے پاس سوائے اس لنگی کے اور کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا: جا کر کچھ تلاش کر کے لے آ' اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔ وہ گیا اور تلاش کیا' واپس آ کر کہنے لگا کہ مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ آپ نے فرمایا: تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں' فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس قرآن مجید کے بدلہ میں میں نے تیرا اس عورت سے نکاح کر دیا ہے تو اسے جا کر قرآن مجید سکھا دو۔ (بخاری و مسلم)

ازواج مطہرات کا مہر

۳۲۰۳۔ وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: كَمْ كَانَ صَدَاقُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَتْ:

۳۲۰۳۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ ازواج مطہرات کا کتنا مہر تھا انہوں نے کہا کہ آپ کی ازواج

۳۲۰۲۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب السلطان ولی (۵۱۳۵)، مسلم کتاب النکاح باب الصداق (۱۴۲۵[۳۴۸۸])
۳۲۰۳۔ صحیح مسلم کتاب النکاح باب الصداق (۱۴۲۶[۳۴۸۹])

كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوْقِيَّةً وَنَشٌّ قَالَتْ: أَتَدْرِيْ مَا النَّشُّ؟ قُلْتُ: لَا قَالَتْ: نِصْفُ أُوْقِيَّةٍ، فَتِلْكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ نَشٌّ بِالرَّفْعِ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ)) وَفِيْ جَمِيْعِ الْأُصُوْلِ

مطہرات کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا' تم جانتے ہو نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نش آدھا اوقیہ ہے یہ سب ملا کر پانچ سو درہم ہوئے۔ (مسلم)

توضیح: پانچ سو چاندی کے درہم کے موجودہ روپیہ کے حساب سے ایک سو اکتیس روپے چار آنے ہوتے ہیں تو سوائے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے سب ازواج مطہرات کے ایک سو اکتیس روپے چار آنے مہر کے تھے ہر بیوی کا اتنا اتنا مہر تھا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر ۴۰۰۰ درہم تھا' جسے نجاشی بادشاہ نے اپنی طرف سے ادا کیا تھا جس کے ایک ہزار پانچ سو روپے ہوئے۔ اور حضرت فاطمہ کا مہر چار سو مثقال چاندی تھا جس کے ڈیڑھ سو روپے ہوتے ہیں ان سب کی پوری تفصیل مظاہر حق جلد سوم میں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

زیادہ حق مہر ناپسند کیا گیا

٣٢٠٤۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: أَلَا لَا تُغَالُوا صَدُقَةَ النِّسَاءِ، فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا وَ تَقْوَى عِنْدَ اللهِ، لَكَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ مَا عَلِمْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَكَحَ شَيْئًا مِنْ نِسَائِهِ، وَ لَا أَنْكَحَ شَيْئًا مِنْ بَنَاتِهِ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوْقِيَّةً۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَالدَّارِمِيُّ

٣٢٠٤۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خبردار! تم عورتوں کا مہر زیادہ بھاری مت باندھا کرو اگر زیادہ مہر باندھنا باعث عزت اور اللہ کے نزدیک باعث تقویٰ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے زیادہ مستحق تھے جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی بیوی اور کسی صاحبزادی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں باندھا تھا۔ (احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ و دارمی)

توضیح: پہلے بیان آ چکا ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اکثر ازواج مطہرات کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا حضرت عمر نے آدھا اوقیہ کو نہیں شمار کیا کسر کی وجہ سے کیونکہ شمار میں بعض مرتبہ کسر کو شمار نہیں کرتے اور حضرت ام حبیبہ کا مہر آپ نے نہیں مقرر کیا تھا بلکہ بادشاہ نجاشی نے مقرر کیا تھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر ایک سو پچاس روپیہ تھا ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہ ہو یا اکثریت کے لحاظ سے کہا ہو۔

کم حق مہر کی کچھ روایات

٣٢٠٥۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ

٣٢٠٥۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے اپنی بیوی کی مہر میں دو

٣٢٠٤۔ اسناده صحيح، مسند احمد ١/ ٤٠، ٤١، سنن ابی داؤد كتاب النكاح باب الصداق (٢١٠٦)، ترمذی كتاب النكاح باب٢٢ (١١١٤)، نسائی كتاب النكاح باب القسط فی الاصدقة (٣٣٥١)، ابن ماجه كتاب النكاح باب صداق النساء (١٨٨٧)، دارمی كتاب النكاح باب كم كانت مصور النساء النبیؐ ٢/ ١٩٠ ح ٢٢٠٠

٣٢٠٥۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب النكاح باب قلة المهر (٢١١٠)، ابن رومان مستور اور ابوالزبیر مدلس راوی ہیں اور سماع ثابت نہیں ہے۔

قَالَ: ((مَنْ أَعْطَى فِيْ صَدَاقِ امْرَأَتِهِ مِلْءَ كَفَّيْهِ سَوِيْقًا أَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

ہتھیلی بھر ستو یا کھجور دے دیے اس نے اپنی بیوی کو حلال کر لیا۔ (ابوداؤد) یعنی دونوں میاں بیوی اتنی مقدار کے لینے دینے پر راضی ہو جائیں تو نکاح ہو جائے گا۔

٣٢٠٦۔ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ فَزَارَةَ تَزَوَّجَتْ عَلَى نَعْلَيْنِ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرَضِيْتِ مِنْ نَفْسِكِ وَ مَالِكِ بِنَعْلَيْنِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ فَأَجَازَهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣٢٠٦۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی فزارہ کی ایک عورت نے ایک جوڑا جوتی پر ایک شخص سے نکاح کیا، یعنی مہر کے بدلے میں ایک جوڑا جوتی لینے پر راضی ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اپنے نفس کو دو جوتیوں کے بدلے میں حوالہ کر دیا اور تو اتنے مال سے راضی ہے؟ اس نے کہا: ہاں! آپ نے اس کے نکاح کو باقی رکھنے کے لیے اجازت دی۔ (ترمذی)

٣٢٠٧۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يُفْرِضْ لَهَا شَيْئًا، وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لاَ وَكْسَ وَ لاَ شَطَطَ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، وَلَهَا الْمِيْرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ، فَقَالَ: قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَأَةٍ مِنَّا بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ، فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ

٣٢٠٧۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس نے کچھ مہر مقرر نہیں کیا تھا اور نہ اس کے ساتھ جماع کیا اور وہ شخص مر گیا۔ بیوی کو مہر ملے گا یا نہیں، اور اس پر عدت ہے یا نہیں؟ اور اپنے خاوند کے مال میں سے وارث ہوگی یا نہیں؟ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ اس عورت کو مہر مثل ملے گا۔ یعنی اس کے خاندان میں عورتوں کا جو مہر مقرر ہوا کرتا ہے اتنا ملے گا نہ اس سے کم اور نہ زیادہ اور اس پر عدت بھی ہے اور اپنے خاوند کے مال میں سے وارث بھی ہوگی۔ یہ سن کر معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہمارے خاندان میں ایک عورت بروع بنت واشق کا بھی یہی معاملہ ہوا تھا کہ بغیر مہر مقرر کیے ہوئے نکاح ہوا تھا اور بغیر جماع کے اس کے خاوند کا انتقال ہو گیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ سے یہی مسئلہ پوچھا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے وہی جواب دیا جو تم نے جواب دیا ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی و دارمی) اس لیے یہ خوش ہوئے تھے کہ انہوں نے اس فتویٰ کے جواب دینے میں قیاس اور اجتہاد سے کام لیا تھا، انہیں یہ حدیث نہیں معلوم تھی تو ان کا اجتہاد حدیث کے موافق ہوا اور جو خوشی کا باعث بنا۔

٣٢٠٦۔ اسناده ضعيف، سنن الترمذى كتاب النكاح باب ماجاء فى مصور النساء (١١١٣)، عاصم بن عبیداللہ ضعیف راوی ہے۔

٣٢٠٧۔ صحيح، سنن ابى داؤد كتاب النكاح باب فيمن تزوج ولم يسع صداقا (٢١١٥)، ترمذى كتاب النكاح باب ماجاء فى الرجل يتزوج المراة فيموت (١١٤٥)، نسائى كتاب النكاح باب اباحة التزوج بغير صداق (٣٣٥٨)، دارمى كتاب النكاح باب الرجل يتزوج المراة فيموت ٢/ ٢٠٧ ح ٢٢٤٦

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر نجاشی نے ادا کیا

۳۲۰۸۔ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّهَا كَانَتْ، تَحْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ، فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ أَمْهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلافٍ وَ فِيْ رِوَايَةٍ: أَرْبَعَةَ آلافِ دِرْهَمٍ، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَعَ شُرَحْبِيْلِ بْنِ حَسَنَةَ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالنِّسَائِيُّ

۳۲۰۸۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں حبشہ میں جا کر عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں' عدت ختم ہونے کے بعد نجاشی بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ام حبیبہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کر دیا اور اپنے پاس سے چار ہزار مہر ام حبیبہ کو دیا اور شرحبیل بن حسنہ کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ بھیج دیا۔ (ابوداؤد' نسائی)

توضیح: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام ''رملہ'' تھا اور ام حبیبہ کنیت تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے سترہ سال پہلے پیدا ہوئیں اور عبداللہ بن جحش سے عقد ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو مشرف بہ اسلام ہوئیں اور حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کی بیٹی حبیبہ جن کی کنیت کے ساتھ وہ مشہور ہیں حبشہ ہی میں پیدا ہوئیں حبشہ میں جا کر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے عیسائیت قبول کر لی لیکن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اسلام ہی پر قائم رہیں۔ اختلاف مذہب کی بنا پر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے ان سے علیحدگی اختیار کی اور چند دنوں کے بعد مر گئے اور اب وہ وقت آ گیا کہ ان کو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المؤمنین بننے کا بھی شرف حاصل ہو جائے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ الضمری کو نجاشی کی خدمت میں بغرض نکاح بھیجا جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو نجاشی نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعے سے پیغام دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہارے نکاح کے لیے لکھا ہے انہوں نے خالد بن سعید اموی کو وکیل مقرر کیا اور اس مژدہ کے صلہ میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں دیں' جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا جس کے یہ الفاظ ہیں: **الحمد للّٰه الملك القدوس السلام المومن المهيمن العزيز الجبار اشهد ان لا اله الا اللّٰه و ان محمدا عبده ارسله بالهدیٰ و دين الحق ليظهره على الدين كله و لو كره المشركون' اما بعد فقد اجبت الى ما دعا اليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم و قد اصدقتها اربع مئة دينار ذهبا.** یعنی حمد صلوٰۃ کے بعد جس چیز کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا تھا میں نے اسے قبول کر لیا اور چار سو سونے کے دینار میں نے ام حبیبہ کا مہر مقرر کیا اور پھر وہ چار سو اشرفیاں سب لوگوں کے سامنے رکھ کر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف سے چار سو دینار مہر ادا کر دیا۔ حضرت خالد بن سعید کو یہ رقم دی پھر خالد بن سعید نے یہ کہا۔

الحمد للّٰه واحمده واستعينه واستغفره و اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له و ان محمدا عبده و رسوله بالهدى و دين الحق ليظهر على الدين كله و لو كره المشركون.

امابعد فقد اجبت الى ما دعا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم و زوجته ام حبيب بنت ابى سفيان فبارك اللّٰه لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا میں نے اسے قبول کیا اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا نکاح

۳۲۰۸۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب النكاح باب الصداق (۲۱۰۷، ۲۱۰۸)، نسائى كتاب النكاح باب القسط فى الاصدقة (۳۳۵۲)

آپ سے کر دیا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو برکت دے۔ (مواہب لدنیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) نکاح ہو جانے کے بعد لوگ اٹھنے لگے تو نجاشی بادشاہ نے کہا ولیمہ کی دعوت تمام نبیوں کی سنت ہے ابھی بیٹھ جاؤ ولیمہ کھا کر جانا ابھی بیٹھنا چاہیے۔ چنانچہ کھانا آیا لوگ کھا کر رخصت ہوئے جب مہر کی رقم ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو ملی تو انہوں نے پچاس دینار ابرہہ لونڈی کو بخشش میں دیے لیکن اس نے اس رقم کو ان کنگنوں کے ساتھ جو پہلے ملے تھے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ بادشاہ نے مجھ کو منع کر دیا ہے۔ دوسرے روز ان کی خدمت میں عود زعفران عنبر وغیرہ لے کر آئیں جن کو وہ اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائیں جب نکاح کے تمام رسومات ادا ہو گئے تو نجاشی نے ان کو شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔

قبولیت اسلام حق مہر

٣٢٠٩۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: تَزَوَّجَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سَلِيمٍ، فَكَانَ صِدَاقَ مَا بَيْنَهُمَا الإِسْلَامُ، أَسْلَمَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَبْلَ أَبِي طَلْحَةَ، فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ، فَإِنْ أَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ فَأَسْلَمَ، فَكَانَ صَدَاقَ مَا بَيْنَهُمَا۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

٣٢٠٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم سے نکاح کیا اور ان دونوں کے درمیان مہر اسلام لانا مقرر رہا، یعنی ام سلیم ابو طلحہ سے پہلے اسلام لے آئیں۔ ابو طلحہ کافر ہی رہے تو کفر کی حالت میں ام سلیم کے پاس اپنے نکاح کا پیغام بھیجا تو ام سلمہ نے کہا میں مسلمان ہو چکی ہوں اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو میں تم سے نکاح کر لوں گی؛ چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تو ان دونوں کے درمیان میں ابو طلحہ کا اسلام لانا مہر مقرر رہا۔ (نسائی)

❁❁❁❁

٣٢٠٩۔ صحیح، سنن النسائی کتاب النکاح باب التزویج علی الاسلام (٣٣٤٣)

(۸) بَابُ الْوَلِیْمَۃِ

ولیمہ کا بیان

ولیمہ التیام سے مشتق ہے جس کے معنی اجماع، جمع ہونے اور ملنے کے ہیں۔ میاں بیوی کے اجتماع و ملاقات کے بعد شکریہ کے طور پر جو کھانا کھلایا جاتا ہے اس کو ''ولیمہ'' کہتے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک ولیمہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت اور بعض کے نزدیک مستحب ہے۔ حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا نکاح

۳۲۱۰۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَاٰیَ عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَۃٍ فَقَالَ: ((مَاھٰذَا))؟ قَالَ اِنِّی تَزَوَّجْتُ امْرَأَۃً عَلٰی وَزْنِ نَوَاۃٍ مِنْ ذَھَبٍ قَالَ ((بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۳۲۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کے کپڑوں میں زردی کا نشان دیکھ کر دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے کھجور کی گٹھلی بھر سونے کے مہر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے تم ولیمہ کرواگرچہ ایک بکری ہی ہو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: وزن نوات ایک سکہ ہے جو پانچ درہم کے برابر ہوتا ہے جیسے اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور نش بیس درہم کا ہوتا ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ وزن نوات تین درہم کے برابر ہوتا ہے، یعنی تین پانچ درہم مہر کے لیے مقرر کیا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین یا پانچ درہم کا مہر مقرر کیا جاسکتا ہے۔ دس درہم دینا ضروری نہیں ہے اور ولیمہ کرنا سنت ہے اگرچہ ایک ہی بکری ہو، یعنی حیثیت والے کے لیے اس کے حیثیت کے مطابق ہونا چاہیے جس کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔

سیدہ زینب کے ولیمے میں بکری کے گوشت سے دعوت

۳۲۱۱۔ وَعَنْہُ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی اَحَدٍ مِنْ نِسَائِہٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰی زَیْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاۃٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۳۲۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کے نکاح میں اتنا ولیمہ نہیں کیا جتنا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح میں کیا تھا۔ آپ نے ان کے نکاح میں ایک بکری کا ولیمہ کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

۳۲۱۰۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب قول اللہ تعالیٰ واتوالنساء (۵۱۴۸)، مسلم کتاب النکاح باب الصداق ۱۴۲۷[۳۴۹۰]

۳۲۱۱۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب الولیمۃ ولو بشاۃ (۵۱۶۸)، مسلم کتاب النکاح باب زواج زینب بنت حجش ۱۴۲۸[۳۵۰۳]

۳۲۱۲۔ وَعَنْهُ ؓ قَالَ اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَنٰى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَاَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۲۱۲۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب زینب سے نکاح کیا اور ان سے ہمبستر ہوئے تو ان کے ولیمے میں آپ نے لوگوں کو پیٹ بھر گوشت روٹی کھلایا۔ (بخاری)

۳۲۱۳۔ وَعَنْهُ ؓ قَالَ اِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَ تَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَاَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۲۱۳۔ حضرت انس ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کو آزاد کر کے نکاح کر لیا اور ان کا آزاد کرنا مہر مقرر کیا اور شب باسی کے بعد حیس کا ولیمہ کھلایا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: حیس اس کھانے کو کہتے ہیں جو کھجور، گھی اور پنیر وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔ یعنی مالیدہ یا حلوہ۔

سیدہ صفیہ کے ولیمے میں کوئی گوشت نہیں تھا

۳۲۱۴۔ وَعَنْهُ ؓ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ وَمَاكَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيْهَا اِلَّا اَنْ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرُ وَالْاَقِطُ وَالسَّمْنُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۲۱۴۔ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے بعد خیبر اور مدینہ کے درمیان تین رات تک قیام کیا اور حضرت صفیہ ؓ سے وہیں نکاح کر کے شب باسی کی اور ولیمہ کے لیے مسلمانوں کو دعوت دی تو سب لوگ آ گئے آپ نے حکم دیا کہ دستر خوان بچھایا جائے۔ دستر خوان بچھایا گیا اور اس پر کھجور اور پنیر اور گھی رکھا گیا۔ گوشت اور روٹی نہیں تھی صرف یہی چیزیں تھیں۔ (بخاری)

۳۲۱۵۔ وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ ؓ قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۳۲۱۵۔ حضرت صفیہ بنت شیبہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کے ولیمہ میں دو مد کا ولیمہ کیا تھا، یعنی دو مد جو کی روٹی کھلائی تھی۔ (بخاری)

جب دعوت دی جائے تو قبول کرے

۳۲۱۶۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَادُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْ تِهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ اَوْ نَحْوَهٗ۔

۳۲۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو اسے آ جانا چاہیے۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے جس کو دعوت دی جائے اسے قبول کرنی چاہیے خواہ شادی کی دعوت ہو یا اور کسی کی دعوت ہو۔ (مسلم)

۳۲۱۲۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة الاحزاب باب لا تدخلوا بیوت النبیؐ (۴۷۹۴)

۳۲۱۳۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب الولیمة ولو بشاة (۵۱۶۹)، مسلم کتاب النکاح باب فضیلة اعتاقه امنه ثم تیزوجھا (۱۳۶۵[۳۳۲۱])

۳۲۱۴۔ صحیح بخاری کتاب المعازی باب غزوة خیبر (۴۲۱۳)

۳۲۱۵۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب من اولم باقل من شاة (۵۱۷۲)

۳۲۱۶۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب حق اجابة الولیمة (۵۱۷۳)، مسلم کتاب النکاح باب الامر باجابة الداعی (۱۴۲۹[۳۵۰۹، ۳۵۱۳])

۳۲۱۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِذَادُعِیَ اَحَدُ کُمْ اِلٰی طَعَامٍ فَلْیُجِبْ فَاِنْ شَاءَ طَعِمَ وَاِنْ شَاءَ تَرَکَ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۳۲۱۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی کو کھانے کے لیے بلایا جائے تو اس کو آ جانا چاہیے اگر طبیعت چاہے تو کھائے اگر طبیعت چاہے نہ کھائے۔ (مسلم)

ولیمے کا سب سے برا کھانا

۳۲۱۸۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَۃِ یُدْعٰی لَھَا الْاَ غْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَکَ الدَّعْوَۃَ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۳۲۱۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولیمہ کا وہ کھانا برا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جائے۔ جس نے دعوت کا انکار کیا اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری و مسلم)

۳۲۱۹۔ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَ نْصَارِیِّ قَالَ کَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ یُکْنٰی اَبَا شُعَیْبٍ کَانَ لَہٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِیْ طَعَامًا یَکْفِیْ خَمْسَۃً لَعَلِّیْ اَدْعُو النَّبِیَّ ﷺ خَامِسَ خَمْسَۃٍ فَصَنَعَ لَہٗ طُعَیْمًا ثُمَّ اَتَاہُ فَدَ عَاہُ فَتَبِعَھُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((یَا اَبَا شُعَیْبٍ اِنَّ رَجُلاً تَبِعَنَافَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَہٗ وَاِنْ شِئْتَ تَرَکْتَہٗ فَقَالَا بَلْ اَذِنْتُ لَہٗ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۳۲۱۹۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ ایک انصار ابوشعیب کا غلام تھا جو گوشت بیچا کرتا تھا تو ابوشعیب نے اپنے غلام سے کہا کہ تم میرے لیے کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کے لیے کافی ہو جائے میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت کروں گا ان پانچوں میں سے ایک نبی ﷺ ہوں گے تو اس نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو دعوت میں لے جانے لگے تو ان کے پیچھے ایک آدمی بھی چلا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ابوشعیب! ایک آدمی ہمارے ساتھ چلا آیا ہے جس کی دعوت نہیں تھی اگر تم چاہو تو اس کو لے چلو اور کھانا کھلا دو اور اگر چاہو تو اس کو واپس کر دو۔ ابوشعیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کو اجازت دیتا ہوں یہ بھی چلے اور کھانا کھا آئے۔ (بخاری و مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

۳۲۲۰۔ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَوْلَمَ عَلٰی صَفِیَّۃَ بِسَوِیْقٍ وَتَمْرٍ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

۳۲۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کے ولیمہ میں ستو اور کھجور کھلایا تھا۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ و احمد)

نبی کریم ﷺ کا حضرت علی کے گھر سے واپس چلے جانا

۳۲۲۱۔ وَعَنْ سَفِیْنَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً ضَافَ عَلِیَّ

۳۲۲۱۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مہمان حضرت علی رضی اللہ عنہ

۳۲۱۷۔ صحیح مسلم کتاب النکاح باب الامر باجابۃ الداعی (۱۴۳۰[۳۵۱۸])

۳۲۱۸۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب من ترک الدعوۃ (۵۱۷۷)، مسلم کتاب النکاح باب الامر باجابۃ الداعی (۱۴۳۲[۳۵۲۱])

۳۲۱۹۔ صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب الرجل یدعی الی طعام (۵۴۶۱)، مسلم کتاب الاشربۃ باب ما یفعل الضیف اذا تبعہ (۲۰۳۶[۵۳۰۹])

۳۲۲۰۔ صحیح، مسند احمد ۳/ ۱۱۰، سنن ابی داؤد کتاب الاطعمۃ باب فی استجاب الولیمۃ (۳۷۴۴)، ترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی الولیمۃ (۱۰۹۵)، ابن ماجہ کتاب النکاح باب الولیمۃ (۱۹۰۹)

بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لَوْدَعَوْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَاْكُلَ مَعَنَا فَدَعَوْهُ فَجَاءَ فَوَضَعَ یَدَیْهِ عَلٰی عِضَادَ فِی الْبَابِ فَرَاَی الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ فِیْ نَاحِیَةِ الْبَیْتِ فَرَجَعَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَارَدَّكَ قَالَ اِنَّهٗ لَیْسَ لِیْ اَوْلِنَبِیٍّ اَنْ یَّدْ خُلَ بَیْتًا مُزَوَّقًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ۔

کے یہاں آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے کھانا تیار کرایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو بلالیں اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائیں تو بڑا اچھا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے جب آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دروازے کی چوکھٹ پر رکھا تو آپ نے گھر کے گوشے میں ایک پردہ لٹکایا ہوا دیکھا تو دروازے سے واپس چلے گئے گھر کے اندر نہیں تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا پیچھا کیا اور کہا یا رسول اللہ! آپ کیوں واپس تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے لیے یا کسی نبی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی زینت والے گھر میں داخل ہو۔ (احمد وابن ماجہ)

توضیح: قرام باریک منقش پردے کو کہتے ہیں ایسا پردہ اہل بیت کے لیے مناسب نہیں تھا' کیونکہ فضول خرچی کے علاوہ اصل مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے' اس لیے آپ ﷺ نے جھڑکی کے طور پر ایسا کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس دعوت میں کوئی خلاف شریعت کام ہو نہ وہاں جانا چاہیے اور اگر چلا گیا ہے تو وہاں سے واپس آ جانا چاہیے۔

٣٢٢٢۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بِنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنْ دُعِیَ فَلَمْ یُجِبْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰی غَیْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغْیِرًا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

٣٢٢٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو دعوت دی گئی اور اس نے دعوت کو قبول نہیں کیا تو اس نے خدا ورسول کی نافرمانی کی اور جس نے بغیر دعوت کے کسی کے یہاں جا کر دعوت کھائی تو وہ چور ہو کر داخل ہوا اور لٹیرا ہو کر واپس ہوا۔ (ابوداؤد)

٣٢٢٣۔ وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِیَانَ فَاَجِبْ اَقْرَبَهُمَا بَابًا وَاِنْ سَبَقَ اَحَدُهُمَا فَاَجِبِ الَّذِیْ سَبَقَ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ۔

٣٢٢٣۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو دعوت دینے والے ساتھ ساتھ دعوت دینے کے لیے آئیں تو ان دونوں میں سے جس کا گھر زیادہ قریب ہو اس کی دعوت قبول کرلو اور جو ان میں سے پہلے آ جائے تو پہلے آنے والے کی دعوت قبول کرلو۔ (ابوداؤد واحمد)

٣٢٢٤۔ وَعَنْ ابِنْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((طَعَامُ اَوَّلِ یَوْمٍ حَقٌّ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّانِیْ سُنَّةٌ وَطَعَامُ یَوْمَ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ وَمَنْ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ۔

٣٢٢٤۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولیمے میں پہلے دن کھانا حق ہے اور دوسرے دن کا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا سنانا اور دکھاوا ہے اور جب سنانے کے لیے کوئی کام کرے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو سنوا دے گا اور اس کو رسوا و ذلیل کرے گا۔ (ترمذی)

٣٢٢١۔ حسن، مسند احمد ٥/ ٢٢٠۔٢٢١، سنن ابن ماجه كتاب الاطعمة باب اذا رائی الضيف منكراً رجع (٣٣٦٠، ٣٧٥٥)

٣٢٢٢۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب ماجاء فی اجابة الدعوة (٣٧٤١)، درست بن زیاد ضعیف اور ابان بن طارق مجہول راوی ہے۔

٣٢٢٣۔ اسناده ضعيف، مسند احمد ٥/ ٤٠٨، سنن ابی داؤد كتاب الاطعمة باب اذا اجتمع داعيان (٣٧٥٦) ابوخالد دالانی مدلس راوی ہے اور عن سے بیان کر رہا ہے۔

٣٢٢٤۔ ضعيف، سنن الترمذی كتاب النكاح باب ماجاء فی الوليمة (١٠٩٧) عطاء بن السائب مختلط راوی ہے۔

توضیح: پہلے دن کا کھانا حق ہے' یعنی بعض لوگوں کے نزدیک پہلے دن کا کھانا کھلانا واجب ہے یا ثابت ہے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا ریا و نمود ہے اور ریا و نمود سے بچنا چاہیے۔

دعوتوں میں مقابلہ کی مذمت

٣٢٢٥- وَعَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ اَنْ يُّوْكَلَ- رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ مُحْيِ السُّنَّةِ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ عَنْ عِكْرَمَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً-

٣٢٢٥- حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مقابلہ کرنے والوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداود)

توضیح: متبارئین۔ دعوت میں دو مقابلہ کرنے والے۔ یعنی ایک دعوت دینے والا یہ چاہتا ہے کہ میں دوسرے سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو دعوت دوں اور دوسرا مد مقابل یہ چاہتا ہے کہ میں اس سے آگے بڑھ جاؤں' تو ایسے لوگ فخر' غرور' گھمنڈ اور ریا و نمود کے طور پر اس قسم کی دعوتیں دیتے ہیں تو ایسے آدمی کے یہاں نہ دعوت کھانے جانا چاہیے اور نہ ان کی دعوت قبول کرنی چاہیے' جیسا کہ نیچے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٢٢٦- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَبَارِيَانَ لَا يُجَابَانَ وَلَا يُؤْكَلُ طَعَامُهُمَا قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ يَعْنِي الْمُتَعَارِضَيْنِ بِالضِّيَافَةِ فَخْرًا وَّرِيَاءً-

٣٢٢٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مقابلہ کرنے والوں کی دعوت کو نہ قبول کرو اور نہ ان کا کھانا کھاؤ۔ (بیہقی)

٣٢٢٧- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اِجَابَةِ طَعَامِ الْفٰسِقِيْنَ-

٣٢٢٧- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاسق لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (بیہقی)

مسلمان بھائی کی دعوت پر زیادہ سوال جواب نہ کیے جائیں

٣٢٢٨- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمْ عَلٰى اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فَلْيَاكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَلَا يَسْاَلْ وَيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهٖ وَلَا يَسْاَلْ))۔ رَوَى الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ هٰذَا اِنْ صَحَّ فَلِاَنَّ الظَّاهِرَ اَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يُطْعِمُهٗ وَلَا يُسْقِيْهِ اِلَّا مَاهُوَ حَلَالٌ عِنْدَهٗ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے مسلمان بھائی کے یہاں جاؤ تو وہ جو کھانا تمہیں کھلائے کھا لو اور جو وہ پانی پلائے پی لو۔ اس سے یہ نہ پوچھو کہ یہ کھانا کیسا ہے؟ کہاں سے لائے اور یہ پانی کیسا ہے' کہاں سے لائے؟ یعنی جب وہ مسلمان ہے تو وہ جائز اور حلال ہی کھانا کھلائے گا اور حلال ہی پانی پلائے گا۔ ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔

٣٢٢٥- صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الاطعمة باب فی طعام المتبارین (٣٧٥٤)، شرح السنة ٩/ ١٤٤ ح ٢٣١٩ والصحیحه ٦٢٦

٣٢٢٦- حسن، شعب الایمان للبیهقی (٦٠٦٨)، شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٣٢٢٧- اسناده ضعیف جدا، شعب الایمان للبیهقی (٥٨٠٣)، ابوعبدالرحمٰن السلمی کذاب ہے۔

٣٢٢٨- صحیح، شعب الایمان للبیهقی (٥٨٠١)، حاکم ٤/ ١٢٦

بَابُ الْقَسْمِ

بیویوں کے پاس رہنے سہنے کی باری مقرر کرنا

عورتوں کا حق مردوں پر ہے اور مردوں کا حق بھی عورتوں پر ہے۔ عورتوں کا حق مردوں پر یہ ہے کہ مرد عورتوں کی نگرانی کریں، نان و نفقہ اور کھانے پینے کا خیال رکھیں، اور جب ایک سے زیادہ دو تین چار تک عورتیں ہوں تو سب کے درمیان انصاف کرے اور شب باشی کے لیے ہر رات کے لیے علیحدہ علیحدہ باری مقرر کر لے کسی کی حق تلفی نہ ہونے پائے، اگر بھول چوک سے کچھ غلطی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرنا چاہیے لیکن قصداً ایک ہی کی طرف مائل ہونا اور دوسری کو معلق رکھنا اور اس کے حقوق زوجیت کو نہ ادا کرنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وان امراۃ خافت من بعلها نشوزا او اعراضا فلا جناح علیهما ان یصلحا بینهما صلحا والصلح خیر واحضرت الانفس الشح و ان تحسنوا و تتقوا فان اللّٰه کان بما تعملون خبیرا ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروها کالمعلقة و ان تصلحوا و تتقوا فان اللّٰه کان غفورا رحیما و ان یتفرقا یغن اللّٰه کلا من سعته و کان اللّٰه واسعا حکیما﴾

''اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بد دماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں۔ صلح بہت بہتر چیز ہے۔ طمع ہر نفس میں حاضر کر دی گئی ہے اگر تم اچھا سلوک کرو، اور پرہیزگاری کرو، تو تم جو کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبردار ہے۔ تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو گو تم اس کی کتنی ہی آرزو کرو۔ پس بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہو کر کے دوسری کو ادھر لٹکتی ہوئی نہ چھوڑو۔ اگر تم اصلاح کرو اور احتیاط کرو تو بیشک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے، اور اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا اللہ تعالیٰ وسعت والا حکمت والا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے درمیان عدل کرتے تھے اور باری مقرر فرما کر ہر ایک کا حق پورا کرتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ اپنی بیویوں کے درمیان باری کی رعایت کرتے اور باری میں انصاف فرماتے ذرا سی بھی کمی بیشی نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود بھی فرماتے: اے اللہ! جس قدر میری طاقت میں تھا میں نے بیویوں کے درمیان برابر کی تقسیم کی ہے اور جو میرے قبضہ میں نہیں ہے تو اس کا مالک ہے اس میں میری پکڑ نہ کرنا۔ (ابوداؤد، ترمذی ونسائی)

یعنی اگر محبت میں کمی بیشی ہو جائے تو میری پکڑ کیجیے کیونکہ بشر ہونے کی حیثیت سے اس کا امکان ہے۔ اگر کوئی پہلی بیوی کی موجودگی میں کسی کنواری سے نکاح کرے تو اس کنواری کے پاس سات دن رہ کر پھر باری مقرر کرے اور اگر بیوہ نکاح میں لایا ہے تو تین دن اس کے پاس رہ کر باری مقرر کرے۔ (بخاری ومسلم) اگر کوئی بیوی خوشی سے اپنی باری معاف کر دے اور اپنے حق کو چھوڑ دے تو باقی کے پاس رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

اپنی سوکن کے لیے ایثار کرنا

٣٢٢٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قُبِضَ عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ وَكَانَ يَقْسِمُ مِنْهُنَّ لِثَمَانٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٢٢٩۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس وقت انتقال ہوا' اس وقت آپ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں جن سے آٹھ کی باری مقرر کر رکھی تھی۔ (بخاری و مسلم) اور ایک کی باری نہیں تھی کیونکہ انہوں نے اپنا حق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا۔

توضیح: جو بیویاں آخری زندگی تک آپ کے نکاح میں تھیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (۱) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (۲) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (۳) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا (۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (۵) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (۶) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا (۷) حضرت زینب رضی اللہ عنہا (۸) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا (۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان میں سے آٹھ کے لیے نوبت اور باری کی تقسیم تھی مگر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بخوشی اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی' اس لیے ان کی باری ساقط ہو گئی تھی۔

٣٢٣٠۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ سَوْدَةَ لَمَّا كَبُرَتْ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِيْ مِنْكَ لِعَائِشَةَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَيْنِ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٢٣٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہو گئیں تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں بڑھی ہو چکی ہوں میں اپنا حق اور باری عائشہ کو دے دیتی ہوں۔ تو اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ دو دن رہنے لگے ایک دن تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کا ہے اور دوسرا دن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا۔ (بخاری و مسلم)

بیویوں سے اجازت لینا

٣٢٣١۔ وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْأَلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَيْنَ اَنَا غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَاذِنَ لَهٗ اَزْوَاجُهٗ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ وَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

٣٢٣١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا ہے آپ بار بار دریافت کرتے تھے کہ میں کل کہاں رہوں گا' اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کب آئے گی تو سب بیویوں نے آپ کو اس بات کی اجازت دے دی کہ جہاں آپ کا جی چاہے رہیں تو ان سب کی اجازت سے مرتے دم تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ (بخاری)

بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرنا

٣٢٣٢۔ وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

٣٢٣٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب آپ سفر کا ارادہ کرتے تو

٣٢٢٩۔ صحيح بخارى كتاب النكاح باب كثرة النساء (٥٠٦٧)، مسلم كتاب الرضاع باب جواز هبتها نوبتها (١٤٦٥[٣٦٣٣])

٣٢٣٠۔ صحيح بخارى كتاب النكاح باب المراة تهب يومها (٥٢١٢)، مسلم كتاب فضائل الصحابه باب فضل عائشه رضی اللہ عنہا (٢٤٤٣[٦٢٩٢])

٣٢٣١۔ صحيح بخارى كتاب الشهادات باب القرعة فى المشكلات (٢٦٨٨)، مسلم كتاب الرضاع باب قدر ما تستحقه البكر (١٤٦١[٣٦٢٦])

إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اپنے بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تو جس بیوی کا نام قرعہ میں نکل آتا آپ اس کو اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ (بخاری و مسلم)

بیویوں کے درمیان دنوں کی تقسیم

۳۲۳۳۔ وَعَنْ أَبِي قِلَابَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ أَقَامَ عِنْدَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۲۳۳۔ ابوقلابہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سنت سے یہ ہے کہ اگر کوئی پہلی بیوی کے موجودگی میں کسی کنواری لڑکی سے نکاح کرے تو اس کنواری کے پاس سات دن رہ کر باری مقرر کرے اور اگر پہلی بیوی کے موجودگی کسی بیوہ سے نکاح کیا ہے تو اس کے پاس تین دن رہ کر پھر باری مقرر کرے۔ ابوقلابہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کیا ہے۔ (بخاری و مسلم) یعنی سنت سے رسول کی سنت مراد ہے۔

۳۲۳۴۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِينَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ وَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَإِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَكِ وَدُرْتُ قَالَتْ ثَلِّثْ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ لَهَا لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَ لِلثَّيِّبِ ثَلٰثٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۲۳۴۔ حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو دوسرے دن صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تمہارے لیے اس میں کوئی ذلت کی بات نہیں ہے اگر تم چاہو تو تمہارے پاس سات روز رہوں اور سات سات روز دوسری بیویوں کے پاس بھی رہوں، اور اگر تم چاہو تو تمہارے پاس تین روز رہوں، پھر باری مقرر کردوں تو انہوں نے کہا کہ آپ تین دن رہیے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ کنواری کے لیے سات دن ہے اور بیوہ کے لیے تین دن ہے۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

بیویوں کے درمیان انصاف

۳۲۳۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا قِسْمِيْ فِيْمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا

۳۲۳۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی باری مقرر فرماتے اور ان کے درمیان میں انصاف فرماتے، پھر یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ خدایا جو میرے بس میں تھا اس کی یہ باری مقرر کردی اور جس

۳۲۳۲۔ صحيح بخارى كتاب النكاح باب القرعة فى المشكلات (۲۸۸)، مسلم كتاب التوبة باب فى حديث الافك (۲۷۷۰) [۷۰۲۰]

۳۲۳۳۔ صحيح بخارى كتاب النكاح باب اذا تزوج الثيب على البكر (۵۲۱۴)، مسلم كتاب الرضاع باب قدر ماتستحقه البكر (۱۴۶۱) [۳۶۲۶]

۳۲۳۴۔ صحيح مسلم كتاب الرضاع باب قدر ما تستحقه البكر (۱۴۶۰) [۳۶۲۱، ۳۶۲۲]

۳۲۳۵۔ سنن الترمذى كتاب النكاح باب ماجاء فى التسوية بين الضرائر (۱۱۴۰)، ابوداؤد كتاب النكاح باب فى القسم بين النساء (۲۱۳۴)، النسائى كتاب عشرة النساء باب ميل الرجل الى بعض نسائه (۳۳۹۰)، ابن ماجه كتاب النكاح باب ميل الرجل الى بعض نسائه (۳۳۹۵)، ابن ماجه كتاب النكاح باب القسمة بين النساء (۱۹۷۱)، دارمى كتاب النكاح باب فى القسمة بين النساء (۲/ ۱۹۳ ح ۲۲۰۷)

اَمْلِكُ۔ رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ۔

کا میں مالک نہیں ہوں اس میں مجھے ملامت نہ کیجیے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ ودارمی)

توضیح: یعنی سب کے درمیان یہ باری انصاف کے ساتھ مقرر کر رکھی ہے لیکن کسی کے ساتھ زیادہ محبت ہو یا کم تو اس میں میری ملامت نہ کیجیے کیونکہ دلی محبت کا مالک تو ہے۔

۳۲۳۶۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَاَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

۳۲۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے نکاح میں دو عورتیں ہوں اور اس نے ان کے درمیان انصاف نہیں کیا تو قیامت کے روز وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہو گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ ودارمی)

توضیح: یعنی قیامت میں وہ ذلیل و رسوا ہوگا اور یہ سزا صرف دو ہی پر موقوف نہیں ہے بلکہ اگر تین ہوں چار ہوں تب بھی یہی سزا ہوگی۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

ام المومنین کے جنازے کا احترام

۳۲۳۷۔ عَنْ عَطَاءٍ رحمہ اللہ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفٍ فَقَالَ هٰذِهِ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا وَارْفُقُوْا بِهَا فَاِنَّهُ كَانَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعُ نِسْوَةٍ كَانَ يَقْسِمُ مِنْهُنَّ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ قَالَ عَطَاءٌ الَّتِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقْسِمُ لَهَا بَلَغَنَا اَنَّهَا صَفِيَّةُ وَكَانَتْ اٰخِرَهُنَّ مَوْتًا مَاتَتْ بِالْمَدِيْنَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ زَرِيْنٌ قَالَ غَيْرُ عَطَاءٍ هِيَ سَوْدَةُ وَ هُوَ اَصَحُّ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ حِيْنَ اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَلَاقَهَا فَقَالَتْ لَهُ اَمْسِكْنِيْ وَقَدْ وَهَبْتُ يَوْمِيْ لِعَائِشَةَ لَعَلِّيْ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ نِسَائِكَ فِي الْجَنَّةِ۔

۳۲۳۷۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے میں مقام سرف میں شریک تھے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی کا جنازہ ہی تو جب تم ان کی لاش اٹھاؤ تو نہ زیادہ جنبش دو اور نہ زیادہ حرکت دو بلکہ آہستہ آہستہ نرمی سے لے چلو۔ نبی ﷺ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں' ان میں سے آٹھ کی باری مقرر کر رکھی تھی اور ایک کی باری نہیں مقرر فرمائی تھی کیونکہ انہوں نے اپنی باری دوسری کو ہبہ کر دی تھی۔ عطاء نے کہا جس کی باری آپ نے مقرر نہیں کی تھی ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں جن کا مدینہ میں سب بیویوں کے بعد آخر میں انتقال ہوا ہے۔ (بخاری ومسلم) رزین نے کہا کہ عطاء کے علاوہ دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ وہ بیوی جن کی باری آپ نے نہیں مقرر کی تھی۔ وہ سودہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی جب کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کر لیا تھا تو انہوں نے کہا آپ مجھے طلاق نہ دیجیے۔ اپنے نکاح میں رکھے رہیے تاکہ میں جنت میں آپ کی بیویوں میں شامل رہوں اور میں اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کرتی ہوں۔ یہی صحیح ہے۔

۳۲۳۶۔ صحیح، ابی داؤد کتاب النکاح باب فی القسم بین النساء (۲۱۳۳)، ترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی التسویة بین الضرائر (۱۱۴۱)، نسائی کتاب عشرة النساء باب میل الرجل الی بعض نسائه (۳۳۹۴)، ابن ماجه کتاب النکاح باب القسمة بین النساء (۱۹۶۹)، دارمی کتاب النکاح باب فی العدل بین النساء ۲/ ۱۹۳ ح ۲۲۰۶)

۳۲۳۷۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب کثرة النساء (۵۰۶۷)، مسلم کتاب الرضاع باب جواز هبتها نوبتها لضرتها (۱۴۶۵[۳۶۳۳])

بَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ وَمَا لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنَ الْحُقُوْقِ

عورتوں کے ساتھ میل جول رکھنے اور ان کے حقوق کا بیان

عورتوں کے ساتھ نرمی کرنا اور اچھائی کے ساتھ پیش آنا نہایت ضروری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وعاشروهن بالمعروف فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئا و يجعل الله فيه خيرا﴾ (النساء)

''تم عورتوں کے ساتھ نہایت خوش اسلوبی سے زندگی بسر کرو' اگر وہ تمہیں پسند نہیں ہیں تو ممکن ہے کہ تم کو ایک چیز پسند نہ آئے اور خدا نے اس میں بڑی خوبی رکھی ہے۔''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک

٣٢٣٨۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَاِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٢٣٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی رہتی ہے اگر تم اس کو ایک دم سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ ڈالو گے اور اگر اس کو اسی حالت پر چھوڑ دو تو اس کا ٹیڑھا پن ہمیشہ رہے گا' تو میں تمہیں ہر صورت میں عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: عام طور پر عورتیں ضدی اور بے سمجھ ہوتی ہیں بعض مرتبہ خاوند چاہتا ہے کہ میں اس کی ضد کو دور کر دوں مگر دور نہیں کر پاتا بلکہ وہ اور سخت ضدی ہو جاتی ہے تو آپ نے تشبیہ کے طور پر فرمایا کہ یہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں' یعنی ٹیڑھی مزاج کی ہوتی ہیں اگر اپنے مزاج کے مطابق کرنا چاہو گے تو نہیں کر پاؤ گے آخر میں طلاق کی نوبت آ جائے گی اور یہی طلاق گویا توڑ دینا ہے' اس لیے ہر صورت سے نرمی سے پیش آنا چاہیے' نرمی سے پیش آتے رہو گے تو اس ٹیڑھی چیز سے فائدہ اٹھاتے رہو گے۔

٣٢٣٩۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٣٢٣٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت ٹیڑھی پیدا کی گئی ہے وہ کبھی بھی تمہارے لیے ایک سیدھی راہ پر نہ چلے گی اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اس کے ٹیڑھے پن کی موجودگی میں بھی فائدہ اٹھاتے رہو اور اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ ڈالو گے اور اس کا توڑنا طلاق ہے۔ (مسلم)

٣٢٣٨۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب الوصاة بالنساء (٥١٨٦)، مسلم کتاب الرضاع باب الوصية بالنساء (١٤٦٨)

٣٢٣٩۔ صحیح مسلم کتاب الرضاع باب الوصية بالنساء (١٤٦٨[٣٦٤٤])

مومنہ عورتوں کے ساتھ بغض نہ رکھا جائے

۳۲۴۰۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا اٰخَرَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳۲۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن مرد مومنہ عورت سے نہ بغض رکھے اور نہ دشمنی اگر اس کی کسی عادت سے ناخوش ہے تو دوسری عادت سے خوش ہو جائے گا۔ (مسلم)

توضیح: یعنی اگر اس میں کچھ برائی ہے تو کچھ بھلائی بھی ہو گی تو اس کی اچھی عادت سے خوش رہنا چاہیے اور اس سے فائدہ اٹھاتے رہنا چاہیے اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بیوی کے ذریعہ سے انسان حرام کاری سے بچا رہتا ہے۔

۳۲۴۱۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْلَا بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرَ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۲۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر بنی اسرائیل نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حوا نہ خیانت کرتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند کی کبھی خیانت نہ کرتی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھانا من و سلویٰ نازل ہوا کرتا تھا وہ بلا محنت و مشقت کے کھاتے رہے اور یہ پابندی لگا دی گئی تھی کہ جتنا کھانا چاہیں کھالیں باقی چھوڑ دیں اور ذخیرہ بنا کر آئندہ کے لیے نہ رکھیں لیکن وہ بڑے حریص تھے بچا ہوا کھانا ذخیرہ بنا کر رکھنا شروع کیا تو سڑنے لگا' آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل ایسا نہ کرتے تو کبھی کوئی گوشت نہ سڑتا اور حوا علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ یہ خیانت کی کہ انہوں نے درخت کے کھانے پر مجبور کیا جس سے منع کیا گیا تھا اگر وہ درخت نہ کھلاتیں اور اپنے خاوند کی نافرمانی نہ کرتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند کی نافرمانی نہ کرتی۔

بیویوں کو مارنے کی ممانعت

۳۲۴۲۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ زَمْعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَجْلِدْ اَحَدُكُمْ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ يَجْلِدُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا فِيْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضَحْكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۳۲۴۲۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اپنے غلام کی طرح نہ مارے' پھر آخر دن' یعنی رات کو اس سے جماع کرے۔ اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ کیا تم میں سے کوئی شخص یہ ارادہ کرتا ہے کہ اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارے ممکن ہے شام کو اس سے ہمبستر ہو تو وہ اس کی بات نہیں مانے گی۔ تو یہ مارنا مناسب نہیں ہے پھر آپ نے ہوا کے نکلنے کی وجہ سے جو لوگ ہنستے تھے ان کو نصیحت فرمائی کہ تم لوگ کیوں ایسی بات پر ہنستے ہو جس کو خود تم لوگ کرتے ہو۔ (یعنی ہوا ہر ایک سے نکلتی ہے یہ کوئی ہنسنے کی بات نہیں)۔ (بخاری و مسلم)

۳۲۴۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ

۳۲۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے سہیلیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی جب نبی ﷺ گھر

۳۲۴۰۔ صحیح مسلم کتاب الرضاع باب الوصیة بالنساء (۱۴۶۹[۳۶۴۸])

۳۲۴۱۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ وواعد نا موسیٰ ثلاثین لیلة (۳۳۹۹)، مسلم کتاب الرضاع باب لولا حواء (۱۴۷۰[۳۶۵۰])

۳۲۴۲۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة والشمس وضحاها (۴۹۴۲)، مسلم (۲۸۵۵[۷۱۹۱])

مَعِی وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَادَ خَلَ يَنْقَمِعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّ بُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِی۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

میں تشریف لاتے تو سہیلیاں باہر چلی جاتیں تو رسول اللہ ﷺ سہیلیوں کو میرے پاس بھیج دیتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔ (بخاری ومسلم)

٣٢٤٤۔ وَعَنْهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَ الْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ لِاَ نْظُرَ اِلٰى لَعِبِهِمْ بَيْنَ اُذُنِهٖ وَعَاتِقِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ مِنْ اَجْلِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَالْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٢٤٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ میرے گھر کے دروازے پر کھڑے ہیں اور حبشی مجاہدین مسجد میں جنگ کا کرتب دکھارہے ہیں اور مصنوعی جنگ کررہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی چادر سے پردہ کرلیا اور میں آپ کے کان اور شانے کے درمیان منہ ڈال کر ان مجاہدین کے کھیل اور مصنوعی جنگ کو دیکھنے لگی آپ میری وجہ سے بہت دیر تک کھڑے رہے جب میں دیکھتی دیکھتی گھبرا گئی تو میں گھر واپس چلی گئی۔ اس سے تم اندازہ کرو کہ نوجوان لڑکی جو کھیل کود کی شائق ہو وہ کتنی دیر تک کھڑی رہی ہوگی۔ (بخاری، مسلم)

٣٢٤٥۔ وَعَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنِّيْ لَاَ عْلَمُ اِذَاكُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَاِذَاكُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى)) فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تُعْرِفُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ ((اِذَاكُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَاوَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَاِذَاكُنْتِ عَلَيَّ غَضَبِيْ قُلْتِ لَاوَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ)) قَالَتْ: قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَااَهْجُرُ اِلَّا اِسْمُكَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٢٤٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک مرتبہ فرمایا: جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو میں جان جاتا ہوں اور جب ناخوش ہوتی ہو تب بھی جان جاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ ہماری خوشی اور ناخوشی کو آپ کس طرح پہچان جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو تو اس طرح قسم کھاتی ہو کہ یہ بات ایسی نہیں ہے محمد ﷺ کے رب کی قسم۔ (یعنی میرا نام لیتی ہو) اور جب تم ناخوش ہوتی ہو تو میرا نام نہیں لیتی ہو بلکہ یوں کہتی ہو ایسا نہیں ابراہیم کے رب کی قسم (یعنی ابراہیم علیہ السلام کا نام لیتی ہو میرا نام نہیں لیتی ہو)۔ اس سے میں پہچان جاتا ہوں کہ تم ناراض ہو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ صحیح فرماتے ہیں ظاہری طور پر ہم آپ ﷺ کا نام نہیں لیتی ہیں لیکن دل میں محبت باقی رہتی ہے۔ (بخاری، مسلم)

٣٢٤٦۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَادَعَى الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ

٣٢٤٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کے پاس بلائے اور وہ انکار کردے اور رات بھر وہ بغیر بیوی کے رات گزار دے تو اس عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ خدا کی قسم جو مرد اپنی بیوی کو

٣٢٤٣۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب الانبساط ابى الناس (٦١٣٠)، مسلم كتاب فضائل الصحابة باب فى فضل عائشه رضی اللہ عنہا (٢٤٤٠[٦٢٨٧])

٣٢٤٤۔ صحيح بخاری كتاب النكاح باب نظر المراة الى الجيش (٥٢٣٦)، مسلم كتاب صلاة العيدين باب الرخصة فى اللعب (٨٩٢[٢٠٦٤])

٣٢٤٥۔ صحيح بخاری كتاب النكاح باب غيرة النساء (٥٢٢٨)ی مسلم كتاب فضائل الصحابه باب فى فضائل عائشہ (٢٤٣٩[٦٢٨٥])

٣٢٤٦۔ صحيح بخاری كتاب بدء الخلق باب اذا قال احدكم امين (٣٢٢٧)، مسلم كتاب النكاح باب تحريم امتناعها من فراس زوجها (١٤٣٦[٣٥٤١])

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَامِنْ رَجُلٍ یَدْعُوْ اِمْرَاَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَتَاْبٰی عَلَیْہِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَیْھَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْھَا))۔

اپنے پاس سونے کے لیے بلائے اور وہ عورت نہ آئے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوجاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو راضی کرے۔

٣٢٤٧۔ وَعَنْ اَسْمَاءَ رضی اللہ عنہا اَنَّ مْرَاَۃً قَالَتْ یَارَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِیْ ضَرَّۃً فَھَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ اِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِیْ غَیْرَ الَّذِیْ یُعْطِیْنِیْ فَقَالَ: ((اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ یُعْطَ کَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

٣٢٤٧۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں اپنی سوتن کے سامنے یہ ظاہر کروں کہ میرے خاوند نے مجھے یہ چیز دی ہے حالانکہ اس نے نہیں دی ہے' تو کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ظاہر کرنے والا اس چیز کا جس کو وہ چیز نہیں ملی ہے اسکی مثال اس شخص کی سی ہے جو جھوٹ وفریب کے دو کپڑے پہنے ہو۔ (بخاری' مسلم) یعنی مکار' دھوکے باز۔

جب نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں سے ناراض ہوئے!

٣٢٤٨۔ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ نِّسَآئِہٖ شَھْرًا وَکَانَتْ انْفَکَّتْ رِجْلُہٗ فَاَقَامَ فِیْ مَشْرُبَۃٍ تِسْعًا وَعِشْرِیْنَ لَیْلَۃً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا یَارَسُوْلُ اللّٰہِ: اٰلَیْتَ شَھْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّھْرَ یَکُوْنُ تِسْعًا وَّ عِشْرِیْنَ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

٣٢٤٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے ایک مہینے کا ایلاء کرلیا اور آپ کے پاؤں میں موچ آ گئی تھی چل پھر نہیں سکتے تھے اس لیے ایک مہینے تک اپنے بالا خانے پر ٹھہرے رہے پھر نیچے اترے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے ایک مہینے کا ایلاء کیا تھا ابھی تو انتیس دن گزرے ہیں تو آپ نے فرمایا: یہ مہینہ انتیس دنوں کا ہے۔ (بخاری)

توضیح: ایلاء کے معنی قسم کے ہیں اور شرعی ایلاء یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے ہم بستری کے چھوڑنے پر قسم کھالے یعنی یوں کہے کہ خدا کی قسم! میں اپنی بیوی سے جماع نہیں کروں گا' یا یوں کہے کہ میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا اور اس سے اس کی نیت ترک جماع ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ مدت چار مہینے سے کم ہوگی یا زیادہ ہوگی اگر کم ہے تو مدت پوری کرے اور اس کے درمیان عورت بھی صبر کرے اور اس سے مطالبہ اور سوال نہ کرے پھر دونوں ملیں جلیں۔ ایلاء کا یہ حکم ہے کہ اگر مدت کے بعد جماع کرے اور رجوع کرلے تو کچھ نہیں دینا پڑے گا۔ اور اگر کوئی عدت کے اندر جماع کرکے قسم توڑ ڈالے تو قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ قرآن مجید میں ایلاء کے بارے میں یہ آیت کریمہ آئی ہے: ﴿للذین یولون من نسائہم تربص اربعۃ اشہر فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم﴾

٣٢٤٩۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلَ اَبُوْ بَکْرٍ یَسْتَاذِنُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوْسًا بِبَابِہٖ لَمْ یُؤْذَنْ لِاَحَدٍ مِّنْھُمْ قَالَ فَاُذِنَ لِاَبِیْ بَکْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ اَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَاذَنَ فَاُذِنَ لَہٗ

٣٢٤٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی ملنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سوائے ان کے کسی کو اجازت نہیں ملی۔ لوگوں کو دیکھا کہ لوگ آپ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا

٣٢٤٧۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب المتشبع بما لم ینل (٥٢١٩)، مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب النساء والکاسیات العاریات (٢١٣٠[١٥٨٤])

٣٢٤٨۔ صحیح بخاری کتاب النکاح باب قول اللہ تعالیٰ الرجال قوامون علی النساء۔ (٥٢٠١)

٣٢٤٩۔ صحیح مسلم کتاب الطلاق باب بیان ان تخسر امراتہ لایکون طلاقاً (١٤٧٨ [٣٦٩٠])

فَوَجَدَ النَّبِيَّ ﷺ جَالِسًا حَوْلَهُ نِسَآءُهُ وَاجِمًا سَاكِتًا قَالَ فَقَالَ لَا قُوْلَنَّ شَيْئًا اُضْحِكُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَ بِنْتَ خَارِجَةَ سَالَتْنِي النَّفَقَةَ فَقُمْتُ اِلَيْهَا فَوَجَاءْتُ عُنُقَهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((هُنَّ حَوْلِيْ كَمَا تَرٰى يَسْاَلْنَنِي النَّفَقَةَ)) فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ اِلٰى عَائِشَةَ يَجَأُ عُنُقَهَا وَقَامَ عُمَرُ اِلٰى حَفْصَةَ يَجَأُعُنُقَهَا كِلاَ هُمَا يَقُوْلُ تَسْاَلِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَالَيْسَ عِنْدَهُ فَقُلْنَ وَاللّٰهِ لَانَسْاَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا اَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهُ ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًاوَّ تِسْعًا وَّ عِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يَاَيُّهَاالنَّبِيُّ قُلْ لِاَ زْوَاجِكَ حَتّٰى بَلَغَ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرً عَظِيْمًا قَالَ فَبَدَا بِعَائِشَةَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَعْرِضَ عَلَيْكِ اَمْرً اُحِبُّ اَنْ لَا تَعْجَلِيْ فِيْهِ حَتّٰى تُسْتَشِيْرِيْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَمَا هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَتَلاَ عَلَيْهَا اْلَا يَةَ قَالَتْ اَفِيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْتَشِيْرِ ىْ اَبَوَىَّ بَلْ اَخْتَارُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَ الدَّارَالْاٰخِرَةِ وَالْمَالُكَ اَنْ لَّا تُخْبِرَ امْرَاَةً مِنْ نِسَآئِكَ بِالَّذِيْ قُلْتُ قَالَ لاَ تَسْاَلُنِيَ امْرَاَةٌ مِنْهُنَّ اِلَّا اَخْبَرْتُهَا اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِيْ مُعَنِّتًا وَلاَ مُتَعَنِّتًا وَلٰكِنْ بَعَثَنِيْ مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دو اور کسی کو مت اجازت دو۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر کے اندر داخل ہو گئے پھر عمر آ گئے انہوں نے بھی اجازت طلب کی ان کو بھی اجازت دے دی گئی۔ حضرت عمر نے رسول اللہ ﷺ کو رنجیدہ خاموش بیٹھا ہوا پایا اور آپ کے سامنے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی خاموش بیٹھی ہوئی تھیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا کہ میں کوئی ایسی بات کہہ دوں جس سے رسول اللہ ﷺ خوش ہو کر ہنس پڑیں' یعنی ہنسانے والی بات کہہ دوں اور آپ ﷺ کا صدمہ اور رنج وغم نکل جائے تو عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر خارجہ کی لڑکی یعنی میری بیوی آپ دیکھتے کہ وہ مجھ سے میری طاقت سے زیادہ نان ونفقہ مانگ رہی تھی تو میں کھڑا ہو کر اس کی گردن ناپنے لگا یعنی میں نے اسے خوب پیٹا اور اس کی گردن مروڑ دی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میری بیویاں جو اس وقت میرے پاس بیٹھی ہوئی ہیں مجھ سے بھی میری حیثیت سے زیادہ خرچ اور نان ونفقہ طلب کرتی ہیں (جس کی وجہ سے میں پریشان ہوں) یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی لڑکی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے ہو گئے اور ان کی گردن ناپنی شروع کر دی' یعنی مارنا شروع کیا اور عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی لڑکی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے ہو کر ان کی گردن کو ٹھونکا شروع کیا۔ یہ دونوں اپنی لڑکیوں کو مارتے جاتے اور یہ کہتے جاتے کہ تم دونوں رسول اللہ ﷺ سے وہ چیز مانگتی ہو جو آپ کے پاس موجود نہیں ہے؟ یہ سن کر ان عورتوں نے کہا خدا کی قسم! اب ہم آئندہ کبھی رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایسی چیز نہیں مانگیں گے جو آپ کے پاس موجود نہ ہو۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انتیس دن تک ان عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ پھر یہ آیت کریمہ انہیں کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ان آیتوں کے اترنے کے بعد سب سے پہلے آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہہ رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ تم اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ کون سی بات ہے یا رسول اللہ! آپ نے آیت مذکورہ کی تلاوت فرما دی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھ کر کہا کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے بارے میں ماں باپ سے مشورہ کروں گی؟ بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو پسند کرتی ہوں اور جو جواب میں نے آپ کو دیا ہے آپ کسی اور بیوی کو نہ بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو مجھ سے پوچھے گی تو میں اسے بتا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے رنج دینے والا' تکلیف دینے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (مسلم) ﴿ یایها النبی قل لا زواجك ان كنتن تردن الحیوة الدنیا وزینتها فتعالین امتعكن واسرحكن سراحا جمیلا وان كنتن تردن الله ورسوله والدار الاخر

فان الله اعد للمحسنات منكن اجرا عظيما﴾ (سورۂ احزاب ع ٤ پ ٢١) ''اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تمہاری مراد زندگانی دنیا اور زینت دنیا ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ چھوڑ دوں' اور اگر تمہاری مراد خدا' رسول اور آخرت کا گھر ہے تو یقین مانو کہ تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لیے اللہ تعالیٰ بہت زبردست اجر چھوڑے ہیں۔

٣٢٥٠۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُعَلَى اللَّائِي وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى "تُرْجِىْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِىْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكَ" قُلْتُ مَا اَرٰى رَبَّكَ اِلاَّ يُسَارِعُ فِىْ هَوَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَحَدِيْثُ جَابِرٍ اتَّقُوااللّٰهَ فِى النِّسَاءِ ذَكَرْنِىْ قِصَّةَ حَجَّةِ الْوِدَاعِ۔

٣٢٥٠۔ حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ مجھے ان عورتوں پر غیرت آتی تھی جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کو بخش دیا تھا' یعنی اپنے معاملے میں آپ کو وکیل بنا کر اپنا معاملہ ان کے سپرد کر دیا تھا میں نے کہا کیا عورت اپنے آپ کو کسی کو ہبہ کر سکتی ہے؟ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا: ﴿ترجى من تشاء منهن وتووى اليك من تشاء ومن ابتغيت ممن عزلت فلا جناح عليك﴾ (احزاب) ان میں سے جس کو چاہو موقوف رکھو' اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو اور اگر تم ان سے بھی کسی کو اپنے پاس بلالو جنہیں تم نے موقوف رکھا تھا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا پروردگار آپ کی خواہش اور رضامندی کو جلدی قبول فرما لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور حضرت جابر کی حدیث اتقوا اللہ فی النساء حجۃ الوداع کے موقع میں بیان کی جاچکی ہے۔

توضیح: حضرت عائشہ ﷞ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ بڑی شرم و غیرت کی بات ہے کہ کوئی عورت اپنے نفس کو رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کے لیے خصوصی حکم نازل فرمایا کہ آپ کو اختیار ہے جس کو چاہیں رکھیں جس کو چاہیں نہ رکھیں اور یہ بھی اختیار ہے کہ ان بیویوں کے درمیان باری رکھیں یا نہ رکھیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ اپنے ازواج مطہرات کے درمیان انصاف ہی انصاف رکھا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِىْ ...... دوسری فصل

حضور ﷺ کا سیدہ عائشہ سے دوڑنے میں مقابلہ کرنا

٣٢٥١۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷞ اَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ عَلٰى رَجْلَىَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِىْ قَالَ ((هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ)) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

٣٢٥١۔ حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی تو خوش طبعی کے طور پر میں اور رسول اللہ ﷺ پیدل دوڑنے لگے کہ ہم دونوں میں کون آگے نکل جاتا ہے تو میں آگے نکل گئی۔ جب میرا بدن بھاری ہو گیا۔ تو دوسرے موقع پر ہم دونوں نے دوڑ لگائی تو رسول اللہ ﷺ آگے نکل گئے میں پیچھے رہ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اس دوڑ کے مقابلے میں ہے جس میں تم مجھ سے آگے نکل گئی تھی۔ (ابوداؤد)

٣٢٥٠۔ صحيح بخارى كتاب التفسير باب الاحزاب "ترجى من تشاء (٤٧٨٨)، مسلم كتاب الرضاع باب جواز هبتها توبتها (١٤٦٤[٣٦٣١])

٣٢٥١۔ صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الجهاد باب فى السبق على الرجل (٢٥٧٨)

اہل خانہ سے حسن سلوک

٣٢٥٢۔ وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَيْرُ كُمْ خَيْرُ كُمْ لِاَ هْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُ كُمْ لِاَهْلِيْ وَاِذَمَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ)) رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ۔

۳۲۵۲۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے بیوی بچوں اور خویش و اقارب کے لیے اچھا ہو۔ اور میں اپنے اہل و عیال میں تم سب سے بہتر ہوں اور جب تمہارا ساتھی مرجائے تو اس کو چھوڑ دو۔ (ترمذی' ابوداؤد و دارمی)

٣٢٥٣۔ رَوَرَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اِلٰى قَوْلِهٖ لِاَهْلِيْ.

۳۲۵۳۔نیز ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "لِاَهْلِيْ" کے لفظ تک بیان کیا ہے۔

توضیح: یعنی جو اپنے بال بچوں اور خویش و اقارب' خدام اور ملازمین کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے تو سب سے اچھا ہے اور میں اپنے اہل و عیال میں تم سب سے اچھا ہوں اور جب تمہارے کسی آدمی کا انتقال ہو جائے تو مرنے کے بعد اس کی برائی اور غیبت کرنی چھوڑ دو اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ صاحب سے مراد بذات خود آپ ہی ہیں یعنی جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھ کو تکلیف دینے سے چھوڑ دو یعنی میرے اصحاب اور اہل بیت کو نہ ستانا ورنہ مجھے تکلیف ہوگی۔

عورتوں کے لیے جنت کی مشروط خوش خبری

٣٢٥٤۔ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَرْاَةُ ((اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَ هَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ تْ)) رَوَاهُ اَبُوْ نَعِيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ۔

۳۲۵۴۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی رہی ہو اور رمضان کے روزے رکھتی رہی اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتی رہی اور اپنے خاوند کی اطاعت کرتی رہی تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے گی۔ (ابونعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا ہے)

٣٢٥٥۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا)) رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ

۳۲۵۵۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ (ترمذی)

شوہر کی اطاعت

٣٢٥٦۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ)) رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ۔

۳۲۵۶۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت اپنے خاوند کو خوش کر کے مرے گی وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی)

٣٢٥٢۔ اسناده صحيح، سنن الترمذى كتاب المناقب فضل ازواج النبى (٣٨٩٥)، دارمى كتاب النكاح باب فى حسن معاشرة النساء ٢/ ٢١٢ ح ٢٢٦٠

٣٢٥٣۔ صحيح، سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب حسن معاشرة النساء (١٩٧٧)

٣٢٥٤۔ حسن، ابو نعيم فى الحلية ٦/ ٣٠٨، ابن حبان ١٢٩٦، مسند احمد ١/ ١٩١

٣٢٥٥۔ صحيح، سنن الترمذى كتاب الرضاع باب ماجاء فى حق الزوج (١١٥٩).

٣٢٥٦۔ ضعيف، سنن الترمذى كتاب الرضاع باب ماجاء فى حق الزوج (١١٦١)، ابن ماجه (١٨٥٤)، ساور الحمیری اور اسکی ماں دونوں مجہول ہیں۔ مزید دیکھئے الضعيفه (١٤٢٦)

۳۲۵۷۔ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَاالرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ)) رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ

۳۲۵۷۔ طلق بن علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب خاوند اپنی بیوی کو خاص ضرورت، یعنی جماع وغیرہ کے لیے بلائے تو اسے فوراً حاضر ہو جانا چاہیے اگرچہ وہ تنور پر بیٹھ کر روٹی پکا رہی ہو۔ (ترمذی)

۳۲۵۸۔ وَعَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَاتُؤْذِ امْرَأَةٌ زَوْجَهَافِي الدُّنْيَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ لَا تُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُوْشِكُ اَنْ يُّفَارِقَكِ اِلَيْنَا))۔ رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

۳۲۵۸۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی عورت دنیا میں اپنے خاوند کو تکلیف دیتی ہے تو جنت میں ہونے والی اس کی بیوی، یعنی بڑی آنکھوں والی حور اس سے کہتی ہے کہ خدا تیرا ستیاناس کرے تو اس کو مت ستا وہ تیرے پاس چند دنوں کے لیے مسافر ہے وہ عنقریب تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے گا۔ (ترمذی و ابن ماجہ) اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

بیوی کے چند حقوق

۳۲۵۹۔ وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاحَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ ((اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَااكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرَ اِلَّا فِي الْبَيْتِ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَوَابْنُ مَاجَةَ۔

۳۲۵۹۔ حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! بیوی کا خاوند پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: جب تم کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ اور جب تم پہنو اس کو بھی پہناؤ۔ نہ تم اس کے چہرے پر تھپڑ مارو اور نہ تم اس کو برا بھلا کہو۔ اور اس سے علیحدگی مت اختیار کرو مگر گھر کے اندر یعنی گھر میں رہو اگر کسی قسم کی شکر رنجی ہو جائے تو اس سے جماع وغیرہ چھوڑ دو اور گھر سے علیحدہ اس کو مت کرو۔ (احمد، ابوداؤد و ابن ماجہ)

بیویوں کی اصلاح

۳۲۶۰۔ وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ اِمْرَأَةً فِيْ لِسَانِهَا شَيْءٌ يَعْنِي الْبَذَاءَ قَالَ ((طَلِّقْهَا)) قُلْتُ اِنَّ لِيْ مِنْهَا وَلَدًا وَلَهَا صُحْبَةٌ قَالَ فَمُرْهَا يَقُوْلُ عِظْهَا فَاِنْ يَّكُ فِيْهَا خَيْرٌ فَسَتَقْبَلُ وَلَا تَضْرِبَنَّ ظَعِيْنَتَكَ ضَرْبَكَ اُمَيَّتَكَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۳۲۶۰۔ لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میری بیوی بدزبان اور زبان درازہ ہے آپ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو میں نے عرض کیا کہ اس سے میرے بچے ہیں اور وہ عرصہ دراز سے میرے پاس ہے اگر میں طلاق دوں تو مجھے تکلیف ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا تب اس کو نصیحت کرو اور سمجھاؤ اگر اس میں بھلائی ہوگی تو اسے قبول کرلے گی اور اپنے بیویوں کو لونڈیوں کی طرح مت مارو۔ (ابوداؤد)

۳۲۵۷۔ صحیح، سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی حق الزوج (۱۱۶۰)

۳۲۵۸۔ صحیح، سنن الترمذی کتاب الرضاع باب۱۹ (۱۱۷۴)، ابن ماجه کتاب النکاح باب فی المراة تؤذی زوجها(۲۰۱۴)

۳۲۵۹۔ اسناده حسن، مسند احمد ۴/ ۴۴۶۔۴۴۷، سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأة علی زوجها (۲۱۴۲)، ابن ماجه کتاب النکاح باب حق المراة علی زوجها (۱۸۵۰)

۳۲۶۰۔ صحیح، سنن ابی داؤد کتاب الطهارة باب الاستغفار (۱۴۲)

٣٢٦١۔ وَعَنْ اَيَاسِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ فَجَاءَ عُمَرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ فَرَخَّصَ فِىْ ضَرْبِهِنَّ)) فَاَطَافَ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَقَدْ طَافَ بِاٰلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ اُوْلٰئِكَ بِخِيَارِكُمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ۔

٣٢٦١۔ حضرت ایاس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی باندیوں کو یعنی اپنی بیویوں کو مت مارا کرو۔ اس فرمان کے چند دنوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! عورتیں اپنے خاوندوں پر دلیر و غالب ہوگئی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مارنے کی رخصت دے دی۔ یہ حکم پا کر مردوں نے عورتوں کو خوب مارا۔ اس کے بعد بہت سی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوئیں اور اپنے خاوندوں کے مارنے کی شکایت کیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت سی عورتیں میری بیویوں کے پاس اپنے خاوندوں کے مارنے کی شکایت کرنے کے لیے آئی ہیں تو بلا خطا و قصور مارنے والے لوگ اچھے نہیں ہیں۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ و دارمی)

٣٢٦٢۔ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَاَةً عَلٰى زَوْجِهَا اَوْ عَبْدًا عَلٰى سَيِّدِهٖ)) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

٣٢٦٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں ہیں جو میاں بیوی' آقا اور غلام کی درمیان میں پھوٹ ڈالے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی جو شخص کسی عورت کی چغلی اور غیبت اس کے خاوند کے سامنے بیان کرے اور اس کے خاوند کی برائی بیوی سے بیان کرے تاکہ دونوں کے درمیان میں دشمنی پیدا ہو جائے اور ایک دوسرے سے بدگمانی ہو جائے' اس طرح سے آقا اور غلام کے درمیان میں چغلی کر کے بدگمانی پیدا کرے ایسے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر نہیں۔

کامل مومن کے اوصاف

٣٢٦٣۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفَهُمْ بِاَهْلِهٖ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ

٣٢٦٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مسلمان کامل مسلمان ہے کہ جس کے اخلاق اچھے ہوں اور جو اپنے بال بچوں کے ساتھ بہت مہربان ہو۔ (ترمذی)

٣٢٦٤۔ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَاءِ هِمْ))۔

٣٢٦٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ کامل مومن وہ ہے کہ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھائی اور نرمی کے ساتھ

٣٢٦١۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب النكاح باب فى ضرب النساء (٢١٤٦)، ابن ماجه كتاب النكاح باب ضرب النساء (١٩٨٥)، دارمى كتاب النكاح باب فى النهى عن ضرب النساء ٢/ ١٤٧ ح ٢٢٢٥

٣٢٦٢۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فيمن خيب مملوكاً (٥١٧٠)

٣٢٦٣۔ حسن، سنن الترمذى كتاب الايمان باب ماجاء فى استكمال الايمان (٢٦١٢)، علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ روایت شواہد کے ساتھ حسن ہے لیکن والطفهم باهله کا اضافہ ضعیف ہے۔

٣٢٦٤۔ اسناده حسن، سنن ابى داؤد كتاب السنة باب الدليل على زيادة الايمان (٤٦٨٢)، ترمذى كتاب الرضاع باب ماجاء فى المراة (١١٦٢)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ اِلٰى قَوْلِهٖ خُلُقًا۔

پیش آئے۔(ترمذی وابوداؤد)

نبی کریم ﷺ کا کھلکھلا کے ہنسنا

٣٢٦٥۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَوْحُنَيْنٍ وَفِى سَهْوَتِهَا سِتْرٌفَهَبَّتْ رِيْحٌ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِعَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ فَقَالَ ((مَا هٰذَا يَاعَائِشَةُ))؟ قَالَتْ بَنَاتِى وَرَاٰى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهٗ جَنَا حَانِ مِنْ رِقَاعٍ فَقَالَ ((مَاهٰذَا الَّذِىْ اَرٰى وَسْطَهُنَّ)) قَالَتْ فَرَسٌ قَالَ ((وَمَا هٰذَا الَّذِىْ عَلَيْهِ)) قَالَتْ جَنَا حَانِ قَالَ ((فَرَسٌ لَهٗ جَنَاحَانِ)) قَالَتْ اَمَا سَمِعْتَ اَنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلاً لَهَا اَجْنِحَةٌ قَالَتْ فَضَحِكَ حَتّٰى رَاَيْتُ نَوَاجِذَهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

٣٢٦٥۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک یا غزوہ حنین سے واپس تشریف لائے اور گھر کے طاق پر پردہ پڑا ہوا تھا' طاق میں میرے کھلونے رکھے ہوئے تھے اور گڑیا بھی رکھی ہوئی تھی تو ہوا کے چلنے کی وجہ سے طاق کا پردہ ایک کنارے سے ہٹ گیا اور طاق میں رکھے ہوئے سب کھلونے پر آپ کی نظر پڑ گئی۔ آپ نے فرمایا: عائشہ اس طاق میں کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے کھلونے ہیں اور میری گڑیا ہیں آپ نے ان کھلونے کے درمیان میں ایک گھوڑا بھی دیکھا جس کے کپڑے کے دو پر تھے آپ نے فرمایا: ان کھلونوں کے بیچ میں کیا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا: گھوڑا ہے' آپ نے فرمایا: گھوڑے کے اوپر کیا ہے میں نے عرض کیا یہ دو پر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کے دو پر ہوتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے یہ سنا نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے۔ میرا یہ جواب سن کر آپ اس طرح کھلکھلا کے ہنسے یہاں تک کہ میں نے آپ کی کچلیاں دیکھ لیں یعنی اندر کے دانت مبارک ظاہر ہونے لگے۔(ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

٣٢٦٦۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَقُّ اَنْ يُسْجَدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اِنِّىْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ يُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِىْ ((اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِىْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ)) فَقُلْتُ لاَ فَقَالَ ((لاَ تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ يَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا

٣٢٦٦۔قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حیرہ شہر آیا تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے زیادہ لائق ہیں کہ آپ کے لیے سجدہ کیا جائے جب میں حیرہ سے واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں حیرہ گیا تھا تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں' آپ زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے' آپ نے فرمایا: اگر میرے انتقال کے بعد میری قبر سے تمہارا گذر ہو تو میری قبر پر سجدہ کرو گے؟ میں نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا تم مت کرو۔ یعنی میری زندگی میں بھی مجھ کو سجدہ نہ کرو۔ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا

٣٢٦٥۔ اسناده صحيح، سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى اللعب بالبينات (٤٩٣٢)

٣٢٦٦۔ ضعيف، سنن ابى داؤد كتاب النكاح باب فى حق الزوج على المراة (٢١٤٠)، شریک بن عبداللہ القاضی سوء حفظ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ حَقٍ)).

تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کا حق عورتوں پر زیادہ رکھا ہے۔ (ابوداؤد)

٣٢٦٧۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاَحْمدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ۔

٣٢٦٧۔ ابوداؤد اور احمد نے معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے۔

٣٢٦٨۔ وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لاَ يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيْمَا ضَرَبَ امْرَأَتَهُ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

٣٢٦٨۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی خاوند اپنی بیوی کو اس کے خطا وقصور پر مارے تو اس کی باز پرس نہ ہوگی نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ (ابوداؤد)

بارگاہ نبوت میں ایک عورت کی شکایات

٣٢٦٩۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ ن الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَائَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَتْ زَوْجِيْ صَفْوَانُ بِنُ الْمُعَطَّلِ يَضْرِبُنِيْ اِذَا صَلَّيْتُ وَيُفَطِّرُنِيْ اِذَا صُمْتُ وَلاَ يُصَلِّيَ الْفَجْرَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ قَالَ فَسَاَلَهُ عَمَّا قَالَتْ فَقَالَ يَارَسُوْلُ اللّٰهِ اَمَّا قَوْلُهَا يَضْرِ بُنِيْ اِذَا صَلَّيْتُ فَاِنَّهَا تَقْرَأُ بِسُوْرَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا قَالَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ كَانَتْ سُوْرَةً وَاحِدَةً لَكَفَتِ النَّاسَ)) قَالَ وَاَمَّا قَوْلُهَا يُفَطِّرُنِيْ اِذَا صُمْتُ فَاِنَّهَا تَنْطَلِقُ تَصُوْمُ وَاَنَارَجُلٌ شَابٌّ فَلاَ اَصْبِرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((لاَ تَصُوْمُ امْرَأَةٌ اِلاَّ بِاِذْنِ زَوْجِهَا)) وَاَمَّا قَوْلُهَا اِنِّيْ لاَ اُصَلِّيْ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ لاَ نَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ ((فَاِذَا اِسْتَيْقَظْتَ يَاصَفْوَانُ فَصَلِّ))۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٢٦٩۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک عورت نے آ کر اپنے خاوند کی اس طرح شکایت کرنی شروع کی کہ میرا خاوند صفوان بن معطل ہے جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو اس کو تڑوا دیتا ہے اور وہ خود فجر کی نماز سورج کے نکلنے کے بعد پڑھتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب وہ اپنے خاوند کی شکایت بیان کر رہی تھی تو اتفاق سے اس کا خاوند بھی آپ کے پاس موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے صفوان سے دریافت کیا کہ جو تیری بیوی تیری شکایت بیان کر رہی ہے اس کی کیا حقیقت ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کا یہ کہنا جب وہ نماز پڑھتی ہے تو میں مارتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نفلی نمازوں میں لمبی لمبی دو سورتیں پڑھتی ہے اور میں نے ان لمبی سورتوں کے پڑھنے سے منع کر رکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ اگر سورۂ فاتحہ کے بعد ایک ہی سورت پڑھ تو کافی ہو جائے گی پھر صفوان نے کہا کہ اس کا یہ کہنا کہ جب وہ روزہ رکھتی ہے تو اس کا روزہ تڑوا دیتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلسل نفلی روزے رکھی چلی جاتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں دن کو جماع کرنے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے بغیر جماع کے صبر نہیں کر سکتا۔ جب دن کو جماع کی ضرورت پڑتی ہے تو میں اس کے نفلی روزے کو تڑوا دیتا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ خاوند کے موجودگی میں بغیر اس کی اجازت کے کوئی عورت نفلی روزہ نہ رکھے، پھر صفوان نے کہا کہ میری بیوی نے جو میری شکایت کی ہے کہ دن نکلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کھیتی باڑی کے کام

٣٢٦٧۔ ضعیف، مسند احمد ٥/ ٢٢٧، ٢٢٨، انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٣٢٦٨۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب النكاح باب فی ضرب النساء (٢١٤٧)، ابن ماجه كتاب النكاح باب ضرب النساء (١٩٨٦)، عبدالرحمٰن مسلمی مجہول راوی ہے۔

٣٢٦٩۔ اسناده صحيح، سنن ابی داؤد كتاب الصوم باب المراة لقوم بغير اذن زوجها (٢٤٥٩)، ابن ماجه كتاب الصيام فی المراة لقوم بغير اذن زوجها (١٧٦٢).

کرنے والے ہیں بڑی رات تک کھیتوں اور باغوں میں پانی دیتے رہتے ہیں تمام دن اور رات کا اکثر حصہ اسی محنت اور مشقت کے کاموں میں گزر جاتا ہے سونے کے لیے زیادہ وقت نہیں ملتا ہے تھوڑا سا وقت ملتا ہے اور پھر تھکے ماندے ہوتے ہیں اس حالت میں جب سو جاتے ہیں مجبوراً سورج نکلنے کے بعد اٹھ کر نماز پڑھ لیتا ہوں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے صفوان جب سو کر اٹھو تو نماز پڑھ لیا کرو۔ (ابو داؤد وابن ماجہ)

اونٹ کا نبی کریم ﷺ کے سامنے جھکنا

۳۲۷۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِیْ نَفَرٍ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَ نْصَارِ فَجَاءَ بَعِیْرٌ فَسَجَدَ لَهٗ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُلَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ ((اعْبُدُوْ رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْ اَخَاكُمْ وَلَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَ حَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْ اَمَرَهَا اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَصْفَرَ اِلٰی جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰی جَبَلٍ اَبْیَضَ كَانَ یَنْبَغِیْ لَهَا اَنْ تَفْعَلَهٗ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

۳۲۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہاجر و انصار کی جماعت میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک اونٹ آیا اور اسنے آپ کو سجدہ کیا یہ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! یہ جانور اور درخت آپ کو سجدہ کرتے ہیں ہم کو زیادہ لائق ہے کہ ہم لوگ آپ کو سجدہ کیا کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنی مسلمان بھائی کی عزت کرو یا میری تعظیم کرو۔ اگر کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے' آپ نے فرمایا خاوند کا عورت پر اتنا بڑا حق ہے کہ اگر خاوند حکم دے کہ زرد پہاڑ کو اٹھا کر لے پہاڑ کے پاس لائے یا کالے پہاڑ کو سفید پہاڑ کی طرف سے اٹھا کر رکھے' یعنی مشکل سے مشکل کام کرنے کو کہے تو بھی اس کے لیے تیار رہے اور اس کام کو بجالانے کی کوشش کرے۔ (احمد)

تین کم نصیب جن کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی

۳۲۷۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلٰثَةٌ لَا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلٰوةٌ وَلَا تُصْعَدُ لَهُمْ حَسَنَةٌ اَلْعَبْدُ الْاٰ بِقُ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَوَالِیْهِ فَیَضَعُ یَدَهٗ فِیْ اَیْدِیْهِمْ وَالْمَرْاَةُ السَّاخِطُ عَلَیْهَا زَوْجُهَا وَالسَّكْرَانُ حَتّٰی یَصْحُوْرَ))۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِ یْمَانِ۔

۳۲۷۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے اور نہ ان کی کوئی نیکی آسمان کی طرف چڑھتی ہے' ایک بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ اپنے آقاؤں کے پاس واپس آجائے اور اپنے ہاتھ کو ان کے ہاتھ پر رکھ دے یعنی اپنے آپ کو ان کے حوالہ کر دے۔ دوسرے وہ عورت کہ اس سے اس کا خاوند ناخوش ہو اور تیسرے وہ نشہ باز یہاں تک کہ نشے سے ہوش میں آجائے اور توبہ کر لے۔ (بیہقی)

سب سے بہتر عورت؟

۳۲۷۲۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ النِّسَاءِ خَیْرٌ قَالَ ((اَلَّتِیْ تَسُرُّهٗ اِذَ

۳۲۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ عورتوں میں سے وہ کون سی عورت بہتر ہے آپ نے فرمایا

۳۲۷۰۔ اسنادہ صحیح ، مسند احمد ٦/ ٧٦ علی بن زید بن جدعان ضعیف راوی ہے۔

۳۲۷۱۔ اسنادہ ضعیف ، شعب الایمان للبیھقی (٨٧٢٧) ، ولید بن مسلم مدلس راوی ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

۳۲۷۲۔ اسنادہ حسن ، سنن النسائی کتاب النکاح باب ای النساء خیرا (٣٢٣٣) ، شعب الایمان للبیھقی (٨٧٣٧)

نَظَرَ وَتُطِيْعُهُ اِذَاامَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِيْ نَفْسِهَا وَلاَ فِيْ مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ))۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَلْبَيْهِقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان

وہ عورت سب عورتوں سے اچھی ہے کہ اس کا خاوند اس کی طرف جب دیکھے تو وہ خوش کر دے اور جب کسی کام کا حکم دے تو بجالائے اور اپنی جان میں اور اس کے مال میں اس کے خلاف ورزی نہ کرے۔ (نسائی وبیہقی)

۳۲۷۳۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِيَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قَلْبٌ شَاكِرٌ وَلِسَانٌ ذَاكِرٌ وَبَدَنٌ عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرٌ وَ زَوْجَةٌ لَا بَتَغْيِهِ خَوْنًافِيْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقُّى فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

۳۲۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار ایسی چیزیں ہیں کہ جس کو مل گئیں تو اس کو دنیا و آخرت کی بھلائی مل گئی ایک شکر گزار دل' دوسرے ذکر الٰہی کرنے والی زبان اور تیسرے وہ جسم جو بلاؤں پر صبر کرے۔ چوتھے نیک بیوی جو اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔ (بیہقی)

❀❀❀❀

۳۲۷۳۔ اسناده ضعيف، شعب الايمان للبيهقى (٤٤٢٩)، حمید الطّویل مدلس ہیں اور عن سے روایت ہے۔

بَابُ الْخُلْعِ وَ الطَّلَاقِ

خلع اور طلاق کا بیان

خلع کسی چیز کے نکالنے اور بدن سے کپڑا اتارنے کو کہتے ہیں اور شرعی اصطلاح میں مال کے بدلے میں طلاق دینے کو ''خلع'' کہتے ہیں۔یعنی میاں بیوی کے درمیان نا اتفاقی پیدا ہو جائے اور بیوی کسی صورت میں اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کے لیے تیار نہیں ہے تو اپنے خاوند کے دیے ہوئے مہر کو واپس کر دے یا معاف کر دے اور خاوند اس کے عوض میں طلاق دے دے جس طرح مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی وجہ سے اگر بیوی پسند نہیں ہے اور نباہ نہیں ہو سکتا ہے تو طلاق دے سکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ اگر خاوند اسے پسند نہیں ہے اور کسی صورت میں نباہ نہیں کر سکتی تو مال دے کر اپنی خلاصی کرا سکتی ہے قرآن مجید میں خلع کے بارے میں یہ آیت کریمہ ہے:

﴿ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتمو ھن شیئا الا ان یخافا الا یقیما حدود اللّٰہ فان خفتم الا یقیما حدود اللّٰہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ﴾

''اور تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے جو کچھ اپنی بیویوں کو دے چکے ہو وہ واپس لے لو مگر یہ کہ دونوں میاں بیوی کو اس بات کا خوف ہو کہ اللہ کی حدود پر نہیں قائم رہ سکیں گے تو ایسی حالت میں جب کہ تم کو اندیشہ ہو کہ دونوں میاں بیوی اللہ کی حدود پر قائم نہ رہ سکیں گے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ اگر عورت کچھ بدلہ دے کر اپنے نفس کو چھڑا لے۔''

اس آیت کریمہ سے خلع کا مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ جب دونوں میاں بیوی کو یہ خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر قائم نہ رہ سکیں گے اور دونوں میں ملاپ نہیں رہ سکے گا اور وہ آپس میں نباہ نہ کر سکیں گے تو جس طرح مرد کو طلاق دینے کا اختیار دیا گیا ہے اور مہر دینے کا حکم دیا گیا ہے تو عورت کو بھی جب کہ عقد نکاح سے آزاد ہونا چاہتی ہے تو مال دے کر مہر واپس کر کے طلاق لے لے۔اور جب عورت یہ فدیہ پیش کرے تو مرد کو قبول کر لینا چاہیے قرآن مجید میں ﴿فدیہ﴾ کا لفظ عام ہے جو بھی آپس کے سمجھوتے میں طے ہو جائے خواہ مہر ہو یا اس سے زیادہ ہو یا اس سے کم حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں کہ جمہور کا مذہب تو یہ ہے کہ خلع میں عورت سے اپنے دیے ہوئے سے زیادہ لے لے تو بھی جائز ہے کیونکہ قرآن مجید نے ﴿فیما افتدت بہ﴾ فرمایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت بگڑتی ہوئی آئی آپ نے فرمایا: اسے گندگی والے گھر میں قید کر دو پھر قید خانہ سے اسے بلوایا اور کہا کیا حال ہے؟ اس نے کہا آرام کی رات میری زندگی میں یہی گزری ہے۔آپ ﷺ نے اس کے خاوند سے فرمایا اس سے خلع کر لے اگر چہ گوشوارہ کے بدلے ہی ہو ایک روایت میں ہے کہ اسے تین دن وہاں قید رکھا تھا ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اپنی چٹیاں کی دھجی بھی دے تو لے لے اور الگ کر دے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے سوا سب کچھ لے کر بھی خلع ہو سکتا ہے۔ربیع بنت معوذ بن عفراء فرماتی ہیں۔میرے خاوند جب موجود ہوتے تو بھی میرے ساتھ سلوک کرنے میں کمی کرتے اور کہیں چلے جاتے تو بالکل ہی محروم کر دیتے ایک مرتبہ جھگڑے کے موقع پر میں نے کہہ دیا کہ میری ملکیت میں جو کچھ ہے لے لو اور مجھ سے خلع کر لو اس نے کہا ہاں' اور معاملہ فیصل ہو گیا لیکن میرے چچا معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ اس قصہ کو لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے حضرت عثمان نے بھی اسے برقرار رکھا اور فرمایا کہ سر چوٹی

چھوڑ کر اور سب کچھ لے لو اور بعض روایتوں میں ہے اگر اس سے بھی چھوٹی چیز ہو۔ غرض یہ کہ سب کچھ لے لو۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے پاس جو کچھ ہے دے کر وہ خلع کرا سکتی ہے اور خاوند کی دی ہوئی چیز سے زائد لے کر خلع کرنا جائز ہے۔

لفظ طلاق

طلاق کے لغوی معنی کھولنے کے ہیں اور اسلامی محاورے میں نکاح کی گرہ کو کھول دینے اور زوجیت کے رشتہ اور ربط کو توڑ دینے کو ''طلاق'' کہتے ہیں۔ جب میاں بیوی میں نا اتفاقی پیدا ہو جائے تو دونوں میں انتہائی کوشش کر کے ملاپ کرا دیا جائے اگر کسی صورت میں ملاپ نہ ہو تو مجبوراً دونوں کو الگ کرا دیا جائے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهلها ان يريدا اصلاحا يوفق الله بينهما﴾

''اگر تم ولیوں کو ان میاں بیوی کے درمیان نا اتفاقی کا اندیشہ ہو تو ایک منصف آدمی مرد کے خاندان سے اور ایک منصف آدمی عورت کے خاندان سے بھیجو اگر یہ دونوں اصلاح کا ارادہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان توفیق مرحمت فرمائے دے گا۔''

اور عدم اتفاقی کی صورت میں طلاق دینا جائز ہے اور یہ جواز بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ابغض الحلال الى الله عزوجل الطلاق))

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب حلال اور جائز کاموں میں ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔'' (ابوداؤد ابن ماجہ)

بلا وجہ طلاق دینا بہت ہی برا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ايما امراة سالت زوجها الطلاق فى غير ما باس فحرام عليها ريح الجنة)) (المنتقى نيل)

''جو عورت اپنے خاوند سے بغیر کسی وجہ کے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''

اور فرمایا: ''خلع اور طلاق لینے والی عورتیں منافقات میں سے ہیں۔'' (نسائی)

اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے طلاق سے زیادہ مبغوض کوئی چیز نہیں پیدا فرمائی ہے۔'' (نساء)

اگر کسی وجہ سے عورت پسند نہیں ہے یا بد خلق ہے تب بھی اسے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ و عاشروهن بالمعروف فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئا و يجعل الله فيه خيرا كثيرا﴾ (نساء)

''ان عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے رہو اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو یہ ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دے۔''

لیکن اگر کسی صورت میں نباہ ممکن نہیں ہے تو جانبین کو نکاح توڑ دینے کا حق ہے مگر بالکل یک لخت چھوڑنا اچھا نہیں ہے بلکہ ایک ایک مہینے کے فاصلے سے ایک طلاق دے۔ پھر دوسرے مہینے کے ختم پر پھر تیسرے کے اختتام پر۔ یہ فاصلہ اس لیے رکھا گیا ہے تاکہ دونوں کو سوچنے کا موقع مل جائے۔ جس سے اصلاح کی کوئی صورت نکل آئے اگر اتنی مہلت کے بعد بھی نباہ کی صورت نہیں پیدا ہوتی تو چھوڑ دینے کا اختیار حاصل ہے۔ قرآن مجید میں طلاق کے بارے کئی آیتیں ہیں جنہیں ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے تاکہ طلاق کے مسئلے کی پوری وضاحت ہو جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الطلاق مرتن فامساك بمعروف او تسريح باحسان ولا يحل لكم ان تاخذوا مما اتيتموهن شيئا الا ان يخافا الا يقيما حدود الله فان خفتم الا يقيما حدود الله فلاح جناح عليهما فيما افتدت

به تلك حدود الله فلا تعتدوها و من يتعد حدود الله فاولٓئك هم الظلمون فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فان طلقها فلا جناح عليهما ان يترا جعا ان ظنا ان يقيما حدود الله و تلك حدود الله يبينها لقوم يعلمون و اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف اوسرحوهن بمعروف ولا تمسكوهن ضرارا لتعتدوا و من يفعل ذلك فقدظلم نفسه ولا تتخذوا ايات الله هزوا واذكروا نعمت الله عليكم و ما انزل عليكم من الكتب والحكمة يعظلكم به واتقوا الله واعلموا ان الله بكل شيء عليم واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف ذالك يوعظ به من كان منكم يومن بالله واليوم الاخر ذلكم ازكى لكم واطهر والله يعلم و انتم لا تعلمون﴾ (سورة البقره ع ۲۹)

”یہ طلاق دو مرتبہ ہیں پھر یا تو اچھے طریقے سے روکنا ہے یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے جو دے دیا ہے ان میں سے کچھ بھی لو۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو خدا کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو۔ پس اگر تم کو ڈر ہو کہ یہ دونوں خدا کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت جو کچھ بدلہ دے کر چھڑا لے اس میں دونوں پر گناہ نہیں یہ ہیں حدیں اللہ کی۔ خبردار ان سے آگے نہ بڑھنا' اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے آگے بڑھ جائیں وہ ظالم ہیں۔ پھر اگر اس کو طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کرنے میں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ یہ جان لیں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی حدیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لیے بیان فرما رہا ہے۔ جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت ختم کرنے پر آئیں تو انہیں اچھی طرح بساؤ یا بھلائی کے ساتھ الگ کر دو اور انہیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم و زیادتی کے لیے نہ روکو جو ایسا کرے گا وہ اپنی جان پر ظلم کرے گا۔ تم اللہ کے احکام کو ہنسی کھیل نہ بناؤ اور اللہ کا احسان جو تم پر ہے یاد کرو اور جو کچھ کتاب و حکمت اس نے نازل فرمائی ہے جس سے تمہیں نصیحت کر رہا ہے اسے بھی یاد کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں۔ یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین اور ایمان ہو اس میں تمہاری ستھرائی اور پاکیزگی ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

مطلب یہ ہے کہ صرف دو طلاق تک رجوع کرنے کا حق ہے اور دونوں طلاقیں بھی الگ الگ باری باری دینی چاہئیں یہ نہیں کہ سینکڑوں ایک دم دے ڈالے اب دو طلاقوں کے بعد یا تو حسن معاشرت اور صلح صلاح سے عورت مرد مل کر رہیں عورت پر کسی قسم کی زیادتی نہ ہو ورنہ اچھی طرح اور حسن سلوک سے چھوڑ دے پھر رجوع نہ کرے عدت گذر جانے کے بعد عورت جس سے چاہے نکاح کرے یا تیسری طلاق دے کر چھوڑ دے بہرحال جو کچھ بھی ہو خوش معاملگی اور حسن معاشرت کے ساتھ ہو عورت کو دق نہ کرے اور نہ اس کے عیوب دنیا کے سامنے بیان کرتا پھرے اور نہ اس کو گالی سنائے نہ جسمانی تکلیف پہنچائے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں ان آیتوں کی تفسیر یوں فرماتے ہیں کہ اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ خاوند جتنی طلاقیں چاہتا دیتا جاتا اور عدت میں رجوع کرتا جاتا اس رویہ سے عورتوں کی جان غضب میں تھی کہ طلاق دی عدت گذرنے کے قریب آئی رجوع کر لیا پھر طلاق دے دی اسی طرح عورتوں کو تنگ کرتے رہتے تھے' پس اسلام نے حد بندی کر دی کہ اس طرح کی طلاقیں صرف دو ہی دے سکتے ہیں تیسری طلاق کے بعد لوٹا لینے کا کوئی حق نہ رہے گا۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ نہ تو میں تجھے بساؤں گا نہ چھوڑوں گا۔ اس نے کہا یہ کس طرح؟ کہا طلاق دوں گا اور جہاں عدت ختم ہونے کا وقت آئے گا رجوع کرلوں گا یوں ہی کرتا چلا جاؤں گا وہ عورت حضور ﷺ کے پاس آئی اور اپنا یہ دکھ بیان کر کے رونے لگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اب لوگوں نے نئے سرے سے طلاقوں کا خیال رکھنا شروع کیا اور وہ سنبھل گئے کیونکہ تیسری طلاق کے بعد اس خاوند کو لوٹا لینے کا کوئی حق نہیں ہے اور فرمایا گیا کہ دو طلاقوں تک تو تمہیں اختیار ہے کہ اصلاح کی نیت سے اپنی بیوی کو لوٹا لو اگر وہ عدت کے اندر ہے۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ نہ لوٹاؤ اور عدت گذر جانے دو تاکہ وہ دوسرے سے نکاح کرنے کے قابل ہو جائے۔ اگر تیسری طلاق دینا چاہتے ہو تو بھی احسان وسلوک کے ساتھ طلاق دو نہ اس کا کوئی حق مارو نہ اس پر کوئی ظلم کرو نہ اسے کوئی نقصان ضرر پہنچاؤ۔ ایک شخص نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ دو طلاقیں تو اس آیت میں بیان ہو چکی ہیں تیسری طلاق کا ذکر کہاں ہے آپ ﷺ نے فرمایا ((او تسریح باحسان)) میں ہے جب تیسری طلاق کا ارادہ کرے تو عورت کو تنگ کرنا اس پر سختی کرنا تاکہ وہ اپنا حق چھوڑ کر طلاق پر آمادگی ظاہر کرے۔ یہ مردوں پر حرام ہے۔ جیسے دوسری جگہ ہے ﴿ولا تعضلوھن لتذھبوا ببعض ما اتیتموھن﴾ یعنی اور نہ ان کو بے جا تنگ کر کے روک رکھو کہ کسی طرح اپنے دیے ہوئے سے کچھ واپس لے لو۔ (سورۃ نساء)

جب میاں بیوی میں نااتفاقی بڑھ جائے' اور عورت اس سے خوش نہ ہو' اس کے حق کو نہ بجالاتی ہو تو ایسی صورت میں وہ کچھ لے دے کر اپنے خاوند سے طلاق حاصل کرے تو اسے دینے میں اور اسے لینے میں کوئی گناہ نہیں۔ اس کو ''خلع'' کہتے ہیں۔ خلع کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

فان طلقها فلا تحل له کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے چکنے کے بعد تیسری بھی دے تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے سے باقاعدہ نکاح ہو ہم بستری ہو پھر وہ مر جائے یا طلاق دے دے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص ایک عورت سے نکاح کرتا ہے اور دخول سے پہلے ہی طلاق بتہ دے دیتا وہ دوسرا نکاح کرتی ہے وہ بھی اسی طرح دخول سے پہلے ہی طلاق دے دیتا ہے تو کیا اگلے خاوند کے لیے وہ حلال ہے کہ وہ اس سے نکاح کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں نہیں' جب تک وہ اس سے اور یہ اس سے لطف اندوز نہ ہولیں۔

ایک روایت میں ہے حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی تمیمہ بنت وہب کو جب انہوں نے آخری تیسری طلاق دے دی تو ان کا نکاح حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوا لیکن یہ شکایت لے کر دربار رسالت مآب میں آئیں اور کہا کہ وہ عورت کے مطلب کے نہیں مجھے اجازت ملے کہ میں اگلے خاوند کے پاس چلی جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ نہیں ہو سکتا جب تمہاری اور خاوند سے مجامعت نہ ہو۔ (بخاری)

یہ یاد رہے کہ مقصود دوسرے خاوند سے یہ ہے کہ خود اسے رغبت ہو اور ہمیشہ بیوی بنا کر رکھنے کا خواہش مند ہو کیونکہ نکاح سے مقصود یہی ہے یہ نہیں کہ اگلے خاوند کے لیے محض حلال ہو جائے اور بس اگر دوسرے خاوند کا ارادہ اس نکاح سے یہ ہے کہ یہ عورت اپنے خاوند کے لیے حلال ہو جائے تو ایسے لوگوں کی مذمت بلکہ ملعون ہونے کی تصریح حدیثوں میں آ چکی ہے۔ مسند احمد میں ہے گودنے والی گودنا گودانے والی۔ بال ملانے والی ملوانے والی عورتیں ملعون ہیں۔ حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جاتا ہے اس پر بھی خدا کی پھٹکار ہے۔ سود خور اور سود کھلانے والے بھی لعنتی ہیں۔

فان طلقها فلاح جناح...... الخ یعنی دوسرا خاوند اگر نکاح وطی کے بعد طلاق دے دے تو پہلے خاوند کو اسی عورت سے نکاح کر لینے میں کوئی گناہ نہیں جب کہ یہ اچھی طرح گذر اوقات کرلیں اور یہ بھی جان لے کہ یہ دوسرا نکاح صرف دھوکا اور مکروفریب کا نہ ہو بلکہ حقیقت پر مبنی ہو یہ ہے احکام شرعی جنہیں علم والوں کے لیے خدا نے واضح کر دیا ہے۔ ائمہ کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو یا

ایک طلاق دے دی پھر چھوڑے رکھا یہاں تک کہ وہ عدت سے نکل گئی۔ پھر اس نے دوسرے سے گھر بسا لیا اس سے ہم بستری بھی ہوئی، پھر اس نے بھی طلاق دے دی اور اس کی عدت ختم ہو چکی پھر اگلے خاوند نے اس سے نکاح کر لیا تو کیا اسے تین میں سے جو طلاقیں لینے ایک یا دو جو باقی ہیں صرف ان ہی کا اختیار رہے گا یا پہلے کی طلاقیں گنتی سے ساقط ہو جائیں گی اور اسے از سر نو تینوں طلاق کا حق حاصل ہو جائے گا۔ پہلا مذہب تو یہ ہے امام مالک رحمۃ اللہ، امام شافعی، اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور صحابہ کی ایک جماعت کا، اور دوسرا مذہب ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں کا اور ان کی دلیل یہ ہے کہ:

جب اس طرح تیسری طلاق ہی گنتی میں نہ آئی تو پہلی دوسری کیا آئے گی۔

واذا طلقتم النساء فبلغن......الخ اس آیت میں عورتوں کے ولی وارثوں کو ممانعت ہو رہی ہے کہ جب کسی عورت کو طلاق ہو جائے اور عدت بھی گزر جائے پھر میاں بیوی رضامندی سے نکاح کرنا چاہیں تو وہ انہیں نہ روکیں۔ اس آیت میں دلیل ہے اس امر کی بھی کہ عورت خود اپنا نکاح بغیر ولی کے نہیں کر سکتی، چنانچہ ترمذی اور ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث وارد کی ہے کہ عورت عورت کا نکاح نہیں کر سکتی، نہ عورت اپنا نکاح آپ کر سکتی ہے۔ وہ عورتیں زنا کار ہیں جو اپنا نکاح آپ کر لیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ نکاح بغیر ولی کے اور دو عادل گواہوں کے نہیں۔ یہ آیت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ اور ان کی ہمشیرہ صاحب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

صحیح بخاری شریف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر کے بیان میں ہے کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری بہن کا مانگا میرے پاس آیا میں نے نکاح کر دیا۔ اس نے کچھ دنوں بعد طلاق دے دی۔ پھر عدت گزرنے کے بعد نکاح کی درخواست کی میں نے انکار کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جسے سن کر حضرت معقل بن یسار نے باوجودیکہ قسم کھائی تھی کہ میں تیرے نکاح میں نہ دوں گا۔ نکاح پر آمادہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں نے خدا کا فرمان سنا اور میں نے مان لیا اور اپنے بہنوئی کو لا کر دوبارہ نکاح کر دیا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا ان کا نام جمیلہ بنت یسار تھا ان کے خاوند کا نام ابو البداح تھا بعض نے ان کا نام فاطمہ بنت یسار بتایا ہے۔ سدی فرماتے ہیں کہ یہ آیت جابر بن عبداللہ اور ان کے چچا کی بیٹی کے بارے میں اتری ہے لیکن پہلی بات ہی زیادہ صحیح ہے۔ پھر یہ نصیحت و وعظ ان کے لیے ہے جنہیں شریعت پر ایمان ہو، خدا کا ڈر ہو، قیامت کا خوف ہو، انہیں چاہیے کہ اپنی ولایت میں جو عورتیں ہیں انہیں ایسی حالت میں نکاح سے نہ روکیں شریعت کی اتباع کر کے ایسی عورتوں کو ان کے خاوندوں کے نکاح میں دے دینا اور اپنی حمیت و غیرت کو جو خلاف شرع ہو شریعت کے ماتحت کر دینا ہی تمہارے لیے بہتر ہے اور پاکیزگی کا باعث ان مصلحتوں کا علم جناب باری ہی کو معلوم ہے تمہیں نہیں معلوم کہ کس کام کے کرنے میں بھلائی ہے اور کس کام کے چھوڑنے میں یہ علم حقیقت میں خدا ہی جانتا ہے۔ (مخلصاً ترجمہ ابن کثیر)

اور طلاق کی بہت سی قسمیں ہیں اور اس کے بہت سے احکام ہیں جن کو ہم نے اسلامی تعلیم کے ساتویں حصہ میں بیان کیا اور کچھ بیان آگے آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

ایک عورت کا بارگاہ نبوت میں خلع کا مقدمہ پیش کرنا

٣٢٧٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ اَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ

٣٢٧٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ثابت بن قیس کی بیوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے یہ عرض کیا یا رسول اللہ

٣٢٧٤۔ صحیح بخاری کتاب الطلاق باب الخلق (٥٢٧٣)

مَاأَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلاَ دِيْنٍ وَلٰكِنِّيٓ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَتُرَدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ)) قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ثابت بن قیس میں نہ ان کے اخلاق میں اور نہ دین میں کوئی عیب پاتی ہوں اور نہ ان کے اوپر کوئی غصہ کرتی ہوں، یعنی نہ تو وہ بدخلق ہیں اور نہ بددین ہیں لیکن میں اسلام میں ناشکری کو پسند نہیں کرتی ہوں (یعنی میں ان کی نافرمانی سے ڈرتی ہوں میں ان کی کماحقہ خدمت نہیں کرسکتی کیونکہ وہ بہت بدصورت ہیں اور پستہ قد ہیں اور میں بہت خوبصورت ہوں تو ان کی بدصورتی کی وجہ سے وہ مجھے پسند نہیں ہیں) تو میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے ان سے علیحدہ کرادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ثابت نے تمہارے مہر میں جو باغ دیا تھا تو اس باغ کو تم واپس کرسکتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خاوند ثابت بن قیس سے فرمایا: تم اپنے دیے ہوئے باغ کو واپس لے لو اور اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ (بخاری)

طلاق کا درست طریقہ

٣٢٧٥۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرُ فَاِنْ بَدَا لَهُ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَاللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا نِسَآءُ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ مُرْهُ ((فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا اَوْ حَامِلًا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٢٧٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو اس کے حیض کے زمانے میں طلاق دے دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے جاکر یہ بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ ناراض ہوگئے۔ پھر عبداللہ سے فرمایا کہ تم اس کو لوٹا لو پھر روکے رکھو یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہوجائیں پھر حیض آجائے پھر پاک ہوجائے پھر اس کے بعد اگر تمہاری طبیعت چاہے تو پاکی کی حالت میں اس کو طلاق دے دو، اس کے چھونے سے پہلے یا اس پاکی میں جماع نہ کرو اور بغیر جماع کیے ہوئے طلاق دے دو یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عورتوں کو پاکی کی حالت میں طلاق دو اور ایک روایت میں اس طرح سے آیا ہے کہ اے عمر تم اس کو حکم دو کہ وہ لوٹا لے پھر طہر کی حالت میں یا حمل کی حالت میں اس کو طلاق دے دے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: حیض کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق پڑ جاتی ہے لیکن اس کا لوٹا لینا ضروری ہے اگر طلاق دینا ہی ہے تو پاکی کی حالت میں طلاق دی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے کہ پاکی کی حالت میں طلاق دو اور حیض کے زمانے سے وہ اپنی عدت شمار کرے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلٰثة قروء ولا یحل لهن ان یکتمن ما خلق الله فی ارحامهن ان کن یومن بالله والیوم الاخر و بعولتهن احق بردهن فی ذلك ان ارادوا اصلاحا﴾ (البقرة ع ٢٨)

''اور طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو نکاح ثانی سے روکے رہیں اگر ان کا ایمان اللہ اور قیامت کے دن پر ہے تو ان کے لیے یہ حلال نہیں کہ جو چیز اللہ نے ان کے رحم کے اندر پیدا کی ہے اس کو چھپالیں اس مدت میں ان کے شوہروں کو لوٹا لینے کا حق ہے بشرطیکہ ان کو اصلاح مقصود ہو۔''

٣٢٧٥۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة الطلاق (٤٩٠٨)، مسلم کتاب الطلاق باب تحریم طلاق الحائض (١٤٧١[٣٦٥٢])

یعنی عورتوں کو ہم بستری کے بعد طلاق دی گئی اور وہ حیض والیوں میں سے ہیں تو ان کو تین حیض تک یعنی تین مہینے تک نکاح ثانی سے روکے رکھنا چاہیے اور جو چیز خدا نے ان کے رحم میں پیدا کی ہے اس کو پوشیدہ نہ کریں بلکہ حیض کو ٹھیک ٹھیک حساب کے ساتھ ساتھ ظاہر کر دیں دوسرے شوہر کے ساتھ جلدی نکاح کرنے کی غرض سے حیض کو چھپائے نہیں اور اس بات کا خوف نہ کریں کہ نو ماہ تک وضع حمل کا کون انتظار کرے اگر ان کا خدا اور قیامت کے دن پر ایمان ہے اور وہاں حساب کتاب دینا ہے تو ناجائز حرکت سے بچنا چاہیے اور اگر عدت کا زمانہ ابھی ختم نہیں ہوا تو عدت میں خاوند کو رجوع کرنے کا حق ہے اور جن بوڑھی عورتوں کے ایام ماہواری بڑھاپے کی وجہ سے بند ہو چکے ہیں اور وہ مطلقہ ہو جائیں تو ان کی عدت تین مہینے میں اور اس طرح وہ نابالغ لڑکیاں کہ کم سنی کی وجہ سے ابھی تک حیض نہیں آیا تو مطلقہ ہونے کے بعد تین مہینے کی عدت گزارے گی اور حمل والوں کی عدت وضع حمل (بچہ جن دینا) ہے یعنی بچہ جننے کے بعد وہ عدت سے فارغ ہو جاتی ہیں۔

۳۲۷۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۲۷۶۔ حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اختیار دیا تو ہم نے اللہ اور رسول کو اختیار کیا اس کو رسول اللہ ﷺ نے ہم پر کچھ نہیں شمار کیا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی اگر کوئی شخص خود بخود اپنے لفظوں سے طلاق کا لفظ نہیں کہتا ہے بلکہ بیوی سے کہتا ہے تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو تم اپنے نفس کو اختیار کر لو اور اپنے آپ کو طلاق دے دو اور اگر چاہو تو مجھے یعنی خاوند کو اختیار کر لو اور طلاق مت لو تو اگر بیوی نے اسی مجلس میں یہ کہا کہ میں نے اپنے کو اختیار کر لیا تو اس سے ایک رجعی طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر اس نے اپنے خاوند کو اختیار کیا تو طلاق نہیں پڑے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دیا تھا تو ازواج مطہرات نے رسول اللہ ﷺ کو اختیار کیا تو طلاق نہیں پڑی جیسا کہ اس کا بیان پہلے آ چکا ہے۔

کفارہ؟

۳۲۷۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷞، قَالَ: فِي الْحَرَامِ يُكَفَّرُ، لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۲۷۷۔ حضرت ابن عباس ﷞ نے فرمایا جو شخص اپنے اوپر کسی چیز کو حرام کر لے تو اس کو کفارہ دینا چاہیے اس کے بارے میں تمہارے رسول اللہ ﷺ کی اچھی پیروی ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی اگر کوئی شخص بیوی کو یا اور کھانے پینے کی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لے تو اس کو اس کا کفارہ دینا چاہیے کفارہ ادا کرنے کے بعد پھر اس کا کھانا پینا جائز ہو جاتا ہے اور گناہ اتر جاتا ہے اس کی مزید توضیح نیچے حدیث میں آ رہی ہے۔

شہد کی بو کا قصہ

۳۲۷۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَ شَرِبَ

۳۲۷۸۔ حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی زینب بنت جحش کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں کچھ دیر ٹھہر

۳۲۷۶۔ صحیح بخاری کتاب الطلاق باب من خیر ازوجه (۵۲۶۲)، مسلم کتاب الطلاق باب بیان ان تخییر امراته لا یکون (۱۴۷۷[۳۶۸۴])

۳۲۷۷۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة التحریم باب یا ایها النبی لم تحرم (۴۹۱۱)، مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الکفارة (۱۴۷۳[۳۶۷۶])

۳۲۷۸۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورة التحریم باب یا ایها النبی لم تحرم (۴۹۱۲)، مسلم الطلاق باب وجوب الکفارة (۱۴۷۴[۳۶۷۸])

عِنْدَهَا عَسَلاً ، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَ حَفْصَةُ أَنْ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ: إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ قَالَ: ((لاَ بَأْسَ، شَرِبْتُ عَسَلاً عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ، وَ قَدْ حَلَفْتُ؛ لاَ تُخْبِرِيْ بِذَلِكَ أَحَدًا)) يَبْتَغِيْ مَرْضَاةَ أَزْوَاجِهِ، فَنَزَلَتْ: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ﴾ الْآيَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

جاتے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد نوش فرماتے تو میں نے اور حفصہ نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ طے کر لیا کہ ہم دونوں میں سے جس کے پاس بھی نبی ﷺ تشریف لائیں تو وہ یوں کہے کہ یا رسول اللہ آپ کے دہن مبارک سے مغافیر کی بو آتی ہے تو آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ نبی ﷺ ہم دونوں میں سے کسی ایک کے پاس تشریف لائے تو اس نے یہی کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے تو اگر تم لوگوں کو شہد کے پینے سے بدبو ہو رہی ہے تو آئندہ نہیں پیوں گا میں نے قسم کھا لی ہے اور تم یہ کسی کو مت خبر دینا اور اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ آپ کی بیویاں خاموش ہو جائیں پھر اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ ﴿ یایها النبی لم تحرم ما احل الله لك﴾ آخر تک نازل ہوئی یعنی اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ ﷺ کے لیے حلال کیا ہے آپ ﷺ نے اس کو کیوں حرام بنا لیا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: سورۂ تحریم میں پورا واقعہ اس طرح ہے۔

﴿یا ایها النبی لم تحرم ما احل الله لك تبتغي مرضات ازواجك والله غفور رحیم قد فرض الله لكم تحلة ایمانكم والله مولكم و هوالعلیم الحكیم واذ اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا فلما نبات به واظهره الله علیه عرف بعضه واعرض عن بعض فلما نباها به قالت من انباك هذا قال نبانی العلیم الخبیر ان تتوبا الی الله فقد صغت قلوبكما و ان تظهرا علیه فانّ الله هو موله و جبریل و صالح المومنین الملائكة بعد ذالك ظهیر عسی ربه ان طلقكن ان یبدله ازواجا خیرا منكن مسلمت مومنت قنتت تئبت عبٰدات سئحت ثیبت و ابكارا﴾

''اے نبی! جس چیز کو اللہ نے تیرے لیے حلال کر دیا ہے تو اسے کیوں حرام کرتا ہے کیا تو اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے قسموں کو کھول ڈالنا مقرر کر دیا ہے اور اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہی پورے علم والا اور حکمت والا ہے اور یاد کر جب نبی نے اپنی عورتوں سے ایک پوشیدہ بات کہی پس جب اس نے اس بات کی خبر دی اور اللہ نے اپنے نبی کو اس پر آگاہ کر دیا تو نبی نے تھوڑی سی بات تو جتادی اور تھوڑی سی ٹال گئے جب نبی نے اپنی اس بیوی کو بات جتائی تو وہ کہنے لگی اس کی خبر آپ کو کس نے دی کہا سب جاننے والے پوری خبر رکھنے والے خدا نے مجھے یہ بتا دیا۔ اے نبی کی دونوں بیویو! اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کر لو تو بہت بہتر ہے یقیناً تمہارے دل کج ہو گئے ہیں اور اگر تم نبی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی، پس یقیناً اس کا کارساز اللہ ہے اور جبرئیل ہیں اور نیک ایماندار اور ان کے علاوہ فرشتے بھی مدد کرنے والے ہیں اگر پیغمبر تمہیں طلاق دے دیں تو بہت جلد انہیں ان کا رب تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں عنایت فرمائے گا جو اسلام والیاں روزے رکھنے والیاں ہوں گی بیوہ اور کنواریاں۔''

رسول اللہ ﷺ کو شہد بہت پسند تھا ملاقات کے لیے جب آپ ازواج مطہرات کے یہاں تشریف لے جاتے جس کے یہاں جو چیز ہوتی وہ تحفے کے طور پر کھلا دیتی حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کو شہد پلایا کرتی تھیں اس لیے کچھ دیر آپ ان کے یہاں ٹھہر جاتے تھے حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو یہ ناگوار گزرا اور آپس میں مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ جس کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں وہ یہ کہے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے اور آپ کو بدبو سے بڑی نفرت تھی مغافیر ایک بدبودار گوند ہے تو آپ نے فرمایا کہ آئندہ سے شہد نہیں پیوں گا اور اس کو اپنے اوپر حرام کر لیا ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شہد حلال ہے اور جس چیز کو خدا نے حلال کیا اس کو تم کو حرام نہیں کرنا چاہیے کفارہ دینے کے بعد پھر وہ چیز حلال ہو سکتی ہے۔ (اسوۂ حسنہ)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرنے والی کے لیے وعید

۳۲۷۹۔ عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِيْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ؛ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ

۳۲۷۹۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے بغیر شرعی ضرورت کے اپنے خاوند سے طلاق لینے کا مطالبہ کیا تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہو جاتی ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ و دارمی)

حلال امور میں سب سے ناپسندیدہ کام

۳۲۸۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

۳۲۸۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب حلال چیزوں سے اللہ کے نزدیک زیادہ برا حلال طلاق ہے۔ (ابوداؤد) یعنی طلاق گو حلال اور جائز ہے لیکن اللہ کے نزدیک یہ بہت برا ہے کیونکہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

نکاح سے پہلے طلاق نہیں

۳۲۸۱۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ، وَ لَا عِتَاقَ إِلَّا بَعْدَ مِلْكٍ، وَ لَا وِصَالَ فِيْ صِيَامٍ، وَلَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ، وَ لَا رِضَاعَ بَعْدَ فِطَامٍ، وَ لَا صَمْتَ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ)). رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

۳۲۸۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: نکاح کرنے سے پہلے طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی اور کسی غلام کے مالک ہونے سے پہلے آزاد کرنا آزادگی نہیں ہوتی ہے اور روزہ میں وصال نہیں ہے اور احتلام یعنی بالغ ہو جانے کے بعد یتیم نہیں رہتا ہے اور دودھ کی مدت ختم ہو جانے کے بعد دودھ پلانے سے رضاعت نہیں ثابت ہوتی ہے اور دن بھر خاموش رہنا درست نہیں ہے۔ (شرح سنہ)

توضیح: نکاح کرنے سے پہلے اگر کوئی طلاق دے تو طلاق نہیں پڑتی کیونکہ طلاق دینے سے پہلے نکاح کا ہونا ضروری ہے۔

۳۲۷۹۔ اسنادہ حسن مسند احمد ۵/ ۲۷۷)، سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی الخلع (۲۲۲۶)، ترمذی کتاب الطلاق باب ماجاء فی المختلفان (۱۱۸۷)، ابن ماجہ کتاب الطلاق باب کراھیۃ الخلع (۲۰۵۵)، دارمی کتاب الطلاق باب النھی عن ان تسال المراۃ زوجھا طلاقھا ۲/ ۲۱۶ ح ۲۳۷۰

۳۲۸۰۔ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی کراھیۃ الطلاق (۲۱۷۸) محمد بن خالد متکلم فیہ ہے۔

۳۲۸۱۔ صحیح، شرح السنۃ للبغوی (۲۳۵۰)، ابوداؤد (۲۸۷۳) مختصراً شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

بغیر نکاح کے طلاق نہیں ہوتی اسی طرح سے جب تک غلام کا مالک نہیں ہوا ہے اس کو آزاد کرنے سے آزاد نہیں ہوتا ہے کیونکہ آزاد کرنے سے پہلے اس کا مالک ہونا ضروری ہے اور رات دن کا لگاتار روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ یعنی رات کو نہ افطار کرے اور نہ کھائے مسلسل کئی روز تک رات دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں رہتا ہے۔ نابالغی کے زمانہ تک یتیم رہ سکتا ہے اور مدت رضاعت کے ختم ہونے کے بعد دودھ پلانے سے رضاعت کا رشتہ ثابت نہیں ہوتا ہے پہلے زمانہ میں صبح سے شام تک جب رہنے کا روزہ رکھتے تھے تو اب صبح سے شام تک خاموش رہنا جائز نہیں ہے۔

۳۲۸۲۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَ نَذْرَ لاِبْنِ آدَمَ فِيْمَا لاَ يَمْلِكُ، وَ لاَ عِتْقَ فِيْمَا لاَ يَمْلِكُ، وَلاَ طَلاَقَ فِيْمَا لاَ يَمْلِكُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ زَادَ أَبُو دَاوُدَ: ((وَ لاَ بَيْعَ إِلاَّ فِيْمَا يَمْلِكُ))

۳۲۸۲۔ عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور شعیب ان کے دادا یعنی اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان جس چیز کا مالک ہی نہیں ہوا اس کا نذر ماننا درست نہیں ہے اور اگر کسی غلام کو مالک بنے بغیر آزاد کرے تو وہ آزاد نہیں ہو سکتا کیونکہ آزاد کرنے سے پہلے غلام کا مملوک ہونا اور آقا کا مالک ہونا ضروری ہے نکاح کی ملکیت سے پہلے طلاق دینا درست نہیں ہے اور اگر کوئی چیز بیچتا ہے تو بیچنے سے پہلے اس کا مالک ہونا ضروری ہے بغیر ملکیت کے اس کا بیچنا جائز نہیں ہے۔ (ترمذی وابوداؤد)

۳۲۸۳۔ وَعَنْ رُكَانَةَ بْنِ عَبْدِ يَزِيْدَ ؓ، أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سُهَيْمَةَ الْبَتَّةَ، فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُ إِلاَّ وَاحِدَةً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتَ إِلاَّ وَاحِدَةً؟)) فَقَالَ رُكَانَةُ: وَ اللّٰهِ مَا أَرَدْتُ إِلاَّ وَاحِدَةً، فَرَدَّهَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَطَلَّقَهَا الثَّانِيَةَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ، وَالثَّالِثَةَ فِيْ زَمَانِ عُثْمَانَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ، إِلاَّ أَنَّهُمْ لَمْ يَذْكُرُوا الثَّانِيَةَ، وَالثَّالِثَةَ۔

۳۲۸۳۔ حضرت رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق بتہ دی رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر دی گئی اور اس نے یہ کہا کہ خدا کی قسم! میں نے طلاق بتہ سے ایک ہی طلاق مراد لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! کیا تم نے طلاق بتہ سے ایک ہی طلاق مراد لی ہے؟ تو رکانہ نے قسم کھا کر کہا خدا کی قسم! میں نے ایک ہی طلاق کا ارادہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیوی کو اس کے طرف لوٹا دیا تو رکانہ نے حضرت عمر ؓ کی خلافت میں اپنی اس بیوی کو دوسری طلاق دے دی پھر حضرت عثمان ؓ کے زمانے میں اس نے تیسری طلاق دی۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی وابوداؤد)

توضیح: (۳۲۸۳): بتہ کے معنی کاٹنے کے ہیں تو طلاق بتہ اس طلاق کو کہتے ہیں کہ جس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت امام شافعی ؒ کے نزدیک طلاق بتہ دینے سے رجعی طلاق پڑتی ہے اور عدت میں رجوع کرنا جائز ہے۔ عدت کے ختم ہو جانے کے بعد تجدید نکاح جائز ہے۔ حضرت رکانہ کے طلاق دینے کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق بتہ دی تھی

۳۲۸۲۔ اسناده حسن، سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی الطلاق قبل النکاح (۲۱۹۰)، ترمذی کتاب الطلاق باب ماجاء لا طلاق قبل النکاح (۱۱۸۱)

۳۲۸۳۔ ضعیف، سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی البتة (۲۲۰۶)، ترمذی کتاب الطلاق باب ماجاء فی الرجل یطلق امراته البتة (۱۱۷۷)، ابن ماجه کتاب الطلاق باب طلاق البتة (۲۰۵۱)، دارمی کتاب الطلاق باب فی الطلاق البتة ۲/ ۲۱۶۔۲۱۷ ح ۲۲۷۲ علی بن یزید رکانہ مجہول راوی ہے جبکہ عبداللہ بن علی اور زبیر بن سعید دونوں ضعیف ہیں۔

اور مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دی تھیں جیسا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ طلق رکانه بن عبد یزید اخوبنی عبدالمطلب المراة ثلاثا فحزن علیها حزنا شدیدا قال فساله رسول الله ﷺ کیف طلقتها قال طلقتها ثلاثا فقال فی مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحد فارجعها ان شئت قال فراجعها۔ یعنی رکانہ صحابی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے کر بہت نادم ہوئے آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم نے کس طرح طلاق دی ہے انہوں نے کہا کہ تین طلاق پھر آپ نے پوچھا کہ کیا ایک مجلس میں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک طلاق ہوئی ہے اگر تم چاہو تو رجوع کرلو چنانچہ رکانہ نے رجوع کرلیا تو ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے طلاق رجعی پڑتی ہے۔

جب مذاق بھی حقیقت بن جاتا ہے

۳۲۸۴۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ أَبُوْدَاوُدَ، وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

۳۲۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تین ایسی چیزیں ہیں کہ ان کا سچ سچ ہے اور ان کا مذاق بھی سچ ہی کے حکم میں ہے۔ (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) رجوع۔ (ترمذی، ابوداؤد اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے)

توضیح: یہ تینوں الفاظ ایسے ہیں کہ اگر سچ مچ تمام شرائط کی موجودگی میں نکاح کیا جائے تو نکاح ہو جائے گا اسی طرح سے اگر حقیقتاً طلاق دی ہے تو طلاق پڑ جائے گی اگر مطلقہ بیوی سے سچ مچ رجوع کیا ہے تو رجوع ثابت ہو جائے گا اور اگر ہنسی ہنسی اور مذاق کے طور پر یہ کیا ہے تب بھی وہ صحیح اور سچ ہو جائے گا، یعنی اگر عورت اور مرد کے درمیان ہنسی ہنسی ولی اور دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ہو جائے تو نکاح ہو جاتا ہے اسی طرح سے ہنسی میں طلاق دے دیا تو طلاق پڑ جاتی ہے اور اسی طرح ہنسی میں طلاق کے بعد رجوع کرلیا تو رجعت ثابت ہو جاتی ہے۔

جبر کے ساتھ طلاق واقع نہیں ہوتی

۳۲۸۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا طَلَاقَ وَ لَا عِتَاقَ فِيْ إِغْلَاقٍ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه قِيْلَ: مَعْنَى الإِغْلَاقِ: الاِكْرَاهُ۔

۳۲۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ زبردستی کی حالت میں نہ طلاق پڑتی ہے اور نہ آزادی ثابت ہوتی ہے۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

توضیح: یعنی اگر کوئی زبردستی کسی سے طلاق دلائے یعنی یوں کہا کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے دے ورنہ تمہیں قتل کر ڈالوں گا اگر اکراہ کی حالت میں عورت کو طلاق دے دے تو طلاق نہیں پڑے گی اسی طرح سے اگر کوئی کہے کہ تم اپنے غلام کو آزاد کرو ورنہ تمہیں جان سے مار ڈالوں گا اگر اس حالت میں آزاد کیا تو غلام آزاد نہیں مانا جائے گا۔

۳۲۸۴۔ حسن، سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی الطلاق علی الهزل (۲۱۹٤)، ترمذی کتاب الطلاق باب ماجاء فی الحدوالهزل (۱۱۸٤)

۳۲۸۵۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی الطلاق علی غلط (۲۱۹۳)، ابن ماجه کتاب الطلاق باب طلاق المکرمه (۲۰٤٦) شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

فاتر العقل کی طلاق

٣٢٨٦۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوهِ، وَ الْمَغْلُوبُ عَلَى عَقْلِهِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَ عَطَاءُ بْنُ عَجْلَانَ الرَّاوِي ضَعِيفٌ، ذَاهِبُ الْحَدِيثِ.

٣٢٨٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص کی طلاق پڑ جاتی ہے لیکن پاگل، بے عقل، دیوانہ اور مغلوب العقل کی طلاق نہیں پڑتی ہے۔ (ترمذی)

تین قسم کے مرفوع القلم افراد

٣٢٨٧۔ وَعَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَبْلُغَ، وَعَنِ الْمَعْتُوهِ حَتَّى يَعْقِلَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ

٣٢٨٧۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے ایسے لوگ ہیں کہ شرعاً ان کے قول فعل کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔ (۱) سونے والا یہاں تک کہ وہ جاگ کر کے بیدار ہو جائے (۲) نابالغ بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو جائے (۳) اور دیوانہ یہاں تک کہ عقل والا ہو جائے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

٣٢٨٨۔ وَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنُ مَاجَه عَنْهُمَا.

٣٢٨٨۔ اور اسی روایت کو دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

٣٢٨٩۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((طَلَاقُ الْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ، وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ، وَالدَّارِمِيُّ.

٣٢٨٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باندی کے لیے دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ و دارمی)

توضیح: آزاد عورت تین مہینوں میں تین طلاق دینے سے حرام ہوتی ہے اور اس کی عدت تین حیض ہے اور لونڈی اور باندی کے لیے دو طلاقیں ہیں۔ یعنی دو طلاق میں حرام ہو جاتی ہے اور اس کی عدت دو حیض ہے یعنی دو حیض گزرنے سے عدت ختم ہو جاتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

خاوند سے بلاوجہ جھگڑا کرنے والی اور خلع مانگنے والی عورتیں؟

٣٢٩٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

٣٢٩٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٣٢٨٦۔ اسناده ضعيف جداً، سنن الترمذي كتاب الطلاق باب في طلاق المعتوه (١١٩١)، عطاء بن عجلان متروک راوی ہے۔

٣٢٨٧۔ صحيح، سنن ابی داؤد كتاب الحدود باب في المجنون يسرق (٤٤٠٣)، ترمذی كتاب الحدود باب ماجاء فيمن لا يحب عليه الحد (١٤٢٣)

٣٢٨٨۔ حسن، سنن ابن ماجه كتاب الطلاق باب طلاق المعتوة (٢٠٤١، ٢٠٤٢)

٣٢٨٩۔ اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الطلاق باب في سنة طلاق العبد (٢١٨٩)، ترمذی كتاب الطلاق باب ماجاء ان طلاق الامة تطليقتان (١١٨٢)، ابن ماجه كتاب الطلاق باب في طلاق الامة (٢٠٨٠)، دارمی كتاب الطلاق باب في طلاق الامة ٢/ ٢٢٤ ح ٢٢٩٤ مظاہر بن اسلم راوی ضعیف ہے۔

٣٢٩٠۔ اسناده صحيح، سنن نسائی كتاب طلاق باب ماجاء في الخلع (٣٤٩١)

((اَلْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ)). رَوَاهُ النِّسَائِيُّ

خاوندوں کی نافرمانی کرنے والی عورتیں اور ان سے لڑائی جھگڑا کرنے والی اور بے ضرورت ان سے خلع کا مطالبہ کرنے والی منافقہ ہیں۔ (نسائی)

۳۲۹۱۔ وَعَنْ نَافِعٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ مَوْلَاةٍ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْءٍ لَهَا، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما رَوَاهُ مَالِكٌ

۳۲۹۱۔ نافع رضی اللہ عنہ صفیہ بنت ابو عبید کی آزاد شدہ لونڈی سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ صفیہ نے اپنے تمام مال سے اپنے خاوند سے خلع کیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نہ اس پر اعتراض کیا اور نہ انکار کیا۔ (مالک)

ایک مجلس کی تین طلاقوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ناراض ہونا

۳۲۹۲۔ وَعَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعًا، فَقَامَ غَضْبَانُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ أَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟)) حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! أَلَا أَقْتُلُهُ؟۔ رَوَاهُ النِّسَائِيُّ۔

۳۲۹۲۔ محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں کھڑے ہو گئے پھر فرمایا: کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے حالانکہ میں ابھی تمہارے سامنے موجود ہوں۔ یہ سن کر ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! جس نے اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں؟ (نسائی)

توضیح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ طلاق کی چار صورتیں ہیں دو صورتوں میں حلال اور دو صورتوں میں حرام ہے۔ حلال کی دو صورتوں میں سے پہلی یہ ہے کہ عورت کو ایسے طہر کی حالت میں طلاق دے جس میں ہمبستر نہ ہوا ہو اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو حمل کی حالت میں طلاق دے دو حرام والی صورتوں میں سے پہلی صورت یہ ہے کہ حیض کی حالت میں طلاق دے اور دوسری یہ ہے کہ ہم بستری کے بعد طلاق دے جس میں یہ شک ہو کہ عورت حاملہ ہے یا نہیں۔ (دارقطنی، منتقی، نیل الاوطار)

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الاوطار میں فرمایا ہے کہ بعض حالت میں طلاق مکروہ اور حرام ہے اور بعض حالتوں میں واجب اور بعض صورتوں میں مندوب اور جائز ہے۔

علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی المغنی میں اسی طرح فرمایا ہے بعض کہتے ہیں دراصل طلاق کی ہی دو قسمیں ہیں ایک سنی دوسرے بدعی۔ طلاق سنی یہ ہے کہ خدا اور رسول کے حکم کے موافق ایسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو اور عدت ختم ہونے تک چھوڑے رکھے۔

طلاق بدعی وہ ہے کہ حیض میں یا جماع شدہ طہر میں طلاق دینے کو طلاق بدعی کہتے ہیں بعض علماء کرام نے طلاق کی یہ تین قسمیں احسن وحسن اور بدعی کی ہیں۔

احسن یہ ہے کہ ایسے طہر میں ایک طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو اور نہ ہی عدت میں رجوع کیا ہو۔ اور حسن یہ ہے کہ تین طہروں میں تین طلاقیں الگ الگ دے اور ان تین طہروں میں کسی ایک طہر میں بھی اس نے جماع نہ کیا ہو اور طلاق سے پہلے وطی کر چکا ہو۔ یعنی اس کی مدخولہ وموطوہ ہو اور غیر موطو ہو اور غیر موطوہ کے لیے طلاق حسن یہ ہے کہ ایک طلاق دے اور بدعی یہ ہے کہ تین متفرق طلاقیں دے یا دو دے ایک ہی طہر میں اور رجوع نہ کرے یا ایسے طہر میں جس میں جماع کر چکا ہو یا حیض کی حالت میں طلاق دے اور طلاق کی دوسری تقسیم

۳۲۹۱۔ اسناده صحيح، موطا الامام مالك كتاب الطلاق باب ماجاء في الخلع (٤/ ٥٦٥ ح ١٢٢٩)

۳۲۹۲۔ صحيح، سنن نسائى كتاب الطلاق باب الثلاث المجموعة وما فيه من التغليظ (٣٤٣٠)

یوں بھی کی جاتی ہے کہ طلاق کی یہ تین قسمیں ہیں۔ رجعی' بائن' مغلظہ رجعی یہ ہے کہ صراحتاً ایک ہی طلاق دے اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر جو کر سکتا ہے اور عدت کے بعد نیا نکاح کر سکتا ہے۔ اور بائن یوں ہے کہ یوں کہے کہ میں طلاق بائن دیتا ہوں یا طلاق کے ساتھ کوئی دوسرا لفظ بولے جس سے اس کی شدت پائی جائے یا اس کی صفت ہو' خواہ لفظ بائن و بتہ ہو یا اور کوئی لفظ ہو اس میں بھی عدت کے بعد نکاح ہو سکتا ہے اور مغلظہ یہ ہے کہ تین طہر میں تین طلاقیں الگ الگ دے اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے گزر جانے کے بعد یہ عورت کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرے پھر دوسرا خاوند اپنی خوشی سے طلاق دے یا مر جائے تو اس کی عدت گزر جانے کے بعد یہ عورت کسی دوسرے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے اور طلاق صریحی اور طلاق کنائی کی بھی کئی قسمیں ہیں صریحی یہ ہے کہ صاف لفظوں میں طلاق دے کہ طلاق کے علاوہ اور کسی چیز کا احتمال نہ ہو جیسے صریح لفظوں میں یوں کہے کہ میں نے تجھے طلاق دے دی۔ اور کنائی یہ ہے کہ ایسے لفظوں سے طلاق دے کہ طلاق کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو یعنی وہ لفظ طلاق ہی کے لیے موضوع نہ ہو لیکن اس میں طلاق اور غیر طلاق دونوں کا احتمال ہے' اس کنائی طلاق میں اگر طلاق کی نیت ہے تو طلاق پڑے گی اور اگر طلاق کی نیت نہیں تو نہیں پڑے گی۔ طلاق کی ایک قسم تفویض بھی ہے اور اس سے یہ مراد ہے کہ خود شوہر طلاق نہ دے بلکہ طلاق دینے کا دوسرے کو مالک و مختار بنا دے کہ وہ دوسرا خاوند کے حکم سے اس کی بیوی کو طلاق دے دے اس کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) تفویض دوسرے کو طلاق دینے کا مالک بنا دینا (۲) توکیل غیر کو یعنی دوسرے شخص کو طلاق کا وکیل بنا دینا (۳) رسالت و پیغام یعنی دوسرے کے ذریعے سے طلاق کہلا بھیجنا۔

اول صورت تفویض کے تین الفاظ ہیں:

(۱) تخییر (۲) امر بالید (۳) مشیت

اگر خاوند نے بیوی سے کہا کہ تجھے اختیار ہے اور اس سے طلاق دینا مقصود ہے اور اس نے یعنی بیوی نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور طلاق دے دی تو طلاق رجعی پڑ جائے گی اور اگر اس نے خاوند ہی کو اختیار کر لیا تو طلاق نہیں پڑے گی۔

اور امر بالید کا یہ مطلب ہے کہ خاوند بیوی سے کہے کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے یہ بھی تخییر کی طرح ہے اور اگر اس سے طلاق دینا مقصود ہو اور بیوی نے اس اختیار کو کام میں لا کر اپنے کو طلاق دے لیا تو طلاق پڑ جائے گی' نہیں تو نہیں۔

اور مشیت کے معنی چاہنے کے ہیں' یعنی خاوند نے اپنے بیوی کو اس کے چاہنے پر چھوڑ دیا اگر وہ چاہے تو طلاق دے لے نہیں تو نہیں اور خاوند کا اس سے طلاق دینا مقصود ہے اور اس نے اس مشیت کے مطابق اپنے کو طلاق دے دی تو طلاق پڑ جائے گی' طلاق کی یہ سب قسمیں ﴿اَلطَّلَاقُ مرتن۔ الخ﴾ اور دوسری آیتوں میں پہلے گزر چکا ہے۔

۳۲۹۳۔ وَعَنْ مَالِكٍ، بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ: لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: إِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِیْ مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ، فَمَاذَا تَرَى عَلَيَّ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما طُلِّقَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ، وَسَبْعٌ وَتِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهَا آيَاتِ اللهِ هُزُوًا۔ رَوَاهُ فِیْ ((الْمُوَطَّأِ))

۳۲۹۳۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے اپنے بیوی کو سو طلاق دی ہیں تو آپ مجھے حکم کیا دیتے ہیں یعنی طلاق پڑی یا نہیں؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تیری بیوی تجھ سے تین طلاق سے الگ ہو گئی اور ستانوے طلاقوں سے تم نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ مذاق کیا۔ (موطا امام مالک)

توضیح: یعنی تین طلاق کافی تھی سو طلاق دینے سے کیا فائدہ یہ لغو ہو گئیں اور قرآن کے تم نے خلاف کیا' اور اللہ تعالیٰ کی آیت

۳۲۹۳۔ صحیح' موطا الامام کتاب الطلاق باب ماجاء فی البتة (۲/ ۵۵۰ ح ۱۱۹۵' ۲۱۹۷)۔

کے ساتھ مذاق کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولا تتخذوا ایت اللّٰہ ھزوا﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر سے صاف طور پر یہ نہیں معلوم ہو رہا ہے کہ اس نے ان طلاقوں کو ایک ہی مجلس میں دیا تھا یا متعدد مجلسوں میں دیا تھا اگر متعدد مجلسوں میں دیا تھا تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور وہ بائنہ ہو گئی اور اگر ایک ہی مجلس میں دیا تھا تو ایک ہی پڑی' جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں' چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

کانت الطلاق علی عھد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر رضی اللہ عنہ و صدرا من خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ طلاق الثلث واحدۃ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور شروع خلاف عمر رضی اللہ عنہ میں تین طلاق ایک ہوا کرتی تھی۔ یہی مذہب ہزار صحابہ کا تھا جیسا کہ تعلیق المغنی شرح دار قطنی میں ہے۔

ھذا حال کل صحابی من عھدالصدیق الی ثلث سنین من خلافۃ عمر و ھم یزیدون علی الالف۔ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے تین سال تک ہزار صحابہ کا یہی فتویٰ رہا کہ ایک جلسہ کی تین طلاق ایک ہی ہوتی ہے جب کثرت سے لوگوں نے طلاق دینی شروع کی تو حضرت عمر نے سیاستہ تین کو تین کر دیا جیسا کہ اسی صحیح مسلم میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں۔ ان الناس قد استعجلوا فی امرقد کانت لھم فیہ انا فلوا مضیناہ علیھم۔ الخ

لیکن جب اس ترکیب سے طلاق میں کمی نہیں ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت پچھتائے اور اس سے رجوع فرمالیا' جیسا کہ حدیث کی بہت بڑی کتاب مسند اسماعیل میں ہے (دیکھو اغاثۃ اللہفھا مصری ص ۱۸۱' ۱۸۲۔ الخ۔ پورا فتویٰ الاثار المتبوعہ ص ۲ پر ملاحظہ فرمائیے) دیگر مذہب منصور نص کے مطابق ہے ارشاد ہے۔

الطلاق مرتن فامساك بمعروف او تسریح باحسان (الی ان قال) حتی تنکح زوجا غیرہ۔

اس آیت کریمہ سے صاف طور پر ثابت ہے کہ طلاق بدفعات دی جائے تاکہ رجعت کا اختیار باقی رہے ایک ساتھ تین طلاق دینے سے رجعت کا اختیار سلب ہوتا ہے اور ایسا کرنا آیت کی صریح مخالفت ہے یہی وجہ ہے کہ ایک ساتھ تین یا دو طلاق دینے کا ذکر قرآن پاک میں کہیں نہیں آیا ہے۔ اسی لیے مجوزین ایسی طلاق کو طلاق بدعی کہنے پر مجبور ہوئے پھر کل بدعۃ ضلالۃ کا اسے فرد کیوں قرار نہ دیا جائے۔ الی اخرہ۔ (الاثار المتبوعہ)

مسند احمد میں ہے۔

((عن ابن عباس قال طلق رکانۃ بن عبد یزید اخوبنی عبدالمطلب امرا ثلاثا فحزن علیھا حزنا شدیدا قال فسالہ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف طلقتھا قال طلقتھا ثلاثا فقال فی مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحد فارجعھا ان شئت قال فراجعھا))

''یعنی رکانہ صحابی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی پھر بہت نادم ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے کس طرح طلاق دی ہے انہوں نے کہا کہ تین طلاق پھر آپ نے پوچھا کہ کیا ایک مجلس میں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک طلاق ہوئی اگر تم چاہو تو رجوع کر لو چنانچہ رکانہ نے رجوع کر لیا۔''

یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں۔ پہلی روایت تو صحیح مسلم کی ہے جس کی صحت پر اجماع ہے اور دوسری روایت مسند احمد کی ہے محدثین کی ایک جماعت نے اس کی تصحیح کی ہے غرض یہ کہ عہدی نبوی صلی اللہ علیہ وسلم' عہد صدیقی اور عہد فاروقی کے ابتدائی دور میں اسی پر عمل درآمد رہا البتہ جب لوگوں نے کثرت سے طلاق دینی شروع کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں تینوں کو نافذ کر دیا اور ان کا ایسا کرنا سیاستہ تھا نہ کہ تشریعاً۔

کیونکہ اگر کوئی ناسخ حدیث ہوتی تو اس کو ضرور پیش کرتے۔ نہ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیش کیا اور نہ کسی دوسرے صحابی نے اس کو بیان کیا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اظہار تمنا کیا کہ کاش میں ان کو نافذ کر دیتا پھر بعد میں نافذ کر دیتے ہیں برخلاف اس کے جب متعہ کے منسوخ ہونے کا حکم سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا حوالہ دے کر سنایا اور پرزور الفاظ میں خطبہ دیا۔ ابن ماجہ میں ہے۔

((عن ابن عمر قال ان عمر بن الخطاب خطب الناس فقال ان رسول الله اذن لنا فی المتع ثلاثاثم حرمها والله لواعلم احدا یتمتع و ھو محسن الا رجمته بالحجار الا ان یاتینی باربع یشھدون ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم احلھا بعد اذحرمھا))

''خلیفہ وقت کو اختیار ہے کہ وہ ایک مباح اور حلال چیز کی تعزیر کے طور پر یا کسی اور مصلحت کی بنا پر بندش کر سکتا ہے خود حضرت عمر نے اس واقعۂ طلاق کے علاوہ بعض مباح اور حلال چیزوں کو تعزیراً بند کر دیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے اپنے غلام سے نکاح کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں میں تفریق کرا دی اور آئندہ کے لیے دوسروں خاوندوں سے نکاح اس پر حرام کر دیا۔'' (کنز العمال)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مدائن میں ایک یہودن سے شادی کی حضرت عمر نے لکھا کہ اس کو طلاق دے دو یہ مسلمان عورتوں کے لیے بہت بڑا فتنہ ہے حالانکہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ (ازالۃ الحج)

جب اس ترکیب سے بھی طلاق میں کمی نہیں ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر نادم ہوئے۔ علامہ ابن قیمؒ نے مسند عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

قال عمر بن الخطاب ماندمت علی شیء ندامتی علی ثلث ان لا اکون حرمت الطلاق (اغاثة اللفھا) اگر یہ واقعی شرعی حکم تھا تو اس امضائے ثلث پر الخ نادم ہونے کا کیا معنی؟ خود فقہائے احناف میں بھی بعض لوگ اس کے قائل ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم سیاسی تھا۔ (مجمع الانہر شرح منتقی الابحر ص۳۸۲ میں ہے)

((واعلم انه فی الصدر الاول اذا ارسل الثلث حملت لم یحکم الابوقوع واحد الی زمن عمر رضی الله عنه ثم حکم بوقوع الثلث الکثرة بین الناس تھدیدا))

اسی طرح طحاوی وغیرہ میں بھی ہے۔

شریعت مطہرہ نے طلاق کے معاملہ میں جو آسانی اور مہلت رکھی ہے تینوں کے وقوع کی صورت میں وہ فوت ہو جاتی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿الطلاق مرتن فامساك بمعروف او تسریح باحسان حتی تنكح زوجا غیرہ﴾

اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ طلاق دفعات دی جائے تا کہ رجعت کا اختیار باقی رہے۔ ابوداؤد شریف میں رکانہ کے واقعہ میں یہ الفاظ مروی ہیں۔

((فقال انی طلقت یا رسول الله قال قد علمت راجعھا وتلا یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن))

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آیت مذکورہ کا تلاوت فرمانا اس امر کی دلیل ہے کہ طلاق دینا عدت کے لیے ہے جب عدت ختم ہونے کے قریب ہو تو رجوع کر لے یا اس کو چھوڑ دے عدت اسی لیے مشروع ہے کہ اس میں طلاق دینے والے کے لیے یہ آسانی اور گنجائش رکھی گئی ہے کہ اگر طلاق کے بعد ندامت محسوس کرے تو عدت کے اندر رجوع کر لے۔ لعل الله یحدث بعد ذلك امرا۔ وقوع

ثلث کی صورت میں یہ آسانی فوت ہو جاتی ہے اور ایسا کرنا شریعت کے منشا کے خلاف ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

تینوں کا ایک طلاق رجعی کے حکم میں ہونا ہی قیاس کے موافق ہے اور اسی کو بہت سے علماء نے پسند کیا ہے۔

هو إختيار كثير من علماء الدين انه لو طلقتها انثين اوثلاثا لا تقع الا الواحد و هذا هوالا قيس لان الذى يدل على اشتمال المنهى عند على مفسد راجح والقول بالوقوع سعى فى ادخال تلك المفسد فى الوجود و انه غير جائز فوجب ان يحكم بعدم الوقوع. (تفسير كبير جلد ۲) نيل الاوطار جلد چھ میں ھے: ذهبت طائف من اهل العلم الى ان الطلاق لا يتبع الطلاق بل يقع واحد فقط و قد حكى ذالك صاحب البحر عن ابى موسٰى و روا عن على عليه السلام و طائوس و عطاء و جابر بن زيد و الهادى والقاسم الباقر والناصر و احمد بن عيسى و عبدالله بن موسٰى و رواى عن زيد بن على و اليه ذهب جماع من المتاخرين منهم ابن تيميه و ابن القيم و جماع من المحققين و قد نقله ابن صغيث فى كتاب الوثائق عن محمد بن وضاح و نقل الفتوى بذالك عن جماع من مشائخ قرطب لمحمد بن تقى و محمد بن عبدالسلام وغيرهما و نقله ابن المنذر عن اصحاب ابن عباس كعطاء و طاؤس و عمرو بن دينار و حطاء ابن مغيث ايضا فى ذالك الكتاب عن على و ابن مسعود و عبدالرحمن بن عوف و الزبير۔

صحابہ میں حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام، ابوموسیٰ اشعری اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے ایسے ہی تابعین اور دیگر محدثین کی ایک بڑی جماعت کا یہی مسلک ہے، مثلاً: جابر بن زید، طاؤس عمر بن دینار، عکرمہ، عطاء بن رباح، امام نخعی، امام مالک فی روایۃ داؤد ظاہری اور ان کے متعین، احمد بن اسحاق، حجاج بن ارطاۃ، محمد بن مقاتل، محمد بن نقی بن مخلد، محمد بن عبدالسلام، خشنی رحمۃ اللہ علیہ ہادی، قاسم باقر، ناصر، احمد بن عیسیٰ، عبداللہ بن موسیٰ زید بن علی، خلاس بن عمر، حارث بعض اصحاب احمد امام ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور مشائخ قرطبہ کی ایک جماعت۔ اکثر نام نیل الاوطار کی مذکورہ بالا آیت میں آ چکے ہیں۔ بقیہ نام فتح الباری، عمدۃ القاری، اعلام الموقعین، عمدۃ الرعایہ سے معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ ایک طلاق کے قائلین کی یہ جو فہرست پیش کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسلک کے قائلین ہر زمانے میں کثرت سے رہے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بعض حنفیہ سے ایک طلاق کا ہونا نقل کیا ہے مثل محمد بن مقاتل رازی کا بھی فتاویٰ ابن تیمیہؒ جلد ثالث ص ۷۰ هو قول محمد بن مقاتل الرازى من ائمة الحنفية۔ یعنی حنفی مذہب کے اماموں میں سے امام محمد بن مقاتل رازی کا بھی یہی مذہب ہے اور فرقہ اہل حدیث اور اہل ظاہر اور ایک جماعت حنفیہ اور مالکیہ اور حنابلہ اور امام جعفر صادق اور امام محمد باقر اور دیگر اہل بیت تین کے قائل نہیں۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قال اخرون فى طلاق البدع لا يقع مثل طاؤس و عكرمة و خلاس و عمر و محمد بن اسحاق و حجاج بن ارطاة و اهل الظاهر كداود اصحابه و طائف من اصحاب ابى حنيفة و مالك و احمد۔

یعنی دوسری جماعت کہتی ہے، اور ایسی تین طلاقیں تین نہیں ہوتی۔ طاؤس، عکرمہ، خلاس، عمر، محمد بن اسحاق، حجاج بن ارطاۃ اور ظاہری مذہب والے۔ یعنی داؤد اور ان کے ساتھی اور امام ابوحنیفہؒ کے ساتھیوں کی ایک جماعت کا بھی یہی مذہب ہے اور امام مالک اور امام احمد کے ساتھیوں اور شاگردوں کا بھی یہی مذہب ہے۔ مولانا عبدالحیٔ صاحب مرحوم لکھنویؒ نے شرح وقایہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ امام مالکؒ کا بھی

ایک قول یہی ہے۔

القول الثانی انه اذا طلق ثلثا تقع واحد رجعی و هذا المنقول عن بعض الصحاب و به قال داؤد الظاهری و اتباعه و هو احدا لقولین لمالك و بعض اصحاب احمد (ص٦٧ جلد ثانی حاشیه شرح وقایه)

یعنی قول ثانی یہ ہے کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینے سے ایک ہی پڑتی ہے اور عدت کے اندر رجوع کر لینے کا حق حاصل رہتا ہے یہی منقول ہے بعض صحابہ اور یہی قول امام داؤد ظاہری اور ان کے متبعین کا اور امام مالکؒ اور بعض اصحاب امام صاحب کے دوقولوں میں سے ایک قول یہی ہے۔

٣٢٩٤۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَا مُعَاذُ! مَا خَلَقَ اللهُ شَیْئًا عَلَی وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ الْعِتَاقِ، وَلَا خَلَقَ اللهُ شَیْئًا عَلَی وَجْهِ الْاَرْضِ اَبْغَضُ اِلَیْهِ مِنَ الطَّلَاقِ))۔ رَوَاهُ الدَّارَ قُطْنِیُّ۔

٣٢٩٤۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے معاذ! تمام مخلوق الٰہی میں سے روئے زمین میں آزادگی سے زیادہ بھاری چیز اللہ کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے۔ (یعنی غلاموں کو آزاد کرنا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ چیز ہے) اور روئے زمین میں تمام مخلوق میں سے زیادہ بری چیز اللہ کی نزدیک طلاق سے کوئی بری چیز نہیں ہے۔ (یعنی میاں بیوی کے درمیان میں جدائی سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک بری چیز ہے۔) (دار قطنی)

❀❀❀❀

٣٢٩٤۔ ٩٤) اسناده ضعیف، سنن دار قطنی کتاب الاطلاق ٤/ ٣٥۔ السنن الکبری للبهیقی ٧/ ٣٦١ اسماعیل بن عیاش مدلس راوی ہے اور سماع کی صراحت نہیں ہے نیز روایت منقطع۔

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ ثَلٰثًا

تین طلاقوں کا بیان

خاوند تین طلاقوں کا مالک ہے اگر تین طہر میں بغیر جماع کے تین طلاق علیحدہ علیحدہ دی ہے تو طلاق بائن اور طلاق مغلظ پڑ جاتی ہے بغیر شرعی حلالہ کے اس عورت سے خاوند نکاح نہیں کرسکتا ہے جیسا کہ نیچے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

پہلے خاوند پاس واپس جانے کی شرط

۳۲۹۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: جَاءَ تِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَتْ: إِنِّيْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ، فَبَتَّ طَلَاقِيْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَ مَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ: ((أَتُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلَى رِفَاعَةَ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: ((لَا، حَتّٰى تَذُوْقِيْ عَسِيْلَتَهُ وَ يَذُوْقُ عَسِيْلَتَكِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۲۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رفاعہ قرضی کی بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر یہ کہا کہ میں پہلے رفاعہ کے نکاح میں تھی اس نے مجھے بتہ طلاق دے دی تھی تو اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کیا تو وہ نامرد نکلا کہ اس کا عضو تناسل اس کپڑے کے فدنے کی طرح ہے۔ (نہایت کمزور اور نرم ہے عورت کے لائق نہیں ہے) آپ نے فرمایا: کیا تم اپنے پہلے خاوند رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی تم نہیں جاسکتی ہو۔ یہاں تک کہ تم اس کے شہد کو چکھ لو اور وہ تمہارے شہد کو چکھ لے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی تجھ سے جماع کرلیں اور وہ جماع کی لذت کو حاصل کرلیں اور وہ طلاق دے دے تو عدت ختم ہونے کے بعد تو پہلے خاوند سے نکاح کرسکتی ہے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره﴾ (بقرہ)

''اگر اس دو طلاق کے بعد تیسری طلاق دے دے تو اس کے لیے حلال نہیں ہے یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرلے۔''

اس کو حلالہ کہتے ہیں۔ تین طلاقوں کے بعد دوسرے خاوند سے نکاح کرلے اور وہ ہمبستر بھی ہو جائے اور بلا کسی جبر وطمع کے خاوند اپنی خوشی سے طلاق دے دے یا مر جائے تو اس کی عدت گزارنے کے پہلے خاوند سے نکاح کرنا درست ہوگا۔

رفاعہ کی بیوی نے غلط الزام لگایا تھا جیسا کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خود ہی بیان کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا پورا واقعہ کتاب اللباس میں اس طرح سے بیان فرمایا ہے:

۳۲۹۵۔صحیح بخاری کتاب الشھادت باب شھادة المختبی ۲٦۲۹ ' مسلم کتاب النکاح باب لا تحل للمطلقة ثلاثا ۱٤۳۲ [۳٥۲٦]

((عن عکرمة ان رفاعة طلق امراته فتزوجها عبدالرحمن بن الزبیر القرظی قالت عائشة و علیها خمار اخضر فشکت الیها وارتها خضر بجلد ها فلما جاء رسول الله ﷺ والنساء ینصر بعضهن بعضا قالت عائشة مارایت مثل ما یلقی المومنات لجلدها اشد خضر من ثوبها قال وسمع انها قد اتت رسول الله ﷺ فجاء و معه ابنان له من غیرها قالت والله مالی الیه من ذنب الا ان معامه لیس باغنی عنی من هذه واخذت هدب من ثوبها فقال کذبت والله یا رسول الله انی لا نفضها نفض الادیم ولکنها ناشز ترید رفاعة فقال رسول الله ﷺ فان کان ذلك لم تحلی له اولم تصلحی له حتی یذوق من عسیلتك قال و ابصر معه ابنین فقال بنوك هولاء قال نعم قال هذ الذی تزعمین ما تزعمین فوالله لهم اشبه به من الغراب بالغراب۔))

''عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رفاعہ نے اپنی بیوی کو (تین) طلاق دے دی تھی پھر عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی نے اس سے نکاح کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ عورت سبز اوڑھنی اوڑھے ہوئے آئی اپنے خاوند کی شکایت مجھ سے کرنے لگی اور اپنے بدن پر جو نیل (سبز داغ) مارنے سے پڑ گئے تھے وہ بھی مجھ کو دکھلایا۔ عورتوں کا قاعدہ ہوتا ہے ایک دوسری کی مدد کرتی ہیں اس لیے جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا حال آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہنے لگیں اس کا بدن اس کی اوڑھنی سے زیادہ سبز ہو رہا ہے جیسے میں نے مسلمان عورتوں کو تکلیف پاتے دیکھا ویسی تکلیف کسی کو پاتے نہیں دیکھا۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ خبر اس کے خاوند کو پہنچی کہ وہ میری شکایت کرنے آنحضرت ﷺ کے پاس گئی وہ بھی آیا اور دو بچے ساتھ لایا جو دوسری عورت کے پیٹ سے تھے۔ وہ کہنے لگی خدا کی قسم یا رسول اللہ! میں نے اس کا کوئی قصور نہیں کیا ہے بات یہ ہے کہ اس کے پاس جو ہے وہ اس کپڑے کے پھدنے سے زیادہ زوردار نہیں ہے اس نے اپنے کپڑے کا حاشیہ لے کر بتلایا۔ عبدالرحمٰن کہنے لگا یا رسول! اللہ یہ جھوٹی ہے میں تو اس کو چمڑے کی طرح (جماع کے وقت) ادھیڑ کر رکھ دیتا ہوں مگر یہ شریر ہے پھر رفاعہ (اپنے پہلے خاوند) کے پاس جانا چاہتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تو تو رفاعہ کے لیے حلال نہیں ہو سکتی یا اس کے پاس جانے کے قابل نہیں ہو سکتی جب تک عبدالرحمٰن تیرا مزہ نہ چکھے۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن کے ساتھ دو بچوں کو دیکھ کر پوچھا کیا تیرے بچے ہیں؟ اس نے کہا ہاں' تو آپ ﷺ نے عورت سے فرمایا تو تو کہتی ہے عبدالرحمٰن نامرد ہے خدا کی قسم! یہ بچے عبدالرحمٰن سے صورت میں ایسے ملتے ہیں جیسے کوا دوسرے کوے سے ملتا ہے۔''

(بخاری) اگر یہ نامرد ہوتا تو یہ بچے کیسے پیدا ہوتے؟

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

حلالہ کرنے کرانے والے لعنتی

۳۲۹۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ

۳۲۹۶۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محلل اور محلل لہ پر لعنت فرمائی ہے۔ (دارمی)

۳۲۹۶۔ اسنادہ صحیح سنن الدارمی کتاب النکاح باب فی النهی عن التحلیل ۲/ ۱۵۸ ح ۲۲۶۳، ۱۱۲۰۔

توضیح: محلل وہ شخص ہے جو کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جس کو تین طلاقیں دی جا چکی تھیں اور وہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو سکتی تھی تو دوسرا خاوند حلال کرنے کے لیے اس سے نکاح کرتا ہے اور اس سے ہم بستری کر کے چھوڑ دیتا ہے تا کہ اس نکاح اور ہم بستری کے بعد یہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے چونکہ اس محلل کی نیت پہلے ہی سے طلاق دینے کی ہے اور دو ایک روز کے لیے نکاح کرتا ہے تو یہ نکاح متعہ کے حکم میں آ گیا تو ایسا محلل ملعون ہے اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا ہے وہ بھی ملعون ہے ہاں اگر دوسرا خاوند اپنی خوشی سے نکاح کرے اور اپنے خوشی سے چھوڑ دے تو یہ جائز ہے بعض حدیثوں میں محلل کو منگنی کے بکرے کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے چنانچہ ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الا اخبركم بالشر المستعار قالوا بلى يا رسول الله قال هو المحلل لعن الله المحلل والمحلل له)) (ابن ماجه)

''کہ کیا میں منگنی کے بکرے کی خبر نہ دوں صحابہ نے عرض کیا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا حلال کرنے والا ہے۔ حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے۔''

نیل الاوطار میں ہے۔: والاحاديث المذكور لا تدل على تحريم التحليل۔ ''یعنی یہ حدیثیں تحلیل کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔''

٣٢٩٧۔ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ عَنْ عَلِيٍّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ

٣٢٩٧۔ اور ابن ماجہ نے یہ روایت حضرت علی، ابن عباس اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

٣٢٩٨۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: أَدْرَكْتُ بِضْعَةَ عَشَرَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَقُوْلُ: يُوْقَفُ الْمُؤْلِيْ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

٣٢٩٨۔ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے میں مل چکا ہوں سب کے سب یہی فرماتے رہے کہ مولیٰ یعنی ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے گا۔ (شرح سنہ)

توضیح: ایلاء کے معنی قسم کے ہیں اور شرعی ایلاء یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے ہم بستری کے چھوڑنے پر قسم کھا لے۔ یعنی یوں کہے کہ خدا کی قسم! میں اپنی بیوی سے جماع نہیں کروں گا یا یوں کہے کہ میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا اور اس سے اس کی نیت ترک جماع ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ مدت چار مہینے سے کم ہوگی یا زیادہ ہوگی اگر کم ہے تو مدت پوری کر لے اور اس کے درمیان عورت بھی صبر کرے اس سے مطالبہ اور سوال نہ کرے پھر دونوں ملیں جلیں۔

ایلاء کا یہ حکم ہے کہ اگر مدت کے بعد جماع کرے تو کچھ نہیں دینا پڑے گا اور اگر کوئی عدت کے اندر جماع کر کے قسم توڑ ڈالے تو قسم کے توڑنے کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ قرآن مجید میں ایلاء کے بارے میں یہ آیت کریمہ آئی ہے:

﴿للذين يولون من نسائهم تربص اربعة اشهر فان فاء وا فان الله غفور رحيم وان عزموا الطلاق فان الله سميع عليم﴾ (بقره)

''جو لوگ اپنی بیویوں سے علیحدہ رہنے کی قسم کھا لیں ان کے لیے چار مہینے ٹھہرنے کی مدت ہے اگر اس مدت میں رجوع کر لیں

٣٢٩٧۔صحيح سنن ابن ماجه كتاب النكاح باب المحلل والمحلل ١٩٣٤، ١٩٣٥، ١٩٣٦۔

٣٢٩٨۔صحيح شرح النسة للبغوى ٢٢٦٣، كتاب الام ٥/ ٢٦٥۔

تو اللہ رحیم ہے اور اگر طلاق دینے کا ارادہ کر لیں تو اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔"

یعنی قسم کے بعد یا تو وہ لوٹا لیں اور نہایت خوش اسلوبی سے میاں بیوی مل جل کر رہیں اور اگر ملاپ کی صورت ممکن نہیں ہے تو طلاق دے دیں درمیان میں لٹکائے رہنا سخت گناہ ہے اور اگر خاوند طلاق نہیں دیتا تو مسلمان حاکم طلاق دلائے گا اور بلا طلاق دیے طلاق نہیں پڑے گی' جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ مولیٰ (ایلاء کرنے والا) یعنی قسم کھانے والے کو حاکم کے سامنے کھڑا کیا جائے گا یا تو وہ لوٹا لے ورنہ طلاق دے دے بغیر طلاق دیئے طلاق نہیں پڑے گی۔ حضرت سلیمان بن یسار کے فرمانے کا یہی مطلب ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ایلاء کے چار مہینے گزر جائیں تو مولیٰ (قسم کھانے والے کو حاکم کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور بغیر مولیٰ کے طلاق دیے طلاق نہیں پڑے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ وابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور بہت سے صحابہ کرام کا یہی مسلک ہے۔ (نیل الاوطار)

مسئلہ ظہار

٣٢٩٩۔ وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ سَلْمَانَ بْنَ صَخْرٍ۔ وَ يُقَالُ لَهُ: سَلَمَةُ بْنُ صَخْرِ الْبَيَاضِيُّ جَعَلَ امْرَأَتَهُ عَلَيْهِ كَظَهْرِ أُمِّهِ حَتَّى يَمْضِيَ رَمَضَانُ، فَلَمَّا مَضَى نِصْفٌ مِنْ رَمَضَانَ وَقَعَ عَلَيْهَا لَيْلاً، فَأَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَعْتِقْ رَقَبَةً)) قَالَ: لاَ أَجِدُهَا قَالَ: ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)) قَالَ: لاَ أَسْتَطِيْعُ قَالَ: : ((اطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا)) قَالَ: لاَ أَجِدُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِفَرْوَةَ بْنِ عَمْرٍو: ((اعْطِهِ ذٰلِكَ الْعَرَقَ)) وَهُوَ مِكْتَلٌ يَأْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا أَوْ سِتَّةَ عَشَرَ صَاعًا: ((اطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣٢٩٩۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان بن صخر نے جن کو سلمہ بن صخر البیاضی کہا جاتا ہے اپنی بیوی سے رمضان گزرنے تک ظہار کر لیا جب آدھا رمضان گزر گیا تو رات کو بیوی سے جماع کر لیا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر اس واقعہ کو بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ایک غلام آزاد کرو' انہوں نے کہا میں غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: تم دو مہینہ لگاتار روزہ رکھو' انہوں نے کہا میں اس کی بھی طاقت و ہمت نہیں رکھتا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ' انہوں نے کہا اس کی بھی مجھ میں ہمت و قوت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فروہ بن عمرو سے فرمایا کہ تم کھجوروں کا وہ ٹوکرا جس میں پندرہ یا سولہ صاع کھجور ہیں ان کو دے دو تا کہ یہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ (ترمذی)

٣٣٠٠۔ وَ رَوَى أَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ نَحْوَهُ، قَالَ: كُنْتُ امْرَأً أُصِيْبُ مِنَ النِّسَاءِ مَا لاَ يُصِيْبُ غَيْرِيْ وَ فِيْ رِوَايَتِهِمَا۔ أَعْنِيْ أَبَا دَاوُدَ، وَالدَّارِمِيَّ۔ : ((فَأَطْعِمْ وَسَقًا مِنْ تَمْرٍ بَيْنَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا))۔

٣٣٠٠۔ اور ابوداؤد' ابن ماجہ اور دارمی کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ سلمہ بن صخر نے کہا کہ مجھے عورتوں کی خواہش بہت رہتی تھی کہ دوسرے لوگوں کو اتنی خواہش نہیں ہوتی تھی اور ابوداؤد' دارمی میں ہے کہ تم ایک وسق کھجور کو ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو۔

٣٢٩٩۔ حسن سنن الترمذی کتاب الطلاق باب ماجاء فی کفارة الظهارة ١٢٠٠۔

٣٣٠٠۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی الظهار ٢٢١٣' ابن ماجه کتاب الطلاق باب الظهار ٢٠٦٢' دارمی کتاب الطلاق باب فی الظهار ٢/ ٢١٧ ح ٢٢٧٣۔

توضیح: ظہار ظہر سے مشتق ہے۔ ظہر کے معنی پیٹھ کے ہیں اور شرعی محاورہ میں ظہار یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو اپنی ماں کے پیٹھ و پیٹ وغیرہ سے تشبیہ دے یعنی یوں کہے کہ تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے یا تو میرے نزدیک ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ یا پیٹ ہے اور اس سے اس کی مراد حرمت ہے' یعنی جس طرح میری ماں مجھ پر حرام ہے تو بھی حرام ہے۔ جاہلیت کے زمانے میں اس طرح کہنے سے طلاق پڑ جاتی تھی اور بیوی حرام ہو جاتی تھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے اس میں کفارہ مقرر فرمایا ہے' اور اسے طلاق نہیں کہا...... جاہلیت کے زمانے میں دستور تھا اگر کوئی ایسا کہہ دے تو جماع سے پہلے اپنے اس قصور کا کفارہ ادا کرے اور کفارہ میں اگر ہمت و طاقت ہے تو ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو لگاتار دو مہینے کا روزہ رکھے اور اگر اس کی بھی ہمت نہیں ہے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ ابتدائے اسلام میں ظہار کا واقعہ پیش آ گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے پہلے زمانے کے دستور کے مطابق حکم صادر فرمایا پھر فوراً مندرجہ ذیل چند آیتیں نازل ہوئیں آپ نے ان آیتوں کے موافق فتویٰ دیا پہلے ان آیتوں کو پڑھ لو پھر اس کے شان نزول کو پڑھو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قد سمع اللّٰه قول التی تجادلك فی زوجها و تشتكی الی اللّٰه واللّٰه یسمع تحاور كما ان اللّٰه سمیع بصیر☆ الذین یظهرون منكم من نسائهم ما هن امهتهم ان امهتهم الا الّٰئی ولدنهم و انهم لیقولون منكرا من القول و زورا و ان اللّٰه لعفو غفور☆ والذین یظهرون من نسائهم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبة من قبل ان یتماسا ذلكم توعظون به و اللّٰه بما تعملون خبیر☆ فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسكینا ذلك لتومنوا باللّٰه و رسوله و تلك حدود اللّٰه وللكفرین عذاب الیم﴾

(سورۂ مجادلہ پ ۲۸ ع ۱)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو آپ ﷺ سے اپنے خاوند کے بارے میں بات چیت کر رہی تھی اور اللہ کے سامنے شکایت کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی بات چیت کو سن رہا تھا یقیناً اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو اپنی بیوی سے ظہار کرتے ہیں یعنی انہیں ماں کہہ دیتے ہیں' تو دراصل یہ ان کی مائیں نہیں ہیں ان کی اصلی مائیں تو وہی ہیں جن کے پیٹ سے یہ پیدا ہوئے ہیں یقیناً یہ لوگ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں یقیناً اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنی کہی ہوئی بات کو لوٹائیں تو اس میں ایک دوسرے کے ہاتھ لگانے سے پہلے ان کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا ہے تمہیں اسی کی نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے عملوں سے باخبر ہے اور جو شخص غلام آزاد کرنے کو نہ پائے تو اس کے ذمہ لگاتار دو مہینے روزے ہیں' اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائے اور جس کو اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ضروری ہے یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دکھ کی مار ہے۔''

ان آیتوں کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم! میرے اور میرے خاوند اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیتیں اتری ہیں۔ میں ان کے گھر میں تھی یہ بوڑھے اور بڑی عمر کے تھے اور کچھ اخلاق کے بھی اچھے نہ تھے ایک دن باتوں ہی باتوں پر وہ بڑے غضبناک ہوئے اور غصے میں فرمانے لگے تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے' پھر گھر سے چلے گئے اور قومی مجلس میں کچھ دیر بیٹھے رہے پھر واپس آئے اور مجھ سے خاص بات چیت کرنی چاہی میں نے کہا اس خدا کی قسم! جس کے ہاتھ میں خولہ کی جان ہے

تمہارے اس کہنے کے بعد اب یہ بات ناممکن ہے یہاں تک کہ خدا اور اس کے رسول کا فیصلہ ہمارے بارے میں نہ ہو جائے لیکن وہ نہ مانے اور زبردستی کرنے لگے مگر چونکہ کمزور وضعیف تھے میں ان پر غالب آ گئی اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے میں اپنی پڑوسن کے یہاں گئی اور اوڑھنے کا کپڑا مانگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی اس واقعہ کو بھی بیان کیا اور اپنی دوسری تکالیف اور مصیبتیں بھی بیان کرنی شروع کر دیں آپ یہی فرماتے جاتے تھے خولہ اپنے خاوند کے بارے میں خدا سے ڈر! وہ بوڑھے ہیں ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہوگئی جب وحی اتر چکی تو آپ نے فرمایا اے خولہ تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں پھر آپ نے ﴿قد سمع اللّٰہ﴾ سے ﴿عذاب الیم﴾ تک پڑھ کر سنایا اور فرمایا جاؤ اپنے شوہر سے کہو کہ وہ ایک غلام آزاد کر دیں میں نے کہا حضور ﷺ ان کے پاس غلام کہاں؟ وہ تو بہت مسکین شخص ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا دو مہینے لگاتار روزے رکھ لیں۔ میں نے کہا حضور ﷺ وہ تو بڑی عمر کے ناتواں اور کمزور ہیں انہیں دو ماہ کے روزے کی بھی طاقت نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر ساٹھ مسکینوں کو ایک وسق تقریباً چار من پختہ کھجوریں دے میں نے کہا حضور اس مسکین کے پاس یہ بھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا آدھا وسق کھجوریں میں اپنے پاس سے دے دوں گا۔ میں نے کہا آدھا وسق میں دے دوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تم نے بہت اچھا کیا جاؤ یہ ادا کر دو اور اپنے خاوند کے ساتھ زندگی گزارو۔ (مسند احمد، ابوداؤد)

حضرت سعید بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایلاء و ظہار زمانہ جاہلیت کی طلاقیں تھیں، اللہ تعالیٰ نے ایلاء میں چار مہینے کی مدت مقرر فرمائی اور ظہار میں کفارہ مقرر فرمایا۔ (ابن کثیر)

حضرت سلمہ بن صخر انصاری اپنا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں کہ

''مجھے جماع کی طاقت اوروں سے بہت زیادہ تھی۔ رمضان میں اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دن میں روزے کی حالت میں نہ بچ سکوں۔ رمضان بھر کے لیے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا۔ ایک رات جب کہ میری خدمت میں وہ مصروف تھیں بدن کے کسی حصہ پر سے کپڑا ہٹ گیا پھر تاب کہاں تھی اس سے بات چیت کر بیٹھا صبح میں نے اپنی قوم کے پاس آ کر کہا رات ایسا واقعہ ہو گیا ہے تم مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اور آپ ﷺ سے پوچھو کہ اس گناہ کا بدلہ کیا ہے؟ سب نے انکار کر دیا اور کہا ہم تو تمہارے ساتھ نہ جائیں گے ایسا نہ ہو کہ قرآن کریم میں اس کے بارے میں کوئی آیت نازل ہو یا حضور ﷺ کوئی ایسی بات فرمائیں کہ ہمیشہ ہم پر اس کا عار باقی رہے، تو جانے اور تیرا کام جانے تو نے ایسا کام کیوں کیا ہم تیرے ساتھی نہیں۔ میں نے کہا کہ اچھا پھر میں اکیلا جاتا ہوں چنانچہ گیا اور سارا واقعہ بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ایسا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں، حضور مجھ سے خطا ہو گئی ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے تیسری دفعہ دریافت کیا تو میں نے پھر اقرار کیا اور کہا کہ حضور میں موجود ہوں جو سزا میرے لیے تجویز کی جائے میں اسے صبر سے برداشت کروں گا آپ نے فرمایا کہ جاؤ ایک غلام آزاد کر دو میں نے اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ حضور ﷺ میں تو صرف اس کا مالک ہوں خدا کی قسم مجھ کو غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں ہے آپ نے فرمایا: پھر دو مہینے پے درپے روزے رکھو میں نے کہا یا رسول اللہ! روزوں ہی کی وجہ سے تو یہ ہوا آپ نے فرمایا: پھر جاؤ صدقہ کر دو میں نے کہا اس خدا کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میرے پاس کچھ نہیں بلکہ آج سب گھر والوں نے فاقہ کیا ہے۔ فرمایا اچھا بنو زریق قبیلہ کے صدقہ دینے والوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ صدقہ کا مال تم کو دے دیں تم اس میں سے ایک وسق تو ساٹھ مسکینوں کو دے دو اور باقی اپنے اور اہل کے کام میں لاؤ میں خوش خوش لوٹا اور اپنی قوم کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ تمہارے پاس تو میں نے تنگی اور برائی پائی اور حضرت محمد ﷺ کے

پاس میں نے کشادگی اور برکت پائی۔ حضور ﷺ کا حکم ہے کہ اپنے صدقے تم مجھے دے دو' چنانچہ انہوں نے اپنے صدقے مجھے دے دیے۔'' (مسند احمد' ابوداؤد' وغیرہ)

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت اوس بن صامت اور ان کی بیوی صاحبہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ کے بعد کا ہے۔

٣٣٠١۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمُظَاهِرِ يُوَاقِعُ قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ، قَالَ: ((كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ۔

٣٣٠١۔ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا جو مظاہرہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے اپنی بیوی سے جماع کر لے تو اس پر دو کفارہ ہے یا ایک کفارہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک ہی کفارہ ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے ازدواجی تعلقات قائم کرنا

٣٣٠٢۔ عَنْ عِكْرِمَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: أَنَّ رَجُلاً ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ فَغَشِيَهَا قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((مَا حَمَلَكَ عَلَى ذٰلِكَ؟)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! رَأَيْتُ بَيَاضَ حِجْلَيْهَا فِي الْقَمَرِ، فَلَمْ أَمْلِكْ نَفْسِيْ أَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ لَا يَقْرَبَهَا حَتَّى يُكَفِّرَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه وَ رَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَ رَوَى أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ مُسْنَدًا وَ مُرْسَلاً وَ قَالَ النَّسَائِيُّ: الْمُرْسَلُ أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ۔

٣٣٠٢۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لیا۔ اس نے نبی ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر اپنا واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کام پر تم کو کس نے آمادہ کیا؟ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے بیوی کے پازیب کو سفیدی کو چاند کی روشنی میں دیکھ لیا تو میں اپنے نفس کو نہ روک سکا یہاں تک کہ میں نے اس سے جماع کر لیا۔ اس کے اس بیان سے رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور اسے حکم دیا کہ اس عورت کے قریب نہ جائے یہاں تک کہ کفارہ ادا کر دے۔ (ابن ماجہ' ابو داود)

❀❀❀❀

٣٣٠١۔ ضعيف سنن الترمذی کتاب الطلاق باب ماجاء فی المظاهر ١١٩٨' ابن ماجه كتاب الطلاق باب المظاهر الجامع ٢٠٦٤' ابن اسحاق مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

٣٣٠٢۔ حسن سنن ترمذی کتاب الطلاق باب ماجاء فی المظاهر يواقع قبل ان يكفر ١١٩٩' ابوداؤد كتاب الطلاق باب فی الظهار ٢٢٢١' نسائی كتاب الطلاق باب الظهار ٣٤٨٧' ٣٤٩٨' ابن ماجه كتاب الطلاق باب المظاهر يجامع قبل ان يكفر ٢٠٥٥۔

باب فی وجوب کون الرقبة المعتقة کفارة مؤمنة
کفارے میں غلام آزاد کرنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

ایک مومنہ لونڈی کا قصہ

۳۳۰۳۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ جَارِيَةً كَانَتْ لِيْ تَرْعِيْ غَنَمًا لِيْ فَجِئْتُهَا وَقَدْ فَقَدَتْ شَاةً مِنَ الْغَنَمِ، فَسَأَلْتُهَا عَنْهَا فَقَالَتْ: أَكَلَهَا الذِّئْبُ فَأَسِفْتُ عَلَيْهَا وَ كُنْتُ مِنْ بَنِيْ آدَمَ، فَلَطَمْتُ وَجْهَهَا، وَعَلَيَّ رَقَبَةٌ؛ أَفَأُعْتِقُهَا؟ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَيْنَ اللّٰهُ؟)) فَقَالَتْ: فِي السَّمَاءِ فَقَالَ: ((مَنْ أَنَا؟)) فَقَالَتْ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَعْتِقْهَا)) رَوَاهُ مَالِكٌ۔ وَ فِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ، قَالَ: كَانَتْ لِيْ جَارِيَةٌ تَرْعَى غَنَمًا لِيْ قِبَلَ أُحُدٍ وَ الْجَوَانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا، وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُوْنَ، لٰكِنْ صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَعَظَمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا أُعْتِقُهَا فَقَالَ ائْتِنِيْ بِهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا ((أَيْنَ اللّٰهُ؟)) قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ قَالَ: ((مَنْ أَنَا؟)) قَالَتْ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ: ((أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ))۔

۳۳۰۳۔ معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری لونڈی میری بکریاں چرا رہی تھی میں دیکھ بھال کرنے کے لیے آیا تو اپنے بکریوں میں سے ایک بکری کو گم پایا میں نے اس سے دریافت کیا کہ ایک بکری کہاں گئی اس نے کہا بھیڑیا کھا گیا۔ اس پر مجھے غصہ آ گیا اور میں بھی انسانوں میں سے ایک انسان ہوں میں نے اس لونڈی کے منہ پر تھپڑ مارا اور میرے ذمہ کفارہ میں غلام آزاد کرنا ہے تو کیا میں اس لونڈی کو آزاد کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی سے دریافت کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کو آزاد کر دو۔ (مالک، مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا میری لونڈی میری بکریوں کے ریوڑ پہاڑ احد کے اور جوانیہ کے پاس چرا رہی تھی۔ ایک روز میں ریوڑوں کی کے دیکھ بھال کے لیے وہاں پہنچ گیا معلوم ہوا کہ بھیڑیا ایک بکری لے گیا ہے میں بھی انسان ہوں مجھے بھی غصہ آیا جیسے دوسرے لوگوں کو غصہ آ جایا کرتا ہے۔ میں نے لونڈی کو تھپڑ مارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا یہ ماجرا بیان کیا۔ آپ نے اس میرے مارنے کو بہت بڑا سمجھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اس لونڈی کو آزاد نہ کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لونڈی کو میرے پاس لے آؤ۔ میں لے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اس لونڈی کو آزاد کر دو کیونکہ یہ مومنہ ہے۔

۳۳۰۳۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلاۃ ۵۳۷ [۱۱۹۹] موطا الامام مالک کتاب العتق باب ما یجوز من العتق ۲/ ۷۷۶، ۷۷۷ ح ۱۰۰۰۔

بَابُ اللِّعَانِ

لعان کا بیان

لعان کے معنی لعنت اور دوری کے ہیں اور محاورہ میں اس کو کہتے ہیں کہ خاوند نے اپنی بیوی پر الزام لگایا کہ اس نے زنا اور بدکاری کرائی ہے اور بیوی اس سے انکار کرتی ہے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا ہے ان دونوں کے پاس سوائے اپنے نفس کے اور کوئی گواہ نہیں تو جب یہ معاملہ حاکم کے سامنے پیش ہوگا۔ حاکم دونوں کو سمجھائے کہ دونوں میں سے کوئی ضرور جھوٹا ہے جھوٹا اپنے قول سے رجوع کر لے۔ اگر دونوں اس بات پر راضی نہیں ہوتے تو حاکم دونوں سے قسم لے گا پہلے شوہر سے چار مرتبہ قسم لے کہ جو الزام اس نے لگایا ہے صحیح ہے اور پانچویں مرتبہ اس سے یہ کہلایا جائے گا کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر خدا کی لعنت ہے اس کے بعد عورت سے چار مرتبہ قسم لے جو تہمت اس پر لگائی گئی ہے غلط ہے اور پانچویں مرتبہ اس سے کہلایا جائے گا کہ جو الزام اس پر لگایا گیا ہے اگر یہ صحیح ہے تو اس پر خدا کا غضب نازل ہو مرد کی پانچویں قسم میں لعنت کا لفظ اور عورت کی پانچویں قسم میں لفظ غضب ہے کیونکہ عورتیں غضب سے زیادہ ڈرتی ہیں یہ گواہیاں اور قسمیں حد قذف اور سزائے تہمت زنا کے قائم مقام ہیں کیونکہ اگر یہ قسمیں نہ کھائے تو تہمت زنا کی سزا میں اسی کوڑے مارے جائیں گے لیکن قسمیں کھانے کی وجہ سے یہ سزائیں معاف ہو جاتی ہیں اور عورت کی یہ قسمیں نہ کھائے تو زنا کی حد ماری جائے گی تو ان قسموں کے کھانے سے حد زنا ساقط ہو جائے گی اسی طرح کرنے کو لعان کہتے ہیں اور لعان کے بعد حاکم میاں بیوی کے درمیان تفریق کرا دے پھر ان میں ملاپ نہیں ہو سکتا اور نہ دوبارہ نکاح ہی ہو سکتا ہے اس لعان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شھداء الا انفسھم فشھادۃ احدھم اربع شھٰدٰتٍ باللہ انہ لمن الصادقین والخامسۃ ان لعنت اللہ علیہ ان کان من الکاذبین ویدرؤا عنھا العذاب ان تشھد اربع شھٰدٰت باللہ انہ لمن الکذبین والخامسۃ ان غضب اللہ علیھا ان کان من الصادقین ولو لا فضل اللہ علیکم و رحمتہ و ان اللہ تواب حکیم﴾ (سورۂ نور)

”جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کا کوئی گواہ بجز خود ان کی اپنی ذات کے نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ پاک کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچوں میں سے ہی ہیں اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر خدا کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو اس عورت سے سزا اس طرح دور ہو سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر کہے کہ یقیناً اس کا خاوند جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے اور پانچویں دفعہ کہے کہ اس پر خدا کا غضب ہو اگر اس کا خاوند سچوں میں ہو اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا اور بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا با حکمت ہے۔“

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ان خاوندوں کے لیے جو اپنی بیویوں کی نسبت ایسی بات کہہ دیں چھٹکارے کی صورت بیان فرمائی ہے کہ جب وہ گواہ پیش نہ کر سکیں تو لعان کر لیں۔ لعان کے لیے مندرجہ ذیل باتیں ضروری ہیں۔

(۱) لعان حاکم کے سامنے ہونا چاہیے (۲) لعان سے پہلے حاکم دونوں کو سمجھائے اور سمجھنے کا موقع دے (۳) لعان کے بعد دونوں

میں تفریق کردے یہ ہمیشہ کی تفریقین ہو گئیں (۴) لعان سے مہر ساقط نہیں ہو گا اگر نہیں دیا ہے تو اب دینا پڑے گا اور اگر دے چکا ہے تو واپس نہیں لے سکتا ہے (۵) لعان کے بعد جو اولاد پیدا ہو گی وہ ماں کی طرف منسوب ہو گی باپ کی طرف منسوب نہیں ہو گی (۶) اس اولاد کو حرامی نہیں کہا جا سکتا ہے (۷) اگر کوئی مرد لعان سے انکار کر دے تو اس پر حد زنا جاری کی جائے گی اور اگر عورت اس سے انکار کرے تو اس پر حد زنا قائم ہو گی۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

۳۳۰۴۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّ عُوَيْمَرَ الْعَجْلَانِيَّ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً أَيَقْتُلُهُ فَيَقْتُلُوْنَهُ ؟ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((قَدْ أُنْزِلَ فِيْكَ وَ فِيْ صَاحِبَتِكَ، فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا)) قَالَ سَهْلٌ: فَتَلاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا فَرَغَا، قَالَ عُوَيْمَرُ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((انْظُرُوا؛ فَإِنْ جَاءَ تْ بِهِ أَسْحَمَ، أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ، عَظِيْمَ الْأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا، وَإِنْ جَاءَ تْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا۔ فَجَاءَ تْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ تَصْدِيْقِ عُوَيْمِرٍ، فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۳۰۴۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عویمر عجلانی نے کہا یا رسول اللہ! یہ بتائیے کہ اگر کوئی شخص اجنبی مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ برا کام کرتے ہوئے دیکھے تو کیا کرے اگر وہ مار ڈالے تو آپ بھی اس کو مار ڈالیں گے (کیونکہ اس نے خود ہی دیکھا ہے اور دوسرے عینی تین گواہ نہیں ہیں تو اگر وہ خاموش رہتا ہے تو بھی برا ہے اور اس کو مار ڈالتا ہے تب بھی برا ہے) تو پھر وہ کیا کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں قرآن مجید میں آیت اتر آئی ہے تم جا کر اسے بلا لاؤ وہ بلا کر لے آیا تو مسجد میں دونوں نے لعان کیا میں بھی لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا اگر میں اس عورت کو رکھ لوں تو جھوٹا ثابت ہوں تو عویمر نے اس کو تین طلاقیں دے دی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دیکھتے رہو اگر یہ عورت ایسا بچہ جنے جو سانولا ہو اور بڑی بڑی آنکھوں والا بڑی سرین والا ہو اور دونوں پنڈلیاں پر از گوشت ہوں یعنی موٹی پنڈلی والا ہو تو میرا خیال یہ ہے کہ عویمر سچا ہے۔ عورت جھوٹی ہے اور اگر وہ عورت ایسا بچہ جنے جو سرخ پستہ قد بابھنی کی طرح ہو تو میرا خیال یہ ہے کہ عورت سچی ہے عویمر جھوٹا ہے۔ چنانچہ اس عورت کے ایسا ہی بچہ پیدا ہوا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا جس میں عویمر کی تصدیق ہوئی تھی تو اس لڑکے کی نسبت اس کے ماں کی طرف کی گئی باپ کی طرف نہیں منسوب کیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

لعان سے پہلے مرد اور عورت کو نصیحت

۳۳۰۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۳۰۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۳۳۰۴۔صحیح بخاری کتاب التفسیر باب واللذین یرمون ازواجهم ۴۷۴۵، مسلم کتاب اللعان ۱۱۹۲ ٤ [۳۷۴۳]

۳۳۰۵۔صحیح بخاری کتاب الطلاق باب یلحق الولد بالملاعنة ۵۳۱۵، مسلم کتاب اللعان باب ۱۴۹٤ [۳۷۵۲، ۳۷۳۶] ٤۱۹۳ [۳۷۳۸]

لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ، فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ حَدِيْثِهِ لَهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَعَظَهُ، وَ ذَكَّرَهُ وَ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الآخِرَةِ، ثُمَّ دَعَاهَا فَوَعَظَهَا، وَذَكَّرَهَا، وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الآخِرَةِ)).

ایک مرد عورت کے درمیان لعان کرایا اور اس کے لڑکے کو اس سے جدا کر دیا اور بچے کا نسب عورت سے لگا دیا' دونوں کے درمیان تفریق کرا دی اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرد کو نصیحت کی' اسے دنیا و آخرت کا عذاب یاد دلایا اور بتا دیا دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے اور عورت کو بھی نصیحت کی اور بتایا دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے۔(بخاری و مسلم)

لعان کے بعد مہر واپس نہیں ملے گا

٣٣٠٦۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: ((لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ وَأَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٣٠٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو میاں بیوی لعان کرنے والوں سے فرمایا کہ تم دونوں کا حساب اللہ پر ہے تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ اب یہ عورت تمہارے ساتھ رہنے کے لائق نہیں ہے اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے مہر میں مال دیا ہے وہ مجھے مل جانا چاہیے آپ نے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو تو اس کی شرمگاہ سے فائدہ اٹھا چکا ہے اور اس کے شرم گاہ کو تو نے حلال کیا اور مال تجھے واپس نہیں ملے گا اور اگر تو جھوٹا ہے تو جھوٹی تہمت لگا کر مال لینا بہت برا ہے۔(بخاری و مسلم)

گواہیوں کے بغیر حد جاری نہیں ہوگی

٣٣٠٧۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ، قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدًّا فِيْ ظَهْرِكَ)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ؟ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْبَيِّنَةَ، وَإِلَّا حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ)) فَقَالَ: هِلَالٌ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّيْ لَصَادِقٌ، فَلَيُنْزِلَنَّ اللهُ مَا يُبَرِّءُ ظَهْرِيْ مِنَ الْحَدِّ، فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ، وَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾ فَجَاءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ،

٣٣٠٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو نبی ﷺ کے سامنے یہ تہمت لگائی کہ اس کا شریک بن سحماء کے ساتھ ناجائز تعلق ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے چار عینی گواہوں کو پیش کرو' ورنہ تمہاری پیٹھ پر تہمت لگانے کی حد جاری کی جائے گی تو ہلال بن امیہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! جب کوئی اپنی بیوی کو برا کام کراتے ہوئے دیکھے تو گواہ تلاش کرنے کے لیے جائے گا؟ یعنی ایسے موقع پر اتنا موقع کہاں ملے گا کہ لوگوں کو بلا کر یہ کام کرتے ہوئے دکھائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم گواہ پیش کرو۔ ورنہ تمہاری پیٹھ پر تہمت لگانے کی حد ماری جائے گی۔ ہلال بن امیہ نے کہا کہ خدا کی قسم! جس نے حق کے ساتھ بھیجا ہے یقیناً میں سچا ہوں اللہ تعالیٰ ضرور کوئی حکم نازل فرمائے گا جس سے میری پیٹھ حد لگنے سے بری کر دے گا۔ چنانچہ حضرت جبرئیل آسمان سے اترے اور آپ پر ان آیتوں کو نازل فرمایا: ﴿والذين يرمون ازواجهم﴾ سے ﴿من الصادقين﴾

٣٣٠٦۔ صحيح بخاری كتاب الطلاق باب المتعة التی لم يفرض لها ٥٣٥٠' مسلم كتاب اللعان ١٤٩٣ [٣٧٣٩]
٣٣٠٧۔ صحيح بخاری كتاب التفسير سورة النور باب ويدرا عنها العذاب ٤٧٤٧۔

فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) ثُمَّ قَامَتْ، فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَفُوهَا، وَ قَالُوا: إِنَّهَا مُوْجِبَةٌ فَقَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَ نَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ، ثُمَّ قَالَتْ: لَا أَفْضَحُ قَوْمِيْ سَائِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْإِلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ؛ فَهُوَ لِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ، فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ لَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللهِ؛ لَكَانَ لِيْ وَ لَهَا شَأْنٌ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تک پڑھ کر سنایا ہلال بن امیہ آئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے لعان کیا جس میں پانچ مرتبہ گواہی دی نبی ﷺ نے فرمایا: تم دونوں میں سے ایک سچا ہے اور ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کر لے گا؟ پھر وہ عورت کھڑی ہوئی اور چار مرتبہ اس نے گواہی دی پانچویں گواہی کے وقت آپ نے فرمایا کہ تم اس عورت کو روکو چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یہ لعنت تم پر واجب ہونے والی ہے تو وہ کچھ پیچھے ہٹی اور ٹھہر گئی اور تردد میں پڑ گئی ہم نے خیال کیا کہ یہ لعان سے باز آ جائے گی پھر اس عورت نے کہا میں اپنے خاندان والوں کو بدنام و رسوا نہیں کروں گی اس نے اس لفظ کو بھی ادا کر دیا۔ لعان سے فراغت کے بعد نبی ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ دیکھتے رہو اگر اس کے حمل سے ایسا بچہ پیدا ہو جو سرمئی آنکھوں والا ہو اور بھارے سرین والا ہو اور موٹی پنڈلی والا ہو تو یہ لڑکا شریک بن سحماء کا ہوگا' وہ بھی ایسا ہی ہوگا چنانچہ اس عورت کو ایسا ہی بچہ پیدا ہوا جو شریک کے مشابہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر قرآن مجید میں لعان کا حکم نہ ہوتا تو میں اس کو سنگسار کرا دیتا۔ (بخاری)

٣٣٠٨۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عِبَادَةَ: لَوْ وَجَدْتُ مَعَ أَهْلِيْ رَجُلًا لَمْ أَمَسَّهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) قَالَ: كَلَّا، وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ كُنْتُ لَأُعَاجِلُهُ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذَلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((اسْمَعُوا إِلَى مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ، إِنَّهُ لَغَيُوْرٌ، وَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٣٠٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سعد بن عبادہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو برا کام کرتے ہوئے دیکھوں تو اس آدمی کو نہ ہاتھ لگاؤں' یعنی قتل نہ کروں یہاں تک کہ چار گواہ لے آؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں' تم چار گواہ لاؤ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ اُس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس آدمی کو تلوار سے مار ڈالوں گا اس سے پہلے کہ میں گواہ لاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سن رہے ہو تمہارے سردار کیا کہہ رہے ہیں۔ ہاں' یہ بڑے غیرت والے ہیں اور میں اس سے بھی زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ (مسلم) یعنی ایسی بات غیرت کی وجہ سے کہہ رہے ہیں۔

٣٣٠٩۔ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: ((أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غِيْرَةِ سَعْدٍ؟ وَاللهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ، وَ مِنْ

٣٣٠٩۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی آدمی کو برا کام کرتے ہوئے دیکھ لوں تو میں اس کو تلوار کی دھار سے مار ڈالوں گا۔ یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو؟ خدا کی قسم! میں ان سے زیادہ غیرت کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت کرنے

٣٣٠٨۔صحیح مسلم کتاب العلان ١٤٩٨ [٣٧٦٣]

٣٣٠٩۔صحیح بخاری کتاب التوحید باب قول النبی ﷺ لاشخص أغیر من الله ٧٤١٦' مسلم کتاب اللعان باب ١٤٠٠[٣٧٦٤]

أَجْلِ غَيْرَةِ اللهِ حَرَّمَ اللهُ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ، وَ لَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللهِ، مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ الْمُنْذِرِيْنَ وَ الْمُبَشِّرِيْنَ، وَلَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللهِ، وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللهُ الْجَنَّةَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

والا ہے اسی غیرت ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام بے حیائیوں کو اور ظاہری باطنی گناہوں کو حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ کو عذر بہت پسند ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ڈرانے والے اور خوشخبری سنانے والے رسولوں کو بھیجا ہے اور اللہ کو اپنی تعریف بہت پسند ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کرنے والوں کو جنت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۳۳۱۰۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَغَارُ، وَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ، وَغَيْرَةُ اللهِ أَنْ لَا يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۳۱۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے اور ایمان والے غیرت کرتے ہیں اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ کوئی مومن اس کام کو نہ کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

جو نظر آئے، ضروری نہیں وہ حقیقت بھی ہو

۳۳۱۱۔ وَعَنْهُ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَ إِنِّيْ أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَمَا أَلْوَانُهَا؟)) قَالَ: حُمْرٌ قَالَ: ((هَلْ فِيْهَا مِنْ أَوْرَقَ؟)) قَالَ: إِنَّ فِيْهَا لَوُرْقًا قَالَ: ((فَأَنّٰى تُرٰى ذٰلِكَ جَاءَ هَا؟)) قَالَ: عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ: ((فَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ)) وَ لَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْإِنْتِفَاءِ مِنْهُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۳۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک گنوار آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ میری بیوی کے کالے رنگ کا لڑکا پیدا ہوا ہے اور میں اس کا انکار کر رہا ہوں کہ یہ میرا لڑکا نہیں ہے، کیونکہ میرا رنگ گورا ہے اور اس لڑکے کا رنگ کالا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے دریافت کیا کہ ان اونٹوں کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا سرخ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان اونٹوں میں کوئی چتکبرا بھی ہے اور کوئی خاکی بھی ہے۔ اس نے کہا: ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رنگ کہاں سے آ گیا یعنی جب سبھی اونٹوں کے رنگ سرخ ہیں تو ان کی اولاد میں خاکی اور چتکبرے کیوں پیدا ہو گئے؟ اس نے کہا شاید مادہ کی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی حال تیرے بیٹے کا ہے کسی رگ نے اس رنگ کو کھینچ لائی ہو۔ (بخاری)

توضیح: اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ صرف لڑکے کی صورت یا رنگ کے اختلاف پر یہ کہنا درست ہے کہ یہ میرا لڑکا نہیں جب تک قوی دلیل سے حرام کاری کا ثبوت نہ ہو، مثلاً: آنکھوں سے اس کو زنا کراتے دیکھا ہو یا جب خاوند نے جماع کیا ہو اس سے چھ مہینے کم میں لڑکا پیدا ہو یا جب جماع کیا ہو اس سے چار برس بعد پیدا ہو حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اشارہ اور کنایہ میں قذف کرنا موجب حد نہیں اور مالکیہ کے نزدیک اس میں بھی حد واجب ہے۔

بچہ عورت کا اور زانی کے لیے پتھر

۳۳۱۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ عُتْبَةُ

۳۳۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں عتبہ بن ابی وقاص نے مرتے

۳۳۱۰۔صحیح بخاری کتاب النکاح باب الغیر ۵۲۲۳، مسلم کتاب التوبة باب غیرة الله تعالیٰ ۲۷۶۱ [۶۹۹۵]

۳۳۱۱۔صحیح بخاری کتاب الا عتصام باب من شبه اصلاً معلوماً ۷۳۱۴، مسلم کتاب 'اللعان' ۱۵۰۰ [۳۷۶۶]

۳۳۱۲۔صحیح بخاری کتاب الوصایا باب قول الموصی لوصیة ۲۷۴۵، مسلم کتاب الرضاع باب الولد للفراش ۱۴۵۷ [۳۶۱۳]

بْنُ أَبِیْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ: أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّیْ، فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ، فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: إِنَّهُ ابْنُ أَخِیْ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِیْ، فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَخِیْ كَانَ عَهِدَ إِلَیَّ فِيْهِ وَ قَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِیْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِیْ، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)) ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: ((احْتَجِبِیْ مِنْهُ)) لَمَّا رَأَى مِنْ شِبْهِهِ بِعُتْبَةَ، فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِیَ اللّٰهَ وَ فِیْ رِوَايَةٍ: قَالَ: ((هُوَ أَخُوْكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِيْهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

وقت اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرے نطفہ سے ہے اس کو تم اپنے قبضہ میں لے لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جس سال فتح مکہ ہوا سعد نے اس بچے کو لے لیا اور یہ کہنے لگے کہ میرا بھتیجہ ہے۔ میرے بھائی کا لڑکا ہے' میرے بھائی نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ یہ اس کے نطفے کا ہے تو اس وقت عبد بن زمعہ کھڑے ہو کر یہ کہنے لگے کہ یہ لڑکا میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے اور میرے باپ کے بچھونے پر پیدا ہوا ہے تو یہ دونوں یعنی سعد اور عبد بن زمعہ لڑتے جھگڑتے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سعد نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا میرے بھائی کا لڑکا ہے اور میرے بھائی نے مجھے وصیت کی تھی کہ اس کو تم لے لینا۔ عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا لڑکا ہے اور اس کے بچھونے پر پیدا ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ اے عبد بن زمعہ یہ لڑکا تم کو ملے گا اس کے بعد آپ نے یوں فرمایا کہ لڑکا اسی کا ہوتا ہے جس کی بیوی یا لونڈی سے پیدا ہوا ہو اور زانی حرام کار کو پتھر کی سزا ملے گی' یعنی اس کو سنگ سار کیا جائے گا۔ پھر آپ نے اپنی بیوی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم اس لڑکے سے پردہ کرو کیونکہ آپ نے بچے کی صورت عتبہ سے ملتی جلتی دیکھی تو اس لڑکے نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو مرتے دم تک نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یہ پردہ آپ نے تقویٰ اور احتیاط کے طور پر کرایا تا کہ شک وشبہ دور ہو جائے' کہا جاتا ہے کہ اس بچے کا نام عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تھا۔ آپ نے شرعی اصول کے مطابق بچے کو عبد بن زمعہ کو دلایا یہ عتبہ کافر ہی مرا ہے جنگ احد میں اس نے رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک کو شہید کیا تھا اور حضرت سودہ جو رسول اللہ ﷺ کی بیوی تھیں جو زمعہ کی لڑکی تھیں تو یہ لڑکا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا سوتیلا بھائی ہوا اور بھائی سے پردہ نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے تقوی کے طور پر پردہ کرایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت اسامہ اور زید کے بارے میں قیافہ شناس کی رائے

۳۳۱۳۔ وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ، فَقَالَ: ((أَیْ عَائِشَةُ! أَلَمْ تَرَیْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِیَّ دَخَلَ، فَلَمَّا رَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا وَ عَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوْسَهُمَا وَ بَدَتْ أَقْدَامُهُمَا، فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامُ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۳۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نہایت خوش و خرم میرے پاس تشریف لائے آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ مجزز مدلجی ابھی ابھی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے اسامہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سویا ہوا دیکھا کہ ان پر ایک چادر ہے اور دونوں کا سر ڈھکا ہوا ہے اور پیر کھلا ہوا ہے یہ دیکھ کر اس نے کہا یہ دونوں قدم ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۳۳۱۳۔ صحیح بخاری کتاب الفرائض باب القائف ۶۷۷۱' مسلم کتاب الرضاع باب العمل بالحاق القائف الولد ۱۴۵۸[۳۶۱۷]

توضیح: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت تھے اور حضرت اسامہ سانولے تھے' اس لیے رنگت کے فرق کی وجہ سے دوسرے لوگ کچھ کہہ دیا کرتے تھے جس سے نبی کو صدمہ ہوتا تھا تو ایک قیافہ شناس مجز د مدلجی نے دیکھ کر کہا کہ یہ دونوں باپ بیٹے ہیں جس سے آپ کا رنج وغم دور ہو گیا۔

اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا کبیرہ گناہ

٣٣١٤۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، وَأَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہما، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۳۱۴۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ابو بکرہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کو باپ بنانے کا دعویٰ کرے تو اس پر جنت حرام ہو جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

٣٣١٥۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ ذُكِرَ حَدِيْثُ عَائِشَةَ ((مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ)) فِيْ ((بَابِ صَلَاةِ الْخُسُوْفِ))۔

۳۳۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو۔ یعنی اصل باپ کا انکار نہ کرو جو شخص اپنے اصلی باپ کا انکار کرے اور یہ کہے کہ یہ میرا باپ نہیں ہے اور غیر باپ کو باپ بنائے تو اس نے کفر کیا۔ (بخاری' مسلم)

توضیح: اگر حلال سمجھ کر اس نے اعراض کیا ہے تو کافر ہو گیا ورنہ اس نے کفران نعمت تو ضرور کیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

اپنی اولاد کا انکار کرنے والوں کا رسوا کن انجام

٣٣١٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الْمُلَاعَنَةِ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ عَلَى قَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ؛ فَلَيْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ، وَ لَمْ يُدْخِلْهَا اللّٰهُ جَنَّتَهُ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، احْتَجَبَ اللّٰهُ مِنْهُ وَ فَضَحَهُ عَلَى

۳۳۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے لعان والی آیت نازل ہونے پر رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو عورت بچہ کو کسی قوم میں شامل کرے۔ جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ عورت قابل اطمینان نہیں اور ہرگز اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جنت میں داخل نہیں کرے گا اور جو شخص اپنے بچے کا انکار کرتا ہے حالانکہ وہ دیکھتا ہے اس کی طرف تو اللہ تعالیٰ اس سے پردہ کرے گا اور اپنا دیدار اس کو نصیب نہیں کرے گا۔ اور اس کو اگلی پچھلی

٣٣١٤۔صحیح بخاری کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابیه ٦٧٦٦' مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من رغب ٦٣[٢٢٠]

٣٣١٥۔ ضعیف سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب التغلیظ فی الا نتفاء ٢٢٦٣' نسائی کتاب الطلاق باب التغلیظ من الولد ٣٥١١' دارمی کتاب النکاح باب من حجد ولده وهو یعرفة ٢/ ٢٠٤ ح ٢٢٣٨' ابن ماجه ٢٧٤٣۔ عبداللہ بن یونس مجہول الحال راوی ہے۔

٣٣١٦۔صحیح سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب النهی عن تزویج من لم یلد من النساء ٢٠٤٩' نسائی کتاب الطلاق باب ماجاء فی الخلع ٣٤٩٤'٣٤٩٥۔

رُؤُوسِ الْخَلاَئِقِ فِیْ الْأَوَّلِیْنَ وَ الآخِرِیْنَ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِیُّ، وَالدَّارِمِیُّ

سب مخلوق کے سامنے رسوا اور ذلیل کرے گا۔ (ابوداؤد نسائی و دارمی)

توضیح: یعنی جس عورت نے زنا کرا کر زنا کا بچہ جنا اور اس کو اپنے خاوند کی طرف منسوب کیا کہ میرے خاوند کا ہے تو ایسی حرام کار عورت کا کچھ بھروسہ نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور جس باپ نے اپنے بچے کا انکار کر دیا یہ میرا لڑکا نہیں ہے بلکہ حرامی ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ میرا ہی بیٹا ہے تو قیامت کے روز خدا کے دیدار سے محروم ہو گا اور یہ لوگوں کے سامنے ذلیل ہو گا۔

محبت ہے تو بیوی کی نگہبانی کرو

۳۳۱۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ لِی امْرَأَةً لاَ تَرُدُّ یَدَ لاَمِسٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((طَلِّقْهَا)) قَالَ: إِنِّی أُحِبُّهَا قَالَ: ((فَأَمْسِكْهَا إِذًا))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِیُّ وَ قَالَ النَّسَائِیُّ: رَفَعَهُ أَحَدُ الرُّوَّاةِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَحَدُهُمْ لَمْ یَرْفَعْهُ قَالَ: وَ هَذَا الْحَدِیْثُ لَیْسَ بِثَابِتٍ

۳۳۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ میری بیوی کسی چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں ہٹاتی تو نبی نے فرمایا: تم اس کو طلاق دے دو۔ اس نے کہا مجھے اس سے محبت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کی نگہبانی کرو۔ (ابو داؤد و نسائی)

توضیح: یعنی اس نے کہا یہ کہ میری بیوی کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہیں روکتی یعنی جو کوئی اس سے حرام کاری کرنا چاہتا ہے وہ راضی ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دے (طلاق دے دے) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کو چھوڑ بھی نہیں سکتا (مجھ سے اس کی جدائی پر صبر نہیں ہو سکتا) آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر اس سے مزہ اٹھا تارہ (آنحضرت نے یہ خیال کیا کہ اگر میں اس کو طلاق دینے پر جبر کروں تو ایسا نہ ہو یہ اس پر فریفتہ ہے پھر اس سے حرام کاری کرتا رہے بعض نے کہا لا ترد ید لامس کے یہ معنی ہیں کہ جو کوئی اس سے کچھ مانگتا ہے وہ دے ڈالتی ہے اس کے مال کی حفاظت نہیں کرتی ہے (بڑی لٹاؤ ہے) یہ ذرا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آنحضرت اس کو حکم دے سکتے تھے کہ اس کی بیوی حرام کاری کرتی ہے اور وہ دیوث بن کر اس کو اپنے نکاح میں رہنے دے؟ حضرت علی و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا جب تم کو آنحضرت کی کوئی حدیث پہنچے تو اس کے معنی ایسے کرو جو ہدایت و تقویٰ پر مشتمل ہوں۔ مترجم کہتا ہے آنحضرت کا ارشاد بالکل درست تھا کیونکہ مرد نے اپنی آنکھ سے اس کو زنا کراتے نہیں دیکھا ورنہ لعان واجب ہوتا بلکہ اس کا گمان اپنی بیوی کے بارے میں ایسا تھا تو پہلے آنحضرت ﷺ نے سہل کی ترکیب بتائی کہ اس کو طلاق دے کر الگ ہو جائے جب اس نے جدائی سے بھی مجبوری ظاہر کی تو آپ نے فرمایا رہنے دے کیونکہ رہنے دینے میں مرد پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوتا تھا اگر چھوڑ دیتا پھر اس سے حرام کاری کرتا تو سخت گناہ گار ہوتا طیبی نے کہا فاجرہ عورت کو نکاح میں رہنے دینا حرام نہیں ہے خاص کر اس عورت میں جب آدمی اس پر عاشق اور شیفتہ اور فریفتہ ہو اور طلاق دینے سے گناہ میں پڑ جانے کا اس کو ڈر ہو۔ (منقول از لغات الحدیث)

بچے کی نسبت کا مسئلہ

۳۳۱۸۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ

۳۳۱۸۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور ان کے والد اپنے والد سے

۳۳۱۷۔حسن، سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی ادعاء ولد الزنا ۲۲۶۵۔

۳۳۱۸۔حسن مسند احمد ۵/ ۴۴۵، ۴۴۶، سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الخیلاء ۲۶۵۹، نسائی کتاب الزكاة باب الاختیال فی الصدقة ۲۵۵۹۔

أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى ((أَنَّ كُلَّ مُسْتَلْحَقٍ اسْتُلْحِقَ بَعْدَ الَّذِيْ يُدْعَى لَهُ ادَّعَاهُ وَرَثَتُهُ فَقَضَى أَنَّ كُلَّ مَنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ يَمْلِكُهَا يَوْمَ أَصَابَهَا فَقَدْ لَحِقَ بِمَنِ اسْتَلْحَقَهُ وَ لَيْسَ لَهُ مِمَّا قُسِمَ قَبْلَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ شَيْءٌ، وَ مَا أَدْرَكَ مِنْ مِيرَاثٍ لَمْ يُقْسَمْ فَلَهُ نَصِيبُهُ، وَلاَ يَلْحَقُ إِذَا كَانَ أَبُوهُ الَّذِيْ يُدْعَى لَهُ أَنْكَرَهُ، فَإِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ لَمْ يَمْلِكْهَا أَوْ مِنْ حُرَّةٍ عَاهَرَ بِهَا فَإِنَّهُ لاَ يَلْحَقُ لُبَّهُ وَ لاَ يَرِثُ، وَإِنْ كَانَ الَّذِيْ يُدْعَى لَهُ هُوَ الَّذِيْ ادَّعَاهُ فَهُوَ وَلَدُ زِنْيَةٍ مِنْ حُرَّةٍ كَانَ أَوْ أَمَةٍ)). رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کی نسبت جس کو اس کے باپ کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں نے یہ دعویٰ کیا تھا یہ لڑکا فلاں شخص کا بیٹا ہے' تو آپ نے اس کا فیصلہ یہ کیا تھا۔ کہ جو بچہ ایسی لونڈی سے پیدا ہوا ہو۔ اس بچے کا باپ اس روز اس لونڈی کا مالک تھا جس دن اس نے اس لونڈی سے صحبت کی ہے تو وہ بچہ اس کے نسب میں شامل ہو گیا اور اس کا وارث بھی ہوا اور اس کے پیدا ہونے سے پہلے جو مال تقسیم ہو چکا ہے اس میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور جو میراث اس کے پیدا ہونے کے بعد باقی ہے اور وہ تقسیم نہیں ہوئی ہے تو اس میں سے اس کا حصہ ہے۔ اور وہ بچہ جس کے باپ نے اس کا انکار کر دیا ہے تو وہ اس کے نسب میں نہیں شامل ہو سکتا' خواہ وہ بچہ اسی لونڈی سے پیدا ہوا ہو جس دن اس سے صحبت کی تھی مالک نہیں تھا یا کسی آزاد عورت سے زنا کیا تھا تو وہ بچہ نہ اس کے نسب میں شامل ہو گا اور نہ اس کے مال کا وارث ہو گا' خواہ اس نے دعویٰ کیا تھا' یا اس کے ورثاء نے دعوی کیا تھا وہ حرامی بچہ کہلائے گا' خواہ لونڈی سے پیدا ہوا ہو یا آزاد عورت سے۔ (ابوداؤد)

غیرت اور تکبر کی دو قسمیں

٣٣١٩۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللهُ، وَ مِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللهُ؛ فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ، وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُهَا اللهُ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ، وَ إِنَّ مِنَ الْخُيَلاَءِ مَا يُبْغِضُ اللهُ، وَ مِنْهَا مَا يُحِبُّ اللهُ؛ فَأَمَّا الْخُيَلاَءُ الَّتِي يُحِبُّ اللهُ فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ عِنْدَ الْقِتَالِ، وَ اخْتِيَالُهُ عِنْدَ الصَّدَقَةِ، وَ أَمَّا الَّتِي يُبْغِضُ اللهُ فَاخْتِيَالُهُ فِي الْفَخْرِ)) وَ فِي رِوَايَةٍ: ((فِي الْبَغْيِ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَ أَبُودَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ

٣٣١٩۔ حضرت جابر بن عتیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیرت کی بہت سی قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایک وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے بلکہ برا سمجھتا ہے۔ وہ غیرت جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے وہ غیرت ہے جو شک وشبہ کی جگہ ہو جیسے بیوی یا لونڈی پر شک وشبہ ہو کہ اس کا تعلق کسی دوسرے شخص سے ہو گیا ہے اور وہ غیرت جو خدا کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے وہ غیرت ہے جو شک و شبہ کے مقام پر نہ ہو اور بلا وجہ اس سے بدگمان ہو۔ اور غرور وتکبر کی بھی کئی قسمیں ہیں بعض تکبر تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور بعض وہ ہے جو اس کو پسند نہیں ہے جو تکبر خدا کو پسند ہے وہ وہ تکبر ہے جو لڑائی کے وقت میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ (احمد' ابوداؤد و نسائی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٣٢٠۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِيهِ،

٣٣٢٠۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے نقل کر کے

٣٣١٩۔ اسناده حسن ' سنن ابی داؤد كتاب الطلاق باب الولد للفراش ٢٢٧٤۔

٣٣٢٠۔ ضعيف سنن ابن ماجه كتاب الطلاق باب اللعان ٢٠٧١ ' عثمان بن عطاء الخراسانی اور اس کا باپ دونوں ضعیف ہیں۔

عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ فُلَانًا ابْنِيْ؛ عَاهَرْتُ بِأُمِّهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا دَعْوَةَ فِي الْإِسْلَامِ، ذَهَبَ أَمْرُ الْجَاهِلِيَّةِ، وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

بیان کرتے ہیں ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! فلاں شخص میرا بیٹا ہے میں نے جاہلیت کے زمانے میں اس کی ماں سے زنا کیا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں اس قسم کے دعویٰ کرنے سے نسب ثابت نہیں ہو گا جاہلیت کی باتیں ختم ہو چکی ہیں لڑکا اسی کا ہو گا جس کی بیوی یا لونڈی ہو اور زانی کے لیے سنگساری ہے یا محرومی ہے۔ (ابوداؤد)

جن عورتوں سے لعان نہیں ہو سکتا

٣٣٢١۔ وَعَنْهُ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ مِنَ النِّسَاءِ لَا مُلَاعَنَةَ بَيْنَهُنَّ: النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ، وَالْيَهُوْدِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ، وَالْحُرَّةُ تَحْتَ الْمَمْلُوْكِ، وَالْمَمْلُوْكَةُ تَحْتَ الْحُرِّ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ

٣٣٢١۔ عمرو بن شعیب ﷺ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار قسم کی عورتوں سے لعان نہیں کیا جا سکتا۔ ایک وہ عیسائی عورت جو کسی مسلمان کے نکاح میں ہو اور دوسری وہ یہودی عورت جو کسی مسلمان کے نکاح میں ہو۔ تیسری اس آزاد عورت سے جو کسی غلام کے نکاح میں ہو اور چوتھی وہ لونڈی جو کسی آزاد مرد کے نکاح میں ہو۔ (ابن ماجہ)

لعان میں پانچویں گواہی سے گریز

٣٣٢٢۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا حِيْنَ أَمَرَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنْ يَتَلَاعَنَا أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ عَلَى فِيْهِ، وَ قَالَ: ((إِنَّهَا مُوْجِبَةٌ)). رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

٣٣٢٢۔ حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمیوں کا لعان ہو رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ جب یہ لوگ پانچویں مرتبہ گواہی دینے کے لیے آمادہ ہوں تو ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دینا تاکہ وہ نہ بول سکیں کیونکہ پانچویں مرتبہ کی شہادت واجب کرنے پر لعنت وتفریق کو واجب کرنے والی ہوتی ہے۔ (نسائی)

عورتوں کی غیرت

٣٣٢٣۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَيْلًا، قَالَتْ: فَغِرْتُ عَلَيْهِ، فَجَاءَ فَرَأَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ: ((مَالَكِ يَا عَائِشَةُ ﷺ! أَغِرْتِ؟)) فَقُلْتُ: وَ مَالِيْ؟ لَا يُغَارُ مِثْلِيْ عَلَى مِثْلِكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ جَاءَكِ شَيْطَانُكِ)) قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَمَعِيَ شَيْطَانٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ: وَ مَعَكَ

٣٣٢٣۔ حضرت عائشہ ﷺ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے اٹھ کر رات کو کہیں چلے گئے اس پر مجھے بڑی غیرت آئی تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے آئے تو آپ نے مجھے دیکھا کہ میں بے چین اور خلجان میں پڑی ہوئی تھی تو اس کیفیت کو آپ سے دیکھ کر مجھ سے یہ فرمایا کہ کیا بات ہے اے عائشہ؟ کیا تمہیں غیرت آ گئی؟ میں نے عرض کیا ہاں مجھ جیسی عورت پر جس کا تعلق آپ سے ہو نہ غیرت آئے تو کس کو غیرت آئے گی آپ نے فرمایا تمہارا شیطان تمہارے پاس آ گیا تھا میں

٣٣٢١۔اسناده صحيح' سنن النسائى كتاب الطلاق باب الامر بوضع اليد على فى المتلا غين ٣٥٠٢۔

٣٣٢٢۔اسناده صحيح سنن النسائى كتاب الطلاق باب الامر بوضع اليد على فى المتلاعين ٣٥٠٢۔

٣٣٢٣۔صحيح مسلم كتاب صفات المنافقين باب تحريش الشيطان ٢٨١٥ [٧١١٠]

يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ! وَلٰكِنَّ أَعَانَنِيَ اللهُ عَلَيْهِ حَتّٰى أَسْلَمَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

نے کہا یا رسول اللہ! کیا میرے ساتھ شیطان رہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کے ساتھ بھی رہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اس پر مدد فرمائی ہے اور میں اس کی برائی سے بچا رہتا ہوں۔ (مسلم)

توضیح: یہ واقعہ شعبان کے پندرھویں شب کو ہوا تھا جیسا کہ دوسری حدیثوں سے پتہ چل رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد گھر تشریف لائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اتنی دیر تک لیٹے رہے کہ آپ نے یہ اندازہ کرلیا کہ یہ سوگئی ہیں حالانکہ وہ سوئی نہیں تھیں آپ ان کے پاس سے اٹھ کر آہستہ دروازہ کھول کر قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے اور بہت دیر تک ان کے حق میں دعا کرتے رہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی پیچھے پیچھے وہاں تک پہنچ گئیں اور وہاں کا منظر دیکھا جب رسول اللہ ﷺ دعا مغفرت سے واپس ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی واپس ہوئیں واپسی کے وقت آپ نے دیکھا کہ سامنے کوئی چیز نظر آرہی ہے تو آپ تیز چلنے لگے تاکہ قریب جا کر دیکھیں کیا چیز ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نہایت تیز چلنے لگیں تاکہ آپ انہیں نہ پکڑسکیں تو آپ دوڑے حضرت عائشہ بھی بہت تیزی سے دوڑ کر گھر میں بستر پر لیٹ گئیں اس وقت دوڑے اور گھبراہٹ کی وجہ سے ان کا دم چڑھ رہا تھا یہ کیفیت دیکھ کر آپ نے ان سے دریافت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہی جواب دیا جو اوپر مذکور ہوا ہے۔

❁❁❁❁

بَابُ الْعِدَّةِ

عدت کا بیان

عدت کے معنی شمار اور گنتی کے ہیں اور شرعی محاورہ میں عورتوں کو طلاق یا خاوند کے مرنے کی وجہ سے چند دنوں تک نفس کو نکاح سے رو کے رہنے کو عدت کہتے ہیں جیسے اگر کسی عورت کو طلاق دے دی گئی ہے۔ اور اسے ایام ماہواری آتے ہیں تو وہ تین حیض تک عدت گزارے یعنی نکاح کرنے سے رکی رہے اور جب یہ تین حیض کی میعاد گزر جائے تو نکاح کر سکتی ہے اسی طرح اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے تو چار مہینے دس دن تک زینت کی چیزوں کو چھوڑ کر نکاح سے رکی رہے جب اتنا زمانہ گزر جائے تو وہ نکاح کر سکتی ہے عدت کے زمانہ میں کسی سے دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلثة قروء ولا یحل لهن ان یکتمن ما خلق الله فی ارحامهن ان کن یومن بالله والیوم الاخر و بعولتهن احق بردهن فی ذلك ان ارادوا اصلاحا﴾ (البقرة ع ٢٨ پ ٢)

”اور طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو نکاح ثانی سے روکے رہیں اگر ان کا ایمان اللہ اور قیامت کے دن پر ہے تو ان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ جو چیز اللہ نے ان کے رحم کے اندر پیدا کی ہے اس کو چھپالیں اس مدت میں ان کے شوہروں کو لوٹا لینے کا حق ہے بشرطیکہ ان کو اصلاح مقصود ہو۔“

یعنی جن عورتوں کو ہم بستری کے بعد طلاق دی گئی اور وہ حیض والیوں میں سے ہیں تو ان کو تین حیض تک یعنی تین مہینے تک نکاح ثانی سے رکنا چاہیے اور جو چیز خدا نے ان کے رحم میں پیدا کی ہے اس کو پوشیدہ نہ کریں بلکہ اس کو ٹھیک ٹھیک حساب کے ساتھ ظاہر کر دیں دوسرے شوہر کے ساتھ جلدی نکاح کرنے کی غرض سے اس کو چھپائیں نہیں اور اس بات کا خوف نہ کریں کہ نو ماہ تک وضع حمل کا کون انتظار کرے اگر ان کا خدا اور قیامت کے دن پر ایمان ہے اور وہاں حساب و کتاب دینا ہے تو ناجائز حرکت سے بچنا چاہیے اور اگر عدت کا زمانہ ابھی ختم نہیں ہوا تو عدت میں خاوند کو رجوع کرنے کا حق ہے اور جن بوڑھی عورتوں کے ایام ماہواری بڑھاپے کی وجہ سے بند ہو چکے ہیں اور وہ مطلقہ ہو جائیں تو ان کی عدت تین مہینے ہیں اسی طرح وہ نابالغ لڑکیاں کہ کم سنی کی وجہ سے ابھی تک حیض نہیں آیا تو مطلقہ ہو جانے کے بعد تین مہینے کی عدت گزاریں گی اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل (بچہ جن دینا) ہے یعنی بچہ جننے کے بعد وہ عدت سے فارغ ہو جاتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿والئی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم عدتهن ثلثة اشهر والئی لم یحضن و اولات الأحمال اجلهن ان یضعن حملهن و من یتق الله یجعل له من امره یسرا ذالك امر الله انزله الیکم و من یتق الله یکفر عنه سیئاته و یعظم له اجرا﴾ (سورۂ طلاق)

”تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہوگئی ہوں اگر تم کو شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہو جانا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا

اللہ اس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے گناہوں کو دور کر دے گا اور اسے بڑا بھاری اجر دے گا۔''

جن بوڑھی عورتوں کے بوجہ اپنی بڑی عمر کے ایام حیض بند ہو گئے ہوں ان کی عدت یہاں بتلائی جاتی ہے کہ تین مہینے کی عدت گزاریں جیسے کہ ایام والی عورتوں کی عدت تین حیض ہیں ملاحظہ ہو سورۂ بقرہ والی آیت اسی طرح وہ نابالغ لڑکیاں جو اس عمر کو نہیں پہنچیں کہ حیض آئے ان کی عدت بھی تین مہینے رکھی گئی ہے اگر تمہیں شک ہو اس کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ یہ خون دیکھ لیں اور تمہیں شبہ گزرے کہ آیا حیض کا خون ہے یا استحاضہ کی بیماری کا۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان کی عدت کے حکم میں تمہیں شک باقی رہ جائے اور تم اسے نہ پہچان سکو تو تین حیض یاد رکھو۔ اور دوسرا قول ہی زیادہ ظاہر ہے۔

اس کی دلیل یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا تھا یارسول اللہ! بہت سی عورتوں کی عدت ابھی بیان نہیں ہوئی کم سن لڑکیاں، بوڑھی بڑی عورتیں اور حمل والی عورتیں اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی پھر حاملہ کی عدت بیان فرمائی کہ وضع حمل اس کی عدت ہے گو طلاق یا خاوند کی موت کے ذرا سی دیر بعد ہی وضع حمل ہو جائے جیسے کہ اس آیت کریمہ کے الفاظ ہیں اور حدیث نبوی سے ثابت ہے اور جمہور علماء سلف اور خلف کا قول ہے ہاں حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت اور اس آیت کو ملا کر ان کا فتویٰ ہے کہ ان دونوں ہی سے جو زیادہ دیر میں ختم ہو وہ عدت یہ گزارے یعنی اگر بچہ تین مہینے سے پہلے پیدا ہو گیا تو تین مہینے کی عدت ہے اور تین مہینے گزر چکے اور بچہ نہیں پیدا ہوا تو بچہ ہونے تک عدت ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اس وقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی وہیں موجود تھے اس نے سوال کیا کہ اس عورت کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے جسے اپنے خاوند کے انتقال کے بعد چالیسویں دن بچہ پیدا ہو جائے آپ نے فرمایا کہ دونوں عدتوں میں سے آخری عدت گزارنی پڑے گی، یعنی اس صورت میں تین مہینے کی عدت اس پر ہے۔ ابوسلمہ نے کہا کہ قرآن میں جو ہے کہ حمل والی عورتوں کی عدت بچہ ہو جانا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا میں بھی اپنے چچازاد بھائی ابی سلمہ کے ساتھ ہوں یعنی میرا بھی یہی فتویٰ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی وقت اپنے غلام کریب کو مائی ام سلمہ کے پاس بھیجا کہ جاؤ یہ مسئلہ پوچھ آؤ انہوں نے فرمایا سبیعہ اسلمیہ کے شوہر قتل کیے گئے اور یہ اس وقت دو جیا تھیں چالیس راتوں کے بعد بچہ ہو گیا اس وقت مانگا آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر دیا مانگا ڈالنے والوں میں سے ایک حضرت ابوالسنابل بھی تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

غیر مدخولہ کے طلاق دینے میں اس پر کچھ عدت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ یایہا الذین امنوا اذا نکحتم المومنات ثم طلقتوھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیہن من عدۃ تعتدو نہا فمتعوھن و سرحوھن سراحا جمیلا﴾ (احزاب)

''اے ایمان والو! جب تم ایمان والی عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو ان پر تمہارا حق عدت کا نہیں جسے تم شمار کرو، تمہیں کچھ نہ کچھ انہیں دے دینا چاہیے اور اچھے طریقے سے انہیں رخصت کر دینا چاہیے۔''

یعنی ہم بستری سے پہلے ایسی عورتوں کو طلاق دے دو تو ان پر عدت نہیں ہے بلکہ طلاق کے بعد ہی اگر چاہیں تو دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں، ہاں اگر ایسی حالت میں خاوند مر گیا ہو تو اسے چار مہینے دس روز کی عدت گذارنی ضروری ہے تمام ائمہ اور علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے پس نکاح کے بعد ہی اگر میاں نے بیوی کو طلاق دے دی ہے اور مہر مقرر ہو چکا ہے تو اس صورت میں آدھا مہر دینا ضروری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿و ان طلقتمو هن من قبل ان تمسوهن و قد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم﴾

(سورۂ بقرہ)

''اگر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو اور مہر مقرر کر چکے تو مقرر شدہ کا آدھا ان عورتوں کو دے دو۔'' اور اگر مہر کچھ مقرر نہیں ہوا ہے اور جماع سے پہلے طلاق دے دی گئی ہے تو مہر دینا ضروری نہیں' ہاں' اپنی طاقت کے موافق کچھ تھوڑا بہت دینا چاہیے اور یہ بات اچھے اور نیک لوگوں کے لیے ضروری ہے۔

حضرت امیمہ بنت شراحیل رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا تھا اور ہم بستر ہونے سے پہلے آپ نے طلاق دے دی تو دو ازقیہ کپڑے دے کر رخصت کر دیا تھا۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

عدت کی مناسب جگہ گزاری جائے

۳۳۲۴۔ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہا: أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ رضی اللہ عنہ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيلُهُ الشَّعِيرَ فَسَخِطَتْهُ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ، مَالَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ)) فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِیْ بَيْتِ أُمِّ شَرِيْكٍ، ثُمَّ قَالَ: ((تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِیْ، اعْتَدِّیْ عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمٰى، تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِيْنِیْ)) قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِیْ سُفْيَانَ وَ أَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِیْ فَقَالَ: ((أَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ، وَ أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهُ؛ اِنْكِحِیْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ)) فَكَرِهْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنْكِحِیْ أُسَامَةَ)) فَنَكَحْتُهُ، فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا وَ اغْتُبِطْتُ وَفِیْ رِوَايَةٍ عَنْهَا: ((فَأَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ فِیْ رِوَايَةٍ: أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، فَأَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۳۲۴۔ ابوسلمہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے نقل کر کے یہ بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ کے خاوند ابوعمرو بن حفص نے اپنی بیوی فاطمہ کو طلاق بتہ دے دی اور وہ پردیس میں تھے گھر موجود نہیں تھے۔ اور انہوں نے اپنے وکیل کی معرفت سے حضرت فاطمہ کے نان ونفقہ کے لیے جو بھجوایا جب ان کے وکیل نے فاطمہ کو دیا تو فاطمہ ناراض ہو گئیں تو ان کے وکیل نے کہا کہ تین طلاقوں کے بعد اب ہم پر تمہارا کوئی حق اور نان ونفقہ نہیں ہے یہ جو کچھ اب دیا جا رہا ہے یہ بطور احسان کے ہے (اگر طبیعت چاہے تو لو اگر طبیعت چاہے تو نہ لو) یہ سن کر فاطمہ بنت قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنا یہ واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین طلاقوں کے بعد تمہارے لیے نان ونفقہ نہیں ہے۔ آپ نے ان کو حکم دیا اپنے خاوند کے گھر سے چلی جاؤ اور ام شریک کے گھر میں عدت گزارو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ام شریک ایک ایسی عورت ہے کہ جس کے گھر میں میرے صحابہ جو ام شریک کے عزیز ورشتے دار ہیں وہ آتے جاتے ہیں' اس لیے ان کے گھر میں عدت کے دن گزارنا مناسب نہیں ہے تم ابن ام مکتوم کے گھر چلی جاؤ اور ان کے یہاں عدت کے دن گزارو کیونکہ ابن ام مکتوم نابینا آدمی ہیں ان کے یہاں اگر کپڑا یعنی دوپٹہ وغیرہ اتار کے رکھ دو گی تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یعنی وہاں پردے کی کوئی ضرورت نہیں ہے نابینا ہونے کی وجہ سے کچھ دیکھ نہیں سکیں گے جب تمہاری عدت وہاں ختم ہو جائے اور تم حلال ہو جاؤ تو تم

۳۳۲۴۔ صحیح مسلم کتاب الطلاق باب المطلقة ثلاثا ۱۴۸۰ [۳۶۹۷]

فَقَالَ: ((لَا نَفَقَةَ لَكِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنِيْ حَامِلًا)) میرے پاس آ کر بتانا۔ فاطمہ نے کہا جب میری عدت ختم ہوگئی تو میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر یہ کہا کہ معاویہ بن ابوسفیان اور ابوجہم نے مجھ سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا ہے ان دونوں میں سے میں کس سے نکاح کروں؟ آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ابوجہم سخت مزاج ہے مارنے کے لیے لاٹھی کو ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہے۔ کندھے سے اتار کر نہیں رکھتا ہے تو ایسی صورت میں ابوجہم سے نکاح کرنا مناسب نہیں ہے اور معاویہ بن ابی سفیان ایک غریب اور مفلس آدمی ہیں اس کے پاس مال نہیں ہے تو اس سے بھی نکاح کرنا مناسب نہیں ہے تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو تو میں نے اس کو پسند نہیں کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو اس میں تمہارے لیے بھلائی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کے مشورے پر عمل کیا اور اسامہ سے نکاح کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نکاح میں مجھے بھلائی اور برکت عطا فرمائی اور مجھ پر رشک کیا جانے لگا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوجہم عورتوں کو بہت مارنے والا ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ان کے خاوند نے ان کو تین طلاق دے دی تھیں وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں آپ نے فرمایا تمہارے لیے نان ونفقہ نہیں ہے اگر تو حاملہ ہوتی تو نفقہ مل سکتا تھا۔

٣٣٢٥۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِيْ مَكَانٍ وَحْشٍ، فَخِيْفَ عَلَى نَاحِيَتِهَا، فَلِذٰلِكَ رَخَّصَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ۔ تَعْنِيْ فِي النُّقْلَةِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَتْ: مَا لِفَاطِمَةَ؟ أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ؟ تَعْنِيْ فِيْ قَوْلِهَا: لَا سُكْنٰى وَ لَا نَفَقَةَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۳۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا جس مکان میں رہتی تھیں وہ ویران تھا، یعنی آس پاس آبادی نہیں تھی، اس لیے وہاں ہر وقت اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کوئی چور اور فاسق فاجر ان کی عزت آبرو وغیرہ پر حملہ نہ کر دے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ عدت کے دن دوسرے کے یہاں گزاریں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے فاطمہ! تو خدا سے ڈرتی نہیں جو تو یہ بیان کرتی ہے کہ مطلقہ بائنہ کے لیے سکنیٰ اور نفقہ نہیں ہے یہ غالباً تمہاری بات ہے اور اس کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتی ہو جو ٹھیک نہیں ہے۔ (بخاری)

توضیح: یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیال ہے ورنہ وہ حدیث لاسکنی ولانفقۃ والی صحیح ہے۔

٣٣٢٦۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رحمہ اللہ، قَالَ: إِنَّمَا نُقِلَتْ فَاطِمَةُ لِطُوْلِ لِسَانِهَا عَلٰى أَحْمَائِهَا۔ رَوَاهُ فِيْ ((شَرْحِ السُّنَّةِ))

۳۳۲۶۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے کہا کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو جو دوسری جگہ عدت گزارنے کا حکم دیا گیا تھا وہ اس لیے کہ وہ زبان دراز تھیں اور اپنے دیوروں سے زبان درازی کرتی تھیں، اس لیے نبی ﷺ نے انہیں اجازت دی کہ دوسری جگہ جا کر عدت گزاریں۔ (شرح سنہ)

دوران عدت بوقت ضرورت عورت باہر جا سکتی ہے

٣٣٢٧۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: طُلِّقَتْ خَالَتِيْ ثَلَاثًا، فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا، فَزَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ:

۳۳۲۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ کو تین طلاقیں دے دی گئی تھیں انہوں نے عدت کے اندر یہ ارادہ کیا کہ گھر سے باہر جا کر کھجوروں کو توڑ لائیں یعنی کھجور کے پھل کو باغ میں سے توڑ کر لے آئیں تو

٣٣٢٥۔صحيح بخاری كتاب الطلاق باب قصة فاطمة بنت قيس ٥٣٢٥۔

٣٣٢٦۔شرح السنة للبغوی ٢٣٨٤ (٩/ ١٩٤)، سنن ابی داؤد ٢٢٩٦۔

٣٣٢٧۔صحيح مسلم كتاب الطلاق باب جواز خروج المعتدة البائن ١٤٨٣ [٣٧٢١]

((بَلٰی، فَجُدِّیْ نَخْلَكِ، فَإِنَّهُ عَسٰی أَنْ تَصَدَّقِیْ أَوْ تَفْعَلِیْ مَعْرُوْفًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ایک شخص نے ان کو باہر جانے سے منع کیا وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں تو آپ نے فرمایا: تم گھر سے باہر جا کر اپنے باغ میں سے کھجوروں کو کاٹ لاؤ ممکن ہے کہ تو اس میں سے صدقہ کر دے اور کوئی نیک کام کرے۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقہ بائنہ بوقت ضرورت عدت کے اندر گھر سے باہر اپنے ضرورت کے لیے جا سکتی ہے۔

حاملہ کی عدت وضع حمل

۳۳۲۸۔ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ: أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ، فَأَذِنَ لَهَا، فَنَكَحَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۳۲۸۔ مسور بن مخرمہ نے کہا کہ سبیعہ اسلمیہ کا خاوند جب فوت ہوا تو چند دن بعد اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نکاح کی اجازت طلب کرنے کے لیے آئی تو آپ ﷺ نے نکاح کی اجازت دے دی۔ (بخاری)

دوران عدت کسی طرح کی بھی زیب وزینت جائز نہیں

۳۳۲۹۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا، وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا، أَفَنَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((لَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ: ((لَا)) قَالَ: ((إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ، وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۳۲۹۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت نے آ کر کہا کہ یا رسول اللہ! میری لڑکی کا خاوند مر گیا اور میری لڑکی عدت گزار رہی ہے اس کی آنکھوں میں تکلیف ہوگئی تو کیا میں اس کو دوا کے لیے سرمہ لگا دوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ اس نہیں کو دو تین دفعہ کہہ کر آپ نے فرمایا عدت کے اندر سرمہ لگانا اور زینت اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ صرف چار مہینہ دس روز عدت کے ہیں۔ اور جاہلیت کے زمانے میں تم سال بھر تک عدت گزارتی تھیں اور ایک سال کے بعد مینگنی پھینکتی تھیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: مطلب یہ ہے کہ اسلام سے پہلے جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو وہ عورت ایک جھونپڑے میں عدت گزارنے کے لیے گھس جاتی اور بہت خراب کپڑے پہنے رہتی نہ خوشبو لگاتی اور نہ سنگھار کرتی یہاں تک کہ پورا ایک سال گزر جاتا تو اس کے پاس ایک گدھا لایا جاتا اور اونٹ وغیرہ کی مینگنی چن کر لائی جاتی جس وقت اس کی عدت توڑی جاتی تو وہ عورت اپنے جسم کو اس گدھے کے جسم سے رگڑتی یا اپنا ہاتھ اس پر پھیرتی ایسا کرنے سے وہ جانور مر جایا کرتا تھا' پھر اس کو وہ مینگنی اس کے آنچل میں رکھ دیتے تو وہ اپنے محلے میں گھومتی پھرتی اور جہاں مجمع دیکھتی وہاں وہ مینگنی پھینک دیتی تھی اس طرح کرنے سے اس کی عدت ختم ہو جاتی تھی۔ اب اسلام میں صرف چار مہینہ دس روز عدت کے ہیں نہ کسی جانور سے بدن رگڑنے کی ضرورت ہے اور نہ مینگنی پھینکنے کی حاجت ہے اور نہ خراب کپڑا پہننے کی ضرورت ہے صرف چار مہینہ دس روز سادگی کے ساتھ عدت گزار کر نکاح کرنے کی رخصت ہے۔

۳۳۲۸۔صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ الطلاق واولات الاحمال اجلهن ۵۹۰۹۔

۳۳۲۹۔صحیح بخاری کتاب الطلاق باب مراجعة الحائض ۵۳۳۱' مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الاحداد ۱۴۸۸ [۳۷۲۷]

بیوہ کی عدت

۳۳۳۰۔ وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رضی اللہ عنہا، وَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((لاَ يَحِلُّ لامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاثِ لَيَالٍ، إِلاَّ عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۳۳۰۔حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان عورت کے لیے جو خدا اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ اپنے خاوند کے لیے چار مہینہ دس روز تک سوگ کرے۔(بخاری ومسلم)

عدت کے احکام ومسائل

۳۳۳۱۔ وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لاَ تُحِدُّ امْرَأَةٌ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ إِلاَّ عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلاَ تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا إِلاَّ ثَوْبَ عَصْبٍ، وَلاَ تَكْتَحِلُ، وَلاَ تَمَسُّ طِيْبًا، إِلاَّ إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ أَبُو دَاوُدَ: ((وَ لاَ تَخْتَضِبْ))

۳۳۳۱۔ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے مگر اپنے خاوند کے مرنے پر چار مہینہ دس روز سوگ میں گزارے ان سوگ کے دنوں میں نہ رنگا ہوا کپڑا پہنے سوائے اس کپڑے کے جس کا سوت بننے سے پہلے رنگا گیا ہو اور نہ عدت کے دنوں میں سرمہ وخوشبو لگائے' البتہ حیض سے پاک ہونے کے وقت میں قسط یا اظفار یعنی خوشبو گندگی دور کرنے کے لیے استعمال کرسکتی ہے اور نہ ان دنوں میں ہاتھوں میں اور نہ بالوں میں مہندی لگائے اور نہ سر میں خضاب لگائے۔ (بخاری' مسلم وابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

بیوہ اپنی عدت خاوند کے مکان میں پوری کرے

۳۳۳۲۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہا: أَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ، فَإِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْبُدٍ لَهُ

۳۳۳۲۔زینب بنت کعب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فریعہ بنت مالک بن سنان نے جو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں' بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے آئیں کہ ان کے خاوند بھاگے ہوئے غلاموں کی تلاش میں باہر نکلے تو ان غلاموں نے ان کے خاوند کو مار ڈالا یہ بیوہ ہوگئیں اور خاوند نے کوئی گھر رہنے سہنے کے لیے نہیں چھوڑا تھا تو

۳۳۳۰۔صحیح بخاری کتاب الطلاق باب مراجعة الحائض ۵۳۳۴' مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الا حداد ۱۴۸۶' ۱۴۸۷ [۳۷۲۵]

۳۳۳۱۔صحیح بخاری کتاب الطلاق باب تلبس الحازة ثیاب العصب ۵۳۴۲' مسلم کتاب ' الطلاق باب وجوب الاحداد (۹۳۸ [۳۷۴۰]' ابوداؤد ۲۳۰۲۔

۳۳۳۲۔صحیح سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فی المتوفی عنها تنتقل ۲۳۰۰' ترمذی کتاب الطلاق باب ماجاء این تعتد ۱۲۰۴' نسائی کتاب الطلاق باب مقام المتوفی زوجها ۳۵۵۸' ابن ماجه کتاب الطلاق باب این تعتد المتوفی عنها زوجها ۲۰۳۱' دارمی کتاب الطلاق باب خروج المتوفی عنها زوجها ۲/ ۱۶۸' ۲۲۹۲' موطا اماما الك ۲/ ۵۹۱ ح ۱۲۹۰۔

أَبِقُوا فَقَتَلُوهُ قَالَتْ: فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِيْ فَإِنَّ زَوْجِيْ لَمْ يَتْرُكْنِيْ فِيْ مَنْزِلٍ يَمْلِكُهُ وَلاَ نَفَقَةٌ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) فَانْصَرَفْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ، دَعَانِيْ، فَقَالَ: ((امْكُثِيْ فِيْ بَيْتِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ)) قَالَتْ: فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَأَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَه، وَالدَّارِمِيُّ۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ ایسی حالت میں وفات کی عدت اپنے میکے میں گزاروں کیونکہ میرے خاوند نے نہ رہنے کے لیے مکان چھوڑا اور نہ نان ونفقہ ہی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں' ایسی صورت میں تم اپنے میکے میں عدت گزار سکتی ہو۔ جب میں یہ پوچھ کر چلنے لگی تو آپ کے گھر کے آنگن میں یا مسجد میں پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے آواز دے کر بلا لیا جب میں واپس آ گئی تو آپ نے فرمایا کہ اسی گھر میں جا کر رہو جس میں تمہارے خاوند نے تم کو چھوڑا تھا۔ یہاں تک کہ تمہاری عدت ختم ہو جائے' چنانچہ میں نے اسی گھر میں چار مہینے دس دن عدت کے گزارے۔ (مالک' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' ابوداؤد و دارمی)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ متوفی عنہا زوجہا اپنی عدت حتی الامکان اسی مکان میں گزارے جس مکان میں اس کے خاوند نے اس کو چھوڑا ہے۔

٣٣٣٣۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَبُوْسَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلَيَّ صَبِرًا فَقَالَ: ((مَا هٰذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ!؟)) قُلْتُ: إِنَّمَا هُوَ صَبِرٌ لَيْسَ فِيْهِ طِيْبٌ فَقَالَ: ((إِنَّهُ يَشُبُّ الْوَجْهَ فَلاَ تَجْعَلِيْهِ إِلاَّ بِاللَّيْلِ، وَتَنْزَعِيْهِ بِالنَّهَارِ، وَلاَ تَمْتَشِطِيْ بِالطِّيْبِ وَلاَ بِالْحِنَّاءِ فَإِنَّهُ خِضَابٌ)) قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ أَمْتَشِطُ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((بِالسِّدْرِ تُغَلِّفِيْنَ بِهِ رَأْسَكِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٣٣٣۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جس وقت میرے پہلے خاوند ابوسلمہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور میں عدت گزار رہی تھی اور اپنے چہرے پر ایلوا مل رکھا تھا آپ نے دریافت فرمایا: یہ کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا یہ ایلوا ہے اس میں خوشبو نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ چہرے کو چمکدار بنا دیتا ہے تم اس کو صرف رات کو لگا سکتی ہو اور دن کو دھو ڈالو اور صاف کر ڈالو اور خوشبودار تیل کے ساتھ کنگھی مت کرو اور نہ مہندی لگاؤ' کیونکہ یہ مہندی خضاب ہے۔ تو میں نے عرض کیا تو پھر کس چیز کے ساتھ میں کنگھی کروں؟ آپ نے فرمایا بیری کے پتوں کو سر پر اتنا پوت لو کہ وہ سر کو ڈھانک لے اور غلاف کی طرح ہو جائے۔ (ابوداؤد' نسائی)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا عدت گزارنے والی عورت نہ خوشبودار تیل لگائے نہ مہندی خضاب لگائے۔

بیوہ اپنی عدت کیسے گزارے؟

٣٣٣٤۔ وَعَنْهَا رضی اللہ عنہا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا لاَ تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ، وَلاَ الْمُمَشَّقَةَ، وَلاَ الْحُلِيَّ، وَلاَ

٣٣٣٤۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت کا خاوند مر جائے اور وہ عدت میں بیٹھی ہوئی ہو تو عدت کے دنوں میں کسی قسم کا رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے اور نہ گیروے کے رنگ کا۔ اور نہ زیور پہنے

٣٣٣٣۔ اسناده ضعيف ' سنن ابی داؤد كتاب الطلاق باب فيما تجتنبه المعتدة ٢٣٠٥' نسائی كتاب الطلاق باب الرخصة للحارة ٣٥٦٧' مغیرہ بن ضحاک مستور اور ام حکیم غیر معروف راویہ ہے۔

٣٣٣٤۔صحيح سنن ابی داؤد كتاب الطلاق باب فيما تجتنبه المعتدة ٢٣٠٤' نسائی كتاب الطلاق باب ما تجتنب الحادة ٣٥٦٥۔

تَخْتَضِبُ، وَلَا تَكْتَحِلُ)) رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ

اور نہ مہندی لگائے اور نہ خضاب کرے اور نہ سرمہ لگائے۔ (ابوداؤد و نسائی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٣٣٥۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ رحمه الله، أَنَّ الْأَحْوَصَ هَلَكَ بِالشَّامِ حِيْنَ دَخَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ، وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا، فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدٌ: أَنَّهَا إِذَا دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَرِءَ تْ مِنْهُ وَبَرِءَ مِنْهَا، لَا يَرِثُهَا وَ لَا تَرِثُهُ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

٣٣٣٥۔ سلیمان بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ احوص کا ملک شام میں انتقال ہوگیا اس کی بیوی عدت میں تھی۔ اور وہ عدت کے آخری دن یعنی تیسرے حیض کے ایام کو پوری کر رہی تھی کیونکہ احوص نے اپنی بیوی کو طلاق دے رکھا تھا (اب وہ عورت وفات کی بھی عدت گزارے یا نہیں) تو معاویہ بن سفیان نے اس مسئلہ کو دریافت کرنے کے لیے زید بن ثابت کے پاس لکھا کہ یہ عورت اپنے شوہر کے وفات کی بھی عدت گزارے یا نہیں اور وہ شوہر کے میراث کی بھی وارث بن سکتی ہے یا نہیں؟ تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب وہ عورت تیسرے حیض کے دنوں کو گزار رہی تھی تو اس کی عدت ختم ہوچکی اور اپنے خاوند سے علیحدہ ہوچکی نہ اس عورت پر وفات کی عدت ہے اور نہ اپنے خاوند کے مال میں سے وارث ہوسکتی ہے اور نہ خاوند اس کا وارث ہوسکتا ہے کیونکہ دونوں کے درمیان بالکل علیحدگی ہوچکی ہے۔ (مالک)

٣٣٣٦۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ طُلِّقَتْ فَحَاضَتْ حَيْضَةً أَوْ حَيْضَتَيْنِ، ثُمَّ رُفِعَتْهَا حَيْضَتُهَا؛ فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ، فَإِنْ بَانَ بِهَا حَمْلٌ فَذَلِكَ، وَ إِلَّا اعْتَدَتْ بَعْدَ التِّسْعَةِ الْأَشْهُرِ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ ثُمَّ حَلَّتْ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

٣٣٣٦۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس عورت کو طلاق دی گئی ہو اور اس نے دو ایک حیض کی مدت پوری کرلی ہو پھر تیسرا حیض بند ہوگیا تو وہ عورت نو مہینے تک انتظار کرے اگر حمل ظاہر ہوگیا تو اس کی عدت وضع حمل ہو جائے گی ورنہ نو مہینے کے بعد پھر تین ماہ کی عدت گزارے اور اسی عدت کے بعد پھر حلال ہو جائے گی۔ (مالک)

❀❀❀❀

٣٣٣٥۔صحيح موقوف موطا الامام مالك كتاب الطلاق باب ماجاء فى الاقراء ٢/ ٥٨٢ ح ١٢٥٦۔

٣٣٣٦۔ صحيح موطا امام مالك كتاب الطلاق باب جامع عدة الطلاق ٢/ ٥٨٢ ح ١٢٧٠۔

بَابُ الْاِسْتِبْرَاءِ

استبراء کا بیان

استبراء کے معنی رحم کے پاک کرنے کے ہیں یعنی اگر کوئی لونڈی خرید لے یا غنیمت میں سے مل جائے تو ایک حیض تک مالک کو جماع اور ہم بستری سے رکا رہنا چاہیے اگر حیض آ گیا تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ حاملہ نہیں ہے تو حیض کے ختم ہونے کے بعد اس سے جماع وہم بستری جائز ہے اور اگر حمل ظاہر ہو جائے تو ہم بستری ناجائز ہے اس کو ''استبرائے رحم'' کہتے ہیں اس لونڈی کا رحم نطفہ وغیرہ سے خالی اور پاک ہے حیض کے بعد پاک وصاف برتن میں پانی ڈالا جا سکتا ہے اور یہ استبراء مدخول بہا کے لیے ہے دوشیزہ اور باکرہ لونڈی کے لیے نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

۳۳۳۷۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ مُجِحٍّ، فَسَأَلَ عَنْهَا، فَقَالُوا: أَمَةٌ لِفُلَانٍ قَالَ: ((أَيُلِمُّ بِهَا؟)) قَالُوْا: نَعَمْ قَالَ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنًا يَدْخُلُ مَعَهُ فِي قَبْرِهِ، كَيْفَ يَسْتَخْدِمُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ؟ أَمْ كَيْفَ يُوَرِّثُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ؟))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۳۳۷۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسی لونڈی کے پاس سے ہوا جو بچہ جننے کے قریب تھی آپ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا یہ کس کی لونڈی ہے؟ لوگوں نے کہا یہ فلاں شخص کی لونڈی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے حالت حمل میں جماع کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ایسے شخص پر ایسی لعنت کروں جو اس کے ساتھ قبر میں جائے بھلا وہ اس بچہ سے کیسے خدمت لے سکتا ہے۔ جب کہ وہ اس کے لیے حلال نہیں ہے یا وہ اس کو اپنا وارث کیسے بنا سکتا ہے اس کا بیٹا نہیں ہے وہ اس کا وارث نہیں ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی بغیر استبراء کے جب اس نے اس لونڈی سے جماع کیا ہے اس کے بعد جو بچہ پیدا ہوگا تو احتمال ہے کہ وہ اسی کے نطفہ کا ہو اور وہ آزاد ہوگا اس کا غلام بنانا درست نہیں ہوگا اور یہ بھی احتمال ہے کہ غیر کے نطفے کا ہو تو وہ غلام ہوگا وہ اس کا وارث نہیں ہو سکتا تو دونوں صورتوں میں اس کے حق میں برا ہوگا' اس لیے استبراء کرنا بہت ضروری ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

۳۳۳۸۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ رَفَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ فِي سَبَايَا أَوْطَاسٍ: ((لَا تُوْطَأُ حَامِلٌ حَتَّى تَضَعَ، وَلَا غَيْرُ ذَاتِ حَمْلٍ حَتَّى

۳۳۳۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ اوطاس کی باندیوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ ان باندیوں سے ہم بستری نہ کی جائے یہاں تک کہ بچہ جن دیں اور غیر حاملہ سے بھی جماع نہ کیا جائے

۳۳۳۷۔صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم و طء الحامل ۱۴۴۱ [۳۵۶۲]

۳۳۳۸۔ صحیح مسند احمد ۳/ ۶۲' سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی وطء السبایا ۲۱۵۷' دارمی کتاب الطلاق باب فی ستبراء الامة ۲/ ۲۲۴ ح ۲۲۹۵۔

تَحِيضَ حَيْضَةً)) رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُودَاوُدَ، وَالدَّارِمِيُّ۔

یہاں تک کہ ایک حیض آ جائے۔(احمد، ابوداؤد و دارمی)

توضیح: اوطاس ایک جگہ کا نام ہے جو طائف کے قریب ہے وہاں لڑائی ہوئی تھی اور بہت سی عورتیں گرفتار ہو کر آئی تھیں تو غنیمت میں سے صحابہ کرام کو ملی تھیں۔ان میں کوئی حاملہ تھی کوئی غیر حاملہ تو آپ نے فرمایا بغیر استبراء کے ان سے ہم بستری نہ کی جائے کیونکہ اگر بغیر استبراء کے ہم بستری کی گئی تو وہی خرابی لازم آئے گی جو پہلے حدیث سے ثابت ہے

۳۳۳۹۔ وَعَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْقِيَ مَاءَ زَرْعَ غَيْرِهِ)) يَعْنِيْ إِتْيَانَ الْحُبَالَى ((وَ لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَقَعَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ السَّبِيِّ حَتَّى يَسْتَبْرِئَهَا، وَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَبِيْعَ مَغْنَمًا حَتَّى يُقْسَمَ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ إِلَى قَوْلِهِ ((زَرْعَ غَيْرِهِ))۔

۳۳۳۹۔ رویفع بن ثابت انصاری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کے دن فرمایا تھا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اپنا پانی دوسرے کے کھیت میں ڈالے۔یعنی اپنا نطفہ ایسی عورت کے رحم میں ڈالے جو حاملہ ہو اور اس سے جماع کرے۔بغیر استبراء کے اور نہیں حلال ہے اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے یہ کہ بغیر استبراء کے گرفتار شدہ لونڈی سے جماع کرے اور نہیں حلال ہے اس شخص کے لیے جو خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے کہ غنیمت کے مال کو بغیر تقسیم کیے ہوئے فروخت کرے۔(ابوداؤد و ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۳۳٤۰۔ عَنْ مَالِكٍ، قَالَ: بَلَغَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِاسْتِبْرَاءِ الْإِمَامِ بِحَيْضَةٍ إِنْ كَانَتْ مِمَّنْ تَحِيْضُ، وَ ثَلَاثَةِ أَشْهُرٍ إِنْ كَانَتْ مِمَّنْ لَا تَحِيْضُ، وَيَنْهَى عَنْ سَقْيِ مَاءِ الْغَيْرِ۔

۳۳۴۰۔ امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ لونڈیوں کے لیے ایک حیض کا استبراء کرنے کا حکم دیتے تھے اگر وہ حیض والی عورتوں میں سے ہوتی' اور اگر حیض والی عورتوں میں سے نہ ہوتی تو تین مہینے تک ٹھہرنے کا حکم دیتے۔اور دوسرے کے کھیت کو پانی پلانے سے بھی منع فرماتے' یعنی غیر کے حمل سے حمل والی لونڈی سے جماع کرنے سے منع فرماتے۔(رزین)

۳۳٤۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷠ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا أُوْهِبَتِ الْوَلِيْدَةُ الَّتِيْ تُوْطَأُ، أَوْ بِيْعَتْ، أَوْ أُعْتِقَتْ فَلْتَسْتَبْرِءْ رَحِمَهَا بِحَيْضَةٍ وَلَا تَسْتَبْرِءُ الْعَذْرَاءُ)) رَوَاهُمَا رَزِيْنٌ

۳۳۴۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ نے فرمایا کہ جب کوئی جماع شدہ لونڈی ہبہ کی جائے یا اسے فروخت کیا جائے یا اسے آزاد کر دیا جائے تو وہ اپنے رحم کو ایک حیض سے پاک کرے یعنی ایک حیض تک ٹھہری رہے اور اس کا مالک اس سے بغیر استبراء کے جماع نہ کرے اور کنواری لڑکی استبراء نہ کرے کیونکہ اس کا رحم پہلے خالی اور پاک ہے بغیر استبراء کے اس سے وطی جائز ہے۔

۳۳۳۹۔حسن سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب وطء السبایا ۲۱۵۸' ترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی الرجل لیشتری الجاریة ۱۱۳۱۔

۳۳۴۰۔ سند نا معلوم ہے۔

۳۳۴۱۔ امام بخاری نے تعلیقاً (قبل حدیث ۲۲۳۵) ذکر کیا ہے۔ارواء الغلیل: ۲۱۳۹۔

بَابُ النَّفَقَاتِ وَحَقُّ الْمَمْلُوْكِ

غلاموں اور لونڈیوں کے حقوق اور ان کے نان ونفقہ کا بیان

خاوند اور مالک کے ذمے بیوی بچوں کا نان ونفقہ اور غلام باندیوں کا حق ادا کرنا ضروری ہے اگر چہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دی تو تا ختم عدت نان ونفقہ دینا ضروری ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعة و علی المولودله رزقھن و کسوتھن بالمعروف لا تکلف نفس الا وسعھا لا تضار والدة بولدھا ولا مولودله بولده و علی الوارث مثل ذالك فان ارادا فصالا عن تراض منھما و تشاور فلا جناح علیھما و ان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اذا سلمتم ما اتیتم بالمعروف واتقوا الله و اعلموا ان الله بما تعملون بصیر﴾ (البقرہ ع ۳)

''مائیں اپنی اولادوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور ہو ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے وارث پر بھی اسی جیسی ذمہ داری ہے پس اگر دونوں (یعنی ماں باپ) اپنی رضامندی اور باہمی مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں اور اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو دودھ پلوانے کا ہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں ہے جب کہ تم مطابق دستور جو ان کو دینا چاہو وہ ان کے حوالے کر دو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ خدائے تعالیٰ تمہارے اعمال کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔''

اور دوسری جگہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اسکنو ھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن و ان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن فان ارضعن لکم فاتوھن اجورھن وأتمروا بینکم بمعروف و ان تعاسرتم فسترضع له اخری لینفق ذوسعة من سعته و من قدر علیه رزقه فلینفق مما اته الله لا یکلف الله نفسا الا ما اٰتھا سیجعل الله بعد عسر یسرا﴾ (سورۂ طلاق)

''تم اپنی طاقت وقوت کے مطابق جہاں کہیں تم رہتے ہو وہیں تم ان طلاق والی عورتوں کو بھی بساؤ اور انہیں تنگ کرنے کے لیے تکلیف نہ پہنچاؤ اور اگر یہ حمل سے ہوں تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے انہیں خرچ اخراجات دیتے رہا کرو پھر اگر تمہارے کہنے سے وہی دودھ پلائیں تو تم ان کی اجرت دے دو اور باہم مناسب طور پر مشورہ کر لیا کرو اور اگر تم آپس میں کشمکش اور نا اتفاقی کرو تو اس کے کہنے سے کوئی اور دودھ پلائے گی کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہیے اور جن پر اس کی روزی میں تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے اپنی حسب حیثیت دے کسی کو اللہ

تبارک وتعالیٰ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ تنگی کے بعد آسانی اور فراغت بھی پیدا کردے گا۔"

ان دونوں آیتوں سے یہ بات بالکل واضح اور ثابت ہوگئی کہ خاوند کے ذمہ بیوی بچوں کا خرچہ دینا ضروری ہے اور مالکوں کے ذمہ بھی اپنے مملوکوں کا نان ونفقہ برداشت کرنا بھی ضروری ہے حدیثوں میں اس کی مزید توضیح ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

عورت اپنے شوہر کے مال سے کس حد تک خرچ کرسکتی ہے؟

٣٣٤٢۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: إِنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ، وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ، إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَ هُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ: ((خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۳۴۲۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ نے اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ شکایت کی کہ میرا خاوند ابوسفیان بہت بخیل ہے مجھ کو اور میرے بال بچوں کو اتنا خرچ نہیں دیتا جو کافی ہوسکے۔ اگر اس کی بے خبری میں اور بغیر پوچھے اس کے مال میں سے اپنے اور بال بچوں کے خرچے کے بقدر ضرورت لے لوں تو جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: دستور کے مطابق بقدر ضرورت اس کے مال میں سے اپنے اور بال بچوں کے خرچ کے لیے لے سکتی ہو۔ (بخاری ومسلم)

مال کن پر خرچ کرے؟

٣٣٤٣۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا أَعْطَى اللّٰهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۳۳۴۳۔جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو مال دے تو سب سے پہلے اپنی ذات پر خرچ کرے اور اپنے گھر والوں اور بیوی بچوں پر خرچ کرے۔ (مسلم)

٣٣٤٤۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهُ وَ كِسْوَتُهُ، وَ لَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يُطِيْقُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۳۴۴۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آقا کے ذمہ غلام کا نان ونفقہ یعنی کھلانا اور کپڑا پہنانا ضروری ہے اور اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے اتنا ہی اس سے کام لیا جائے جتنا وہ کرسکے۔ (مسلم)

غلاموں اور ماتحتوں سے حسن سلوک

٣٣٤٥۔ وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

۳۳۴۵۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ

٣٣٤٢۔صحیح بخاری کتاب النفقات باب اذا لم ینفق الرجل ٥٣٦٤، مسلم کتاب الا قضية باب قضية هند ١٧١٤[٤٤٧٧]

٣٣٤٣۔صحیح مسلم کتاب الامارة باب الناس تبع القريش ١٨٢٢ [٤٧١١]

٣٣٤٤۔صحیح مسلم کتاب الا یمان باب اطعام المملوك ١٦٦٢[٤٣١٦]

٣٣٤٥۔صحیح بخاری کتاب الادب باب ما ینهی عن الباب واللعن ٦٠٥٠، مسلم کتاب الا یمان باب العام المملوك مما یا کل ١٦٦١ [٤٣١٣]

اللّٰهِ ﷺ: ((إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ؛ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ)).

تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے ماتحتی میں دیا ہے، پس جس کو اللہ تعالیٰ نے کسی بھلائی اور غلام کا مالک بنادے تو اس کو چاہیے کہ اپنے غلام کو وہی کھلائے جو خود کھائے اور وہی پہنائے جو خود پہنے اور اس سے اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لے۔ اگر کوئی کام ایسا آپڑے تو اس کی امداد کرے اور اس کے ساتھ نزدیک ہو کر وہ بھی کرے۔ (بخاری ومسلم)

ماتحتوں کے کھانے پینے کا خیال رکھنا

٣٣٤٦۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما جَاءَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَعْطَيْتَ الرَّقِيقَ قُوتَهُمْ؟ قَالَ: لاَ قَالَ: فَانْطَلِقْ فَأَعْطِهِمْ؛ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَفَى بِالرَّجُلِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوتَهُ)) وَ فِيْ رِوَايَةٍ: ((كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوتُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٣٤٦۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا کارندہ اور مختار ان کے پاس آیا تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ تم نے ان خادموں اور غلاموں کو کھانے پینے کا سامان دے دیا؟ اس نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا تم جا کر ان کو کھانے پینے کا سامان دے آؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے لیے یہی گناہ کافی ہے جس کی روزی اس کے ہاتھ میں ہو اور اس کو روک لے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ انسان کے لیے یہی گناہ کافی ہے کہ جس کی روزی اس کے ذمے ہو وہ اس کو ضائع کر دے اور ان کے کھانے پینے کا سامان نہ دے۔ (مسلم)

٣٣٤٧۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَنَعَ لأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ، ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَ قَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَ دُخَانَهُ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَلْيَأْكُلْ، وَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا قَلِيْلاً فَلْيَضَعْ فِيْ يَدِهِ مِنْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٣٤٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی کا خادم اس کا کھانا تیار کر کے مالک کے سامنے لا کر رکھے تو اس مالک کو چاہیے کہ اس کو اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلائے کیونکہ اس نے گرمی اور دھوئیں اور بہت سی تکلیفوں اور مصیبتوں کو برداشت کر کے کھانا تیار کیا ہے جب اس کو اپنے پاس بیٹھا کر کھلائے گا تو وہ اپنی تکلیف بھول جائے گا اور اگر کھانا کم ہو اور کھانا کھانے والے زیادہ ہوں تو دو ایک لقمہ اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔ (مسلم)

غلاموں کے لیے خوش خبری

٣٣٤٨۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ؛ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٣٤٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس غلام نے جب اپنے آقا کی خیر خواہی کی اور اللہ تعالیٰ کی اس نے اچھی عبادت کی تو اللہ تعالیٰ اس کو دو ثواب عطا فرمائے گا۔ (بخاری ومسلم)

٣٣٤٦۔صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب فضل النفقة علی العیال ٩٩٦ [٢٣١٢]

٣٣٤٧۔صحیح مسلم کتاب الا یمان باب العام المملوك ١٦٦٣ [٢٣١٢]

٣٣٤٨۔صحیح بخاری کتاب العتق باب العبدا ذا احسن ٢٥٤٦، مسلم کتاب الا یمان باب ثواب العبد وأجره ١٦٦٤ [٤٣١٨]

٣٣٤٩۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((نِعِمَّا لِلْمَمْلُوْكِ أَنْ يَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ بِحُسْنِ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَطَاعَةِ سَيِّدِهٖ، نِعِمَّا لَهُ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٣٤٩۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس غلام کے لیے سب سے اچھی بات یہ ہے کہ وہ اپنے مالک کی خدمت گزاری اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں وفات پائے۔ (بخاری و مسلم)

٣٣٥٠۔ وَعَنْ جَرِيْرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٣٥٠۔حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب غلام اپنے آقا کے یہاں سے بھاگ جاتا ہے تو اس کی نماز نہیں قبول کی جاتی۔ اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ جو غلام اپنے آقا کے یہاں سے بھاگ گیا اس سے اسلامی ذمہ داری عہد و امان ختم ہو جاتا ہے گویا وہ مرتد ہو جاتا ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جو غلام اپنے آقاؤں سے بھاگ گیا کافر ہو گیا یہاں تک کہ پھر واپس آ جائے۔ (مسلم)
یا تو حقیقت ہے یا تہدید کے طور پر ہے یا اس سے کفران نعمت مراد ہے۔

٣٣٥١۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِمَّا قَالَ؛ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٣٥١۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائے اور وہ غلام اس سے بری ہے تو قیامت کے روز اس کے آقا پر درہ لگایا جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ غلام ایسا ہی ہو جیسا کہ اس کے آقا نے کہا ہے یعنی زانی ہو تو اس صورت میں آقا کو درہ قیامت کے دن نہیں لگے گا۔ (بخاری و مسلم)

غلام کرنا جائز حد مارنے کا کنارہ

٣٣٥٢۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ، أَوْ لَطَمَهُ؛ فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أَنْ يُعْتِقَهُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٣٣٥٢۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے یہ سنا کہ جو شخص اپنے غلام کو ایسی حد مارے جس کا وہ مرتکب نہیں ہوا تھا یعنی بغیر کسی گناہ کے اس پر حد لگائی یا اس کو طمانچہ مارا تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔ (مسلم)

٣٣٥٣۔ وَعَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِيْ، فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِيْ صَوْتًا: ((اِعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ! اَللّٰهُ أَقْدَرُ

٣٣٥٣۔حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ اپنے پیچھے سے میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو مسعود ہوشیار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی قدرت تم

٣٣٤٩۔صحیح بخاری کتاب العتق باب الھبد اذا احسن ٢٥٤٩' مسلم کتاب الا یمان باب ثواب العبد واجرہ ١٦٦٧ [٤٣١٨]
٣٣٥٠۔صحیح مسلم کتاب الا یمان باب تسمیة العبد الا بق ٦٩'٧٠ [٢٢٩'٢٣٠]
٣٣٥١۔صحیح بخاری کتاب الحدود باب قذف العبید ٦٥٥٨' مسلم کتاب الایمان التغلیظ علی من قذف مملوکه ١٦٦٠ [٤٣١١]
٣٣٥٢۔ صحیح مسلم کتاب الا یمان صحبة الممالیك ١٦٥٧ [٤٢٩٩]
٣٣٥٣۔ صحیح مسلم کتاب الا یمان باب صحبة الممالیك ١٦٥٩ [٤٣٠٨]

عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ)) فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَقَالَ ((أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ۔ أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اس غلام پر رکھتے ہو۔ تو مڑ کر میں نے دیکھا یہ فرمانے والے رسول اللہ ﷺ تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس غلام کو اللہ کے واسطے آزاد کر دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم آزاد نہیں کرتے تو جہنم کی آگ تم کو جلا دیتی۔ (مسلم)

توضیح: یعنی دنیا میں ظلماً مارنا پیٹنا دخول جہنم کا سبب ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

اولاد کے مال ہر باپ بھی تصرف کرسکتا ہے

٣٣٥٤۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: إِنَّ لِيْ مَالاً، وَ إِنَّ وَالِدِيْ يَحْتَاجُ إِلَى مَالِيْ قَالَ: ((أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ، إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ، كُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

٣٣٥٤۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا یعنی والد سے روایت کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ میرے پاس مال ہے اور میرا باپ میرے مال کا محتاج ہے تو میں اپنے مال کو اپنے باپ کو دے سکتا ہوں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے باپ کے ہیں۔ کیونکہ تمہاری اولادیں تمہاری بہترین کمائی ہیں اور تم اپنے اولاد کی کمائی میں سے کھا سکتے ہو۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

٣٣٥٥۔ وَعَنْهُ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ فَقِيْرٌ لَيْسَ لِيْ شَيْءٌ، وَلِيَ يَتِيْمٌ، فَقَالَ: ((كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيْمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَ لَا مُبَادِرٍ وَ لَا مُتَأَثِّلٍ))۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالنِّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

٣٣٥٥۔ عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا یعنی والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بیان کیا کہ میں غریب اور محتاج ہوں میرے پاس کچھ مال نہیں ہے اور میں ایک یتیم کا متولی اور نگراں ہوں تو کیا میں بقدر اپنی مزدوری کے یتیم کے مال میں سے کھا سکتا ہوں یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بقدر اپنی مزدوری کے کھا سکتے ہو لیکن تم فضول خرچی نہ کرو اور نہ تم خرچ کرنے میں عجلت سے کام لو اور نہ یتیم کے مال میں سے اپنے لیے مال جمع کرنے والے ہو۔ (ابوداؤد نسائی وابن ماجہ)

توضیح: یعنی یتیم کے مال میں سے اپنی مزدوری کے پیسے لے کر کھا سکتے ہو لیکن شرط یہ ہے کہ فضول خرچی نہ کرنا اور نہ عجلت بازی سے اس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کے مال کو ختم کر دو تا کہ بالغ ہونے کے بعد وہ تم سے نہ لے سکے اور نہ اس کے مال کو اپنے مال میں مزدوری سے زیادہ لے کر جمع کرو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿و اتوا اليتمى اموالهم و لا تتبدلوا الخبيث بالطيب ولا تاكلوا اموالهم الى اموالكم انه كان حوبا كبيرا﴾ (النساء)

٣٣٥٤۔ صحيح سنن ابى داؤد كتاب البيوع باب فى الرجل يا كل من مال ولده ٣٥٣٠' ابن ماجه كتاب التجارات باب ماللر جل من مال ولده ٢٢٩٢۔

٣٣٥٥۔ حسن سنن ابى داؤد كتاب ' الوصايا باب ماجاء فى اما لولى اليتيم ٢٨٧٢' نسائى كتاب الوصايا باب ما للوصى من مال اليتيم ٣٦٩٨' ابن ماجه كتاب الوصايا باب قوله و من كل فقيرا، ٢٧١٨۔

''اور یتیموں کو ان کے مورثوں کا چھوڑا ہوا مال دے دو اور ان کے اچھے مال کو اپنے برے مال سے بدلا نہ کرو اور نہ اپنے مال کے ساتھ ملا کر ان کا مال کھاؤ یہ بہت بڑے گناہ کی بات ہے۔''

اس آیت کریمہ میں یتیموں کے تین حقوق بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) جب یتیم بالغ سمجھ دار ہو جائیں اور ان کا مال تمہاری سرپرستی اور تحویل میں ہو تو ان کا مال ان کو واپس کرو کسی قسم کی حق تلفی نہ کرو اور نہ ان کی ادائیگی میں حیلہ بہانا کرو۔ بعض لوگ ایسا کرتے تھے تو ان کی ممانعت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(۲) حرام کو حلال کے عوض نہ لو بعض کے نزدیک طیب سے حلال اور خبیث سے مراد حرام مال ہے اور بعض کے نزدیک طیب سے کھرا اور خبیث سے کھوٹا مال مراد ہے۔ بعض لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب ان کے پاس یتیم کا مال رکھا ہوتا تھا اور ان کو خیال ہوتا تھا کہ ہر مال واجب الاداء ہے تو اسی قسم کا دوسرا مال کھوٹا اور ردی یتیم کے مال کے کھرے اور عمدہ مال کے بجائے رکھ دیتے اور اچھا و قیمتی مال نکال لیتے تھے اس کی ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یتیموں کا اچھا مال لے کر خراب مال اس کے بدلے میں مت دو' یہ خیانت ہے۔

(۳) یتیم کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر مت کھاؤ بعض بددیانت اور خائن لوگ ایسا کرتے تھے کہ یتیم کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر صرف کرتے تھے حالانکہ اس کا صرف زیادہ ہوتا ہے اور یتیم کا کم' مگر یتیم کے مال کی مقدار زیادہ اور اپنے مال کی مقدار کم لے کر صرف کرتے تھے اس میں یتیم کا بہت زیادہ نقصان ہو جاتا تھا، مثلاً: یتیم کے لیے اس کے مال میں سے کھانا پکایا اور اس میں کسی قدر اپنا کھانا ملا کر ساجھا کر لیا۔ بیچارے یتیم کے لیے پاؤ بھر کافی تھا مگر اس کے مال میں سے دو سیر لیا اور اپنے گھر کے صرفہ کے لیے دو سیر کی ضرورت تھی مگر اپنے مال میں سے صرف پاؤ بھر لیا اور کھانے میں سب شریک ہو گئے یہ بھی بدیانتی ہے اس کی ممانعت کر دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ایسا مت کرو۔ ایسا کرنا بہت گناہ کی بات ہے۔ اس سورت میں آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے وہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح فان انستم منھم رشدا فادفعوا الیھم اموالھم ولا تاکلوھا اسرافا و بدارا ان یکبروا و من کان غنیا فلیستعفف و من کان فقیرا فلیاکل بالمعروف فاذا دفعتم الیھم اموالھم فاشھدوا علیھم و کفی باللہ حسیبا﴾ (النساء)

''اور یتیموں کو آزما لیا کرو یہاں تک کہ جب وہ شادی کی عمر کو پہنچ جائیں اور تم ان میں صلاحیت دیکھو تو ان کے حوالے کر دو اور ان کے مال فضول خرچی کے ساتھ اور اس اندیشہ میں جلدی کر کے نہ کھاؤ کہ یہ بڑے ہو جائیں گے جو شخص مال دار ہو اس کو یتیم کے مال سے الگ رہنا چاہیے ہاں جو نادار ہیں اپنی مزدوری کے مطابق کھا سکتے ہیں اور جب ان کا مال ان کے حوالے کر دو تو اس پر گواہ کر لیا کرو اور حساب لینے کے لیے اللہ کافی ہے۔''

یعنی یتیموں کا دین و دنیا کے معاملات میں ان کے بالغ ہونے سے قبل امتحان کر لو ان کو کاروبار تجارت وغیرہ میں لگا کر دیکھ لیا کرو۔ جو کچھ ان کے باپ دادوں کا پیشہ ہے اس میں لگا دو۔ اگر زمیندار کا لڑکا ہے تو زمینداری کے کام میں اور اگر کسی سوداگر کا بچہ ہے تو سوداگری کے کاموں میں لگا کر آزمائش کر لیا کرو اور جب سن بلوغت کو پہنچ جائیں اور تم کو ان میں دنیوی کاروبار کے متعلق کچھ ہوشیاری معلوم ہو جائے تو پھر تم ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔ دینے میں حیلہ بہانہ مت کرو اور نہ جلدی ہڑپ کر کے برباد کرو۔ جیسا کہ بعض ولی اور نگراں اس خوف سے کہ یتیم بالغ ہو جائیں گے اور اپنا مال واپس لے لیں گے پہلے ہی جلدی جلدی فضول خرچی کر کے کھا پی کر بیٹھ رہتے تھے اس کی ممانعت میں یہ آیت اتری ہے کہ یتیم کا مال ناحق مت کھاؤ غنی سرپرست کو تو کسی حالت میں جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر غریب محتاج ولی ہے تو اپنی مزدوری میں بقدر اجرت اس کے مال میں سے کھا سکتا ہے اور جو ناحق یتیم کا مال کھاتا ہے وہ گویا اپنے پیٹ میں آگ کا انگارہ بھرتا ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا و سیصلون سعیرا﴾ (النساء)

''جولوگ ناجائز طور پر یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ لوگ درحقیقت اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے۔''

اس آیت میں یتیموں کا مال کھانے اوران کے حق میں خیانت کرنے والے پر مکرر وعید کی گئی ہے کہ یتیم کا مال کھانا جہنم کی آگ کھانا ہے اور آخرت میں اس کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے۔

ماتحتوں کا حق ادا کرنے کی ترغیب

۳۳۵۶۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ: ((الصَّلَاةَ وَ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الإِيْمَان

۳۳۵۶۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کی حالت میں یہ فرمایا تھا کہ لوگو تم نماز کو ہمیشہ پابندی وقت کے ساتھ پڑھتے رہو اور غلاموں اور خدمت گزاروں کا حق ادا کرتے رہو۔ (بیہقی واحمد)

۳۳۵۷۔ وَ رَوَى أَحْمَدُ، وَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ۔

۳۳۵۷۔ اور احمد رحمہ اللہ اور ابوداود رحمہ اللہ نے اسی کی مثل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۳۳۵۸۔ وَعَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

۳۳۵۸۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غلاموں کے ساتھ بدخلقی اور بدسلوکی کرنے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (ترمذی وابن ماجہ)

توضیح: یعنی جو شخص اپنے غلاموں کو ظلماً مارے پیٹے اوران کی حق تلفی کرے تو وہ شروع شروع میں جنت میں داخل نہیں ہوسکتا اگر وہ مومن موحد ہے تو ان سزاؤں کو بھگتنے کے بعد اگر اللہ چاہے تو جنت میں داخل کردے۔

۳۳۵۹۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ مَكِيْثٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((حُسْنُ الْمِلْكَةِ يُمْنٌ، وَسُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ لَمْ أَرَ فِيْ غَيْرِ الْمَصَابِيْحِ مَا زَادَ عَلَيْهِ فِيْهِ مِنْ قَوْلِهِ: ((وَالصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مِيتَةَ السُّوْءِ، وَالْبِرُّ زِيَادَةٌ فِي الْعُمْرِ))

۳۳۵۹۔ رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غلاموں کے ساتھ بھلائی کرنا خیر و برکت کا باعث ہے اوران کے ساتھ بدخلقی برتنا نحوست اور بے برکتی کا سبب ہے۔ (ابوداؤد) اور ایک روایت میں ہے کہ صدقہ انسان کو بری موت سے بچاتا ہے اور نیکی عمر کو بڑھا دیتی ہے۔

۳۳۵۶۔اسنادہ صحیح شعب الایمان للبیھقی ۸۵۵۳۔

۳۳۵۷۔صحیح، مسند احمد ۶/ ۲۹۰، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی حق المملوك ۵۱۵۶۔

۳۳۵۸۔اسنادہ ضعیف سنن ترمذی کتاب البر و الصلة باب ماجاء فی الاحسان الی الخدم ۱۹۴۶، ابن ماجه کتاب الادب باب الاحسان الی للممالیك ۳۶۹۱، فرقد السبخی ضعیف راوی ہے۔علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں امام احمد ۲/۱۲،۵ ۲۱۶ نے اسی مفہوم کی حسن درجے کی روایت نقل کررکھی ہے۔

۳۳۵۹۔ ضعیف جدا، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی احق المملوك ۵۱۶۲، والمصابیح کتاب النکاح باب النفقات و حق المملوك ۲۵۱٤، عثمان بن زفر الدمشقی مجہول ہے مزید علت کے لیے دیکھئے: الضعیفه ۱٤٤۱۔

٣٣٦٠۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ، فَارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الإِيْمَانِ لٰكِنْ عِنْدَهُ ((فَلْيُمْسِكْ بَدَلَ فَارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ)).

۳۳۶۰۔ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے غلام وخادم کو مارنے لگے اور اس نے خدا کا نام لے لیا اور یہ کہا کہ اللہ کے واسطے مجھے چھوڑ دو اور معاف کر دو۔ تو اس سے تم اپنا ہاتھ اٹھالو۔ یعنی مارنا چھوڑ دو اور اس کے قصوروں کو معاف کر دو۔ (ترمذی و بیہقی)

٣٣٦١۔ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ أَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ.

۳۳۶۱۔ابوایوب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے یہ سنا ہے کہ جو شخص ماں اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈال دے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے دوستوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔ (ترمذی ودارمی)

توضیح: یعنی ماں بیٹے غلام و باندی ہیں اور یہ دونوں کسی کے حصہ میں آ گئے تو اس نے بیٹے کو کہیں بیچ ڈالا اور اس کی ماں کو کہیں بیچ ڈالا۔ یہ ماں بیٹے دونوں الگ الگ ہو گئے نہ ماں بیٹے سے مل سکتا ہے' اور نہ بیٹا ماں سے مل سکتا ہے ایسا کرنا اچھا نہیں ہے بلکہ ماں بیٹے کو ساتھ ساتھ بیچنا چاہیے تاکہ دونوں کے درمیان جدائی نہ ہو اور اگر بیٹا جوان ہو گیا ہے۔ ماں کا محتاج نہیں رہا تو بعض علماء نے کہا کہ ایسی حالت میں بیچنا برا نہیں ہے۔

٣٣٦٢۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: وَهَبَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ، فَبِعْتُ أَحَدَهُمَا، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يَا عَلِيُّ! مَا فَعَلَ غُلَامُكَ؟)) فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((رُدَّهُ رُدَّهُ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَابْنُ مَاجَه

۳۳۶۲۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو غلاموں کو مجھے عنایت فرمایا: جو دونوں آپس میں بھائی تھے میں نے ایک کو بیچ ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: دوسرا غلام کہاں ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کو بیچ ڈالا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم اس کو واپس لے لو تم اس کو واپس لے لو۔ (ترمذی وابن ماجہ)

توضیح: یعنی اس معاملے کو توڑ دو۔ اور ان دونوں بھائیوں کو ساتھ رکھو تاکہ ان دونوں کے درمیان جدائی کا صدمہ نہ ہو۔

٣٣٦٣۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ جَارِيَةٍ وَوَلَدِهَا، فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذٰلِكَ، فَرَدَّ الْبَيْعَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مُنْقَطِعًا

۳۳۶۳۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی اور اس کے بیٹے کو علیحدہ علیحدہ بیچ ڈالا' یعنی لونڈی کو کہیں بیچا اور بیٹے کو دوسری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور اس بیع کو تڑوا دیا۔ (ابوداؤد)

٣٣٦٠۔اسناده ضعيف جدا ' سنن الترمذى كتاب البر والصلة باب ماجاء فى ادب الخادم ' ١٩٥٠' شعب الا يمان للبيهقى ٨٥٨٤' ابوہارون العبدی متروک و متہم راوی ہے۔

٣٣٦١۔اسناده حسن سنن الترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فى كراهية الفرق بين الا خوين ١٢٨٣' دارمى كتاب السير باب النهى عن التفريق بين الوالدة وولدها ٢/ ٢٢٧ ح ٢٤٢.

٣٣٦٢۔اسناده ضعيف ' سنن الترمذى كتاب البيوع باب ماجاء فى كراهية الفرق بين الاخوين ١٢٨٤' ابن ماجه كتاب التجارات باب النهى عن التفريق بين السبيى ٢٢٤٩' میمون بن ابی شعیب کی علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

٣٣٦٣۔ضعيف سنن ابى داؤد كتاب الجهاد باب فى التفريق بين البيى ٢٦٩٦' سابقہ حدیث ملاحظہ کریں۔

٣٣٦٤۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ يَسَّرَ اللّٰهُ حَتْفَهُ، وَأَدْخَلَهُ جَنَّتَهُ: رِفْقٌ بِالضَّعِيْفِ، وَ شَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ، وَ إِحْسَانٌ إِلَى الْمَمْلُوْكِ))۔ وَ قَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۳۳۶۴۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن میں یہ تین خوبیاں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس پر موت کو آسان کر دے گا اور جنت میں اس کو داخل کر دے گا۔(۱) کمزوروں کے ساتھ نرمی کرنا (۲) ماں باپ کے ساتھ احسان و شفقت کرنا (۳) غلاموں کے ساتھ نیکی کرنا۔ (ترمذی) یہ حدیث غریب ہے۔

نماز پڑھنے والوں کو مارنے کی ممانعت

٣٣٦٥۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهَبَ لِعَلِيٍّ غُلَاماً، فَقَالَ: ((لَا تَضْرِبْهُ فَإِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ ضَرْبِ أَهْلِ الصَّلَاةِ، وَقَدْ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ))۔ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ

۳۳۶۵۔ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک غلام دے کر یہ فرمایا کہ تم اس غلام کو نہ مارنا مجھے نمازیوں کے مارنے سے منع کیا گیا ہے میں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

توضیح: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نمازیوں کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔

٣٣٦٦۔ وَ فِي الْمُجْتَبَى لِلدَّارَقُطْنِيِّ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ضَرْبِ الْمُصَلِّيْنَ۔

۳۳۶۶۔ اور دارقطنی میں ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھنے والوں کو مارنے سے منع کیا ہے۔(دارقطنی)

٣٣٦٧۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ نَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ؟ فَسَكَتَ، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ، فَصَمَتَ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَ: ((اعْفُوا عَنْهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۳۶۷۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم اپنے غلاموں کے قصوروں کو کہاں تک معاف کریں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے ایسے ہی دو تین دفعہ دریافت کیا۔ تیسری دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم غلاموں کے قصوروں کو روزانہ ستر مرتبہ معاف کر دیا کرو۔ (ابوداؤد و ترمذی)

٣٣٦٨۔ وَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔

۳۳۶۸۔اور اس حدیث کو ترمذی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

توضیح: یعنی اگر دن میں ستر مرتبہ معاف کر دیا کرو۔ ستر سے مراد کثرت، یعنی بہت زیادہ تم ان سے چشم پوشی کرو یعنی ہر چھوٹے بڑے قصوروں کو معاف کرو۔

٣٣٦٤۔ اسناده موضوع، سنن الترمذی کتاب صفة القيامة باب ٤٨، ٢٤٩٤، عبداللہ بن ابراہیم الغفاری متروک راوی ہے۔

٣٣٦٥۔حسن، المصابيح كتاب النكاح باب النفقات و حق المملوك ٢٥٢٠، شرح السنة ٢/ ٤٨٠ ح ٢٥٢٠، مسند احمد ٥/ ٢٥٠، ٢٥٨۔

٣٣٦٦۔حسن سنن الدار قطنى كتاب العيدين باب التشديد فى ترك الصلاة ٢/ ٥٤ ح ٧٣٩، سنده ضعيف و هو حسن بالشواهد۔

٣٣٦٧۔صحيح سنن ابى داؤد كتاب الادب باب فى حق المملوك ٥١٦٤۔

٣٣٦٨۔ حسن سنن الترمذى كتاب البر والصلة باب ماجاء فى العفو عن الخادم ١٩٤٩۔

غلاموں کے حقوق

٣٣٦٩۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَائَمَكُمْ مِنْ مَمْلُوْكِيكُمْ، فَأَطْعِمُوْهُ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ، وَاكْسُوْهُ مِمَّا تَكْسُوْنَ، وَمَنْ لَا يُلَائِمُكُمْ مِنْهُمْ فَبِيْعُوْهُ، وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللّٰهِ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُوْدَاوُدَ

٣٣٦٩۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے غلاموں میں سے جو تمہاری موافقت کرے اور تمہاری اطاعت و خدمت کرے تو جو تم خود کھاؤ وہی اس کو کھلاؤ' اور جو خود پہنو وہی اس کو پہناؤ۔ اور جو غلام تمہاری موافقت کرے اور نا خدمت کرے تو اس کو بیچ ڈالو اور اللہ کی مخلوق کو مت ستاؤ۔ (احمد و ابوداؤد)

بے زبانوں کے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے

٣٣٧٠۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ، فَقَالَ: ((اتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ، فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَاتْرُكُوْهَا صَالِحَةً)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ۔

٣٣٧٠۔ سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایسے اونٹ کے پاس سے ہوا جو بہت لاغر اور دبلا تھا' لاغری کی وجہ سے اس کی پیٹھ پیٹ سے مل گئی تھی یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان بے زبانوں پر رحم کرو اور خدا سے ڈرو ان پر ایسی حالت میں سواری کرو جب کہ وہ سواری کے قابل ہوں' یعنی توانا طاقتور و تندرست ہوں اور جب سواری کے قابل نہ ہوں تو سواری کرنا چھوڑ دو اور جہاں تک ہو سکے ان کو خوب کھلاؤ پلاؤ۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ کام تو لے لیا اور کھلانا پلانا چھوڑ دیا۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٣٧١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: لَمَّا نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيْمِ إِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾، وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا﴾ انْطَلَقَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ يَتِيْمٌ فَعَزَلَ طَعَامَهُ مِنْ طَعَامِهِ، وَشَرَابَهُ مِنْ شَرَابِهِ، فَإِذَا فَضَلَ مِنْ طَعَامِ الْيَتِيْمِ وَشَرَابِهِ شَيْءٌ حَبَسَ لَهُ حَتّٰى يَأْكُلَهُ أَوْ يَفْسُدَ، فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ: إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ، وَإِنْ

٣٣٧١۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن۔ الآیہ﴾ اور آیت ﴿ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما۔ الآیہ﴾ نازل کی تو جن لوگوں کی نگرانی میں یتیم بچے تھے ان لوگوں نے بڑی احتیاط برتنی شروع کی ان یتیم بچوں کے کھانے پینے کے سامان کو اپنے کھانے پینے سے علیحدہ کر دیا۔ یعنی ان کا کھانا الگ پکاتے اور اپنا کھانا الگ پکاتے جب یتیم کے کھانے پینے میں سے کچھ بچ جاتا تو اس کو روک لیتے یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے وقت کھا لیتا یا وہ کھانا سڑ جاتا۔ یہ بات یتیموں کے سرپرستوں کو بہت ناگوار اور مشکل گزری تو ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بیان کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ﴿ ویسئلونك عن

٣٣٦٩۔ اسناده صحیح مسند احمد ٥/ ١٦٨' سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی حق المملوك ٥١٦١۔

٣٣٧٠۔ اسناده صحیح 'سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب ما یؤمر به من القیام علی الدواب ٢٥٤٨۔

٣٣٧١۔ ضعیف سنن ابی داؤد کتاب الوصایا باب مخالطة الیتیم فی الطعام ٢٨٧١' نسائی کتاب الوصایا باب مالوصی من مال الیتیم اذا قام علیه ٣٦٩٩' عطاء بن سائب مختلط راوی ہے۔

تُخَالِطُوْهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ﴾ فَخَلَطُوا طَعَامَهُمْ بِطَعَامِهِمْ، وَشَرَابَهُمْ بِشَرَابِهِمْ۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ۔

اليتمى قل إصلاح لهم خير ان تخالطوهم فاخوانكم والله يعلم المفسد من المصلح ولو شاء الله لا عنتكم وان الله عزيز حكيم﴾ (سورہ بقرہ) ''یعنی آپ ﷺ سے یتیموں کے بارے میں لوگ دریافت کرتے ہیں تو آپ ان سے یہ فرما دیجئے کہ ان کے لیے خیر خواہی بہتر ہے اگر تم ان کا مال اپنے مال میں ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو خدا خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو مشقت میں ڈال دیتا' یقیناً اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے''۔ اس آیت کے اترنے کے بعد نیک نیتی کے ساتھ ان کے کھانے پینے کے سامان کو اپنے کھانے پینے کے سامان کے ساتھ ملا لینا۔ (ابو داؤد ونسائی)

٣٣٧٢۔ وَعَنْ أَبِيْ مُوسٰى رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِهِ، وَبَيْنَ الْأَخِ وَبَيْنَ أَخِيْهِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه، وَالدَّارَقُطْنِيُّ۔

٣٣٧٢۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے جو باپ بیٹے کے درمیان جدائی ڈال دے یا دو بھائیوں کے درمیان تفریق کرادے۔ (ابن ماجہ ودارقطنی)

٣٣٧٣۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِالسَّبْءِ أَعْطَى أَهْلَ الْبَيْتِ جَمِيْعًا، كَرَاهِيَةَ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمْ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه

٣٣٧٣۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ہی گھر کے چند قیدی لائے جاتے تو آپ ان سب کو ایک ہی شخص کو دے دیتے تاکہ ان کے درمیان میں جدائی نہ ہو آپ خاندان کی جدائی کو برا سمجھتے تھے۔ (ابن ماجہ)

٣٣٧٤۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ الَّذِيْ يَأْكُلُ وَحْدَهُ، وَيَجْلِدُ عَبْدَهُ، وَيَمْنَعُ رِفْدَهُ))۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

٣٣٧٤۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ان لوگوں کا حال نہ بتاؤں کہ جو تم میں سب سے برے ہیں؟ وہ وہ لوگ ہیں جو تنہا کھائیں اور اپنے ساتھ بال بچوں وغیرہ کو نہ کھلائیں اور اپنے غلاموں کو ظلماً ماریں اور واجب صدقہ وخیرات بھی نہ کریں۔ (رزین)

٣٣٧٥۔ وَعَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ، رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ)) قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ أَكْثَرُ الْأُمَمِ مَمْلُوْكِيْنَ وَيَتَامٰى؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فَأَكْرِمُوْهُمْ كَكَرَامَةِ أَوْلَادِكُمْ،

٣٣٧٥۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غلاموں کے ساتھ بدخلقی کرنے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے ہم کو یہ نہیں خبر دی ہے کہ اس امت میں تمام امتوں سے زیادہ غلام ویتیم ہوں گے اتنی کثرت کی حالت میں ہر ایک کے ساتھ کہاں تک خوش خلقی اور اچھائی سے پیش آیا جاسکتا ہے اور ان کے

٣٣٧٢۔اسناده ضعيف سنن ابن ماجه كتاب التجارات باب النهى عن التفرفيق بين السبى ٢٢٥٠' دارقطنى كتاب البيوع ٣/ ٦٧ ح ٢٥٥' ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع انصاری ضعیف راوی ہے۔

٣٣٧٣۔اسناده ضعيف سنن ابن ماجه كتاب التجارات باب النهى عن التفريق بين السبيى ٢٢٤٩' جابر الجعفی سخت ضعیف راوی ہے۔

٣٣٧٤۔ سندنا معلوم ہے دیکھئے الضعیفه (١٤٦٧)

٣٣٧٥۔ اسناده ضعيف سنن ابن ماجه كتاب الادب باب الاحسان الى المماليك ٣٦٩١' ترمذی' ١٩٤٦' فرقد السنجی ضعیف راوی ہے نیز دیکھئے حدیث سابق ٣٣٥٨۔

وَأَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ)) قَالُوا: فَمَا تَنْفَعُنَا الدُّنْيَا؟ قَالَ: ((فَرَسٌ تُرْبِطُهُ، وَتُقَاتِلُ عَلَيْهِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَ مَمْلُوْكٌ يَكْفِيْكَ، فَإِذَا صَلَّى فَهُوَ أَخُوْكَ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه

ساتھ نیکی اور بھلائی کہاں تک کی جا سکتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں تم ان یتیموں و غلاموں کے ساتھ ایسی بھلائی کرو۔ جیسی نیکی اور بھلائی اپنے اولاد کے ساتھ کرتے ہو اور ان کو وہی کھلاؤ جو کچھ کھاتے ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے یہ بتائیے کہ دنیا میں سب سے زیادہ نفع دینے والی کون سی چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ گھوڑا جو دشمنوں سے جہاد کرنے کے لیے باندھ کر رکھو۔ اور وہ غلام جو تمہیں عبادت و نماز کی خبر دیں اور مدد پہنچائیں اور جب تمہارا غلام نماز پڑھے تو وہ تمہارا بھائی ہے اس کے ساتھ اپنے بھائی کی طرح پیش آؤ۔ (ابن ماجہ)

❀❀❀❀

بَابُ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحِضَانَتِهٖ فِي الصِّغَرِ

چھوٹے بچوں کے بالغ ہونے اور ان کی تربیت و پرورش کا بیان

لڑکے کے بلوغ کی نشانی ایک یہ ہے کہ چہرے پر داڑھی مونچھ کے بال نکل آئے ہوں یا احتلام ہو جایا کرتا ہو اور اگر یہ نہ ہو تو عموماً پندرہ سال کی عمر میں لڑکے بالغ ہو جایا کرتے ہیں اور بعض بارہ سال کی عمر میں بھی ہو جاتے ہیں۔
اور لڑکی نو برس میں بالغ ہوتی ہے یا اسے حیض آ جائے اور حمل ٹھہر جائے۔ بالغ ہونے سے پہلے تو ان کے اور احکام ہیں اور بالغ ہونے کے بعد اور احکام ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بلوغ کے بارے میں یہ فرمایا:

﴿یایھا الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلث مرات من قبل صلوۃ الفجر و حین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ و من بعد صلوۃ العشاء ثلث عورات لکم لیس علیکم ولا علیھم جناح بعدھن طوفون علیکم بعضکم علی بعض کذالك یبین اللہ لکم الایت واللہ علیم حکیم واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذ نوا کما استاذن الذین من قبلھم کذالك یبین اللہ لکم ایتہ واللہ علیم حکیم﴾ (سورۂ نور ع ١٤)

''اے ایمان والو تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو پہنچے ہوں اپنے آنے کی تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد یہ تینوں وقت تمہاری خلوت اور پردے کے ہیں ان وقتوں کے ماسوا نہ تو تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر۔ تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہی ہو اللہ تعالیٰ اسی طرح کھول کھول کر اپنے احکام تم سے بیان فرما رہا ہے اللہ تعالیٰ پورے علم اور حکمت والا ہے۔ تم میں سے بچے بھی جب بلوغت کو پہنچ جائیں تو جس طرح ان سے پہلے کے بڑے لوگ اجازت مانگ لیا کرتے ہیں انہیں بھی اجازت مانگ کر آنا چاہیے اللہ تعالیٰ تم سے اس طرح اپنی آئین بیان فرماتا ہے اللہ ہی علم اور حکمت والا ہے۔''

حضانت اور پرورش کا حق سب سے پہلے ماں کو ہے پھر خالہ پھر نانی اور دادی وغیرہ کو ہے جس کا بیان آئندہ آئے گا۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

جہاد کے لیے عمر

٣٣٧٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: عُرِضْتُ عَلَى

٣٣٧٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے سال

٣٣٧٦۔ صحیح بخاری کتاب الشھادات باب بلوغ الصبیان ٢٦٦٤، مسلم کتاب الامارۃ باب بیان سن البلوغ ١٨٦٨ [٤٨٣٧]

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ اُحُدٍ وَ اَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً ، فَرَدَّنِیْ ، ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَيْهِ عَامَ الْخَنْدَقِ وَ اَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً ، فَاَجَازَنِیْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: هٰذَا فَرْقٌ مَا بَيْنَ الْمُقَاتِلَةِ وَالذُّرِّيَّةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

جہاد میں بھرتی ہونے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت میری عمر چودہ برس کی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے (نابالغ ہونے کی وجہ سے) مجھے واپس فرمادیا اور مجاہدین میں شامل نہیں فرمایا' پھر ایک سال کے بعد غزوہ خندق میں پیش کیا گیا جب کہ میری عمر پندرہ سال کی ہو چکی تھی تو آپ نے مجھے منظور فرمالیا اور مجاہدین میں شامل کرلیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس حدیث کو سن کر فرمایا: یہ پندرہ سال عمر لڑنے والے جنگجو اور لڑکوں کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی پندرہ سال کا لڑکا بالغ ہے وہ مجاہدین میں شامل ہوتا ہے اور اس سے کم نابالغ ہے اس کا نام مجاہدین کے رجسٹر میں نہیں لکھا جاسکتا۔

حضرت حمزہ کی بیٹی کو خالہ کے سپرد کرنا

٣٣٧٧۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: صَالَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ: عَلٰى اَنَّ مَنْ اَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهُ اِلَيْهِمْ ، وَ مَنْ اَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ ، وَ عَلٰى اَنْ يَدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَ يُقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ، فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْاَجَلُ خَرَجَ ، فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ: يَا عَمِّ! يَاعَمِّ! فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ ، فَاَخَذَ بِيَدِهَا ، فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَ زَيْدٌ وَ جَعْفَرٌ قَالَ عَلِيٌّ: اَنَا اَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّيْ وَ قَالَ جَعْفَرٌ: بِنْتُ عَمِّيْ وَ خَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ: بِنْتُ اَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا ، وَقَالَ : ((اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ)) وَ قَالَ لِعَلِيٍّ: ((اَنْتَ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْكَ)) وَ قَالَ لِجَعْفَرٍ: ((اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَ خُلُقِيْ)) وَ قَالَ لِزَيْدٍ: ((اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٣٧٧۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے دن مشرکین سے تین شرطوں پر صلح کی تھی (١) جو مشرک (مسلمان ہو کر) مدینہ منورہ میں آجائے اس کو مشرکین کے پاس واپس کرنا پڑے گا۔ (٢) جو مسلمان بھاگ کر اور مرتد ہو کر مشرکین کے پاس چلا جائے تو مشرکین اس کو واپس نہیں کریں گے۔ (٣) یہ کہ آئندہ سال عمرہ کرنے کے لیے مکہ میں داخل ہو سکتے ہیں اور صرف تین دن ٹھہر سکتے ہیں اس صلح کے مطابق جب آپ تشریف لائے اور مدت گزر گئی تو مدینہ منورہ کی طرف واپسی کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ان کے پیچھے پڑ گئی اور یا چچا یا چچا کہہ کر پکارنا شروع کیا' یعنی مجھے بھی لیتے چلو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم اپنے چچا کی لڑکی کو لو۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اپنے اونٹ پر سوار کرلیا مدینہ پہنچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اس لڑکی کی پرورش کے بارے میں جھگڑنے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس لڑکی کی پرورش کا زیادہ حقدار ہوں کیونکہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور میری چچیری بہن ہے حضرت جعفر نے بھی یہی کہا کہ میری چچی زاد بہن ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اور حضرت زید نے کہا وہ میری بھتیجی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کو اس کی خالہ کے حوالہ کیا اور یہ فرمایا کہ خالہ ماں کی طرح ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں اور جعفر سے فرمایا تم صورت اور سیرت میں میری طرح ہو اور زید سے فرمایا تم ہمارے بھائی اور مولیٰ یعنی ہمارے آزاد شدہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

٣٣٧٧۔صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرة القضاء ٤٢٥١' مسلم کتاب الجهاد والسير باب صلح الحدیبیه ١٧٨٣ [٤٦٢٩]

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ماں نہیں ہے تو خالہ پرورش کی زیادہ حق دار ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیُ ...... دوسری فصل

بچے پر ماں کا حق زیادہ ہوتا ہے

٣٣٧٨۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ؓ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ ابْنِيْ هَذَا كَانَ بَطْنِيْ لَهُ وِعَاءً، وَ ثَدْيِيْ لَهُ سِقَاءً، وَحِجْرِيْ لَهُ حِوَاءً، وَ إِنَّ أَبَاهُ طَلَّقَنِيْ، وَأَرَادَ أَنْ يَنْزِعَهُ مِنِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِيْ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُوْدَاوُدَ

٣٣٧٨۔ عمرو بن شعیب ؓ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے میرا پیٹ اس کا برتن رہا اور میری چھاتی اس کے لیے مشک رہی اور میری گود اس کی گہوارہ رہی۔ اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اس بچے کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے' اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک تو دوسرا نکاح نہ کرے تب تک تو اس بچے کی پرورش کی زیادہ حقدار ہے۔ (احمد و ابوداؤد)

توضیح: یعنی ماں مطلقہ اپنے بچے کی پرورش کی حق دار ہے جب تک کہ یہ بچہ سن تمیز کو نہ پہنچے اور جب بچہ بڑا ہو جائے اور سن تمیز کو پہنچ جائے تو اس کو اختیار ہے چاہے ماں کے ساتھ رہے چاہے باپ کے ساتھ رہے' جیسا کہ نیچے حدیث میں آ رہا ہے۔

بڑے بچوں کو اختیار رہوتا ہے

٣٣٧٩۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ خَيَّرَ غُلَامًا بَيْنَ أَبِيهِ وَ أُمِّهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣٣٧٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لڑکے کو اس کا اختیار دیا کہ چاہے وہ ماں کے پاس رہے چاہے باپ کے پاس رہے۔ (ترمذی)

توضیح: یہ لڑکا بظاہر سن تمیز کو پہنچ گیا تھا اسی لیے آپ نے اس کو اختیار دیا۔

بچہ ماں کے سپرد ہوگا یا باپ کے؟

٣٣٨٠۔ وَعَنْهُ ؓ، قَالَ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجِيْ يُرِيْدُ أَنْ يَذْهَبَ بِابْنِيْ ، وَقَدْ سَقَانِيْ وَ نَفَعَنِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَذَا أَبُوْكَ، وَهَذِهِ أُمُّكَ، فَخُذْ بِيَدِ أَيِّهِمَا شِئْتَ)) فَأَخَذَ بِيَدِ أُمِّهِ، فَانْطَلَقَتْ بِهِ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَالدَّارِمِيُّ

٣٣٨٠۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے خاوند نے پہلے طلاق دے دی ہے اور میرے اس بچے کو لے جانا چاہتا ہے اور اس بچے نے مجھے کنویں سے پانی بھر کر پلایا ہے اور مجھے نفع پہنچایا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے بچے یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے ان دونوں میں سے جس کا جی چاہے ہاتھ پکڑ لے اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اس کو اپنے ساتھ لے گئی۔ (ابوداؤد' نسائی و دارمی)

٣٣٧٨۔ اسناده حسن مسند احمد ٢/ ١٨٢' سنن ابی داؤد كتاب الطلاق باب من احق بالولد ٢٢٧٦۔

٣٣٧٩۔اسناده صحيح سنن الترمذی الاحكام باب ماجاء فی تخيير الغلام ١٣٥٧' ابوداؤد كتاب ٢٢٧٧۔

٣٣٨٠۔اسناده صحيح سنن ابی داؤد كتاب الطلاق باب من احق بالولد ٢٢٧٧' نسائی كتاب الطلاق باب اسلام احدالزوجين ٣٥٢٦' دارمی كتاب الطلاق باب فی تخيير الصبيی بين ابوبه ٢٢٩٣ (٢/ ١٧٠)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٣٨١۔ عَنْ هِلاَلِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ أَبِی مَیْمُوْنَةَ سُلَیْمَانَ مَوْلًی لِأَهْلِ الْمَدِیْنَةِ، قَالَ: بَیْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَ أَبِی هُرَیْرَةَ جَاءَ تْهُ امْرَأَةٌ فَارِسِیَّةٌ، مَعَهَا ابْنٌ لَهَا، وَقَدْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا، فَادَّعَیَاهُ، فَرَطَنَتْ لَهُ تَقُوْلُ: یَا أَبَا هُرَیْرَةَ ؟ زَوْجِی یُرِیْدُ أَنْ یَذْهَبَ بِابْنِی فَقَالَ أَبُو هُرَیْرَةَ: اسْتَهِمَا عَلَیْهِ رَطَنَ لَهَا بِذٰلِكَ فَجَاءَ زَوْجُهَا، وَ قَالَ: مَنْ یُحَاقُنِی فِی ابْنِی؟ فَقَالَ أَبُوهُرَیْرَةَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّی لاَ أَقُوْلُ هٰذَا إِلاَّ أَنِّی كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ زَوْجِی یُرِیْدُ أَنْ یَذْهَبَ بِابْنِی، وَقَدْ نَفَعَنِی، وَسَقَانِی مِنْ بِئْرِ أَبِی عِنَبَةَ۔ وَ عِنْدَ النِّسَائِیِّ: مِنْ عَذْبِ الْمَاءِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَهِمَا عَلَیْهِ)) فَقَالَ زَوْجُهَا مَنْ یُحَاقُنِی فِی وَلَدِی؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا أَبُوْكَ وَ هٰذِهِ أُمُّكَ، فَخُذْ بِیَدِ أَیِّهِمَا شِئْتَ)) فَأَخَذَ بِیَدِ أُمِّهِ۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ، وَالنَّسَائِیُّ لٰكِنَّهُ ذَكَرَ الْمُسْنَدَ وَ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ عَنْ هِلاَلِ بْنِ أُسَامَةَ

٣٣٨١۔حضرت ہلال بن اسامہ ابی میمونہ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں جن کا نام سلیمان تھا اور مدینے کے کسی صاحب نے ان کو آزاد کر دیا تھا تو یہ ابو میمونہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت ان کے پاس آئی جو ملک فارس کی رہنے والی تھی اور اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا اس عورت کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی تھی وہ دونوں میاں بیوی کے درمیان میں بچے کے لینے کے بارے میں جھگڑا لگا' یعنی خاوند یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں اس بچے کو لوں گا اور عورت یہ دعویٰ کرتی تھی کہ میں اس بچے کو رکھوں گی تو اس فارسیہ عورت نے فارسی زبان میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابو ہریرہ! میرا خاوند میرے لڑکے کو لے جانا چاہتا ہے آپ اس کا فیصلہ کیجیے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں اس لڑکے پر قرعہ اندازی کرو اور فارسی زبان میں اس کو سمجھایا پھر اس کا خاوند آیا اور اس نے کہا کہ میرے لڑکے کے معاملے میں مجھ سے کون جھگڑا کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ میں اس معاملے میں وہی کہوں گا جو رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت نے آ کر کہا یا رسول اللہ! میرا خاوند میرے بچے کو لے جانا چاہتا ہے اور اس نے مجھ کو فائدہ پہنچایا ہے اور ابو عنبہ کے میٹھے کنویں سے مجھے پانی پلایا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں اس پر قرعہ اندازی کرو اس کے خاوند نے کہا کہ میرے بچے کے بارے میں مجھ سے کون جھگڑتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بچے یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے ان دونوں میں سے جس کا جی چاہے ہاتھ پکڑ لے تو اس بچے نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔ (ابوداوٗد' نسائی و دارمی)

❀❀❀❀

٣٣٨١۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب من احق بالولد ٢٢٧٧' نسائی کتاب الطلاق باب اسلام احد الزوجین ٣٥٢٦ مختصراً دارمی کتاب الطلاق باب فی تخییر الصبی بین ابویه۔

كِتَابُ الْعِتْقِ

غلام اور لونڈی کے آزاد کرنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

مسلمان کو آزاد کرنے کا اجر وثواب

٣٣٨٢۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ حَتَّى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٣٨٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو آزاد کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر ہر عضو کے بدلے میں آزاد کرنے والے کے ہر ہر عضو کو دوزخ سے آزاد کر دے گا یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کے بدلے میں اس کی شرم گاہ کو بھی آزاد کر دے گا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: غلام کے آزاد کرنے کی اس حدیث سے بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف بڑی توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:

﴿ الم نجعل له عينين ولسانا و شفتين و هدينه النجدين فلا اقتحم العقبة و ما ادرك ما العقبة فك رقبة اواطعم في يوم ذى مسغبة يتيما ذا مقربه او مسكيناذا متربة ثم كان من الذين امنوا و تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمة اولئك اصحاب الميمنة﴾

''کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہیں بنائیں اور زبان اور ہونٹ نہیں بنائے اور دونوں راہیں دکھا دیں سو اس سے نہ ہو گا کہ گھاٹی میں داخل ہوتا اور تو نے کیا سمجھا کہ گھاٹی ہے کیا کسی گردن غلام لونڈی کو آزاد کرنا بھوک والے دن کھانا کھلانا کسی رشتہ دار یتیم کو یا خاکسار مسکین کو پھر ان لوگوں میں سے ہو جانا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کرنے کی وصیت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیے جانے والے ہیں۔''

کچھ بے حد اہم نیکیوں کا بیان

٣٣٨٣۔ وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ، وَ

٣٣٨٣۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سی نیکی سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر

٣٣٨٢۔ صحيح بخارى كتاب كفارات الا يمان باب قول الله تعالىٰ او تحرير رقبة ٦٧١٥، مسلم كتاب العتق باب فضل العتق ١٥٠٩ [٣٧٩٧]

٣٣٨٣۔ صحيح بخارى كتاب العتق باب اى الرقاب افضل ٢٥١٨، مسلم كتاب الا يمان باب بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال ٨٤ [٢٥٠]

جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهِ)) قَالَ: قُلْتُ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَغْلاهَا ثَمَنًا، وَأَنْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا)) قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: ((تُعِيْنُ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لأَخْرَقَ)) قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: ((تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ایمان لانا اور اس کے راستہ پر جہاد کرنا سب سے اچھا کام ہے' پھر میں نے عرض کیا کہ کون سا غلام آزاد کرنا سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس کی قیمت زیادہ ہو اور اس کے مالک کو بہت پسند ہو' میں نے عرض کیا کہ اگر میں یہ کام نہ کر سکوں تو پھر کون سا کام کروں جس سے میں بڑا درجہ حاصل کر سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کسی مسلمان کاریگر کی مدد کر دیا کر دے ہنر آدمی کی جو کما کھا نہ سکتا ہو' میں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کر سکوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور ان کو برائی پہنچانے سے چھوڑ دو تمہارے اوپر یہی صدقہ ہے' یعنی تکلیف نہ پہنچانے سے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

جنت میں لے جانے والے اعمال

٣٣٨٤۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: عَلِّمْنِيْ عَمَلاً يُدْخِلُنِيَ الْجَنَّةَ قَالَ: ((لَئِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْأَلَةَ أَعْتِقِ النَّسَمَةَ وَفُكَّ الرَّقَبَةَ)) قَالَ: أَوَلَيْسَا وَاحِدًا؟ قَالَ: ((لاَ، عِتْقُ النَّسَمَةِ: أَنْ تَفَرَّدَ بِعِتْقِهَا وَ فَكُّ الرَّقَبَةِ: أَنْ تُعِيْنَ فِيْ ثَمَنِهَا، وَالْمِنْحَةُ: الْوَكُوْفُ، وَالْفَيْءُ عَلَى ذِي الرَّحِمِ الظَّالِمِ، فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَأَطْعِمِ الْجَائِعَ، وَاسْقِ الظَّمْآنَ، وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلاَّ مِنْ خَيْرٍ)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الإِيْمَانِ۔

٣٣٨٤۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے کہ جس کے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے مختصر بیان کیا ہے لیکن سوال بہت پھیلا دیا' یعنی بڑے کام کی بات دریافت کی ہے تم کسی جان کو آزاد کرو' یا کسی غلام کو آزاد کرو۔ اس نے کہا یہ دونوں باتیں ایک ہی نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں جان کے آزاد کرنے کا یہ مطلب ہے کہ تم پورے غلام کو اپنی طرف سے آزاد کرو' یعنی تنہا تم آزاد کرو اور غلام کو آزاد کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کے آزاد کرنے میں مدد کرو یعنی چند آدمی شریک ہو کر اس کو آزاد کرو۔ اور جنت میں داخل کرانے والا ابھی یہ کام ہے کہ کسی دودھ دینے والے جانور کو کسی محتاج آدمی کو دودھ پینے کے لیے دے دو اور اپنے ظالم رشتہ دار پر احسان اور مہربانی کرو۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتے ہو تو بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور پیاسے کو پانی پلا دو اور لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دو اور بری باتوں سے منع کرو اگر اس کی بھی تمہیں طاقت نہ ہو تو تم اپنے زبان کو روکے رکھو سوائے اچھی بات کے کوئی بری بات زبان سے نہ نکالو۔ (بیہقی)

٣٣٨٥۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِيُذْكَرَ اللهُ فِيْهِ،

٣٣٨٥۔ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسجد کو اس نیت سے بنائے کہ اس میں اللہ کا ذکر کیا جائے تو اس

٣٣٨٤۔اسناده صحيح ' شعب الايمان للبيهقى ٤٣٣٥' السنن الكبرىٰ للبيهقى ١٠/ ٢٧٢۔

٣٣٨٥۔ اسناده صحيح شرح السنة ٩/ ٣٥٥ ج ٢٤٢٠' مسند احمد ٤/ ١١٣' نسائی ٦٨٩۔

بُنِیَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ أَعْتَقَ نَفْسًا مُسْلِمَةً، كَانَتْ فِدْيَتَهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ

کے لیے جنت میں محل بنایا جائے گا اور جس نے کسی مسلمان جان کو آزاد کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو دوزخ سے نجات دے گا اور چھٹکارا دے گا اور جو شخص اللہ کے راستے میں یعنی جہاد اور دیگر نیک کاموں میں بوڑھا ہو گیا تو یہ بڑھاپا قیامت کے روز اس کے لیے روشنی کا سبب بنے گا۔(شرح سنہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۳۳۸۶۔ عَنِ الْغَرِيفِ بْنِ عَيَّاشٍ الدَّيْلَمِيِّ، قَالَ: أَتَيْنَا وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ، فَقُلْنَا: حَدِّثْنَا حَدِيثًا لَيْسَ فِيهِ زِيَادَةٌ وَ لَا نُقْصَانٌ، فَغَضِبَ وَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَقْرَأُ وَمُصْحَفُهُ مُعَلَّقٌ فِي بَيْتِهِ فَيَزِيدُ وَيَنْقُصُ فَقُلْنَا: إِنَّمَا أَرَدْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَوْجَبَ۔ يَعْنِي النَّارَ۔ بِالْقَتْلِ فَقَالَ: ((أَعْتِقُوا عَنْهُ يَعْتِقِ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ۔

۳۳۸۶۔ حضرت غریف بن عیاش دیلمی بیان کرتے ہیں کہ میں واثلہ بن اسقع کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا کہ آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنایئے جس میں زیادتی اور کمی نہ ہو۔ یہ سن کر وہ ناراض ہو گئے اور یہ فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص قرآن مجید پڑھتا ہے اور قرآن مجید اس کے گھر میں لٹکا ہوا ہے تو کیا وہ شخص قرآن مجید میں کمی بیشی کر سکتا ہے؟ ہم نے کہا: ہمارے سوال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کوئی ایسی حدیث سنایئے جسے خود آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو انہوں نے یہ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے ایک دوست کا معاملہ لے کر حاضر ہوا جس نے کسی کو قتل کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس کو دوزخ واجب ہو گئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے طرف سے کوئی غلام آزاد کر دو تو اللہ تعالیٰ ہر ہر عضو کے بدلے میں اس کے ہر ہر عضو کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔(ابوداؤد' نسائی)

۳۳۸۷۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ الشَّفَاعَةُ، بِهَا تُفَكُّ الرَّقَبَةُ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

۳۳۸۷۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے افضل صدقہ وہ ہے کہ کسی کے لیے سفارش کر دو جس سے اس کی جان بچ جائے۔(بیہقی)

توضیح: یعنی کسی غلام کے آزاد کرنے میں سفارش کر دو یا اس نے کوئی ایسا کام کیا تھا جس کی وجہ سے وہ مارا جاتا اور سفارش کرنے سے وہ چھوڑ دیا تو یہ سب سے افضل صدقہ ہے۔

❀❀❀❀

۳۳۸۶۔ اسنادہ ضعیف سنن ابی داؤد کتاب العتق باب فی ثواب العتق ۳۹٦٤' غریف الدیلمی مجہول الحال راوی ہے۔(النسائی فی الکبریٰ ۲/ ۱۷۲ ح ٤۸۹۲)

۳۳۸۷۔ اسنادہ ضعیف جدا شعب الایمان ۸٦۸۳' ابوبکر الھذلی متروک ہے۔

بَابُ اِعْتَاقِ الْعَبْدِ الْمُشْتَرَكِ وَ شِرَى الْقَرِيْبِ وَالْعِتْقِ فِى الْمَرَضِ

مشترک غلام کو آزاد کرنے قرابت دار کو خرید نے اور بیماری کی حالت میں آزاد کرنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

ایک غلام کے ایک سے زائد مالک ہوں تو اس کی آزادی؟

٣٣٨٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِىْ عَبْدٍ، وَ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ، قُوِّمَ الْعَبْدُ عَلَيْهِ قِيْمَةَ عَدْلٍ، فَأُعْطِيَ شُرَكَاؤُهُ حِصَصُهُمْ، وَ عَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَ إِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٣٨٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مشترک غلام میں سے اپنے حصہ کو آزاد کر دیا تو اگر اس کے پاس اتنا مال ہے جس سے وہ غلام کے باقی شریکوں کے حصوں کو خرید سکتا ہے تو اس کو چاہیے کہ پورا خرید لے اور پورا غلام اپنی طرف سے آزاد کر دے اور اس غلام کی نہایت انصاف کے ساتھ قیمت لگائی جائے اور شریکوں کو ان کے حصوں کے مطابق پوری پوری قیمت ادا کر دی جائے اور اگر اسکے پاس اتنا مال نہیں ہے تو جتنا اس نے آزاد کیا اتنا آزاد ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

٣٣٨٩۔ وَعَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا فِىْ عَبْدٍ أُعْتِقَ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ أُسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٣٨٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص غلام کا اپنا حصہ آزاد کرے تو اگر اس کے پاس مال ہے جس سے وہ اپنے باقی شریکوں سے پورا غلام خرید سکتا ہے تو یہ غلام پورا آزاد ہو جائے گا اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو اس غلام سے کوشش کرائی جائے گی اس پر مشقت نہیں ڈالی جائے گی، یعنی جتنا آزاد کیا تھا اتنا آزاد ہو گیا باقی وہ غلام اپنے آزادی کے دنوں میں روپیہ پیسہ کما کر اور کوشش کر کے اپنے باقی مالکوں کو دے دے تو جب یہ پوری قیمت دے دے گا تو پورا آزاد ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

مرتے وقت ناجائز وصیت

٣٣٩٠۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ

٣٣٩٠۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے

٣٣٨٨۔ صحيح بخارى كتاب العتق باب اذا اعتق عبدا بين اثنين ٢٥٣٢، مسلم كتاب العتق ١٥٠١ [٣٧٧٠]

٣٣٨٩۔ صحيح بخارى كتاب الشركة باب الشركة فى الرقيق ٢٥٠٤، مسلم كتاب العتق باب ذكر سعاية العبد ١٥٠٣ [٣٧٧٣]

٣٣٩٠۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب من اعتق شرقا له ١٦٦٨ [٤٣٣٥] ابوداؤد كتاب العتق باب فيمن اعتق عبيدله ٣٩٦٠، نسائى كتاب الجنائز باب الصلاة على من يحيف فى وصيته ١٩٦٠۔

رَجُلاً أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوْكِيْنَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَدَعَا بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَجَزَّاهُمْ أَثْلاَثًا، ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ، فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَ أَرَقَّ أَرْبَعَةً، وَقَالَ لَهُ قَوْلاً شَدِيْدًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْهُ وَ ذَكَرَ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لاَ أُصَلِّيَ عَلَيْهِ)) بَدَلَ: وَ قَالَ لَهُ قَوْلاً شَدِيْدًا وَ فِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ دَاوُدَ: قَالَ: ((لَوْ شَهِدْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنْ فِيْ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ))

مرتے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا سوائے ان کے اس کے پاس کوئی مال نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سب غلاموں کو طلب فرمایا اور ان کے تین حصے کر ڈالے پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی کیا اور ان میں سے دو کو قرعہ کے بعد آزاد کر دیا اور چار کو بدستور سابق غلام رکھا اور آزاد کرنے والے کو سخت لفظوں سے یاد فرمایا۔ (مسلم' نسائی) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اس کے اوپر جنازے کی نماز نہ پڑھوں۔ اور ابوداؤد میں اس طرح سے ہے کہ اگر میں اس کے دفن کے وقت موجود ہوتا تو اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا۔

توضیح: انتقال کے وقت مرنے والے کو اپنے تہائی مال میں تصرف کا حق باقی رہتا ہے کہ تہائی مال کی یا وصیت کرے یا صدقہ خیرات کر دے اور تہائی مال سے زیادہ نہ وصیت کر سکتا ہے اور نہ تمام مال کو صدقہ خیرات کر سکتا ہے چونکہ اس میں وارثوں کی حق تلفی ہوتی ہے جو ناجائز ہے جس آدمی نے اپنے انتقال کے وقت میں سب غلاموں کو آزاد کر دیا تھا اور یہی سب مال تھا تو اس نے اپنے وارثوں کی حق تلفی کی اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کے تہائی کو باقی رکھا اور دو تہائی کو وارثوں کو دلا دیا تاکہ کسی وارث کے حق تلفی نہ ہو اور میت کے ذمہ میں گناہ بھی باقی نہ رہے اگر کوئی ناجائز وصیت یا ناجائز خیرات کرے تو اس کے انتقال کے بعد اس میں تبدیلی کر کے شریعت کے مطابق کیا جا سکتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فمن خاف من موص جنفا او اثما فاصلح بينهم فلا اثم عليه ان الله غفور رحيم ﴾ (البقره)

''پھر جس کسی کو وصیت کرنے والے کی خطاء یا عمداً قصور معلوم ہو اور وہ وارثوں اور موصی لہ میں صلح کرا دے تو وصیت بدلنے کا کچھ گناہ اسے نہ ہوگا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

باپ کے احسانات کا بدلہ اتارنے کی ایک صورت

۳۳۹۱۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لاَ يَجْزِيْ وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلاَّ أَنْ يَجِدَ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۳۹۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بیٹا اپنے باپ کے احسانات کا پورا پورا بدلہ نہیں اتار سکتا مگر اس صورت میں جب کہ باپ کو کسی کا غلام پائے اور اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ (مسلم)

مدبر غلام کو فروخت کر کے اس کی قیمت مالک کو دینا

۳۳۹۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ((مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ))

۳۳۹۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری نے اپنے غلام کو مدبر بنا دیا' یعنی اس سے یہ کہا کہ میرے مرجانے کے بعد تو آزاد ہے اور اس غلام کے سوا اس کے پاس کوئی مال نہیں تھا رسول اللہ ﷺ کو جب خبر پہنچی تو

۳۳۹۱۔ صحیح مسلم کتاب العتق باب فضل عتق الوالد ۱۵۱۰ [۳۷۹۹]

۳۳۹۲۔ صحیح بخاری کتاب کفارات الا یمان باب عتق المدبر ۶۷۱۶۔ مسلم کتاب الا یمان باب جواز بیع المدبر ۹۹۷ [۲۳۱۳]

فَاشْتَرَاهُ نَعِيمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ فِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: فَاشْتَرَاهُ نَعِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ، فَجَاءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَ هٰكَذَا)) يَقُولُ: فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ۔

آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس کے مدبر غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے تو نعیم بن نحام نے اس غلام کو آٹھ سو درہموں میں خرید لیا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں اس طرح سے ہے کہ نعیم بن عبداللہ عدوی نے آٹھ سو درہموں میں خریدا اور ان آٹھ سو درہموں کو رسول اللہ ﷺ کو لا کر دیا اور آپ ﷺ نے ان درہموں کو اس غلام کے مالک کو دے کر فرمایا کہ سب سے پہلے تم اس رقم کو اپنی ذات پر خرچ کرو اور اگر اس سے زیادہ بچ جائے تو اپنے بال بچوں اور گھر والوں پر خرچ کرو اور اس سے بھی اگر بچ جائے تو اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرو اور اس سے بھی اگر بچ جائے تو اس طرح سے اپنے ملنے جلنے والے دوست احباب کو دے دو یعنی کبھی کوئی تمہارے سامنے سے آئے گا اور کبھی دائیں طرف سے اور کبھی بائیں طرف سے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيُ ......دوسری فصل

٣٣٩٣۔ عَنِ الْحَسَنِ رحمہ اللہ، عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَةَ

٣٣٩٣۔ حضرت حسن بصریؒ سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے محرم قرابتدار کا مالک ہو جائے تو وہ محرم قرابتدار اس پر آزاد ہے۔ یعنی اس کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جاتا ہے، خواہ وہ ہبہ کے ذریعہ سے مالک ہو یا وصیت سے یا خریدنے سے۔ (ترمذی، ابن ماجہ وابوداود)

٣٣٩٤۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وَلَدَتْ أَمَةُ الرَّجُلِ مِنْهُ فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ دُبُرٍ مِنْهُ أَوْبَعْدَهُ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

٣٣٩٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی لونڈی اسی کے نطفہ سے بچہ جنے تو وہ لونڈی اپنے مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتی ہے۔ (دارمی)

توضیح: ایسی لونڈی کو ام ولد کہتے ہیں اور ام ولد اپنے آقا کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتی ہے۔

٣٣٩٥۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بِعْنَا أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ أَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ نَهَانَا عَنْهُ، فَانْتَهَيْنَا۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

٣٣٩٥۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ام ولد کو بیچا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں ہم کو ام ولد کے بیچنے سے منع فرمایا ہے تو ہم بیچنے سے رک گئے۔ (ابوداود)

توضیح: ام ولد کے بیچنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے صحیح قول یہی ہے کہ ام ولد کو نہ بیچا جائے اور بیچنے والی حدیث منسوخ ہے جن لوگوں نے بیچا تھا انہیں حدیث ناسخ نہیں پہنچی تھی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

٣٣٩٣۔ صحيح، سنن ابی داؤد كتاب العتق باب فيمن ملك ذا رحم ٣٩٤٩، ترمذی كتاب الاحكام باب ماجاء فيمن ملك ذارحم كرم ١٣٦٥، ابن ماجه كتاب العتق باب من مالك ذارحم د٢٥٢٤۔

٣٣٩٤۔ اسناده ضعيف، مسند احمد ١/ ٣٠٣، سنن ابن ماجه ٢٥١٥، دارمی كتاب البيوع باب فی بيع أمهات الاولاد ٢/ ٢٥٧۔

٣٣٩٥۔ اسناده صحيح سنن ابی داؤد كتاب العتق باب فی عتق امهات الاولاد ٣٩٥٤، ابن ماجه ٢٥١٧۔

٣٣٩٦۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَ لَهُ مَالٌ، فَمَالُ الْعَبْدِ لَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ السَّيِّدُ)) رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَه

٣٣٩٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنا غلام بیچ ڈالا اور غلام کے پاس مال ہے تو یہ مال اس کے مالک کا ہے۔ مگر یہ کہ اس کا آقا شرط کر لے۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

٣٣٩٧۔ وَعَنْ أَبِي الْمَلِيحِ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلاً أَعْتَقَ شِقْصًا مِنْ غُلَامٍ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: ((لَيْسَ لِلّٰهِ شَرِيكٌ)) فَأَجَازَ عِتْقَهُ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

٣٣٩٧۔ ابوملیح رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے غلام کے ایک حصے کو آزاد کر دیا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے تو اس شخص نے پورا غلام آزاد کر دیا اور اپنے شریکوں کو ان کی قیمت ادا کر دی۔ (ابوداؤد)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سعادت پانے والا خوش بخت غلام

٣٣٩٨۔ وَعَنْ سَفِينَةَ، رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَمْلُوكًا لِأُمِّ سَلَمَةَ، رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ: أُعْتِقُكَ وَ أَشْتَرِطُ عَلَيْكَ أَنْ تَخْدُمَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا عِشْتَ فَقُلْتُ: إِنْ لَمْ تَشْتَرِطِي عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا عِشْتُ، فَأَعْتَقَتْنِي وَ اشْتَرَطَتْ عَلَيَّ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَ ابْنُ مَاجَه

٣٣٩٨۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا تو ایک دن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے یہ فرمایا کہ میں تمہیں آزاد کرتی ہوں اور یہ شرط کرتی ہوں جب تک تم زندہ رہو تب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہو۔ میں نے کہا اگر آپ یہ شرط نہ لگائیں تب بھی میں اپنے زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوں گا بہرحال ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے آزاد کر دیا اور زندگی بھر کی شرط لگائی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر خدمت کرتا رہوں گا۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

توضیح: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا نام مہران تھا اور سفینہ ان کا لقب تھا جو کشتی کے طرح زیادہ سے زیادہ بوجھ اٹھا لیا کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کا لقب سفینہ پڑ گیا وہ اسی لقب سے مشہور ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام رہے پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو آزاد کر دیا اور زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں رہے یہ بہت بڑے صاحب کرامت تھے۔ ایک مرتبہ اسلامی لشکر کے ساتھ جہاد میں جا رہے تھے کہ جنگل میں راستہ بھول گئے تو ان کے پاس راستہ بتانے کے لیے شیر آیا تو حضرت سفینہ نے کہا کہ اے (ابوالحارث یہ شیر کی کنیت ہے) میں سفینہ ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد شدہ غلام اور خادم ہوں میں راستہ بھولا ہوا ہوں مجھے راستہ بتا تا چل وہ شیر ان کی چاپلوسی کرنے لگا اور ان کے آگے آگے راستہ بتانے کے لیے چلا جب یہ قافلے میں پہنچ گئے تو وہ شیر ان سے رخصت ہوا اور شیر نے انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچائی بلکہ راستہ بتا کر احسان کیا سچ ہے جو خدا سے ڈرتا ہے تو سب چیزیں اس سے ڈرتی ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

٣٣٩٦۔ اسناده صحيح سنن ابی داؤد كتاب العتق باب فيمن اعتق عبد اوله مال ٣٩٦٢' ابن ماجه كتاب العتق باب من اعتق عبدا ٢٥٢٩۔

٣٣٩٧۔ اسناده صحيح سنن ابی داؤد كتاب العتق باب فيمن نصيبا له من مملوك ٣٩٣٣۔

٣٣٩٨۔ اسناده حسن سنن ابی داؤد كتاب العتق باب فی العتق علی الشرط ٣٩٣٢' ابن ماجه كتاب العتق باب من اعتق عبدا و اشترط خدمته ٢٥٢٦۔

یکے دیدم از عرصہ رود بار
چناں ہول زاں حال برمن نشت
تبسم کناں دست برلب گرفت

کہ پیش آمدم پر پلنگے سوار
کہ ترسیدنم پائے رفتن بہ بست تھے
کہ سعدی مدار آنچہ دیدی شگفت
چو حاکم بفرمان داور بود
تو ہم گردن از حکم داور پیچ
محالست چوں دوست دارد ترا

خدایش نگہبان یاور بود
کہ گردن نہ پیجدز حکم تو ہیچ
کہ در دست دشمن گزارد ترا

۳۳۹۹۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِرْهَمٌ))۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

۳۳۹۹۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد شعیب سے اور شعیب اپنے دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غلام مکاتب پر جب تک ایک درہم بھی باقی رہے گا تب تک وہ غلام ہی رہے گا۔ (ابوداوٗد)

توضیح: غلام مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں کہ آقا اس کو لکھ کر دے دے کہ تم اتنا روپیہ مجھے دے دو تو تم آزاد ہو جب یہ غلام پوری رقم آقا کو دے دے گا تب آزاد ہو جائے گا لیکن اگر مال کتابت کے ادا کرنے میں ایک درہم باقی رہ گیا ہے تب تک وہ غلام ہی رہے گا۔

۳۴۰۰۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ عِنْدَ مُكَاتَبِ إِحْدَاكُنَّ وَفَاءٌ فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُودَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ

۳۴۰۰۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم عورتوں کے پاس کوئی ایسا غلام مکاتب ہو جس کے پاس اتنا روپیہ ہو تو وہ اپنا مال کتابت ادا کر سکتا ہو تو اس کے مالک کو چاہیے کہ ایسے غلام مکاتب سے پردہ کریں۔ (ترمذی، ابوداوٗد و ابن ماجہ)

توضیح: یہ پردہ کرنا بطور تقویٰ اور احتیاط کے ہے ورنہ جب تک پوری رقم نہ ادا کر دے تب تک وہ غلام ہی کے حکم میں رہے گا۔

۳۳۹۹۔ اسنادہ حسن، سنن ابی داؤد کتاب العتق باب فی المکاتب ۳۹۲۶۔

۳۴۰۰۔ اسنادہ ضعیف سنن ابی داؤد کتاب العتق باب فی المکاتب ۳۹۲۸، ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی المکاتب ۱۲۶۱، ابن ماجہ کتاب العتق باب المکاتب ۲۵۲۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک نبھان مولی ام سلمہ مجہول راوی ہے۔ لہٰذا یہ روایت ضعیف قرار پائی۔

غلاموں کے متفرق احکام و مسائل

٣٤٠١۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ كَاتَبَ عَبْدَهُ عَلَى مِائَةِ أُوْقِيَةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشَرَةَ أَوَاقٍ أَوْ قَالَ: عَشَرَةَ دَنَانِيْرَ ثُمَّ عَجَزَ فَهُوَ رَقِيْقٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ

۳۴۰۱۔عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے غلام سے سو اوقیہ پر مکاتبت کی اور غلام نے نوے اوقیہ کو ادا کر دیا لیکن دس اوقیہ یا دس دینار ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو یہ غلام ہی رہے گا۔(ترمذی، ابوداؤد و ابن ماجہ)

توضیح: یعنی جب تک پورا مال کتابت نہ ادا کر دے تب تک وہ غلام ہی رہے گا۔

٣٤٠٢۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: ((إِذَا أَصَابَ الْمُكَاتَبُ حَدًّا أَوْ مِيْرَاثًا وُرِّثَ بِحِسَابِ مَا عَتَقَ مِنْهُ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ يُوْدَى الْمُكَاتَبُ بِحِلَّةِ مَا أَدَّى دِيَهَ حُرٍّ وَمَا بَقِيَ دِيَةَ عَبْدٍ وَضَعَّفَهُ۔

۳۴۰۲۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غلام مکاتب جس وقت مستحق ہو دیت کا یا میراث کا وہ وارث ہو گا اتنے مقدار کا جتنے مقدار کا وہ آزاد ہوا ہے۔(ابوداؤد و ترمذی) اور ترمذی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ دیت دی جائے گی غلام مکاتب کی اس مقدار کے موافق جو اس نے بدلے کتابت سے ادا کیا ہے آزاد کی دیت اور باقی غلام کی دیت۔ ترمذی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

توضیح: جیسے ایک شخص نے اپنے مال کتابت میں سے آدھا مال ادا کیا تو اس کا باپ جو آزاد تھا مر گیا اور اس کا سوائے اس بیٹے کے کوئی وارث نہیں تھا تو یہ بیٹا اپنے باپ کے میراث کا آدھا وارث ہو گا یا یہ کہ اس نے آدھا مال کتابت ادا کیا تھا کہ کسی نے اس کو مار ڈالا تو قاتل آدھی دیت آزاد کی ادا کرے گا اس کے وارثوں کو اور اس کے مالک کو آدھی دیت غلام کی دے گا جو اس کی آدھی قیمت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام مکاتب آزاد ہے بمقدار اس کے کہ اس نے مال کتابت کا ادا کر دیا ہے یہ روایت ضعیف بھی ہے اور پہلی صحیح روایتوں کے خلاف بھی ہے کہ غلام مکاتب غلام ہی رہتا ہے جب تک کہ پوری قیمت ادا نہ کر دے۔ واللہ اعلم

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٤٠٣۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ: أَنَّ أُمَّهُ أَرَادَتْ أَنْ تُعْتِقَ، فَأَخَّرَتْ ذٰلِكَ إِلٰى أَنْ تُصْبِحَ، فَمَاتَتْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ: أَيَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ الْقَاسِمُ: أَتَى

۳۴۰۳۔عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تھا اور آزاد کرنے میں اتنی دیر ہو گئی کہ ان کی ماں کا انتقال ہو گیا تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے قاسم بن محمد سے دریافت کیا کہ اگر میں اپنی ماں کی جانب سے غلام آزاد کر دوں تو اس سے میری ماں کو کچھ فائدہ پہنچے گا یا نہیں؟ تو قاسم نے کہا کہ سعد بن عبادہ نے

٣٤٠١۔ حسن سنن ابی داؤد كتاب العتق باب فی المكاتب يودی بعض كتابته فيعجز ٣٩٢٧، ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی المكاتب اذا كان عنده ما يودی ١٢٦٠، ابن ماجه كتاب العتق باب المكاتب ٢٥١٩۔

٣٤٠٢۔اسناده صحيح سنن ابی داؤد كتاب الديات باب فی دية المكاتب ٤٥٨٢، ترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی المكاتب اذا كان عنده مايودی ١٢٥٩، نسائی ٤٨١٥ (ب)۔

٣٤٠٣۔ صحيح موطا امام مالك كتاب العتق باب عتق الحی عن الميت ٢/ ٧٧٩ ح ١٥٥٥، نسائی ٣٦٨٩، ٣٦٩٤۔

سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّيْ هَلَكَتْ، فَهَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ)). رَوَاهُ مَالِكٌ

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے تو اگر میں ماں کی طرف سے غلام آزاد کروں تو ماں کو کچھ فائدہ پہنچے گا یا نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں فائدہ پہنچے گا۔ (مالک)

٣٤٠٤۔ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي نَوْمٍ نَامَهُ، فَأَعْتَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا أُخْتُهُ رِقَابًا كَثِيْرَةً. رَوَاهُ مَالِكٌ

٣٤٠٤۔ یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اچانک سونے کی حالت میں مر گئے تو ان کے مرنے کے بعد ان کی بہن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے جانب سے بہت سے غلام آزاد کیے۔ (مؤطا امام مالک)

٣٤٠٥۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. ((مَنِ اشْتَرَى عَبْدًا فَلَمْ يَشْتَرِطْ مَالَهُ فَلَا شَيْءَ لَهُ)). رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

٣٤٠٥۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی غلام کو خریدا اور اس نے اس کے مال کے لینے کی شرط کی تو خریدنے والے کو غلام کے مال میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ (دارمی)

❀❀❀❀

٣٤٠٤۔ ضعيف موطا امام مالك كتاب العتق باب عتق الحى عن الميت ٢/ ٧٧٩ ح ١٥٥٦، انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔
٣٤٠٥۔ اسناده صحيح سنن الدارمى كتاب البيوع باب فمين باع عبداوله مال ٢/ ٢٥٣ ح ٢٥٦٤۔

كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ

قسموں اور نذروں کا بیان

ایمان یمین کی جمع ہے جس کے معنی قوت اور مضبوطی کے ہیں اور شرعی محاورے میں اس قسم کو کہتے ہیں جو اللہ کے نام یا اس کی صفت پر کھائی جائے کہ جس پر قسم کھائی جا رہی ہے وہ مضبوط ہو جائے' سننے والا اس پر اعتبار کر لے۔ اس قسم کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) **یمین غموس** وہ قسم ہے جو کسی گزری ہوئی بات پر قصداً جھوٹی قسم کھائی جائے اس کا بڑا سخت گناہ ہے خدا کے یہاں اس کا مواخذہ ہے اور دنیا میں بعض کے نزدیک توبہ استغفار ہے اور بعض کے نزدیک اس کے ساتھ کفارہ بھی ہے۔

(۲) **یمین منعقدہ** وہ ہے کہ آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر اللہ کی قسم کھائی جائے اگر اسی کے مطابق کر لیا تو ٹھیک ہے اس کے خلاف کرنے میں کفارہ ہے۔ یا تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے' یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنائے' یا غلام آزاد کرے اور اگر یہ نہیں ہو سکتا تو تین روزے رکھے۔

(۳) **یمین لغو** وہ یہ ہے کہ بلا قصد وارادہ اپنے خیال کے مطابق قسم کھا لے یہ معاف ہے اس کا مواخذہ نہیں ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قسموں کے بارے میں یہ فرمایا ہے:

﴿ولا تجعلوا الله عرضة لا يمانكم ان تبروا وتتقوا و تصلحوا بين الناس والله سميع عليم لا يواخذكم الله باللغو في ايمانكم و لكن يواخذكم بما كسبت قلوبكم والله غفور حليم﴾

''اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ کہ بھلائی اور پرہیزگاری اور لوگوں کے درمیان کی اصلاح کو چھوڑ بیٹھو اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ان قسموں پر نہ پکڑے گا جو پختہ نہ ہوں ہاں اس کی پکڑ اس چیز پر ہے جو تمہارے دلوں کا فعل ہو اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بردبار ہے۔''

اور سورہ مائدہ میں انہیں قسموں اور ان کے کفاروں کے بارے میں یہ فرمایا کہ:

﴿لا يواخذكم الله باللغو في ايمانكم ولكن يواخذكم بما عقدتم الايمان فكفارته اطعام عشرة مسكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام ذلك كفارة ايمانكم اذا حلفتم واحفظوا ايمانكم كذلك يبين الله لكم ايته لعلكم تشكرون﴾ (سورہ مائدہ ع ۱۲)

''اللہ تم سے مواخذہ نہیں فرماتے تمہاری قسموں میں لغو قسم پر لیکن مواخذہ اس پر فرماتے ہیں کہ تم قسموں کو مستحکم کر دو' سو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو کھانے کو دیا کرتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کر دینا جس کو مقدور نہ ہو تو تین روزے ہیں یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب کہ تم قسم کھا لو اور اپنی قسم کا خیال رکھا کرو اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں تاکہ تم شکر کرو۔''

اسی طرح سے سورۂ نحل اور سورۂ تحریم میں بھی قسموں کا بیان آیا ہے آگے حدیثوں میں اس کی تفصیل آرہی ہے اسی قسم کے ساتھ نذر کا بھی بیان ہے۔

نذر: اس کو کہتے ہیں جو چیز اپنے ذمہ لازم وضروری نہ ہو اس کو اپنے ذمہ لازم قرار دینا تو اگر گناہ کی نذر نہیں ہے تو اس کا پورا کرنا ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ والیو فوا نذرھم ﴾ انہیں اپنی نذروں کو پوری کرنا چاہیے۔ اور گناہ کی نذر کا پورا کرنا جائز نہیں ہے، البتہ قسم کا کفارہ دے دینا چاہیے اور غیر اللہ کی نذر ماننا حرام ہے جس کی پوری تفصیل فقہ اور حدیث کی کتابوں میں ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

٣٤٠٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْلِفُ: ((لَا، وَ مُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۴۰۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ تر اس طرح سے قسم کھایا کرتے تھے ﴿لا ومقلب القلوب﴾ یہ بات ایسی نہیں ہے دلوں کے پھیرنے والے کی قسم۔ (بخاری)

توضیح: لفظ لا قسم پر عموماً زائد ہوتا ہے جیسے لا اقسم بھذا البلد۔ وغیرہ بعض لوگوں نے کہا ہے لا نفی کا ہے یعنی ایسا نہیں ہے اور دلوں کے پھیرنے والے سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم جو دلوں کو پھیرنے والا ہے۔

باپ دادا کی قسم کھانے کی ممانعت

٣٤٠٧۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۴۰۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو اس بات سے منع کرتا ہے کہ تم اپنے باپ داداؤں کی قسم کھاؤ۔ اگر کسی کو قسم کھانا ہی ہے تو اسے اللہ کی قسم کھانی چاہیے یا خاموش رہنا چاہیے۔ (بخاری)

٣٤٠٨۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِيْ وَ لَا بِآبَائِكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۴۰۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نہ بتوں کی قسم کھاؤ اور نہ اپنے باپوں کی قسم کھاؤ۔ (مسلم)

٣٤٠٩۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ مَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ؛ فَلْيَتَصَدَّقْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۴۰۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے لات وعزیٰ بت کی قسم کھائی تو اسے لا الہ الا اللہ کہہ لینا چاہیے اور جو شخص اپنے دوست سے یہ کہے کہ آؤ جوا کھیلیں تو اس کو صدقہ کرنا چاہیے۔ (بخاری ومسلم)

٣٤٠٦۔ صحيح بخاری كتاب التوحيد باب مقلب القلوب ٧٣٩١۔

٣٤٠٧۔ صحيح بخاری كتاب الايمان والنذور باب لا متحلفوا باائكم ٦٦٤٦۔ مسلم كتاب الايمان باب النهى عن الحلف ١٦٤٦ [٤٢٥٧]

٣٤٠٨۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب من حلف باللات ١٦٤٨ [٤٢٦٢]

٣٤٠٩۔ صحيح بخاری كتاب الايمان والنذور باب لا يحلف باللات ٦٦٥، مسلم كتاب الا يمان باب من حلف باللات ١٦٤٧ [٤٢٦٠]

توضیح: لات اور عزیٰ مکہ میں دو بت تھے مشرکین ان بتوں کی قسم کھایا کرتے تھے اور بت کی قسم کھانے والا مشرک ہو جاتا ہے تو اگر کسی مسلمان کی زبان سے اس قسم کے الفاظ نکل جائیں تو اس کو اس سے توبہ کرنا چاہیے لا الہ الا اللہ کہہ کر اپنے ایمان کو درست کر لینا چاہیے اور جوا کھیلنا بھی حرام ہے اگر کوئی کسی کو جوا کھیلنے کے لیے بلائے تو اس گناہ کے مکافی کے لیے صدقہ خیرات کرنا چاہیے۔

کچھ ناپسندیدہ امور

٣٤١٠۔ وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلاَمِ كَاذِبًا، فَهُوَ كَمَا قَالَ وَ لَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيْمَا لاَ يَمْلِكُ، وَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ مَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنِ ادَّعَى دَعْوَى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا، لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ إِلاَّ قِلَّةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٤١٠۔ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اسلام کے خلاف دوسرے مذہب کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ شخص ویسا ہی ہے جیسا کہ کہا ہے، یعنی اگر اس نے اس طرح جھوٹی قسم کھائی ہے کہ اگر میں ایسا ویسا کام کروں تو یہودی یا عیسائی یا ہندو ہوں تو وہ اسی طرح سے ہو گیا۔ اور جس نے ایسی نذر مانی جس کا وہ مالک نہیں تھا تو وہ نذر اس کی درست نہیں ہوگی۔ اور جس نے اپنے آپ کو دنیا میں کسی چیز سے مار ڈالا تو قیامت کے روز اس پر عذاب دیا جائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان بھائی پر لعنت کی تو اس کا گناہ اس کے قتل کے برابر ہے۔ اور جس نے کسی مسلمان پر کفر کی تہمت لگائی تو وہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے اس کو مار ڈالا ہے یعنی لعنت کرنے والا اور تہمت لگانے والا قاتل مومن کے حکم میں ہے۔ اور جس نے کسی کا مال حاصل کرنے کے لیے جھوٹا دعویٰ کیا تا کہ اس کے ذریعے سے اپنے مال کو زیادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں کمی کر دے گا۔ (بخاری ومسلم)

قسم توڑی بھی جا سکتی ہے

٣٤١١۔ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لاَ أَحْلِفُ عَلَى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا؛ إِلاَّ كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَ أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٤١١۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر اللہ چاہے میں کسی چیز کی قسم کھاؤں اور اس کے غیر میں بھلائی دیکھوں تو میں اپنے قسم کا کفارہ دے دوں گا اور وہ کام کر لوں گا جو بہتر ہے۔ (بخاری ومسلم)

قسم کا کفارہ دے کر قسم کے خلاف کیا جا سکتا ہے

٣٤١٢۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ! لاَ تَسْأَلِ الإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُوْتِيْتَهَا

٣٤١٢۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن تم امیر بننے کے لیے درخواست نہ کرنا کیونکہ اگر درخواست کرنے اور اپنی خواہش پر تم امیر بنا دیے گئے تو تم اسی امارت کے طرف سپرد

٣٤١٠۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب ما ينهى عن السباب واللعن ٦٠٤٧، مسلم كتاب الا يمان باب غلظ تحريم قتل الا نسان ١١٠ [٣٠٢]

٣٤١١۔ صحيح بخاری كتاب كفارات الا يمان باب ٦٧١٨، مسلم كتاب الا يمان باب ندب من حلف يميناً ١٦٤٩ [٣٢٦٣]

٣٤١٢۔ صحيح بخاری كتاب الاحكام باب من لم يسال الامارة ٧١٤٦، مسلم كتاب الايمان باب ندب من حلف يميناً ١٦٥٢ [٤٢٨١]

عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِّلْتَ إِلَيْهَا، وَ إِنْ أُوْتِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَ إِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ)) وَ فِي رِوَايَةٍ: ((فَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَ كَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کر دیے جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی مدد تم سے اٹھ جائے گی اور اگر بغیر خواہش اور بغیر درخواست اور سوال کے تم امیر بنا دیے گئے تو تمہاری امداد کی جائے گی اور اللہ کی مہربانی تمہارے حق میں شامل حال رہے گی اور جب تم کسی چیز پر قسم کھا لو اور اس کے خلاف کرنے میں بھلائی دیکھو تو تم اپنی قسم پر کفارہ دے دو اور اس نیک کام کو کر لو جو تمہارے حق میں بہتر ہو اور ایک روایت میں ہے کہ تم اس اچھے کام کو کر لو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم توڑنے سے پہلے بھی کفارہ دے دینا درست ہے اور قسم توڑنے کے بعد تو کفارہ دینا ضروری ہے۔

٣٤١٣۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ فَرَأَى خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهِ، وَلْيَفْعَلْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۴۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی چیز پر قسم کھائی اور اس نے قسم کے خلاف میں بھلائی دیکھی تو وہ اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور اس بھلے کام کو کرے۔ (مسلم)

٣٤١٤۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((وَاللّٰهِ لَأَنْ يَلِجَ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهِ فِيْ أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِيْ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۴۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم تم میں سے کوئی اپنے بیوی بچوں کی حق تلفی کی قسم کھا کر اپنے قسم پر جما رہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا بہتر ہے تو اس پر اس کفارہ دینے سے بھی زیادہ گناہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی قسم کا پورا کرنا تو اچھا ہے لیکن جس میں اپنے گھر والوں کو نقصان ہو اس قسم کا توڑنا ضروری ہے اور جو نہیں توڑے گا وہ گنہگار ہوگا۔ بشرطیکہ قسم کا توڑنا کوئی گناہ کی بات نہ ہو جیسے کوئی یوں کہے کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ کھانا نہیں کھاؤں گا اور اس سے بات نہیں کروں گا اور بازار سے کوئی چیز خرید کر نہیں لاؤں گا ایسی قسموں کا توڑنا ضروری ہے اور کفارہ دینا بھی ضروری ہے تو جو ایسی قسم پر اڑا رہے تو وہ زیادہ مجرم ہے کیونکہ اس میں گھر والوں کی حق تلفی ہے۔

٣٤١٥۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يَمِيْنُكَ عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۴۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری قسم اس نیت پر ہوگی جس پر تمہارا ساتھی تمہاری تصدیق کرے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی جیسے حاکم یا قاضی یا کوئی اور شخص کسی چیز پر قسم دے اور وہ قسم کھانے والا اپنی چالاکی سے اپنے کو گناہ سے بچانے کے لیے قسم کھا لے اور اس کا مطلب دوسرا لے تو اس سے اس کو فائدہ نہیں ہوگا بلکہ قسم کھلانے والا جس چیز پر قسم کھلا رہا ہے اسی پر قسم ہوگی جیسا کہ نیچے حدیث میں آرہا ہے۔

٣٤١٣۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب ندب من خلف ١٦٥٠ [٤٢٧٢]
٣٤١٤۔ صحيح بخارى كتاب الايمان باب قول الله لا يواخذ كم الله باللغو ٦٦٢٥'مسلم كتاب الا يمان باب النهى عن الاصرار على اليمين ١٦٥٥ [٤٢٩١]
٣٤١٥۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب يمين الحالف ١٦٥٣ [٤٢٨٣]

٣٤١٦۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْيَمِيْنُ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۴۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم کا مطلب قسم کھلانے والوں کی نیت پر ہے۔ (مسلم)

٣٤١٧۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ﴾ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَقَالَ رَفَعَهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا۔

۳۴۱۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ ﴿لا یواخذ کم اللّٰہ بالغو فی ایمانکم﴾ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بات بات پر بلا قصد اور ارادے کے قسم کھالیا کرتا تھا۔ کہ خدا کی قسم میں یہ کام نہیں کروں گا اور خدا کی قسم میں وہ کام کروں گا۔ بعض نے اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع بیان کیا ہے۔ (بخاری، شرح سنہ)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

قسم ہمیشہ سچی کھانی چاہیے

٣٤١٨۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِاُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْاَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ اِلَّا وَاَنْتُمْ صَادِقُوْنَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

۳۴۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ تم اپنے باپوں کی قسم کھاؤ اور نہ اپنی ماؤں کی قسم کھاؤ اور نہ تم بتوں کی قسم کھاؤ اور جب قسم کھاؤ تو سچی قسم کھاؤ۔ (ابوداؤد و نسائی)

٣٤١٩۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۴۱۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی غیر اللہ کی قسم کھانے والا مشرک ہو جاتا ہے۔

٣٤٢٠۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۴۲۰۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: کیونکہ امانت بھی غیر اللہ میں داخل ہے۔

اسلام سے خروج کا کفریہ حلف

٣٤٢١۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۳۴۲۱۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر

٣٤١٦۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب يمين الحائف ١٦٥٣ [٤٢٨٤]

٣٤١٧۔ صحيح بخارى كتاب الا يمان والنذور باب لا يواخذ كم الله باللغو ٦٦٦٣، شرح السنة ١٠/ ١١ ح ٢٤٣٤۔

٣٤١٨۔ صحيح سنن ابى داؤد كتاب الايمان والنذور باب فى كراهية الحلف بلآباء ٣٢٤٨، نسائى كتاب الايمان باب الحلف بالا مهات ٣٨٠٠۔

٣٤١٩۔ صحيح سنن الترمذى كتاب النذور باب ماجاء فى كراهية الحلف بغير الله ١٥٣٥، ابوداؤد ٣٢٥١۔

٣٤٢٠۔ اسناده صحيح سنن ابى داؤد كتاب الا يمان باب فى كراهية الحلف بالامانة ٣٢٥٣۔

((مَنْ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الإِسْلاَمِ فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَإِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الإِسْلاَمِ سَالِمًا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاودَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

کوئی شخص اس طرح قسم کھائے کہ اگر میں ایسا ویسا کام کروں تو میں اسلام سے بری اور بیزار ہوں تو اگر اس نے جھوٹی قسم کھائی تو وہ ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ اس نے کہا ہے یعنی وہ اسلام سے بیزار ہو گیا اور اگر وہ سچا ہے تب بھی اسلام کی طرف صحیح سالم واپس نہیں آئے گا۔ (ابوداؤد نسائی وابن ماجہ)

توضیح: یعنی اس طرح کا کہنے والا ہر صورت میں گنہگار ہو گا۔

٣٤٢٢- وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اجْتَهَدَ فِي الْيَمِيْنِ قَالَ لاَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاودَ

۳۴۲۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قسم کھانے میں مبالغہ کرتے تو اس طرح سے فرماتے یہ بات ایسی نہیں ہے اس خدا کی قسم کہ جس کے قبضے میں ابوالقاسم کی جان ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: ابوالقاسم رسول اللہ ﷺ کی کنیت ہے۔

٣٤٢٣- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ يَمِيْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا حَلَفَ لاَ وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاودَ وَابْنُ مَاجَةَ

۳۴۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی اس طرح بھی قسم کھالیا کرتے تھے اور استغفر اللہ یہ بات ایسی نہیں ہے میں اللہ سے اپنے گناہوں سے معافی چاہتا ہوں۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہنا

٣٤٢٤- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ فَقَالَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالَى فَلاَ حِنْثَ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاودَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَذَكَرَ التِّرْمِذِيُّ جماعة وَقَفُوْهُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ۔

۳۴۲۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قسم کھاتے وقت انشاء اللہ کہہ دے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹتی ہے۔ (ترمذی نسائی ابن ماجہ ودارمی)

توضیح: یعنی اگر قسم کھاتے وقت یوں کہہ دے کہ اگر خدا نے چاہا تو میں فلاں کام کروں گا اور اس نے اس کام کو نہیں کیا تو اس قسم کے قسم کے خلاف کرنے میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ ہے۔

٣٤٢١- اسناده صحيح ' سنن ابی داؤد کتاب الایمان باب ماجاء فی الحلف بالمراة ٣٢٥٨' نسائی ٣٨٠٣' ابن ماجه ٢١٠٠-

٣٤٢٢- ضعيف سنن ابی داؤد کتاب الا يمان ماجاء فی يمين النبی ﷺ ماکانت ٣٢٦٤' ابن ماجه کتاب الکفارات باب يمين رسول الله ٢٠٩٠- عاصم بن شمیخ مجہول راوی ہے۔

٣٤٢٣- اسناده ضعيف سنن ابی داؤد کتاب الا يمان باب ماجاء فی يمين التی ما كانت ٣٢٦٥' ابن ماجه کتاب الکفارت باب يمين رسول الله ﷺ ٢٠٩٣' ھلال بن ابی ھلال المدنی مستور ہے۔

٣٤٢٤- اسناده صحيه ' سنن ابی داؤد کتاب الا يمان باب الاستشاء فی اليمينن ٣٢٦١' ترمذی کتاب النذور باب ماجاء فی الا مستثناء فی اليمين ١٥٣١' نسائی کتاب الا يمان باب الاستثناء ٣٨٥٩' ابن ماجه کتاب الکفارات باب الا ستثناء فی اليمين ٢١٠٥' دارمی کتاب النذور لا ايمان باب فی الا ستثناء و فی اليمين ٢/ ٢٤٢ ح ٢٣٤٢-

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

عزیز واقارب سے صلہ رحمی

٣٤٢٥۔ عَنْ أَبِى الأَحْوَصِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ ابْنَ عَمٍّ لِيْ آتِيْهِ أَنْ لاَ أُعْطِيَهِ وَلاَ أَصِلَهُ وَلاَ يَصِلَنِيْ ثُمَّ يَحْتَاجُ إِلَيَّ فَيَأْتِيْنِيْ فَيَسْأَلُنِيْ وَقَدْ حَلَفْتُ أَنْ لاَ أُعْطِيَهِ وَلاَ أَصِلَهُ فَأَمَرَنِيْ أَنْ آتِيَ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَأُكَفِّرَ عَنْ يَمِيْنِيْ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ. وَفِيْ رِوَايَتِهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَأْتِيْنِيْ ابْنُ عَمِّيْ فَأَحْلِفُ أَنْ لاَ أُعْطِيَهُ وَلاَ أَصِلَهُ قَالَ ((كَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ))۔

۳۴۲۵۔ابوالاحوص عوف بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے یہ بتایئے کہ جب مجھ کو کوئی ضرورت پیش آتی ہے اور میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس اس چیز کے مانگنے کے لیے آتا ہوں تو وہ مجھے نہیں دیتا ہے نہ وہ میری صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ میرے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے پھر وہ میرا چچازاد بھائی محتاج ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ضرورت لے کر میرے پاس مانگنے کے لیے آتا ہے تو میں نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ میں اس چچیرے بھائی کو کچھ نہیں دوں گا اور نہ اس کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم دیا کہ تم نیک کام کر لیا کرو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔(نسائی ابن ماجہ)اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا چچیرا بھائی میرے پاس آتا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس کو نہیں دوں گا اور نہ صلہ رحمی کروں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور اس نیک کام کو کر لیا کرو۔

❀❀❀❀

٣٤٢٥۔ صحيح سنن النسائى كتاب الا يمان باب الكفارة بعد الحنث ٣٨١٩' ابن ماجه كتاب الكفارات باب من حلف عن يمين فرأى غير ها خيرا منها ٢١٠٩۔

بَابٌ فِي النُّذُوْرِ

نذروں کا بیان

جو چیز شرعی حیثیت سے لازم اور ضروری نہیں اس کو اپنے ذمہ لازم ٹھہرالینا یعنی اس طرح کہنا کہ اگر فلاں کام ہوگیا تو میں دس مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا تو خدا نے اس کا کام کرادیا تو اسے دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ضروری ہے اور اگر گناہ کی نذر مانی ہے تو اس کا ادا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کا کفارہ دینا ضروری ہے جیسا کہ نیچے حدیثوں میں آرہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

نذر ماننے سے کچھ نہیں ہوتا

٣٤٢٦۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالاَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَنْذُرُوا فَإِنَّ النَّذْرَ لاَ یُغْنِیْ مِنَ الْقَدْرِ شَیْئًا وَإِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَخِیْلِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

٣٤٢٦۔ حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نذر مت مانا کرو کیونکہ نذر تقدیر کو نہیں پھیر سکتی ہے بلکہ اس کے ذریعے بخیل سے مال حاصل کیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی بخیل خوشی سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتا ہے لیکن جب وہ نذر مان لیتا ہے اور خدا اس کا مقصد پورا کر دیتا ہے تو اس بہانے سے وہ مال خرچ کر دیتا ہے تو نذر ماننے سے کچھ فائدہ نہیں ہے اور نہ یہ نذر کسی آفت اور مصیبت کو دور کر سکتی ہے اور نہ تقدیر کو لوٹا سکتی ہے اس لیے نذر ماننے سے کچھ فائدہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بھی اگر نذر مان لے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا کام کرادیا تو اس کا پورا کرنا فرض ہے۔

اور غرض نذر سے منع کرنے کی یہ ہے کہ نذر مان کر سستی نہ کیا کریں کیونکہ جب نذر مان لی گئی تو اس کے ذمے اس نذر کا پورا کرنا لازم و فرض ہوگیا۔

جائز نذر ضرور پوری کرنی چاہیے

٣٤٢٧۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ نَذَرَ اَنْ یُطِیْعَ اللّٰهَ فَلْیُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ یَعْصِیَهُ فَلاَ یَعْصِهِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

٣٤٢٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی تو اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے اور وہ نذر پوری کرے اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے اور نہ ایسی نذر کو پوری کرے۔ (بخاری)

٣٤٢٦۔ صحیح بخاری کتاب القدر باب القاء العبد النذر ٦٦٠٩، مسلم کتاب النذر باب النهی عن النذر ١٦٤٠ [٤٢٤١]

٣٤٢٧۔ صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب النذور فی الطاعة ٦٦٩٦۔

توضیح: یعنی جیسے کوئی یوں نذر مانے کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو میں روزہ رکھوں گا یا حج کروں گا یا صدقہ خیرات کروں گا تو ایسی نذر کو پورا کرنا چاہیے کیونکہ یہ نیکی کا کام ہے اور اگر کوئی ایسی نذر مانے جو شرعاً نا جائز ہے جیسے یہ کہنا کہ اگر یہ کام ہو گیا تو فلاں قبر پر چادر چڑھاؤں گا یا چراغ جلاؤں گا اس قسم کی نذر حرام ہے اور اس طرح ہرگز نہیں کرنا چاہیے ایسی نذر کا کفارہ دینا ضروری ہے۔

گناہ کی نذر پوری نہ کی جائے

٣٤٢٨۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ وَفَآءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَلاَ فِيْ مَا لاَيَمْلِكُ الْعَبْدُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ ((لاَ نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ))۔

٣٤٢٨۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گناہ کی نذر کو پورا کرنا درست نہیں ہے اور نہ اس چیز میں نذر ماننا درست ہے جس کا بندہ مالک نہ ہو۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی نذر کو مت پورا کرو۔

٣٤٢٩۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٤٢٩۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی قسم توڑنے سے جو کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے اسی طرح سے نذر کے خلاف کرنے سے بھی وہی کفارہ دینا پڑے گا۔

٣٤٣٠۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٌ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا أَبُو إِسْرَائِيْلَ نَذَرَ أَنْ يَقُوْمَ وَلاَ يَقْعُدَ وَلاَ يَسْتَظِلَّ وَلاَ يَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلْ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٤٣٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص کو آپ نے کھڑا ہوا دیکھا تو لوگوں سے دریافت کیا: اس کا کیا نام ہے اور کیوں کھڑا ہے؟ تو لوگوں نے یہ جواب دیا: ان کا نام ابو اسرائیل ہے اور اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں اور نہ کسی چیز کا سایہ لے گا اور نہ کسی سے بات چیت کرے گا اور روزہ رکھے گا تو نبی ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اسے حکم دو کہ یہ کلام بھی کرے اور سایہ میں رہے اور بیٹھ بھی جایا کرے البتہ روزہ پورا کرے۔ (بخاری)

توضیح: آپ نے نذر لغو کر دی کہ دھوپ میں دن بھر کھڑا رہے گا کسی سے بات نہ کرے گا معلوم ہوا کہ ان کاموں میں ہماری شریعت میں کوئی ثواب نہیں تو فعل لغو ہوا اور فعل لغو جس میں اپنے تئیں تکلیف ہو اور ثواب نہ ملے گناہ کی طرح ہے کیونکہ بے فائدہ نفس کو ستانا ہے باقی مباح امر کی نذر پورا کرنے میں کوئی قباحت نہیں جیسے ابوداؤد اور بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ایک عورت نے نذر مانی تھی کہ اگر نبی کریم ﷺ جنگ سے صحیح سلامت تشریف لائیں گے تو آپ کے سامنے دف بجاؤں گی آپ نے اس سے فرمایا: اپنی نذر پوری کر۔ اور بعض نے کہا مباح کاموں کی نذر جائز ہے اور دف بجانا آنحضرت ﷺ کی اسلامی خوشی کے لیے تھا وہ ثواب کے کاموں میں داخل ہے۔

٣٤٣١۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى

٣٤٣١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک

٣٤٢٨۔صحیه مسلم كتاب النذر باب لا وفاء لنذر ١٦٤١ [٤٢٥٣]

٣٤٢٩۔صحیح مسلم كتاب النذر باب فی كفارة النذر ١٦٤٥ [٤٢٥٣]

٣٤٣٠۔صحیح بخاری كتاب الايمان والنذور باب النذر فيما لا يملك ٦٧٠٤۔

٣٤٣١۔ صحیح بخاری كتاب جزاء العيد باب من نذر المشی الی الكعبة ١٨٦٥' مسلم كتاب النذر باب من نذر ان يمشی الی الكعبة ١٦٤٢ [٤٢٤٧]

شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ ((مَا بَالُ هَذَا)) قَالُوا نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِيْبِ هَذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

بوڑھے شخص کو دیکھا جس کو اپنے دونوں بیٹوں کے درمیان چلایا جا رہا تھا یعنی وہ اپنے دونوں بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اور سہارا لے کر چل رہا تھا تو آپ ﷺ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اس نے پیدل چل کر حج کی نذر مانی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نفس کو ایسی تکلیف دینے سے بے نیاز ہے کہ اسے حکم دو کہ سوار ہو کر چلے۔ (بخاری و مسلم)

٣٤٣٢۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ ((أَرْكَبْ أَيُّهَا الشَّيْخُ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ))۔

۳۴۳۲۔ اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ آپ نے بوڑھے سے فرمایا کہ بڑے صاحب تم سوار ہو کر چلو۔ اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری نذر سے بے نیاز ہے۔

فوت شدگان کی جائز نذر پوری کرنی چاہیے

٣٤٣٣۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَأَفْتَاهُ أَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۳۴۳۳۔ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فتویٰ دریافت کیا کہ ان کی ماں نے نذر مانی تھی اور نذر کے ادا کرنے سے پہلے وہ مر گئیں (تو اب کیا کرنا چاہیے) تو آپ نے جواب دیا کہ اس کی نذر کو اس کی طرف سے تم ادا کر دو۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی میت کے ذمہ نذر باقی ہو تو اس کے وارثوں کو چاہیے کہ اس کی طرف سے ادا کر دیں۔

٣٤٣٤۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا طَرَفٌ مِنْ حَدِيْثٍ مُطَوَّلٍ

۳۴۳۴۔ کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنی توبہ کی قبولیت کے شکریہ میں یہ نذر مانی ہے کہ سارا مال اللہ و رسول کے لیے صدقہ ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنا سارا مال اللہ و رسول کو صدقہ دے دوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مال کو اپنے لیے روک لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خیبر کے غنیمت میں سے جو حصہ مجھے ملا تھا اسے میں نے روک رکھا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٣٤٣٢۔ صحيح بخارى كتاب الايمان باب من عليه نذر ٦٦٩٨، مسلم كتاب النذر باب الامر بقضاء النذر ١٦٣٨ [٤٢٤٨]

٣٤٣٣۔ صحيح بخارى كتاب الايمان والنذور باب عن مات عليه نذر ٦٦٩٨، مسلم كتاب النذر باب الامر بقضاء النذر ١٦٣٨ [٤٢٣٥]۔

٣٤٣٤۔ صحيح بخارى كتاب الايمان والنذر باب ازا أهدى ماله ٦٦٩، مسلم كتاب التوبة باب حديث توبة كعب ٢٧٦٩ [٧٠١٦]

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

نذر کا کفارہ

٣٤٣٥۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِیَةٍ فَكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ

٣٤٣٥۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی نافرمانی کی نذر پوری کرنا جائز نہیں ہے اور ایسی نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔(ابوداؤد، ترمذی ونسائی)

٣٤٣٦۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسَمِّهٖ فَكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يُطِيْقُهٗ فَكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا اَطَاعَهٗ فَكَيْفَ بِهٖ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَوَقَّفَهٗ بَعْضُهُمْ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

٣٤٣٦۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے غیر معین نذر مانی تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے گناہ کی نذر مانی تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے کوئی ایسی نذر مانی جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا تو اس کا کفارہ بھی قسم کا کفارہ ہے اور جس نے ایسی نذر مانی کہ جس کے ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے پوری کر لینا چاہیے۔(ابوداؤد وابن ماجہ)

٣٤٣٧۔ وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رضی اللہ عنہ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَةَ فَاَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلْ كَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِنْ اَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟)) قَالُوْا لَا قَالَ ((فَهَلْ كَانَ فِيْهَا عِيْدٌ مِنْ اَعْيَادِهِمْ؟)) قَالُوْا لَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَاِنَّهٗ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِیْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِیْ مَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

٣٤٣٧۔ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ وہ بوانہ مقام میں اونٹ ذبح کرے گا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر خبر دی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ بوانہ مقام میں جاہلیت کے زمانہ میں اس جگہ بتوں میں سے کسی بت کی پوجا کی جاتی تھی؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا وہاں میلہ لگا کرتا تھا؟ کہا۔نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی نذر پوری کر لو اللہ کی نافرمانی کی نذر مت پوری کرو اور نہ اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہے جس کا انسان مالک نہ ہو۔(ابوداؤد)

٣٤٣٨۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ نَذَرْتُ اَنْ اَضْرِبَ عَلَى رَاْسِكَ بِالدُّفِّ قَالَ

٣٤٣٨۔عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کر کے یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے یہ کہا: میں نے اس بات کی نذر مانی ہے کہ جب آپ جہاد سے بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئیں تو خوشی

٣٤٣٥۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الا یمان باب من رای علیة کفارة ٣٢٩٢، ترمذی کتاب النذور والا یمان باب ماجاء عن رسول اللہ ان لا نذر فی معصیة ١٥٢٣، نسائی کتاب الا یمان باب کفارة النذور ٣٨٦٥۔

٣٤٣٦۔ ضعیف سنن ابی داؤد کتاب الا یمان باب من نذر نذرا لا یطیقہ ٣٣٢٢، یہ روایت مرفوعاً ضعیف ہے کیونکہ طلحہ بن یحییٰ راوی ضعیف ہے۔اور اسے مرفوع بیان کرنے میں خطا ہے۔

٣٤٣٧۔اسنادہ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الا یمان باب مایومر بہ من الوفاء بالنذر ٣٣١٣۔

٣٤٣٨۔ اسنادہ حسن سنن ابی داؤد کتاب الا یمان باب ..مربہ من الوفاء ٣٣١٢۔

((أَوْفِي بِنَذْرِكَ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاودَ وَزَادَ رَزِيْنٌ قَالَتْ وَنَذَرْتُ أَنْ أَذْبَحَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا مَكَانٌ يَذْبَحُ فِيهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ ((هَلْ كَانَ بِذٰلِكَ الْمَكَانِ وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟)) قَالَتْ لَا۔ قَالَ ((هَلْ كَانَ فِيهِ عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟)) قَالَتْ لَا۔ قَالَ ((أَوْفِي بِنَذْرِكِ))۔

میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی نذر پوری کرلو۔(ابوداؤد/رزین)اورایک روایت میں یوں ہے کہ اس عورت نے یہ بھی کہا: میں نے یہ نذر مانی ہے کہ فلاں فلاں جگہ جہاں جاہلیت کے لوگ جاہلیت کے زمانے میں جانور ذبح کیا کرتے تھے تو میں اس جگہ جا کر جانور ذبح کروں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ان جگہوں میں جاہلیت کا کوئی بت تھا جس کی پوجا کی جاتی تھی؟اس نے کہا نہیں۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہاں میلہ لگا کرتا تھا؟اس نے کہا نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی نذر پوری کرلو۔

توضیح: شادی کے موقع پر دف کے بجانے کی حدیث میں رخصت آئی ہے تو جب اس عورت نے ایسی نذر مانی تھی کہ جب آپ سفر سے بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئیں گے تو وہ دف بجائے گی تو اس کی خوشی کو مدنظر رکھ کر آپ ﷺ نے دف بجانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

٣٤٣٩۔ وَعَنْ أَبِي لُبَابَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَهْجُرَ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ فِيهَا الذَّنْبَ وَأَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ صَدَقَةً قَالَ ((يَجْزِءُ عَنْكَ الثُّلُثُ))۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

٣٤٣٩۔حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہا کہ میری کامل توبہ میں سے یہ ہے کہ میں اپنی قوم کا وہ گھر چھوڑ دوں جہاں میں نے گناہ کیا ہے اور اپنے تمام مال کو اللہ کے راستہ میں صدقہ کردوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا تہائی مال تمہاری طرف سے کافی ہے۔ (رزین)

توضیح: ابولبابہ رضی اللہ عنہ رفاعہ اوس قبیلہ کے رہنے والے ہیں، عقبہ ثانیہ میں اسلام لائے اور نقیب بنائے گئے مشہور جلیل القدر صحابی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے جاں نثار ہیں۔اکثر غزوات میں شرکت کی اور غزوہ بدر میں خاص امتیاز حاصل ہوا۔ہر اونٹ پر تین تین آدمی سوار ہوئے ابولبابہ جس اونٹ پر تھے وہ شہنشاہ زماں کا مرکب ہمایوں تھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسی پر تھے وہ لوگ باری باری چڑھتے اترتے تھے جب آنحضرت ﷺ کے اترنے کی باری آتی تو یہ دونوں جاں نثار عرض کرتے کہ آپ سوار رہیں ہم پیدل چلیں گے لیکن آنحضرت ﷺ فرماتے کہ تم مجھ سے زیادہ چلنے پر قادر نہیں اور نہ میں تم سے زیادہ ثواب سے مستغنی ہوں۔(طبقات ابن سعد ص ١٤)

مدینہ کی دودن کی مسافت پر روحا ایک مقام ہے وہاں پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے ابولبابہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کرکے واپس کردیا اور غنیمت میں جس طرح مجاہدین کا حصہ لگا تھا ان کو بھی لگایا۔غزوہ قینقاع اور غزوہ سویق میں بھی وہی مدینہ پر آنحضرت ﷺ کے جانشین تھے۔(طبقات ابن سعد ص ١٩)

۵ھ میں آنحضرت ﷺ نے اول قریظہ کے جو یہودی تھے اور اسلام کے سخت دشمن تھے۔محاصرہ کیا یہ لوگ قبیلہ اوس کے حلیف تھے اس بنا پر انہوں نے ابولبابہ کو مشورہ کے لیے بلایا یہ وہاں پہنچے تو یہود نے بڑی تعظیم کی اور ان کے سامنے اصل مسئلہ پیش کیا یہودیوں کی عورتیں اور بچے روتے ہوئے سامنے نکل آئے یہ عجیب دردناک سماں تھا اس منظر کو دیکھ کر ان کا دل بھر آیا اور کہا کہ میرے خیال میں تم کو آنحضرت ﷺ کا حکم مان لینا چاہیے اور گلے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ نہ ماننے کی صورت میں قتل کیے جاؤ گے کرنے کو تو اشارہ کر گئے لیکن جب یہ خیال آیا کہ خدا اور رسول کی خیانت ہوئی تو پیروں کے تلے سے زمین نکل گئی وہاں سے اٹھ کر مسجد نبوی ﷺ میں آئے اور ایک موٹی اور وزن دار زنجیر سے اپنے کو ایک ستون میں باندھا کہ جب تک خدا توبہ نہ قبول کرے اسی طرح بندھا رہوں گا۔

٣٤٣٩۔ صحیح سنن ابی داؤد ٣٣١٩۔

جب زیادہ عرصہ گزرا تو آنحضرت ﷺ نے لوگوں سے دریافت کیا' قصہ معلوم ہونے پر فرمایا: خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا اگر وہ میرے پاس آ جاتے تو میں خود استغفار کرتا۔ غرض سات آٹھ روز اسی طرح گزرے نماز اور حوائج ضروریہ کے لیے زنجیر کھول لیتے تھے اس سے فراغت کے بعد ان کی لڑکی پھر باندھ دیتی۔ کھانا پینا بالکل ترک تھا کانوں سے بہرے ہو گئے آنکھیں بھی معرض خطرے میں پڑ گئیں اور ناطاقتی سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے اس وقت رحمت الٰہی کے نزول کا وقت آیا۔

آنحضرت ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تھے کہ طلوع فجر سے پیشتر آیت توبہ اتری آپ فرط مسرت سے مسکرا اٹھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! خدا آپ کو ہمیشہ ہنسائے بات کیا ہے فرمایا ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہو گئی اتنا کہنا تھا کہ یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہو گئی۔ لوگ ابولبابہ کو کھولنے آئے تو انہوں نے کہا کہ جب آنحضرت ﷺ خود آ کر کھولیں گے اس وقت یہاں سے ہٹوں گا۔ چنانچہ نماز صبح کے لیے جب آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو خود اپنے دست مقدس سے حضرت ابولبابہ کو کھولا۔ ابولبابہ پر مسرت کا یہ عالم طاری تھا کہ درخواست کی اپنا گھر بار چھوڑ کر آپ کے پاس رہوں گا اور اپنا کل مال صدقہ کرتا ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ایک ثلث صدقہ کرو۔ (کتب رجال و مسند ابن حنبل ص ۴۵۳)

توبہ میں یہ آیتیں نازل ہوئی تھیں:

﴿یایها الذین امنوا لا تخونوا الله والرسول و تخونوا اماناتکم و انتم تعلمون واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنة و ان الله عنده اجر عظیم یایها الذین امنوا ان تتقوا الله یجعل لکم فرقانا و یکفر عنکم سیناتکم و یغفر لکم والله ذو الفضل العظیم﴾

''مسلمانو! تم اللہ اور رسول اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو حالانکہ تم اس کو جانتے ہو اور خوب سمجھ لو کہ تمہارے مال اور اولاد آزمائش ہیں اور خدا کے پاس بڑا اجر ہے۔ مسلمانو! اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ تم کو ممتاز کرے گا اور تمہاری برائیاں دور کرے گا اور خدا بڑا فضل کرنے والا ہے۔''

٣٤٤٠۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي نَذَرْتُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَكَّةَ أَنْ أُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ صَلِّ هٰهُنَا ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ هٰهُنَا ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ ((شَأْنُكَ إِذًا))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ

۳۴۴۰۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اللہ تعالیٰ کی نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ مکہ کو فتح کرا دے گا تو اس کے شکریہ میں بیت المقدس میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسی جگہ بیت اللہ ہی میں نماز پڑھ لو تو تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔ اس نے پھر اپنے سوال کو دہرایا آپ ﷺ نے یہی جواب میں فرمایا پھر اس نے یہی سوال کیا آپ ﷺ نے وہی جواب دیا کہ تیسری مرتبہ اس نے یہی کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو تیرا جی چاہے کر لے یعنی اگر بیت المقدس ہی میں نماز پڑھنا چاہے تو وہاں جا کر پڑھ لے۔ (ابوداؤد و دارمی)

توضیح: کیونکہ بیت المقدس کا ایک ہی حکم ہی تو اگر کسی نے بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی منت مانی اور بیت اللہ میں نماز پڑھ لی تو اس کی نذر پوری ہو جائے گی اسی طرح اگر مسجد نبوی میں پڑھ لی تو منت پوری ہو جائے گی۔

٣٤٤٠۔ اسناده صحیح سنن ابی داؤد کتاب الا یمان باب من نذر ان یصلی ٣٣٠٥' دارمی کتاب النذور والا یمان باب من نذر ان یصلی فی بیت المقدس ٢/ ١٨٤'١٨٥' ح ٤٤۔

پیدل حج کرنے کی نذر ایک ناپسندیدہ فعل

٣٤٤١- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً وَإِنَّهَا لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ مَشْيِ أُخْتِكَ فَلْتَرْكَبْ وَلْتُهْدِ بُدْنَةً)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ- وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَبِيْ دَاوُدَ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَنْ تَرْكَبَ وَتُهْدِي هَدْيًا)) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَصْنَعُ بِشِقَاءِ أُخْتِكَ شَيْئًا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَحُجَّ وَتُكَفِّرْ يَمِيْنَهَا)).

٣٤٤١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی تھی جس کی اس کو طاقت نہیں تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری بہن کے پیدل چلنے سے بے نیاز ہے اور اسے کہہ دو کہ سوار ہو کر جائے اور ایک اونٹ کی قربانی کر دے۔ (ابو داؤد و دارمی) اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر جائے اور ایک قربانی کا جانور ساتھ لے جائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیری بہن کو پیدل چلنے کی مشقت نہیں دینا چاہتا اور نہ اس سے کوئی ثواب ملے گا وہ سوار ہو جائے اور حج کرلے اور اپنی نذر اور قسم کا کفارہ دے دے۔

٣٤٤٢- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ سَأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ أُخْتٍ لَهُ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ فَقَالَ ((مُرُوْهَا فَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَرْكَبْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)). رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

٣٤٤٢- حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا کہ ان کی بہن نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہے اور ننگے سر اور ننگے پاؤں پیدل حج کرے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس سے کہو کہ وہ سر ڈھانکے اور سوار ہو کر جائے اور نذر کے کفارہ میں تین روزے رکھے۔ (ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ و دارمی)

نافرمانی والی نذر کا کفارہ دیا جائے گا

٣٤٤٣- وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ بَيْنَهُمَا مِيْرَاثٌ فَسَأَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ الْقِسْمَةَ فَقَالَ إِنْ عُدْتَ تَسْأَلُنِي الْقِسْمَةَ فَكُلُّ مَالِيْ فِيْ رِتَاجِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنَّ الْكَعْبَةَ غَنِيَّةٌ عَنْ مَالِكَ كَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَكَلِّمْ أَخَاكَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ لَا يَمِيْنَ عَلَيْكَ وَلَا نَذْرَ فِيْ

٣٤٤٣- حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو انصاری بھائیوں کو میراث ملی جس میں یہ دونوں برابر کے شریک رہے تو ان میں سے ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے میراث کے بارے میں کہا یعنی اس میراث کو بانٹ کر آدھا تم لے لو اور آدھا مجھے دے دو تو اس کے بھائی نے کہا کہ اگر دوبارہ مجھ سے میراث کی تقسیم کے بارے میں سوال کرو گے تو میرا سارا مال بیت اللہ شریف کے مصرف میں خرچ کیا جائے گا۔ یعنی نذر کے طور پر یا قسم کے طور پر اس نے ایسا کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیت اللہ شریف

٣٤٤١- اسناده صحيح سنن ابی داؤد كتاب الا يمان باب من رای عليه كفار ٣٢٩٥، ٣٢٩٧، ٣٢٩٢، دارمی كتاب النذور باب فی كفارة النذر ٢/ ٢٤٠ ح ٢٣٣٥-

٣٤٤٢- اسناده ضعيف، سنن ابی داؤد كتاب الا يمان والنذور باب من رای عليه كفارة ٣٢٩٣، ترمذی كتاب النذور والايمان ١٥٤٤، نسائی كتاب الا يمان باب اذا ملفت المراة ٣٨٤٦، ابن ماجه كتاب الكفارات باب من نذر ان يحج ما شيئا ٣١٣٤، عبیداللہ بن زحر ضعیف راوی ہے۔ دارمی كتاب لنذور والايمان باب فی كفارة النذر ٢/ ٢٣٩ ح ٢٣٣٤-

٣٤٤٣- صحيح سنن ابی داؤد كتاب الا يمان والنذور باب اليمين فی قطيعة الرحم ٣٢٧٢، حاكم ٤/ ٣٠٠

مَعْصِيَةِ الرَّبِّ وَلاَ فِيْ قَطِيْعَةِ الرَّحِمِ وَلاَ فِيْ مَا لاَ يَمْلِكُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

تیرے مال سے بے نیاز ہے اور اس کو تیرے مال کی ضرورت نہیں ہے تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور اپنے بھائی سے بات چیت کر لے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں نہ قسم کھانا جائز ہے اور نہ نذر ماننا درست ہے اور نہ رشتہ اور قرابت داری کے کاٹنے کی نذر ماننی اور قسم اٹھانی درست ہے اور جس چیز کا انسان مالک نہ ہو اس نذر کو پورا کرنا بھی درست نہیں ہے بلکہ ان سب صورتوں میں نذر اور قسم کا کفارہ دے دینا چاہیے اور نیک کام کو کر لینا چاہیے۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٤٤٤۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اَلنَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَنْ كَانَ نَذَرَ فِيْ طَاعَةٍ فَذٰلِكَ لِلّٰهِ فِيْهِ الْوَفَاءُ وَمَنْ كَانَ نَذَرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ فَذٰلِكَ لِلشَّيْطَانِ وَلاَ وَفَاءَ فِيْهِ وَيُكَفِّرُهُ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِيْنَ))۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

۳۴۴۴۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ نذر کی دو قسمیں ہیں ایک وہ نذر جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانی ہو وہ نذر اللہ کے لیے ہوگی جس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اور دوسری وہ نذر جس سے اللہ کی نافرمانی ہو یہ نذر شیطان کے لیے ہے اسے نہیں پورا کرنا چاہیے اور اس نذر کا کفارہ دینا چاہیے۔ (نسائی)

٣٤٤٥۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ إِنَّ رَجُلاً نَذَرَ اَنْ يَنْحَرَ نَفْسَهُ إِنْ نَجَاهُ اللّٰهُ مِنْ عَدُوِّهِ فَيُسْئَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ سَلْ مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ لاَ تَنْحَرْ نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ كُنْتَ مُؤْمِنًا قَتَلْتَ نَفْسًا مُؤْمِنَةً وَإِنْ كُنْتَ كَافِرًا تَعَجَّلْتَ إِلَى النَّارِ وَاشْتَرِ كَبْشًا فَاَذْبَحْهُ لِلْمَسَاكِيْنِ فَإِنَّ إِسْحَاقَ خَيْرٌ مِنْكَ وَفُدِيَ بِكَبْشٍ فَأُخْبِرَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ هٰكَذَا كُنْتُ أَرَدْتُ اَنْ أُفْتِيَكَ۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

۳۴۴۵۔ حضرت محمد بن منتشر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو دشمنوں سے بچا دے گا تو وہ اپنے آپ کو ذبح کر ڈالے گا اور اپنی قربانی آپ کر ڈالے گا تو اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مسئلہ پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم مسروق سے دریافت کرو۔ تو اس نے مسروق سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تم اپنی خودکشی نہ کرو اور نہ اپنے آپ کو ذبح کرو کیونکہ اگر تو مسلمان ہے تو تم نفس مومن کو مارو گے جس کا مارنا حرام ہے اور اگر خدانخواستہ تم کافر ہو تو جہنم میں جانے کے لیے جلدی کر رہے ہو۔ تو تم ایک دنبہ خرید لو اور اپنی جگہ دنبے کو ذبح کر کے مسکینوں کو کھلا دو۔ کیونکہ حضرت اسحاق علیہ السلام تم سے بہتر تھے۔ اور ان کے بدلے میں مینڈھے کی قربانی کی گئی۔ اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے بھی تمہارے اس فتویٰ کا یہی جواب دینے کا ارادہ کیا تھا۔ (رزین)

توضیح: حضرت مسروق بہت بڑے تابعی عالم فقیہہ اور محدث تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے فتویٰ کی تائید کی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کا نام سہواً لے لیا ہے ورنہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح ہیں جن کی طرف سے دنبے کی قربانی کی گئی۔

❀❀❀❀

٣٤٤٤۔ صحيح سنن النسائى كتاب الايمان باب كفارة النذر ٣٨٧٦۔

٣٤٤٥۔ سند نا معلوم ہے۔

کِتَابُ الْقِصَاصِ

قصاص اور بدلہ لینے کا بیان

قصص اور قصاص کے معنی پیچھے پیچھے چلنے کے ہیں اور اگر کوئی کسی کو مار ڈالے تو مقتول کے بدلے میں قاتل کے مارنے کو ''قصاص'' کہتے ہیں۔ کیونکہ مقتول کا ولی قاتل کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور قصاص کے معنی برابری کے بھی ہیں تو اگر مقتول کا ولی قاتل کو مار ڈالے اس اعتبار سے قاتل مقتول دونوں برابر ہو گئے یعنی دونوں مقتول ہو گئے قصاص لینے سے دنیا میں امن قائم رہتا ہے اور اس سے ہر ایک کی زندگی محفوظ ہو جاتی ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی فمن عفی له من اخیه شی فاتباع بالمعروف و اداء الیه باحسان۔ ذلك تخفیف من ربکم و رحمة فمن اعتدی بعد ذلك فله عذاب علیم ولکم فی القصاص حیٰوة یا اولی الالباب لعلکم تتقون﴾

''ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے آزاد آزاد کے بدلے اور غلام غلام کے بدلے، عورت عورت کے بدلے جس کسی نے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی اسے بھلائی کے پیچھے لگنا چاہیے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہیے تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے اس کے بعد بھی جو سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا عقلمندو قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے اس باعث تم قتل ناحق سے رکو گے۔'' (سورۂ بقرہ ع ۲۲)

اور فرمایا:

﴿و کتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف و الاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق به فهو کفارة له و من لم یحکم بما انزل الله فاؤلئك هم الظلمون﴾

''ہم نے یہودیوں کے ذمہ تورایت میں یہ بات مقرر کر دی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص اس کو معاف کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور جو شخص خدائے تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے حکم کے مطابق نہ کرے وہی لوگ ظالم ہیں۔''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

کون واجب القتل ہوگا؟

۳۴۴۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ

۳۴۴۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۴۴۶۔ صحیح بخاری کتاب الدیات باب قول الله تعالیٰ ان النفس بالنفس ۶۸۴۷، مسلم کتاب القیامة باب ما یباح به دم المسلم ۱۶۷۶ [۴۳۷۵]

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَإِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلاَّ بِإِحْدٰى ثَلاَثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِىْ وَالْمَارِقُ لِدِيْنِهِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

نے فرمایا: جو مسلمان اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور میں یعنی محمد اللہ کا سچا رسول ہوں تو ایسے مسلمان کا قتل کرنا اور اس کا خون گرانا سوائے ان تین صورتوں کے حلال نہیں ہے۔(۱) کسی کو ناحق قتل کرے تو اس کے قصاص کے بدلے میں اس کا خون گرانا درست ہوگا (۲) اور دوسرے سے شادی شدہ زانی پوری شہادت (گواہی) کے بعد اس کا رجم کرنا جائز ہوگا (۳) اور تیسرے وہ جو مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ کر الگ ہو جائے یعنی مرتد ہو جائے تو اس کا قتل کرنا مباح ہے۔(بخاری ومسلم)

٣٤٤٧۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِىْ فُسْحَةٍ مِنْ دِيْنِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ

۳۴۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک کوئی مسلمان کسی کو ناحق نہ قتل کرے تو وہ اپنے دین کی کشادگی میں ہمیشہ رہتا ہے اسے خدا کی رحمت گھیرے رہتی ہے۔ (بخاری)

روز قیامت سب سے پہلے فیصلہ کس بارے ہوگا؟

٣٤٤٨۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِى الدِّمَآءِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۴۴۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز لوگوں کے درمیان میں سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔(بخاری ومسلم)

توضیح: حق العباد میں سب سے پہلے ناحق خون کا حساب لیا جائے گا اور حق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔

کلمہ گو کا قتل ناحق ہے

٣٤٤٩۔ وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيْتُ رَجُلاً مِنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ إِحْدٰى يَدَىَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لاَذَمِنِّى بِشَجَرَةٍ فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ؟ وَفِىْ رِوَايَةٍ فَلَمَّا أَهْوَيْتُ لأَقْتُلَهُ قَالَ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ أَ أَقْتُلُهُ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ قَالَ ((لاَ تَقْتُلْهُ)) فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدٰى يَدَىَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِىْ قَالَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۴۴۹۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں کسی کافر کے مقابلے کے لیے نکلوں اور لڑائی میں ہم دونوں آپس میں ایک دوسرے کو مارنے لگیں تو اس کافر نے میرے ہاتھ میں تلوار ماری جس سے وہ ہاتھ کٹ گیا پھر وہ بھاگ کر ایک درخت کے آڑ میں مجھ سے پناہ لی اور یہ کہنے لگا کہ میں اللہ کے واسطے اسلام لیے آیا اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ جب میں نے اس کے مارنے کا ارادہ کیا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا تو کیا اس کلمہ کے کہنے کے بعد میں اس کو قتل کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اب تم اس کو مت مارو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے میرے ایک ہاتھ کو کاٹ دیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو مت قتل کرو اگر تم نے اس کو مار ڈالا تو وہ تیرے درجے میں ہوگا اس کے مارنے سے پہلے یعنی کلمہ کے کہنے کی وجہ سے وہ مسلمان ہوگیا اور تو اس کے مارنے سے پہلے مسلمان تھا اور جب تم اس کو مار ڈالو گے تو تم اس

٣٤٤٨۔ صحيح بخارى كتاب الديات باب قول الله تعالىٰ ومن يقتل مومنا ٦٨٦٤، مسلم كتاب القيامه باب العجازاة بالدماء ١٦٧٨ [٤٣٨١]

٣٤٤٩۔صحيح بخارى كتاب الديات باب قول الله تعالىٰ ومن يقتل مومنا ٦٨٦٥ ، مسلم كتاب الا يمان باب تحريم قتل الكافر ٩٥ [٢٧٤]

کے مرتبے میں آ جاؤ گے جو مرتبہ اس کا کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا یعنی کلمہ پڑھنے سے پہلے وہ کافر تھا جب تو اس کے کلمہ پڑھنے کے بعد اس کو مار ڈالے گا تو تم کافر ہو جاؤ گے کیونکہ مسلمان کا مارنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلمہ گو مسلمان کو قتل کرنا ناجائز ہے۔

٣٤٥٠۔ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلٰى أُنَاسٍ مِنْ جُهَيْنَةَ فَأَتَيْتُ عَلٰى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَهَبْتُ أَطْعَنُهُ فَقَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهُ فَقَتَلْتُهُ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ((أَقَتَلْتَهُ وَقَدْ شَهِدَ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ تَعَوُّذًا قَالَ ((فَهَلَّا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٤٥٠۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو جہینہ قبیلہ کے لوگوں کے پاس بھیجا یعنی جہاد اور لڑائی کے لیے تو لڑائی میں ایک شخص کے پاس میں پہنچا اور میرا اس کا مقابلہ ہوا اور میں اس کو اپنا نیزہ مارنا چاہتا تھا کہ اسی اثناء میں اس نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا میں نے اسی حالت میں نیزہ مار ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر میں نے یہ واقعہ بیان کیا یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس کو مار ڈالا جب کہ اس نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے اپنی جان بچانے کے لیے اس کلمہ کو کہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا تھا یعنی باطنی حالت تجھ کو نہیں معلوم۔ تمہیں ظاہر پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ (بخاری ومسلم)

٣٤٥١۔ وَفِي رِوَايَةِ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَهُ مِرَارًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٤٥١۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز جب وہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوا آئے گا تو تم کیا جواب دو گے اور اس لفظ کو کئی دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (مسلم)

٣٤٥٢۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٤٥٢۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی معاہد کو مار ڈالے گا تو جنت کی خوشبو نہیں پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کے مسافت تک پائی جاتی ہے۔ (بخاری)

توضیح: معاہد سے وہ کافر مراد ہے جس سے ترک قتل پر امام اور بادشاہ سے معاہدہ ہو گیا اور بادشاہ نے اس کو امن دے دیا ہے کہ نہ تم ہم کو قتل کرو اور نہ ہم تم کو قتل کریں گے، خواہ وہ ذمی ہو یا غیر ذمی اس روایت میں چالیس برس تک ہے اور کسی روایت میں ستر برس اور کسی میں سو برس اور کسی میں پانچ سو برس اور کسی میں ہزار برس تک ہے تو یہ باعتبار مختلف احوال واشخاص اور اعمال کے ہیں یا ان سب سے طول مسافت مراد ہے اور جنت کی خوشبو نہ پانے سے مطلب یہ ہے کہ جو خاص خوشبو نیک لوگ پائیں گے اس سے یہ محروم ہو گا یا یہ کہ شروع شروع میں اس کو ایسی خوشبو نہیں ملے گی۔ واللہ اعلم

٣٤٥٠۔ صحیح بخاری کتاب الدیات باب قول اللہ تعالیٰ ومن احیاء ھا ٦٨٧٢، مسلم کتاب الا یمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الہ الا اللہ ٩٦ [٢٧٧]

٣٤٥١۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لا الہ الااللہ ٩٧ [٢٧٩]

٣٤٥٢۔ صحیح بخاری کتاب الجزیۃ باب اثم من قتل معاھدا ٣١٦٦۔

خودکشی جہنم کا راستہ

٣٤٥٣۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيْهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسَمُّهُ فِیْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهُ فِیْ يَدِهٖ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِیْ بَطْنِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۴۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو پہاڑ سے نیچے گرا کر مار ڈالے تو وہ جہنم میں ہمیشہ اسی طرح سے کرتا رہے گا اور جس نے زہر پی کر اپنے آپ کو مار ڈالا ہے تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ اسی زہر کو پیتا رہے گا اور جس نے کسی دھار دار لوہے کی چیز سے جیسے تلوار، چھرا، چاقو سے اپنے آپ کو مار کر خودکشی کر لی ہے تو وہی ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ اسی ہتھیار کو اپنے پیٹ میں بھونکے گا۔ (بخاری و مسلم)

٣٤٥٤۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((الَّذِیْ يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِی النَّارِ وَالَّذِیْ يَطْعَنُهَا يَطْعَنُهَا فِی النَّارِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۳۴۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنا گلا گھونٹ کر اپنے آپ کو مار ڈالا تو وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹے گا اور جس نے نیزہ مار کر اپنے آپ کو مار ڈالا تو جہنم میں بھی وہ اپنے آپ کو نیزہ مارے گا۔ (بخاری)

٣٤٥٥۔ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهٖ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّيْنًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَادَرَنِیْ عَبْدِیْ بِنَفْسِهٖ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۴۵۵۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے زمانہ میں ایک شخص تھا جس کے ہاتھ میں زخم تھا اس سے بے چین ہو گیا چھری لے کر اپنے زخمی ہاتھ کو کاٹ ڈالا اس ہاتھ کا خون بند نہیں ہوا وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس بندے نے اپنے آپ کو ہلاک کرنے میں مجھ سے جلدی کی میں نے اس پر جنت کو حرام کر دیا۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: مطلب یہ ہے کہ شروع شروع میں جنت میں اس کا داخلہ حرام ہوگا یا اپنی سزا بھگت کر ایمان اور عمل صالحہ کی برکت سے جنت میں داخل ہو جائے گا تو دخول اولی اس کے لیے حرام ہے یا یہ کہ اس نے اپنی خودکشی کو حلال سمجھ لیا تھا، حالانکہ خودکشی حرام ہے تو فعل حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے تو اس کے کفر کی بنا پر جنت اس پر حرام ہو گئی۔ واللہ اعلم

٣٤٥٦۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ طُفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِیَّ رضی اللہ عنہ لَمَّا هَاجَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَی الْمَدِيْنَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ

۳۴۵۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی تو ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک آدمی نے بھی ہجرت کی مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد وہاں کی آب و ہوا ان کو نا موافق ہوگئی اور بیمار پڑ گئے اور وہ آدمی بھی

٣٤٥٣۔ صحیح بخاری کتاب الطب باب شرب السم ٥٧٧٨، مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم قتل الانسان ١٠٩ [٣٠٠]

٣٤٥٤۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قاتل النفس ١٣٦٥۔

٣٤٥٥۔ صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ماذکر عن نبی اسرائیل ٣٤٦٣، مسلم کتاب الا یمان باب غلظ تحریم قتل الانسان ١١٣ [٣٠٨]

٣٤٥٦۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان قاتل نفسه لا یکفر ١١٦ [٣١١]

فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتّٰى مَاتَ فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِيْ مَنَامِهِ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَلِيْ بِهِجْرَتِيْ إِلَى نَبِيِّهِ ﷺ فَقَالَ مَا لِيْ أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ قِيْلَ لِيْ لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ﷺ اللّٰهُمَّ وِلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

بیمار پڑ گیا جوان کے ساتھ ہجرت کر کے آیا تھا اس نے بے چینی اور بے قراری کی وجہ سے اپنے نیزے کو لے کر ہاتھ کے انگلیوں کے جوڑوں کو کاٹ ڈالا جس سے اس کے ہاتھوں سے خون بہنے لگا یہاں تک کہ وہ اس کی وجہ سے مر گیا تو طفیل بن عمرو نے اس کو خواب میں دیکھا کہ اس کی حالت اچھی ہے مگر وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے ہوئے ہے تو انہوں نے خواب ہی میں اس سے پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا' اس لیے کہ میں اس کے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی ہے تو طفیل بن عمرو نے اس سے کہا کہ کیا بات ہے میں تمہارے دونوں ہاتھوں کو چھپا ہوا دیکھ رہا ہوں اس نے کہا کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ جس چیز کو تو نے خود بخود بگاڑ دیا ہے ہم اس کو درست نہیں کریں گے تو طفیل بن عمرو نے اس خواب کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ خدایا جب تو نے اس کو بخش دیا ہے تو اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے' یعنی اس کے دونوں ہاتھوں کو درست کر دے۔ (مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خودکشی کرنے والا جب توبہ کر کے مرجائے تو اس کی بخشش ہو جائے گی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنا مغفرت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

قتل کی دیت

٣٤٥٧۔ وَعَنْ أَبِيْ شُرَيْحِ الْكَعْبِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ثُمَّ أَنْتُمْ يَا خُزَاعَةُ قَدْ قَتَلْتُمْ هٰذَا الْقَتِيْلَ مِنْ هُزَيْلٍ وَأَنَا وَاللّٰهِ عَاقِلُهُ مَنْ قَتَلَ بَعْدَهُ قَتِيْلاً فَأَهْلُهُ بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ إِنْ أَحَبُّوا قَتَلُوا وَإِنْ أَحَبُّوا أَخَذُوا الْعَقْلَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالشَّافِعِيُّ

٣٤٥٧۔ ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خزاعہ والوں سے فرمایا: اے خزاعہ! تم نے اس ہذیلی مقتول کو جس کو تم نے مارا ہے خدا کی قسم میں اس کی دیت دوں گا اب اس کے بعد جو کسی شخص کو قتل کرے گا تو مقتول کے وارثوں کو ان دو باتوں میں سے ایک بہتر بات کا اختیار دیا جائے گا اگر وہ چاہیں تو قاتل کو مار ڈالیں اور اگر چاہیں تو دیت لے لیں۔ (ترمذی وشافعی)

٣٤٥٨۔ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِإِسْنَادِهِ وَصَرَّحَ بِأَنَّهُ لَيْسَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ وَقَالَ: وَأَخْرَجَاهُ مِنْ رِوَايَةِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَعْنِيْ بِمَعْنَاهُ

٣٤٥٨۔ اور شرح سنہ' بخاری' مسلم نے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ بخاری' مسلم میں یہ حدیث ابو شریح سے مروی نہیں ہے' البتہ بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے معناً بیان کیا ہے۔

توضیح: فتح مکہ کے بعد مکہ میں رسول اللہ ﷺ نے یہ خطبہ دیا تھا جس میں جاہلیت کے بہت سے رسم و رواج کی تردید فرمائی تھی انہی دنوں میں خزاعہ نے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا آپ نے اس مقتول ہذیل قبیلے کے بدلے میں جو جاہلیت میں مارا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسلام لانے کے بعد اس کے وارثوں کو دیت دینے کا وعدہ فرمایا تا کہ آئندہ چل کر فتنہ نہ بڑھے اس حدیث میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

٣٤٥٧۔ صحيح سنن الترمذى كتاب الديات باب ماجاء فى حكم ولى القيل فى القصاص ١٤٠٦' كتاب الام ٦/ ٩' شرح السنة للبغوى ١/ ٣٠١ ح ٢٠٠٤۔

٣٤٥٨۔ صحيح بخارى كتاب العلم باب كتابة العلم' ١١٣' مسلم كتاب الحج باب تحريم مكة ١٣٥٥ [٣٣٠٥]

خون کا بدلہ خون

۳۴۵۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا أَفُلاَنٌ أَفُلاَنٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيْءَ بِالْيَهُوْدِيِّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَّ رَأْسَهُ بِالْحِجَارَةِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۴۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے ایک مسلمان لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان میں کچل ڈالا تو اس لڑکی سے پوچھا گیا کہ کس نے تیرے سر کو کچلا ہے کیا فلاں فلاں آدمی نے مارا ہے وہ سر سے اشارہ کرتی گئی نہیں نہیں، یہاں تک کہ اس یہودی کا نام لیا گیا جس نے اس کے سر کو پتھروں سے کچلا تھا اس نے سر کے اشارہ سے کہا ہاں، تو اس یہودی کو گرفتار کر کے لایا گیا۔ اور اس سے پوچھا گیا اس نے اقرار کیا ہاں میں نے ہی کچلا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اس یہودی کے سر کو بھی دو پتھروں کے درمیان میں رکھ کر کچل دیا جائے، چنانچہ اس یہودی کا سر بھی پتھر سے کچلا گیا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے بدلے مرد کو قتل کیا جائے گا، جیسا کہ مرد کے بدلے عورت قتل کی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

دانت کا قصاص

۳۴۶۰۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لاَ وَاللّٰهِ لاَ تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَ قَبِلُوا الْأَرْشَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۴۶۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی پھوپھی ربیع نے ایک انصاری لڑکی کا دانت توڑ دیا تھا تو اس لڑکی کے رشتہ دار رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بدلہ لینے کا حکم صادر فرمایا، یعنی یہ حکم دیا کہ دانت توڑنے کے بدلے میں ربیع کا بھی دانت توڑا جائے گا۔ یہ سن کر انس بن مالک کے چچا انس بن نضر نے کہا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم اس کے دانت نہیں توڑے جا سکتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے انس! اللہ کی کتاب میں قصاص ہے یعنی ﴿السن بالسن﴾ آیا ہے دانت کے بدلے میں دانت توڑا جائے گا تو اس لڑکی کے رشتہ دار دیت لینے پر راضی ہو گئے اور دانت نہیں توڑا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے دانت توڑنے والی خود ربیع تھی اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ربیع کی بہن تھی اور قسم کھانے والے انس بن نضر ہیں اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ ام ربیع نے قسم کھائی تھی اس میں کوئی تعارض نہیں ہے تو انس بن نضر اور ام ربیع نے قسم کھائی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ شفارش کر دیں کہ وہ لوگ دیت لینے پر راضی ہو جائیں تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کی شفارش نہیں کر سکتا۔ اللہ کا حکم قصاص لینے کا ہے پھر وہ لوگ خود بخود دیت لینے پر راضی ہو گئے تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہوتے ہیں کہ جب خدا کے بھروسہ پر قسم کھا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سچا کر دیتا ہے۔

۳۴۵۹۔ صحیح بخاری کتاب الدیات باب اذا أقربا لقتل مرة ۶۸۸۴، مسلم کتاب القسامة باب ثبوت القصاص ۱۶۷۳ [۴۳۶۱]

۳۴۶۰۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب والحروج قصاص ۴۶۱۱، مسلم کتاب القسامة باب ثبات القصاص ۱۶۷۵ [۴۳۷۴]

٣٤٦١۔ وَعَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا هَلْ عِنْدَكُم شَيْءٌ لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسْمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطَى رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قُلْت وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ وَأَنْ لاَ يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَذُكِرَ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لاَ تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا فِي كِتَابِ الْعِلْمِ

۳۴۶۱۔حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس کوئی چیز ایسی ہے جو قرآن مجید میں نہ ہو؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اس خدا کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا یعنی اس کو اگایا اور جان کو وجود بخشا ہمارے پاس قرآن مجید کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے سوائے فہم اور سمجھ کے جو انسان کو اللہ کی کتاب میں دی گئی ہے جس سے وہ قرآن مجید کو صحیح سمجھتا ہے اور جو کچھ میرے اس رسالے میں ہے میں نے کہا آپ کے اس صحیفے اور رسالے میں کیا ہے۔تو انہوں فرمایا: اس میں یہ تین مضامین ہیں۔ (۱) قتل کا خون بہا اور دیت لینا (۲) قیدی کو چھوڑانا (۳) اور تیسرے کافر کے بدلے میں مسلمان کو نہیں قتل کیا جائے گا۔(بخاری)

توضیح: بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصیت نامہ ہے اس تحقیق کے لیے حضرت جحیفہ نے دریافت کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا کہ سوائے قرآن مجید کے اور فہم قرآنی کے اور اس صحیفے کے میرے پاس کچھ نہیں ہے تو معلوم ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس مشہور نامے نہیں تھے۔واللہ اعلم بالصواب

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

مسلمان کے خون کی حرمت

٣٤٦٢۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَوَقَفَهُ بَعْضُهُمْ وَهُوَ الأَصَحُّ

۳۴۶۲۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کا برباد ہو جانا آسان ہے مسلمان آدمی کے قتل سے۔(ترمذی ونسائی)

٣٤٦٣۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہما

۳۴۶۳۔ابن ماجہ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

توضیح: یعنی مسلمان کا مارا جانا تمام کائنات عالم کی بربادی سے زیادہ سخت ہے یعنی مسلمان کا خون تمام دنیا سے زیادہ قیمتی ہے اور سب چیزیں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔

٣٤٦٤۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللّٰهُ فِي

۳۴۶۴۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمام آسمان اور زمین والے ایک مومن آدمی کے خون کے گرانے میں اور اس کے قتل کرنے میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ

٣٤٦١۔ صحيح بخاري كتاب الديات باب العاقلة ٦٩٠٣۔

٣٤٦٢۔ حسن سنن الترمذی كتاب الديات باب ما جاء فی تشديد قتل المومن ١٣٩٥' نسائی كتاب تحريم الدم باب تعظيم الدم ٣٩٩١' ٣٩٩٤۔

٣٤٦٣۔ حسن سنن ابن ماجه كتاب الديات باب التغليظ فی قتل مسلم ظلمًا ٣٦١٩' شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٣٤٦٤۔ صحيح سنن الترمذی كتاب الديات باب الحكم فی الدماء ١٣٩٨' شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

النَّارِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

ان سب کو دوزخ میں جھونک دے گا۔(ترمذی)اور کہا یہ حدیث غریب ہے

توضیح: اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مومن مرد کا خون تمام زمین اور آسمان والوں سے زیادہ گراں اور قیمتی ہے۔

٣٤٦٥۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((يَجِيْءُ الْمَقْتُوْلُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهُ وَرَأْسُهُ بِيَدِهِ وَأَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ دَمًا يَقُوْلُ يَا رَبِّ قَتَلَنِيْ حَتّٰى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٤٦٥۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز مقتول اپنے قاتل کو اس طرح پکڑ کر لائے گا کہ قاتل کی پیشانی اور اس کا سر مقتول کے ہاتھ میں ہوگا اور مقتول کے رگوں میں سے خون بہتا ہوا ہوگا' مقتول اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کرے گا کہ اے میرے رب! اس قاتل سے دریافت کیجیے کہ دنیا میں مجھے اس نے کیوں قتل کیا تھا؟ اسی طرح کہتے کہتے عرش الٰہی تک لے جائے گا۔(ترمذی' نسائی وابن ماجہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا باغیوں سے خطاب

٣٤٦٦۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ أَشْرَفَ يَوْمَ الدَّارِ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ زِنًى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ كُفْرٍ بَعْدَ إِسْلَامٍ أَوْ قَتْلِ نَفْسٍ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقُتِلَ بِهٖ فَوَ اللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا قَتَلْتُ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ فَبِمَ تَقْتُلُوْنَنِيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَلِلدَّارِمِيِّ لَفْظُ الْحَدِيْثِ

٣٤٦٦۔ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے دار کے دن اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر لوگوں کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ اے لوگو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کا خون گرانا حلال نہیں ہے مگر یہ کہ ان تینوں باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جائے' شادی کرنے کے بعد اس نے زنا کیا ہو'یا اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہو'یا کسی کو ناحق مار ڈالا ہو۔یعنی زنا کرنے کے بعد اس کو سنگسار کیا جائے گا اور مرتد ہو جانے کے بعد اس کو قتل کیا جائے گا اور ناحق خون گرانے کے بدلہ میں مارا جائے گا۔تو خدا کی قسم نہ اسلام لانے سے پہلے میں نے زنا کیا ہے اور نہ اسلام لانے کے بعد زنا کیا ہے اور جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی ہے اور اسلام کو قبول کیا ہے اس وقت سے اب تک اسلام ہی پر قائم ہوں اور مرتد نہیں ہوا ہوں اور نہ میں نے کسی مسلمان کو جس کا قتل کرنا مجھ پر حرام کیا ہے میں نے مارا ہے اور نہ اس کا خون گرایا ہے تو پھر تم لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ ودارمی)

توضیح: غلط فہمی کی بنا پر بعض لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالف ہو گئے اور ان کے قتل کے درپے ہو گئے اور مارنے کے لیے باغیوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا جو چالیس دن تک مسلسل قائم رہا اس عرصہ میں ان کے گھر کے اندر پانی تک پہنچانا جرم سمجھا جاتا تھا ایک دفعہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ساتھ کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچنے کی کوشش کی مگر مفسدین

٣٤٦٥۔ اسناده صحيح سنن الترمذی كتاب تفسير القرآن باب ومن سورة النساء ٣٠٢٩۔

٣٤٦٦۔ اسناده صحيح سنن ابی داؤد ٤٥٠٢' الترمذی كتاب النفس باب ماجاء لا يحل دم امری مسلم الا باحدی ثلاث ٢١٥٨' النسائی كتاب تحريم الدم باب ذكر ما يحل به دم المسلم ٤٠٢٤' ابن ماجه كتاب الحدود باب لا يحل دم امری مسلم الا فی ثلاث ٢٥٣٣' دارمی كتاب الحدود باب ما يحل به دم المسلم ٢/ ح ٢٢٩٧۔

کے قلوب نور ایمان سے خالی ہو چکے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حرم محترم کا بھی پاس ولحاظ نہ کیا اور بے ادبی کے ساتھ مزاحمت کر کے واپس کر دیا ہمسایہ کے گھروں سے کبھی کبھی رسد اور پانی کی امداد پہنچ جایا کرتی تھی۔

مفسدین کی خیرہ سری سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے احترامی اتنی بڑھ گئی تھی کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جیسے اکابر صحابہ تک کی کسی نے نہ سنی اور ان کی توہین کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بلانے پر ان کے گھر کے اندر جانا چاہا تو لوگوں نے ان کو روک دیا آپ نے مجبور ہو کر اپنا سیاہ عمامہ اتار کر قاصد کو دے دیا اور کہا جو حالت ہے اس کو دیکھ لو اور جا کر کہہ دو بہت سے صحابہ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سفر حج کا ارادہ کر لیا تھا اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان پر آشوب حالات میں گوشہ نشینی مناسب سمجھی ذمہ دار صحابہ میں اس وقت تین بزرگ حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ موجود تھے جو نہ تو بے تعلق رہ سکتے تھے اور نہ ان حالات پر ان کا قابو تھا۔ تینوں صاحبوں نے کوششیں بھی کیں مگر اس ہنگامہ میں کوئی کسی کو نہیں سنتا تھا اس لیے یہ تینوں اصحاب بھی عملاً علیحدہ رہے مگر اپنے اپنے جگر گوشوں کو خلیفہ وقت کی حفاظت کے لیے بھیج دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ دروازہ پر پہرہ دے رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں جو جانثار موجود تھے ان کی افسری پر متعین کیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شانہ خلافت کا محاصرہ کرنے والے باغیوں کو متعدد دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سمجھانے کی کوشش کی ان کے سامنے مؤثر تقریریں کیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے تقریر کی مگر ان لوگوں پر کسی چیز کا اثر نہ ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چھت کے اوپر سے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ جب مدینہ آئے تو مسجد تنگ تھی آپ نے فرمایا کون اس زمین کو خرید کر وقف کرے گا اس کے صلہ میں اس کو اس سے بہتر جگہ جنت میں ملے گی تو میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی تو کیا اس مسجد میں تم مجھے نماز نہیں پڑھنے دیتے' تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں بتاؤ کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس میں بیر رومہ کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا آپ نے فرمایا کہ اس کو کون خرید کر عام مسلمان پر وقف کرتا ہے اور اس سے بہتر اس کو جنت میں ملے گا تو میں نے ہی اس کی تعمیل کی تو کیا اس کے پانی پینے سے مجھے محروم کر رہے ہو' کیا تم جانتے ہو کہ جنگ تبوک کے لشکر کو میں نے ہی ساز وسامان سے آراستہ کیا تھا؟ سب نے جواب دیا خداوندا یہ سب باتیں سچ ہیں مگر سنگ دلوں پر اس کا بھی اثر نہ ہوا پھر مجمع کو خطاب کر کے فرمایا تم کو قسم دیتا ہوں تم میں کسی کو یاد ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ ہلنے لگا آپ نے پہاڑ کو پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا: اے حراء ٹھہر جا کہ تیری پیٹھ پر اس وقت ایک نبی اور ایک صدیق اور ایک شہید ہے اور میں آپ کے ساتھ تھا لوگوں نے کہا یاد ہے' پھر فرمایا خدا کا واسطہ دیتا ہوں بتاؤ کہ حدیبیہ میں مجھے آپ نے مکہ کا سفیر بنا کر بھیجا تھا تو کیا خود آپ نے اپنے ایک دست مبارک کو میرا ہاتھ قرار نہیں دیا اور میری طرف سے خود ہی بیعت نہیں کی؟ سب نے کہا سچ ہے۔

آخر میں باغی یہ دیکھ کر کہ حج کا موسم چند روز میں ختم ہوتا ہے اور اس کے ختم ہوتے ہی لوگ مدینہ کا رخ کریں گے اور موقع نکل جائے گا آپ کے قتل کے مشورے کرنے لگے جس کو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں سے سنا اور مجمع کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: لوگو! آخر کس جرم پر تم میرے خون کے پیاسے ہو؟ اسلامی شریعت میں کسی کے قتل کی صرف تین ہی صورتیں ہیں یا اس نے بدکاری کی ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے گا' یا اس نے بالارادہ کسی کو قتل کیا ہو تو وہ قصاص میں مارا جائے گا' یا مرتد ہو گیا ہو تو وہ قتل کیا جائے گا میں نے نہ تو جاہلیت میں اور نہ اسلام میں بدکاری کی' نہ کسی کو قتل کیا اور نہ اسلام کے بعد مرتد ہوا' اب بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں لیکن باغیوں پر ان میں سے کوئی تقریر کارگر نہ ہوئی۔

باغیوں نے مکان پر حملہ کر دیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ جو دروازہ پر متعین تھے مدافعت میں زخمی ہوئے چار باغی دیوار پھاند پر چھت پر چڑھ گئے آگے آگے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحبزادے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آغوش تربیت میں پلے تھے یہ کسی بڑے عہدہ کے طلب گار تھے جس کے نہ ملنے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمن بن گئے تھے انہوں نے آگے بڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک پکڑ لی اور زور سے کھینچی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا بھتیجے! اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو ان کو یہ پسند نہ آتا یہ سن کر محمد بن ابی بکر شرما کر پیچھے ہٹ گئے اور ایک دوسرے شخص کنانہ بن بشر نے آگے بڑھ کر پیشانی پر لوہے کی لاٹ اس زور سے ماری کہ آپ رضی اللہ عنہ پہلو کے بل گر پڑے اس وقت بھی زبان سے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ نکلا' سودان بن جمران مرادی نے دوسری ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا ایک اور سنگدل عمرو بن الحمق سینے پر چڑھ بیٹھا اور جسم کے مختلف حصوں پر پے در پے نیزوں کے نو زخم لگائے' کسی شقی نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا وفادار بیوی حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے جو پاس ہی بیٹھی تھیں ہاتھ پر روکا تین انگلیاں کٹ کر الگ ہو گئیں۔ وار نے ذوالنورین کی شمع حیات بجھا دی۔ اس بے کس کی موت پر عالم امکان نے ماتم کیا' کائنات ارضی و سماوی نے خون ناحق پر آنسو بہائے' کارکنان قضا قدر نے کہا جو خون آشام تلوار آج بے نیام ہوئی ہے وہ قیامت تک بے نیام رہے گی اور فتنہ و فساد کا جو دروازہ کھلا ہے وہ حشر تک کھلا رہے گا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے' تھے قرآن مجید سامنے کھلا تھا اسی خون ناحق نے جس آیت کو خون آلود کیا وہ یہ ہے ﴿فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (بقرہ ع ۱۶) ''خدا تم کو کافی ہے وہ سننے اور جاننے والا ہے۔''

جمعہ کے دن عصر کے وقت شہادت کا واقعہ پیش آیا دو دن تک لاش بے گور و کفن پڑی رہی حرم رسول میں قیامت برپا تھی باغیوں کی حکومت تھی ان کے خوف سے کسی کو علانیہ دفن کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی سنیچر کا دن گزر کر رات کو چند آدمیوں نے ہتھیلی پر جان رکھ کر تجہیز و تکفین کی ہمت کی۔ اور بغیر غسل اس طرح خون آلود پیراہن میں شہید مظلوم کا جنازہ اٹھایا اور کل سترہ آدمیوں نے کابل سے مراکش تک کے فرمان روا کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

مسند ابن حنبل میں ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اور ابن سعد میں ہے کہ حضرت زبیر مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع کے پیچھے حش کوکب میں اس حلیم و بردبار کے مجسمہ اور بیکسی و مظلومی کے پیکر کو سپرد خاک کیا۔ بعد کو یہ مقام دیوار توڑ کر جنت البقیع میں داخل کر لیا گیا آج بھی جنت البقیع کے سب سے آخر میں مزار مبارک موجود ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ماتم صحابہ کرام اور عام مسلمانوں میں کوئی اس سانحہ عظمی کے سننے کے لیے تیار نہ تھا اور کسی کو یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ باغی اس حد تک جرات کریں گے اور امام وقت کے قتل کے مرتکب اور حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کریں گے اس لیے جس جس نے اس کو سنا انگشت بدنداں رہ گیا جو لوگ حضرت عثمان کی طرز حکومت کے کسی قدر شاکی تھے انہوں نے بھی اس بے کسی اور مظلومی کی موت پر آنسو بہائے تمام لوگوں میں سناٹا چھا گیا خود باغی بھی جن کی پیاس اس خون سے بجھ چکی تھی اب مال کار کو سوچ کر اپنی حرکت پر نادم تھے لیکن دشمنوں نے اسلام کے لیے سازش کا جو جال بچھایا تھا اس میں وہ کامیاب ہو چکے تھے۔ متحد اسلام' سنی شیعہ' خارجی اور عثمانی مختلف حصوں میں بٹ گیا اور ایسا تفرقہ پڑا جو قیامت تک کے لیے قائم اور مروج ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چلے آ رہے تھے کہ راہ میں شہادت کی اطلاع ملی یہ خبر سنتے ہی دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا خداوندا میں عثمان کے خون سے بری ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے کہا لوگو! اگر جبل احد تمہاری اس بداعمالی کے سبب تم پر پھٹ کر گر پڑے تو بھی بجا اور درست ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو صحابہ میں فتنہ وفساد کی پیشین گوئی کے سب سے بڑے حافظ اور آنحضرت ﷺ کے محرم تھے فرمایا آہ! عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے اسلام میں وہ رخنہ پڑ گیا جواب قیامت تک بند نہ ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تمام خلقت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہوتی تو قوم لوط کی طرح آسمان سے اس پر پتھر برستے ثمامہ بن رضی اللہ عنہ عدی صحابی کو جو صنعاء یمن کے والی تھے اس کی خبر پہنچی تو وہ رو پڑے اور فرمایا کہ افسوس! رسول اللہ ﷺ کی جانشینی جاتی رہی۔ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ صحابی نے قسم کھائی کہ جب تک جیوں گا ہنسی کا منہ نہ دیکھوں گا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ صحابی نے کہا: آہ! آج عرب کی قوت کا خاتمہ ہوگیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے' خدا کی قسم ان کا نامہ اعمال دھلے کپڑے کی طرح پاک ہو گیا' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار جاری تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب اس سانحہ کا ذکر آجاتا تو دھاڑیں مار مار کر روتے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون سے رنگین کرتہ اور حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئیں جب وہ کرتہ مجمع عام میں کھولا گیا اور انگلیاں لٹکائی گئیں تو ماتم برپا ہوگیا اور انتقام انتقام کی آوازیں آنے لگیں۔ (خلفائے راشدین بیان حضرت عثمان ص ۲۳۷) اور باقی واقعات اسی کتاب میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں مختلف یوم الدار کے سلسلے میں مذکورہ بیان لکھا گیا ہے۔

مومن کے اوصاف

٣٤٦٧۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا فَإِذَا أَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَّحَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

۳۴۶۷۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ہمیشہ بھلائیوں کی طرف سبقت کرنے والا ہوتا ہے جب تک کہ وہ حرام خون نہ گرائے اور جب حرام خون گرا دیتا ہے تو تھک جاتا ہے۔ (ابوداوٗد)

توضیح: یعنی مومن آدمی کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمیشہ نیکیوں کی طرف بڑھنے کی توفیق دی جاتی ہے اور نہایت تیزی سے نیکیاں کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ کسی کو قتل نہ کرے اور جب وہ کسی کو ناحق مار ڈالتا ہے تو اس گناہ کی وجہ سے نیکی کرنے سے تھک جاتا ہے اور اس کی طرف سبقت نہیں کر سکتا۔

ہر گناہ معاف لیکن......؟

٣٤٦٨۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا أَوْ مَنْ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

۳۴۶۸۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ممکن ہے کہ بندے کے ہر گناہ معاف کر دے مگر مشرک اور قصداً کسی مومن قاتل کو نہیں معاف فرمائے گا۔ (ابوداوٗد و نسائی)

٣٤٦٩۔ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ مُعَاوِيَةَ .

۳۴۶۹۔ اور امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

توضیح: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ ان اللّٰه لا يغفر ان يشرك به و يغفر ما دون ذلك لمن يشاء﴾ یعنی اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں معاف فرمائے گا اور اس کے علاوہ جس کو چاہے معاف کر دے اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ قاتل مومن بھی بخشا جائے

٣٤٦٧۔ اسناده صحيح ' سنن ابى داؤد كتاب الفتن باب فى تعظيم قتل المومن ٤٢٧٠۔

٣٤٦٨۔ اسناده صحيح ابى داؤد كتاب الفتن باب فى تعظيم قتل المومن ٤٢٧٠۔

٣٤٦٩۔ صحيح سنن النسائى كتاب تحريم الدم ٣٩٨٩۔

گا یا یہ کہ جس نے مومن کو حلال سمجھ کر قتل کیا ہے وہ مشرک کی طرح کافر ہو جاتا ہے تو اس کی بخشش نہیں ہے یا یہ کہ دھمکی کے طور پر کہا گیا ہے۔

٣٤٧٠۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُقَامُ الْحُدُوْدُ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَا يُقَادُ بِالْوَلَدِ الْوَالِدُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

٣٤٧٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجدوں میں حد نہ قائم کی جائے اور نہ قصاص لیا جائے باپ سے اولاد کے مار دینے کی وجہ سے۔ (ترمذی ودارمی)

توضیح: مسجدیں عبادت الٰہی کے لیے بنائی جاتی ہیں ان مسجدوں میں کسی سے نہ قصاص لیا جائے اور نہ حد لگائی جائے کیونکہ اس سے خون اور پیشاب و پاخانہ کے نکلنے کی وجہ سے بے حرمتی ہوگئی بلکہ مسجد سے باہر کھلے میدانوں میں قصاص لینا چاہیے اور حد لگانا چاہیے اور اگر باپ نے اپنے لڑکے کو مار ڈالا ہے تو قطعاً باپ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔

٣٤٧١۔ وَعَنْ أَبِي رِمْثَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَعَ أَبِي فَقَالَ مَنْ هٰذَا الَّذِي مَعَكَ قَالَ ابْنِي اشْهَدْ بِهِ قَالَ أَمَا إِنَّهُ لَا يَجْنِي عَلَيْكَ لَا تَجْنِي عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ فِي أَوَّلِهِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَى أَبِي الَّذِي بِظَهْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ دَعْنِي أُعَالِجُ الَّذِي بِظَهْرِكَ فَإِنِّي طَبِيبٌ فَقَالَ أَنْتَ رَفِيقٌ وَاللّٰهُ الطَّبِيبُ

٣٤٧١۔ حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے والد سے دریافت فرمایا یہ کون بچہ ہے جو تمہارے ساتھ ہے؟ میرے والد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے، آپ اس کے گواہ رہیے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لڑکا تم پر گناہ نہیں کرے گا اور نہ تم اس پر گناہ کرو گے۔ (ابوداؤد، نسائی) اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے پیٹھ مبارک میں مہر نبوت کو دیکھ کر کہا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ آپ کی پیٹھ میں جو چیز نظر آ رہی ہے میں علاج کر دوں کیونکہ میں طبیب ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: تم رفیق ہو اللہ طبیب ہے۔

توضیح: آپ گواہ رہیے یہ میرا بیٹا ہے اس گواہ کرنے سے اس کی مراد یہ ہے کہ اگر یہ میرا لڑکا کوئی قصور کر بیٹھے تو میں اس کی طرف سے تاوان بھروں گا اور اگر میں کوئی قصور کر بیٹھوں تو یہ میری طرف سے تاوان بھرے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ((لا يجنى عليك ولا تجنى عليه)) تیرے بیٹے کے قصور کا تجھ سے اور تیرے قصور کا تیرے بیٹے سے مواخذہ نہ ہوگا جیسے جاہلیت کا قاعدہ تھا کہ باپ کے قصور میں بیٹے کو اور بیٹے کے قصور میں باپ کو پکڑ لیتے تھے اور سزا دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ﴿ولا تزر وازرة وزر اخرى﴾ "کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا" آپ کے دوش مبارک پر کچھ سیاہ مسے تھے تل کے طرح اور بال بھی تھے جو درحقیقت مہر نبوت تھی اس نے کوئی بیماری سمجھی تو کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کا علاج کر دوں میں حکیم ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ طبیب اور حکیم دراصل اللہ تعالیٰ ہے اور وہی شفا دینے والا ہے تم میرے رفیق ہو یعنی نرمی اور مہربانی کرنے والے ہو۔

٣٤٧٢۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ

٣٤٧٢۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے

٣٤٧٠۔ حسن الترمذی کتاب الدیات باب ماجاء فی الرجل یقتل ابنہ یقادمہ ام لا ١٤٠١، ابن ماجہ ٢٦٦١، ٢٠٩٩، دارمی کتاب الدیات باب القود بین الوالد والولد ٢/ ٢٥٠ ح ٢٣٥٧۔

٣٤٧١۔ اسنادہ حسن سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب لا یوخذا حد یجریرۃ اخیہ ٤٢٠٦، ٤٠٦٥، ٤٤٩٥، نسائی کتاب القسامۃ باب ہل یوخذ احد بجر یرۃ غیرہ ٤٨٣٦۔

٣٤٧٢۔ اسنادہ ضعیف سنن الترمذی کتاب الدیات باب ماجاء فی الرجل یقتل ابنہ ١٣٩٩، مثنی بن الصباح ضعیف راوی ہے۔

عَنْ جَدِّهٖ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُقِيْدُ الْأَبَ مِنْ اِبْنِهٖ وَلَا يُقِيْدُ الْإِبْنَ مِنْ أَبِيْهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهُ

بیان کرتے ہیں کہ سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوا جب آپ بیٹے سے اس کے باپ کا قصاص لے رہے تھے اور باپ سے بیٹے کا قصاص نہیں لیتے تھے۔ (ترمذی) اس کی سند ضعیف ہے۔

۳۴۷۳۔ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَتَلَ عَبْدَهٗ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ جَدَعْنَاهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَزَادَ النَّسَائِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى ((وَمَنْ خَصٰى عَبْدَهٗ خَصَيْنَاهُ))۔

۳۴۷۳۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے غلام کو مار ڈالے گا ہم بھی اس کے آقا کو قتل کر دیں گے اور جو نے اپنے غلام کے ناک وغیرہ اعضا کو کاٹ ڈالے گا تو ہم بھی اس کے ناک کو کاٹ ڈالیں گے۔ (ترمذی' ابو داؤد' ابن ماجہ' دارمی ونسائی) اور ایک روایت میں ہے جس نے اپنے غلام کو خصی بنا ڈالا' یعنی اس کے اعضائے تناسل کو کاٹ ڈالا تو ہم بھی اس کے اعضائے تناسل کو کاٹ ڈالیں گے۔

توضیح: یہ حدیث آیت کریمہ ﴿الحر بالحر والعبد بالعبد﴾ کے خلاف ہے اس کے بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث جزر اور توبیخ پر محمول ہے تاکہ لوگ غلاموں کو ستائیں نہیں۔

قصاص میں زندگی ہے

۳۴۷۴۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَتَلَ مُتَعَمِّدًا دُفِعَ إِلٰى أَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ فَإِنْ شَاءُوْا قَتَلُوْا وَإِنْ شَآءُوْا أَخَذُوْا الدِّيَةَ وَهِيَ ثَلَاثُوْنَ حِقَّةً وَثَلَاثُوْنَ جِذْعَةً وَأَرْبَعُوْنَ خِلْفَةً وَمَا صَالَحُوْا عَلَيْهِ فَهُوَ لَهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۴۷۴۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی شخص کو قصداً مار ڈالے تو قاتل کو مقتول کے ولیوں کے سپرد کر دیا جائے گا مقتول کے ولی اگر چاہیں تو قصاصاً قاتل کو مار ڈالیں اور اگر چاہیں تو دیت اور خون بہا لے لیں۔ دیت میں سو اونٹ لیے جائیں گے جن میں سے تیس اونٹنی تین سالہ اور تیس اونٹنی چار سالہ اور چالیس اونٹنی حاملہ ہوگی اور جس چیز پر آپس میں صلح کر لیں۔ (ترمذی)

۳۴۷۵۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَائُهُمْ وَيَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ

۳۴۷۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب مسلمانوں کا خون برابر ہے' یعنی ہر ایک مسلمان کا قصاص دوسرے مسلمان

۳۴۷۳۔ اسناده ضعيف سنن ابی داؤد كتاب الديات باب من قتل عبده ٤٥١٥' ترمذی كتاب الديات باب من جاء فی الرجل يقتل عبده ١٤١٤' نسائی كتاب القسامة باب القود من السيد للمولى ٤٧٤٠' ٤٧٤٢' ابن ماجه كتاب الديات باب هل يقتل الحر بالعبد ٢٦٦٤۔

تنبیه: اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ' حسن بصری کی تدلیس کی وجہ سے دارمی کتاب الدیات باب القود بین العبد وبین سیدہ ۲/۲۵۰ ح ۲۳۵۸۔ سے ضعیف قرار دیتے ہیں۔ لیکن ''حسن عن سمرۃ'' سماع پر محمول ہے کیونکہ حسن بصری کتاب سے دیکھ کر روایت کرتے تھے البتہ قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے مذکورہ روایت ضعیف ہے۔

۳۴۷۴۔حسن سنن الترمذی كتاب الديات باب ماجاء فی الدية كم هی من الا بل ١٣٨٧۔

۳۴۷۵۔ صحيح سنن ابی داؤد كتاب الديات باب القياد المسلم بالكافر ٣٥٣٠' نسائی كتاب القسامة باب سقوط القود من المسلم للكافر ٤٧٤٩۔

أَدْنَاهُمْ وَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ وَ هُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ أَلَا لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ وَ ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ

سے لیا جائے گا یہ نہیں کہ بڑے درجے والے کو چھوٹے درجے والے کے بدلے قتل نہ کریں اور ان میں کا ادنیٰ شخص بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے اور جو لشکر آگے ان کا آگے بڑھے دور چلا جائے تو وہ پچھلے لوگوں کو غنیمت کے مال میں سے حصہ دے دے گا گو وہ لڑائی میں شریک نہ ہوں کیونکہ میدان میں سب نکلے تھے اور پیچھے والے آگے والوں کے مددگار تھے۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اگر دور والا مسلمان کسی کافر کو امان دے تو قریب کے مسلمان اس کی امان کو توڑ نہیں سکتے اور تمام مسلمان غیر مسلمانوں کے مقابلے میں ایک ہاتھ ہیں یعنی سب ایک ہاتھ کے حکم میں ہیں اور متحدہ جماعت کا حکم رکھتے ہیں اگر کسی مسلمان کو تکلیف پہنچ گئی تو گویا سب کو تکلیف پہنچ گئی۔ اور کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل کیا جا سکتا، یعنی اگر کوئی مسلمان کافر کو مار ڈالے تو کافر کے بدلے مسلمان نہیں قتل کیا جائے گا اور نہ عہد والے کو اس کے عہد میں مارا جا سکتا ہے یعنی جب تک کوئی ذمی خلافت عہد کام نہیں کرتا تو اس کو نہیں مارا جا سکتا۔ (ابوداؤد، نسائی وابن ماجہ)

٣٤٧٦۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما۔

۳۴۷۶۔ اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

قصاص کے کچھ مسائل

٣٤٧٧۔ وَعَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَنْ أُصِيْبَ بِدَمٍ أَوْخَبْلٍ وَالْخَبْلُ الْجُرْحُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوا عَلٰى يَدَيْهِ بَيْنَ أَنْ يَقْتَصَّ أَوْ يَعْفُوَ أَوْ يَأْخُذَ الْعَقْلَ فَإِنْ أَخَذَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ عَدَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ النَّارُ خَالِدًا فِيْهَا مُخَلَّدًا أَبَدًا))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۳۴۷۷۔ حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بیان کرتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جو خون کے ساتھ یا زخم کے ساتھ مصیبت میں ڈالا جائے یعنی کسی کو مارا جائے یا زخمی کیا جائے تو مقتول کے وارثین کو تین چیزوں میں سے ایک چیز کا اختیار ہے اور تین سے آگے بڑھ کر اور کام لینا چاہتے ہیں تو ان کا ہاتھ پکڑ و یعنی ان کو روکو ان تین چیزوں میں سے ایک چیز یہ ہے کہ مقتول کے بدلے میں قاتل سے قصاص لیں اور مار ڈالیں یا قصاص کو معاف کر دیں یا دیت لے لیں جب ان میں سے کسی ایک کو اختیار کر لیں تو اس کے بعد آگے بڑھ جانے کی صورت میں جہنم ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے یعنی اگر قاتل کو معاف کر دیا پھر بھی اس کو مار ڈالا یہ زیادتی ہوگی جس کے بدلے میں ان کو سزا بھگتنی پڑے گی۔ (دارمی)

٣٤٧٨۔ وَعَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ قَتَلَ فِيْ عِمِّيَّةٍ فِيْ رِمِّيٍ يَكُوْنُ بَيْنَهُمْ بِالْحِجَارَةِ أَوْ جَلْدٍ بِالسِّيَاطِ أَوْ ضَرْبٍ بِعَصًا فَهُوَ خَطَاءٌ وَعَقْلُهُ عَقْلُ الْخَطَاءِ وَمَنْ قَتَلَ عَمَدًا فَهُوَ قَوَدٌ وَمَنْ حَالَ

۳۴۷۸۔ حضرت طاؤس ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اندھا دھند لڑائی میں مارا جائے، یعنی آپس میں لڑائی کی کسی نے پتھروں سے مارا کسی نے لکڑیوں اور کوڑوں سے مارا اور ایک نے دوسرے پر اس طرح پتھراؤ کیا کہ کوئی مر گیا اور مارنے والے کا پتہ نہیں کہ کس نے مار ڈالا ہے تو یہ قتل خطا ہے اس کی دیت اور خون بہا

٣٤٧٦۔صحیح سنن ابن ماجه کتاب الدیات باب لا یقتل مسلم بکافر ٢٦٦٠۔

٣٤٧٧۔ ضعیف سنن ابی داؤد، ٤٤٩٦، ابن ماجه ٣٦٢٣، دارمی کتاب الدیات باب الدیة فی قتل العمد ٢/ ١٨٨ ح ٢٣٥٦۔ سفیان بن ابی العوجاء ضعیف راوی ہے۔

٣٤٧٨۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب من قتل عمیا بین قوم ٤٥٣٩، نسائی کتاب القسامة باب من قتل بحجر او سوط ٤٧٩٣، ٤٧٩٤، ابن ماجه ٢٦٣٥۔

دُوْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَغَضَبُهُ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

اور تاوان ہے۔ اور جس کو قصداً مارا جائے تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا اور جو قصاص لینے میں حائل ہو جائے اور قصاص نہ لینے دے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے اور غضب الٰہی ہے اس کی طرف سے نہ اس کے کوئی فرض عبادت قبول کی جائے گی نہ نفلی۔ (ابوداؤد ونسائی)

٣٤٧٩۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا أُعْفِي مَنْ قَتَلَ بَعْدَ أَخْذِ الدِّيَةِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۴۷۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قاتل سے خون بہا لینے کے بعد پھر قاتل کو مار ڈالا تب میں اس کو معاف نہیں کروں گا بلکہ اس سے قصاص لوں گا۔ (ابوداؤد)

معاف کرنے کی فضیلت

٣٤٨٠۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ فِي جَسَدِهِ فَتَصَدَّقَ بِهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهِ دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيْئَةً))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۳۴۸۰۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ جس کسی کو زخمی کیا گیا ہو یا اور کوئی تکلیف دی گئی ہو اور اس نے اپنے غلام کو معاف کر دیا تو اس کے بدلے میں اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے درجے کو بلند کرے گا اور اس کے گناہوں کو معاف کرے گا۔ (ترمذی وابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٤٨١۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رحمہ اللہ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً أَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَاحِدٍ فَقَتَلُوْهُ قَتْلَ غِيْلَةٍ وَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيْعًا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

۳۴۸۱۔ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے بدلے میں پانچ یا سات آدمیوں کو قتل کیا تھا کہ یہ سب لوگ ایک آدمی کے قتل کرنے میں شریک تھے اور اس کو دھوکا دے کر سب نے مار ڈالا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ایک آدمی کے قتل کرنے میں سارے ملک صنعاء والے شریک ہو کر مار ڈالیں تو میں سب کو مار ڈالوں گا۔ (امام مالک)

٣٤٨٢۔ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ

۳۴۸۲۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

توضیح: صنعاء یمن کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے اور صنعاء والوں کو خاص کر اس لیے بیان کیا کہ وہ سب کے سب مارنے والے صنعاء کے رہنے والے تھے اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر بہت سے لوگ ایک دفعہ حملہ کرنے میں ایک قتل کرنے میں سب شریک ہوں تو سب واجب القتل ہیں۔

٣٤٧٩۔ اسناده ضعيف سنن ابی داؤد كتاب الديات باب من قتل بعد اخذ الدية ٤٥٠٧، حسن بصری مدلس ہیں اور عن سے روایت ہے۔

٣٤٨٠۔ اسناده ضعيف سنن الترمذی كتاب الديات باب ماجاء فی العفو ١٣٩٣، ابن ماجه كتاب الديات باب العفو فی القصاص ٢٧٩٣، ابوالسفر کی عن ابی الدرداء روایت مرسل ہوتی ہے۔

٣٤٨١۔ صحيح موطا امام مالك كتاب العقول باب ماجاء فی الغيلة والسحر ٢/ ٨٧١ ح ١٦٨٨۔

٣٤٨٢۔ صحيح بخاری كتاب الديات باب اذا اصاب قوم من رجل هل يعاقب ام يقتص ٦٨٩٦۔

روز آخرت مقتول کا دعویٰ

۳٤٨٣۔ وَعَنْ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَنِی فُلَانٌ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((يَجِيءُ الْمَقْتُولُ بِقَاتِلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ سَلْ هٰذَا فِيمَا قَتَلَنِي فَيَقُولُ قَتَلْتُهُ عَلٰى مُلْكِ فُلَانٍ)) قَالَ جُنْدُبٌ فَاتَّقِهَا۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

۳۴۸۳۔حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فلاں صحابی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر کے یہ عرض کرے گا کہ خدایا! آپ اس قاتل سے دریافت کیجیے کہ اس نے مجھے کیوں مارا تھا؟ تو قاتل کہے گا کہ میں نے اس کو فلاں بادشاہ کے زمانے میں اس کی امداد میں اس کو قتل کیا تھا۔ جندب راوی نے یہ بیان کر کے کہا کہ تم لوگ ملک گیری کی حرص میں اور کسی ظالم کے ظلم کے امداد میں قتل کرنے سے بچو۔(نسائی)

۳٤٨٤۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ أَعَانَ عَلٰى قَتْلِ مُؤْمِنٍ مِنْ شَطْرِ كَلِمَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۳۴۸۴۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مومن کے قتل کرنے میں ایک آدھے کلمہ سے مدد کی تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے پیشانی کے درمیان لکھا ہوا ہوگا کہ یہ شخص اللہ جل شانہ کی رحمت سے ناامید ہو چکا ہے۔(ابن ماجہ)

توضیح: آدھے کلمہ کے امداد کرنے سے مطلب یہ ہے کہ بجائے اُقْتُلْ (مار) کے اُقْ مَا کہہ کر امداد کی تو یہ بھی قاتل کے حکم میں ہوگا اور قاتل مومن بلا توبہ کے سزا کا مستحق ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ﴿لا ییئس من روح اللّٰہ الا القوم الکافرون﴾ کافر اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

۳٤٨٥۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا أَمْسَكَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ وَقَتَلَهُ الْآخَرُ يُقْتَلُ الَّذِي قَتَلَ وَيُحْبَسُ الَّذِي أَمْسَكَ))۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ

۳۴۸۵۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی کو مارنے کے لیے پکڑ لے اور دوسرا اس کو مار ڈالے تو قاتل کو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا۔(دارقطنی)

توضیح: پکڑنے والا بھی مجرم ہے لیکن اصل مجرم قاتل ہی ہے جیسے اگر کوئی شخص کسی عورت کو پکڑ لے اور دوسرا اس سے زنا کرے تو اصل زانی کو رجم کیا جائے گا اور پکڑنے والے کو رجم نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو سزا دی جائے گی۔

❀❀❀❀

۳٤٨٣۔اسنادہ صحیح سنن النسائی کن تحریم الدم باب تعظیم الدم ٤٠٠٣۔

۳٤٨٤۔ اسنادہ ضعیف سنن ابن ماجہ کتاب الدیات باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلماً ٢٦٢٠، یزید الشامی منکر الحدیث راوی ہے۔

۳٤٨٥۔ اسنادہ صحیح سنن الدار قطنی ٣/ ١٤٠ ح ١٧٦ کتاب الحدود والدیات۔

بَابُ الدِّيَاتِ

قتل کے مالی معاوضہ کا بیان

یعنی اگر کوئی کسی کو خطاء یا سہواً مار ڈالے تو اس کے بدلے میں مارنے والے سے تاوان اور جرمانہ وصول کیا جاتا ہے جس کو دیت اور خون بہا کہا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ دیت مغلظہ جس میں سو اونٹنیاں چار قسم کی دی جاتی ہیں اور دوسری دیت مخففہ ہے کہ بجائے اونٹ کے ان کی قیمت ادا کی جاتی ہے زمانے کے لحاظ سے قیمت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

دیت کے احکام و مسائل

٣٤٨٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۴۸۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اور یہ یعنی چھوٹی انگلی اور بڑی انگلی اور انگوٹھا سب برابر ہیں' یعنی دیت لینے میں سب برابر کے حکم میں ہیں۔ (بخاری)

توضیح: یعنی ہاتھ پاؤں کی سب انگلی چھوٹی بڑی دیت لینے کے اعتبار سے برابر ہیں اگر بڑی انگلی کو کاٹ ڈالا ہے تو دیت میں ایک انگلی کے بدلے میں دس اونٹ لیا جائے گا اور اگر چھوٹی انگلی کاٹ ڈالی ہے تب بھی دس اونٹ دیت میں دینا پڑے گا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے کاٹنے کے بدلے میں ہر ہر انگلی کے بدلے میں دس دس اونٹ دینے پڑیں گے اسی طرح سے دونوں پیروں کی انگلیوں کے بھی سو اونٹ دینے پڑیں گے کیونکہ نفع کے لحاظ سے سب برابر ہیں۔

٣٤٨٧۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ جَنِيْنِ امْرَاَةٍ مِنْ بَنِيْ لِحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ ثُمَّ اِنَّ الْمَرْاَةَ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِاَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَالْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۴۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی لحیان کی ایک عورت کے پیٹ کے بچے کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا۔ جو مارنے سے بچہ گر کر مر گیا تھا تو اس کی دیت میں ایک غلام یا باندی دی جائے' پھر جس عورت کے لیے غلام دینے کا حکم دیا گیا تھا وہ مر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا' اس عورت کا ترکہ اس کے بیٹوں اور اس کے خاوند کو ملے گا اور دیت مارنے والی عورت کے قبیلے والے پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی بنو لحیان کے قبیلہ کی دو عورتوں کے درمیان جھگڑا ہوا ان میں سے ایک حاملہ تھی' غیر حاملہ عورت نے حاملہ عورت کو ڈیرے کی لکڑی سے مارا تو حاملہ عورت کا بچہ پیٹ سے گر کر مر گیا تو یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا

٣٤٨٦۔ صحيح بخاری کتاب الديات باب دية الاصابع ٦٨٩٥۔

٣٤٨٧۔ صحيح بخاری کتاب الديات باب جنين المراة ٦٩٠٩' مسلم کتاب القسامة باب دية الجنين ١٦٨١ [٤٣٩٠]

کہ دیت میں مارنے والی عورت ایک غلام یا باندی دے پھر بعد میں یہ عورت خود بھی مرگئی تو آپ نے فرمایا کہ اس عورت کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کو ملے گی اور اس کی دیت مارنے والی عورت کے عصبہ اور قبیلے والوں پر ہے۔

حاملہ کے بچے کی دیت؟

٣٤٨٨۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُزَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِيْ بَطْنِهَا فَقَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ دِيَةَ جَنِيْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيْدَةٌ وَقَضَى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٤٨٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلے ہزیل کی دو عورتوں میں جھگڑا ہوا ایک نے دوسرے کو پتھر سے مارا تو اس نے عورت کو بھی مار ڈالا اور اس کے پیٹ کے بچے کو بھی مار ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا کہ بچے کے دیت میں ایک غلام یا باندی دی جائے اور عورت کی دیت اس کے قبیلے والوں پر اور اس عورت کا ترکہ عورت کی اولاد کو اور جو اس کے ساتھ ذوی الفروض وغیرہ ہوں ان کو ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

٣٤٨٩۔ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا ضَرَّتَيْنِ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى أَوْ بِحَجَرٍ أَوْ عَمُوْدِ فِسْطَاطٍ فَأَلْقَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْجَنِيْنِ غُرَّةً عَبْدًا أَوْ أَمَةً وَجَعَلَهُ عَلَى عَصَبَةِ الْمَرْأَةِ هٰذِهِ رِوَايَةُ التِّرْمِذِيِّ. وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ ضَرَبَتِ امْرَأَةٌ ضَرَّتَهَا بِعَمُوْدِ فِسْطَاطٍ وَهِيَ حُبْلَى فَقَتَلَتْهَا قَالَ وَإِحْدَاهُمَا لِحْيَانِيَّةٌ قَالَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دِيَةَ الْمَقْتُوْلَةِ عَلَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَغُرَّةً لِمَا فِيْ بَطْنِهَا۔

٣٤٨٩۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ دو سوکنوں کا آپس میں جھگڑا ہوا ایک نے دوسرے کو پتھر مارا یا خیمے کی لکڑی لے کر مارا جس سے اس کے پیٹ کا بچہ گر کر مرگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرے ہوئے کی دیت میں ایک غلام یا ایک باندی دینے کا حکم صادر فرمایا اور اسی کو اس عورت قبیلہ اور رشتہ داروں پر مقرر فرمایا۔ یہ ترمذی کی روایت ہے۔ اور مسلم کی روایت میں اس طرح ہے کہ مغیرہ نے کہا کہ ایک عورت نے اپنی حاملہ سوکن کو خیمہ کی لکڑی سے مارا جس سے وہ مرگئی اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مرگیا ان میں سے ایک عورت بنولحیان قبیلہ کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولہ عورت کا خون بہا قاتلہ عورت کے وارثوں کے ذمے ٹھہرایا اور پیٹ کے بچے کی دیت کے بارے میں ایک لونڈی یا غلام تجویز فرمایا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

قتل خطا کی دیت

٣٤٩٠۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((أَلَا إِنَّ دِيَةَ الْخَطَاءِ شِبْهُ الْعَمَدِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ مِنْهَا

٣٤٩٠۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قتل خطا جو قتل شبہ کے مشابہ ہے یعنی جس کو کوڑا اور لاٹھی سے مار دیا گیا ہو اس کا خون بہا سو اونٹ ہے جن میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں

٣٤٨٨۔ صحيح بخارى كتاب الديات باب جنين المراة ٦٩١٠، مسلم كتاب القسامة باب دية الجنين ١٦٨١ [٤٣٩١]

٣٤٨٩۔ صحيح مسلم كتاب القسامة باب دية الجنين ١٦٨٢ [٤٣٩٣] الترمذى كتاب الديات باب ماجاء فى دية الجنين ١٤١١۔

٣٤٩٠۔ حسن سنن النسائى كتاب القسامة باب ذكر الاختلاف على خالد الحداء ٤٧٩٧، ابن ماجه كتاب الديات باب دية شبه العمد ٢٦٢٨، دارمى كتاب الديات باب الدية فى شبه العمد ٢/ ١٩٧ ح ٢٣٨٨۔

أَرْبَعُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهَا أَوْلَادُهَا)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

ہوں گی۔(نسائی، ابن ماجہ ودارمی)

٣٤٩١۔ وَرَوَاهُ أَبُوْدَاوِدَ وَعَنِ ابْنِ عُمَرٍو فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

۳۴۹۱۔اور اسی روایت کو ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

٣٤٩٢۔ وَعَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ وَكَانَ فِيْ كِتَابِهِ أَنَّ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلاً فَإِنَّهُ قَوَدُ يَدِهِ إِلَّا أَنْ يَرْضَى أَوْلِيَاءُ الْمَقْتُوْلِ وَفِيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ يُقْتَلُ بِالْمَرْأَةِ وَفِيْهِ فِي النَّفْسِ الدِّيَةُ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ وَعَلٰى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفُ دِيْنَارٍ وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوْعِبَ جَدْعُهُ الدِّيَةُ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْأَسْنَانِ الدِّيَةُ وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْبَيْضَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الذَّكَرِ وَفِي الصُّلْبِ الدِّيَةُ وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الْمَأْمُوْمَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْإِبِلِ وَفِيْ كُلِّ أُصْبُعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ مَالِكٍ وَفِي الْعَيْنِ خَمْسُوْنَ وَفِي الْيَدِ خَمْسُوْنَ وَفِي الرِّجْلِ خَمْسُوْنَ وَفِي الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ۔

۳۴۹۲۔ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن والوں کے پاس ایک خط لکھا جس کا یہ مضمون تھا کہ جو شخص قصداً کسی مومن کو مار ڈالے تو اس کے ہاتھ کا قصاص ہے یعنی اس کو قتل کیا جائے گا مگر یہ کہ مقتول کے اولیاء اور سرپرست اس کو معاف کر دیں اور اس خط میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ عورت کے بدلے میں مرد کو قتل کیا جائے گا، یعنی اگر کسی مرد نے کسی عورت کو مار ڈالا ہے تو مرد کو قصاصاً مارا جائے گا اور اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ جان کے مارنے کے بدلہ میں سو اونٹ دیت ہیں اور جس کے پاس اونٹ نہ ہوں بلکہ اس کے پاس سونا چاندی ہو تو اس نقدی میں سے ایک ہزار اشرفی دیت میں دینی پڑیں گی اور اگر کسی کی پوری ناک کاٹ دی گئی ہے تو کاٹنے والے کے ذمے سو اونٹ دیت کے دینے پڑیں گے۔ اور دانتوں میں دیت ہے یعنی کسی کے دانت توڑ دیے گئے ہیں تو بھی اس کے بدلے میں خون بہا دینا ہوگا اور ہونٹوں کے کاٹے جانے پر بھی پوری دیت ہے اور خصیوں کے کاٹے جانے پر بھی پوری دیت ہے اور ذکر کے کاٹنے پر بھی دیت ہے اور پیٹھ توڑنے میں بھی دیت ہے اور دونوں آنکھوں کے پھوڑ دینے یا نکال دینے پر بھی پوری دیت ہے اور ایک پاؤں کے کاٹ ڈالنے پر آدھی دیت ہے اور سر کو زخمی کر دینے پر تہائی دیت ہے اور مامومہ میں تہائی دیت ہے اور جائفہ میں تہائی دیت ہے۔ اور منقلہ میں پندرہ اونٹ دیت ہے اور ہاتھ میں تہائی دیت ہے یعنی اگر کسی نے کسی کے سر پر مارا اور سر کے بیچ میں چوٹ لگنے کی وجہ سے زخم ہو گیا جو دماغ کے مغز تک پہنچ گیا ہو جس کو 'مامومہ' کہتے ہیں تو اس میں تہائی دیت ہے اور پیٹ کے زخم میں یعنی کسی نے پیٹ میں مارا اور وہ زخمی ہو گیا جس کو جائفہ کہتے ہیں تہائی دیت ہے اور ہڈی میں مارنے سے وہ ہڈی اپنی جگہ سے سرک گئی ہو پندرہ اونٹ ہے اور ہاتھ و پیر کی ہر ہر انگلی کے بدلے میں دس دس اونٹ ہیں اور ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں۔ (نسائی ودارمی) اور امام مالک کی روایت میں ہے کہ ایک آنکھ کے بدلہ میں پچاس اونٹ ہیں اور ایک ہاتھ میں پچاس اونٹ ہیں اور ایک پیر کے بدلے میں پچاس اونٹ ہیں اور ہڈی میں مارنے سے جس سے ہڈی کھل گئی ہو اور ظاہر ہو گئی ہو پانچ اونٹ ہیں۔ اور ہر ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں۔

٣٤٩١۔ صحيح سنن ابى داؤد كتاب الديات باب فى دية الخطا ٤٥٤٩، شرح السنة ١٠/ ١٨٦ ح ٢٥٣٦۔

٣٤٩٢۔ ضعيف سنن النسائى كتاب القسامة باب ذكر حديث عمرو بن حزم ٤٨٥٧، دارمى كتاب الديات باب كم الدية من الابل ٢/ ١٩٢ ح ٢٣٧٠، موطا الامام مالك كتاب العقول باب ذكرا لعقول ٢/ ٨٤٩ ح ١٦٤٧۔ ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

زخموں اور دانتوں کی دیت

٣٤٩٣۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ ؓ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَوَاضِحِ خَمْسًا خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْأَسْنَانِ خَمْسًا خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۳۴۹۳۔ حضرت عمرو بن شعیب ؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زخموں کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ ہر ہر زخم کے بدلے میں پانچ پانچ اونٹ دیت کے ہیں اور دانتوں کے بارے میں یہ حکم نافذ فرمایا ہے کہ ہر ہر دانت کے بدلے میں پانچ پانچ اونٹ دیت کے دینے پڑیں گے۔ (ابوداؤد' نسائی' دارمی' ابن ماجہ و ترمذی)

توضیح: مواضح ان زخموں کو کہتے ہیں کہ مارنے سے ہڈی کھل جائے اور ظاہر ہو جائے تو اگر مختلف جگہ مارا ہے تو ہر ہر زخم کے بدلے پانچ پانچ اونٹ دیت کے دینے پڑیں گے۔

٣٤٩٤۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَصَابِعَ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَاءً۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ التِّرْمِذِيُّ

۳۴۹۴۔ حضرت ابن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اور پاؤں کی سب انگلیوں کو برابر ٹھہرایا ہے (ابوداؤد و ترمذی) یعنی ہر چھوٹی بڑی ہاتھ پاؤں کی انگلیاں سب برابر ہیں' یعنی ہر ایک کی دیت برابر ہے۔

٣٤٩٥۔ وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الْأَصَابِعُ سَوَآءٌ وَالْأَسْنَانُ سَوَآءٌ الثَّنِيَّةُ وَالضِّرْسُ سَوَاءٌ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَآءٌ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۴۹۵۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب انگلیاں برابر ہیں اور سب دانت برابر ہیں اور اگلے دانت اور داڑھ برابر ہے اور یہ اور یہ یعنی انگوٹھا اور چھنگلیا برابر ہیں یعنی سب کی دیت برابر ہے۔ (ابوداؤد)

٣٤٩٦۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ ؓ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ ثُمَّ قَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهٗ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ وَمَا كَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ الْإِسْلَامَ لَا يَزِيْدُهٗ إِلَّا شِدَّةً الْمُؤْمِنُوْنَ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ يُجِيْرُ عَلَيْهِمْ أَدْنَاهُمْ وَيَرُدُّ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ وَيَرُدُّ سَرَايَاهُمْ عَلٰى تَعِيْدَتِهِمْ لَا يُقْتَلُ

۳۴۹۶۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ شعیب سے اور شعیب نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز خطبے میں سب لوگوں کے سامنے فرمایا کہ اے لوگو! جو حلف جاہلیت میں تھا وہ اسلام میں نہیں رہا لیکن جاہلیت کا وہ معاہدہ جس میں مظلوم کی مدد اور رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک وغیرہ ہو وہ باقی ہے کیونکہ اسلام ایسے معاہدے کو مضبوطی کے ساتھ قائم رکھنے کا حکم دیتا ہے اور تمام مسلمان متحد ہونے کے اعتبار سے ایک ہاتھ کا حکم رکھتے ہیں ان لوگوں کے مقابلے میں جو ان کے

٣٤٩٣۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب دیات الاعضاء ٤٥٦٦' ترمذی کتاب الدیات باب ماجاء فی الموضحة ١٣٩٠' نسائی کتاب القسامة باب المواضع ٤٨٥٦' ابن ماجه کتاب الدیات باب الموضحة ٢٦٥٥' دارمی کتاب الدیات باب فی الموضع ٢/ ٢٠٥ ح ٢٣٧٢

٣٤٩٤۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب دیات الاعضاء ٤٥٦١' ترمذی کتاب الدیات باب ماجاء فی دیة الاصابع ١٣٩١۔

٣٤٩٥۔ اسناده صحیح سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب دیات الاعضاء ٤٥٥٩۔

٣٤٩٦۔ حسن مسند احمد ٢/ ١٨٠ ' سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب فی دیة الذمی ٤٥٣١' ٤٥٨٣۔

مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ دِيَةُ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ لاَ جَلَبَ وَلاَ جَنَبَ وَلاَ يُؤْخَذُ صَدَقَاتُهُمْ إِلاَّ فِي دُوْرِهِمْ۔ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ ((دِيَةُ الْمُعَاهِدِ نِصْفُ دِيَةِ الْحُرِّ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

علاوہ ہیں یعنی کافروں کے مقابلے میں سب ایک ہاتھ ہیں۔ ایک معمولی مسلمان سارے مسلمانوں کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے اور جوان سے بہت دور ہے ان پر واپس کرتا ہے اور لشکری لوگ اپنے بیٹھنے والوں پر واپس کرتے ہیں اور کافر کے بدلے میں مومن نہیں قتل کیا جائے گا اور کافر کی دیت مسلمان کی آدھی دیت ہے اور جلب اور جب درست نہیں ہے۔ اور زکوٰۃ اور صدقہ مسلمانوں کے گھروں سے لیا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ ذمی کی دیت آزاد کی دیت کی آدھی ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: لا حلف فی الاسلام اسلام میں اب وہ معاہدہ نہیں ہے جو جاہلیت کے زمانے میں ہوا کرتا تھا ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کو لوٹنے اور غارت کرنے کے لیے تیسرے قبیلے سے دوستی اور عہد کرتا اسلام میں ایسی دوستی اور عہد سے ممانعت ہوئی لیکن اب بھی اگر مظلوم کی مدد کرنے یا حق بات کو جاری کرنے کے لیے مسلمانوں کا ایک گروہ کسی گروہ سے معاہدہ کر لے تو کوئی قباحت نہیں ہے اور باقی حدیث کا مطلب پہلے آچکا ہے۔

٣٤٩٧۔ وَعَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي دِيَةِ الْخَطَاءِ عِشْرِيْنَ بِنْتِ مَخَاضٍ وَعِشْرِيْنَ ابْنِ مَخَاضٍ ذُكُوْرٍ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالصَّحِيْحُ أَنَّهُ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَخِشْفٌ مَجْهُوْلٌ لاَ يُعْرَفُ إِلاَّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَرَوَى فِي شَرْحِ السُّنَّةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَدَى قَتِيْلَ خَيْبَرَ بِمِائَةٍ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَلَيْسَ فِي أَسْنَانِ إِبِلِ الصَّدَقَةِ ابْنِ مُخَاضٍ إِنَّمَا فِيْهَا ابْنُ لَبُوْنٍ۔

۳۴۹۷۔ خشف بن مالک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے قتل خطا کا خون بہا سو اونٹ مقرر فرمایا ہے جن سے بیس وہ اونٹنیاں ہوں گی جو دوسرے سال میں لگی ہوں اور بیس اونٹ ہیں جو دوسرے سال میں لگے ہوں اور بیس وہ اونٹنیاں ہیں جو تیسرے سال میں لگی ہوں اور بیس اونٹنیاں ہیں جو پانچویں برس میں لگی ہوں اور بیس وہ اونٹنیاں ہیں جو چوتھے سال میں لگی ہوں۔ (ترمذی، ابوداؤد ونسائی) اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے اور خشف راوی مجہول ہے اور صرف اسی حدیث سے پہچانا جاتا ہے اور شرح سنہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی دیت دی تھی جو خیبر میں مارا گیا تھا زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے سو اونٹ دیت میں دیا جاتا تھا حالانکہ ان اونٹوں میں صرف وہی اونٹ تھے جو دو برس کے تھے۔

دیت کی قیمت

٣٤٩٨۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ﷺ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قِيْمَةُ الدِّيَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانَ مِائَةِ دِيْنَارٍ أَوْ ثَمَانِيَةَ آلاَفِ دِرْهَمٍ

۳۴۹۸۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنی والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خون بہا کے اونٹوں کی قیمت آٹھ سو اشرفی یا آٹھ ہزار درہم تھی اور اہل کتاب کا خون بہا اس زمانے میں

٣٤٩٧۔ ضعيف سنن ابى داؤد كتاب الديات باب فى دية الذمى ٤٥٤٥، ترمذى كتاب الديات باب ماجاء فى الدية كم هى من الابل ١٣٨٢، نسائى كتاب القسامة باب ذكر اسباب دية الخطاء ٤٨٠٦، ابن ماجه ٢٦٣١، خشف مجہول اور حجاج بن ارطاۃ مدلس راوی ہے اور سماع ثابت نہیں ہے۔

٣٤٩٨۔ اسناده حسن سنن ابى داؤد كتاب الديات باب الدية كم هى ٤٥٤٢۔

وَدِيَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ يَوْمَئِذٍ النِّصْفُ مِنْ دِيَةِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ فَكَانَ كَذٰلِكَ حَتّٰى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَقَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ إِنَّ الإِبِلَ قَدْ غَلَتْ قَالَ فَفَرَضَهَا عُمَرُ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفَ دِيْنَارٍ وَعَلَى أَهْلِ وَرِقٍ عَشَرَ أَلْفًا وَعَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَىْ بَقَرَةٍ وَ عَلَى أَهْلِ الشَّاةِ أَلْفَى شَاةٍ وَعَلَى أَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَىْ حُلَّةٍ قَالَ وَتَرَكَ دِيَةَ أَهْلَ الذِّمَّةِ لَمْ يَرْفَعْهَا فِيْمَا رَفَعَ مِنَ الدِّيَةِ رَوَاهُ أَبُوْدَاودَ

مسلمانوں کے خون بہا کا نصف تھا۔ عمرو بن شعیب کے دادا نے بیان کیا کہ حضرت عمر کی خلافت کے زمانے تک یہی رہا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو کھڑے ہو کر خطبے میں فرمایا کہ اب اونٹوں کی قیمت گراں ہو گئی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانے میں سونا والوں پر خون بہا ایک ہزار اشرفی مقرر فرمائی اور سرمایہ دار چاندی والوں پر بارہ ہزار اور گائے والوں پر دو سو گائے اور بکری والوں پر دو ہزار بکری اور جوڑے والوں پر دو سو جوڑے اور اہل ذمہ کے دیت میں اصل ذمہ کا خون بہا وہی رکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رہا اس میں کچھ زیادہ نہیں بڑھایا۔ (ابوداؤد)

٣٤٩٩۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ جَعَلَ الدِّيَةَ اثْنَىْ عَشَرَ أَلْفًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاودَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

۳۴۹۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقری چاندی والوں پر بارہ ہزار خون بہا کی قیمت مقرر فرمائی۔ (ترمذی، ابو داؤد و نسائی)

٣٥٠٠۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قِيْمَةُ الدِّيَةِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَمَانَ مِائَةِ دِيْنَارٍ أَوْ ثَمَانِيَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَدِيَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ يَوْمَئِذٍ النِّصْفُ مِنْ دِيَةِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ فَكَانَ كَذٰلِكَ حَتّٰى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَقَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ إِنَّ الإِبِلَ قَدْ غَلَتْ قَالَ فَفَرَضَهَا عُمَرُ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفَ دِيْنَارٍ وَعَلَى أَهْلِ وَرِقٍ عَشَرَ أَلْفًا وَعَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَىْ بَقَرَةٍ وَ عَلَى أَهْلِ الشَّاةِ أَلْفَى شَاةٍ وَعَلَى أَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَىْ حُلَّةٍ قَالَ وَتَرَكَ دِيَةَ أَهْلَ الذِّمَّةِ لَمْ يَرْفَعْهَا فِيْمَا رَفَعَ مِنَ الدِّيَةِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاودَ

۳۵۰۰۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل خطا کی دیت کی قیمت بستی والوں پر چار سو دینار یا اس کے برابر چاندی مقرر فرمائی اور اونٹ والوں پر بھی قیمت کا اندازہ مقرر فرمایا۔ اگر اونٹ گراں ہو جائے تو قیمت بڑھا دیتے اور سستے ہو جائے تو کم کر دیتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خون بہا کی قیمت چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک پہنچ چکی تھی یا اس کے برابر آٹھ ہزار درہم۔ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے والوں پر دو سو گائے اور بکری والوں پر دو ہزار بکری مقرر فرمائی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقتول کے دیت کے وارث مقتول کے وارث لوگ ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فیصلہ فرمایا کہ عورت کی دیت اس کے رشتے داروں میں تقسیم ہو گی اور قتل اپنے مقتول کا کچھ نہیں وارث ہو گا۔ (ابوداؤد، نسائی)

٣٥٠١۔ وَعَنْهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۵۰۱۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ

٣٤٩٩۔ ضعیف سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب الدیة کم ھی ٤٥٤٦، ترمذی کتاب الدیات باب ماجاء فی الدیة کم ھی من لدرا ھم ١٣٨٨، نسائی کتاب القسامة باب ذکر الدیة من الورق ٢٢٦٨، محمد بن مسلم الطائفی اپنے حافظے سے بیان کرنے میں خطا کرتا ہے اور دوسری سند میں عمرو بن میمون متکلم فیہ راوی ہے۔ دارمی کتاب الدیات باب کم الدیة من الورق والذھب ٢/ ٢٥٢، ٢٦٣ ح ٢٣٦٣۔

٣٥٠٠۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب دیات الاعضاء ٤٥٦٤، نسائی کتاب القسامة باب ذکر الاختلاف علی خالد الحذاء ٤٨٠٥۔

٣٥٠١۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب دیات الا عضاء ٤٥٦٥۔

قَالَ ((عَقْلُ شِبْهِ الْعَمَدِ مُغَلَّظٌ مِثْلُ عَقْلِ الْعَمَدِ وَلاَ يُقْتَلُ صَاحِبُهُ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوِدَ

رسول اللہ ﷺ نے قتل شبہ عمد کی دیت قتل عمد کے برابر ہے یعنی وہی سو اونٹ لیے جائیں گے لیکن قتل شبہ عمد والے کو قصاصاً نہیں مارا جائے گا۔ (ابوداؤد)

دیت کے متفرق احکام

۳۵۰۲۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ السَّادَّةِ لِمَكَانِهَا بِثُلُثِ الدِّيَةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوِدَ وَالنَّسَائِيُّ

۳۵۰۲۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جس آنکھ کی روشنی کسی کے مارنے سے چلی گئی ہو اور وہ آنکھ اپنی جگہ قائم ہو تو رسول اللہ ﷺ نے اس آنکھ کا خون بہا تہائی دیت مقرر فرمائی ہے۔ (ابوداؤد و نسائی)

۳۵۰۳۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْجَنِيْنِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ اَوْ فَرَسٍ اَوْ بَغْلٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ رَوَى هٰذَا الْحَدِيْثَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَخَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَذْكُرْ اَوْ فَرَسٍ اَوْ بَغْلٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوِدَ وَالنَّسَائِيُّ

۳۵۰۳۔ حضرت محمد بن عمرو ابو سلمہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاملہ عورت کے پیٹ کے بچے کے بارے میں جو کسی کے مارنے سے گر گیا ہو ایک لونڈی یا غلام یا گھوڑا یا خچر اس کے بدلے میں دیا جائے۔ (ابوداؤد و نسائی)

۳۵۰۴۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوِدَ وَالنَّسَائِيُّ

۳۵۰۴۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو حکیمی کرتا ہے اور فن حکمت سے نہ واقف ہے اور اس نے اناڑی پن کی وجہ سے کسی کا علاج کیا اور وہ مر گیا تو اس کے ذمہ اس کا تاوان دینا ہے۔ (ابوداؤد و نسائی)

۳۵۰۵۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ غُلاَمًا لِاُنَاسٍ فُقَرَاءَ قَطَعَ اُذُنَ غُلاَمٍ لِاُنَاسٍ اَغْنِيَاءَ فَاَتَى اَهْلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا اِنَّا اُنَاسٌ فُقَرَاءُ ((فَلَمْ يَجْعَلْ عَلَيْهِمْ شَيْئًا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوِدَ وَالنَّسَائِيُّ

۳۵۰۵۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غریبوں کے لڑکوں نے امیروں کے لڑکوں کا کان کاٹ ڈالا تو غریبوں کے لڑکوں کے گھر والے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ کہا کہ ہم لوگ غریب اور محتاج ہیں تو آپ نے ان کے اوپر کچھ دیت مقرر نہیں فرمائی۔ (ابوداؤد و نسائی)

۳۵۰۲۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب دیات الاعضاء ۴۵۶۷، نسائی کتاب القسامة باب العین العوراء ۴۸۴۴۔

۳۵۰۳۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب دیة الجنین ۴۵۷۹، ''اوفرس وبغل'' کی زیادت شاذ ہے۔

۳۵۰۴۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب فیمن تطبب بغیر علم ۴۵۸۶، نسائی کتاب القسامة باب صفة شبه العمد ۴۸۳۴، ۴۸۳۵۔

۳۵۰۵۔ اسناده صحیح سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب فی جنایة العبد یکون للفقر ۴۵۹۰، نسائی کتاب القسامه باب سقوط القود بین الممالیك ۴۷۵۵۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٥٠٦۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ دِيَةُ شِبْهِ الْعَمَدِ ثَلاَثٌ وَثَلاَثُوْنَ حِقَّةً وَثَلاَثٌ وَثَلاَثُوْنَ جَذَعَةً وَأَرْبَعٌ وَثَلاَثُوْنَ ثَنِيَّةً إِلَى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهَا خَلِفَاتٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فِي الْخَطَاءِ أَرْبَاعًا خَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ حِقَّةً وَخَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ بَاجَذْعَةً خَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ بَنَاتُ لَبُوْنٍ وَخَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ بَنَاتِ مُخَاضٍ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٥٠٦۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمد کا خون بہا تین قسم کے اونٹ ہیں تینتیس چار سالہ اونٹنی اور تینتیس پانچ سالہ اونٹنی اور چونتیس چھ سالہ اونٹنی سے آٹھ نو سالہ اونٹنی تک ہے اور یہ سب حاملہ ہوں گی اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ قتل خطا کے خون بہا کے چار قسم کے اونٹ ہیں جو پچیس تین تین برس کی پچیس چار چار سال اور پچیس دو برس کی اور پچیس ایک ایک برس کی اور یہ سب کے سب اونٹنی ہی اونٹنیاں ہوں۔ (ابوداوٗد)

٣٥٠٧۔ وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَضَى عُمَرُ فِيْ شِبْهِ الْعَمَدِ ثَلاَثِيْنَ حِقَّةً وَثَلاَثِيْنَ جَذَعَةً وَأَرْبَعِيْنَ خَلِفَةً مَا بَيْنَ ثَنِيَّةٍ إِلَى بَازِلِ عَامِهَا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٥٠٧۔ مجاہد نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شبہ عمد کے قتل کے خون بہا میں تین قسم کی اونٹنیاں مقرر فرمائی ہیں تیس اونٹنیاں تین تین برس والی اور تیس اونٹنیاں چار چار برس والی اور چالیس اونٹنیاں حاملہ پانچ برس کی یا آٹھ برس کی مقرر فرمائی ہے۔ (ابوداوٗد)

٣٥٠٨۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَضَى فِي الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ فَقَالَ الَّذِيْ قَضَى عَلَيْهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لاَ شَرِبَ وَلاَ أَكَلَ وَلاَ نَطَقَ وَلاَ اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ مُرْسَلاً

٣٥٠٨۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے مرسلاً یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ عورت کے اس بچے کا خون بہا جو کسی کے مارنے سے مر گیا ہوا ایک لونڈی یا ایک غلام مقرر فرمائی ہے تو جس کے اوپر یہ تاوان ڈالا گیا تھا اس نے کہا کہ اس بچے کا تاوان ہم کیوں ادا کریں جس نے نہ کوئی چیز لی اور نہ کوئی چیز کھائی اور نہ بولا اور چلایا۔ یعنی مردہ بچہ جو چوٹ لگنے سے گر کر مر گیا ہے اس کا تاوان نہیں ہونا چاہیے بلکہ اکارت جانا چاہیے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کاہنوں کا بھائی ہے جس طرح وہ تک بندی سے بولتے ہیں اسی طرح سے اس نے بھی ان لفظوں کو ادا کیا ہے اس کے ذمہ تاوان دینا ہوگا۔ (مالک' نسائی)

٣٥٠٩۔ وَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ عَنْهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مُتَّصِلاً۔

٣٥٠٩۔ ابوداوٗد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متصلاً روایت کیا ہے۔

٣٥٠٦۔ اسناده ضعيف سنن ابی داؤد كتاب الديات باب فی دية الخطاشبه العمد ٤٥٥١' ٤٥٥٣ ابو اسحاق مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

٣٥٠٧۔ اسناده ضعيف سنن ابی داؤد كتاب الديات باب فی دية الخطا شبه العمد ٤٥٥٠' مجاہد سے سیدنا عمر سے کچھ نہیں سنا لہٰذا انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٣٥٠٨۔ صحيح سنن النسائی كتاب القسامة باب دية جنين المراة ٤٨٢٤' موطا امام مالك كتاب العقول باب عقل الجنين ٢/ ٨٥٥ ح ١٦٥٩۔ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

٣٥٠٩۔ صحيح سنن ابی داؤد كتاب الديات باب دية الجنين ٤٥٧١۔

مَالَا يُضْمَنُ مِنَ الْجِنَايَاتِ

جن چیزوں میں تاوان واجب نہیں ہوتا ہے ان کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

٣٥١٠۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَلْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدَنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٥١٠۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے زبان جانور کسی آدمی کو زخمی کر دے تو اس کے مالک پر کچھ تاوان نہیں ہے' اسی طرح سے کان میں کام کرنے والے آدمی مر جائیں تو مالک کے ذمے تاوان نہیں ہے اور کنواں کھودانے والے کنواں کھدار ہے تھے اور کوئی مزدور اس میں گر کر مر جائے تو مالک کے ذمے تاوان نہیں ہے' یعنی ان سب صورتوں میں تاوان نہیں آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

کان کاٹا لیکن تاوان نہیں

٣٥١١۔ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَيْشَ الْعُسْرَةِ وَكَانَ لِي أَجِيْرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوْضُ يَدَهُ فِي الْعَاضِ فَانْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ وَقَالَ ((أَيَدَعُ يَدَهُ فِيْ فِيْكَ تَقْضِمُهَا كَالْفَحْلِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٥١١۔حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں جنگ تبوک میں جہاد کرنے کے لیے میرے ساتھ ایک مزدور تھا اس نے کسی آدمی سے جھگڑا کیا اور ان دونوں نے آپس میں ایک دوسرے کا ہاتھ دانت سے کاٹا ان میں سے جب ایک نے اپنے ہاتھ کو دوسرے کے منہ میں سے کھینچا تو اس کا دانت اکھڑ گیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر گیا کہ فلاں نے میرا دانت توڑ دیا ہے آپ نے معاملے کو سن کر فرمایا کیا وہ اپنے ہاتھ کو تیرے منہ میں چھوڑے رہتا کہ تو اونٹ کی طرح اس کو چبا تا رہتا۔ (بخاری و مسلم)

مال کی حفاظت میں شہادت

٣٥١٢۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٥١٢۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے تو وہ شہید ہے۔ (مسلم و بخاری)

٣٥١٠۔صحیح بخاری کتاب الدیات باب المعدن جبار ٦٩١٢' مسلم کتاب الحدود باب جرح العجماء ١٧١٠ [٤٤٦٥]

٣٥١١۔ صحیح بخاری کتاب الاجارة باب الأجیر فی الغرو ٢٢٦٥' مسلم کتاب القسامة باب العائل علی نفس الانسان ١٦٧٤ [٤٣٧٢]

٣٥١٢۔ صحیح بخاری کتاب المظالم باب من قائل دون ماله ٢٤٨٠' مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من قصد اخذ مال عنریه بغیر حق ١٤٠ [٣٦١]

٣٥١٣۔ وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِنْ جَآءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَخْذَ مَالِي قَالَ ((فَلاَ تُعْطِهٖ مَالَكَ)) قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِیْ قَالَ ((قَاتِلْهُ)) قَالَ اَرَاَيْتَ إِنْ قَتَلَنِیْ قَالَ ((فَاَنْتَ شَهِيْدٌ)) قَالَ اَرَاَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهٗ قَالَ ((هُوَ فِی النَّارِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۵۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی چور یا ڈاکو میرا مال لینا چاہے تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنا مال اسے مت دے۔ اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ سے جھگڑا اور لڑائی کرے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو بھی اس سے لڑائی کر۔ اس نے کہا کہ اگر اس نے مجھے مار ڈالا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو شہید ہے۔ اس نے کہا کہ اگر میں اسے قتل کر ڈالوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم)

بلا اجازت جھانکنے والے سے کیا سلوک کیا جا سکتا ہے؟

٣٥١٤۔ وَعَنْهُ ﷛ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَوِ اطَّلَعَ فِی بَيْتِكَ اَحَدٌ وَلَمْ تَاْذَنْ لَهٗ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۵۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے یہ سنا: اگر کوئی شخص تمہارے گھر میں جھانکے اور تم نے اس کو اجازت نہیں دی ہے تو تم نے غیرت میں آ کر اسے کنکری ماری اور تم نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

غیرت والے نبی ﷺ

٣٥١٥۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷛ اَنَّ رَجُلاً اطَّلَعَ فِی حُجْرٍ فِی بَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهٖ رَاْسَهٗ فَقَالَ ((لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُنِیْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِی عَيْنَتِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الإِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۵۱۵۔ حضرت سہل بن سعد ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے گھر کے دروازے کے سوراخ سے جھانکا اس وقت رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں سر کھجلانے کا ایک آلہ تھا جس سے آپ سر کھجلا رہے تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں جانتا کہ تو قصداً جھانک رہا ہے تو میں یہ آلہ تیری آنکھ میں بھونک دیتا اور تیری آنکھ پھوڑ دیتا اجازت صرف آنکھ ہی کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

بے مقصد حرکات سے ممانعت

٣٥١٦۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ﷛ اَنَّهٗ رَاٰی رَجُلاً يَخْذِفُ فَقَالَ لاَ تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ إِنَّهٗ لاَ يُصَادُ بِهٖ صَيْدٌ وَلاَ يُنْكَاُ بِهٖ عَدُوٌّ وَلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَاُ الْعَيْنَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۵۱۶۔ حضرت عبداللہ بن مغفل ﷛ نے ایک شخص کو کنکری پھینکتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا کہ تو کنکری مت پھینک رسول اللہ ﷺ نے بے ضرورت کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ بے کار کنکری پھینکنے سے نہ تو شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی دشمن کو زخمی کیا جا سکتا ہے' بلکہ اس طرح پھینکنے سے کسی کا دانت توڑ دے گا یا آنکھ پھوڑ دے گا۔ (بخاری و مسلم)

٣٥١٣۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب الدليل على ان من قصد اخذ مال غيره بغير حق ١٤٠ [٣٦٠]

٣٥١٤۔ صحيح بخاری كتاب الديات باب من اخذ حقه ٦٨٨٨' مسلم كتاب الاداب باب تحريم النظر ٢١٥٦ [٥٦٤٣]

٣٥١٥۔ صحيح بخاری كتاب الديات باب من اطلع فی بيت قوم ٦٩٠١' مسلم كتاب الاداب باب تحريم النظر ٢١٥٦ [٥٦٣٨]

٣٥١٦۔ صحيح بخاری كتاب الذبائح والصيد باب الخذف ٥٤٧٩' مسلم كتاب الصيد والذبائح باب اباحة ما سيتعان به على الاصطياد والعدو ١٩٥٤ [٥٠٥٠]

اسلحہ کے ساتھ بازاروں میں گزرتے وقت احتیاط کی جائے

٣٥١٧۔ وَعَنْ أَبِیْ مُوْسَی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِیْ مَسْجِدِنَا وَفِیْ سُوْقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا أَنْ يُصِيْبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا بِشَیْءٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٥١٧۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کوئی شخص ہماری مسجدوں میں یا بازاروں میں جائے اور اس کے پاس تیر ہوں تو وہ اپنے تیروں کے پیکانوں کو ہاتھ میں لے لے تاکہ کسی مسلمان کو زخمی نہ کرے۔ (بخاری ومسلم)

ہتھیار کے ساتھ کسی مسلمان کی طرف اشارہ نہ کیا جائے

٣٥١٨۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُشِيْرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ يَدْرِیْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِیْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِیْ حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٥١٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کسی ہتھیار کے ساتھ اپنے بھائی مسلمان کے طرف اشارہ نہ کرو کیونکہ ممکن ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے وہ ہتھیار کو کھینچ لے اور وہ اسی کو لگ جائے اور وہ مر جائے پھر وہ جہنم کے گڑھے پر گر پڑے گا۔ (بخاری ومسلم)

٣٥١٩۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰى يَضَعَهَا وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهٖ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

٣٥١٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کی طرف کسی لوہے اور دھار دار چیز سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ اس لوہے اور ہتھیار کو زمین پر رکھ دے، خواہ سگا بھائی کیوں نہ ہو۔ (بخاری)

٣٥٢٠۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَأَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ زَادَ مُسْلِمٌ ((وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا))

٣٥٢٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جس نے ہم کو دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے، یعنی وہ کامل مسلمان نہیں۔

٣٥٢١۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٥٢١۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہم پر تلوار کھینچی وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں۔ (مسلم)

٣٥١٧۔ صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ من حمل علینا السلاح فلیس منا ٧٠٧٥، مسلم کتاب البرو الصلة باب امر من مر بسلاح ٢٦١٥ [٦٦٦٥]

٣٥١٨۔صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ من حمل علینا السلاح فلیس منا ٧٠٧٢، مسلم کتاب البرو الصلة باب النهی عن الاشارة بالسلاح ٢٦١٧ [٦٦٦٨]

٣٥١٩۔ مسلم کتاب البر والصلة باب النهی عن الاشارة بالسلاح الی مسلم ٣٦١٦ [٦٦٦٦]

٣٥٢٠۔ صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ من حمل علینا السلاح فلیس منا ٧٠٧، مسلم کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا ١٠١ [٢٨٣]

٣٥٢١۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ من حمل علینا اسلاح فلیس منا ٩٩ [٢٨١]

بلاوجہ سزا نہ دی جائے

٣٥٢٢۔ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ مَرَّ بِالشَّامِ عَلَى أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْبَاطِ وَقَدْ أُقِيْمُوا فِي الشَّمْسِ وَصُبَّ عَلَى رُؤُوْسِهِمُ الزَّيْتَ فَقَالَ مَا هٰذَا قِيْلَ يُعَذَّبُوْنَ فِي الْخِرَاجِ فَقَالَ هِشَامٌ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((إِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٥٢٢۔ ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد عروہ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ ہشام بن حکیم کا گزر ملک شام میں چند نبطیوں اور کسانوں کے پاس سے ہوا کہ انہیں دھوپ میں کھڑا کر دیا گیا تھا اور ان کے سر پر گرم تیل ڈال دیا گیا تھا۔ یہ دیکھ کر ہشام نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے تو ان سے کہا گیا کہ خراج اور مال گزاری نہ دینے کی وجہ سے ان کو یہ تکلیف دی جا رہی ہے' تو ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے یہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سزا دے گا جو دنیا میں بلاوجہ لوگوں کو سزا دیتے ہیں۔ (مسلم)

توضیح: دھوپ میں کھڑا کر کے سزا دینا یہ مناسب نہیں تھا بلکہ اس سے کوئی اور آسان تکلیف دیتے کیونکہ یہ سزا خدائی سزا کے مشابہ ہے' اس طرح کی سزا دینے سے بچنا چاہیے۔

ملعون لوگ

٣٥٢٣۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يُوْشَكُ إِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ أَنْ تَرَى قَوْمًا فِيْ أَيْدِيهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ يَغْدُوْنَ فِيْ غَضَبِ اللّٰهِ وَيَرُوْحُوْنَ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ))۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ ((يَرُوْحُوْنَ فِيْ لَعْنَةِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٥٢٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری لمبی عمر ہو گئی تو تم آئندہ ایسے لوگوں کو دیکھو گے جن کے ہاتھوں میں گائے کے دم کی طرح کوڑے ہوں گے (جس سے وہ) لوگوں کو (ظلماً ماریں گے) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غصے میں صبح کریں گے اور غضب الٰہی میں شام کریں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ خداوندی لعنت میں رہیں گے۔ (مسلم)

توضیح: یہ لوگ ظالم بادشاہوں کے سپاہی ہوں گے جو بادشاہوں کے آگے پیچھے حفاظت کے لیے لوگوں کو ستائیں گے تو ایسے لوگ خدا کی لعنت میں گرفتار ہوں گے اور خدائی لعنت ان پر ہمیشہ گرفتار اترتی رہے گی۔

جہنمیوں کی دو قسمیں

٣٥٢٤۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَايَدْخُلْنَ

٣٥٢٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں جانے والے دو قسم کے لوگ ہیں (جن کو میں نے ابھی نہیں دیکھا ہے) بلکہ آئندہ ایسے لوگ ہوں گے (۱) کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے ساتھ گائے کے دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے ظلماً لوگوں کو ماریں گے (۲) وہ عورتیں ہیں جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن بہت باریک

٣٥٢٢۔ صحیح مسلم کتاب البر و الصلة باب الوعید الشدید لمن عذب الناس ٢٦١٣ [٦٦٥٨]
٣٥٢٣۔ صحیح مسلم کتاب الجنة باب النار ید خلها الجبارون ٢٨٥٧ [٧١٩٥، ٢١٩٦]
٣٥٢٤۔ صحیح مسلم کتاب الجنة باب النار ید خلها الجبارون ٢١٢٨ [٥٥٨٢]

الْجَنَّةَ وَ لَا يَشُمْنَ رِيحَهَا وَ إِنَّ رِيحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَ كَذَا وَكَذَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کپڑے ہوں گے جن سے ان کا بدن ظاہر دکھائی دے گا گویا وہ برہنہ ہیں اور لوگوں کے دلوں میں خواہش پیدا کرنے والی اور مردوں کو اپنی جانب مائل کرنے والی اور خود بھی ان کی طرف جھکنے والی ہوں گی۔ یعنی بناؤ سنگار کر کے اپنی طرف لوگوں کو مائل وفریفتہ کرنے والی ہوں گی۔ ان کے سر کے بال یعنی سر کا جوڑا اتنا اونچا ہوگا جیسے بختی اونٹ کے کوہان جو جھکا ہوا ہو۔ یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہو سکتی ہیں اور نہ اس کی خوشبو پا سکتی ہیں حالانکہ جنت کی خوشبو بہت زیادہ دور سے سنگھائی دیتی ہے۔ یعنی یہ جنت سے بہت دور رکھی جائیں گی۔ (مسلم)

توضیح: موجودہ زمانے میں دونوں قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی سچ ہے' اللہ تعالیٰ ہم کو تمام فتنوں سے بچائے رکھے۔ آمین

چہرے پر نہ مارا جائے

٣٥٢٥۔ وَعَنْهُ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُوْرَتِهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٥٢٥۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی کو مارنے کا ارادہ کرے تو اس کے چہرے پر مارنے سے بچے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے صورت اور مخصوص صفت پر پیدا کیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس لیے احتراماً کسی آدمی کے چہرے پر نہیں مارنا چاہیے یہاں صورت سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص صفت ہے جو مظہر صفات جلالی کا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

٣٥٢٦۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَأَدْخَلَ بَصَرَهُ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَرَأَى عَوْرَةَ أَهْلِهِ فَقَدْ أَتَى حَدًّا لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ وَلَوْ أَنَّهُ حِيْنَ أَدْخَلَ بَصَرَهُ فَاسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فَفَقَأَ عَيْنَهُ مَا عَيَّرْتُ عَلَيْهِ وَإِنْ مَرَّ الرَّجُلُ عَلَى بَابٍ لَا سِتْرَ لَهُ غَيْرُ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلَا خَطِيئَةَ عَلَيْهِ إِنَّمَا الْخَطِيئَةُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

٣٥٢٦۔ حضرت ابو ذر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کے دروازے کا پردہ کھول کر اور اجازت دینے سے پہلے اس کے گھر والوں میں سے کسی کو برہنہ دیکھ لیا۔ اگر گھر کا مالک غیرت میں آ کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو میں اس کو کوئی سزا نہیں دوں گا اور نہ اس پر دیت ٹھہراؤں گا۔ اور اگر کسی کا گزر ایسے دروازے پر ہو جس پر پردہ نہیں پڑا تھا اور نہ دروازہ ہی بند تھا تو کسی کی نظر اچانک گھر والوں پر پڑ گئی تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے' البتہ گھر والوں پر اس کا گناہ ہے کہ دروازے کو کیوں بند نہیں رکھا اور اس پر کیوں پردہ نہیں لٹکایا۔ (ترمذی) یہ حدیث غریب ہے۔

٣٥٢٥۔صحیح بخاری کتاب العتق باب اذا ضرب العبد فلیجتنب الوجه ٢٥٥٩'مسلم کتاب البر باب النهی عن ضرب الوجه ٢٦١٢ [٦٦٥٥]

٣٥٢٦۔ضعیف سنن الترمذی کتاب الاستئذان باب ماجاء فی الا ستئذان قبالة البیت ٢٧٠٧' ابن لہیعہ مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

٣٥٢٧۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣٥٢٧۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کو میان سے نکال کر پکڑانے سے منع کیا ہے‘ یعنی ننگی تلوار دوسرے کو بغیر میان کے دینے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی)

٣٥٢٨۔ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((نَهٰى اَنْ يُقَدَّ السَّيْرُ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُد

٣٥٢٨۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں انگلیوں کے درمیان میں جوتے کا تسمہ چیرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

شہداء کی چند اقسام

٣٥٢٩۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ

٣٥٢٩۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے دین کی حفاظت میں مارا جائے تو وہ شہید ہے‘ جو اپنی جان کی نگرانی میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے‘ جو اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے‘ اور جو بال بچوں اور گھر والوں کی حفاظت میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ (ترمذی‘ ابوداؤد و نسائی)

٣٥٣٠۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ بَابٌ مِنْهَا لِمَنْ سَلَّ السَّيْفَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ عَلٰى اُمَّةِ مُحَمَّدٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ الرَّجُلُ جُبَارٌ ذُكِرَ فِيْ بَابِ الْغَضَبِ۔

٣٥٣٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازہ ان میں سے ایسا ہے کہ اس سے وہی داخل ہوگا جس نے میری امت پر یا امت محمدیہ پر تلوار کھینچی ہو۔ (ترمذی) اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ((الرجل جبار باب العصب)) میں گذر چکی ہے۔

نوٹ: اس باب میں تیسری فصل نہیں ہے۔

❀❀❀❀

٣٥٢٧۔حسن سنن ابی داؤد کتاب، الجهاد باب فی النهی ان یتعاطی السیف سلولاً ٢٥٨٨‘ ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی النهی عن تعاطی السیف سلولا ٢١٦٣۔

٣٥٢٨۔ضعیف سنن ابی داؤد سنن ابی داؤد باب فی النهی ان یقد السیر بین الصبعین ٢٥٨٩‘ قریس بن انس آخر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

٣٥٢٩۔ صحیح سنن ابی داؤد باب فی النهی ان یقد الیسر بین اصبعین ٢٥٨٩‘ قریش بن انس آخر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

٣٥٣٠۔ سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورة الحجر۔ جنید راوی کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

بَابُ الْقَسَامَةِ

قسامت کا بیان

قسامت کے معنی قسم کھانے کے ہیں اور اصلاحی قسامت اس قسم کو کہتے ہیں جو کسی مقتول کے بارے میں کھائی جائے جس کے قاتل کا پتہ نہ چل رہا ہو اور مقتول کسی گاؤں یا قصبہ و محلّہ میں پایا جائے تو جس جگہ یہ مقتول پایا جائے گا وہاں کے آس پاس کے لوگوں سے حاکم وقت مشتبہ لوگوں سے دریافت کرے گا جب کچھ نہ پتہ چلے تو وہاں کے پچاس آدمیوں میں سے قسم لی جائے گی کہ وہ یہ کہیں کہ خدا کی قسم نہ ہم نے قتل کیا ہے اور نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں تو ایسی صورت میں یہ لوگ بری ہو جائیں گے نہ ان کے ذمہ قصاص ہوگا اور نہ دیت ہوگی' البتہ بیت المال سے مقتول کے ورثہ کو دیت دے دی جائے گی یہ قسامت جاہلیت کے زمانہ میں عبدالمطلب نے ایجاد کیا تھا جس کو اسلام نے بھی باقی رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی ایسی صورت پیش آ گئی تھی جیسا کہ نیچے حدیث میں آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

٣٥٣١۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِىْ حَثْمَةَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُمَا حَدَّثَا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِى النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ رضی اللہ عنہ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنَ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَاءِ مَسْعُوْدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمُوا فِىْ أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَبِّرِ الْكُبْرَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ يَعْنِى لِيَلِىَ الْكَلَامَ الْأَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اسْتَحِقُّوا قَتِيْلَكُمْ أَوْ قَالَ صَاحِبَكُمْ بِأَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ)) فَقَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ ((فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ فِىْ أَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْهُم)) قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

٣٥٣١۔ رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خیبر آئے یہ دونوں کھجوروں کے باغ میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ عبداللہ بن سہل قتل کر دیے گئے یعنی کسی نے ان کو مار ڈالا عبدالرحمٰن بن سہل اور مسعود کے دونوں بیٹے حویصہ اور محیصہ۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سب سے پہلے عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی کے قتل کا واقعہ بیان کرنے کا ارادہ کیا جو عمر میں بڑے چھوٹے تھے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پہلے بڑے کو بولنے دو اور اس کا لحاظ اور ادب کرو۔ یحییٰ بن سعید راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے بڑے آدمی کو گفتگو کا موقع دو۔ چنانچہ سب سے پہلے اس نے اس واقعہ کو بیان کیا نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا تم اپنے مقتول یا اپنے ساتھی کے دیت اور خون کے اس وقت مستحق ہو گے جب کہ تم میں سے پچاس آدمی مل کر قسم کھائیں کہ ان یہودیوں نے قتل کیا ہے ان لوگوں نے کہا ہم نے کسی کو قتل کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے تو ہم کس

٣٥٣١۔ صحيح البخارى كتاب الادب باب اكرام الكبير (٦١٤٢، ٦١٤٣)۔ مسلم كتاب القسامة باب القسمة (١٦٦٩)[٤٣٤٦].

قَوْمٌ كُفَّارٌ فَفَدَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قِبَلِهِ وَفِي رِوَايَةٍ ((تَحْلِفُوْنَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ أَوْ صَاحِبَكُمْ)) فَوَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ بِمِائَةِ نَاقَةٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

طرح قسم کھائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسم کھا کر تم سے بری ہو جائیں۔ ان لوگوں نے کہا یہودی کافر لوگ ہیں ان کی قسم کا کیا اعتبار ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت کے سو اونٹ مقتول کے وارثوں کو عنایت فرما دیا۔ (تا کہ آگے معاملہ نہ بڑھے) (بخاری و مسلم)

نوٹ: (یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے)۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٥٣٢۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَصْبَحَ مِنَ الْأَنْصَارِ مَقْتُوْلًا بِخَيْبَرَ فَانْطَلَقَ أَوْلِيَائُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ((إِنَّكُمْ شَاهِدَانِ يَشْهَدَانِ عَلَى قَاتِلِ صَاحِبِكُمْ)) قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ ثَمَّ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِنَّمَا هُمْ يَهُوْدُ وَقَدْ يَجْتَرِؤُوْنَ عَلَى أَعْظَمَ مِنْ هٰذَا قَالَ ((فَاخْتَارُوا مِنْهُمْ خَمْسِيْنَ فَاسْتَحْلِفُوْهُمْ)) فَأَبَوا فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

٣٥٣٢۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک صحابی خیبر میں مارے گئے تو ان کے وارث رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آدمی کے قتل کا واقعہ بیان کیا' آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اس بات پر دو گواہ لاؤ کہ فلاں شخص نے تمہارے آدمی کو قتل کیا ہے ان لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم مسلمانوں میں سے کوئی مسلمان وہاں موجود نہیں تھا اور یہود اس سے بڑی بات پر جرات کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان میں سے پچاس آدمیوں کو منتخب کر کے قسم لو تو ان لوگوں نے یہودیوں سے قسم لینے کا انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے مقتولین کے ورثاء کو دیت دے دی۔ (ابوداؤد)

❀❀❀❀

٣٥٣٢۔ صحيح سنن ابى داؤد كتاب الديات باب فى ترك القود بالقسامة ٢٥٢٤۔

بَابُ قَتْلِ اَهْلِ الرِّدَّةِ وَالسُّعَاةِ بِالْفَسَادِ

مرتد اور باغی اور مفسدوں کو قتل کرنے کا بیان

مرتد اُسے کہتے ہیں کہ جو اسلام لا کر پھر اسلام کو چھوڑ دے اور کافر بن جائے اور فسادی یعنی ڈاکو اور بغاوت کرنے والے کو بھی امن پیدا کرنے کے لیے مارا جاسکتا ہے اسی سلسلہ میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فسادا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم و ارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض ذالك لهم خزى في الدنيا و لهم في الاخرة عذاب اليم ﴾ (سورہ مائدہ)

''ان کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے یا سولی دی جائے یا الٹے طور سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے یہ ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔''

یعنی باغیوں اور ڈاکوؤں اور فتنہ وفساد کرنے والوں کو قتل کر دینا چاہیے ان کی چار صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) یا تو اس مرتد کافر نے کسی مسلمان کو قصداً مار ڈالا ہے اور مال وغیرہ نہیں چھینا ہے تو اس کی سزا یہی ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے' جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مرتد کو قتل کردو۔ جب اس مرتد نے دوسرے مسلمان کو مار ڈالا ہے تو اس کے بدلے میں اس کو بھی قتل کرنا چاہیے' یعنی دونوں جرموں کے بدلے میں اس کو مارا جائے گا۔

(۲) اور اگر اس مرتد نے قتل بھی کیا اور مال بھی لیا تو اس کو سولی دی جائے گی۔

(۳) اور اگر ڈاکو نے مال چھین لیا اور قتل نہیں کیا تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے' یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں۔

(۴) اور اگر اس ڈاکو نے نہ قتل کیا اور نہ مال چھینا بلکہ اس کو ڈرا دھمکا رہے تھے تو اسی حالت میں وہ گرفتار کر لیے گئے تو ان کو جلاوطن کیا جائے گا۔

امام وقت ان چاروں سزاؤں کو ترتیب وار دے سکتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

۳۵۳۳۔ عَنْ عِكْرِمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ

۳۵۳۳۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چند زندیق لائے گئے جو مرتد ہو گئے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو آگ میں جلوا دیا یہ خبر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میں اس وقت وہاں ہوتا تو نہ جلاتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا

۳۵۳۳۔ صحيح بخاري كتاب استتابة المرتدين باب حكم المرتد ۶۹۲۲۔

اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ہے کہ آگ سے کسی کو عذاب نہ دو۔ آگ سے عذاب دینا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، البتہ میں ان کو قتل کرا دیتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو اپنے دین اسلام کو بدل ڈالے اور کفر اختیار کر لے تو اس کو قتل کر دو۔ (بخاری)

٣٥٣٤۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۵۳۴۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ کا عذاب صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اس کے علاوہ اور کوئی کسی کو آگ سے عذاب نہیں دے سکتا۔ (بخاری)

خارجیوں کی علامات

٣٥٣٥۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۵۳۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آئندہ ایک ایسی قوم پیدا ہونے والی ہے جو نو عمر اور کم عقل ہونے کے ساتھ لوگوں سے اچھی باتیں کریں گے لیکن حلق سے نیچے ایمان نہیں اترے گا وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ جہاں کہیں تم ان سے ملو ہیں ان کو مار ڈالو کیونکہ ان کے قتل کرنے میں اس کے قاتل کو قیامت کے دن ثواب ملے گا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یہ لوگ خارجی ہیں جو کہنے کو اچھی باتیں کہہ جاتے ہیں لیکن وہ مرتد ہیں اس لیے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

٣٥٣٦۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَكُوْنُ أُمَّتِيْ فِرْقَتَيْنِ فَيَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِيْ قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۵۳۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو فرقے ہو جائیں گے ان دونوں کے درمیان میں ایک ایسا فرقہ ہوگا کہ ان کا قتل کرنے والا حق پر ہوگا۔ (مسلم)

ناحق قتل کرنا کفر ہے

٣٥٣٧۔ وَعَنْ جَرِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۵۳۷۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا کہ میرے بعد تم لوگ کافر نہ ہو جانا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی گردن مارو۔ (بخاری ومسلم)

٣٥٣٤۔صحيح كتاب الجهاد باب التوديع ٦٩٥٤۔

٣٥٣٥۔ صحيح بخارى كتاب استتابة المرتدين باب قتل الخوارج ٦٩٣٠، مسلم كتاب الزكاة باب التحريض على قتل الجوارج۔ ١٠٦٦ [٢٤٦٢]

٣٥٣٦۔ صحيح مسلم كتاب الزكاة باب ذكر الخوارج ١٠٦٥ [٢٤٥٦]

٣٥٣٧۔صحيح بخارى كتاب الفتن باب قول النبى ﷺ ترجعوا بعد كفاراً ٧٠٨٠، مسلم كتاب الا يمان باب بيان معنى قول النبى لا ترجعوا بعدى كفاراً ٦٥ [٢٢٣]

قاتل و مقتول جہنم میں

٣٥٣٨۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ حَمَلَ أَحَدُهُمَا عَلَى أَخِيهِ السِّلَاحَ فَهُمَا فِي جُرُفِ جَهَنَّمَ فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ دَخَلَاهَا جَمِيعًا)) وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ((إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ)) قُلْتُ هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ ((إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٥٣٨۔حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں اس طرح ملیں کہ ایک ان میں سے دوسرے پر تلوار سے حملہ آور ہو تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہیں اور جب ایک دوسرے کو مار ڈالیں تو دونوں جہنم میں داخل ہوں گے اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر آپس میں ملیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں داخل ہوں گے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قاتل کا دوزخ میں جانا تو بالکل ظاہر ہے لیکن مقتول کیوں جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مقتول بھی اپنے مدمقابل کو قتل کرنے پر حریص اور آمادہ تھا کہ اگر اس کا داؤ چل جاتا وہ مار ڈالتا۔(بخاری ومسلم)

رسول رحمت ﷺ کے چرواہوں کے قاتلوں کا عبرت ناک انجام

٣٥٣٩۔ وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ فَأَسْلَمُوا فَاجْتَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْتُوا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوا فَصَحُّوا فَارْتَدُّوا وَقَتَلُوا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الإِبِلَ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتَّى مَاتُوا۔ وَفِي رِوَايَةٍ فَسَمَّرُوا أَعْيُنَهُمْ۔ وَفِي رِوَايَةٍ أَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتَّى مَاتُوا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٥٣٩۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قبیلہ عکل کے چند آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔مدینہ طیبہ میں رہنے سہنے لگے لیکن مدینہ منورہ کی آب و ہوا ان کے موافق نہیں ہوئی وہ بیمار پڑ گئے اور بیماری کی وجہ سے ان کے چہرے زرد پڑ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ حکم دیا کہ جنگل میں جہاں بیت المال کے اونٹ چر رہے ہیں چلے جائیں اور وہیں رہیں سہیں اور ان اونٹوں کے دودھ پئیں اور علاج کے طور پر ان اونٹوں کے پیشاب بھی پی لیں تو یہ اچھے ہو جائیں گے۔چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔تندرست ہو گئے پھر وہ اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے ان لوگوں نے ان اونٹوں کے چرواہوں کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہونے کے بعد ان کے پیچھے سواروں کو بھیجا اور وہ ان کو پکڑ لائے رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ ڈالنے کا حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں لوہا گرم کر کے سلائی کے طور پر پھیر دیے اور ان کے ہاتھ پاؤں کا خون بند کرنے کے لیے داغ نہیں بلکہ یونہی چھوڑ دیا۔یہاں تک کہ وہ مر گئے۔اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان لوہے کی سلائیوں کو گرم کر کے سرمے کی طرح ان کے آنکھوں میں ڈالیں اور ان کو مدینہ کی پتھریلی زمین پر لٹا دیں وہ پانی مانگتے تھے لیکن ان کو پانی نہیں پلایا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔(بخاری ومسلم)

٣٥٣٨۔ صحيح بخاری كتاب الديات باب قول الله تعالىٰ و من احياها ٦٨٧٥، مسلم كتاب الفتن باب اذا تواجه المسلمان ٢٨٨٨[٧٢٥٥]

٣٥٣٩۔ صحيح بخاری كتاب الحدود باب المحاربين من اهل الكفر ٦٨٠٣، مسلم كتاب القسامة باب حكم المحاربين ١٦٧١ [٤٣٥٣]

توضیح: ان لوگوں نے بہت سے قصور کیے تھے (۱) مرتد ہو گئے (۲) ڈاکو ہو گئے (۳) چرواہوں کو قتل بھی کر دیا (۴) چرواہوں کی آنکھوں میں ان لوگوں نے لوہا گرم کر کے سرمہ کے طور پر لگا کر آنکھیں پھوڑ ڈالیں تھیں تو جس طرح سے ان لوگوں نے چرواہوں کے ساتھ سلوک کیا تھا قصاصاً ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ اس طرح سے اب کرنا منسوخ ہے اور قتل کر دینا ہی کافی ہے قرآن مجید میں ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے: ﴿انما جزاء الذین یحاربون الله و رسوله﴾ (الآیة) جو باب کے شروع میں لکھی جا چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوا کے طور پر اونٹ کا پیشاب پینا جائز ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

٣٥٤٠۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ عَنِ الْمُثْلَةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۵۴۰۔عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو صدقہ دینے کی رغبت دلاتے تھے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔(ابوداؤد)

٣٥٤١۔ وَرَوَاهُ النِّسَائِيُّ عَنْ اَنَسٍ۔

۳۵۴۱۔امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جانوروں کو بھی آگ میں نہ ڈالا جائے

٣٥٤٢۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَاَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَاَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَ تِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفَرَّشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا رُدُّوا وَلَدَهَا اِلَيْهَا وَرَاٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا)) قَالَ مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ فَقُلْنَا نَحْنُ قَالَ ((اِنَّهُ لَا يَنْبَغِیْ اَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۵۴۲۔عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو ایک مقام پر قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے ہم لوگوں نے حمرہ چڑیا دیکھی جس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا تو حمرہ پرندہ اپنے پروں کو زمین پر پھیلانے اور پیٹ کو زمین سے لگانے لگی تا کہ ہم ان بچوں کو چھوڑ دیں اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے واپس تشریف لے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس نے اس چڑیا کے بچوں کو پکڑ کر اسے پریشان کر رکھا ہے؟ اس کے بچوں کو چھوڑ دو پھر آپ نے چیونٹیوں کے بلوں کو دیکھا جن کو ہم نے جلا دیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ان چیونٹیوں کے بلوں اور چھتوں میں کس نے آگ جلائی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے جلایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگ سے کسی کو عذاب دینا مناسب نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی آگ سے عذاب دے سکتا ہے کیونکہ آگ کا رب ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: حمرہ سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا پرندہ ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی جانور حتی کہ چیونٹی کو آگ سے جلانا جائز نہیں ہے۔

٣٥٤٠۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی النهی عن المثلة ٢٦٦٧۔

٣٥٤١۔ صحيح سنن النسائی کتاب تحريم الدماء باب النهی عن المثلة ٤٠٥٢۔

٣٥٤٢۔صحيح ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی کراهية حرق العدو ٢٦٧٥۔

خارجیوں کے اوصاف

٣٥٤٣۔ وَعَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہما عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((سَيَكُوْنُ فِیْ أُمَّتِیْ إِخْتِلَافٌ وَفِرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُوْنَ الْقِيْلَ وَيُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَرْجِعُوْنَ حَتّٰى يَرْتَدَّ السَّهْمُ عَلٰى فُوْقِهِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ طُوْبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوْهُ يَدْعُوْنَ إِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَلَيْسُوا مِنَّا فِیْ شَیْءٍ مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلٰى بِاللّٰهِ مِنْهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا سِيْمَاهُمْ؟ قَالَ التَّحْلِيْقُ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

٣٥٤٣۔ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ چل کر میری امت میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور مختلف خیالات کے لوگ ہو جائیں گے ان میں ایک ایسا فرقہ بھی ہوگا جو بات تو اچھی کرے گا اور کام برے کرے گا' وہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن اس کا اثر ان پر کچھ نہیں رہے گا وہ دین اسلام سے اس طرح سے نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے' وہ اسلام کی طرف واپس نہیں آئیں گے یہاں تک کہ چھوڑا ہوا تیر واپس ہو جائے اور یہ محال ہے اسی طرح سے ان لوگوں کا دوبارہ اسلام میں داخل ہونا محال ہے یہ لوگ تمام مخلوق اور تمام انسانوں میں سے سب سے بدتر ہوں گے' جو ان لوگوں کو قتل کر ڈالے گا وہ سب سے بہتر اور حق والا ہوگا اس کے لیے خوشخبری اور مبارکبادی ہے یہ لوگ ظاہری طور پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف بلائیں گے لیکن رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیں گے ان لوگوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہوگا جو ان کو مار ڈالے گا وہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کی علامت اور نشانی کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی خصوصی علامت تحلیق ہے۔ (ابوداوٗد)

توضیح: تحلیق کے معنی سر منڈانے کے ہیں اور یہ ان کے عقیدے کے مطابق ان کا شعار ہوگا اور سر پر بالوں کے رکھنے کو برا سمجھیں گے یا یہ کہ تحلیق سے مراد حلقہ حلقہ کر کے بیٹھنا یعنی تتر بتر الگ الگ رہنا جو اسلامی شعار کے خلاف ہے۔

سزائے موت کی تین وجوہات

٣٥٤٤۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ زِنًى بَعْدَ إِحْصَانٍ فَإِنَّهُ يُرْجَمُ وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَإِنَّهُ يُقْتَلُ أَوْ يُصْلَبُ أَوْ يُنْفٰى مِنَ الْأَرْضِ أَوْ يَقْتُلُ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

٣٥٤٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کلمہ گو کا قتل کرنا اور اس کا خون گرانا جائز نہیں ہے مگر جب کہ ان تین باتوں میں سے کسی ایک بات کا مرتکب ہو جائے تب اس کا قتل کرنا حلال ہو جائے گا (۱) یہ کہ شادی ہو جانے کے بعد زنا کرے اس صورت میں وہ سنگسار کیا جائے گا (۲) یہ کہ کوئی شخص اللہ اور رسول سے جنگ کرے اور لوگوں سے قتل و غارت گری کرے اور خدا اور رسول کے خلاف بغاوت کرے اور مرتد ہو جائے تو ایسی صورت میں اسے قتل کیا جائے گا یا اس کو سولی دی جائے گی یا اسے جلاوطن کیا جائے گا (۳) یہ کہ کسی کو مار ڈالے تو اس کے بدلے میں قصاصاً اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔ (ابوداوٗد)

٣٥٤٣۔ صحيح سنن ابی داؤد كتاب السنة باب فی قتال الخوارج ٤٧٦٥۔

٣٥٤٤۔ اسناده صحيح سنن ابی داؤد كتاب الحدود باب الحكم فيمن ارتد ٤٣٥٣۔

ہنسی مذاق میں بھی کسی کو نہ ڈرایا جائے

٣٥٤٥۔ وَعَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلَى رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُمْ كَانُوا يَسِيْرُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ إِلَى حَبْلٍ مَعَهُ فَأَخَذَهُ فَفَزِعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۵۴۵۔حضرت ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہم لوگوں کو یہ بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو چل رہے تھے تو ایک شخص ان میں سے سو گیا تھا اور بعض لوگوں نے سونے والے کے پاس جا کر اس کی رسی جو وہاں پڑی ہوئی تھی اٹھا لیا سونے والا اس سے ڈر گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حرکت کو دیکھ لیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔(ابوداؤد)

٣٥٤٦۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِجِزْيَتِهَا فَقَدِ اسْتَقَالَ هِجْرَتَهُ وَمَنْ نَزَعَ صِغَارَ كَافِرٍ مِنْ عُنُقِهِ فَجَعَلَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَقَدْ وَلَّى الْإِسْلَامَ ظَهْرَهُ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۵۴۶۔حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی شخص سے خراجی زمین خریدی تو اس نے اپنی ہجرت توڑ ڈالی اور جس نے کسی کافر کی ذلت کو اس کی گردن سے نکال کر اپنی گردن میں ڈال لی تو اس نے اسلام کو اپنے پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا۔(ابوداؤد)

توضیح: خراجی وہ زمین کہلاتی ہے جس زمین سے خراج اور مال گزاری وصول کی جاتی ہو اور یہ کافر ذمیوں کی زمین ہوتی ہے کیونکہ مسلمانوں سے عشر لیا جاتا ہے اور کافروں سے خراج اور جزیہ لیا جاتا ہے تو اگر کسی نے خراجی زمین کافر سے خرید لی تو وہ کافر کی جگہ آ گیا اور جو کافر کی زمین کا خراج تھا وہ اس کے ذمہ ہو گیا تو گویا اس نے اپنی ہجرت توڑ ڈالی اسی طرح سے جو کافر کی ذلت کو یعنی جزیہ کو اپنے ذمہ کر لیا تو گویا اس نے اسلام کو پسِ پشت ڈال دیا ہے یہ بطور جھڑکی کے آپ نے فرمایا کہ خراجی زمین نہیں خریدنا چاہیے۔

کافروں کے دیس میں رہنے کی ممانعت

٣٥٤٧۔ وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَرِيَّةً إِلَى خَثْعَمٍ فَاعْتَصَمَ نَاسٌ مِنْهُمْ بِالسُّجُوْدِ فَأَسْرَعَ فِيْهِمُ الْقَتْلُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ ((أَنَا بَرِيْءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ مُقِيْمٍ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِيْنَ)) قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ قَالَ ((لَا تَتَرَاءٰى نَارَاهُمَا))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۵۴۷۔حضرت جریر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خثعم کی طرف ایک لشکر کو بھیجا۔ مجاہدین اسلام خثعم قبیلے میں پہنچ گئے تو وہاں کے کچھ لوگ سجدہ کر کے پناہ ڈھونڈنے لگے' یعنی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے تا کہ یہ مجاہدین ان کو دیکھ کر مسلمان سمجھیں اور قتل نہ کریں لیکن اس کے باوجود انہیں بہت جلدی جلدی قتل کیا گیا اور بہت سے لوگ مارے گئے جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان کے آدھی دیت دینے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ جو مسلمان کافروں کی بستی میں رہے سہے ہم اس سے بری ہیں اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری ہمارے ذمہ نہیں ہے لوگوں نے دریافت کیا کہ مسلمان کافروں سے علیحدہ کتنی دوری پر رہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں یعنی آگ اگر جلائی جائے تو مسلمانوں کے بستی والے کافروں کے بستی والے کو نہ دیکھ سکیں اور نہ کافر مسلمانوں کی بستی والے کو دیکھ سکیں۔(ابوداؤد)

٣٥٤٥۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الادب' باب من یأخذ الشئی علی المزاح ٥٠٠٤۔

٣٥٤٦۔ اسنادہ ضعیف سنن ابی داؤد کتاب الخراج باب ماجاء فی الدخول فی ارض الخراج ٣٠٨٢' عمارہ مجہول اور سنان متور ہے۔

٣٥٤٧۔ صحیح دون العقل سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب النہی عن قتیل من اعتصم بالسجود ٢٦٤٥' ترمذی ١٦٠٤۔

توضیح: خثعم قبیلے والے کچھ مسلمان ہو گئے تھے لیکن وہ ہجرت کر کے مسلمانوں کی بستی میں نہیں آئے جب مجاہدین اسلام وہاں پہنچے تو انہیں کافر سمجھ کر مارا اور یہ سمجھے کہ نماز دکھانے کے لیے پڑھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آدھی دیت دینے کا حکم صادر فرمایا اور آئندہ کے لیے یہ حکم دیا کہ جو مسلمان کافروں کی بستی میں رہے گا ہم اس سے بیزار ہیں اور ہم اس کی جان و مال کے محافظ نہیں ہیں اگر لڑائی میں وہ مارے گئے تو خون بہا نہیں دیا جائے گا۔

٣٥٤٨۔ وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((الإِیْمَانُ قَیَّدَ الْفَتْكَ مُؤْمِنٌ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۵۴۸۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان اچانک قتل کرنے سے منع کرتا ہے۔(ابوداوٗد)

٣٥٤٩۔ وَعَنْ جَرِیْرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَی الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۵۴۹۔حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب غلام ان مشرکوں کی طرف بھاگ کر چلا جائے تو اس کا خون حلال ہو جاتا ہے۔(ابوداوٗد)

توضیح: یعنی اگر کوئی غلام دارالاسلام سے بھاگ کر دارالحرب میں چلا جائے اور وہ مرتد ہو جائے تو اس کا قتل کرنا حلال ہے۔

شاتم رسول کی سزا موت

٣٥٥٠۔ وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ یَهُوْدِیَّةً كَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِیَّ ﷺ وَتَقَعُ فِیْهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰی مَاتَتْ فَأَبْطَلَ النَّبِیُّ ﷺ دَمَهَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۵۵۰۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودیہ عورت رسول اللہ ﷺ کو گالی دیا کرتی تھی اور آپ کی شان مقدس میں عیب اور طعن کرتی تھی تو ایک مسلمان نے اس یہودیہ عورت کا گلہ گھونٹ دیا وہ مر گئی' رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون باطل کر دیا۔(ابوداوٗد)

توضیح: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے اور غداری کرنے والے کو قتل کر دینا درست ہے۔

٣٥٥١۔ وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّیْفِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

۳۵۵۱۔حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جادو کرنے والے کی سزا تلوار سے مار ڈالنا ہے۔(ترمذی)

توضیح: جادو سیکھنا اور کسی پر کرنا کفر ہے تو اگر کوئی جادوگر کسی مسلمان پر جادو کر کے اس کو مار ڈالے تو اس جادوگر کو شرعاً قتل کیا جائے گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

بغاوت کی سزا موت

٣٥٥٢۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِیْكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَیُّمَا رَجُلٍ یُفَرِّقُ بَیْنَ أُمَّتِیْ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ))۔ رَوَاهُ النِّسَائِیُّ

۳۵۵۲۔حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص امام وقت سے بغاوت کرے تاکہ وہ میری امت میں تفرقہ ڈال دے تو اس باغی کی گردن اڑا دو۔(نسائی)

٣٥٤٨۔حسن سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی العدو یوتی علی غرة و یشتبه هم ٢٧٦٩' شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٣٥٤٩۔صحیح سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب الحکم فیمن ارتد ٤٣٦٠۔

٣٥٥٠۔ اسناده صحیح سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ ٤٣٦٢۔

٣٥٥١۔ اسناده ضعیف سنن الترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فی حد الساحر ١٤٦٠ اسماعیل بن مسلم المکی ضعیف راوی ہے۔

٣٥٥٢۔حسن سنن النسائی کتاب تحریم الدم باب قتل من فارق الجماعة ٤٠٢٨۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باغی کا قتل کرنا جائز ہے قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے:

﴿و ان طائفتن من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احداھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفی ء الی امر اللہ فان فاء ت فاصلحوا بینہما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین﴾ (الحجرات)

''اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جائے پھر اگر رجوع ہو جائے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کر دو اور انصاف کا خیال رکھو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

خارجیوں کو قتل کر دیا جائے گا

۳۵۵۳۔ وَعَنْ شَرِيْكِ بْنِ شِهَابٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ أَتَمَنَّى أَنْ أَلْقَى رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ فَلَقِيْتُ أَبَا بَرْزَةَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فِيْ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِأُذُنَيَّ وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنَيَّ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِيْنِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَائَهُ شَيْئًا فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُوْمُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَضَبًا شَدِيْدًا وَقَالَ وَاللّٰهِ لاَ تَجِدُوْنَ بَعْدِيْ رَجُلاً هُوَ أَعْدَلُ مِنِّيْ ثُمَّ قَالَ ((يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هٰذَا مِنْهُمْ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلاَمِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ لاَ يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ))۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

۳۵۵۳۔ شریک بن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس بات کا آرزومند رہتا تھا کہ کسی صحابی سے میری ملاقات ہو جائے تو میں ان سے خارجیوں کے بابت پوچھوں تو عید کے روز صحابہ کی ایک جماعت میں ابو برزہ صحابی رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہو گئی' میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے خارجیوں کے بارے میں کچھ سنا ہے تو آپ مجھے بتائیے؟ تو انہوں نے کہا ہاں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مال لایا گیا آپ نے اس مال کو تقسیم کیا اپنے داہنے جانب والوں کو دیا اور بائیں جانب والوں کو بھی دیا اور پیچھے بیٹھنے والوں کو کچھ نہیں دیا تو پیچھے بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا محمد! آپ نے تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا یہ شخص کالے رنگ کا تھا اور سر کے بالوں کو منڈائے ہوئے تھا اور اس وقت اس پر دو سفید کپڑے تھے' تو اس کے اس اعتراض سے رسول اللہ ﷺ بہت سخت ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! میرے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں پاؤ گے جو مجھ سے زیادہ انصاف کرنے والا ہو' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں ایک ایسی قوم پیدا ہو گی گویا یہ شخص بھی انہیں لوگوں میں سے ہے کہ وہ قوم قرآن پڑھے گی لیکن قرآن مجید کا اثر ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا اور وہ اسلام سے اس طرح نکل جائے گی جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے اس قوم کی نشانی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سر منڈائے گی اور ہمیشہ وہ امام وقت سے خروج اور بغاوت کرتی رہے گی یہاں تک کہ اس قوم کی آخری جماعت مسیح دجال کے ساتھ شامل ہو جائے گی تو جب ایسے لوگوں سے تمہاری ملاقات ہو جائے تو تم ان کو قتل کر دینا یہ لوگ تمام آدمیوں اور جانوروں سے بھی بدتر ہوں گے۔ (نسائی)

۳۵۵۳۔ ضعیف سنن النسائی کتاب تحریم الدم باب من شہر سیفہ ثم وضعہ فی الناس ۴۰۱۸' شریک بن شہاب غیر معروف راوی ہے۔

٣٥٥٤۔ وَعَنْ أَبِىْ غَالِبٍ رَأَى أَبُوأُمَامَةَ رضی اللہ عنہ رُؤُوسًا مَنْصُوْبَةً عَلٰى دَرَجِ دِمِشْقَ فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلٰى مَنْ قَتَلُوْهُ ((ثُمَّ قَرَأَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ)) الْآيَةَ قَالَ لِأَبِىْ أُمَامَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمَذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

٣٥٥۴۔حضرت ابوغالب بیان کرتے ہیں کہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ صحابی نے دمشق کے راستے پر چند سروں کو لٹکا ہوا دیکھا' یعنی خارجیوں کے سروں کو لٹکا ہوا دیکھا جو لڑائی میں قتل کیے گئے تھے اور عبرت کے طور پر راستے میں ان کے سروں کو لٹکا دیا گیا تھا تو ان سروں کو دیکھ کر ابوامامہ نے کہا کہ یہ جہنم کے کتے ہیں۔آسمان کے نیچے تمام مقتولین سے بدتر ہیں اور جن لوگوں نے ان کو قتل کیا ہے وہ سب سے بہتر ہیں ان پر انہوں نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿يوم تبيض وجوه وتسود وجوه۔الآیۃ﴾ "جس دن قیامت کے دن بہت سے چہرے سفید ہوں گے اور بہت سے چہرے کالے۔ ابوغالب نے ابوامامہ سے کہا کہ کیا آپ نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو انہوں نے یہ کہا کہ میں نے متعدد بار سنا ہے اگر نہ سنے ہوئے ہوتا تو میں تم سے کبھی بیان نہیں کرتا میں نے ایک بار یا دو تین بار نہیں' بلکہ سات بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ) یہ غریب ہے۔

❀❀❀❀

٣٥٥٤۔ اسناده حسن سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب و من سورة آل عمران ٣٠٠٠' ابن ماجه فی المقدمه باب فی ذکر الخوارج ١٧٦۔

کِتَابُ الْحُدُوْدِ

حدوں کا بیان

حد کے معنی روک کے ہیں یہاں شرعی سزا مراد ہے یعنی اگر کوئی کام کرے تو اس کو ایسی سزا دی جائے کہ دوسرے لوگ دیکھ کر اس قسم کے کام کرنے کی جرأت نہ کرسکیں اور وہ باز رہیں انہیں کو حدود اللہ کہا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ تلك حدود الله فلا تعتدوها﴾

''یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حدیں ہیں اس سے آگے مت تجاوز کرو۔''

اور کسی جگہ فرمایا:

﴿ تلك حدود الله فلا تقربوها﴾

''اللہ کی حدیں ہیں ان کے قریب مت جاؤ۔''

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

شادی شدہ زانی کی سزا

٣٥٥٥۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلَيْنِ إِخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا إِقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الآخَرُ أَجَلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذِنْ لِیْ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِیْ كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا فَزَنَا بِإِمْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُوْنِیْ أَنْ عَلَى ابْنِیَ الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِیْ ثُمَّ إِنِّی سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِیْ أَنَّ عَلَى ابْنِیْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِی بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا

٣٥٥٥۔ حضرت ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی جھگڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہمارے درمیان میں قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کیجیے۔ دوسرے نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ ہمارے درمیان میں قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کیجیے اور مجھے اس واقعہ کے بیان کرنے کی اجازت دے دیجئے تو میں عرض کروں آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تم بیان کرو اس نے کہا کہ میرا لڑکا اس شخص کے یہاں مزدوری کرتا تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے لڑکے پر رجم ہے یعنی سنگسار کیا جائے گا میں نے اپنے بچے کو رجم سے بچانے کے لیے اس شخص کو سو بکریاں اور ایک لونڈی دی تا کہ میرے بچے کی جان بچ جائے پھر میں نے عالموں سے یہی مسئلہ پوچھا تو ان عالموں نے اس مسئلہ کا یہ جواب دیا کہ

٣٥٥٥۔ صحیح بخاری کتاب الایمان والنذورباب کیف کانت یمین النبی ﷺ ٦٦٣٣، مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی ١٦٩٨، ١٦٩٧ [٤٤٣٥]

بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)) فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

تیرے بیٹے کو سو درے لگائے جائیں گے' ایک سال کے لیے اسے جلاوطن کیا جائے گا اور اس کی بیوی پر رجم ہے کیونکہ وہ شادی شدہ ہے اور میرا بیٹا شادی شدہ نہیں ہے۔ تو آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ خدا کی قسم! میں تم دونوں کے درمیان قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کروں گا' آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی بکری اور لونڈی دی ہوئی واپس لے لو اور تمہارے بیٹے پر سو درے ہیں اور سال بھر کی جلاوطنی ہے آپ نے انیس صحابی سے فرمایا کہ کل صبح تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو اگر وہ زنا کرانے کا اقرار کرے تو تم اس کو رجم کر دینا' چنانچہ وہ گئے اور اس عورت نے زنا کا اقرار کر لیا تو حضرت انیس نے اس عورت کو سنگسار کر ڈالا۔ (بخاری ومسلم)

غیر شادی شدہ زانی کی سزا

۳۵۵۶۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْمُرُ فِيمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصِنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۵۵۶۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں حکم دیتے ہوئے میں نے سنا کہ غیر شادی شدہ زانی کے لیے سو درے ہیں اور ایک سال کے لیے جلاوطنی ہے۔ (بخاری)

رجم قرآنی سزا ہے

۳۵۵۷۔ وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى آيَةُ الرَّجْمِ رَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنَا إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الإِعْتِرَافُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۵۵۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور آپ پر قرآن مجید نازل فرمایا ہے اور قرآن مجید کی منجملہ آیتوں میں سے رجم والی آیت بھی نازل فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں شادی شدہ زانیوں کو رجم کیا اور آپ کے بعد ہم لوگوں نے بھی رجم کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں رجم کرنا ثابت ہے۔ زانی پر جب کہ وہ شادی شدہ ہو' خواہ مردوں میں سے ہو یا عورتوں میں سے جب کہ ان کے زنا پر چار آدمی عینی شہادت دیں یا حمل ہو یا خود اقرار کر لیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: قرآن مجید میں رجم والی آیت تھی لیکن اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی اور حکم باقی رہا کہا جاتا ہے کہ رجم والی آیت یہ تھی ﴿الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة نكالا من الله و الله عزيز حكيم﴾ یعنی شادی شدہ مرد یا عورت جب زنا کریں تو یقیناً ان دونوں کو سنگسار کر ڈالو اللہ کے جانب سے ان کے لیے یہی سزا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

۳۵۵۸۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ خُذُوا عَنِّي خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ

۳۵۵۸۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے سیکھ لو اس لفظ کو مکرر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے بارے میں راستہ تجویز کر دیا ہے کہ عورت اور مرد اگر کنوارے اور غیر

۳۵۵۶۔ صحيح بخاری كتاب الحدود باب البكران يجلدان ٦٨٣١۔

۳۵۵۷۔ صحيح بخاری كتاب الحدود باب الاعتراف بالزنا ٦٨٢٩' مسلم كتاب الحدود باب رجم الثيب باالزنى ١٦٩١ [٤٤١٨]

۳۵۵۸۔ صحيح مسلم كتاب الحدود باب حدالزنى ١٦٩٠ [٤٤١٤]

وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

شادی شدہ ہوں تو ان پر سو درے لگائے جائیں گے اور سال بھر کے لیے جلا وطن کیا جائے گا اور شادی شدہ زانی مرد اور زانیہ عورت پر رجم ہے اور سو درے ہیں۔(مسلم)

توضیح: رجم کی آیت کے اترنے سے پہلے زانی اور زانیہ کو معمولی سزا دی جاتی تھی عورتوں کو گھر میں روک لیا جاتا تھا اور زانی مردوں کو برا بھلا کہہ دیا جاتا تھا اور دو چار چپت لگا دیا جاتا تھا جس کا بیان اس آیت میں ہے۔

﴿واتی یاتین الفاحشة من نسائکم فاستشهدوا علیهن اربع منکم فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت حتی یتوفهن الموت اویجعل الله لهن سبیلا والذان یاتیانها منکم فاذوهما فان تابا و اصلحا فاعرضوا عنهما ان الله کان توابا رحیما﴾ (النساء ٤)

''یعنی جو تمہاری بیویوں میں کوئی زنا کرائے تو ان پر چار آدمیوں کی گواہی لو اور اگر چار گواہ گواہی دے دیں تو انہیں گھروں میں روکے رکھو یہاں تک کہ موت ان کا خاتمہ کر دے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راستہ تجویز کر دے اور ان دو مردوں کو جو تم میں سے بدکاری یعنی اغلام کریں تنگ کرو پھر اگر توبہ کریں اور نیکی پر لگ جائیں تو ان کو چھوڑ دو (اب ان کو نہ ستاؤ) بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

اب ان کے واسطے یہی تجویز کیا گیا ہے کہ اگر شادی شدہ ہیں تو سنگسار کیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہیں تو درے لگائے جائیں گے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں حکم آ گیا ہے تم مجھ سے سیکھ لو۔

توریت میں بھی زنا کرنا کی سزا سنگساری ہے

٣٥٥٩۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلاً مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَانِ الرَّجْمِ؟ قَالُوا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنِ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنِ سَلَامٍ إِرْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَا۔ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ تَلُوْحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ وَلٰكِنَّنَا نَتَكَاتَمُهُ بَيْنَنَا

٣٥٥٩۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ ان کی قوم میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے تو ان کے بارے میں آپ ﷺ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اپنی کتاب توریت میں رجم کے بارے میں کیا پاتے ہو تو انہوں نے کہا کہ ہم زانی مردوں عورتوں کو ذلیل اور رسوا کر دیتے ہیں اور درے لگا دیتے ہیں ایسا ہی توریت میں لکھا ہوا ہے یہ سن کر عبداللہ بن سلام نے کہا کہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو توریت میں رجم لکھا ہوا ہے تم توریت لا کر پڑھو۔ چنانچہ وہ لوگ توریت لائے اور کھول کر پڑھنا شروع کیا تو ایک آدمی نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ لیا اور اس کے آگے پیچھے پڑھنے لگا تو عبداللہ بن سلام نے اس سے کہا تم اپنا ہاتھ اس آیت سے اٹھاؤ' چنانچہ اس نے ہاتھ اٹھا لیا تو رجم والی آیت اس میں نکلی تو ان لوگوں نے یہ کہا۔ یا محمد! یہ عبداللہ بن سلام سچ کہتے ہیں توریت میں رجم کی آیت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں

٣٥٥٩۔ صحیح بخاری کتاب الحدود باب احکام اهل الذمة ٦٨٤١' مسلم کتاب الحدود باب رجم الیهود ١٦٩١ [٤٤٣٧]

فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

زانی مرد عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا تھا' چنانچہ وہ دونوں رجم کیے گئے اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ عبداللہ بن سلام نے اس سے کہا تم اپنا ہاتھ اٹھاؤ جب اس نے اپنا ہاتھ اٹھا تو رجم والی آیت بالکل صاف طور پر ظاہر ہو رہی تھی تو اس یہودی نے کہا کہ یا محمد! تورات میں رجم کی آیت موجود ہے لیکن ہم لوگ اس آیت کو آپس میں چھپاتے رہے رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو رجم کرنے کا حکم دیا وہ دونوں رجم کیے گئے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کا قصہ

۳۵۶۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا شَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((أَبِكَ جُنُونٌ)) قَالَ لاَ فَقَالَ ((أَحْصَنْتَ)) قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ))۔ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا أَزْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ حَتَّى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتَّى مَاتَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ بَعْدَ قَوْلِهِ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ بِالْمُصَلَّى فَلَمَّا أَزْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَصَلَّى عَلَيْهِ۔

۳۵۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرماں تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے زنا کر لیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا پھر وہ شخص پھر کر آپ کے سامنے آ کر وہی کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے پھر آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ غرض یہ کہ جب اس نے چار دفعہ اقرار کیا اور چار مرتبہ گواہی دی تو نبی ﷺ نے اس کو اپنے قریب بلا کر فرمایا کہ تجھ کو جنون ہے کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس کو لے جا کر سنگسار کرو۔ اس حدیث کے راوی ابن شہاب نے یہ بیان کیا کہ مجھے اس شخص نے یہ بتایا ہے جس نے جابر بن عبداللہ سے سنا تھا کہ ہم نے سنگستان میں جا کر اس کو سنگسار کرنا شروع کیا جب اس کے جسم پر پتھر لگنے لگے تو وہ بھاگنے لگا ہم لوگوں نے اس کو سنگستان میں پکڑ لیا اور رجم کیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ (بخاری' مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ اس کے اقرار کرنے کے بعد آپ نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا تو اس کو عیدگاہ میں لے جا کر سنگسار کرنا شروع کیا گیا تو جب اس کو پتھر لگنے لگے تو وہ بھاگا پھر وہ پکڑا گیا اور رجم کیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں اچھی بات فرمائی اور اس کے جنازے کی نماز بھی پڑھی اور دعائے مغفرت بھی کی۔

۳۵۶۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ لَمَّا أَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ ((لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ)) قَالَ لاَ يَا رَسُولَ

۳۵۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ماعز بن مالک نے نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا کہ میں نے زنا کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم نے بوسہ لیا ہو گا یا اس کو چھو لیا ہو گا یا اس کو دیکھا ہو گا' انہوں نے کہا

۳۵۶۰۔ صحیح بخاری کتاب الحدود باب سوال الامام المقر ٦٨٢٥' مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی ١٦٩٢ [٤٤٢٠]

۳۵۶۱۔ صحیح بخاری کتاب الحدود باب هل یقول للمقر ٦٨٢٤۔

اللّٰهِ قَالَ ((أَنِكْتَهَا لَا يَكْنِي)) قَالَ نَعَمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے نکت کیا ہے یعنی حقیقت میں زنا ہی کیا ہے اور کنائے سے نہیں کیا تو اس نے کہا ہاں حقیقتاً میں نے جماع ہے کیا ہے تو اس وقت آپ نے رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ (بخاری)

۳۵۶۲۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ ((وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ)) قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ فَقَالَ لَهٗ ﷺ ((فِيْمَ أُطَهِّرُكَ)) قَالَ مِنَ الزِّنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَبِهٖ جُنُوْنٌ)) فَأُخْبِرَ أَنَّهٗ لَيْسَ بِمَجْنُوْنٍ فَقَالَ أَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهٗ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيْحَ خَمْرٍ فَقَالَ ((أَزَنَيْتَ)) قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ فَلَبِثُوْا يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ)) ثُمَّ جَآءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ الْأَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ ((وَيْحَكِ ارْجِعِيْ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ إِلَيْهِ)) فَقَالَتْ تُرِيْدُ أَنْ تُرَدِّدَنِيْ كَمَا رَدَّدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ أَنَّهَا حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا فَقَالَ أَنْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَهَا حَتّٰى تَضَعِيْ مَا فِيْ بَطْنِكِ قَالَ فَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتّٰى وَضَعَتْ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ قَدْ وَضَعَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ إِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَنَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيْرًا لَيْسَ لَهٗ مَنْ يُرْضِعُهٗ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِلَيَّ رِضَاعُهٗ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ فَرَجَمَهَا۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ أَنَّهٗ قَالَ لَهَا ((إِذْهَبِيْ

۳۵۶۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ مجھے پاک کیجیے آپ ﷺ نے فرمایا: افسوس ہے تم پر تم واپس جا کر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہو توبہ اور استغفار کرو۔ چنانچہ کچھ دور وہ چلے گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر یہی عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے پاک کیجیے۔ نبی ﷺ نے اس کے جواب میں وہی فرمایا جو پہلے فرمایا تھا۔ اس طرح سے چار مرتبہ سوال و جواب کرتے رہے۔ چوتھی دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟ انہوں نے کہا زنا سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا یہ دیوانہ ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ پاگل نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ شراب پی کر آیا ہے؟ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس کا منہ سونگھا کہ اس کے منہ سے شراب کی بو آتی ہے یا نہیں تو اس کے منہ سے شراب کی بو نہیں پائی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا۔ کیا سچ مچ تو نے زنا کیا ہے اس نے کہا ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے سنگساری کا حکم صادر فرمادیا اور وہ رجم کر دیا گیا۔ رجم کرنے کے بعد دو تین دن گزر گئے اور ماعز کا کسی قسم کا تذکرہ نہیں ہوا تو آپ نے ایک دن فرمایا: تم لوگ ماعز کے لیے مغفرت کی دعا کرو اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر وہ ساری امت پر تقسیم کر دی جاتی تو سب کے لیے کافی ہو جاتی' پھر اس کے بعد غامد قبیلے کی ایک عورت آئی جو ازد قبیلے کی شاخ ہے اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے پاک کیجیے آپ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے تیرے لیے تو یہاں سے چلی جا اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہ اور توبہ کر اس نے کہا کیا آپ مجھے اس طرح واپس کرنا چاہتے ہیں جس طرح آپ نے ماعز کو واپس کر دیا تھا اس نے کہا میں زنا کے نطفے سے حاملہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو ایسی ہی ہے اس نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا اس سے کہ تم اس وقت واپس چلی جاؤ جب تمہارے پیٹ کا بچہ پیدا ہو جائے تب تم میرے پاس آنا ایک انصاری صحابی نے اس کی کفالت کی یہاں تک کہ اس نے بچہ جن دیا' پھر کچھ دنوں

۳۵۶۲۔ صحیح مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی ۱۶۹۵ [۴۴۳۱]

حَتّٰى تَلِدِيْ)) فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَ ((اذْهَبِيْ فَأَرْضِعِيْهِ حَتّٰى تُفْطِمِيْهِ)) فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِيْ يَدِهٖ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَ هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ أَمَرَبِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلٰى صَدْرِهَا وَأَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوْهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَهْلاً يَا خَالِدُ فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَلَهُ)) ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کے بعد وہ انصاری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ بیان کیا کہ غامدہ عورت نے بچہ جن دیا ہے تو اب کیا کرنا چاہیے آپ نے فرمایا کہ ابھی ہم رجم کا حکم نہیں دیں گے کہ ہم اس کے بچہ کی شیر خوارگی میں چھوڑ دیں گے جس کو دودھ پلانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ انصاری نے کھڑے ہوکر کہا کہ یا رسول اللہ! میرے ذمہ اس بچہ کا دودھ پلانا ہے میں کسی عورت کو بچے کو دودھ پلانے کے لیے مقرر کر دوں گا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو رجم کرنے کا حکم صادر فرما دیا اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ابھی جاؤ یہاں تک کہ بچہ پیدا ہو جائے' چنانچہ وہ چلی گئی چند دنوں کے بعد اس نے بچہ جنا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی جاؤ اس کو دودھ پلاؤ یہاں تک کہ جب اس کا دودھ چھڑا دو تب آنا۔ چنانچہ وہ چلی گئی اور دودھ پلاتی رہی یہاں تک کہ دودھ پلانا چھوڑ دیا اور وہ بچہ روٹی کھانے کے قابل ہو گیا' تب وہ عورت آئی بچے کو بھی ساتھ لائے اور بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اس نے کہا یا نبی اللہ! اس بچے کا دودھ میں نے چھڑا دیا ہے اب یہ کھانا کھانے لگا ہے تو آپ ﷺ نے اس بچے کو ایک مسلمان کے حوالے کیا جو اس کی تربیت وغیرہ کرے پھر عورت کے لیے اس کے سینے تک گڑھا کھودا گیا اور اس عورت کو اس گڑھے میں کھڑا کیا گیا' پھر رجم کرنے کا حکم دیا اور لوگوں نے اس کو رجم کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر ایک ایسا پتھر مارا کہ اس کے سر کا خون خالد کے منہ پر گر پڑا تو انہوں نے اس کو برا بھلا کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خالد! تم خاموش رہو کچھ نہ کہو خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے اس نے ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اگر ایسی توبہ ظلماً عشر لینے والا بھی کرتا تو وہ بخشا جاتا' پھر آپ نے اس کو حکم دیا اور اس کے جنازے کی نماز پڑھی اور وہ دفن کر دی گئی۔ (مسلم)

لونڈی غلام کو رجم نہیں کیا جائے گا

٣٥٦٣۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ((إِذْ زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلاَ يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلاَ يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٥٦٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا اگر تم میں سے کسی کی باندی زنا کرائے اور اس کا زنا کرانا معلوم ہو جائے تو اس پر حد لگاؤ' یعنی درے لگاؤ۔ اور اس پر لعن طعن نہ کرو پھر اس کے بعد اگر وہ زنا کرائے تو حد لگاؤ اور لعن طعن مت کرو تیسری مرتبہ پھر زنا کرائے اور اس کا زنا کرانا ظاہر ہو جائے تو اس کو بیچ ڈالو اگرچہ بال کے رسی کے بدلے میں کیوں نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: غلام اور لونڈیوں پر رجم نہیں ہے بلکہ درے لگانا ہے۔

٣٥٦٣۔ صحیح بخاری کتاب البیوع باب بیع المدبر ٢٢٣٤' مسلم کتاب الحدود باب رجم الیهود اهل الذمة فی الزنی ١٧٠٣ [٤٤٤٥]

کسی وجہ سے سزا موخر بھی ہو سکتی ہے

٣٥٦٤۔ وَعَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَقِيْمُوا عَلَى أَرِقَّائِكُمُ الْحَدَّ مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ فَإِنَّ أَمَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ زَنَتْ فَأَمَرَنِي أَنْ أَجْلِدَهَا فَإِذَا هِيَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِيْتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ أَقْتُلَهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَحْسَنْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ قَالَ دَعْهَا حَتَّى يَنْقَطِعَ دَمُهَا ثُمَّ أَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ وَأَقِيْمُوا الْحُدُوْدَ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ.

۳۵۶۴۔حضرت علی ؓ نے لوگوں سے فرمایا کہ لوگو! اگر تمہاری باندیاں اور غلام زنا کر بیٹھیں تو ان کو شرعی سزا دو' خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ہوں' اس لیے رسول اللہ ﷺ کی ایک باندی نے ایسی نازیبا حرکت کر بیٹھی تھی تو آپ نے مجھے درہ لگانے کا حکم دیا جب میں اس کام کے لیے آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کے ابھی بچہ پیدا ہوا ہے اور بہت کمزور ہے مجھے خدشہ پیدا ہوا کہ اگر میں درے لگاؤں تو مر جائے گی میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اچھا کیا۔ (مسلم) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی کچھ دنوں تک اسے چھوڑے رکھو یہاں تک کہ جب اس کے نفاس کا خون بند ہو جائے پھر اس پر حد لگانا اور یہ فرمایا کہ تم لوگ اپنے غلاموں پر شرعی حد لگایا کرو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

تم نے ماعز کو بھاگنے کیوں نہ دیا؟

٣٥٦٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ جَاءَ مَاعِزٌ الْأَسْلَمِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَ مِنْ شِقِّهِ الْآخَرِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَ مِنْ شِقِّهِ الْآخَرِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُ قَدْ زَنَى فَأَمَرَ بِهِ فِي الرَّابِعَةِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْحَرَّةِ فَرُجِمَ بِالْحِجَارَةِ فَلَمَّا وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَرَّ يَشْتَدُّ حَتَّى مَرَّ بِرَجُلٍ مَعَهُ لَحْيُ جَمَلٍ فَضَرَبَهُ بِهِ وَضَرَبَهُ النَّاسُ حَتَّى مَاتَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ فَرَّ حِيْنَ وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ وَمَسَّ الْمَوْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِي

۳۵۶۵۔حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ماعز اسلمی نے آکر یہ عرض کیا کہ اس نے' یعنی میں نے زنا کیا ہے یہ سن کر آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا پھر وہ دوسری جانب سے آئے اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے پھر آپ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا پھر دوسری جانب سے آکر یہی کہا کہ یا رسول اللہ! اس نے یعنی میں نے زنا کیا ہے۔ اسی طرح سے انہوں نے چار مرتبہ کہا۔ چوتھی دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو لے جاؤ مدینہ کے باہر سنگستان میں رجم کر دو۔ چنانچہ ان کو سنگستان میں لے جا کر رجم کرنا شروع کیا گیا جب انہیں پتھر لگنے کی تکلیف پہنچی تو بھاگنے لگے بھاگتے بھاگتے ایک شخص کے پاس ان کا گزر ہوا جس کے ہاتھ میں اونٹ کی ہڈی کا جبڑا تھا تو اس نے اسی جبڑے سے ان کو مارا اور جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے بھی انہیں مارا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر یہ بیان کیا پتھر لگتے وقت ادھر ادھر بھاگنے لگے تھے

٣٥٦٤۔ صحيح مسلم كتاب الحدود باب تاخير الحد على النساء ١٧٠٥' سنن ابی داؤد كتاب الحدود باب فی اقامة الحد على المريض ٤٤٧٣۔

٣٥٦٥۔ حسن سنن ابی داؤد كتاب الحدود باب رجم ما عزا ٤٤١٩' ترمذی كتاب الحدود باب ماجاء فی ردء الحد ١٤٢٨' ابن ماجه كتاب الحدود باب الرجم ٢٥٥٤۔

رِوَايَةٍ ((هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ لَعَلَّهُ أَنْ يَتُوْبَ فَيَتُوْبَ اللهُ عَلَيْهِ))

تب آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم نے اس وقت کیوں نہیں چھوڑ دیا۔ (ترمذی و ابن ماجہ) اور ایک روایت میں ہے اگر اس وقت چھوڑ دیتے تو شائد وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا۔

٣٥٦٦۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ أَحَقٌّ مَا بَلَغَنِيْ عَنْكَ قَالَ وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي قَالَ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ قَدْ وَقَعْتَ بِجَارِيَةِ آلِ فُلَانٍ قَالَ نَعَمْ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٥٦٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ماعز بن مالک سے فرمایا کہ جو بات تمہاری نسبت مجھ کو پہنچی ہے اس کی کیا حقیقت ہے انہوں نے کہا میری بابت آپ کو کیا بات پہنچی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے فلاں شخص کی لونڈی سے زنا کیا ہے انہوں نے کہا ہاں' اس کا انہوں نے چار مرتبہ اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا' چنانچہ وہ رجم کیے گئے۔ (مسلم)

گناہ کا چھپانا اور توبہ کرنا سزا سے بہتر ہے

٣٥٦٧۔ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَيْمٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ مَاعِزًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ وَقَالَ لِهَزَّالٍ لَوْ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَكَ قَالَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ إِنَّ هَزَّالاً أَمَرَ مَاعِزًا أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَيُخْبِرُهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٥٦٧۔ حضرت یزید بن نعیم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ماعز رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے سامنے آ کر چار مرتبہ اقرار کیا آپ نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا اور ہزال سے کہا کہ اگر تم اپنے کپڑے سے اس کو چھپا لیتے' یعنی اس کا پردہ ڈھانپے رہتے تو تمہارے لیے اچھا تھا۔ ابن منکدر راوی نے یہ بیان کیا کہ ہزال نے ماعز کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر اپنے واقعے کی اطلاع دے تو جو کچھ ان سے ہوا تھا آپ کو بتایا۔ (ابوداؤد)

توضیح: ہزال کی فاطمہ نامی آزاد شدہ لونڈی تھی جس سے ماعز نے زنا کیا تھا' ہزال کو معلوم ہو گیا تو انہوں نے ماعز سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر اس زنا کا اقرار کر آؤ۔ تب ماعز نے آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر اپنا پورا ماجرا بیان کیا اس زنا کے اقرار کے بعد آپ نے ماعز کو رجم کرنے کا حکم دیا' آپ نے ہزال سے کہا کہ اگر تم ماعز کے گناہ کو چھپا لیتے اور اس کو اقرار کرنے کے لیے میرے پاس نہ بھیجتے تو اچھا تھا کیونکہ توبہ استغفار کے بعد اس کی بخشش کی امید تھی۔

جب گناہ قاضی کے علم میں آ جائے تو سزا واجب ہو جائے گی

٣٥٦٨۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ ((تَعَافُوا الْحُدُوْدَ فِيْمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِيْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

٣٥٦٨۔ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ آپس کی حدود کو آپس میں معاف کر دیا کرو اور میرے پاس مت پہنچاؤ کیونکہ جب مجھ تک وہ پہنچایا جائے گا تو شرعی سزا واجب ہو جائے گی۔ (ابوداؤد و نسائی)

٣٥٦٦۔ صحيح مسلم كتاب الحدود باب من اعترف على نفسه بالزنى ١٦٩٣۔

٣٥٦٧۔ حسن سنن ابی داؤد كتاب الحدود باب في الستر على اهل الحدود ٤٣٧٧۔

٣٥٦٨۔ حسن سنن ابی داؤد كتاب الحدود باب العفو عن الحدود ٤٣٧٦' نسائی كتاب قطع السارق باب ما يكون حرزا ٨/ ٧٠ ح ٤٨٨٨۔

حدود کے علاوہ کوتاہیاں قابل معافی ہیں

٣٥٦٩۔ وَعَنْ عائشة ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَقِيْلُوا ذَوِى الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ إِلَّا الْحُدُوْدَ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاوِدَ

۳۵۶۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا: باعزت اور شریفوں کے قصوروں لغزشوں کو معاف کر دیا کرو، مگر خدائی حد کو معاف نہ کرو۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی اگر شریف لوگوں سے بھول چوک سے کوئی لغزش ہو جائے تو اس کو درگزر کر دو لیکن ان حدود کو مت معاف کرو جو عام طور پر لوگوں کو معلوم ہو جائے جیسے چوری زنا وغیرہ۔

معاف کرنا سزا دینے سے بہتر ہے

٣٥٧٠۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنْ كَانَ لَهُ مَخْرَجٌ فَخَلُّوا سَبِيْلَهُ فَإِنَّ الإِمَامَ أَنْ يُخْطِءَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُخْطِءَ فِي الْعُقُوْبَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ قَدْ رُوِىَ عَنْهَا وَلَمْ يُرْفَعْ وَهُوَ أَصَحُّ

۳۵۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاں تک تم سے ہو سکے مسلمانوں کی لغزشوں اور قصوروں کو درگزر کر دیا کرو۔ اگر چھوڑنے کی کوئی صورت ہو تو چھوڑ دو کیونکہ حاکم وقت معاف کرنے میں غلطی کر جائے تو یہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ سزا دینے میں غلطی کر جائے۔ (ترمذی)

زنا بالجبر کی صورت میں مجبور پر حد نہیں

٣٥٧١۔ وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حَجَرٍ ﷺ قَالَ اسْتُكْرِهَتْ إِمْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَدَرَأَ عَنْهَا الْحَدَّ وَأَقَامَهُ عَلَى الَّذِيْ أَصَابَهَا وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۵۷۱۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت سے زبردستی زنا کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس عورت سے سزا کو ہٹا دیا اور زانی پر حد قائم کی۔ اس حدیث کے راوی نے یہ نہیں بیان کیا کہ اس زنا کرنے کی وجہ سے مرد کے ذمے مہر دینا ضروری ہے یا نہیں۔ (ترمذی)

٣٥٧٢۔ وَعَنْهُ ﷺ أَنَّ إِمْرَأَةً خَرَجَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ تُرِيْدُ الصَّلَاةَ فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ فَتَجَلَّلَهَا فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا فَصَاحَتْ وَانْطَلَقَ وَمَرَّتْ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ إِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَا وَكَذَا فَأَخَذُوا الرَّجُلَ

۳۵۷۲۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نماز پڑھنے کے ارادے سے گھر سے باہر آئی تو ایک شخص نے اس کو پکڑ لیا اور اپنے کپڑوں سے اس کو ڈھانک لیا اور اپنی حاجت پوری کی، یعنی اس سے زبردستی زنا کیا وہ عورت چلائی وہ زنا کر کے بھاگ گیا مہاجرین کی ایک جماعت اس عورت کے پاس سے گذری تو اس

٣٥٦٩۔ اسناده حسن سنن ابی داؤد كتاب الحدود باب فى الحد يشفع فيه ٤٣٧٥۔

٣٥٧٠۔ اسناده ضعيف سنن الترمذى كتاب الحدود ١٤٢٤ باب ماجاء فى درء الحدود، یزید بن زیاد الدمشقی متروک ہے۔

٣٥٧١۔ ضعيف سنن الترمذى كتاب الحدود باب ماجاء فى المراة اذا استكرهت على الزنا ١٤٥٢، سند منقطع ہے اور حجاج بن ارطاۃ مدلس راوی ہیں۔

٣٥٧٢۔ حسن سنن ابی داؤد كتاب الحدود باب فى صاحب الحديجى فيقر ٤٣٧٩، ترمذی كتاب الحدود باب ماجاء فى المراة اذا استكرهت على الزنا ١٤٥٤۔

فَأَتَوا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا إِذْهَبِيْ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا ارْجُمُوْهُ وَقَالَ ((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

عورت نے بتایا کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ ایسا ویسا کام کیا ہے تو لوگ اس آدمی کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور عورت بھی آئی سب بیان سننے کے بعد آپ ﷺ نے عورت سے فرمایا: تم جاؤ خدا نے تم کو بخش دیا ہے اور زانی کے متعلق فرمایا کہ اس کو لے جا کر رجم کرو چنانچہ اس کو رجم کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینے والے ایسی توبہ کر لیتے تو ان کی طرف سے قبول کر لی جاتی۔ (ترمذی وابوداؤد)

توضیح: یعنی اس شخص نے اپنے قصور کو اقرار کر لیا اور شرعی حد اس پر لگ گئی تو اس کے سب گناہ معاف ہو گئے اور اللہ نے اس کو بخش دیا۔

۳۵۷۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلاً زَنٰى بِإِمْرَأَةٍ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ أُخْبِرَ أَنَّهُ مُحْصِنٌ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۵۷۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو درہ مارنے کا حکم دیا پھر آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ زانی شادی شدہ ہے تو آپ ﷺ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا، چنانچہ وہ سنگسار کیا گیا۔ (ابوداؤد)

اگر مجرم کی جان کو خطرہ ہو تو سزا میں رعایت

۳۵۷۴۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِرَجُلٍ كَانَ فِي الْحَيِّ مُخْدَجٍ سَقِيْمٍ فَوُجِدَ عَلٰى أَمَةٍ مِنْ إِمَائِهِمْ يَخْبُثُ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((خُذُوا لَهُ عِثْكَالاً فِيْهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوْهُ ضَرْبَةً))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ نَحْوَهُ

۳۵۷۴۔ حضرت سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ ایک شخص کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو گرفتار شدہ شخص بہت ہی کمزور اور ایسا بیمار تھا جس کے اچھے ہونے کی بظاہر کوئی امید نہیں تھی اس نے محلے کی باندیوں میں سے ایک باندی سے زنا کر لیا تھا اور یہ شخص غیر شادی شدہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کھجور کی کوئی ایسی ٹہنی لو جس میں چھوٹی چھوٹی سوٹہنیاں ہوں اور اس ٹہنی کو درہ لگانے کی نیت سے ایک مرتبہ مار دو۔ تو اس سے حد اتر جائے گی، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (شرح السنہ وابن ماجہ)

توضیح: یہ آپ ﷺ نے شفقت کی بنا پر کیا ہے کیونکہ ایسے بیمار کو اگر سو درے لگائے جائے تو وہ مر جاتا آپ نے تخفیف کے طور پر ایسی ٹہنی منگوائی جس میں چھوٹی چھوٹی سوٹہنیاں ہوں تو اس کے مارنے سے گویا سو درے لگ گئے جس طرح سے حضرت ایوب علیہ الصلوٰ والسلام نے بحکم خدا کیا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وخذ بيدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث انا وجدنه صابرا نعم العبد انه اواب﴾ (سورۂ ص)

''اور ہم نے کہا تم اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک مٹھا لے کر ان کو مار دو اور اپنے قسم کو مت توڑو ہم نے ایوب کو صبر کرنے والا پایا تو وہ بہت اچھے بندے تھے خدا کی طرف بہت رجوع کرنے والے تھے۔''

۳۵۷۳۔ اسناده ضعيف سنن ابی داؤد كتاب الحدود باب رجم ماعز ۴۴۳۸، ابن جریج اور ابوزبیر دونوں مدلس راوی ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

۳۵۷۴۔ صحيح سنن ابن ماجه كتاب الحدود باب الكبير والمريض ۲۵۷۴، شرح السنة ۱۰/ ۳۰۳ ح ۲۵۹۱۔

لواطت کرنے والوں کو قتل کر دیا جائے

٣٥٧٥۔ وَعَنْ عِكْرِمَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ وَجَدْتُّمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُو الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٥٧٥۔ حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کر کے یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ایسے شخص کو پاؤ جو قوم لوط کا عمل کرتا ہے یعنی لواطت کرتے ہوئے تم نے کسی کو پالیا تو فاعل اور مفعول بہ دونوں کو مار ڈالو۔ (ترمذی وابن ماجہ)

توضیح: لواطت کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے بعض حضرات اس کو زنا کے حکم میں شامل کرتے ہیں اور اگر دونوں شادی شدہ ہوں تو دونوں کو سنگسار کیا جائے گا اور بعض قتل کرنے کے قائل ہیں حدیث میں قتل کا لفظ آیا ہے' اس لیے شرعی حاکم دونوں کو تعزیراً قتل کر سکتا ہے کیونکہ یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قوم لوط پر سنگسار کیا تھا۔

٣٥٧٦۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَتَى بَهِيْمَةً فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْهَا مَعَهُ)) قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا شَانُ الْبَهِيْمَةِ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا وَلٰكِنْ أَرَاهُ كَرِهَ أَنْ يُوْكَلَ لَحْمُهَا أَوْ يُنْتَفَعَ بِهَا وَقَدْ فُعِلَ بِهَا ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٥٧٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی جانور سے بدفعلی کی ہو تو اس آدمی کو اور جانور کو بھی مار ڈالو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ اس میں جانور کا کیا قصور ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کے بارے میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا نہیں ہے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ جب اس جانور سے ایسا کام کیا گیا ہے تو اس کا گوشت کھانا یا اس کا دودھ وغیرہ پینا مکروہ ہے یعنی طبعی گھن ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد وابن ماجہ)

نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کے بارے میں لواطت کا اندیشہ

٣٥٧٧۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِيْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٥٧٧۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی امت پر لواطت کا بڑا خوف ہے کہ جو کام قوم لوط نے کیا وہ کہیں میری امت نہ کرنے لگ جائے اس کا مجھے بڑا اندیشہ ہے اور بہت بڑا خوف ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

تہمت کی سزا

٣٥٧٨۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَجُلاً مِنْ بَنِيْ بَكْرِ بْنِ لَيْثٍ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَقَرَّ أَنَّهُ زَنٰى

٣٥٧٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنی بکر بن لیث کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے چار مرتبہ یہ

٣٥٧٥۔ اسناده حسن سنن الترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فی حدا للوطی ١٤٥٦' ابن ماجه کتاب الحدود باب من عمل عملا قوم لوط ٢٥٦١' ابوداؤد کتاب الحدود باب فیمن أتی بهیمة ٤٤٦٢۔

٣٥٧٦۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فمین آتی بهیمة ٤٤٦٤' ترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فیمن یقع علی البهیمة ١٤٥٥' ابن ماجه کتاب الحدود باب من اتی ذات محرم ٢٥٦٤۔

٣٥٧٧۔ حسن سنن ترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فی حدے للوطئ ١٤٥٧' ابن ماجه کتاب الحدود باب من عمل عملا قوم لوط ٢٥٦٣۔

٣٥٧٨۔ اسناده ضعیف سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب اذا اقر الرجل بالزنا ٤٤٦٧' قاسم بن فیاض مختلف فیہ راوی ہے۔

بِإِمْرَأَةٍ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَجَلَدَهُ مِائَةً وَكَانَ بِكْرًا ثُمَّ سَأَلَهُ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمَرْأَةِ فَقَالَتْ كَذَبَ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَجَلَدَ حَدَّ الْفِرْيَةِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

اقرار کیا کہ میں نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور وہ غیر شادی شدہ تھا تو آپ نے اس کو سو درے لگوائے پھر آپ نے عورت سے دریافت کیا تو اس عورت نے کہا خدا کی قسم! یہ شخص جھوٹا ہے اور اس پر اس نے ثبوت پیش کر دیا تو اس آدمی کو بہتان لگانے کی سزا اور لگائی گئی۔ یعنی اسی درے لگائے گئے۔ (ابوداؤد)

توضیح: پہلی سزا تو زنا کے اقرار کی وجہ سے اور دوسری سزا تہمت لگانے کی وجہ سے اس کو دی گئی۔

۳۵۷۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي قَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ فَلَمَّا نَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ أَمَرَ بِالرَّجُلَيْنِ وَالْمَرْأَةِ فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۵۷۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب میری برات کے بارے میں قرآن مجید میں آیتیں نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر بیان فرمایا جب منبر سے نیچے اترے تو دو مردوں کو اور ایک عورت کو تہمت لگانے کی سزا دی، یعنی ہر ایک کو اسی اسی درے لگائے گئے۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۳۵۸۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيقِ الْإِمَارَةِ وَقَعَ عَلَى وَلِيْدَةٍ مِنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتَّى افْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ وَلَمْ يَجْلِدْهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۵۸۰۔ حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ صفیہ بنت ابی عبید نے ان سے یہ بیان کیا ہے کہ امیر کے غلاموں میں سے کسی غلام نے مال غنیمت کی لونڈی سے زبردستی زنا کیا اور وہ لونڈی کنواری تھی اس زنا نے اس کے کنوار پن کو زائل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو زنا کا درہ لگوایا اور لونڈی کو کوئی سزا نہیں دی کیونکہ اس سے یہ کام زبردستی کیا تھا۔ (بخاری)

حد جاری کرنے سے پہلے مکمل تفتیش کر لی جائے

۳۵۸۱۔ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ يَتِيْمًا فِي حَجْرِ أَبِي فَأَصَابَ جَارِيَةً مِنَ الْحَيِّ فَقَالَ لَهُ أَبِي ائْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ بِمَا صَنَعْتَ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ لَكَ وَإِنَّمَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ رَجَآءَ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ مَخْرَجًا فَأَتَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَعَادَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ حَتَّى قَالَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

۳۵۸۱۔ یزید بن نعیم بن ہزال اپنے باپ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ یتیم تھے اور میرے باپ کی تربیت و پرورش میں رہتے رہے، جوان ہونے کے بعد ماعز نے محلے کی ایک لونڈی سے زنا کر لیا تو میرے والد نے ان سے یہ کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر اس واقعہ کی اطلاع دے آؤ ممکن ہے رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے دعائے استغفار کر دیں میرے والد کے بھیجنے کا یہی ارادہ تھا کہ شاید اس اقرار سے ان کے چھٹکارے کی کوئی صورت نکل آئے گی، چنانچہ میرے والد کے کہنے پر ماعز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ کہا: یا رسول اللہ! میں نے زنا کر لیا ہے اللہ تعالیٰ کا حکم مجھ پر جاری کیجیے۔ آپ ﷺ نے اس سے منہ

۳۵۷۹۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی حد القذف ٤٤٧٤، ترمذی ٣١٨٠، ابن ماجه ٢٥٦٧، محمد بن اسحاق صرح بالسماع عند البیهقی ٨/ ٢٥٠۔

۳۵۸۰۔ صحیح بخاری کتاب الاکراہ باب اذا استکرهت المراة ٦٩٤٩۔

۳۵۸۱۔ اسنادہ حسن سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی رجم ماعزبن مالک ٤٤١٩۔

((إِنَّكَ قَدْ قُلْتَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ؟)) فَبِمَنْ قَالَ بِفُلَانَةٍ قَالَ ((هَلْ ضَاجَعْتَهَا)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((هَلْ بَاشَرْتَهَا)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((هَلْ جَامَعْتَهَا)) قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ فَأُخْرِجَ بِهِ إِلَى الْحَرَّةِ فَلَمَّا رُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَجَزِعَ فَخَرَجَ يَشْتَدُّ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ وَقَدْ عَجَزَ أَصْحَابُهُ فَنَزَعَ لَهُ بِوَظِيفِ بَعِيرٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَتَلَهُ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ ((هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ لَعَلَّهُ أَنْ يَتُوْبَ فَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

پھیر لیا پھر وہ لوٹ کر دوسری جانب سے آئے اور پھر اسی کلمے کو دھرایا یہاں تک کہ چار دفعہ اپنے زنا کا اقرار کیا' رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم نے چار مرتبہ یہ کہا ہے کس کے ساتھ تم نے ایسا کام کیا ہے تو اس نے کہا کہ فلاں عورت کے ساتھ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اس کو لٹا دیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کو چھوا تھا اور بدن سے بدن لگا دیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا سچ مچ تو نے اس سے جماع کر لیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا ہاں اس کے بعد آپ نے انہیں رجم کرنے کا حکم صادر فرما دیا ان کو مدینے کے باہر سنگستان میں لے جایا گیا اور رجم شروع کیا گیا پھر جب پتھر لگنے کی چوٹ انہیں محسوس ہونے لگی تو گھبرا کر ادھر ادھر بھاگنے لگے جب لوگ عاجز ہو گئے تو عبداللہ بن انیس نے ایک اونٹ کے پیر کی ہڈی اٹھا کر ان کو ماری آخر وہ مر گئے عبداللہ بن انیس نے نبی ﷺ کے پاس آ کر ان کے بھاگنے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا پھر تم لوگوں نے اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیا شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ ان کی توبہ قبول فرما لیتا۔ (ابوداؤد)

زنا کی ہلاکتیں

٣٥٨٢۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الزِّنَا إِلَّا أُخِذُوا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرُّشَا إِلَّا أُخِذُوا بِالرُّعْبِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

۳۵۸۲۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس قوم میں کھلم کھلا زنا ہونے لگے گا تو اس قوم کو قحط سالی کے ساتھ پکڑ لیا جائے گا اور جس قوم میں کھلم کھلا رشوت پھیل جائے گی تو اس کو خوف اور رعب کے ساتھ پکڑ لیا جائے گا۔ (احمد)

توضیح: یعنی زنا کی وجہ سے قحط سالی آتی ہے اور رشوت اور رعب کے ساتھ پکڑ لیا جائے گا۔ (احمد)

٣٥٨٣۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہم أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ))۔ رَوَاهُ رَزِيْنٌ

۳۵۸۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم لوط کا کام کرنے والا ملعون ہے۔ (رزین)

٣٥٨٤۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ عَلِيًّا أَحْرَقَهُمَا وَأَبَابَكْرٍ هَدَمَ عَلَيْهِمَا حَائِطًا

۳۵۸۴۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فاعل اور مفعول دونوں کو جلا دیا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر دیوار گرا دینے کا حکم دیا۔

٣٥٨٥۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا

۳۵۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

٣٥٨٢۔ ضعیف مسند احمد ٤/ ٢٥٠' مختلط و مدلس راوی ہے اور محمد بن راشد غیر معروف ہے۔

٣٥٨٣۔ حسن مسند احمد ١/ ٣٠٩' ٣١٧' احکام الجنائز ص ٣٦٠۔

٣٥٨٤۔ ضعیف تنقیح الرواۃ ٢/ ٩٢ ابن حجر فرماتے ہیں "ھو ضعیف جدا" دیکھئے الدرایۃ ٢/ ١٠٣ ح ٦٦٧۔

٣٥٨٥۔ ضعیف سنن الترمذی کتاب الرضاع باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان النساء فی ادبارھن ١١٦٥۔

يَنْظُرُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلاً أَوْ إِمْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جس نے کسی مرد سے لواطت کی ہو یا عورت سے اس کی دبر میں جماع کیا ہو۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

۳۵۸۶۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ أَتَى بَهِيْمَةً فَلاَ حَدَّ عَلَيْهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ وَهَذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الأَوَّلِ وَهُوَ ((مَنْ أَتَى بَهِيْمَةً فَاقْتُلُوْهُ)) وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

۳۵۸۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جو کسی جانور کے ساتھ بدفعلی کرے تو اس پر کوئی شرعی حد نہیں ہے۔ (ترمذی وابوداود) ترمذی نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے جس میں یہ بیان آیا ہے کہ جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے والے کو قتل کردو۔ اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

حدود جاری کرنے میں کسی کی پروا نہ کی جائے

۳۵۸۷۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَقِيْمُوا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِيْ الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ وَلاَ تَأْخُذْكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لاَئِمٍ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۳۵۸۷۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اللہ کے حدوں کو قائم کرو، خواہ وہ تمہارے قریبی رشتے دار ہوں یا دور کے رشتے دار ہوں سب پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی حد کو جاری کرو اور اس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا مت کرو۔ (ابن ماجہ)

حدود اللہ کے نفاذ کی برکات

۳۵۸۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ بِلاَدِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

۳۵۸۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حدوں میں سے کسی ایک حد کو قائم کرنا اس سے بہتر ہے کہ چالیس رات برابر خدا کے شہروں یعنی زمین میں بارش ہوتی رہے۔ (ابن ماجہ، نسائی)

۳۵۸۹۔ وَرَوَاهُ النِّسَائِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ۔

۳۵۸۹۔ امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

❀❀❀❀

۳۵۸۶۔ اسنادہ حسن سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فیمن ابی بھیمۃ ۴۴۶۵، ترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فیمن یقع علی البھیمۃ ۱۴۵۵، ارواء الغلیل ۲۳۴۸۔

۳۵۸۷۔ حسن سنن ابن ماجہ کتاب الحدود باب اقامۃ الحدود ۲۵۴۰، الصحیحۃ ۶۷۰۔

۳۵۸۸۔ حسن سنن ابن ماجہ کتاب الحدود باب اقامۃ الحدود ۲۵۳۷، شواہد کے لیے دیکھئے حدیث: ۳۵۸۹۔

۳۵۸۹۔ حسن سنن النسائی کتاب السارق باب الترغیب فی اقامۃ الحد ۴۹۰۸، ابن حبان (موارد) ۱۵۰۷ الصحیحہ ۲۳۱۔

بَابُ قَطْعِ السَّرِقَةِ
چوری کی سزا

کسی محفوظ جگہ رکھی ہوئی چیز کو بغیر مالک کی اجازت سے چھپا کر لینے کو چوری کہتے ہیں جو نہایت ہی کمینی اور نازیبا حرکت ہے چوری کے ذریعہ سے جو مال حاصل کیا جاتا ہے۔ وہ مال حرام ہے اور چوری کی دنیا و آخرت میں بڑی سزا ہے دنیا میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور قیامت کے روز جہنم میں جلے گا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما جزاء بما كسبا نكالا من الله والله عزيز حكيم ﴾ (مائدہ)

''اور چور مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ سزا ان کی کمائی کی ہے اور یہ سزا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ زور آور حکمت والا ہے۔''

اور حدیثوں میں چور کی بڑی سزائیں بیان کی گئی ہیں جن کا بیان مندرجہ ذیل حدیثوں میں ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

چور کا ہاتھ کب کاٹا جائے گا؟

۳۵۹۰۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا بِرُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۵۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ چرانے کے سبب سے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: چور کے ہاتھ کاٹنے کے لیے کم از کم چوتھائی دینار ۱۲ آنے مالیت یا اس کی قیمت شرط ہے اس سے کم کی چیز چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ یہی مسلک اہلحدیث اور امام شافعیؒ اور امام احمد اور جمہور علماء کا ہے اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دس درہم سے کم مالیت میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' اس کے متعلق آگے مزید دلیلیں آ رہی ہیں۔

۳۵۹۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَدَ سَارِقٍ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۵۹۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کے چرانے کے بدلے میں چور کا ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: ایک درہم چار آنے کے قریب ہوتا ہے اور چوتھائی دینار کی بھی قیمت تین درہم ہے تو ان دونوں حدیثوں سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ تقریباً بارہ آنے کی مالیت کی چیز چرانے سے چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور دس درہم والی روایت محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔

۳۵۹۰۔ صحیح بخاری کتاب الحدود باب قول اللہ تعالیٰ والسارق و السارقة ۶۷۸۹ ' مسلم کتاب الحدود باب حدالسرقة ۱۶۸۴ [۴۴۰۰]

۳۵۹۱۔ صحیح بخاری کتاب الحدود باب السارق والنارقه ۶۷۹۸' مسلم کتاب الحدود باب حدا لسرقة ۱۶۸۶ [۴۴۰۶]

معمولی چیز کے بدلے ہاتھ ایسی قیمتی چیز کا کٹوانا

۳۵۹۲۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسرِقُ الْحَبلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۵۹۲۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس چور پر لعنت کرے جو انڈا چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔(بخاری و مسلم)

توضیح: یہ حدیث مجمل اور مطلق ہے اور ربع دینار اور تین درہم والی حدیث مقید ہے تو اس مطلق کو اسی مقید پر حمل کیا جائے گا۔ رہا انڈا تو کم از کم تین درہم کی قیمت کا ہو اور رسی کی تین درہم یا اس سے زیادہ قیمت ہو۔ اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ اس بیضہ سے خود مراد ہے جو مجاہد آدمی سر پر رکھتا ہے اور وہ قیمتی ہے اور رسی سے کشتی کی رسی مراد ہے جو بڑی قیمتی ہوتی ہے یا یہ کہ چور شروع شروع میں انڈا رسی اور معمولی چیزیں چراتا ہے وہ چراتے چراتے بڑی بڑی چیزیں چرانے لگتا ہے جب قیمتی چیز کے چرانے پر ہاتھ کاٹا گیا تو اسی انڈے اور رسی کی چوری کی عادت اس کے ہاتھ کاٹنے کی سبب بنی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

درخت پر لگے پھل چوری کرنے پر ہاتھ نہ کاٹو

۳۵۹۳۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لاَ قَطْعَ فِیْ ثَمرٍ وَلاَ كَثَرٍ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَأَبُوْدَاوِدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ

۳۵۹۳۔حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درخت پر لگے ہوئے پھلوں کے چرانے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور نہ کھجور کے سفید گابھے کے چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا جو درخت پر لگا ہوا ہو۔(مالک' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' دارمی وابن ماجہ)

توضیح: اگر یہ پھل دار درخت محفوظ جگہ ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر غیر محفوظ جگہ ہے تو اس وقت ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

ذخیرہ شدہ پھلوں کی چوری پر حد جاری ہوگی

۳۵۹۴۔ وَعَنْ عَمرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّمرِ الْمُعَلَّقِ قَالَ ((مَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِيْنُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ)) رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ

۳۵۹۴۔حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت پر لٹکے ہوئے پھلوں کے چرانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو ان کو چرائے خرمن اور کھلیان میں حفاظت سے رکھنے کے بعد جس کی قیمت ایک ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔(ابوداؤد' نسائی)

۳۵۹۲۔ صحیح بخاری کتاب الحدود باب قول الله تعالیٰ السارق والسارقة ۶۷۹۹' مسلم کتاب الحدود باب حد السرقة ۱۶۸۷ [۴۴۰۸]

۳۵۹۳۔ صحیح موطا امام مالك کتاب الحدود باب ما لا یقطع فیه ۲/ ۸۳۹ ح ۳۲' سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب باب مالا قطع فیه ۴۳۸۸' ترمذی کتاب الحدود باب ماجاء لا قطع فی ثمر ۱۴۴۹' نسائی کتاب قطع السارق با ب مالا قطع فیه ۴۹۶۳' ۴۹۷۳' ابن ماجه کتاب الحدود باب لا یقطع فی ثمر و لا فی کثر ۲۵۹۳' دارمی کتاب الحدود باب مالا یقطع فیه الثمار ۲/ ۲۲۹ح ۲۳۰۴۔

۳۵۹۴۔ اسناده حسن سنن ابی داؤد کتاب اللقطة باب التعریف باللقطة ۱۷۱۰' ۴۳۹۰' نسائی کتاب قطع السارق باب الثمر المعلق یسر ۴۹۶۰۔

۳۵۹۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ حُسَیْنِ الْمَکِّیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لاَ قَطْعَ فِیْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ وَلاَ فِیْ حَرِیْسَةِ جَبَلٍ فَإِذَا آوَاهُ الْمُرَاحُ وَالْجَرِیْنُ فَالْقَطْعُ فِیْمَا بَلَغَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

۳۵۹۵۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین مکی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درخت پر لٹکے ہوئے پھلوں کے چرانے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور نہ پہاڑی اور جنگلی جانوروں کے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ یعنی جو جانور پہاڑ یا جنگل میں چر رہے ہوں ان کے چرانے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور جب ان پھلوں کو محفوظ جگہ پر رکھ دیا جائے یا ان جانوروں کو گھر لا کر محفوظ جگہ پر باندھ دیا جائے اور ان کی قیمت ایک ڈھال کی قیمت کے برابر پہنچ جائے تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (مالک)

۳۵۹۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَیْسَ عَلَی الْمُنْتَهِبِ قَطْعٌ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً مَشْهُوْرَةً فَلَیْسَ مِنَّا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۵۹۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوٹنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور جو اعلانیہ طور پر لوگوں کی چیزیں لوٹتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

۳۵۹۷۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَیْسَ عَلٰی خَائِنٍ وَلاَ مُنْتَهِبٍ وَمُخْتَلِسٍ قَطْعٌ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ

۳۵۹۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیانت کرنے والے، لوٹنے والے اور اچکنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ و دارمی)

حد کے مجرم کو معافی دینا قاضی کے اختیار میں بھی نہیں

۳۵۹۸۔ وَرُوِیَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَیَّةَ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ فَنَامَ فِی الْمَسْجِدِ وَ تَوَسَّدَ رِدَائَهُ فَجَآءَ سَارِقٌ وَاَخَذَ رِدَائَهُ فَاَخَذَ صَفْوَانُ فَجَآءَ بِهِ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَمَرَ اَنْ تُقْطَعَ یَدُهُ فَقَالَ صَفْوَانُ إِنِّیْ لَمْ اُرِدْ هٰذَا هُوَ عَلَیْهِ صَدَقَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((فَهَلاَّ قَبْلَ اَنْ تَاْتِیَنِیْ بِهِ))۔

۳۵۹۸۔ اور شرح سنہ میں مروی ہے کہ صفوان بن امیہ مدینہ میں آئے اور مسجد میں سو گئے اور اپنی چادر کا تکیہ بنا کر سر کے نیچے رکھ لیا۔ چور آیا اور ان کے سرہانے سے ان کی چادر کو لے لیا۔ صفوان نے اسے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا، آپ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ صفوان نے کہا کہ میرا یہ ارادہ نہیں تھا وہ چادر اس پر صدقہ ہے۔ یعنی میں نے معاف کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس لانے سے پہلے کیوں نہیں معاف کر دیا تھا۔

۳۵۹۵۔ صحیح موطا امام مالک کتاب الحدود باب ما یجب فیه القطع ۲/ ۸۳۱ ح ۱۶۱۷ اس روایت کی سند مرسل و معضل ہے لیکن اس کا شاہد موجود ہے۔ دیکھئے سنن نسائی ۴۹۶۲۔

۳۵۹۶۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب القطع فی الخلسة ۴۳۹۱۔

۳۵۹۷۔ حسن سنن الترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فی الخائن ۱۴۴۸، نسائی کتاب قطع السارق باب مالا یقطع فیه ۴۹۷۵، ابن ماجه کتاب الحدود باب الخائن والمنتهب ۲۵۹۱، دارمی کتاب الحدود باب مال ایقطع من السارق ۲/ ۱۷۵ ح ۲۳۱۰۔

۳۵۹۸۔ صحیح موطا امام مالک ۲/ ۸۳۴ ح ۱۶۲۴، شرح السنة ۱۰/ ۳۲۰، ۳۲۱، سنن ابی داؤد کتاب ۴۳۹۴، نسائی، ۴۸۸۷، ابن ماجه ۲۵۹۵۔

۳۵۹۹۔ وَرَوَى نَحْوَهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ أَبِيْهِ۔

۳۵۹۹۔اور اسی طرح ابن ماجہ میں عبداللہ بن صفوان اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

۳۶۰۰۔ وَالدَّارِمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

۳۶۰۰۔اور دارمی میں یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چور کو اگر حاکم کے سامنے پیش کرنے سے پہلے معاف کر دیا جائے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' حاکم کے سامنے پیش کرنے کے بعد اس کے معاف کرنے کا اعتبار نہیں بلکہ حاکم اس کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دے دے گا۔

۳۶۰۱۔ وَعَنْ بُسْرِبْنِ أَرْطَاةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لاَ تُقْطَعُ الأَيْدِيْ فِي الْغَزْوِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَأَبُوْدَاوِدَ وَالنَّسَائِيُّ إِلاَّ أَنَّهُمَا قَالاَ فِي السَّفَرِ بَدَلَ الْغَزْوِ

۳۶۰۱۔حضرت بسر بن ارطات رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ جنگ میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی ونسائی)

توضیح: سفر اور جہاد میں اگر کوئی شخص چوری کرے تو سفر میں یا دوران جہاد میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ جب اس جہاد اور سفر سے گھر واپس آ جائے تب اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اگر غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے چرائے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

عاری چور کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟

۳۶۰۲۔ وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي السَّارِقِ إِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوا يَدَهُ ثُمَّ إِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوا رِجْلَهُ ثُمَّ إِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوا يَدَهُ ثُمَّ إِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوا رِجْلَهُ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

۳۶۰۲۔حضرت ابوسلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چور کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ چور جب چوری کرے تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ ڈالو پھر جب دوبارہ چوری کرے تو دایاں پاؤں کاٹو پھر جب تیسری بار چوری کرے تو بایاں ہاتھ کاٹ ڈالو' پھر جب چوتھی دفعہ چوری کرے تو بایاں پیر کاٹ ڈالو۔ (شرح سنہ)

۳۶۰۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جِيْءَ بِسَارِقٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اقْطَعُوْهُ)) فَقَطَعَ ثُمَّ جِيْءَ بِهِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ ((اقْطَعُوْهُ)) فَقُطِعَ ثُمَّ جِيْءَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ ((اقْطَعُوْهُ)) فَقُطِعَ ثُمَّ جِيْءَ بِهِ

۳۶۰۳۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور کو گرفتار کر کے لایا گیا آپ ﷺ نے اس کے داہنے ہاتھ کے کاٹنے کا حکم دے دیا' چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ لیا گیا پھر دوبارہ اس نے چوری کی تو اسے لایا گیا' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا دایاں پیر کاٹ دو۔ چنانچہ کاٹا

۳۵۹۹۔ حسن سنن ابن ماجه کتاب الحدود باب من سرق من الحرز ۲۵۹۵۔

۳۶۰۰۔ صحیه سنن الدامی کتاب الحدود باب السارق یوجب من السرقة ۲/ ۱۷۲ ح ۲۳۰۴۔

۳۶۰۱۔ اسناده صحیح سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی الرجل یسرق فی الغزو ۴۴۰۸' ترمذی کتاب الحدود باب ماجاء ان لا تقطع الایدی ۱۴۵۰' نسائی کتاب قطع السارق باب القطع فی السفر ۴۹۸۲۔

۳۶۰۲۔ حسن سنن الدرارقطنی ۲/ ۱۸۰ ح ۳۳۵۹' شرح السنة ۱۰/ ۳۲۶' علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن بعد والی حدیث اس کا شاہد ہے۔

۳۶۰۳۔ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی السارق یسرق مراراً ۴۴۱۰' نسائی کتاب قطع السارق باب قطع الیدین والرجلین من السارق ۴۹۸۱' ۴۹۸۰۔

الرَّابِعَةَ فَقَالَ ((اقْطَعُوْهُ)) فَقُطِعَ فَأُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ فَقَالَ ((اقْتُلُوْهُ)) فَانْطَلَقْنَا بِهِ فَقَتَلْنَاهُ ثُمَّ اجْتَرَرْنَاهُ فَأَلْقَيْنَاهُ فِيْ بِئْرٍ وَرَمَيْنَا عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاودَ وَالنَّسَائِيُّ

گیا۔ پھر سہ بارہ اس نے چوری کی اور پکڑ کر لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا بایاں ہاتھ کاٹ ڈالو۔ پھر چوتھی دفعہ اس نے چوری کی اور لایا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کا دایاں پیر کاٹ ڈالو چنانچہ کاٹ ڈالا گیا۔ پھر پانچویں مرتبہ چوری کی اور لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کردو۔ ہم نے لے جا کر اسے قتل کر دیا۔ پھر اسے کھینچ کر ایک کنویں میں پھینک دیا اور اس کے اوپر پتھر ڈال دیا۔ (ابوداود و نسائی)

٣٦٠٤۔ وَرَوَى فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ فِيْ قَطْعِ السَّارِقِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((اقْطَعُوْهُ ثُمَّ احْسِمُوْهُ))

٣٦٠٤۔ اور شرح سنہ میں اس طرح سے ہے کہ اس چور کو فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹ کر داغ دو تا کہ خون بند ہو جائے۔

توضیح: علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اب چار مرتبہ کے بعد اگر کوئی چوری کرے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ جیل خانے میں بھیج دیا جائے گا کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ صرف تین قصوروں سے مسلمان کا خون کرنا حلال ہے (۱) مرتد ہو جانے سے یا (۲) کسی کو ناحق قتل کرنے سے (۳) یا شادی شدہ ہو کر زنا کرنے سے۔

٣٦٠٥۔ وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِيْ عُنُقِهِ رضی اللہ عنہ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاودَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٦٠٥۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا' پھر آپ نے حکم دیا کہ اس کٹے ہوئے ہاتھ کو اس کی گردن میں لٹکا دو تا کہ لوگ عبرت کریں۔ (ترمذی' نسائی' ابوداود و ابن ماجہ)

٣٦٠٦۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا سَرَقَ الْمَمْلُوْكُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ)) رَوَاهُ أَبُوْدَاودَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٦٠٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب غلام چوری کرے تو اس کو بیچ ڈالو اگر چہ بیس ہی درہم میں ہو۔ (ابو داود' نسائی و ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

حدود اللہ میں کوئی رعایت نہیں

٣٦٠٧۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقَطَعَهُ فَقَالُوا مَا كُنَّا نَرَاكَ

٣٦٠٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا آپ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا لوگوں نے کہا کہ ہمارا یہ خیال نہیں تھا

٣٦٠٤۔ ضعيف شرح السنة ١٠/ ٣٢٧' حاكم ٤/ ٣٨١' ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٣٦٠٥۔اسناده ضعيف ' سنن ابی داؤد كتاب الحدود باب فی تسليق يد السارق ٤٤١١' ترمذی كتاب الحدود باب ماجاء فی تعليق السارق ١٤٤٧' نسائی كتاب قطع السارق باب تعليق بد السارق ٤٩٨٦' ابن ماجه كتاب الحدود باب السارق يعترف ٢٥٨٧' حجاج بن ارطاۃ ضعیف و مدلس راوی ہے۔

٣٦٠٦۔ ضعيف سنن ابی داؤد كتاب الحدود باب بيع المملوك اذا سرق ٤٤١٢' النسائی كتاب قطع السارق باب القطع فی السفر ٤٩٨٣' ابن ماجه كتاب الحدود باب العبد يسرق ٢٥٨٩' امام نسائی فرماتے ہیں کہ عمر بن ابی سلمہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔

٣٦٠٧۔ حسن سنن النسائی كتاب السارق باب ذكر اختلاف الفاظ الناقلين ٤٩٠٠' اصله فی صحيح بخاری ٣٧٣٣۔

تَبْلُغُ بِهِ هٰذَا قَالَ ((لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُهَا)). رَوَاهُ النِّسَائِيُّ

کہ آپ اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری لڑکی فاطمہ ہوتی تب بھی میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ (نسائی)

توضیح: یعنی حدود میں سب برابر ہیں۔ شریف غیر شریف کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

غلام کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا

٣٦٠٨۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بِغُلَامٍ لَهُ فَقَالَ اقْطَعْ يَدَهُ فَإِنَّهُ سَرَقَ مِرْآةً لِإِمْرَأَتِي فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ لَا قَطْعَ عَلَيْهِ وَهُوَ خَادِمُكُمْ أَخَذَ مَتَاعَكُمْ. رَوَاهُ مَالِكٌ

٣٦٠٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنا غلام لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ اس نے میری بیوی کا آئینہ چرایا ہے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا یہ تمہارا خادم ہے اس نے تمہارے فائدے کی چیز لے لی ہے۔ (مالک)

٣٦٠٩۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُوْنُ الْبَيْتُ فِيْهِ بِالْوَصِيْفِ يَعْنِي الْقَبْرَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ قَالَ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ تُقْطَعُ يَدُ النَّبَّاشِ لِأَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْمَيِّتِ بَيْتَهُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٦٠٩۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک! آپ نے فرمایا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا' جبکہ لوگوں کو کثرت سے موت آئے گی یعنی طاعون یا ہیضہ وغیرہ میں بہت سے لوگ مرنے لگیں گے کہ جس میں گھر یعنی قبر ایک غلام کے بدلے میں ملے گی یعنی بہت مریں گے اور قبر بہت قیمتی ہو جائے گی کہ ایک غلام کی قیمت یا اس کے بدلے میں ایک قبر کی جگہ ملے گی۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: ایسی حالت میں تم صبر کرنا۔ حماد بن ابی سلیمان نے اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ اگر کوئی شخص قبر میں سے کفن وغیرہ چرالے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (ابوداؤد)

❀❀❀❀

٣٦٠٨۔ صحيح موطا امام مالك كتاب الحدود باب مالا قطع فيه ٢/ ٨٣٩ ح ١٦٢٩۔

٣٦٠٩۔ ضعيف سنن ابى داؤد كتاب الحدود باب فى قطع النباش ١٤٩٧' ٤٩٠٩' حبیب بن ابی ثابت مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُوْدِ

شرعی سزاؤں میں سفارش کا مفصل بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

٣٦١٠۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِیْ سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِءُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ)) ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ ((اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَتْ كَانَتْ امْرَاَةٌ مَخْزُوْمِيَّةٌ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَاَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا فَاَتٰى اَهْلُهَا اُسَامَةَ فَكَلَّمُوْهُ فَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ۔

٣٦١٠۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ قریش کو ایک مخزومی عورت کی وجہ سے بڑی فکر ہوگئی تھی جس نے چوری کی تھی اور گرفتار ہو کر نبی ﷺ کے پاس لائی گئی لوگوں نے سمجھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ اس عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیں گے' اگر اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو گویا ہمارے سارے خاندان کی ناک کٹ گئی' اس لیے اس کے معاملے میں کوئی سفارش کی جائے تو لوگوں نے کہا کہ اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرنے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا سوائے اسامہ بن زید ؓ کے کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پیارے اور لاڈلے ہیں' بغیر تکلف کے رسول اللہ ﷺ سے معافی کی درخواست کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے حضرت اسامہ ؓ کو سفارش کرنے کے لیے تیار کیا حضرت اسامہ ؓ نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حدود کے معاملے میں کیا تم سفارش کرتے ہو؟ یعنی تمہیں اللہ کے بارے میں سفارش نہیں کرنی چاہیے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے یہ خطبہ دیا کہ اے لوگو! تم سے پہلے اگلی امتیں اس وجہ سے گمراہ ہو گئیں کہ جب کوئی ان کا شریف اور مالدار آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے' اللہ کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ اگر فاطمہ محمد کی بیٹی بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح سے آیا ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ ایک قبیلہ مخزوم کی عورت عاریتاً کسی سے کوئی چیز مانگ لیتی پھر انکار کر جاتی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہاتھ کے کاٹنے کا حکم دے دیا اس عورت کے گھرانے والے حضرت اسامہ ؓ کے پاس آئے۔ لوگوں نے حضرت اسامہ ؓ سے سفارش کرنے کی بات چیت کی' حضرت اسامہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے معافی کی درخواست کی آگے چل کر وہی بیان ہے جو بخاری میں ہے۔

٣٦١٠۔ صحيح بخاری كتاب احاديث الا نبياء باب ٥٤' ح ٣٤٧٥' مسلم كتاب الحدود باب قطع السارق ١٦٨٨ [٤٤١٠]

توضیح: یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سفارش نہیں منظور فرمائی اور لوگوں کے سامنے اس سلسلے میں ایک زبردست وعظ فرمایا جو عدل وانصاف پر مبنی ہے کہ اگر فاطمہ چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ سبحان اللہ یہی پیغمبرانہ انصاف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایسی باتوں سے محفوظ رکھا تھا۔ مگر آنحضرت ﷺ نے مبالغہ کے طور پر فرمایا کہ اگر بالفرض فاطمہ بھی یہ حرکت کرے تو میں اس کی بھی کچھ رعایت نہ کروں گا بلکہ اس کا بھی ہاتھ کٹوا ڈالوں گا۔

توضیح(۱): اس عورت میں بری عادت تھی ایک یہ کو لوگوں سے چیز مانگ کر لے لیتی اور بعد میں انکار کر دیتی کہ میں نہیں لائی ہوں اور دوسری عادت چوری کی بھی تھی، وہ عورت پہلی بری عادت سے مشہور ہو گئی تھی تو اس کا ہاتھ منگنی چیز کے انکار کرنے کی وجہ سے نہیں کاٹا گیا بلکہ چوری کی وجہ سے کاٹا گیا تھا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق چار افراد

۳۶۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ وَمَنْ خَاصَمَ فِیْ بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْمَلُهُ لَمْ يَزَلْ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰی يَنْزِعَ وَمَنْ قَالَ فِیْ مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيْهِ أَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰی يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔ وَفِیْ رِوَايَةِ الْبَيْهَقِیِّ فِیْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ ((مَنْ أَعَانَ عَلٰی خُصُوْمَةٍ لاَ يَدْرِیْ أَحَقٌّ أَمْ بَاطِلٌ فَهُوَ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰی يَنْزِعَ))۔

۳۶۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کی حدوں میں سفارش کر کے بیچ میں حائل ہو جائے، یعنی حدود خداوندی کو جاری نہ ہونے دے تو اس نے اللہ کی مخالفت کی اور اللہ سے ضد کی اور جو شخص ناحق یا جھوٹی بات پر جھگڑا کرے اور اس پر جم جائے اور وہ اس کے باطل ہونے کو خوب جانتا ہے تو وہ اللہ کے غضب میں ہمیشہ رہے گا جب تک کہ اس سے باز نہ آ جائے اور جو کسی مسلمان کی نسبت کوئی ایسی بات کہے جو اس میں نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو ردغت الخبال میں رکھے گا، یعنی دوزخ میں جہاں جہنمیوں کا پیپ اور کچے لہو جمع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے توبہ کرے۔ (احمد و ابوداؤد) اور بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ جو کسی کے جھگڑے میں مدد کرے جس کے حق ناحق ہونے کا علم نہیں ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہے گا یہاں تک کہ وہ اس سے باز آ جائے۔

۳۶۱۲۔ وَعَنْ أَبِیْ أُمَيَّةَ الْمَخْزُوْمِیِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أُتِیَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ إِعْتِرَافًا وَلَمْ يُوْجَدْ مَعَهُ مَتَاعٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا

۳۶۱۲۔ حضرت ابوامیہ مخزومی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا جس نے چوری کا اقرار تو کر لیا لیکن چوری کا مال اس کے پاس نہیں نکلا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا خیال یہ ہے کہ تم نے

۳۶۱۱۔ اسنادہ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الاقضیۃ باب فیمن یعین علی خصومۃ ۳۵۹۷، مسند احمد ۲/ ۷۰ وشعب الایمان ۷۶۷۳۔

۳۶۱۲۔ اسنادہ ضعیف سن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی التلقین فی الحد ۴۳۸۰، نسائی کتاب قطع السارق باب تلقین السارق ۴۸۸۱، ابن ماجہ کتاب الحدود باب تلقین السارق ۲۵۹۷، ابومنذر مولیٰ ابی مجہول راوی ہے۔ ۴۸۸۱، دارمی کتاب الحدود باب المعترف بالسرقہ ۲/ ۲۲۸ ح ۲۳۰۳۔

إِخَالُكَ سَرَقْتَ قَالَ بَلَى فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذَلِكَ يَعْتَرِفُ فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ وَجِيْءَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ فَقَالَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ ثَلَاثًا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ هٰكَذَا وَجَدْتُ فِي الْأُصُوْلِ الْأَرْبَعَةِ وَجَامِعِ الْأُصُوْلِ وَشُعَبِ الْإِيْمَانِ وَمَعَالِمِ السُّنَنِ عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ۔

چوری نہیں کی ہے اس نے کہا ہاں' میں نے چوری کی ہے دو تین دفعہ ایسا ہی سوال و جواب کیا ہر دفعہ وہ اپنی چوری کا اقرار کرتا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو۔ چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور وہ لایا گیا تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کر۔ اس نے کہا: استغفر اللّٰه واتوب الیه میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں تین دفعہ یہ فرمایا: اللّٰھم تب الیه اے اللہ تو اس کے توبہ کو قبول فرمالے۔ (ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' دارمی' شعب الایمان وجامع الاصول)

٣٦١٣۔ وَفِي نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ بِالرَّاءِ وَالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ بَدَلِ الْهَمْزَةِ وَالْيَاءِ۔

٣٦١٣۔ اور بعض نسخوں میں بجائے ابوامیہ کے ابورمثہ ہے۔

❀❀❀❀

٣٦١٣۔ ضعيف مصابيح السنة ٢/ ٥٥٣ ح ٢٧٢١۔

بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ

شراب کی سزا

شراب کا مطلب ہر شخص سمجھتا ہے۔ ہر نشہ پیدا کرنے والی چیز کا نام شراب ہے' خواہ کم ہو یا زیادہ' قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فا اجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر لیصدکم عن ذکر اللّٰہ و عن الصلوۃ فھل انتم منتھون ﴾ (المائد پ۷ رکوع سورہ ۱۲)

''اے ایمان والو! شراب' جوا' بت کے چڑھاوے اور پانسے سب گندے کام ہیں شیطان کے' سو ان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہارے آپس میں شراب اور جوے سے دشمنی ڈال دے اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے پس کیا تم باز آتے ہو۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کے اسباب بھی بتا دیے ہیں اول یہ کہ شیطان کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کو پی کر شرابی آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اور تیسرا یہ کہ یہ انسان کو اس کے بہت سے کاموں سے غافل کر دیتی ہے اس دنیاوی نقصان کے ساتھ ساتھ آخرت کا بھی بہت بڑا نقصان ہے۔ اور شراب پینے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مومن شراب پینے لگتا ہے۔ تو اس وقت اس کا ایمان نکل جاتا ہے۔ (بخاری)

دنیا میں شراب پینے کی سزا کم از کم چالیس کوڑے یا اسی کوڑے ہیں اس کی مذمت اور پورا بیان نیچے حدیثوں میں آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

شراب نوشی کی متفرق سزائیں

٣٦١٤۔ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَرَبَ بِالْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُوبَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۶۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شرابی کو شراب پینے کی سزا میں چھڑی سے اور جوتے سے مارا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگائے۔ (بخاری و مسلم)

٣٦١٥۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيْدِ أَرْبَعِيْنَ۔

۳۶۱۵۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ شراب پینے کی سزا میں چالیس جوتے یا چالیس چھڑی مارا کرتے تھے۔

٣٦١٤۔ صحیح بخاری کتاب الحدود باب ماجاء فی ضرب شارب الخمر ٦٧٧٣' مسلم کتاب الحدود باب حد الخمر ١٧٠٦ [٤٤٥٤]

٣٦١٥۔ صحیح مسلم کتاب الحدود باب حد الخمر ١٧٠٦ [٤٤٥٦]

٣٦١٦۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ يُؤْتَى بِالشَّارِبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاِمَارَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ عَلَيْهِ بِأَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا حَتّٰى كَانَ آخِرُ اِمَارَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ أَرْبَعِيْنَ حَتّٰى إِذَا اعْتَوْا وَفَسَقُوا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٦١٦۔حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دورِ خلافت میں شراب پینے والے کو لایا جاتا تھا تو ہم لوگ کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں اور جوتوں اور چادروں کے کوڑے سے اس کو مارا کرتے تھے یہاں تک کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت کا آخری زمانہ ہوا تو انہوں نے شرابی کو چالیس درے لگائے یہاں تک کہ جب زیادہ شراب پینے لگے اور فسق و فجور بکنے لگے تو انہوں نے اسی کوڑے لگوائے۔(بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ......دوسری فصل

٣٦١٧۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ)) قَالَ ثُمَّ أُتِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدَ ذٰلِكَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فِي الرَّابِعَةِ فَضَرَبَهُ وَلَمْ يَقْتُلْهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣٦١٧۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شراب پیے اس کو درے لگاؤ اس طرح سے چار مرتبہ پیا اور چوتھی دفعہ میں پکڑا گیا تو اس کو قتل کر دو۔ اس ارشاد کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسا شرابی گرفتار کر کے لایا گیا کہ جس نے چوتھی بار شراب پی رکھی تھی تو آپ نے اس کو درے لگوائے اور قتل نہیں کیا۔(ترمذی)

٣٦١٨۔ وَ رَوَاهُ أَبُوْدَاودَ عَنْ قُبَيْصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ۔

٣٦١٨۔اور اس حدیث کو ابوداؤد نے قبیصہ بن ذویب سے روایت کیا ہے۔

٣٦١٩۔ وَفِيْ أُخْرَى لَهُمَا وَلِلنَّسَائِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيِّ عَنْ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْهُمْ ابْنُ عُمَرَ وَ مُعَاوِيَةُ وَ أَبُوهُرَيْرَةَ وَالشَّرِيْدُ إِلَى قَوْلِهِ فَاقْتُلُوْهُ۔

٣٦١٩۔اور ان کے علاوہ نسائی' ابن ماجہ اور دارمی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے' جن میں سے ابن عمر' معاویہ' ابوہریرہ اور شرید (رضی اللہ عنہم) شامل ہیں۔

توضیح: معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں شرابی کو چوتھی دفعہ پینے میں قتل کر دیا جاتا تھا پھر اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا جتنی دفعہ بھی پیے قتل نہیں کیا جائے گا صرف درہ لگایا جائے گا یعنی چالیس یا اسی درے لگائے جائیں گے۔

شرابی کے چہرے پر مٹی پھینکنا

٣٦٢٠۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَزْهَرِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أُتِيَ

٣٦٢٠۔حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گویا میں اب بھی اس منظر کو دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شرابی لایا گیا جس

٣٦١٦۔ صحيح بخاري كتاب الحدود باب الضرب با لجريد والنعال ٦٧٧٩۔
٣٦١٧۔ صحيح سنن الترمذي كتاب الحدود باب ماجاء من شرب الخمر فاجلد وه ١٤٤٤۔
٣٦١٨۔ ضعيف سنن ابي داؤد كتاب الحدود باب اذا تتابع في شرب الخمر ٤٤٨٥' ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔
٣٦١٩۔ صحيح سنن ابي داؤد كتاب الحدود باب اذا تتابع في شرب الخمر ٤٤٨٣' ترمذي كتاب الحدود باب ماجاء من شرب الخمر فا جلد وه ١٤٤٤' نسائي ٥٦٦٤' ابن ماجه كتاب الحدود باب من شرب الخمر مراراً ٢٥٧٣۔
٣٦٢٠۔ اسناده حسن سنن ابي داود كتاب الحدود باب اذا تتابع في شرب الخمر ٤٤٨٩۔

بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَقَالَ لِلنَّاسِ اضْرِبُوْهُ فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالْعَصَا وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالْمِيْتَخَةِ قَالَ ابْنُ وَهَبٍ يَعْنِي الْجَرِيْدَةَ الرَّطْبَةَ ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تُرَابًا مِنَ الْأَرْضِ فَرَمَى بِهِ فِي وَجْهِهِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

نے شراب پی رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: اس کو مارو تو کسی نے اس کو جوتیوں سے مارا' کسی نے لاٹھی اور ڈنڈے سے مارا اور کسی نے کھجور کی شاخوں سے مارا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک مٹھی مٹی لے کر اس کے چہرے پر پھینک دی۔ (ابوداؤد)

توضیح: مٹی پھینکنا حقارت کے طور پر تھا' یہ حد میں داخل نہیں ہے بلکہ حد وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔

شرابی کو شرم دلانا

۳۶۲۱۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَقَالَ اضْرِبُوْهُ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ ثُمَّ قَالَ بَكِّتُوْهُ فَأَقْبَلُوا عَلَيْهِ يَقُوْلُوْنَ مَا اتَّقَيْتَ اللّٰهَ مَاخَشِيْتَ اللّٰهَ وَمَا اسْتَحْيَيْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۶۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو مارو تو ہم میں سے بعض لوگوں نے اپنے ہاتھ سے مارا اور کسی نے اپنے کپڑے کے کوڑے سے مارا اور کسی نے جوتے سے مارا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس کو عار اور غیرت دلاؤ تو لوگ عار دلانے کے لیے جھک پڑے اور یوں کہنے لگے کہ خدا سے نہیں ڈرتا تو اللہ کے عذاب سے نڈر ہو گیا ہے۔ تجھے رسول اللہ ﷺ سے شرم نہیں آئی؟ بعض لوگوں نے کہا: خدا تجھ کو رسوا اور ذلیل کرے۔ یہ لفظ سن کر رسول ﷺ اللہ نے فرمایا: تم اس طرح مت کہو اور شیطانوں کو اس پر مدد نہ کرو۔ بلکہ یوں کہو کہ اللہ اسے معاف کرے اور اس پر رحم کرے۔ (ابوداؤد)

۳۶۲۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ شَرِبَ رَجُلٌ فَسَكِرَ فَلُقِيَ يَمِيْلُ فِي الْفَجِّ فَانْطُلِقَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا حَاذَى دَارَ الْعَبَّاسِ انْفَلَتَ فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فَالْتَزَمَهُ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَحِكَ وَقَالَ أَفَعَلَهَا وَلَمْ يَأْمُرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۶۲۲۔ حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے شراب پی اور بیہوش ہو کر مستانہ وار راستے میں جھومتا ہوا جا رہا تھا تو لوگوں نے اسے پکڑ لیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا جا رہا تھا کہ حضرت عباس ﷺ کے گھر کے قریب پہنچا تو وہ لوگوں کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور بھاگ کر حضرت عباس ﷺ کے گھر میں گھس گیا اور ان سے چمٹ گیا۔ یہ واقعہ نبی ﷺ کے سامنے ذکر کیا گیا تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا کیا اس نے ایسا ہی کیا ہے اور کچھ حکم نہیں دیا۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی اس پر شرعی حد نہیں قائم کی نہ اس نے خود شراب پینے کا اقرار کیا اور نہ کسی نے شراب پیتے ہوئے دیکھ کر گواہی دی اور نہ وہ حاکم کے سامنے پہنچ ہی سکا۔

۳۶۲۱۔ اسناده صحیح سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب الحد فی الضمر ۴۴۷۷' ۴۴۷۸۔

۳۶۲۲۔ اسناده ضعیف سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب الحد فی الخمر ۴۴۷۶' ابن جریج مدلس ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٦٢٣۔ عَنْ عُمَیْرِ بْنِ سَعِیْدِ النَّخْعِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیَّ رضی اللہ عنہ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ یَقُوْلُ مَا کُنْتُ لِأُقِیْمَ عَلٰی اَحَدٍ حَدًّا فَیَمُوْتُ فَاَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ مِنْهُ شَیْئًا اِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَاِنَّهٗ لَوْ مَاتَ وَدَیْتُهٗ وَذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَسُنَّهٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

٣٦٢٣۔ حضرت عمیر بن سعید نخعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ اگر میں کسی پر شرعی حد قائم کروں اور وہ مر جائے تو میں اپنے دل میں کوئی تردد نہیں پاؤں گا لیکن شراب پینے والے کو اگر میں حد لگاؤں اور وہ حد لگانے کے درمیان مر جائے تو میں اس کی دیت ادا کروں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے شراب کی سزا میں کوئی خاص حد نہیں مقرر فرمائی ہے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: پہلے یہ گزر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چالیس درے لگوائے تو معلوم ہوا کہ شرابی کی سزا حد مقرر ہے ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا خیال نہ رہا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

٣٦٢٤۔ وَعَنْ ثُوْرِ بْنِ زَیْدِ الدَّیْلَمِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اسْتَشَارَ فِیْ حَدِّ الْخَمْرِ فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ اَرٰی اَنْ تَجْلِدَهٗ ثَمَانِیْنَ جَلْدَةً فَاِنَّهٗ اِذَا شَرِبَ سَکِرَ وَاِذَا سَکِرَ هَذٰی وَاِذَا هَذٰی افْتَرٰی فَجَلَدَ عُمَرُ فِیْ حَدِّ الْخَمْرِ ثَمَانِیْنَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

٣٦٢٤۔ حضرت ثور بن زید دیلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی سزا کے بارے میں لوگوں سے مشورہ لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ اس کو اسی کوڑے لگائیے کیونکہ جب وہ شراب پیے گا تو مست ہو جائے گا اور جب مست ہو جائے گا تو بیہودی بکے گا اور جب بیہودہ بکے گا تو بہتان لگائے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس مشورے کو پسند کر کے اسی درے تجویز کیے۔ (مالک)

توضیح: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح استدلال کر کے اس کو حد قذف میں داخل کیا جس میں اسی درے ہیں اور پہلے یہ بیان آیا ہے کہ شراب کی سزا میں کوئی خاص حد نہیں مقرر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے قول سے رجوع کر لیا اور اسی درے لگانے کا حکم مقرر کیا۔ اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

❁❁❁❁

٣٦٢٣۔ صحیح بخاری کتاب الحدود باب الضرب بالجرید والنعال ٦٧٧٨، مسلم کتاب الحدود باب حد الخمر ١٧٠٧ [٤٤٥٨]

٣٦٢٤۔ ضعیف موطا امام مالک کتاب الاشربة باب فی الحد فی الخمر ٢/ ٨٤٣ ح ١٦٣٣ ثور بن زید کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

بَابُ مَالَا یُدْعٰی عَلَی الْمَحْدُوْدِ

جس کو شرعی سزا دی جائے اس پر بدعا نہ کرنے کا مفصل بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

عادی شراب نوش پر بھی لعنت نہ کی جائے

٣٦٢٥۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً اِسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ يُلَقَّبُ حِمَارًا كَانَ يُضْحِكُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ جَلَدَهُ فِی الشَّرَابِ فَاُتِیَ بِهٖ يَوْمًا فَاَمَرَ بِهٖ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا اَكْثَرَ مَا يُؤْتٰی بِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

٣٦٢٥۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ نامی جس کا لقب ''حمار'' تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہنسایا کرتا تھا اس کے شراب پینے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کی سزا میں درہ لگوایا تھا' پھر وہ شراب پیتا ہوا پکڑا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا آپ نے حکم دیا کہ اس کو درہ لگایا جائے۔ قوم میں سے ایک صاحب نے کہا اے اللہ! اس پر لعنت کر یہ کتنی مرتبہ شراب پینے کے بارے میں گرفتار ہو چکا ہے اور درے کھا چکا ہے۔ یہ شراب پینے سے باز نہیں آتا۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح اس پر لعنت نہ کرو خدا کی قسم! میں تو یہ جانتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول سے یہ محبت کرتا ہے۔ (بخاری)

توضیح: رسول کی محبت جزو ایمان ہے صحابہ کرام جان و مال سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے' اس کی بیشمار نظیریں ہیں ایک بار ایک صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جوش محبت میں آپ کی قمیص الٹ دی اس کے اندر گھسے اور آپ کو چوما اور آپ سے لپٹ گئے۔ (ابوداؤد)

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک شگفتہ مزاج صحابی تھے وہ ایک روز ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے کہ آپ نے ان کے پہلو میں ایک چھڑی سے کونچ دیا انہوں نے اس کا انتقام لینا چاہا آپ اس پر راضی ہو گئے لیکن انہوں نے کہا کہ آپ کے بدن پر قمیص ہے میرے جسم پر قمیص نہیں تھا آپ نے قمیص اٹھا دی۔ قمیص کا اٹھانا تھا کہ وہ آپ سے لپٹ گئے پہلو چومے اور کہا یا رسول اللہ! میرا یہی مقصد تھا۔ (اسوۂ صحابہ)

جب آپ کی خدمت میں وفد عبدالقیس حاضر ہوا تو سواری سے اترنے کے ساتھ ہی سب کے سب دوڑے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد)

حضرت زاہر ایک بدوی صحابی تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت محبت رکھتے تھے اور آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا کرتے تھے آپ بھی ان سے محبت کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارے بدوی ہیں اور ہم ان کے شہری ہیں۔ ایک دن وہ اپنا سودا فروخت کر رہے تھے

٣٦٢٥۔ صحیح بخاری کتاب الحدود باب مایکرہ من لعن مشارب الخمر ٦٧٨٠۔

آپ نے پیچھے سے آ کر ان کو گود میں لے لیا انہوں نے کہا کون ہے چھوڑ دو لیکن مڑ کر دیکھا تو حضور ہیں تو فرط محبت سے اپنی پشت کو بار بار آپ کے سینہ اقدس سے چمٹاتے تھے اور تسکین نہیں ہوتی تھی۔ (شمائل ترمذی)

عبداللہ حمار رسول اللہ ﷺ کے محبّ تھے ان کی محبت کی شہادت محبوب خدا شفیع المذنبین ﷺ خود ہی دے رہے ہیں ((فو اللہ ما علمت انہ یحب اللہ و رسولہ)) یہ عبداللہ حمار بازار سے کوئی چیز ادھار خرید کر رسول اللہ ﷺ کو تحفہ اور ہدیے کے طور پر دیا کرتے تھے جب مال کا مالک قیمت لینے کے لیے تقاضا کرتا تو اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا کرتا تھا اور کہتا کہ آپ قیمت دے دیجیے اس پر آپ تبسم فرماتے اور قیمت ادا کر دیتے اس قسم کی ہنسی مذاق کی باتیں کیا کرتے تھے جس سے لوگ ان کو عبداللہ حمار کہا کرتے تھے' یہ عبداللہ حمار رسول اللہ ﷺ کے بڑے پیارے اور لاڈلے تھے ان سے غلطی ہو جایا کرتی تھی کہ شراب پی لیا کرتے تھے اور آپ درے لگوایا کرتے تھے۔ حدود اللہ میں آپ کسی کی رورعایت نہیں کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ولا تاخذ کم بھما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر﴾

٣٦٢٦۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَقَالَ اضْرِبُوْهُ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

٣٦٢٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شرابی متوالا لایا گیا آپ نے اس کو حد لگانے کا حکم دے دیا تو ہم میں سے بعض لوگوں نے اس کو اپنے ہاتھوں سے مارا اور بعض لوگوں نے اپنی جوتیوں سے پیٹا اور ہم میں سے بعض لوگوں نے اپنے کپڑے سے مارا۔ جب وہ مار کھا کر واپس ہوا تو ایک شخص نے کہا: خدا اس کو رسوا کرے۔ یہ بار بار شراب پیتا ہے اور پیٹا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ایسا مت کہو' اپنے بھائی کے مقابلے میں شیطان کی مدد مت کرو۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

٣٦٢٧۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ الْأَسْلَمِیُّ إِلَى نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَنَّهُ أَصَابَ إِمْرَأَةً حَرَامًا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ فَأَقْبَلَ فِی الْخَامِسَةِ فَقَالَ ((أَنِكْتَهَا؟)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((حَتّٰى غَابَ ذٰلِكَ مِنْكَ فِیْ ذٰلِكَ مِنْهَا)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((كَمَا يَغِيْبُ الْمَرْوَدُ فِی الْمِكْحَلَةِ وَالرِّشَاءُ فِی الْبِئْرِ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((هَلْ تَدْرِیْ مَا الزِّنَا؟)) قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَا يَأْتِی الرَّجُلُ مِنْ

٣٦٢٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ماعز اسلمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر یہ گواہی دی کہ اس نے ایک عورت سے حرام کاری کی ہے' یعنی زنا کرنے کا اقرار کیا اسی طرح سے چار دفعہ اقرار کیا اور رسول اللہ ﷺ اس سے اعراض کرتے رہے' یعنی منہ اِدھر اُدھر پھیرتے رہے کہ وہ خاموش ہو کر چلا جائے مگر وہ گیا نہیں کھڑا رہا۔ پانچویں دفعہ میں آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے سچ مچ اس عورت سے جماع کیا ہے' یعنی ہم بستری کی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اس طرح سے صحبت کی ہے کہ تیرا عضو مخصوص اس کی شرم گاہ میں غائب ہو گیا تھا تو اس نے کہا ہاں' پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ تیرا عضو مخصوص اس کی

٣٦٢٦۔ صحیح بخاری کتاب الحدود باب الغرب بالجرید ٦٧٧٧۔

٣٦٢٧۔ اسنادہ ضعیف سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب رجم ماعز ٤٤٢٨' عبدالرحمٰن بن صامت مجہول راوی ہے۔

أَهْلِهِ حَلَالاً فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَسَمِعَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ يَقُوْلُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ انْظُرْ إِلَى هَذَا الَّذِيْ سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهُ حَتَّى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ فَسَكَتَ عَنْهُمَا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتَّى مَرَّ بِجِيْفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ بِرِجْلِهِ فَقَالَ أَيْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَقَالَ نَحْنُ إِذًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَمَا تُرِيْدُ بِهَذَا الْقَوْلِ قَالَ أُرِيْدُ أَنْ تُطَهِّرَنِيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيْفَةِ هَذَا الْحِمَارِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَأْكُلُ مِنْ هَذَا قَالَ فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ أَخِيْكُمَا آنِفًا أَشَدُّ مِنْ أَكْلٍ مِنْهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّهُ الْآنَ لَفِيْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْغَمِسُ فِيْهَا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

شرم گاہ میں اس طرح غائب ہو گیا تھا جس طرح سرمہ دانی میں سرمے کی سلائی غائب ہو جایا کرتی ہے اور جس طرح سے مٹی کنویں کے اندر چلی جاتی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تو جانتا ہے کہ زنا کسے کہتے ہیں؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ میں نے اس سے ایسی حرام کاری کی ہے جس طرح کوئی شخص اپنی نکاحی بیوی سے حلال طور پر جماع کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اس گناہ سے پاک کر دیجیے رسول اللہ ﷺ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا' چنانچہ وہ سنگسار کر دیا گیا۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ میں سے دو صحابیوں کو یہ بات چیت کرتے ہوئے سنا کہ ایک دوسرے سے یہ کہہ رہا تھا کہ اس شخص کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عیب کی پردہ پوشی کی کہ یہ کام کرتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا لیکن اس کے نفس نے اس کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ یہ سنگسار کر دیا گیا۔ جس طرح کتے کو سنگسار کیا جاتا ہے یہ گفتگو سن کر رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر آگے چلے یہاں تک کہ آپ کا گزر ایک مرے ہوئے گدھے کے قریب سے ہوا جس کا پیٹ پھول گیا تھا اور ایک پاؤں اٹھا ہوا تھا آپ نے اس کو اس حالت میں دیکھ کر فرمایا کہ فلاں فلاں آدمی کہاں ہیں جو ابھی ابھی ایسی باتیں کر رہے تھے وہ لوگ آپ کے ساتھ تھے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم حاضر ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنی سواری سے نیچے اترو اور اس مرے ہوئے گدھے کا گوشت کھاؤ اس نے کہا یا رسول اللہ! اس مرے ہوئے گدھے کا گوشت کون کھائے گا؟ آپ نے فرمایا تم نے اپنے اس بھائی کی جو غیبت اور آبروریزی کی ہے وہ اس گدھے کے گوشت کھانے سے زیادہ بری ہے' خدا کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ ماعز اسلمی جو سنگسار کر دیا گیا ہے وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے۔ یعنی وہ جنت میں پہنچ چکا ہے۔ (ابوداؤد)

سزا ملنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے

٣٦٢٨۔ وَعَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا أُقِيْمَ عَلَيْهِ حَدُّ ذَلِكَ الذَّنْبِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

٣٦٢٨۔ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی گناہ کیا اور اس کی سزا دنیا میں اس کو دے دی گئی تو یہ سزا اس کے گناہوں کے لیے کفارہ ہے' یعنی سزا دینے سے اس کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ (شرح سنہ)

٣٦٢٩۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَصَابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوْبَتُهُ فِي الدُّنْيَا فَاللّٰهُ

٣٦٢٩۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی گناہ کیا اور اس کی سزا جلدی دنیا ہی میں اس کو دے دی گئی تو اس کو

٣٦٢٨۔ صحيح شرح السنة ١٠ / ٣١١ ح ٢٥٩٤ مسند احمد ٥/ ٢١٥۔

٣٦٢٩۔ اسناده ضعيف سنن الترمذى كتاب الايمان باب ماجاء لا يزنى الزانى وهو مومن ٢٦٢٦' ابن ماجه كتاب الحدود باب الحد كفارة ٢٦٠٤' ابواسحاق السبیعی مدلس راوی ہیں اور عن سے بیان کر رہے ہیں۔

أَعْدَلُ مِنْ أَنْ يُثْنِيَ عَلَى عَبْدِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الْآخِرَةِ وَمَنْ أَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَفَى عَنْهُ وَاللّٰهُ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَعُوْدَ فِيْ شَيْءٍ فَقَدْ عَفَا عَنْهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمَذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

قیامت میں اس گناہ کی سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ اللہ زیادہ انصاف کرنے والا ہے کہ جس گناہ کی سزا دنیا میں دے دی گئی ہے اس گناہ کی سزا آخرت میں دے اور جس نے کوئی ایسا گناہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کی اور دنیا میں معاف کر دیا اور کوئی سزا نہیں دلائی تو اللہ تعالیٰ زیادہ کریم و مہربان ہے کہ جس کو دنیا میں معاف کر چکا ہو اس کو آخرت میں دوبارہ سزا دے بلکہ درگزر کر دے گا کیونکہ جب دنیا میں مواخذہ نہیں کیا تو آخرت میں بھی اس کا مواخذہ نہیں کرے گا یہ اس صورت میں ہوگا جب کہ اس نے سچی توبہ کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبول کر لی ہو۔ (ترمذی وابن ماجہ)

❀❀❀❀

بَابُ التَّعْزِيْرِ

تعزیر کا بیان

تعزیر کے معنی سزا اور ادب دینے کے ہیں' شرعی حد میں سزا کی تعین ہوتی ہے اور تعزیر میں سزا کی تعین نہیں ہوتی ہے وہ بادشاہ کے سیاست اور رائے پر موقوف ہے کہ مناسب سزا ضرور دے تا کہ دوسرے لوگوں کے لیے تنبیہ ہو جائے لیکن چالیس کوڑے سے کم ہو جیسے دس پانچ درے لگا دینے یا یہ کہ جیل خانہ اور حوالات میں بھیج دیا۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

٣٦٣٠۔ عَنْ أَبِیْ بَرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٦٣٠۔ حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی گناہ میں تعزیر کے طور پر دس کوڑوں سے زیادہ کوڑے نہ لگائے جائیں، مگر حدود اللہ میں جیسے زنا اور شراب میں چالیس' اسی اور سو درے لگائے جا سکتے ہیں۔ (بخاری' مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

چہرے پر مارنے سے بچا جائے

٣٦٣١۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

٣٦٣١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی تعزیر کے طور پر کسی کو مارے تو منہ اور چہرے پر نہ مارے بلکہ دوسری جگہ مارے۔ (ابوداوٗد)

٣٦٣٢۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَا يَهُوْدِیُّ فَاضْرِبُوْهُ عِشْرِيْنَ وَإِذَا قَالَ يَا مُخَنَّثُ فَاضْرِبُوْهُ عِشْرِيْنَ وَمَنْ وَقَعَ عَلٰى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

٣٦٣٢۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی مسلمان آدمی کو اے یہودی کہہ کر پکارے تو اس کہنے والے کو سزا کے طور پر بیس درے لگاؤ اور جب کوئی کسی کو اے ہجڑے کہہ کر پکارے تو اس کو بیس کوڑے مارو اور جو کسی محرم عورت سے زنا کرے تو اس کو سنگسار کر ڈالو۔ (ترمذی)

٣٦٣٠۔ صحیح بخاری کتاب الحدود باب کم التعزیر ٦٨٤٨' مسلم کتاب الحدود باب قدر اشواط التعزیر ١٧٠٨ [٤٤٦٠]

٣٦٣١۔ اسنادہ حسن سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی ضرب الوجه ٤٤٩٣۔

٣٦٣٢۔ اسنادہ ضعیف سنن الترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فیمن یقول لا خر یا مخنث ١٤٦٢' ابراهیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ ضعیف ہے۔

توضیح: یعنی اس قسم کے لفظوں سے اور گالی کے طور پر کہنے سے امیر و بادشاہ سزا کے طور پر کوڑے مار سکتا ہے پہلی حدیث میں اسی کوڑے تک کے مارنے کی اجازت ہے اور اس حدیث میں بیس کوڑے تک ہے۔ یہ روایت بہ نسبت پہلی روایت کے غریب ہے۔

٣٦٣٣۔ وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا وَجَدْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ غَلَّ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَحْرِقُوا مَتَاعَهُ وَاضْرِبُوْهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُد وَقَالَ التِّرْمَذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

٣٦٣٣۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی شخص کو پاؤ جس نے غیر تقسیم شدہ غنیمت کے مال میں سے چوری اور خیانت کی ہے تو اس کے سامان کو جلا دو اور سزا کے طور پر اس کو مارو۔ (ترمذی وابوداؤد)

نوٹ: (اس باب میں تیسری فصل نہیں ہے)

توضیح: غنیمت کے مال چرانے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ تعزیر کے طور پر کچھ سزا دی جائے گی اور اس کے سامان کے جلانے کا حکم منسوخ ہو گیا ہے ابتدائے اسلام میں البتہ جلانے کا حکم تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

❀❀❀❀

٣٦٣٣۔ اسناده ضعیف سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی عقوبة الغال ٢٧١٣، ترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فی الغال ١٤٦١، صالح بن محمد بن زائدہ ضعیف ہے۔

بَابُ بَیَانِ الْخَمْرِ وَ وَعِیْدِ شَارِبِھَا

شراب اور شرابی کی وعیدوں کا بیان

خمر کے معنی چھپانے اور ڈھکنے کے ہیں یہاں خمر سے مراد وہ شراب ہے جس کے پینے سے عقل ڈھک جاتی ہے اور پینے والا پاگل اور دیوانہ ہو جاتا ہے۔ بھلی بری چیز کو نہیں پہچانتا ہے اس سے بہت فساد ہوتا ہے اس لیے اسلام نے اس کو حرام ٹھہرایا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ فرمایا ہے:

﴿انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فا جتنبوہ لعلکم تفلحون﴾ (المائدہ)

''شراب، جوا، اور بت اور پانسے یہ سب پلید و ناپاک ہیں شیطانی کام ہے ان سے تم بچتے رہو تا کہ فلاح پاؤ۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شراب پینا حرام ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ اس کے بارے میں بہت سی حدیثیں ہیں جو نیچے لکھی جا رہی ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

شراب عموماً کھجور اور انگور سے بنتی ہے

٣٦٣٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٦٣٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شراب ان دو درختوں سے یعنی کھجور اور انگور سے بنائی جاتی ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی زیادہ انگور اور کھجور سے شراب بنتی ہے اور ان کے علاوہ اور درختوں سے بھی بنتی ہے جس چیز کے کھانے پینے سے نشہ آ جائے وہی شراب ہے، خواہ وہ جو گیہوں شہد انگور کھجور چاول یا اور کسی چیز سے بنی ہو۔

ہر نشہ آور چیز حرام ہے

٣٦٣٥۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٦٣٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا خطبے میں فرمایا کہ جس وقت شراب کی حرمت نازل ہوئی ہے۔ اس وقت شراب ان پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی انگور، کھجور، گیہوں، جو اور شہد سے اور خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا لے۔ (بخاری)

توضیح: خواہ وہ ان چیزوں سے ہو یا مکئی جوار چاول وغیرہ سے ہو۔ علماء نے کہا کہ کھجور کی تاڑی میں اگر نشہ آ جائے تو وہ بھی شراب کے حکم میں ہے اور حرام ہے۔

٣٦٣٤۔ صحیح مسلم کتاب الا شربة باب بیان ان جمیع ماینبد ١٩٨٥ [٥١٤٢]

٣٦٣٥۔ صحیح بخاری کتاب الاشربة باب ماجاء فی ان الخمر ٥٥٨٨۔

٣٦٣٦۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ حِيْنَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ خَمْرَ الْأَعْنَابِ إِلَّا قَلِيْلاً وَعَامَةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٦٣٦۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شراب کی حرمت جس وقت اتاری گئی تھی اس وقت انگور کی شراب ہم لوگ بہت کم پاتے تھے اس وقت ہمارے یہاں اکثر شراب کچی اور خشک کھجوروں سے بنتی تھی۔(بخاری)

٣٦٣٧۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ فَقَالَ ((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٦٣٧۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تبع یعنی شہد کی نبیذ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔(بخاری ومسلم)

توضیح: تبع شہد کی نبیذ کو کہتے ہیں اس کے بارے میں لوگوں نے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے اگر اس شہد کے نبیذ میں نشہ آ جائے تو اس کا پینا بھی حرام ہے۔

٣٦٣٨۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٦٣٨۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشے آور شراب اور نشے آور حرام ہے اور جو دنیا میں ہمیشہ شراب پیتے مر گیا اور توبہ نہیں کی تو وہ آخرت، یعنی جنتی شراب سے محروم رہے گا۔ (بخاری ومسلم)

شراب خانہ خراب

٣٦٣٩۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَسَأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُوْنَهُ بِأَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْ مُسْكِرٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ إِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ)) قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ قَالَ ((عِرْقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٦٣٩۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص یمن سے آیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شراب کے بارے میں دریافت کیا جو یمن میں جوار سے بنائی جاتی تھی اس کو مرز شراب کہتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ نشہ آور ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ یہ لازم کر لیا ہے کہ جو شخص نشہ آور چیز دنیا میں پیئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو طینۃ الخبال ضرور پلائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! طینۃ الخبال کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا دوزخیوں کا پسینہ یا کچا لہو۔(مسلم)

توضیح: یعنی دوزخیوں کا پیپ، لہو، تلچھٹ یہ شرابیوں کو جہنم میں پلایا جائے گا۔

٣٦٤٠۔ وَعَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنْ خَلِيْطِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَعَنْ خَلِيْطِ الزَّبِيْبِ

٣٦٤٠۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی اور خشک کھجور ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے اور کشمش اور کھجور کو ملا کر نبیذ

٣٦٣٦۔ صحيح بخارى كتاب الاشربة باب الخمر من العنب وغيره ٥٥٨٠۔

٣٦٣٧۔ صحيح بخارى كتاب الاشربة باب الخمر من العسل ٥٥٨٦، مسلم كتاب الاشربة باب بيان ان كل مسكر خمر ٢٠٠١ [٥٢١١]

٣٦٣٨۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب بيان ان كل مسكر خمر ٢٠٠٢ [٥٢١٨]

٣٦٣٩۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب بيان ان كل مسكر خمر ٢٠٠٢ [٥٢١٧]

٣٦٤٠۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب كراهة انتباذ التمر ١٩٨٨ [٥١٥٨]

وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ وَقَالَ انْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ عَلٰى حِدَةٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

بنانے سے منع فرمایا ہے اور کچی اور تر کھجوروں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ ان کو علیحدہ علیحدہ کر کے نبیذ بنائی جا سکتی ہے۔ (مسلم)

توضیح: ان دونوں چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے نشہ آ جاتا تھا' اس لیے منع فرمایا ایک ایک چیز الگ الگ کر کے اگر نبیذ بنائی جائے اور نشہ نہ آئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

شراب کا سرکہ بھی حرام ہے

٣٦٤١۔ وَعَنْ أنس رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ تُتَّخَذُ خَلًّا فَقَالَ ((لَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۶۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کا سرکہ بنانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شراب کا سرکہ بنانا حلال نہیں ہے۔ (مسلم)

شراب سے علاج جائز نہیں

٣٦٤٢۔ وَعَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ طَارِقَ ابْنَ سُوَيْدٍ رضی اللہ عنہ سَأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ ((إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ لٰكِنَّهُ دَاءٌ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۶۴۲۔ حضرت وائل حضرمی بیان کرتے ہیں کہ طارق بن سوید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے سے منع فرمایا۔ انہوں نے کہا ہم شراب کو دوا کے لیے تیار کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری ہے۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

شرابی کی توبہ

٣٦٤٣۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۶۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے شراب پی لی تو چالیس روز تک اللہ تعالیٰ اس کی نماز نہیں قبول فرمائے گا۔ اگر سچے دل سے توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرما لے گا۔ پھر اگر دوبارہ اس نے شراب پی تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نماز نہیں قبول فرماتا پھر اگر اس نے توبہ کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا پھر اگر اس نے تیسری شراب پی تو چالیس دن کی نماز اللہ نہیں قبول فرمائے گا اور اگر اس نے توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ پھر اگر اس نے چوتھی بار شراب پی تو چالیس دن تک اس کی نماز نہیں قبول فرمائے گا اس کے بعد اگر اس نے توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ نہیں قبول فرمائے گا۔ اور اس کو نہر خبال سے یعنی جہنمیوں کا پیپ لہو جس نہر میں بہتا ہے اس نہر سے پیپ لہو اور گندی چیز پلائے گا۔ (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ ودارمی)

٣٦٤١۔ صحيح مسلم كتاب الاشربة باب تحريم الخمر ١٩٨٣ [٥١٤٠]

٣٦٤٢۔ صحيح مسلم كتاب الاشربه باب تحريم التداوى بالخمر ١٩٨٤ [٥١٤١]

٣٦٤٣۔ حسن سنن الترمذی كتاب الاشربة باب ماجاء فى شرب الخمر ١٨٦٢' شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٣٦٤٤۔ وَرَوَاهُ النِّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔

۳۶۴۴۔ نسائی' ابن ماجہ اور دارمی نے اس حدیث کو عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے۔

نشہ لانے والی چیز کا ایک ذرہ بھی حرام ہے

٣٦٤٥۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا أَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۳۶۴۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چیز زیادہ مقدور میں استعمال کرنے سے نشہ لائے اس کا تھوڑا استعمال کرنا بھی حرام ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد وابن ماجہ)

٣٦٤٦۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا أَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرْقُ فَمِلأُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ)) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

۳۶۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چیز' مثلاً: آٹھ سیر کے استعمال سے نشہ لائے اس کا ایک چلو پینا بھی حرام ہے۔ (احمد' ترمذی وابوداؤد)

٣٦٤٧۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ وَمِنَ الشَّعِيْرِ خَمْرًا وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا وَمِنَ الزَّبِيْبِ خَمْرًا وَمِنَ الْعَسَلِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۳۶۴۷۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گیہوں سے بھی شراب بنائی جاتی ہے اور جو سے بھی شراب بنتی ہے کھجور سے بھی شراب بنائی جاتی ہے اور انگور اور شہد سے بھی شراب تیار ہوتی ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد وابن ماجہ)

٣٦٤٨۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ عِنْدَنَا خَمْرٌ لِيَتِيْمٍ فَلَمَّا نَزَلَتِ الْمَائِدَةُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْهُ وَقُلْتُ إِنَّهُ لِيَتِيْمٍ فَقَالَ ((أَهْرِيْقُوْهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۶۴۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے ہمارے پاس یتیم بچے کی شراب رکھی ہوئی تھی جب سورۂ مائدہ میں شراب کی حرمت نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا اور یہ عرض کیا کہ یہ یتیم بچوں کی شراب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شراب کو پھینک دو۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی شراب حرام ہو چکی ہے خواہ یتیم بچے کی ہو یا کسی اور شخص کی۔

٣٦٤٤۔ صحيح سنن النسائی كتاب الاشربة باب توبة شارب الخمر ٥٦٧٣' ابن ماجه كتاب الاشربة باب من شرب الخمر لم تقبل له صلاة ٣٣٧٧' دارمی كتاب الاشربة باب فی التشديد على شارب الخمر ٢/ ١١١ ح ٢٠٩٦۔

٣٦٤٥۔ صحيح سنن ابی داؤد كتاب الا شربة باب النهی عن المسكر ٢٦٨١' ترمذی كتاب الا شربة باب ماجاء ما اسكر كثيرة ١٨٦٥' ابن ماجه كتاب الاشربة باب ما اسكر كثيرة ٣٣٩٣۔

٣٦٤٦۔ صحيح سنن ابی داؤد كتاب الاشربة باب النهی عن المسكر ٣٦٨٧' ترمذی كتاب الاشربة باب ماجاء ما اسكر كثيرة ١٨٦٦' سند احمد ٦/ ١٣١۔

٣٦٤٧۔ حسن سنن ابی داؤد كتاب الاشربة باب الخمر مما هی ٣٦٧٦' ترمذی كتاب الا شربة باب ماجاء فی الحبوب التی يتخذ منها الخمر ١٨٧٢' ابن ماجه كتاب الاشربة باب ما يكون منه الخمر ٣٣٧٩۔

٣٦٤٨۔ صحيح سنن الترمذی كتاب البيوع باب ماجاء فی النهی للسلم ١٢٦٣ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

شراب کے برتن بھی استعمال کرنا جائز نہیں

٣٦٤٩۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي اشْتَرَيْتُ خَمْرًا لِأَيْتَامٍ فِي حِجْرِي قَالَ ((أَهْرِقِ الْخَمْرَ وَاكْسِرِ الدِّنَانَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهُ. وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أَيْتَامٍ وَرِثُوا خَمْرًا قَالَ ((أَهْرِقْهَا)) قَالَ أَفَلَا أَجْعَلُهَا خَلًّا قَالَ ((لَا))۔

٣٦٤٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے نبی! میں نے یتیموں کے لیے شراب خرید رکھی ہے جو میری تربیت میں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اس شراب کو پھینک دو اور اس کے برتنوں کو توڑ ڈالو۔ (ترمذی و ابوداؤد) اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ ابوطلحہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میری پرورش میں جو یتیم ہیں ان کو میراث میں شراب ملی ہے اور وہ میرے پاس رکھی ہوئی ہے میں اسے کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بہادو۔ میں نے عرض کیا کہ کیا شراب کا سرکہ بنالوں؟ آپ نے فرمایا: اس شراب کا سرکہ بھی نہ بناؤ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٦٥٠۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفْتِرٍ۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

٣٦٥٠۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نشہ آور چیز سے اور سستی پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: مُفْتِرٌ اس کو کہتے ہیں کہ جس کے استعمال کرنے سے بدن گرم ہو جائے اور ہاتھ پاؤں سست ہو جائیں' ایسی سستی پیدا کرنے والی چیز کے استعمال سے بھی آپ نے منع فرمایا ہے۔

سخت سردی میں بھی شراب پینا حرام ہے

٣٦٥١۔ وَعَنْ دَيْلَمٍ الْحُمَيْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضٍ بَارِدَةٍ وَنُعَالِجُ فِيمَا عَمَلًا شَدِيدًا وَإِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِنْ هَذَا الْقُمْحِ نَتَقَوَّى بِهِ عَلَى أَعْمَالِنَا وَعَلَى بَرْدِ بِلَادِنَا قَالَ ((هَلْ يُسْكِرُ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((فَاجْتَنِبُوهُ)) قُلْتُ إِنَّ النَّاسَ غَيْرُ تَارِكِيهِ قَالَ ((إِنْ لَمْ يَتْرُكُوهُ فَقَاتِلُوهُمْ))۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

٣٦٥١۔ حضرت دیلم حمیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم سرد ملک کے رہنے والے ہیں اور مشکل سے مشکل کام کرتے ہیں ہم لوگ گیہوں کی شراب بناتے ہیں جس سے ہم اپنے کام کے کرنے پر طاقت حاصل کرتے ہیں اور مشکل کاموں میں مدد لیتے ہیں اور سردی سے بھی ہم بچتے ہیں تو کیا ہمارے لئے ایسی مجبوری کی حالت میں شراب پینا جائز ہے؟ آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ نشہ لاتی ہے میں نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے بچتے رہو اور مت پیو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! لوگ نہیں چھوڑیں گے۔ کیونکہ اس کے عادی ہو چکے ہیں اور بغیر شراب پیے کوئی کام نہیں کر سکتے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ خوشی سے نہ چھوڑیں تو ان سے جہاد کرو۔ (ابوداؤد)

٣٦٤٩۔ حسن سنن الترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی بیع الخمر ١٢٩٣' شواہد کے ساتھ حسن ہے۔ ابی داؤد کتاب الاشربة باب الصب لعصیر للخمر ٣٦٧٥۔

٣٦٥٠۔ اسنادہ ضعیف' سنن ابی داؤد کتاب الاشربة باب فی النہی عن المسکر ٣٦٨٦' شہر بن حوشب حسن الحدیث راوی ہے البتہ حکم بن عتبہ کی تدلیس کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔

٣٦٥١۔ اسنادہ صحیح سنن ابی داؤد کتاب الا شربة باب فی النہی عن المسکر ٣٦٨٣۔

شیطانی ثقافتی علامات

٣٦٥٢۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوبَةِ وَالْغُبَيْرَاءِ وَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٦٥٢۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے شراب' جوا اور تر وشیر چوسر' شطرنج' نقارہ اور بربط سے منع فرمایا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔(ابوداوٗد)

توضیح: کوبہ چوسر یا شطرنج یا چھوٹے طبلہ کو کہتے ہیں' یعنی کھیل اور باجے کی چیزوں سے منع فرمایا۔ الغبیر اء۔ چنے کی شراب کو کہتے ہیں جو بہت تیز ہوتی ہے ایک حدیث میں فرمایا۔ ایاکم غبیراء فانھا خمر العالم یعنی غبیر اشراب سے بچو جو جوار سے بنائی جاتی ہے وہ تمام عالم کے نزدیک شراب ہے۔ یعنی سب لوگ اس کو شراب کہتے ہیں اور دوسری تمام شرابوں کی طرح نشہ کرتی ہے یا سب لوگ اس شراب کو استعمال کرتے ہیں۔

٣٦٥٣۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ وَلَا قَمَّارٌ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ ((وَلَا وَلَدُ زِنْيَةٍ بَدَلُ قَمَّارٍ))

٣٦٥٣۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے شراب' جوا' تر وشیر' چوسر' شطرنج اور نقارہ' بربط سے منع فرمایا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔(ابوداوٗد) ایک اور روایت میں ہے کہ ولدالزنا (یعنی حرامی اولادبھی) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

توضیح: ماں باپ کی فرماں برداری فرض ہے اور نافرمانی حرام ہے اور ماں باپ کی نافرمانی حلال جان کر کی ہو تو وہ کافر ہے اور جنت میں داخل نہیں ہوسکتا اور اگر یہ گناہ کیا ہے اور حلال سمجھ کر کیا ہے تو دخول اولین نہیں ہوگا یہی حکم جوئے باز اور احسان جتانے والے اور شرابی کا ہے اور ولدالزنا سے مراد یہ ہے کہ سمجھدار اور بالغ ہونے کے بعد ماں باپ کے طرز و طریقے پر عمل کرتا رہا اور اسی پر مرگیا۔

٣٦٥٤۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ رَحْمَةً لِلْعٰلَمِيْنَ وَأَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيْرِ وَالْأَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَأَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَحَلَفَ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ بِعِزَّتِيْ لَا يَشْرَبُ عَبْدٌ مِنْ عَبِيْدِيْ جُرْعَةً مِنْ خَمْرٍ إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنَ الصَّدِيْدِ مِثْلَهَا وَلَا يَتْرُكُهَا مِنْ مُخَافَتِيْ إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنْ حِيَاضِ الْقُدُسِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

٣٦٥٤۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہان کے لیے رحمت اور ہادی بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے باجوں' مزامیز' بتوں' صلیبوں اور تمام جاہلیت کی بری رسموں کو مٹانے کے لیے بھیجا ہے اور میرے رب نے اپنی عزت کی قسم کھا کر یہ فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں سے جس بندے نے دنیا میں شراب کا ایک گھونٹ پیا ہے اس کو جہنم کا پیپ اور لہو پلاؤں گا اور جس نے میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دیا ہے تو میں اس کو پاک حوض میں سے شراب طہور پلاؤں گا۔(احمد)

توضیح: یعنی ہر قسم کے کھیل اور باجے ڈھول' نقارہ' تاشہ' طبلہ' سارنگی اور جو ہاتھ سے بجانے کے باجے ہیں اور مزامیر یعنی شہنائی اور بانسری وغیرہ جو منہ سے بجانے کے باجے ہیں ان سب کو مٹانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اس حکم میں موجودہ زمانے کے نئے نئے باجے جیسے ریڈیو وغیرہ یہ سب حرام ہیں کیونکہ ان کی آواز سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔

٣٦٥٢۔ حسن سنن ابی داؤد کتاب الاشربۃ باب النھی عن السکر ٣٦٨٥۔

٣٦٥٣۔ صحیح سنن الدارمی کتاب الاشربۃ باب فی مد من الخمر ٢/ ١١٢ ح ٢٠٩٩' نسائی ٥٦٧٥' شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

٣٦٥٤۔ اسنادہ ضعیف مسند احمد ٥/ ٢٥٧' فرج بن فضالہ الحمصی ضعیف اور علی بن زید بن جدعان سخت قسم کا ضعیف راوی ہے۔

تین اشخاص پر جنت حرام ہے

٣٦٥٥۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((ثَلاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوْثَ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ أَهْلِهِ الْخُبْثَ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ

٣٦٥٥۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں پر جنت حرام کر دی ہے ہمیشہ شراب پینے والے اور ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے اور دیوث جو اپنے گھر والوں کو برا کام کرتے ہوئے بھی نہ روکے۔(احمد ونسائی)

توضیح: دیوث وہ شخص ہے جو بے غیرت ہو اپنی بیوی کے پاس غیر مردوں کا آنا جانا گوارہ کرلے اور فعل بد پر اس کو دیکھے پھر بھی نہ منع کرے ایک حدیث میں فرمایا:

((لا يدخل الجنة ديوث لا يجد ريح الجنة ديوث قيل يا رسول الله و ما الديوث قال الذى تزنى امراته و هو يعلم بها))

''دیوث بہشت میں نہیں جائے گا۔ یا بہشت کی بو نہیں سونگھے گا۔لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیوث کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا جس کی عورت حرام کاری کرتی ہو اور اس کو معلوم ہو۔'' (اور اس کا کچھ تدارک نہ کرے)

مجمع البحار میں ہے کشخان اور فرنان بھی دیوث کو کہتے ہیں۔

اور بعضوں نے کہا ہے کہ دیوث وہ ہے جو غیر مرد کو اپنی عورت کے پاس آنے دے۔اور کشخان وہ ہے جو اپنی بہنوں پر غیر مردوں کو آنے دے۔اور فرنان وہ ہے جو اپنی بیٹیوں پر غیر مردوں کو آنے دے اور اسی حکم میں وہ لوگ ہیں جو اپنی ماؤں بہنوں' بیٹیوں اور عورتوں کو بے پردہ رکھتے ہیں۔

٣٦٥٦۔ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((ثَلاثَةٌ لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَقَاطِعُ الرَّحِمِ وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

٣٦٥٦۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص جنت میں نہیں داخل ہوں گے۔ ہمیشہ شراب پینے والا' رشتہ ناتہ کاٹنے والا اور جادو پر یقین کرنے والا۔یعنی جادو کو موثر بالذات سمجھنے والا۔ (احمد)

عادی شراب نوش کا عبرت ناک انجام

٣٦٥٧۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مُدْمِنُ الْخَمْرِ إِنْ مَاتَ لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالَى كَعَابِدِ وَثَنٍ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

٣٦٥٧۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ شراب پینے والا اگر مرے گا تو اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملے گا جس طرح بت پرست۔(احمد)

٣٦٥٨۔ رَوَى ابْنُ مَاجَةَ عن أَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

٣٦٥٨۔ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

٣٦٥٥۔ اسناده حسن سنن نسائی کتاب الزکاة باب المنان بما اعطی ٢٥٦٣' مسند احمد ٢/ ٦٩۔

٣٦٥٦۔ اسناده ضعيف مسند احمد ٤/ ٣٩٩ الضعيفه ١٤٦٣۔

٣٦٥٧۔ حسن مسند احمد ١/ ٢٧٢ والصحيحه ٦٧٧۔ شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

٣٦٥٨۔ حسن سنن ابن ماجه کتاب الاشربه باب مدمن الخمر ٣٣٧٥۔

٣٦٥٩۔ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ وَقَالَ ذَكَرَ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيْخِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ

٣٦٥٩۔اور بیہقی نے اس حدیث کو شعب الایمان میں محمد بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے اور بخاری نے تاریخ کبیر میں بیان کیا ہے۔

توضیح: یعنی ہمیشہ شراب پینے والا بت پرست کے حکم میں ہوگا۔ اگر اس نے شراب کو حلال سمجھ کر پیا ہے تو نفس پرست اور بت پرست کا ایک ہی حکم ہے۔

٣٦٦٠۔ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ ((مَا أُبَالِيْ شَرِبْتُ الْخَمْرَ أَوْ عَبَدْتُ هٰذِهِ السَّارِيَةَ دُوْنَ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

٣٦٦٠۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں اس کی پروا نہیں کرتا کہ شراب پیوں یا اس ستون کو پوجوں (مالک) یعنی شراب خوری اور بت پرستی میرے نزدیک برابر ہے جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے۔(نسائی)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا انِ الْحَمْدُ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

❀❀❀❀

٣٦٥٩۔ حسن شعب الایمان ٥٥٩٧ والتاریخ الکبیر للبخاری ١/ ١٢٩ ح ٣٨٦۔

٣٦٦٠۔ اسناده صحیح سنن النسائی کتاب الاشربة باب ذکر الروایات المغلظات فی شرب الخمر ٥٦٦٦۔

كِتَابُ الْاَمَارَةِ وَالْقَضَاءِ

سرداری اور فیصلہ کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ..... پہلی فصل

٣٦٦١۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ أَطَاعَنِیْ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ یُطِیْعُ الأَمِیْرَ فَقَدْ أَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَعْصِی الأَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ وَإِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَرَآئِهِ وَیُتَّقٰی بِهِ فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذٰلِكَ أَجْرًا وَإِنْ قَالَ بِغَیْرِهِ فَإِنَّ عَلَیْهِ مِنْهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۳۶۶۱۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور امام ڈھال کی طرح ہے جس کے پیچھے جنگ کی جاتی ہے (یعنی اس کے اقتدا اور افسری میں دشمنوں سے لڑائی لڑی جاتی ہے) اور اس کے ذریعہ بچایا جاتا ہے اگر اس نے اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا اور انصاف کیا تو اس کا ثواب اس کو ملے گا اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کا گناہ اس کے اوپر ہو گا۔ (بخاری، مسلم)

امیر کی اطاعت ہر حال میں ضروری ہے

٣٦٦٢۔ وَعَنْ أُمِّ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنْ أُمِّرَ عَلَیْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ یَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِیْعُوا.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۶۶۲۔حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے اوپر کسی ناک کٹے اور کان کٹے غلام کو امیر بنایا جائے جو تمہیں اللہ کی کتاب کی طرف کھینچ لے جائے یعنی قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کرے اور حکمرانی کرے تو تم اس کی اطاعت فرمانبرداری کرو۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: یعنی اگر کسی غلام کالے حبشی بدشکل ناک کٹے کو بھی حاکم بنایا جائے اور وہ کتاب وسنت کے مطابق حکم دے تو تم اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔

٣٦٦٣۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((قَالَ اسْمَعُوا

۳۶۶۳۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: تم اپنے امیر کی بات سنو اور اس کا کہنا مانو اگرچہ حبشی غلام ہی کو امیر بنایا

٣٦٦١۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب یقاتل من وراء الامام ٢٩٥٧۔ مسلم کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء ١٨٣٥، ٤٧٤٩.

٣٦٦٢۔ صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب رمی جمرة العقبة ١٢٩٨، ٣١٣٨.

٣٦٦٣۔ صحیح بخاری الاحکام باب السمع والطاعة ٧١٤٢.

وَأَطِيْعُوا وَإِن اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيْبَةٌ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

گیا ہو کہ اس کا سر کشمش یا انگور، یعنی چھوٹے سر اور کالا ہو تب بھی اس کی اطاعت کرو جب تک کہ وہ شریعت کے مطابق فیصلہ دے۔ (بخاری)

توضیح: امیر اور خلیفہ ہونے کے لیے باصلاحیت قریشی کا ہونا ضروری ہے لیکن اگر کسی جگہ قریشی نہ مل سکے اور ایسا حبشی غلام جس میں امیر کا بننے کی سب شرطیں پائی جاتی ہوں تو اس کو بھی امیر بنایا جا سکتا ہے اور اس کی فرمانبرداری ضروری ہے۔

٣٦٦٤۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۶۶۴۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سننا اور حکم ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ اس کو پسند ہو یا ناپسند جب تک کہ اس کو نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ جب اس کو نافرمانی کا حکم یا جائے تو نہ اس کی بات سنی جائے گی اور اس کی فرمانبرداری نہیں کی جائے گی۔ (بخاری، ومسلم)

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں

٣٦٦٥۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۶۶۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گناہ کی باتوں میں کسی امیر کی اطاعت نہیں کی جائے گی اطاعت تو نیکی کے کاموں میں ہے۔ (بخاری ومسلم)

٣٦٦٦۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلَى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَعَلَى أَنْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَا نُخَالِفُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. وَفِيْ رِوَايَةٍ وَعَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ بُرْهَانٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۶۶۶۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ہم لوگوں نے بیعت کی آپ کی سننے اور اطاعت کرنے پر خواہ مشکل ہو یا آسان خواہ وہ پسند ہو یا ناپسند اور ہم صبر کریں گے جبکہ ہم پر کسی دوسرے کو ترجیح دی جائے گی۔ ہم نے آپ سے یہ عہد کیا کہ جو امیر بننے کے لائق ہے ہم اس سے لڑائی جھگڑا نہیں کریں گے اور ہم جہاں کہیں بھی رہیں گے حق ہی کہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ہم نہیں ڈریں گے۔ اور ایک روایت میں اس طرح سے فرمایا: آپ نے ہم سے یہ عہد لیا کہ ہم کسی مستحق امارت سے جھگڑا نہیں کریں گے۔ مگر یہ کہ تم اس کو کھلم کھلا کفر کرتے ہوئے دیکھو جس میں تمہارے لیے اللہ کے نزدیک حجت ہو تم اس کی مخالفت کر سکتے ہو۔ (بخاری ومسلم)

٣٦٦٤۔ صحيح بخاری كتاب الاحكام باب السمع والطاعة ٧١٤١۔ مسلم كتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء ١٨٣٩، ٤٧٦٣.

٣٦٦٥۔ صحيح بخاری كتاب اخبار الآحاد باب ما جاء فى اجازة خبر الواحد ٧٢٥٧۔ مسلم كتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء ١٨٤٠، ٤٧٦٥.

٣٦٦٦۔ صحيح بخاری كتاب الاحكام باب كيف يبايع الامام الناس ٧٠٥٥، ٧٠٥٦۔ مسلم كتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء ١٧٠٩، ٤٤٦٢.

٣٦٦٧۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٦٦٧۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے بیعت کی سننے اور طاعت کرنے پر، آپ ہم سے یہ فرمایا کرتے تھے یہاں تک تم کو طاقت یعنی جہاں تک تمہارے امکان میں ہو تم میری بات سننا اور اس پر عمل کرنا۔(بخاری ومسلم)

امیر کی اطاعت نہ کرنے کا انجام

٣٦٦٨۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ ((مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيْرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوْتُ إِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٦٦٨۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم میں سے اپنے کسی حاکم یا امیر سے ایسی بات دیکھے جو اس کو پسند نہیں ہے تو اس پر صبر کرے جو مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت بھی الگ ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔(بخاری ومسلم)

توضیح: جماعت سے الگ ہونا اس سے یہ مراد ہے کہ امام اور حاکم اسلام سے الگ ہو کر رہے اس کی اطاعت سے نکل جائے جیسے خارجیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں کیا تھا یعنی ان سے بغاوت کی۔ حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مشرک اور بدعتیوں کی جماعت میں شریک رہے ان سے الگ نہ ہو ان سے تو الگ ہونا واجب ہے جیسے قرآن میں ہے ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرعی حاکم کی اطاعت ضروری ہے بلکہ خدا اور رسول کے احکام کے مطابق حکم دے۔

٣٦٦٩۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ ((لِقَوْلِ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ قَاتَلَ رَايَةٍ عِمِيَّةٍ لِعَصَبِيَّةٍ أَوْ يَدْعُوا لِعَصَبِيَّةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً فَقُتِلَ قِتْلَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِيْ بِسَيْفِهِ يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلَا يَتَحَاشَا مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِيْ لِذِيْ عَهْدٍ عَهْدَهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٦٦٩۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ جو شخص امام کی اطاعت سے نکل گیا اور اسلام کی جماعت سے جدا ہو گیا اور اسی پر مر گیا تو جاہلیت کی موت مرا اور جو شخص ایسے جھنڈے کے نیچے لڑے جس کا حق ہونا معلوم نہیں ہے یعنی یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ لڑائی حق پر ہے یا ناحق پر ہے اور قوم کی حمایت میں غصہ ہو یا قوم کی مدد کی طرف بلاتا ہو یعنی قومی حمایت میں جنگ کرتا ہو خدا کی رضامندی کے لیے لڑائی نہ کرتا ہو صرف دنیاوی لحاظ سے رشتے ناتے کی حمایت میں جنگ کرتا ہو اور اس پر مارا جائے تو اس کا مارا جانا جاہلیت کے زمانے جیسا ہو گا اور جو شخص میری امت پر دست درازی کرے اور بلاوجہ اچھے اور برے کو مارے نہ مومن کو چھوڑے اور نہ ذمی کو چھوڑے جو اپنے عہد واقرار کو پورا کرتا ہے تو وہ مجھ سے نہیں ہے اور نہ میں اس سے ہوں۔(یعنی میرا اور اس کا کوئی تعلق نہیں ہے وہ پورا مسلمان نہیں ہے۔)(مسلم)

٣٦٦٧۔ صحيح بخارى كتاب الاحكام باب كيف يبايع الامام الناس ٧٢٠٢، مسلم كتاب الامارة باب البيعة على السمع ١٨٦٧، ٤٨٣٦ .

٣٦٦٨۔ صحيح بخارى كتاب الاحكام باب السمع والطاعة ٧١٤٣۔ مسلم كتاب الامارة باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين ١٨٤٩، ٤٧٩٠ .

٣٦٦٩۔ صحيح مسلم كتاب الامارة باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين ١٨٤٨، ٤٧٨٦ .

اچھے اور برے حاکم کا بیان

۳۶۷۰۔ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ قَالَ ((خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ)) قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلاَ نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ؟ قَالَ ((لاَ أَقَامُوا فِيْكُمُ الصَّلاَةَ لاَ مَا أَقَامُوا فِيْكُمُ الصَّلاَةَ أَلاَ مَنْ وُلِّيَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَآهُ يَأْتِيْ شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِيْ مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلاَ يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۶۷۰۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے حاکموں میں سے وہ بہترین حاکم ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں اور جن کے لیے تم دعا کرو اور وہ تمہارے لیے دعا کریں اور سب سے بدترین حاکم وہ لوگ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا ہم ان بدترین حاکموں کو معزول نہ کریں اور ہم ان سے علیحدہ نہ ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ جب تک وہ نماز پڑھیں اور نماز پر قائم رہیں، یعنی جب تک وہ دین پر قائم رہیں تب تک تم ان سے الگ نہ ہو۔ سن لو! جو شخص تم پر حاکم بنایا جائے اور تم اسکے کسی کام کو دیکھو جو خدا اور رسول کے نافرمانی کے کاموں میں سے ہو تو اس گناہ کے کام کو برا سمجھنا چاہیے اور اس حاکم کی اطاعت اور فرمانبرداری سے الگ نہیں ہونا چاہیے۔ (مسلم)

حکمرانوں سے بغاوت کرنا کیا ہے

۳۶۷۱۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَكُوْنُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ تَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرِءَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ)) قَالُوا أَفَلاَ نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ ((لاَ مَا صَلُّوا لاَ مَا صَلُّوا أَيْ مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ وَأَنْكَرَ بِقَلْبِهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۶۷۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آئندہ چل کر تمہارے اوپر ایسے امیر اور حاکم مقرر ہوں گے کہ تم ان کے بعض کام کو اچھا دیکھو گے اور بعض کاموں کو برا دیکھو گے تو جس نے انکے برے کاموں کو برا سمجھا وہ بری ہو گیا اور ان سے کوئی باز پرس نہیں ہو گی، اور اگر اس نے اس برے کام کا انکار کیا یعنی دل و زبان سے اس کو برا سمجھا اور اس گناہ کے کام میں شریک نہیں رہا تو وہ سالم اور محفوظ رہا اور جس نے ان کے برے کام کو پسند کر لیا اور اس کی تابعداری کی تو وہ ان کے ساتھ شریک رہا۔ حدیث کے راوی نے کہا کہ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ یارسول اللہ! (ﷺ) کیا ایسے برے حاکموں سے ہم جنگ نہ کریں؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک وہ نماز پڑھیں تب تک تم ان سے جنگ نہ کرو اور نہ ان سے بغاوت کرو۔ (مسلم)

۳۶۷۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً

۳۶۷۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد تم ترجیح کو دیکھو گے، یعنی تمہارے اوپر غیر مستحقین کو

۳۶۷۰۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب خیار الائمة ۱۸۵۵، ۴۸۰۵۔

۳۶۷۱۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب وجوب الانکار ۱۸۵۴، ۴۸۰۱۔

۳۶۷۲۔ صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبیؐ سترون بعدی اموراً ۷۰۵۲۔ مسلم کتاب الامارة باب وجوب الوفاء ۱۸۴۳، ۴۷۷۵۔

وَأُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا)) قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ)). مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجیح دی جائے گی اور بہت سے کام حاکموں سے خلاف شرع تم دیکھو گے۔ صحابہ کرام نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ ایسے وقت کے لیے ہم کو کیا دے رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم انکا حق ادا کرو، یعنی ان حاکموں کی ماتحتی میں رہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنا حق مانگو۔ (بخاری ومسلم)

امراء کی مزید اطاعت کا بیان

٣٦٧٣۔ وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حَجَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلَ سَلَمَةُ بْنُ يَزِيْدَ الْجُعْفِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَسْئَلُونَا حَقَّهُمْ وَيَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ ((اسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٦٧٣۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سلمہ بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگر ہم پر ایسے حاکم مقرر ہوں جو اپنا حق ہم سے وصول کر لیتے ہیں اور ہمارے حق کو خود نہیں دیتے، تو ایسی صورت میں آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان کی بات سنو اور جائز فرماں برداری کرو جس کام کے وہ ذمہ دار ہیں، اس کی ادائیگی ان کے اوپر ہے اور جس کے ذمہ دار تم ہو اس کی ادائیگی تمہارے اوپر ہے۔ (مسلم)

٣٦٧٤۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٦٧٤۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا جس نے امام کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ (یعنی امام کی فرمانبرداری نہیں کی) تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حال میں ملے گا کہ اسکے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی اور جو شخص مرگیا اور اس کی گردن میں کسی امیر کی بیعت نہیں ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (مسلم)

حاکم سے رعایا کی بابت سوال ہوگا

٣٦٧٥۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((كَانَتْ بَنُوا إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ)) قَالُوا وَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ فُوْا بَيْعَةَ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٦٧٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی نگرانی اور حفاظت ان کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے جب ایک نبی کا انتقال ہو جاتا تو دوسرا نبی اپنے سے پہلے کی نیابت و خلافت کرتا اور تحقیق میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا میرے جانشین میرے پیچھے بہت ہوں گے۔ لوگوں نے کہا پھر آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرو، یعنی اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو اور اسی طرح سے یکے بعد دیگرے جو خلیفہ ہوں ان کا کہا مانو۔ اور ان کے حق کو ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان خلفاء کی رعیت نوازی اور ان کی ذمہ داری کا حال خود ان سے پوچھے گا کہ رعایا کا حق ادا کیا یا نہیں۔ (بخاری ومسلم)

٣٦٧٣۔ صحيح مسلم كتاب الامارة باب فى طاعة الامراء ١٨٥٦، ٤٧٨٣.

٣٦٧٤۔ صحيح مسلم كتاب الامارة باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين ١٨٥١، ٤٧٩٣.

٣٦٧٥۔ صحيح بخارى كتاب احاديث الانبياء باب ما ذكر عن بنى اسرائيل ٣٤٥٥۔ مسلم كتاب الامارة باب وجوب الوفاء بيعة الخلفاء ١٨٤٢، ٤٧٧٣.

باغی حاکم بغاوت کا بیان

٣٦٧٦۔ وَعَنْ أَبِی سَعِیْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا بُوْيِعَ لِخَلِيْفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الآخَرَ مِنْهُمَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٦٧٦۔حضرت ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو خلیفوں کی بیعت کی جائے تو پہلے خلیفہ کی اطاعت کرو اور دوسرے خلیفہ کی گردن ماردو۔(مسلم)

توضیح: یعنی ایک خلیفہ پہلے مقرر ہو گیا ہے اور پھر دوسرے نے خلافت کا دعویٰ کیا اور لوگوں سے بیعت لینے لگا تو یہ دوسرا باغی ہے اس کی وجہ سے زیادہ فتنہ وفساد اور جنگ وجدال ہوگا، اس لیے دوسرے کو مار ڈالنا چاہیے تاکہ فتنہ دب جائے۔ کیونکہ ایک وقت میں نہ دو بادشاہ ہو سکتے ہیں اور نہ خلیفہ۔

٣٦٧٧۔ وَعَنْ عَرْفَجَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((إِنَّهُ سَيَكُوْنُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ هٰذِهِ الأُمَّةِ وَهِيَ جَمِيْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٦٧٧۔حضرت عرفجہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ آیندہ چل کر بہت سے فتنے وفساد ہوں گے جو شخص میری امت میں تفرقہ ڈالے جبکہ سب ایک امام کی ماتحتی میں جمع ہو گئے ہوں تو اس دوسرے امام کو تلوار سے مار ڈالو اگرچہ کیسا ہی ہو یعنی خواہ شریف ہو، یا رذیل، عالم ہو یا جاہل کیونکہ دوسرا باغی ہے۔(مسلم)

٣٦٧٨۔ وَعَنْهُ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((يَقُوْلُ مَنْ أَتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيْعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيْدُ أَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٦٧٨۔حضرت عرفجہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ جو شخص تمہارے پاس آئے یعنی کوئی امامت کا دعویٰ دار ہو کر آئے اور تمہارا کام پہلے سے ایک آدمی کے اوپر جمع ہو یعنی تم سب ایک امام کی امامت پر متفق ہو اور دوسرا تمہاری لاٹھی کو چیرے یا تمہاری جماعت میں جدائی پیدا کر دے، یعنی یہ دوسرا مسلمانوں میں بغاوت کر کے تفریق ڈال دے تو اس دوسرے مدعی امام کو مار ڈالو۔(مسلم)

٣٦٧٩۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ فَإِنْ جَآءَ أٰخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوْهُ عُنُقَ الآخَرِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٦٧٩۔عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی امام سے بیعت کی اور اپنے ہاتھ کا معاملہ اس کو دے دیا اور اپنے دل کے پھل کو بھی یعنی ظاہر اور باطن میں اس سے بیعت کر لی تو جہاں تک ہو سکے وہ اس امام کی اطاعت وفرمانبرداری کرے اگر دوسرا شخص امامت کا دعوے دار بن کر آئے جو اس سے جھگڑے تو اس دوسرے کی گردن اڑادو۔(مسلم)

امارت کا سوال کرنا کیسا ہے

٣٦٨٠۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

٣٦٨٠۔حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٣٦٧٦۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب اذا بویع لخلیفتین ١٨٥٣، ٤٧٩٩۔

٣٦٧٧۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب حکم من فرق امر المسلمین ١٨٥٢، ٤٧٦٩۔

٣٦٧٨۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب حکم من فرق امر المسلمین ١٨٥٢، ٤٧٩٨۔

٣٦٧٩۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب وجوب الوفاء ١٨٤٤، ٤٧٧٦۔

٣٦٨٠۔ صحیح بخاری کتاب الاحکام باب من لم یسال الامارة ٧١٤٦۔ مسلم کتاب الامارة باب النهی عن طلب الامارة ١٦٥٢، ٤٢٨١۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ ((لاتَسْأَلِ الإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

نے مجھ سے فرمایا: تم نہ امیر بننے کی خواہش کرو اور نہ اس کے لیے کسی سے سوال کرو اگر کوشش اور سوال سے تم کو یہ امارت دے دی گئی اور تم امام بنا دیے گئے تو تم اسکے سپرد کر دیے گئے اور خدائی رحمت تمہارے ساتھ شامل حال نہیں ہوگی اور نہ تمہاری مدد کی جائے گی اور اگر بغیر سوال کے تمہیں امیر بنا دیا گیا تو تمہاری مدد کی جائیگی اور خدا کی رحمت تمہارے شامل حال ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

۳۶۸۱۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الإِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نِدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَ بِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۶۸۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ آیندہ چل کر امیر بننے کی حرص اور خواہش کرو گے لیکن یہ امارت قیامت کے دن ندامت کا سبب بنے گی۔ دودھ پلانے والی عورت بہت اچھی ہوتی ہے اور دودھ چھڑانے والی بری۔ (بخاری)

توضیح: "نعمت المرضع و بئست الفاطمة" دودھ پلانے والی (یعنی حکومت اور خدمت جس سے آدمی بہت سے فوائد حاصل کرتا ہے) کیا اچھی ہے اور دودھ چھڑانے والی (برطرفی موقوفی یا موت) کیا بری ہے (مطلب یہ ہے کہ حکومت حاصل ہونے سے انسان کو خوشی تو ہوتی ہے روپیہ ملتا ہے اقتدار حاصل ہوتا ہے مگر یہ خوشی کچھ کام کی نہیں ہے کیونکہ اس کے ساتھ غم لگا ہوا ہے کیونکہ ایک روز برطرفی اور موقوفی ہوگی یا موت آئے گی جب ان تمام ناپائیدار لذتوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور خلق اللہ کے حقوق کا مواخذہ گردن پر رہے گا اس کا جواب دینا ہوگا تو ایسی امارت سے کیا فائدہ جو چند دن کی چاندنی۔ پھر اندھیری رات کے مصداق ہو۔

امانت اللہ کا حق ہے

۳۶۸۲۔ وَعَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أَلاَ تَسْتَعْمِلُنِيْ قَالَ فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنْكِبِيْ ثُمَّ قَالَ ((يَا أَبَاذَرٍّ إِنَّكَ ضَعِيْفٌ وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ إِلاَّ مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ فِيْهَا)) وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ لَهُ ((يَا أَبَا ذَرٍّ إِنِّيْ أَرَاكَ ضَعِيْفًا وَإِنِّيْ أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِيْ لاَ تَأَمَّرَنَّ عَلَى اِثْنَيْنِ وَلاَ تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيْمٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۶۸۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے کسی جگہ کا حاکم کیوں نہیں بنا دیتے؟ یعنی مجھے کہیں کا حاکم مقرر کر دیجئے۔ ابوذر نے کہا اس سوال پر رسول اللہ ﷺ! نے اپنے دست مبارک سے میرے کندھے پر ایک گھونسہ مارا یعنی بطور شفقت اور پیار کے میرے شانے پر مار کر فرمایا کہ اے ابوذر! تم کمزور آدمی ہو اور یہ امارت اور سرداری اللہ کی امانت ہے۔ بندوں پر اللہ کا حق اور اللہ کا حق بندوں پر مربوط وابستہ ہے کما حقہ۔ جب دونوں کی ادائیگی نہیں ہوگی تو قیامت کے دن یہ امارت رسوائی اور ندامت اور پشیمانی کی سبب بنے گی۔ مگر جس نے اس کو عدل وانصاف سے لیا اور اللہ اور بندوں کے حقوق کما حقہ ادا کیا' نہ حق والوں کی حق تلفی کی اور نہ اللہ کی' یعنی عدل وانصاف سے کام کیا تو اس کے لیے خفت وندامت نہیں ہوگی۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپ نے فرمایا: اے ابوذر! میں تم کو ضعیف اور کمزور دیکھ رہا ہوں اس سلطنت امارت اور امارت کے بوجھ کو تم نہیں اٹھا سکو گے اور جو میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں وہی تمہارے لیے بھی پسند کرتا ہوں تم کبھی بھی دو آدمیوں پر امیر بنو اور نہ کسی یتیم کے مال کے متولی بنو۔ (مسلم)

۳۶۸۱۔ صحیح بخاری کتاب الاحکام باب ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ ۷۱۴۸۔

۳۶۸۲۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب کراھۃ الامارۃ ۱۸۲۵' ۴۷۱۹' ۴۷۲۰۔

توضیح: یعنی اگر میں بھی تمہاری طرح کمزور ہوتا تو کبھی بھی میں کسی پر امیر نہ بنتا لیکن اللہ نے مجھے طاقت بخشی ہے اور تحمل و بردباری عطا کی ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں ہے میں تمہارے لیے یہی مناسب سمجھ رہا ہوں کہ کبھی نہ تم امیر بننے کی خواہش کرو نہ یتیم کے مال کے متولی بنو حضرت ابوذر نے آپ کے اس ارشاد پر عمل کیا اور مدینہ چھوڑ کر رَبْذَہْ گاؤں میں سکونت اختیار کی اور ہمیشہ گوشہ نشین رہے۔

ہیچ آفت نہ رسد گوشہ تنہائی را

امارت مانگ کرنہیں دی جاتی

٣٦٨٣۔ وَعَنْ أَبِیْ مُوْسَی رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِیْ عَمِّیْ فَقَالَ أَحَدُهُمَا یَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمِّرْنَا عَلَی بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ وَقَالَ الآخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ ((إِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّیْ عَلَی هٰذَا الْعَمَلِ أَحَدًا سَأَلَهُ وَلَا أَحَدًا حَرَصَ عَلَیْهِ)) وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ ((لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَی عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

٣٦٨٣۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو چچا زاد بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان دونوں میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ! آپ ہمیں ان بعض علاقوں پر امیر و حاکم بنا دیجئے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو والی بنایا ہے دوسرے نے بھی اسی طرح کہا۔ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم امور دین اور شریعت کا والی اور حاکم اس شخص کو نہیں مقرر کروں گا جو ہم سے حاکم بننے کا مطالبہ کرے اور نہ اس کو جو اس کے اوپر حرص اور خواہش ظاہر کرے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی ہم جس کے اندر اہلیت و صلاحیت دیکھیں گے اس کو امیر بنائیں گے اور جس میں صلاحیت نہیں ہے اور وہ سفارش کر کے امیر بننا چاہے تو ہم اس کو امیر نہیں بنا سکتے۔

٣٦٨٤۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((تَجِدُوْنَ مِنْ خَیْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ کَرَاهِیَةً لِهٰذَا الأَمْرِ حَتّٰی یَقَعَ فِیْهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

٣٦٨٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان لوگوں کو اچھے لوگ پاؤ گے جو سلطنت، حکومت اور امارت کو اچھا نہ سمجھتے ہوں یہاں تک کہ وہ اس میں پڑ جائیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی باوجود صلاحیتوں کے جو لوگ امیر و بادشاہ ہونے کو برا سمجھتے ہوں اور امیر و بادشاہ ہونا نہیں چاہتے وہ سب سے اچھے لوگ ہیں یہاں تک کہ وہ اس امور سلطنت میں گرفتار ہو جائیں گے اور اس کو قبول کر لیں گے یعنی ان کے عدل و انصاف کی وجہ سے لوگ انہیں امیر اور حاکم بنا دیں گے اور انہیں یہ منصب قبول کرنا پڑے گا اور وہ اپنے امارت کے زمانے میں لوگوں کے ساتھ عدل کریں گے تو ایسے لوگ اچھے ہوں گے۔

ہر کوئی امیر ہے اور اپنی امارت کا جوابدہ ہے

٣٦٨٥۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((أَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ

٣٦٨٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار ہو جاؤ، تم میں سے ہر شخص حاکم اور نگراں اور محافظ ہے اور ہر

٣٦٨٣۔ صحیح بخاری کتاب الاحکام باب ما یکره من الحرص علی الامارة ٧١٤٩، ٢٢٦١۔ مسلم کتاب الامارة باب النهی من طلب الامارة ١٧٣٣، ٤٧١٧، ٤٧١٨.

٣٦٨٤۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوة فی السلام ٣٥٨٨۔ مسلم کتاب فضائل الصحابة باب خیار الناس ٢٥٢٩، ٦٤٥٤.

٣٦٨٥۔ صحیح بخاری کتاب الاحکام باب قول اللّٰه تعالیٰ اطیعوا الله ٧١٣٨۔ مسلم کتاب الامارة باب فضیلة الامام ١٨٢٩، ٢٧٢٤.

مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَالْإِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی أَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰی بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِیَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

شخص سے اسکی نگرانی کے بارے میں سوال کیا جائیگا جو سب سے بڑا امیر ہے اس سے اسکی رعایا کی نگرانی اور حفاظت کے بارے میں اور حقوق کی ادائیگی کے بارے میں باز پرس ہوگی' اور آدمی اپنے گھر والوں پر حاکم اور ان کا نگران ہے اس سے بھی اسکے بیوی بچوں کے نگرانی اور حقوق کی ادائیگی کے بارے میں پوچھا جائے گا' اور عورت اپنے خاوند کے گھر پر حاکم اور محافظ ہے اور اس کے بال بچوں پر نگراں اور محافظ ہے اس سے بھی پوچھا جائے گا اور غلام' ملازم' نوکر اپنے مالک کے مال کا محافظ ہے اس سے بھی اسکے فرائض منصبی کے بارے میں سوال کیا جائیگا' تو ہر شخص درجہ بدرجہ محافظ و نگراں ہے اور اس سے اس کے رعایا کی خبر گیری اور ان کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

رعایا کے حقوں کا خیال نہ کرنے والے پر جنت حرام ہے

٣٦٨٦۔ وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَا مِنْ وَالٍ يَلِیْ رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٦٨٦۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا: جو حاکم بادشاہ سردار اپنی رعایا کی حفاظت، خبر گیری اور ان کے حقوق کو نہیں ادا کرتا بلکہ اس پر ظلم و خیانت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٣٦٨٧۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٦٨٧۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے میں نے سنا ہے: جس بندے کو اللہ تعالیٰ رعایا کی نگہبانی اور حفاظت سپرد کر دے اور اس کو حاکم اور سردار بنا دے لیکن وہ رعایا کی خیر خواہی و ہمدردی نہیں کرتا اور نہ اس کی حفاظت اور نگرانی کرتا ہے اور نہ اس کے حق حقوق ادا کرتا ہے تو وہ شخص جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ (بخاری و مسلم)

بدترین حاکم

٣٦٨٨۔ وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٦٨٨۔ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ بدترین حاکم وہ لوگ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں یعنی ظالم حاکم سب حاکم سے بدتر ہے۔ (مسلم)

٣٦٨٩۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ

٣٦٨٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیروں

٣٦٨٦۔ صحیح بخاری کتاب الاحکام باب من استرعی رعیة ٧١٥١۔ مسلم کتاب الامارة باب فضیلة الامام العادل ١٤٢' ٣٦٤.

٣٦٨٧۔ صحیح بخاری کتاب الاحکام باب من استرعی رعیة ٧١٥٠۔ مسلم کتاب الامارة باب فضیلة الامام العادل ١٤٢' ٣٦٣.

٣٦٨٨۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضیلة الامام العادل ١٨٣٠' ٤٧٣٣.

٣٦٨٩۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضیلة الامام العادل ١٨٢٨' ٤٧٢٢.

اللّٰہِ ﷺ ((اللّٰھُمَّ مَنْ وُلِّیَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْھِمْ فَاشْقُقْ عَلَیْهِ وَمَنْ وُلِّیَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِھِمْ فَارْفُقْ بِهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اور حاکموں کے بارے میں یہ دعا اور بددعا کی ہے، ((اللّٰھُمَّ مَنْ وُلِّیَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْھِمْ فَاشْقُقْ عَلَیْهِ وَمَنْ وُلِّیَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِھِمْ فَارْفُقْ بِهِ۔)) (مسلم)

توضیح: یعنی اے خدا جس شخص کو میری امت کے کسی کام کا والی اور حاکم بنادیا گیا ہو اور وہ میری امت پر تکلیف و مشقت ڈالے اور میری امت کو پریشان کرے تو خدایا تو بھی اس حاکم پر تکلیف و مشقت ڈال دے اور اسے رسوا اور ذلیل کر۔ اور جو حاکم بادشاہ میری امت پر رحم و نرمی کرے اور شفقت و مہربانی کرے تو تو بھی اس پر رحم و مہربانی کر۔

انصاف پرست حکمران کی فضیلت

۳۶۹۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((إِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ عَلَی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ یَمِیْنِ الرَّحْمٰنِ وَکِلْتَا یَدَیْهِ یَمِیْنٌ اَلَّذِیْنَ یَعْدِلُوْنَ فِیْ حُکْمِھِمْ وَأَھْلِیْھِمْ وَمَا وَلُّوا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۶۹۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصاف کرنے والے بادشاہ قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور کے منبر پر ہوں گے جو رحمٰن کے داہنی جانب ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔ اس سے وہ حاکم لوگ مراد ہیں جو اپنے احکام میں اپنے اہل وعیال میں اور اپنی ولایت میں عدل وانصاف کرتے ہیں۔ (مسلم)

۳۶۹۱۔ وَعَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَا بَعَثَ اللّٰہُ مِنْ نَبِیٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِیْفَةٍ إِلَّا کَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهُ عَلَیْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَیْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰہُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۳۶۹۱۔ حضرت ابوسعید ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس نبی کو بھیجا یا کسی کو خلیفہ اور نبی کا جانشین مقرر کیا تو اس کے ساتھ ساتھ دو پوشیدہ ساتھی بھی مقرر فرما دیتا ہے، یعنی رحمت کے فرشتے اس کے ساتھ مقرر فرما دیتا ہے۔ ایک دوست اس بادشاہ کو اور خلیفہ کو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور اس کو بھلائیوں پر آمادہ کرتا ہے اور دوسرا اس کا ساتھی شیطان کو بھی اس کے ساتھ ساتھ مسلط کر دیتا ہے۔ جو برائی کرنے کا حکم دیتا ہے اور برائی پر آمادہ کرتا ہے۔ اور گناہوں سے وہی بچ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچالے۔ (بخاری)

۳۶۹۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ کَانَ قَیْسُ بْنُ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ شُرَطٍ مِنَ الْأَمِیْرِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

۳۶۹۲۔ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ قیس بن سعد ﷺ رسول اللہ ﷺ کے پاس سپاہی اور کوتوال کی طرح تھے۔ جس طرح سے دیگر حاکموں اور بادشاہ کے پاس سپاہی اور احکام شاہی کے بجا لانے والے ہوتے ہیں۔ (بخاری)

عورت کی حکمرانی کا بیان

۳۶۹۳۔ وَعَنْ أَبِیْ بَکْرَةَ ﷺ قَالَ لَمَّا بَلَغَ

۳۶۹۳۔ حضرت ابوبکرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس

۳۶۹۰۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلة الامام العادل ۱۸۲۷، ۴۷۲۱۔

۳۶۹۱۔ صحیح بخاری کتاب الاحکام باب بطانة الامام ۷۱۹۸۔

۳۶۹۲۔ صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الحاکم بحکم بالقتل ۷۱۵۵۔

۳۶۹۳۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب کتاب النبی ﷺ ۴۴۲۵۔

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَهْلَ الْفَارِسِ قَدْ مَلَّكُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى قَالَ ((لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوا أَمْرَهُمْ إِمْرَأَةً))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

جب یہ خبر پہنچی کہ فارس والوں نے کسریٰ بادشاہ کی لڑکی کو اپنا حاکم اور بادشاہ بنا لیا ہے تو آپ نے فرمایا: وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے ملک کا حاکم اور بادشاہ کسی عورت کو بنا لیا ہو۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِي ...... دوسری فصل

۳۶۹۴۔ عَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ إِلَّا أَنْ يُّرَاجِعَ وَمَنْ دَعَى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مِنْ جُثٰى جَهَنَّمَ وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

۳۶۹۴۔ حضرت حارث بن اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: تم کو پانچ باتوں کے کرنے کا حکم دیتا ہوں (۱) تم جماعت کو لازم پکڑے رہنا (۲) تمام مسلمانوں کے ساتھ متفق ہو کے رہنا (۳) اپنے حاکم اور خلیفہ اور سردر کی بات سننا اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا (۴) بوقت ضرورت ہجرت کر جانا (۵) اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت بھر بھی الگ ہو گیا تو گویا اس نے اسلام کی رسی کو گردن سے نکال کر پھینک دیا یعنی مرتد ہو گیا مگر یہ کہ پھر واپس آ جائے اور مسلمانوں میں شامل ہو جائے۔ اور جو جاہلیت کے رسم و رواج اور ان کے طریقوں کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے تو وہ جہنمی لوگوں میں سے ہے اگرچہ وہ روزہ رکھتا نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔ (احمد و ترمذی)

حاکم کو ذلیل کرنے کی ممانعت

۳۶۹۵۔ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ كَسِيْبِ نِ الْعَدَوِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي بَكْرَةَ تَحْتَ مِنْبَرِ ابْنِ عَامِرٍ وَهُوَ يَخْطُبُ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَقَالَ أَبُوْبِلَالٍ أُنْظُرُوْا إِلٰى أَمِيْرِنَا يَلْبَسُ ثِيَابَ الْفُسَّاقِ فَقَالَ أَبُوْبَكْرَةَ أُسْكُتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَهَانَهُ اللّٰهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

۳۶۹۵۔ زیاد بن کسیب عدوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوبکرہ کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے منبر کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اس حال میں کہ وہ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے اور باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے تو ابوبلال نے اس خطیب کو باریک کپڑا پہنے ہوئے دیکھ کر یہ کہا کہ ہمارے امیر کو دیکھو جو فاسقوں کا کپڑا پہنے ہوئے ہے، یعنی باریک کپڑا پہننا فاسقوں کے لیے ہے نہ کہ متقی پرہیزگار کے لئے۔ یہ سن کر ابوبکرہ نے کہا کہ میاں ابوبلال خاموش رہو کچھ مت کہو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جو شخص مسلمان حاکم کو زمین میں ذلیل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی یہ مسلمان حاکم ہے اور اس کو فاسق فاجر مت کہو یہ اس کے حق میں ذلت ہے اور ہم مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ تم اپنے حاکموں کی عزت کرو اور اس کو ذلیل نہ کرو باریک کپڑا پہننا جائز ہے لیکن تقویٰ اور ادب کے خلاف ہے تو خلاف ادب کرنے سے فاسق نہیں ہوا کرتا۔ البتہ حاکموں کو موٹا کپڑا ہمیشہ پہننا چاہیے۔

۳۶۹۴۔ اسناده صحيح۔ سنن الترمذی كتاب الادب باب ما جاء فى مثل الصلاة والصيام والصدقة ۲۸۶۳۔ مسند احمد ٤/ ١٢٠.

۳۶۹۵۔ صحيح، سنن الترمذی كتاب الفتن باب ٤٥۔ ٢٢٢٤.

٣٦٩٦۔ وَعَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

٣٦٩٦۔حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے مقابلہ میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔(شرح سنہ)

توضیح: یعنی اگر کوئی مخلوق حاکم اللہ کی نافرمانی کا حکم دے تو اس حاکم کی اطاعت فرمانبرداری نہیں ہوگی۔

حاکم سے روز قیامت سوال کیا جائے گا

٣٦٩٧۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا مِنْ أَمِيرِ عَشَرَةٍ إِلَّا يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَغْلُولاً حَتّٰى يَفُكَّ عَنْهُ الْعَدْلُ أَوْ يُوبِقَهُ الْجُوْرُ))۔ رواه الدَّارِمِيُّ

٣٦٩٧۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص دس آدمیوں پر بھی حاکم اور امیر ہے، یعنی صرف چند آدمیوں پر امیر ہے تو اس کو بھی قیامت کے روز اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کے گردن میں طوق پڑا ہوا ہوگا اور ہاتھ بندھا ہوا ہوگا یعنی مجرم قیدی کی طرح لایا جائے گا اگر اس نے انصاف کیا ہے تو اس کا انصاف اس کو چھڑا دے گا اور اگر اس نے ظلم کیا ہے تو اس کا ظلم اس کو برباد کرے گا۔(دارمی)

توضیح: غرض ہر صورت میں حاکموں کے لیے قیامت کے دن پریشانی ہی پریشانی ہوگی۔

٣٦٩٨۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَيْلٌ لِّلْأُمَرَاءِ وَيْلٌ لِلْعُرَفَاءِ وَيْلٌ لِلْأُمَنَاءِ لَيَتَمَنَّيَنَّ أَقْوَامٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَنْ نَوَاصِيَهُمْ مُعَلَّقَةٌ بِالثُّرَيَّا يَتَجَلْجَلُونَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَإِنَّهُمْ لَمْ يَلُوْا عَمَلاً))۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وفي روايته ((أن ذوآئبهم كانت معلقة بالثريا يتذبذبون بين السمآء والأرض ولم يكونوا عملوا على شيء.))

٣٦٩٨۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امیروں اور سرداروں کے لیے خرابی اور مصیبت ہے اور چودھریوں کے لیے بھی بڑی آفت اور امینوں اور خزانچیوں کے لیے بھی بڑی پریشانی ہے یہ لوگ قیامت کے روز اس بات کی آرزو کریں گے کہ ان کی پیشانیوں کے بال ثریا ستارے کے ساتھ باندھ دیئے جاتے اور زمین و آسمان کے درمیان انہیں ہلایا جاتا تو اچھا تھا لیکن کسی کے اوپر امیر و سردار اور چودھری نہ ہوتے۔(شرح سنہ احمد) اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ان کی چوٹیاں ثریا کے ساتھ لٹکی ہوئی ہوتیں کہ زمین و آسمان کے درمیان میں ہنڈولے اور جھولے کی طرح ان کو جھولایا جاتا تو بہتر تھا لیکن دنیا میں کسی کے اوپر حاکم نہ ہوتے یعنی دنیا میں اس قسم کی تکلیف برداشت کرنے کے لیے آرزو کرتے لیکن ہم دنیا میں کسی کے اوپر چودھری امیر نہ ہوتے تو اچھا تھا۔

٣٦٩٩۔ وَعَنْ غَالِبِ بْنِ الْقَطَّانِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ الْعِرَافَةَ حَقٌّ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ عُرَفَاءَ

٣٦٩٩۔حضرت غالب بن قطان رضی اللہ عنہ ایک شخص سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ سے اور اپنے دادا سے نقل کر کے بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرداری اور چودھریت حق اور ضروری ہے بلا اس کے امن

٣٦٩٦۔ صحيح۔ شرح السنة ١٠/ ٤٤ ح٢٤٥٥ و مسند احمد ٥/ ٦٦ و حاكم ٢/ ٤٤٣۔ الطيالسى ٨٥٦.

٣٦٩٧۔ اسناده صحيح۔ سنن الدارمى كتاب السير باب فى التشديد فى الامارة ٢/ ٢٤٠ ح ٢٥١٨ .

٣٦٩٨۔ اسناده ضعيف۔ مسند ابى داؤد الطيالسى ٢٥٢٣۔ ٢٦٤٦ و مسند احمد ٢/ ٣٥٢ عباد بن علی متکلم فیہ راوی ہے مزید دیکھئے: غاية المرام برقم ١٧٣ .

٣٦٩٩۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الخراج والامارة باب فى العرافة ٢٩٣٤ ۔زیاد راوی مجہول ہے۔

وَلٰكِنَّ الْعُرَفَآءَ فِي النَّارِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

انتظام نہیں ہوسکتا۔لیکن اکثر سردار اور چودھری جہنم میں جائیں گی۔(ابوداؤد)

توضیح: یعنی وہ لوگ جو سردار اور چودھری بننے کے بعد انصاف نہیں کرتے اور لوگوں کا حق ادا نہیں کرتے تو وہ سردار اور چودھری جہنم میں جائیں گے۔

برے حکمرانوں سے بچنے کی دعا

٣٧٠٠۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَآءِ)) قَالَ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أُمَرَآءُ سَيَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسُوْا مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَنْ يَّرِدُوْا عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَأُولٰئِكَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ وَأُولٰئِكَ يَرِدُوْنَ عَلَيَّ الْحَوْضَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ

٣٧٠٠۔حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میں تم کو بیوقوف اور احمق سرداروں کی سرداری سے خدا کی پناہ میں دیتا ہوں، یعنی بیوقوف امیروں سے خدا تم کو بچائے۔انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کب اور کیسے ہوگا اور وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: میرے بعد کچھ بے وقوف امیر ہوں گے جو رعایا پر ظلم کریں گے اور ان کے حقوق کو نہیں ادا کریں گے جو شخص ایسے امیروں کے پاس جا کر ان کے جھوٹ کو سچا کرے اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے تو ایسے لوگ مجھ سے نہیں ہیں اور نہ میں ان سے ہوں اور قیامت کے روز مجھ سے حوض کوثر سے پانی پینے کے لیے نہیں آئیں گے اور جو ان ظالم بادشاہوں کے پاس نہیں گیا اور نہ ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور نہ ان کے ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں یہی لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے۔(ترمذی ونسائی)

٣٧٠١۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ أَتَى السُّلْطَانَ افْتُتِنَ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ دَاوُدَ ((مَنْ لَزِمَ السُّلْطَانَ افْتُتِنَ وَمَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ دُنُوًّا إِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰهِ بُعْدًا .))

٣٧٠١۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی بود و باش اور رہنا سہنا گاؤں میں اختیار کیا تو اس نے اپنے اوپر سختی اور ظلم کیا اور جو شکار کے پیچھے پڑا تو وہ ذکر الٰہی وغیرہ سے غافل ہوگیا اور جس نے بادشاہوں کے پاس آنا جانا رکھا وہ فتنے میں ڈالا گیا۔(احمد، ترمذی ونسائی) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جو شخص بادشاہوں کے پاس ہر وقت رہتا سہتا ہے اور چمٹا رہتا ہے تو وہ فتنے میں ڈالا گیا اور جو دنیا کے بادشاہوں سے جتنا قریب ہوگا وہ خدا سے اتنا ہی دور ہوگا۔

توضیح: گاؤں میں رہنے سہنے سے عموماً دل سخت ہو جاتا ہے کیونکہ اکثر وہاں علماء فضلاء نہیں ہوتے اور نہ کوئی وعظ نصیحت کرنے والا ہوتا ہے اس لیے لوگ جاہل ہو جاتے ہیں اور شکاری لوگ عموماً اطاعت وعبادت سے غافل ہوتے ہیں اور بادشاہوں کے پاس آنے جانے

٣٧٠٠۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الجمعة باب ما ذکر فی فضل الصلاة ٢٢٥٩۔ نسائی کتاب البیعة باب ذکر الوعید لمن اعان میراً علی الظلم ٤٢١٢ .

٣٧٠١۔ حسن۔ مسند احمد ١ / ٣٥٧۔ سنن ابی داؤد کتاب الاضاحی باب فی اتباع العید ٢٨٥٩۔ ترمذی کتاب الفتن باب٦٩۔ ٢٢٥٦۔ نسائی کتاب الصید والذبائح باب اتباع الصید ٤٣١٤ .

والے عموماً فتنے میں پڑ جاتے ہیں کیونکہ صحیح طور پر امر بالمعروف نہی عن المنکر نہیں کر سکتے اور اگر کریں تو بادشاہوں کا عقاب ان پر آتا ہے غرض ہر صورت میں بادشاہوں کے پاس اور امیروں کے پاس آنا جانا مناسب نہیں ہے۔ سچ ہے السلامة فی الوحد

ہیچ آفت نہ رسد گوشہ تنہائی را

گو امیروں اور بادشاہوں کے پاس جانے سے کچھ دنیوی فائدہ ہوتا ہے سچ ہے

بدریا در منافع بے شمار است

اگر خواہی سلامت برکنار است

٣٧٠٢۔ وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ عَلَى مَنْكِبِهٖ ثُمَّ قَالَ ((اَفْلَحْتَ يَا قُدَيْمُ إِنْ مُتَّ وَلَمْ تَكُنْ أَمِيْرًا وَلَا كَاتِبًا وَلَا عَرِيْفًا))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

٣٧٠٢۔ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے شانے پر اپنا دست مبارک مار کر فرمایا: قدیم تم فلاح کو پہنچ جاؤ گے اگر تم اس حال میں مرو کہ نہ امیر رہے ہو اور نہ کسی کے منشی و کاتب، سردار اور چودھری۔ (ابوداوٗد)

توضیح: یعنی عام طور پر امیر یعنی بادشاہ، منشی اور چودھری لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں، اس لیے ان کے لیے بڑی بڑی پریشانیاں ہوں گی اور جو گم نام رہا اور کسی کا حق اس کے ذمہ نہیں رہا تو قیامت کے روز وہ آسانی سے نجات پانے والوں میں سے ہوگا۔

٣٧٠٣۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ يَعْنِيْ الَّذِيْ يَعْشُرُ النَّاسَ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

٣٧٠٣۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلماً چنگی وصول کرنے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (احمد، ابوداوٗد و دارمی)

منصف حکمران کی تصنیف

٣٧٠٤۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَقْرَبَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامٌ عَادِلٌ وَإِنَّ أَبْغَضَ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَشَدَّهُمْ عَذَابًا وَفِيْ رِوَايَةٍ وَأَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامٌ جَائِرٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

٣٧٠٤۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پیار اور محبت اور سب سے زیادہ عالی مرتبہ والا منصف بادشاہ ہوگا۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ بدتر اور سب سے زیادہ سخت عذاب والا اور سب سے زیادہ دور مرتبے والا ظالم بادشاہ ہوگا۔ (ترمذی)

٣٧٠٢۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارة باب فی العرافة ٢٩٣٣۔ صالح بن یحییٰ لین اور اس کا باپ مستور راوی ہے۔

٣٧٠٣۔ اسنادہ ضعیف۔ مسند احمد ٤/ ١٤٣۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارة باب فی السعایة علی الصدقة ٢٩٣٧۔ محمد بن اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دارمی کتاب الزکاۃ باب کراهیة ان یکون الرجل عشار ١/ ٤٨٢ ح ١٦٦٦ .

توضیح: یعنی منصف بادشاہ اللہ کے نزدیک بیٹھنے والا اور سب سے زیادہ محبوب ومقرب ہوگا اور ظالم بادشاہ سب سے زیادہ برا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور اس کے قرب سے بہت دور رہے گا اور سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

جابر بادشاہ کے سامنے حق کہنے کا بیان

۳۷۰۵۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَفْضَلَ الْجِهَادِ مِنْ قَالَ كَلِمَةِ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَآئِرٍ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۳۷۰۵۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا جہاد اس شخص کا ہے جس نے ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہہ دی۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ ونسائی)

شواہد کے ساتھ صحیح ہے

۳۷۰۶۔ وَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ عن طارق بن شهاب.

۳۷۰۶۔ اور اس کو احمد اور نسائی نے طارق بن شہاب سے روایت کیا ہے۔

۳۷۰۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِالْاَمِيْرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرَ صِدْقٍ إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهٗ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهٗ وَإِذَا أَرَادَ بِهٖ غَيْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرَ سُوْءٍ إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

۳۷۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امیر یا بادشاہ کے ساتھ بھلائی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کیلئے ایک سچا وزیر مقرر فرما دیتا ہے کہ اگر بادشاہ سے بھول چوک ہو جائے تو وزیر اس کو یاددہانی کرا دیتا ہے اور اگر وہ یاد رکھتا ہے تو وزیر اس کی امداد کرتا ہے اور اگر اس بادشاہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ نہیں کرتا تو اس کے لیے برا وزیر مقرر کر دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو اس کو نہ نصیحت کرتا ہے، نہ سمجھاتا ہے، نہ یاددہانی کرتا ہے اور اگر یاد رکھتا ہے تو اس کی مدد نہیں کرتا۔ (ابوداؤد ونسائی)

۳۷۰۸۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْأَمِيْرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيْبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

۳۷۰۸۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر امیر اور لوگوں کی بات میں شک وشبہ کو ڈھونڈھتا ہے اور تلاش میں رہتا ہے تو وہ لوگوں کو خراب کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی سیایڈی مقرر کر کے لوگوں کی برائیوں کو سنتا ہے ان کے برائیوں کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور معاف ودرگذر نہیں کرتا تو ان کی تباہی اور فساد کا باعث بنتا ہے۔

۳۷۰۴۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب الاحكام باب ما جاء فی الامام العادل ۱۳۲۹۔ مسند احمد ۳/ ۵۵۔ عطیہ العوفی ضعیف ومدلس راوی ہے۔

۳۷۰۵۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد كتاب الملاحم باب الامر والنهی ۴۳۴۴۔ ترمذی كتاب الفتن باب ما جاء فی أفضل الجهاد ۲۱۷۴۔ ابن ماجه كتاب الفتن باب الامر بالمعروف ۴۰۱۱۔ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

۳۷۰۶۔ اسناده صحيح۔ سنن النسائی كتاب البيعة باب فضل من تكلم بالحق عند امام جائر ۴۲۱۴۔ مسند احمد ۳/ ۱۹.

۳۷۰۷۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد كتاب الخراج والامارة باب فی اتخاذ الوزير ۲۹۳۲۔ نسائی كتاب البيعة باب وزير الامام ۴۲۰۹، مختصراً۔

۳۷۰۸۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی النهی عن التجسس ۴۸۸۹.

عیب جوئی کی ممانعت

۳۷۰۹۔ وَعَنْ معاویة رضی اللہ عنہ قال سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يقول ((إِنَّكَ إِذَا اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أفسدتهم .)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الايْمَان

۳۷۰۹۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جب تم لوگوں کے عیبوں کے پیچھے پڑو گے تو تم ان کو خراب کردو گے۔(بیہقی)

توضیح: معلوم ہوا کہ کسی کے عیب کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے۔

۳۷۱۰۔ وَعَنْ أبی ذر رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((كَيْفَ أَنْتُمْ وَأَئِمَّةً مِنْ بَعْدِيْ يَسْتَاثِرُوْنَ بِهذا الْفَيِيءِ قُلْتُ أَمَا وَالَّذِيْ بَعْثَكَ بِالْحَقِّ اَضَعُ سَيْفِيْ عَلٰى عَاتِقِيْ ثُمَّ اَضْرِبُ بِهِ حَتّٰى اَلْقَاكُ قَالَ اَوَلاَ اَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكَ؟ تَصْبِرْ حَتّٰى تَلْقَانِيْ)). رَوَاهُ اَبُوْدَاودَ

۳۷۱۰۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اور تم کس طرح رہو گے جبکہ میرے بعد بہت سے امام اور سردار ہوں گے اور غنیمت کے مال کو اپنے لیے ترجیح دیں گے۔ اور حق والوں کو نہیں دیں گے؟ میں نے عرض کیا کہ خدا کی قسم! جس نے آپ کو حق اور سچ کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھوں گا اور ایسے ظالم امیروں اور بادشاہوں کو قتل کر دوں گا' یہاں تک کہ مر کر میں آپ سے مل جاؤں۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے آسان اور اچھی بات نہ بتاؤں وہ یہ ہے کہ ان امیروں اور سرداروں سے جنگ و جدال مت کرنا بلکہ صبر کرنا یہاں تک کہ تم مر کر مجھ سے ملو۔(ابوداؤد)

توضیح: یعنی بادشاہوں اور امیروں کے اس بے انصافی کی وجہ سے لڑائی نہ کرنا بلکہ صبر کرنا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۳۷۱۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اَتَدْرُوْنَ مِنَ السَّابِقُوْنَ إِلٰى ظِلِّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: اَلَّذِيْنَ إِذَا أُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ وَإِذَا سُئِلُوا بَذَلُوْهُ وَحَكَمُوْا لِلنَّاسِ كَحُكْمِهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ .)) (احمد، بيهقى)

۳۷۱۱۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سائے کی طرف کون لوگ پہلے دوڑنے والے ہیں؟ (یعنی رحمت الٰہی کے سایہ تلے سب سے پہلے کون پہنچیں گے) لوگوں نے عرض کیا کہ اس کو اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جب ان کو ان کا حق دیا جاتا ہے تو وہ قبول کر لیتے ہیں (یعنی منصف بادشاہ کو جب کوئی نصیحت کرتا ہے تو مان لیتے ہیں اور رعایا پروری کرتے ہیں) اور جب لوگ ان سے اپنا حق مانگتے ہیں تو ان کے حق حقوق کو خوشی سے دے دیتے ہیں اور جس طرح سے وہ اپنے لوگوں کے لیے فیصلہ کرتے ہیں یا اپنے لیے فیصلہ کرتے ہیں اسی طرح سے سب لوگوں کے لیے چاہتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں یعنی جس طرح اپنے لیے بھلائی چاہتے ہیں اسی طرح دوسروں کے لیے بھی بھلائی چاہتے ہیں۔(احمد و بیہقی)

۳۷۰۹۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الادب باب فی النهی عن التجسس ۴۸۸۸۔ شعب الایمان ۹۶۵۹

۳۷۱۰۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب السنة باب فی قتل الخوارج ۴۷۵۹۔ شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔

۳۷۱۱۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ۶/ ۹۶۔ عبداللہ بن لہیعہ مختلط و مدلس راوی ہے۔

۳۷۱۲۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((ثَلٰثَةٌ اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِىْ اَلْاِسْتِسْقَاءِ بِالْاَنْوَاءِ وَحَيْفُ السُّلْطَانِ وَتَكْذِيْبٌ بِالْقَدْرِ .)) (احمد' بيهقى)

۳۷۱۲۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ میں اپنی امت پر تین چیزوں سے ڈرتا ہوں یعنی یہ تینوں چیزیں میری امت کے گمراہی کا سبب بن جائیں گی: (۱) ستاروں کے ذریعہ سے بارش طلب کرنا، یعنی بارش کی نسبت ستاروں کی طرف کریں گے کہ فلاں ستارے کے نکلنے سے بارش ہوئی کہ فلاں بچھتر اور ستارے نے بارش برسائی ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا کفران نعمت ہے کیونکہ بارش اور مینہ برسانے والا خدا ہے۔ (۲) اور بادشاہوں کا ظلم یعنی بادشاہ لوگوں پر ظلم کرے گا۔ (۳) اور تقدیر کو جھٹلانا یعنی بعض لوگ تقدیر کا انکار کریں گے ان تینوں باتوں کا مجھے بڑا اندیشہ ہے۔ (احمد و بیہقی)

توضیح: جن تینوں باتوں کا اندیشہ آپ نے ظاہر فرمایا تھا وہ تینوں باتیں صحیح ہیں اور ایسا ہی ہو رہا ہے۔

۳۷۱۳۔ وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سِتَّةَ اَيَّامٍ اَعْقِلْ يَا اَبَا ذَرٍّ مَا يُقَالُ لَكَ بَعْدَ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمَ السَّابِعَ قَالَ ((أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فِى سِرِّ اَمْرِكَ عَلَانِيَتِهٖ وَإِذَا اَسَأْتَ فَأَحْسِنْ وَلاَ تَسْأَلَنَّ اَحَدًا شَيْئًا وَإِنْ سَقَطَ سَوْطُكَ وَلاَ تَقْبِضْ أَمَانَةً وَلاَ تَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ .)) رَوَاهُ اَحْمَدُ

۳۷۱۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا: کہ اے ابوذر! چھ دن کے اندر اس بات کو سمجھ لو جوان کے بعد تم سے کہی جائے گی۔ ساتویں روز مجھ سے آپ نے فرمایا: اے ابوذر! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ہمیشہ ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا تقویٰ اور پرہیز گاری کو لازم پکڑے رہنا اور جب تم سے کوئی برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کر لینا تا کہ یہ تمہاری نیکی تمہاری برائی کو مٹا دے اور کبھی کسی سے کوئی چیز نہ مانگنا حتی کہ اگر تمہارا کوڑا تمہاری سواری سے نیچے گر جائے تو کسی سے یہ سوال نہ کرنا کہ میرا کوڑا اٹھا کر مجھے دے دو، اور نہ کسی کی امانت رکھنا اور نہ دو آدمیوں کے درمیان میں فیصلہ کرنا کیونکہ امانت رکھنا باعث تہمت بن جاتا ہے۔

امارت بوجھ ہے

۳۷۱۴۔ وَعَنْ أبى أمامة رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِىِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهُ قَالَ ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَلِىْ اَمْرَ عَشْرَةٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلاَّ اَتَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَغْلُوْلاً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَدَه اِلٰى عُنُقِهٖ فَكَّهٗ بِرُّهٗ اَوْاَوْبَقَهٗ إِثْمُهٗ أَوَّلُهَا مَلَامَةٌ وَأَوْسَطُهَا نَدَامَةٌ وَآخِرُهَا خِزْىٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِىُّ .

۳۷۱۴۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دس یا دس سے زیادہ آدمیوں پر امیر رہا ہوگا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ اسکی گردن تک بندھا ہوا ہوگا اگر وہ منصف تھا تو اس کا انصاف اسکو چھوڑا دے گا اور اگر وہ ظالم تھا تو اس کا ظلم اسکو ہلاک کرے گا۔ امارت کے شروع میں ملامت ہے کہ ہر چہار طرف سے ملامتوں کا نشانہ بن جاتا ہے۔ لوگ طعن زنی کرتے ہیں اور درمیان میں شرمندگی اور ندامت ہے اور قیامت کے دن ذلت و رسوائی ہے۔ (بیہقی و احمد)

۳۷۱۲۔ اسناده ضعيف جدا۔ مسند احمد ۵/ ۱۹۰ محمد بن قاسم الاسدی سخت ضعیف راوی ہے۔

۳۷۱۳۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ۵/ ۱۸۱ دراج عن ابی الہیثم ضعیف ہے۔

۳۷۱۴۔ صحيح۔ مسند احمد ٤/ ١٠١' دلائل النبوة للبيهقى ٦/ ٤٤٦ .

٣٧١٥۔ وَعَنْ معاوية رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا مُعَاوِيَةُ اِنْ وَلِّيتَ اَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰهِ وَاعْدِلْ قَالَ فَمَا زِلْتُ أَظُنُّ أَنِّي مُبْتَلِى بِعَمَلٍ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى ابْتُلِيتُ))۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ

٣٧١٥۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ! اگر تو کبھی امیر بنایا جائے تو خدا سے ڈرنا اور انصاف کرنا' تو اس وقت سے مجھے ہمیشہ یہ خیال رہا کہ غالباً میں اس امارت کے بلا میں مبتلا کیا جاؤں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے، چنانچہ میں مبتلا کر دیا گیا اور امارت کے جھگڑے میں گرفتار ہو گیا۔ یعنی امیر بنا دیا گیا اسی لیے ان کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ (بیہقی واحمد)

لڑکوں کی امارت سے بچنے کا بیان

٣٧١٦۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ رَأسِ السَّبْعِيْنَ وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ))۔ روى الأحاديث الستة أَحْمَدُ وروى الْبَيْهَقِيُّ حديث معاوية فى دلائل النبوة

٣٧١٦۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ستر سال کی برائی سے پناہ مانگو اللہ تعالیٰ سے' اور لڑکوں کی امارت و سرداری سے پناہ مانگو۔ (احمد و بیہقی)

توضیح: ستر برس سے مراد ہجرت کے ستر برس ہیں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ ساٹھ ستر ہجری میں امیر ہوئے تھے اس وقت ان کی عمریں چھوٹی تھیں اور اس زمانہ میں فتنہ وفساد جنگ وجدال کا بازار گرم ہو گیا تھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسے امیروں اور ایسے زمانے سے تم پناہ مانگا کرو۔

٣٧١٧۔ وَعَنْ يَحْيٰى بْنِ هَاشِمٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ أَبِى إِسْحٰقَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كَمَا تَكُوْنُوْنَ كَذٰلِكَ يُؤَمَّرُ عَلَيْكُم .)) رواه البيهقى

٣٧١٧۔حضرت یحییٰ بن ہاشم یونس بن ابی اسحٰق سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیسے تم لوگ ہو گے اسی طرح تمہارے اوپر امیر و حاکم بنائے جائیں گے۔ (بیہقی)

توضیح: یعنی اگر تم اچھے ہو گے تو تمہارے زمانے کے بادشاہ و حاکم بھی اچھے ہوں گے اور اگر تم لوگ برے ہو گے تو تمہارے امیر و حاکم بھی برے ہوں گے۔

٣٧١٨۔ وَعَنِ ابن عمر رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال ((إِنَّ السُّلْطَانَ ظِلُّ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ يَأْوِىْ إِلَيْهِ كُلُّ مَظْلُوْمٍ مِنْ عِبَادِهٖ فَإِذَا عَدَلَ كَانَ لَهُ الْاَجْرُ وَعَلَى الرَّعِيَّةِ الشُّكْرُ وَإِذَا جَارَ كَانَ عَلَيْهِ الْاَصْرُ وَعَلَى الرَّعِيَّةِ الصَّبْرُ .)) رواه البيهقى

٣٧١٨۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ بادشاہ زمین میں اللہ کا سایہ ہے کہ ہر مظلوم بندہ اس بادشاہ کے پاس ڈھونڈھتا ہے اگر وہ بادشاہ منصف ہے تو اس کے لیے اجر و ثواب ہے اور اگر رعایا پر شکر گزاری ہے اور اگر وہ ظالم ہے تو اس پر گناہ اور رعایا کے ذمہ صبر ہے۔ (بیہقی)

٣٧١٥۔ صحيح۔ مسند احمد ٤/ ١٠١' دلائل النبوة للبيهقى ٦/ ٤٤٦ .

٣٧١٦۔ حسن۔ مسند احمد ٢/ ٢٢٦ .

٣٧١٧۔ اسناده ضعيف جدا۔ شعب الايمان ٧٣٩١۔ یحییٰ بن ہاشم کذاب راوی ہے۔

٣٧١٨۔ اسناده ضعيف جدا۔ شعب الايمان ٧٣٦٩ سعید بن سنان الحمصی متروک ہے۔

٣٧١٩۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ اَفْضَلَ عِبَادِ اللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيمَةِ إِمَامٌ عَادِلٌ رَفِيْقٌ وَإِنْ شَرَّ النَّاسَ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيمَةِ إِمَامٌ جَائِرٌ خَرِقٌ.)) رواه البيهقى

٣٧١٩۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑا مرتبے والا منصف بادشاہ نرم دل والا ہو گا۔ اور سب سے بدترین مرتبہ وہ امام یا بادشاہ ہوگا جو ظالم اور سنگدل ہوگا۔ (بیہقی)

٣٧٢٠۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ نَظَرَ إِلٰى نَظْرَةَ اَخِيْهِ يُخِيفُهُ أَخَافَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيمَةِ))۔ رَوَى الأَحَادِيْثُ الاَرْبَعَةَ الْبَيْهَقِىُّ فِى شُعَبِ الاِيْمَان وَقَالَ فِى حَدِيْث يَحْيٰى هٰذَا مُنْقَطِع وَ رِوَايَتَهُ ضَعِيْفَةٌ

٣٧٢٠۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کی طرف ایسی نظر سے دیکھا کہ جس سے اس کو ڈرایا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا، یعنی اگر دنیا میں کوئی بادشاہ مسلمان رعایا کی طرف غضب آلود نگاہوں سے دیکھے گا تو قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس کو غصے کی نظر سے دیکھے گا۔ (بیہقی)

٣٧٢١۔ وَعَنْ أَبِى الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُوْلُ اَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اَنَا مَالِكُ الْمُلُوْكِ وَمَلِكُ الْمُلُوْكِ قُلُوْبُ الْمُلُوْكِ فِىْ يَدِىْ وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا اَطَاعُوْنِىْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَ مُلُوْكِهِمْ عَلَيْهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَالرَّافِةِ وَإِنَّ الْعِبَادُ إِذَا عَصَوْنِىْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَهُمْ بِالسَّخْطَةِ وَالنَّقْمَةِ فَسَامُوْهُمْ سُوْءَ الْعَذَابَ فَلَا تَشْغَلُوْا اَنْفُسَكُمْ بِالدُّعَآءِ عَلَى الْمُلُوْكِ وَلٰكِنْ اشْغَلُوْا اَنْفُسَكُمْ بِالذِّكْرِ وَالتَّضَرُّعِ كَىْ اَكْفِيَكُمْ مُلُوْكَكُمْ.)) رواه أبو نعيم فى الحلية

٣٧٢١۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے، اور میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں اور بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر میرے بندے میری اطاعت کریں گے تو ان کے بادشاہوں کے دلوں کو رحمت اور شفقت سے بدل دوں گا یعنی مہربانی اور شفیق بادشاہ ان کے لیے مقرر کر دوں گا، اور جب بندے میری نافرمانی کریں گے تو ان کے بادشاہوں کے دلوں کو ناراض اور عذاب اور ظلم سے بدل دوں گا یعنی ان کے لیے ظالم بادشاہوں کو مسلط کر دوں گا جو انہیں بری طرح سے ستائیں گے تو ایسی صورت میں تم ان بادشاہوں پر نہ بدعا کرنا نہ ان کو برا کہنا۔ بلکہ تم ذکر الٰہی اور عبادت الٰہی میں عاجزی اور گریہ وزاری کرنا اور اپنے گناہوں کی معافی چاہنے میں مصروف رہنا، تاکہ میں تمہارے بادشاہوں کی طرف سے کفایت کروں۔ اس روایت کو ابونعیم نے حلیہ میں بیان کیا ہے۔

❀❀❀❀

٣٧١٩۔ اسناده ضعيف۔ شعب الايمان ٧٣٧١۔ محمد بن ابی حمید ضعیف راوی ہے۔
٣٧٢٠۔ اسناده ضعيف۔ شعب الايمان ٧٤٦٨ عبدالرحمن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف راوی ہے۔
٣٧٢١۔ اسناده ضعيف جدا۔ حلية الاولياء ٢/ ٣٨٨، المعجم الاوسط للطبرانى ٨٩٥٧۔ وہب بن راشد متروک راوی ہے۔

بَابُ مَاعَلَی الْوُلَاةِ مِنَ التَّيْسِيرِ

حاکموں اور بادشاہوں کو چاہیے کہ اپنی رعایا پر آسانی کریں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

٣٧٢٢۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ قَالَ ((بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۲۲۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو کسی جگہ عامل اور حاکم بنا کر بھیجتے تو اسے یہ وصیت اور نصیحت فرماتے کہ تم لوگوں کو اچھی اچھی خبریں سناؤ اور نفرت اور بدکنے والی باتیں مت کہو۔ تم لوگوں کو متنفر نہ کرو بلکہ آسانی کرو، سختی نہ کرو۔ (بخاری ومسلم)

سختی کی ترہیب اور نرمی کی ترغیب کا بیان

٣٧٢٣۔ وَعَنْ أنس رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۲۳۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آسانی کرو اور سختی مت کرو اور تسکین اور بشارت دینے والی باتیں کہو نفرت دلانے والی باتیں مت کہو۔ (بخاری ومسلم)

٣٧٢٤۔ وَعَنْ أَبِي بردة رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم جَدَّهٗ أَبَا مُوْسٰى وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ((يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۲۴۔حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دادا ابوموسیٰ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو ملک یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا: تم دونوں آسانی کرنا اور سختی نہ کرنا اور خوش خبری سنانا نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں مل جل کے رہنا اور اختلاف نہ کرنا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: ابوبردہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے لڑکے ہیں اور بردہ بیٹے ہیں ابوموسیٰ باپ ہیں اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوموسیٰ ابوبردہ کے دادا ہیں بخاری شریف کی روایت سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس حدیث کے راوی سعید بن ابوبردہ اور وہ اپنے باپ بردہ سے روایت کرتے ہیں اور ابوبردہ اپنے باپ بردہ سے روایت کرتے ہیں اور ابوبردہ اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں غالباً حدیث کے راوی نے لفظ سعید بن ابی بردہ کو بھول گئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

٣٧٢٢۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب قول النبیؐ يسروا ولا تعسروا ٦١٢٤۔ مسلم كتاب الجهاد باب الامر بالتيسير ١٧٣٢‘٤٥٢٥ .

٣٧٢٣۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب قول النبی يسروا ولا تعسروا ٦١٢٥۔ مسلم كتاب الجهاد باب فی الامر بالتيسير ١٧٣٤‘٤٥٢٨ .

٣٧٢٤۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب قول النبیؐ يسروا ولا تعسروا ٦١٢٤۔ مسلم كتاب الجهاد باب فی الامر بالتيسير ١٧٣٣‘٤٥٢٦ .

٣٧٢٥۔ وَعَنِ ابن عمر رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قال ((إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٧٢٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عہد توڑنے والے کو قیامت کے روز کھڑا کر کے اس کے پشت پر غداری کا جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ عہد شکنی اور غداری کی نشانی ہے۔ (بخاری و مسلم)

٣٧٢٦۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُعْرَفُ بِهٖ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٧٢٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر عہد توڑنے والے اور بے وفا لوگوں کے لیے قیامت کے دن ایک نشان ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔ (بخاری، مسلم)

٣٧٢٧۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ إِسْتِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ أَلَا وَلَا غَادِرَ أَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ أَمِيْرِ عَامَّةٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٧٢٧۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر عہد توڑنے والے کی سرین کے پاس غداری کا جھنڈا ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے روز غداری کا جھنڈا ہوگا بقدر اس کے غداری کے وہ اونچا ہوگا جو بادشاہ اور امیر رعایا پر ظلم کرتا ہے اور ان کے حق وحقوق کو نہیں ادا کرتا ہے اور نہ ان کے قول وقرار کو پورا کرتا ہے تو یہ سب سے بڑا غدار اور عہد شکن ہے اس سے بڑا اور کوئی نہیں ہوگا۔ (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

مسلمانوں کی ضروریات پورا کرنے کا لزوم

٣٧٢٨۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ إِحْتَجَبَ اللّٰهُ دُوْنَ حَاجَتِهٖ وَخَلَّتِهٖ وَفَقْرِهٖ))۔ فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلٰى حَوَائِجِ النَّاسِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ وَلِأَحْمَدَ أَغْلَقَ اللّٰهُ أَبْوَابَ السَّمَآءِ دُوْنَ خَلَّتِهٖ وَحَاجَتِهٖ وَمَسْكَنَتِهٖ.

٣٧٢٨۔ حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے کسی کام کا حاکم والی بنایا ہے اور وہ لوگوں کی ضروریات زندگی کی طرف توجہ نہیں دیتا اور نہ ان کی محتاجی وافلاسی کو دور کرتا ہے، بلکہ ان کی ضرورتوں پر پردہ ڈالتا ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجتوں سے آنکھ بند کر لے گا اور نہ ان کی حاجت پوری کرے گا اور نہ ان کی پریشانیوں کو دور کرے گا۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ وہ لوگوں کی ضرورتوں کو دیکھ کر پوری کر دیا کرے اور ان کو خبر کر دیا

٣٧٢٥۔ صحيح بخارى كتاب الادب باب ما يدعى الناس بآبائهم ٦١٦٨۔ مسلم كتاب الجهاد باب تحريم الغدر ١٧٣٥‘ ٤٥٣١.

٣٧٢٦۔ صحيح بخارى كتاب الجزية باب اثم الغادر ٣١١٦۔ مسلم كتاب الجهاد باب تحريم الغدر ١٧٣٧‘ ٤٥٣٦.

٣٧٢٧۔ صحيح مسلم كتاب الجهاد باب تحريم الغدر ١٧٣٨‘ ٤٥٣٧‘ ٤٥٣٨.

٣٧٢٨۔ صحيح۔ مسند احمد ٤/ ٢٣١۔ سنن ابى داؤد كتاب الخراج والامارة باب فيما يلزم الامام ٢٩٤٨۔ ترمذى كتاب الاحكام باب ما جاء فى ايام الرعية ١٣٣٢‘ ١٣٣٣.

کرے۔ (ابوداؤد وترمذی) اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص لوگوں کو حاجت براری کے لیے اپنے دروازے کو بند کر لے اور حاجت مندوں کو اپنے پاس نہ آنے دے تو اللہ تعالیٰ بھی آسمان کے دروازے کو اس کی حاجت اور ضرورت پر بند کر لے گا، یعنی اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجت روائی اور مشکل کشائی نہیں کرے گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٧٢٩۔ عَنْ أَبِی الشَّمَاخِ الْاَزْدِیْ عَنِ ابْنِ عَمٍّ لَهٗ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِی ﷺ اَنَّهٗ أَتٰی مُعَاوِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ وَلِّیَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا ثُمَّ اَغْلَقَ بَابَهٗ دُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَوْ أَو الْمَظْلُوْمِ أَوْذِی الْحَاجَةِ اَغْلَقَ اللّٰهُ دُوْنَهٗ أَبْوَابَ رَحْمَتِهٖ عِنْدَ حَاجَتِهٖ وَفَقْرِهٖ أَفْقَرَ مَا يَكُوْنَ إِلَيْهِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ

٣٧٢٩۔ حضرت ابوشماخ ازدی اپنے چچا زاد بھائی سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں اور یہ صحابی تھے انہوں نے حضرت معاویہ کے پاس آ کر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے: جس کو لوگوں کے کسی ایسے کام پر مقرر کیا گیا اور اسے حاکم بنایا گیا اور اس نے اپنے دروازے کو مسلمانوں اور مظلوموں و حاجت مندوں پر بند رکھا تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے کو اس کی ضرورت و حاجت کے وقت بند رکھے گا جبکہ یہ سب سے زیادہ حاجت مند اور محتاج ہوگا۔ (بیہقی)

٣٧٣٠۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا بَعَثَ عُمَّا لَهُ شَرَطَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا تَرْكَبُوْا إِبِرْذَوْنًا وَلَا تَأْكُلُوْا نَقِيًا وَلَا تَلْبَسُوْا رَقِيْقًا وَلَا تَغْلُقُوْا أَبْوَابَكُمْ دُوْنَ حَوَائِجِ النَّاسِ فَإِنَّ فَعَلْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَدْ حَلَّتْ بِكُمُ الْعَقُوْبَةُ ثُمَّ يَشِيعُهُمْ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِیُّ فِی شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

٣٧٣٠۔ حضرت عمر بن خطاب ؓ سے یہ منقول ہے کہ جب وہ کسی حاکم کو کسی جگہ مقرر کر کے بھیجتے تو اس سے یہ شرط کر لیتے کہ تم ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا' اور نہ میدے کی روٹی کھانا' اور نہ باریک کپڑا پہننا' اور نہ لوگوں کی ضرورتوں کے سامنے اپنے دروازے کو بند رکھنا اگر تم ایسا کرو گے تو تم پر سزا لازم ہو جائے گی اور تم کو سزا دی جائے گی۔ پھر یہ کہہ کر دور تک ان کے ساتھ تشریف لے جاتے، پھر واپس چلے آتے۔ (بیہقی)

❀❀❀❀

٣٧٢٩۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٧٣٨٤۔ ابوالشماخ مجہول الحال راوی ہے۔

٣٧٣٠۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٣٧٩٤۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

بَابُ الْعَمَلِ فِی الْقَضَآءِ وَالْخَوْفِ مِنْهُ

حاکموں اور بادشاہوں کو کس طرح فیصلہ کرنا چاہیے

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

یعنی (کتاب وسنت کے موافق فیصلہ کرنا ضروری ہے خلاف شرع فیصلہ کرنے سے ڈرتے رہنا چاہیے)

۳۷۳۱۔ عَنْ أَبِیْ بَکْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ ((لَا یَقْضِیَنَّ حَکَمٌ بَیْنَ اثْنَیْنِ وَھُوَ غَضْبَانُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۳۷۳۱۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کوئی حاکم دو آدمیوں کے درمیان میں غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

کیونکہ غیض وغضب کی حالت میں صحیح فیصلہ نہیں کر سکے گا۔

عادل حاکم کی فضیلت

۳۷۳۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ وَاَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ وَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۳۷۳۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت حاکم فیصلہ کرنے کا ارادہ کرے اور نہایت کوشش سے اور صحیح فیصلہ کرے تو اس کو دو ثواب ملیں گے ایک درست فیصلہ کرنے کا اور دوسرا فیصلہ کرنے میں اجتہاد کرنے کا اور اگر اتفاقاً غلطی ہو گئی تب بھی اس کو ایک ثواب ملے گا۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم مجتہد سے کبھی بھول چوک ہو جایا کرتی ہے لیکن اس پر مواخذہ نہیں ہے بلکہ ایک ثواب پانے کا وہ مستحق ہے، اس فیصلہ کے خلاف شروع ہونے کے بعد عمل نہیں کرنا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

حاکم بنایا جانا کیسا ہے

۳۷۳۳۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۳۷۳۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۳۷۳۱۔ صحیح بخاری کتاب الاحکام باب هل یغنی القاضی ۷۱۵۸۔ مسلم کتاب الاقضیة باب جراهة قضاء القاضی وهو غضبان ۱۷۱۷، ٤٤٩٠.

۳۷۳۲۔ صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالسنة باب اجر الحاکم اذا اجتهد ۷۳۵۲۔ مسلم کتاب الاقضیة باب بیان اجر الحاکم ۱۷۱۶، ٤٤٧٨.

۳۷۳۳۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاقضیة باب فی طلب القضاء۔ ۳۵۷۲۔ ترمذی کتاب الاحکام باب جاء عن رسول اللہ فی القاضی ۱۳۲۵۔ ابن ماجه کتاب الاحکام باب فی ذکر القضاۃ ۲۳۰۸۔ مسند احمد ۲/ ۲۳۰.

اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوِدَ وَابْنُ مَاجَةَ

فرمایا: جس کو لوگوں کے درمیان میں قاضی و حاکم بنایا گیا اس کو بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔ (ترمذی' احمد' ابوداؤد' وابن ماجہ)

توضیح: یعنی جو شخص قاضی (جج یا مسٹریٹ) بنایا جائے وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا (یعنی گو بدن اس کا تو سالم معلوم ہوگا مگر اس کا دین وایمان تباہ ہو جائے گا) یا مطلب یہ ہے کہ چھری ہو تو جانور آرام سے کٹ جاتا ہے لیکن بغیر چھری کے اس کو ماریں تو بڑی تکلیف سے مرتا ہے یہی مثال اس قاضی کی ہے کہ وہ بڑی تکلیف سے ہلاک ہوگا۔ نہایہ میں ہے کہ یہ حدیث اس شخص کے بارے میں ہے جو عمداً قضا کی خواہش کرے اور اس کے حاصل کرنے کے لیے سعی و کوشش کرے لیکن جو شخص زبردستی قاضی بنایا جائے اور اس کو خواہش نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا اور اس کو عدل وانصاف اور ٹھیک فیصلہ کرنے کی توفیق بخشے گا، جیسا کہ پیچھے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

٣٧٣٤۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ ابْتَغَى الْقَضَاءَ وَسَأَلَهُ وُكِلَ إِلٰى نَفْسِهِ مَنْ أُكْرِهَ عَلَيْهِ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مَلَكًا يُسَدِّدُهُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوِدَ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٧٣٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قاضی اور حاکم بننا چاہتا ہے اور اسکی خواہش کرتا ہے، حاکموں اور بادشاہوں سے قاضی بننے کی درخواست کرتا ہے، اس کی درخواست پر اس کو قاضی بنا دیا گیا تو اس کو اس کی طرف سونپ دیا جاتا ہے اور خدا کی مدد اس سے اٹھ جاتی ہے اور جسے قاضی بننے کے لیے مجبور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس کی صحیح راہنمائی کرتا ہے۔ (ترمذی' ابوداؤد وابن ماجہ)

حاکم تین طرح کے ہیں

٣٧٣٥۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْقُضَاةُ ثَلٰثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَأَمَّا الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهِ وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوِدَ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٧٣٥۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاکم اور قاضی تین قسم کے ہیں ایک جنت میں جائے گا اور دو قسم کے جہنم میں۔ جنت میں جانے والا وہ قاضی اور حاکم ہے جس نے حق کو پہچانا اور حق کے ساتھ فیصلہ کیا اور جس نے حق کو پہچانا اور فیصلے میں ظلم کیا اور بے انصافی کی تو یہ جہنم میں جائے گا اور جس نے بغیر سمجھے بوجھے فیصلہ کیا تو وہ بھی جہنم میں جائے گا کیونکہ اس نے حق کو پہچاننے میں کوشش نہیں کی۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

٣٧٣٦۔ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى يَنَالَهُ ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهُ جَوْرَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ

٣٧٣٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمانوں کی حکومت کا مطالبہ کیا اور یہاں تک کہ اس کو پالیا یعنی حاکم اور قاضی ہو گیا تو اگر اس کا انصاف اس کے ظلم پر غالب رہا تو اس

٣٧٣٤۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد کتاب الاقضية باب فی طلب القضاء ٣٥٧٨۔ ترمذی کتاب الاحکا باب ما جاء عن رسول الله فی القاضی ١٣٢٤۔ ابن ماجه کتاب الاحکام باب ذکر القضاة ٢٣٠٩۔ عبدالاعلیٰ ثعلبی ضعیف ہے۔

٣٧٣٥۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاقضية باب فی القاضی يخطئی ٣٥٧٣۔ ابن ماجه کتاب الاحکام باب الحاکم يجتهد فيصيب الحق ٢٣١٥ .

٣٧٣٦۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد کتاب الاقضية باب فی القاضی يخطئی ٣٥٧٥۔ موسیٰ ابن نجدہ مجہول راوی ہے۔

غَلَبَ جَوْرُهُ عَدْلَهُ فَلَهُ النَّارُ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

کے لیے جنت ہے اور اگر اس کا ظلم اس کے انصاف پر غالب رہا تو اس کے لیے جہنم ہے۔ (ابوداؤد)

۳۷۳۷۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: ((كَيْفَ تَقْضِيْ إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ)) قَالَ: أَقْضِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ ((فَإِنْ لَمْ؟ تَجِدْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ)) قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ)) قَالَ اَجْتَهِدُ بِرَائِيْ وَلَا آلُوْ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى صَدْرِهِ وَقَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِمَا يَرْضٰى بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ.)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

۳۷۳۷۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو ملک یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا تو امتحان کے طور پر ان سے فرمایا: اگر تمہارے پاس کوئی معاملہ اور مقدمہ آئے تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟ تو حضرت معاذ نے کہا قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر اس معاملے کے بارے میں قرآن شریف میں نہ پاؤ؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کی سنت یعنی حدیث کے موافق فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر رسول کی سنت اور حدیث میں وہ فیصلہ نہ پاؤ تو؟ معاذ نے کہا اپنی عقل و رائے سے کوشش کر کے صحیح فیصلہ کرنے کی کوشش کروں گا اور میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ کے سینے پر از روئے شفقت ہاتھ رکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس کام کی توفیق بخشی جس سے خدا کے رسول راضی ہیں۔ (ترمذی، ابوداؤد و دارمی)

حاکم کا فیصلہ میں احتیاط کرنا ضروری ہے

۳۷۳۸۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُرْسِلُنِيْ وَاَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِيْ بِالْقَضَاءِ فَقَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِيْ قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ إِذَا تَقَاضَا إِلَيْكَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْأَوَّلِ حَتّٰى تَسْمَعَ كَلَامَ الْآخَرِ فَأَنَّهُ أَحْرٰى اَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ))۔ قَالَ: فَمَا شَكَكْتُ فِيْ قَضَاءٍ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ أُمِّ سَلْمَةَ أَنَّمَا أَقْضِيْ بَيْنَكُمْ بِرَائِيْ فِيْ بَابِ الْأَقْضِيَةِ وَالشَّهَادَاتِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تعالیٰ۔

۳۷۳۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کا عامل اور گورنر بنا کر بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ مجھے اس کام کے لیے بھیج رہے ہیں میں ابھی کم سن لڑکا ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا علم نہیں ہے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی راہنمائی کرے گا اور تمہاری زبان کو حق بات پر قائم رکھے گا جب تیرے پاس دو آدمی مدعی اور مدعی علیہ کوئی مقدمہ کرائیں تو صرف مدعی کی بات سن کر فیصلہ نہ کرنا یہاں تک کہ دوسرے یعنی مدعی علیہ کے بیان کو سن لو۔ یعنی مدعی اور مدعی علیہ دونوں کے بیان سن لو کیونکہ ایسا کرنے سے تمہیں فیصلہ کرنا ظاہر ہو جائے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کا اس دعا اور تعلیم کے بعد میں نے کسی فیصلہ میں شک و شبہ نہیں کیا۔ (ترمذی، ابوداؤد و ابن ماجہ)

۳۷۳۷۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الاقضیة باب اجتهاد الرأی فی القضاء ۳۵۹۳۔ ترمذی کتاب الاحکام باب ما جاء فی القاضی ۱۳۲۷۔ "ناس من اصحاب معاذ" سب کے سب مجہول ہیں۔

۳۷۳۸۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الاقضیة باب کیف القضاء ترمذی کتاب الاحکام باب ما جاء فی القاضی لا یقضی بین الخصمین حتی ۲۱۳۱۔ ابن ماجه کتاب الاحکام باب ذکر القضاة ۲۳۱۰۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٧٣٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ حَاكِمٍ يَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ إِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَلَكٌ اٰخِذٌ بِقَفَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَآءِ فَإِنْ قَالَ: أَلْقِهْ أَلْقَاهُ فِي مَهْوَاةٍ أَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

٣٧٣٩۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا کا حاکم قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں آئے گا کہ فرشتہ اس کی گدی کو پکڑے ہوئے ہوگا اور وہ فرشتہ آسمان کی طرف سر اٹھائے ہوئے ہوگا کہ خدا کی جانب سے کیا حکم ملتا ہے اگر اللہ کی طرف سے یہ حکم ملا کہ اس کو پھینک دو تو وہ جہنم کے گڑھے میں چالیس سال تک گرتا جائے گا۔ (احمد، ابن ماجہ و بیہقی)

٣٧٤٠۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ﷞ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَيَاْتِيَنَّ عَلَى الْقَاضِيْ الْعَدْلِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَتَمَنّٰى أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِيْ تَمْرَةٍ قَطُّ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

٣٧٤٠۔ حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز منصف حاکم اور بادشاہ اس بات کی آرزو کرے گا' کاش! کہ وہ ایک کھجور کے معاملے میں دو آدمیوں کے درمیان میں فیصلہ نہ کئے ہوئے ہوتا۔ (احمد)

عادل حاکم کے ساتھ اللہ کی مدد ہے

٣٧٤١۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِيْ مَالَمْ يَجُرْ فَإِذَا جَارَتَخَلّٰى عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وفى روايته ((فَإِذَا جَارَ وَكَلَهُ إِلٰى نَفْسِهِ.))

٣٧٤١۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ حاکم اور قاضی کے ساتھ رہتا ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب وہ ظلم وستم کرنے لگتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے الگ ہو جاتا ہے اور شیطان اس سے چمٹ جاتا ہے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

٣٧٤٢۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبَ ﷛ أَنَّ مُسْلِمًا وَيَهُوْدِيًّا إِخْتَصَمَا إِلٰى عُمَرَ فَرَأَى الْحَقَّ لِلْيَهُوْدِيِّ فَقَضٰى لَهُ عُمَرُ بِهِ فَقَالَ: لَهُ الْيَهُوْدِيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَضَيْتَ بِالْحَقِّ فَضَرَبَهُ عُمَرُ بِالدُّرَةِ وَقَالَ: مَا يُدْرِيْكَ؟! فَقَالَ الْيَهُوْدِيْ وَاللّٰهِ إِنَّا نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّهُ لَيْسَ قَاضٍ

٣٧٤٢۔ حضرت سعید بن مسیّب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی اور ایک مسلمان کسی معاملے میں لڑتے جھگڑتے حضرت عمر کے پاس پہنچے تو حضرت عمر نے یہودی کو حق پر پایا اور اس کے موافق فیصلہ کر دیا یہودی نے کہا خدا کی قسم! آپ نے حق اور سچ فیصلہ کیا ہے حضرت عمر ﷛ نے اس کو درے سے مار کر فرمایا: تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں نے صحیح فیصلہ کیا ہے؟ یہودی نے قسم کھا کر کہا ہم توریت شریف میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ جو حاکم صحیح

٣٧٣٩۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابن ماجه كتاب الاحكام باب فى التغليظ فى الحيف والرشوة ٢٣١١۔ مسند احمد ١/ ٤٣٠ و شعب الايمان ٧٥٣٣۔ مجالد بن سعید ضعیف راوی ہے۔

٣٧٤٠۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ٦/ ٧٥' الضعيفه ١١٤٢.

٣٧٤١۔ حسن۔ سنن الترمذى كتاب الاحكام باب ما جاء فى الامام العادل ١٣٣٠۔ ابن ماجه كتاب الاحكام باب التغليظ فى الحيف والرشوة۔ ٢٣١٢.

٣٧٤٢۔ صحيح۔ موطا امام مالك كتاب الاقضية باب الترغيب فى القضاء بالحق ٢/ ٧١٩ ح ١٤٦١.

يَقْضِي بِالْحَقِّ إِلَّا كَانَ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكٌ وَعَنْ شِمَالِهِ مَلَكٌ يُسَدِّدَ انِهِ وَيُوَفِّقَانِهِ لِلْحَقِّ مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ فَإِذَا تَرَكَ الْحَقَ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

فیصلہ کرتا ہے تو اس کے دونوں طرف یعنی بائیں اور دائیں فرشتے لگے رہتے ہیں جو اس کی صحیح راہنمائی کرتے اور حق کی توفیق دیتے ہیں جب تک وہ حق کے ساتھ رہتا ہے اور جب وہ حق کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ دونوں فرشتے اسے چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ (مالک)

٣٧٤٣۔ وَعَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ: اقْضِ بَيْنَ النَّاسِ قَالَ: أَوَتُعَافِينِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ مَا تَكْرَهُ مِنْ ذَلِكَ وَقَدْ كَانَ أَبُوكَ يَقْضِي قَالَ لَأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((مَنْ كَانَ قَاضِيًا فَقَضَى بِالْعَدْلِ فَبِالْحَرِيِّ أَنْ يَنْقَلِبَ مِنْهُ كِفَافًا فَمَا رَاجَعَهُ بَعْدَ ذَلِكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣٧٤٣۔ حضرت ابن موہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: تم لوگوں کے درمیان میں فیصلہ کیا کرو یعنی میں تمہیں حاکم بنانا چاہتا ہوں تاکہ تم لوگوں کے درمیان میں فیصلہ کیا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا یا امیر المومنین! مجھے اس کام سے معاف فرمایئے۔ حضرت عثمان نے فرمایا: تم کیوں حاکم بننے کو برا سمجھتے ہو، تمہارے باپ حضرت عمر حاکم اور قاضی اور امیر المومنین تھے وہ لوگوں کے درمیان میں فیصلہ کیا کرتے تھے یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے: جو حاکم انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا مناسب ہے کہ وہ اس کے برابر چھوٹ جائے، یعنی حاکم بننے سے کچھ فائدہ نہیں ہے نقصان ہی نقصان ہے اگر اس نے ظلم کیا ہے تو برائی ہے اور اگر انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا ہے تو اگر برابر چھوٹ گیا یعنی نہ گناہ ملا نہ ثواب ہی تو یہ بری چیز ہے یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں ان سے پھر گفتگو نہیں کی۔ (ترمذی)

❁❁❁❁

٣٧٤٣۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی کتاب الاحکام باب ما جاء فی عن رسول الله فی القاضی ١٣٢٢۔ عبدالملک بن ابی جمیل سے مجہول ہے۔

بَابُ رِزْقِ الْوُلَاةِ وَهَدَايَاهُمْ

حاکموں کو تنخواہ اور ہدیہ "تحفہ" لینے دینے کا بیان

حاکموں اور بادشاہوں کو بیت المال اور شاہی خزانے کے بقدران کے خرچے کے لیے تنخواہ دینا جائز ہے اوران کو لینا بھی جائز ہے تاکہ وہ اپنے بال بچوں کی پرورش کرسکیں اوران کو ہدیہ اور تحفہ نہیں دینا چاہیے تاکہ رشوت کے حکم میں نہ ہو۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

٣٧٤٥۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَا أُعْطِيْكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۷۴۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ میں تم کو دیتا ہی ہوں نہ میں تم سے روکتا ہوں جہاں مجھے حکم دیا جاتا ہے وہاں خدا کے حکم سے دیتا اور تقسیم کرتا ہوں۔ یعنی صرف میں بانٹنے والا ہوں نہ مجھے دینے کا اختیار ہے اور نہ مجھے دینے کا اختیار ہے۔ (بخاری)

٣٧٤٦۔ وَعَنْ خَوْلَةَ الْأَنصارية رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۷۴۶۔ حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت سے لوگ اللہ کے مال میں ناحق تعریف کرتے ہیں یعنی بیت المال میں سے یا غنیمت کے مال میں بغیر امام کے حکم سے ناجائز طور پر خرچ کرڈالتے ہیں تو قیامت کے دن ان کے لیے جہنم ہے۔ (بخاری)

٣٧٤٧۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا اسْتُخْلِفَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِيْ أَنَّ حِرْفَتِيْ لَمْ تَكُنْ تُعْجِزُ عَنْ مُؤْنَةِ أَهْلِيْ وَشُغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَسَيَأْكُلُ اٰلُ أَبِيْ بَكْرٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۷۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنائے گئے تو اس وقت فرمایا تھا کہ میری قوم جانتی ہے کہ میرا پیشہ میرے بال بچوں کے خرچ سے قاصر نہیں، یعنی میں جو تجارتی کاروبار کرتا تھا اسی سے میں اپنے بال بچوں کی پرورش کرتا تھا اور وہی میرے بال بچوں کے لیے کافی ہوجاتا تھا تو اب بھی ایسا ہوسکتا ہے لیکن اس وقت میں مسلمانوں کے کام میں مشغول کردیا گیا ہوں، یعنی مجھے خلیفہ بنادیا گیا ہے اور رات دن رعایا کے کاموں میں مشغول رہتا ہوں جس سے اب میں تجارتی کاروبار میں حصہ نہیں لے سکتا تو ابوبکر کے بال بچے اس بیت المال میں سے کھائیں گے اور ابوبکر مسلمانوں کا مال تجارت سے بڑھاتا رہے گا۔ (بخاری)

توضیح: یعنی اب جب میں خلافت کے کام میں مصروف رہوں گا مجھ کو اپنا ذاتی پیشہ اور بازاروں میں پھرنے کا موقع نہیں ملے گا

٣٧٤٥۔ صحيح بخاری كتاب فرض الخمس باب قول الله تعالىٰ فان لله خمسة ٣١١٧ .

٣٧٤٦۔ صحيح بخاری كتاب فرض الخمس باب قول الله تعالىٰ فان لله خمسة ٣١١٨ .

٣٧٤٧۔ صحيح بخاری كتاب البيوع باب كسب الرجل ٢٠٧٠ .

تو میں بیت المال سے اپنا اور اپنے گھر والوں کا خرچہ لیا کروں گا اور یہ خرچہ بھی میں اس طرح سے نکال دوں گا کہ بیت المال کے روپیہ میں تجارت اور سوداگری کر کے اس کو ترقی دوں گا اور مسلمانوں کا فائدہ کروں گا۔

یا مطلب ہے کہ ابوبکرؓ اب اس مجبوری کی وجہ سے اپنا کاروبار نہیں کر سکتا رات دن رعایا ہی کا کام کروں گا اور اس کے بدلے میں اپنے خرچ کے مطابق بیت المال سے تنخواہ وظیفہ لے لیا کروں گا، سب صحابہ نے اس پر خوشی کا اظہار کیا بحرحال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور یہی تجارت بھی ان کا ذریعہ معاش تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تجارت کرتے تھے اور غلہ فروخت کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی کھجوروں اور کپڑوں کی تجارت کرتے تھے حضرت عباس عفاری رضی اللہ عنہ کا کام کرتے تھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بہت بڑے سوداگر تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تجارت کیا کرتے تھے آپ اپنے ایک تجارتی سفر میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر سنی آپ مشرف باسلام ہوئے اور مدینے کو اپنا مسکن بنایا اور علاوہ تجارت کے زراعت کا مشغلہ بھی جاری رکھا اس سے اس قدر ترقی ہوئی کہ تین ہزار روپے روزانہ کی آمدنی ہوتی تھی۔ (طبقات ابن سعد قسم اول جز ۲،۳ ص: ۱۵۸)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ذریعہ معاش تجارت ہی تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے مال میں عجیب برکت فرمائی کہ جب بھی آپ کسی کام میں ہاتھ ڈالتے تھے تو کامیابی ہوتی تھی۔ (استعاب جلد نمبر ۱ ص: ۲۰۰۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اونٹنیوں کی تجارت کیا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ارقم بن ارقم رضی اللہ عنہ بہت بڑے تاجر تھے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ خیبر میں جاگیر دی تھی لیکن ان کا اصلی ذریعہ معاش تجارت ہی تھا۔ (طبقات ابن سعد)

غرض اکثر صحابہ کا ذریعہ معاش تجارت تھا کسی غیر کے احسان مند نہیں ہوتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے تمام لوگوں کا وظیفہ مقرر کرنا چاہا تو حضرت سفیان نے فرمایا: ((اذیوان مثل دیوان بنیالاصفر فاکلوا علی الدیوان و ترکوا التجار .)) (فتوح البلدان) کیا رومیوں کی طرح ہمارے نام بھی رجسٹروں میں درج ہوں گے اگر ان لوگوں کے وظیفے مقرر ہو گئے تو اسی کے عادی ہو جائیں گے اور تجارت کو چھوڑ بیٹھیں گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

حاکم کی تنخواہ مقرر کرنا

۳۷۴۸۔ عَنْ بُرَیْدَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰی عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا، فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُوْلٌ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗد

۳۷۴۸۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو ہم نے کسی کام پر حاکم بنا کر مقرر کر دیا ہے اور اس کی تنخواہ مقرر کر دی ہے اس کے بعد بغیر اجازت کے تنخواہ سے زیادہ جو لے گا وہ خیانت ہے۔ (ابوداؤد)

۳۷۴۹۔ وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ عَمِلْتُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَعَمَّلَنِیْ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗد

۳۷۴۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میں نے کچھ کام کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی مزدوری عنایت فرمائی۔ (ابوداؤد)

۳۷۴۸۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والا مارۃ باب فی ارزاق العمال ۲۹۴۳ .

۳۷۴۹۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارۃ باب فی ارزاق العمال ۲۹۴۴ .

٣٧٥٠- وَعَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا سِرْتُ أَرْسَلَ فِي أَثَرِي فَرُدِدْتُ فَقَالَ ((أَتَدْرِيْ لِمَ بَعَثْتُ إِلَيْكَ؟ لَا تُصِيْبَنَّ شَيْئًا بِغَيْرِ إِذْنِ فَإِنَّهُ غَلُوْلٌ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِهٰذَا دَعَوْتُكَ فَامْضِ لِعَمَلِكَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣٧٥٠۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ملک یمن کا گورنر بنا کے بھیجا جب میں جانے لگا تو میرے پیچھے مجھے بلانے کے لیے ایک آدمی کو بھیجا میں واپس آ گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے دوبارہ واپس کیوں بلایا ہے؟ میں نے تمہیں دوبارہ اس لیے بلایا ہے کہ بغیر میری اجازت کے کوئی چیز نہ لینا اگر بغیر اجازت کے کوئی چیز تم لو گے تو یہ چوری اور خیانت ہوگی اور دنیا میں جو شخص بغیر اجازت کے خیانت کر کے کوئی چیز لے گا تو قیامت کے دن وہی چیز اٹھا کے لائے گا بس یہی کہنے کے لیے تم کو بلایا تھا اب تم اپنا کام کرنے کے لیے چلے جاؤ۔ (ترمذی)

٣٧٥١- وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلاً فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا)) وفي رواية ((مَنِ اتَّخَذَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَهُوَ غَالٌّ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٧٥١۔ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جس کو کسی جگہ کا حاکم مقرر کر دیا ہے تو اگر اس کی شادی نہیں ہوئی ہے تو وہ بیت المال کے خرچ سے شادی کر سکتا ہے اور اگر کوئی ملازم و خادم نہیں ہے تو سرکاری طور پر ایک خادم رکھ سکتا ہے اور اگر رہنے سہنے کا کوئی مکان نہیں تو سرکاری طور پر ایک مکان رہنے کے لیے لے سکتا ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ لے گا وہ خیانت ہے۔ (ابوداؤد)

٣٧٥٢- وَعَنْ عدي بن عميرة رضی اللہ عنہ أن رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قال ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عُمِلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِنْهُ مَخِيطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غَالٌّ يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اقْبَلْ عَنِّي عَمَلَكَ فَقَالَ ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَ ((وَأَنَا أَقُوْلُ ذَالِكَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَلْيَاتِ بِقَلِيْلِهِ وَكَثِيْرِهِ فَمَا أُتِيَ مِنْهُ أَخَذَهُ وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهٰى))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُوْدَاوُدَ واللفظ له.

٣٧٥٢۔ حضرت عدی بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! جس کو ہم نے کسی کام پر مقرر کر کے عامل بنا دیا ہے اور اس کے اس کام کی آمدنی میں سے ایک سوئی کے برابر یا اس سے زیادہ کم چھپا کے رکھ لیا ہے تو وہ خائن ہے قیامت کے روز اسی خیانت شدہ چیز کو اپنے ساتھ خدا کے سامنے لائے گا یہ سن کر ایک انصاری صحابی نے کھڑے ہو کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے جو عہدہ اور کام میرے سپرد کیا ہے اس کو واپس لے لیجئے آپ نے فرمایا یہ کیوں؟ اس نے عرض کیا کہ آپ نے ابھی ابھی ایسی بات فرمائی ہے جو میں نے سنی، آپ نے فرمایا: اب بھی میں یہی کہتا ہوں کہ جس کو میں نے کسی کام پر مقرر کر دیا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس آمدنی سے خواہ تھوڑا یا زیادہ ہو سب کچھ میرے سامنے لے آئے اس میں سے جو کچھ اس کو دیا جائے لے لے اور جو نہ دیا جائے اس سے باز رہے۔ (مسلم و ابوداؤد)

٣٧٥٠- اسناده ضعيف- سنن ابى داؤد كتاب الاحكام ماجاء فى هدايا الامرأء ١٣٣٥ .

٣٧٥١- اسناده صحيح سنن ابى داؤد كتاب الخراج باب فى ارزاق العمل ٢٩٤٥ .

٣٧٥٢- صحيح مسلم كتاب الامارة باب تحريم هدايا العمال ١٨٣٣- سنن ابى داؤد كتاب الاقضية باب فى هدايا العمال ٣٥٨١.

رشوت کا بیان

۳۷۵۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما وَقَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ

۳۷۵۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی ہے اور رشوت کی بات چیت کرنے والے پر بھی لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

۳۷۵۴۔ وروى التِّرْمِذِيُّ عنه وعن اَبِیْ هُرَيْرَةَ.

۳۷۵۴۔ امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۳۷۵۵۔ وَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِی شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ ثوبان وزاد ولرائش يعنى الذى يمشى بينهما.

۳۷۵۵۔ اور اس کو روایت کیا ہے احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ رائش وہ ہے جو دونوں کے درمیان بات چیت کرتا ہے۔

توضیح: رشوت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو کچھ اس غرض سے دیا جائے کہ وہ ناجائز اور ناحق بات پر اس کی امداد کرے اسی غرض سے مال دینے والے کو ''راشی'' اور لینے والے کو ''مرتشی'' اور دونوں میں لین دین کی بات چیت کرنے والے کو ''رائش'' کہتے ہیں۔ ان تینوں پر لعنت آئی ہے۔

رشوت لینے دینے کی ممانعت جس طرح اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے، اسی طرح قرآن سے بھی اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

''اور آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ اور اس مال کو اپنے حق میں فیصلہ کرانے کے لیے حاکموں کو نہ دو تا کہ لوگوں کے مال میں سے کچھ ہاتھ لگے وہ دیدہ ودانستہ ناحق اڑا لو۔'' (بقرہ : ع ۲۳)

اس میں چوری خیانت غصب رشوت اور سود وغیرہ سب داخل ہیں، رشوت کی کمائی حرام ہے کسی نے رشوت خور حاکموں کے بارے میں خوب کہا ہے۔

کوئی لاکھ پیٹا کرے تالیاں
پڑے چاہے تم پر سڑی گالیاں
مگر چاہتے ہو جو خوش حالیاں
تو بنگلہ میں لیتے رہو ڈالیاں

۳۷۵۶۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَرْسَلَ إِلَی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أن اجْمَعْ عَلَيْكَ

۳۷۵۶۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہلا بھیجا کہ تم اپنے ہتھیاروں اور کپڑوں کو اکٹھا کر کے میرے پاس

۳۷۵۳۔ اسناده صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الاقضية باب فى كراهية الرشوة ۳۵۸۰۔ ابن ماجه كتاب الاحكام باب التغليظ فى الحيف۔ ۲۳۱۳.

۳۷۵۴۔ صحيح۔ سنن الترمذى كتاب الاحكام باب ما جاء فى الراشى ۱۳۳۷.

۳۷۵۵۔ حسن۔ مسند احمد ۲/ ۱۶۴۔ شعب الايمان ۵۵۰۳.

۳۷۵۶۔ اسناده حسن۔ مسند احمد ۴/ ۱۹۸، شرح السنة للبغوى ۱۰/ ۹۱ ح ۲۴۹۵.

سَلاحَكَ وَثِيَابَكَ ثُمَّ ائْتِنِيْ قَالَ فَأَتَيْتُه وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ ((يَا عَمْرُو! إِنِّي أَرْسَلْتَ إِلَيْكَ لِأَبْعَثَكَ فِيْ وَجْهٍ يُسَلِّمُكَ اللّٰهُ وَيُغَنِّمُكَ وَأَرْغَبَ لَكَ زُعْبَةً مِنَ الْمَالِ)) فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا كَانَتْ هِجْرَتِيْ لِلْمَالِ وَمَا كَانَتْ إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ! قَالَ: ((نِعِمَّا بِالْمَالِ الصَّالِحِ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ)) رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وروى أحمد نحوه وفي روايته قال۔((نعم المال الصالح للرجل الصالح .))

آ جاؤ، لہٰذا میں آپ کے پاس حاضر ہوا اس وقت آپ وضو کر رہے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا: میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ تمہیں کام کے لیے بھیجنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں صحیح سلامت رکھے اور مال غنیمت دے کر واپس لائے اور میں اس مال میں سے تم کو کچھ دوں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ہجرت حصول مال کے لیے نہیں ہے بلکہ میری ہجرت خدا و رسول کی خوشنودی کے لیے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نیک آدمی کے لیے اچھا مال اچھا ہے۔ یعنی تم نیک آدمی ہو اور تمہاری کمائی میں سے تمہاری محنت و مشقت کے بدلے میں جو مال تمہیں ملے گا اچھا مال ہے۔ (شرح السنہ و احمد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

سفارش کا بیان

۳۷۵۷۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ شَفَعَ لِأَحَدٍ شَفَاعَةً فَأَهْدٰى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتٰى بَابًا عَظِيْمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۷۵۷۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی حاکم یا کسی امیر سے کسی قسم کی سفارش کرے کہ پھر اس سفارش کرنے والے کے بدلے وہ ہدیہ دے اور وہ اس کو قبول کرے تو وہ سود کے ایک بہت بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی یہ ہدیہ رشوت اور سود کے حکم میں ہے۔ اسی طرح سے قرض دار کو قرض کی وجہ سے کوئی ہدیہ و تحفہ دے تو اس کو بھی نہیں لینا چاہیے کیونکہ وہ سود ورشوت کے حکم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا فَأَهْدٰى إِلَيْهِ أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ فَلَا يَرْكَبُهُ وَلَا يَقْبَلْهُ إِلَّا أَنْ جَرٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ ذٰلِكَ))

''جب تم کسی کو قرضہ دو اور وہ ہدیہ دے یا اپنی سواری پر سوار کرے تو نہ سوار ہو اور نہ اس کے ہدیہ کو قبول کرو ہاں اگر اس سے پہلے ان دونوں کے درمیان ہدیہ لینے دینے کا دستور تھا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔'' (ابن ماجہ)

((إِذَا اقرض الرجل الرجل فلا ياخذ هدى)) (بخاری)

''جب کوئی آدمی کسی کو قرضہ دے تو اس کا ہدیہ نہ لے۔ کیونکہ سود ہو جانے کا احتمال ہے اور سفارش کرنے کا تحفہ نہیں لینا چاہیے وہ بھی سود کے حکم میں ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَفَعَ لِأَحَدٍ شَفَاعَةً فَأَهْدٰى هَدِيَّةً فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتٰى بَابًا عَظِيْمًا مِنْ أَبْوَابِ الربوا)) (ابوداؤد)

''جس نے کسی کی سفارش کر دی اس نے ہدیہ دیا اور اس نے قبول کر لیا تو وہ سود کے بہت بڑے دروازے سے آیا۔''

۳۷۵۷۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب البیوع باب فی الهدية لقضاء الحاجة ۳۵۴۱.

بَابُ الْاَقْضِيَةِ وَ الشَّهَادَاتِ

فیصلے اور گواہوں کا مفصل بیان

جب کسی معاملے میں اختلاف اور نزاع ہو جائے تو اس کے فیصلہ کرانے کے لیے حاکم کے پاس پہنچانے کو ''قضیہ'' کہتے ہیں، یعنی کوئی مدعی اپنے دعوے کے مطابق کسی حاکم کے سامنے اپنا معاملہ پیش کرے اس میں ایک مدعی ہوتا ہے اور ایک مدعی علیہ ہوتا ہے اور فیصلہ کرنے والا قاضی اور جج ہوتا ہے۔ جب حاکم مدعی اور مدعی علیہ کے بیان کو سن کر صحیح فیصلہ کر دے وہی صحیح فیصلہ ہوگا اس سلسلہ میں دعویٰ ثابت کرنے کے لیے گواہی اور گواہوں کی ضرورت پڑتی ہے گواہی دینے والے کو شاہد کہتے ہیں اور امر واقعی کو غیر کے حق کو ثابت کرنے کے لیے شہادت بولتے ہیں شہادت کی بہت سی شرطیں ہیں جب وہ سب شرطیں گواہوں میں پائی جائیں گی تو گواہوں کا اعتبار ہوگا ورنہ نہیں، قرآن مجید میں بھی شہادت کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ط وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ م بِالْعَدْلِ ص وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ج وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ط فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ط وَ لَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط وَ لَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ط ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ط وَ اَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيْدٌ ط وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ م بِكُمْ ط وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ط وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَ مَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝﴾ (سورۂ بقرہ رکوع ۳۹)

''اے ایمان والو! جب معاملہ کرنے لگو ادھار کا ایک میعاد معین تک تو اس کو لکھ لیا کرو اور یہ ضرور ہے کہ تمہارے آپس میں کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے اور لکھنے سے انکار بھی نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سکھلا دیا اس کو چاہیے کہ لکھ دیا کرے اور وہ شخص لکھوا دے جس کے ذمہ حق واجب ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور اس میں سے ذرہ برابر کمی نہ کرے پھر جس شخص کے ذمہ واجب تھا وہ اگر خفیف العقل ہو یا خود لکھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کا ولی ٹھیک ٹھیک طور پر لکھوا دے اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ کر لیا کرو پھر اگر وہ دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو تا کہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی بھول جائے تو ان میں سے ایک

دوسرے کو یاد دلا دے اور گواہ بھی انکار نہ کیا کریں جب بلائے جائیں اور تم اس کے لکھنے سے اکتایا مت کرو، خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا اور یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ قائم رکھنے والا ہے اللہ کے نزدیک اور شہادت کا زیادہ دوست رکھنے والا ہے اور زیادہ سزاوار ہے اس بات کا کہ تم کسی شبہ میں نہ پڑو مگر یہ کہ کوئی سودا دست بدست نہ ہو جس کو باہم لیتے دیتے ہو تو اس کے نہ لکھنے میں تم پر کوئی الزام نہیں اور خرید و فروخت کے وقت گواہ کر لیا کرو اور کسی کاتب کو تکلیف نہ دی جائے اور نہ کسی گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو تو اس میں تم کو گناہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ تم کو تعلیم فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔ اور اگر تم کہیں سفر میں ہو اور کوئی کاتب نہ پاؤ سو رہن رکھنے کی چیزیں جو قبضہ میں دی جائیں اور اگر ایک دوسرے کا اعتبار کرتا ہو تو جس شخص کا اعتبار کر لیا گیا ہے اس کو چاہیے کہ دوسرے کا حق ادا کر دے اور اللہ تعالیٰ سے جو کہ اس کا پروردگار ہے ڈرے اور شہادت کا اخفا مت کرو اور جو شخص اس کا اخفا کرے گا اس کا دل گنہگار ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کیے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَ اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝﴾

''اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لیے گواہی دینے والے رہو اگر چہ اپنی ہی ذات پر ہو یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر امیر ہے تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کی اتباع نہ کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔''

یعنی تم معاملات میں ادا کے وقت بھی اور فیصلہ کے وقت بھی انصاف پر خوب قائم رہنے والے اور اقرار یا شہادت کی نوبت آئے تو اللہ کی خوشنودی کے لیے سچی گواہی اور اظہار دینے والے رہو اگر چہ وہ گواہی اور اظہار اپنی ہی ذات پر جس کو اقرار کہتے ہیں یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں اور گواہی کے وقت یہ خیال نہ کرو کہ جس کے مقابلے میں ہم گواہی دے رہے ہیں۔ یہ امیر ہے اس کو نفع پہنچانا چاہیے تا کہ اس سے بے مروتی نہ ہو یا یہ کہ یہ غریب اس کا کیسے نقصان کر دیں۔ تم کسی کی امیری غریبی کو نہ دیکھو کیونکہ وہ شخص جس کے خلاف گواہی دینی پڑے گی اگر امیر ہے تو اگر غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ کو زیادہ تعلق ہے اتنا تعلق تم کو نہیں کیونکہ تمہارا تعلق قوی کہ اللہ نے ان کی مصلحت اسی میں رکھی کہ اظہار حق کیا جائے تو تم تعلق ضعیف پر ان کی ایک عارضی مصلحت کا کیوں خیال کرتے ہو سو تم اس شہادت میں خواہش نفس کی اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے یعنی غلط اظہار کرو گے یا پہلو تہی کرو گے یعنی شہادت کو لوٹا لو گے تو یاد رکھنا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے اور باقی شہادت کی پوری تفصیل تفسیر کی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

۳۷۵۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ۳۷۵۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۳۷۵۸۔ صحيح مسلم كتاب الاقضية باب اليمين على المدعى عليه ۱۷۱۱، ٤٤٧٠.

((لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعَى نَاسٌ دِمَآءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ شَرحه للنووی أنه قال وجآء فی روایة البیهقی بإسناد حسن أو صحیح زیادة عن ابن عباس مرفوعًا۔ ((لکن الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِیْ وَالْيَمِيْن علی من أنکر))

فرمایا: اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ کے مطابق ان کو دے دیا جائے تو لوگوں کے خون اور مال کا ناحق دعویٰ کر کے لے لیں گے لیکن مدعی علیہ پر قسم ہے۔(مسلم) اور بیہقی میں صحیح سند سے مرفوعاً مروی ہے کہ مدعی کے ذمے گواہی پیش کرنا ہے اور مدعیا علیہ کے ذمہ قسم ہے۔

توضیح: مدعی علیہ اگر دعوی کے مطابق دلیل اور دو گواہ قائم کر دے تو اس کے موافق فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور اگر اس کے پاس گواہ اور دلیل نہیں ہے تو مدعی علیہ سے قسم لے کر فیصلہ کیا جا سکتا ہے جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔

جھوٹی قسم کی ممانعت

۳۷۵۹۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنَ صَبْرٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً إِلَى آخِرِ الآية۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۵۹۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کا حق لینے کے لیے جھوٹی قسم کھائی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ خدا اس سے ناراض ہوگا اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا اولئك لاخلاق لهم فی الاخر ولا یکلمهم الله ولا ینظر الیهم یوم القیمة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم﴾ جو لوگ مول لیتے ہیں اللہ کے اقرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا سا مول۔ ان کا کچھ حصہ نہیں آخرت میں اور نہ بات کرے گا اللہ تعالیٰ ان سے اور نہ نگاہ کرے گا ان کی طرف قیامت کے دن اور نہ پاک کرے گا ان کو اور ان کے واسطے عذاب ہے دردناک۔(بخاری ومسلم)

توضیح: صبر کے معنی روکنے اور باز رکھنے کے ہیں یمین صبر سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کو زبردستی ظلماً قسم کھلائے یا قسم کھائے جھوٹی کہ یہ میری چیز ہے تاکہ دوسرے کی چیز اپنے قبضے میں کرے یعنی جھوٹی قسم کھا کر دوسرے کے مال پر قبضہ کرلے۔

۳۷۶۰۔ وَعَنْ أبی أمامة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ ((وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَإِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِنْ إِرَاكٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۷۶۰۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کا جوٹی قسم کھا کر حق مارے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کو واجب کر دے گا اور جنت کو حرام کر دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگرچہ معمولی چیز ہو آپ نے فرمایا اگرچہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔(مسلم)

توضیح: مسلمانوں کی حق تلفی بڑا گناہ ہے اور دوسری جھوٹی قسم اس کی سزا یہی ہے کہ وہ جنت سے محروم ہوگا اور جہنم میں جائے گا اب اگرچہ یہ حق ذرا سا ہو یا بہت زیادہ ہر حال میں یہی سزا ہے کیونکہ اس نے اسلام کے حق کو نہ پہچانا اور خدا کے نام کی عظمت بھی نہ کی۔

۳۷۵۹۔ صحیح بخاری کتاب تفسیر باب قول الله تعالیٰ ان الذین یشترون بعهد الله ۴۵۴۹۔ مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم۔ ۱۳۸، ۳۵۵.

۳۷۶۰۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم۔ ۱۳۷، ۳۵۳.

٣٧٦١۔ وَعَنْ أم سلمة ﷝ أن رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قال ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ (تَخْتَصِمُوْنَ) إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضُكُمْ أَنْ يَكُوْنَ الْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِى لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ فَلَا يَأْخُذَنَّهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۶۱۔ حضرت ام سلمہ ﷝ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بھی انسان ہوں تم لوگ جھگڑتے ہوئے میرے پاس آتے ہو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اپنے دعوے کی دلیل دوسرے فریق کی دلیل سے زیادہ صاف طریقے سے بیان کرتا ہے اور اس کو نہایت فصاحت و بلاغت اور خوش تقویت سے بیان کر دیتا ہے، جس طرح میں سنتا ہوں ظاہری طور پر اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں تو اگر میں نے اپنی اجتہادی خطا کی بنا پر اس کے بھائی کا اس کو حق دلا دیا تو اس کو نہیں لینا چاہیے میں نے اس کو آگ کا ایک انگارا دے دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی میں نے اس مقدمے کی روئیداد اور ظاہری شہادت کی بنا پر اس کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے اور مدعی کو یقیناً یہ معلوم ہے کہ وہ جھوٹا ہے اس کا حق نہیں ہے لیکن اس کے بیان کے مطابق اس کے حق میں ڈگری دے دی ہے تو میں نے اس کو دوزخ کی آگ کا ایک انگارہ دیا وہ یہ نہ سمجھے کہ میرے فیصلے کی وجہ سے اس کے لیے یہ مال حلال ہو گیا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو علم غیب نہیں تھا۔ آپ بھی دوسرے قاضیوں کی طرح ظاہری روئیداد پر فیصلہ کیا کرتے تھے۔ البتہ اگر آپ چاہتے تو اللہ تعالیٰ ہر مقدمہ میں اصل حال پر مطلع فرما دیتے مگر آپ نے اسی روش میں چلنا چاہا جس پر اپنے امت کے قاضیوں کو چلانا منظور تھا یعنی وہ ظاہری روئیداد مقدمہ اور شہادت پر فیصلہ کر دیا کریں اس حدیث میں جمہور علماء کے قول کی دلیل ہے کہ قاضی کے فیصلہ سے کوئی حلال حرام نہیں ہو سکتا اور قاضی کی قضا صرف ظاہراً نافذ ہوتی ہے نہ کی باطناً یعنی فیما بینہ و بین اللہ۔

سخت جھگڑالو اللہ کے ہاں مبغوض ترین ہے

٣٧٦٢۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ﷝ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ .)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۶۲۔ حضرت عائشہ ﷝ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ناحق جھگڑنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٣٧٦٣۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷝ أن رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِيَمِيْنٍ وَشَاهِدٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۷۶۳۔ حضرت ابن عباس ﷝ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا قسم اور ایک گواہ کے ساتھ۔ (مسلم)

توضیح: یعنی اگر مدعی کے پاس ایک ہی گواہ ہو تو دوسرے گواہ کے بدلے میں اس سے قسم لے لی جائے گی۔

٣٧٦٤۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِنْ حَضَرَ مَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

۳۷۶۴۔ حضرت علقمہ بن وائل ﷛ اپنے والد وائل سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرموت کا باشندہ اور ایک شخص کندہ کا رہنے والا ہے دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے حضرموت کے رہنے والے نے کہا یا رسول اللہ! یہ

٣٧٦١۔ صحيح بخارى كتاب الحيل باب ١١، ٦٩٦٧۔ مسلم كتاب الاقضية باب الحكم بالظاهر ١٧١٣، ٤٤٧٣.
٣٧٦٢۔ صحيح بخارى كتاب المظالم باب قول الله تعالىٰ وهو الد الخصام ٢٤٥٧۔ مسلم كتاب العلم باب فى الالد الخصم ٢٦٦٨، ٦٧٨٠.
٣٧٦٣۔ صحيح مسلم كتاب الاقضية باب القضاء باليمين والشاهد ١٧١٢، ٤٤٧٢.
٣٧٦٤۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب وعيد من اقتطع حق مسلم ١٣٩، ٣٥٨.

إِنَّ هٰذَا غَلَبَنِيْ عَلَى أَرْضٍ لِيْ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضِيْ وَفِيْ يَدِيْ لَيْسَ لَهُ فِيْهَا حَقٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ: ((أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟)) قَالَ لَا قَالَ ((فَلَكَ يَمِيْنُهُ)) قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ قَالَ ((لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ. رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَدْبَرَ لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِهِ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

میری زمین پر غالب ہو گیا ہے اور ناجائز طریقے سے اس نے قبضہ کر لیا ہے کندہ کے رہنے والے نے کہا یہ زمین میری ہے۔ میرے قبضے میں ہے اس کا اس میں کوئی حق نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرمی سے فرمایا: تمہارے پاس گواہ ہے اس نے عرض کیا نہیں' آپ نے فرمایا تو پھر کندہ والے سے قسم لی جائے گی حضرمی نے کہا یا رسول اللہ! یہ کندی فاجر آدمی ہے وہ قسم کھانے کی پروا نہیں کرے گا اور نہ اس سے پرہیز کرے گا آپ نے فرمایا اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے اگر تم گواہ نہیں پیش کر سکتے تو اس سے قسم لی جائے گی وہ کندی آدمی قسم کھانے کے لیے تیار ہوا رسول اللہ نے فرمایا: جب اس نے پیٹھ موڑ لی کہ اگر اس نے جھوٹی قسم کھا کر دوسرے کا مال لے کر ظلماً کھائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیر لے گا۔ (مسلم)

توضیح: علامہ نووی رحمہ اللہ مسلم کی شرح میں اس حدیث کے تحت یہ فرماتے ہیں کہ ان حدیثوں سے بہت سے مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ قابض زیادہ حق دار ہے بہ نسبت غیر قابض کے' دوسرے یہ کہ جب مدعی علیہ منکر اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ پر قسم ہے' تیسرے یہ کہ گواہ مقدم ہیں قبضے پر اور جس کے پاس گواہ ہوں چیز اس کو دلائی جاوے گی بغیر قسم کے چوتھے یہ کہ اگر مدعی علیہ فاسق ہے تب بھی اس کی قسم مقبول ہے اور مطالبہ اس سے ساقط ہو جائے گا پانچویں یہ کہ اگر مدعی علیہ ایک دوسرے کو خصومت کے وقت سے ظالم یا فاجر کہیں تو مواخذہ نہ ہوگا' چھٹے یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعویٰ کرے اپنے مورث کی طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہو کہ اس کا مورث مر گیا ہے اور سوائے مدعی کے اور کوئی اس کا وارث نہیں ہے تو اس کا فیصلہ کرنا درست ہے اور اس پر کہ مدعی اس کا وارث ہے اور مورث مر گیا ہے گواہ لینا ضروری نہیں اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہ ہو تو پہلے وراثت کے ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پھر دعویٰ کے ثبوت پر۔

بغیر حق کے دعویٰ کی ممانعت

٣٧٦٥۔ وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۷۶۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان فرماتے ہوئے سنا: جس نے ایسی چیز لینے کا دعویٰ کیا کہ وہ چیز جو اس کی نہیں ہے تو وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے' اس کو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ (مسلم)

٣٧٦٦۔ وَعَنْ زيد بن خالد رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَآءِ؟ الَّذِيْ يَأْتِيْ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۷۶۶۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو گواہوں سے بہتر گواہ بتاؤں کہ وہ کون ہے؟ سب سے بہتر گواہ ہے جو پوچھنے سے پہلے اپنی گواہی بیان کر دے۔ (مسلم)

٣٧٦٥۔ صحيح مسلم كتاب الايمان باب بيان حال ايمان من رغب عن ابيه ٦١' ٢١٧.
٣٧٦٦۔ صحيح مسلم كتاب الاقضية باب بيان خير الشهود ١٧١٩' ٤٤٩٤.

توضیح: یعنی جب کسی کا حق ڈوبتا ہو یا خون تلف ہوتا ہو اور حق والے کو اس کی گواہی معلوم نہ ہو تو بن بلائے گواہی دینی چاہیے۔ اور یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں ہے جس میں آیا ہے کہ قیامت کے قریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جس سے گواہی نہ چاہی جائے گی اور وہ گواہی دیں گے کیونکہ وہاں مراد وہ گواہی ہے جو بے ضرورت ہو یا جھوٹ ہو یا جو لائق نہ ہو گواہی دے۔

۳۷۶۷۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((خَیْرَ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ یَجِیْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَھَادَۃُ أَحَدِھِمْ یَمِیْنَہٗ وَیَمِیْنُہٗ شَھَادَتَہٗ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۳۷۶۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں۔ یعنی صحابی، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے متصل ہیں، یعنی تابعین پھر سب سے بہتر وہ لوگ جو ان کے متصل ہوں یعنی تبع تابعین ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم سے پہلے جھوٹی گواہی دینے کے لیے تیار ہو جائیں گے اور گواہی سے پہلے جھوٹی قسم کھانے کے لیے تیار ہو جائیں گے یعنی میرے زمانے میں صحابہ سب سے اچھے ہیں ان کے بعد تابعین پھر ان کے بعد تبع تابعین اور ان کے بعد غیر معتبر لوگ ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

۳۷۶۸۔ وَعَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ عَرَضَ عَلٰی قَوْمِ الْیَمِیْنَ فَأَسْرَعُوْا فَأَمَرَ أَنْ یُسْھَمَ بَیْنَھُمْ فِی الْیَمِیْنِ أَیُّھُمْ یَحْلِفُ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

۳۷۶۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو قسم کھانے کے لیے کہا تو سب لوگوں نے قسم کھانے میں جلدی کی۔ آپ نے حکم دیا کہ ان کے درمیان میں قرعہ اندازی کی جائے جن کے نام پر قرعہ نکلے وہ قسم کھائے اور جس کے نام قرعہ نہ نکلے وہ قسم نہ کھائے۔ (بخاری، مسلم)

توضیح: ابوداؤد اور نسائی کے روایت میں یوں ہے کہ دو شخصوں نے ایک چیز کے بارے میں دعویٰ کیا اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے آپ ﷺ نے فرمایا: قرعہ ڈالو اور جس کا نام نکلے وہ قسم کھائے اور حاکم کی روایت میں یوں ہے کہ دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے بارے میں دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ پیش کئے آپ نے وہ اونٹ آدھوں آدھ دونوں کو تقسیم کروا دیا۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے قرعہ کا حکم دیا اور قرعہ میں جس کا نام نکلا اس کو دلوا دیا۔ اسی کی مزید تشریح نیچے حدیثوں میں آ رہی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

مدعی کے ذمے گواہ اور مدعی کے ذمے قسم ہے

۳۷۶۹۔ عَنْ عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْہِ))۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

۳۷۶۹۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدعی کے ذمے گواہ اور مدعی علیہ کے ذمہ قسم ہے۔ (ترمذی)

۳۷۷۰۔ وَعَنْ أم سلمۃ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ

۳۷۷۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس

۳۷۶۷۔ صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ ۳۶۵۱۔ مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضل الصحابۃ ۲۵۳۳، ۶۴۷۲۔

۳۷۶۸۔ صحیح بخاری کتاب الشھادات باب اذا تسارع قوم فی الیمین ۲۶۷۴۔

۳۷۶۹۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الاحکام باب ما جاء فی ان لبینۃ علی المدعی ۱۳۴۱۔

۳۷۷۰۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الاقضیۃ باب فی قضاء القاضی اذا خطا ۳۵۸۴، ۳۵۸۵۔

رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَيْهِ فِيْ مَوَارِيْثَ لَمْ تَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ إِلَّا دَعْوٰهُمَا فَقَالَ مَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ فَقَالَ الرَّجُلَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَقِّيْ هٰذَا لِصَاحِبِيْ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ إِذْهَبَا فَاقْتَسِمَا وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهِمَا ثُمَّ لِيَحَلِّلْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا صَاحِبَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ إِنَّمَا أَقْضِيْ بَيْنَكُمَا بِرَأْيِيْ فِيْمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيْهِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

میراث کے بارے میں دو آدمی جھگڑتے ہوئے آئے ان دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہ تھا صرف دونوں کا دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا: جس کے لیے اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں اور حقیقت میں اس کا حق تھا نہیں تو میں نے اس کو آگ کا ایک انگارہ دے دیا ہے، یعنی بلا گواہ کے صحیح ثبوت نہیں مل رہا ہے اور میں اجتہاد سے فیصلہ کروں گا ممکن ہے کہ وہ فیصلہ اجتہادی صحیح نہ ہو جس کا حق تھا اس کو نہیں دیا اور جس کو حق نہیں تھا اس کو دے دیا اور لینے والے کو معلوم ہے میرا حق نہیں ہے بلکہ میرے بھائی کا حق ہے تو میں نے اس کو آگ کا ایک انگارہ دیا ہے اس کا لینا درست نہیں ہے۔ یہ سن کر ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنا حق اپنے بھائی کو دے دیا۔ یعنی میں اپنا حق چھوڑ دیتا ہوں اور سب کچھ اپنے بھائی کو دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ تم دونوں اس کو آپس میں تقسیم کرلو اور انصاف کے ساتھ تقسیم کرو۔ جب اس کے دو حصے کرلو ان دونوں حصوں پر قرعہ اندازی کرو، پھر تم میں ہر ایک اپنے حصے کو دوسرے کے لیے حلال کر دے اور معاف کر دے۔ اور ایک روایت میں آپ نے یوں فرمایا ہے کہ جس چیز کے بارے میں کوئی وحی وغیرہ نہیں نازل ہوئی ہے اس کے بارے میں اپنے اجتہاد سے فیصلہ کر دیتا ہوں اور اس میں خطا کا احتمال ہوتا ہے تو خطا کی صورت میں دوسرے کے لیے لینا درست نہیں ہے۔

٣٧٧١۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلَيْنِ تَدَاعَيَا دَابَّةً وَأَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةً أَنَّهَا دَابَّتُهُ نَتَجَهَا فَقَضٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

۳۷۷۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو شخصوں نے ایک جانور کے بارے میں دعویٰ کیا اور دونوں نے اس پر اپنا اپنا گواہ قائم کر دیا۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ مادہ پر نر کو چھوڑ کر جنوایا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے فیصلہ کر دیا جس کے ہاتھ میں تھا، یعنی جس کے قبضے میں وہ جانور تھا اس کو دلوا دیا۔ (شرح السنہ)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبضے والے کی گواہ ہی کا اعتبار کیا۔

٣٧٧٢۔ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلَيْنِ إِدَّعَيَا بَعِيْرًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا شَاهِدَيْنِ فَقَسَمَهُ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ له وللنسائي وَابْنِ مَاجَةَ أَنَّ رَجُلَيْنِ

۳۷۷۲۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو شخصوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک اونٹ کا دعویٰ کیا اور دونوں نے دو گواہ اپنے اپنے دعوے کے مطابق پیش کر دیے تو رسول اللہ ﷺ نے اس اونٹ کو ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) اور ابن ماجہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ دو شخصوں نے ایک اونٹ کا دعویٰ

٣٧٧١۔ اسناده ضعيف جدا۔ شرح السنة ١٠/ ١٠٦ ح ٢٥٠٤، كتاب الام ٢/ ٢٣٨۔ ابراہیم بن یحییٰ متروک راوی ہے۔

٣٧٧٢۔ ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الاقضية باب الرجلين يدعيان شيئا ٣٦١٥، ٣٦١٣۔ نسائی كتاب آداب القضاء باب القضاء فيمن لم تكن له بينه ٥٤٢٦۔ ابن ماجه كتاب الاحكام باب الرجلين بدعيان السلعة ٢٣٣٠۔ سنداً و متناً مضطرب ہے۔

إِدَّعَيَا بَعِيْرًا لَيْسَتْ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا.

کیا اور ان دونوں میں سے جن کے پاس کوئی گواہ نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس اونٹ کو دونوں کے قبضے میں تقسیم کر دیا۔ یا کسی تیسرے کے قبضے میں ہو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ متعدد واقعہ ہے۔

٣٧٧٣۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أن رجلين إختصما فى دابة وليس هما بينة فقال النبى ﷺ إستهما على اليمين۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوِدَ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٧٧٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو شخصوں نے ایک جانور کے بارے میں جھگڑا کیا اور ہر ایک نے دعوی کیا کہ یہ جانور میرا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہ تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم کھانے پر ان دونوں پر قرعہ اندازی کرو۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

٣٧٧٤۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ حَلَفَهُ إِحْلِفْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ هُوَ مَالَهُ عِنْدَكَ شَيْءٌ يَعْنِي لِلْمُدَّعِيْ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوِدَ

٣٧٧٤۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جو قسم دینے کا ارادہ کر رہا تھا فرمایا: تم اس طرح سے قسم دو کہ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ مدعی کی کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

٣٧٧٥۔ وَعَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِيْ فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ إِحْلِفْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذًا يَحْلِفُ وَيَذْهَبُ بِمَالِيْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا الْآيَة۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوِدَ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٧٧٥۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے اور ایک یہودی کے درمیان ایک زمین تھی، یعنی ہم دونوں کے درمیان مشترک تھی۔ اس نے میرے زمین ہونے کا انکار کر دیا اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لے آیا آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تیرے پاس گواہ ہے؟ میں نے کہا نہیں، آپ نے اس یہودی سے کہا کہ تم قسم کھالو وہ یہودی قسم کھانے کے لیے آمادہ ہو گیا، میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ یہودی جھوٹی قسم کھا کر میری زمین پر قبضہ کر لے گا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿ان الذين يشترون بعهد الله وايمانهم ثمنا قليلا اولئك لا خلاق لهم فى الاخر ولا يكلمهم الله ولا ينظر اليهم يوم القيمه﴾ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

توضیح: یعنی جو لوگ مول لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اقرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا سا مول ان کا کچھ حصہ آخرت میں نہیں ہے اور نہ بات کرے گا اللہ تعالیٰ ان سے اور نہ ان کی طرف قیامت کے دن نگاہ کرے گا۔

٣٧٧٦۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَ مَوْتَ إِخْتَصَمَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ

٣٧٧٦۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک کندی اور ایک حضرمی کے درمیان ایک زمین کے بارے میں جھگڑا ہو گیا دونوں مل کر

٣٧٧٣۔ صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الاقضية باب الرجلين بدعيان شيئا ٣٦١٨۔ ابن ماجه كتاب الاحكام باب القضاء بالقرعة ١٣٤٦.

٣٧٧٤۔ ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الاقضية باب كيف اليمين ٣٦٢٠۔ عطاء بن السائب مختلط راوی ہیں۔

٣٧٧٥۔ صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الاقضية باب اذا كان المدعى عليه ذميا ايحلف ٣٦٢١۔ ابن ماجه كتاب الاحكام بال البينة على المدعى ٢٣٢٢۔ صحيح بخارى ٢٣٥٧۔ مسلم ١٣٨ :

٣٧٧٦۔ حسن۔ سنن ابى داؤد كتاب الاقضية باب الرجل يحلف على علمه۔ ٣٦٢٢۔ ٣٢٤٤.

أَرْضٍ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنْ أَرْضِي إِغْتَصَبَنِيْهَا أَبُوْ هٰذَا وَهِيَ فِيْ يَدِهِ قَالَ ((هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟)) قَالَ لَا وَلٰكِنْ أُحَلِّفُهُ وَاللّٰهِ مَا يَعْلَمُ أَنَّهَا أَرْضِي إِغْتَصَبَنِيْهَا أَبُوْهُ فَتَهَيَّا الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَقْطَعُ أَحَدٌ مَالاً بِيَمِيْنٍ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ أَجْذَمُ)) فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضُهُ رواه أَبُوْدَاودَ

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بیان کیا کہ یمن میں ہماری زمین ہے۔ حضرمی نے کہا یا رسول اللہ! یہ میری زمین ہے اس کے باپ نے زبردستی اس پر قبضہ کرلیا ہے اور وہ زمین میرے قبضے میں ہے آپ نے دریافت فرمایا: تیرے پاس گواہ ہے اس نے کہا نہیں لیکن میں اس سے اس طرح قسم کھلاؤں گا کہ خدا کی قسم! وہ نہیں جانتا ہے کہ یہ میری زمین ہے میرے باپ نے اسے زبردستی چھین لیا کندی قسم کھانے کے لیے تیار ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی کے مال پر جھوٹی قسم کھا کر قبضہ کرے وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ کوڑھی ہوگا اور اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا' کندی نے یہ سن کر کہا یہ زمین اسی کی ہے۔ (ابوداؤد)

جھوٹی قسم کبیرہ گناہ ہے

٣٧٧٧- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْيَمِيْنُ الْغُمُوْسُ وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللّٰهِ يَمِيْنُ صَبْرٍ فَأَدْخَلَ فِيْهَا مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ إِلَّا جُعِلَتْ نُكْتَةٌ فِيْ قَلْبِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ))- رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

٣٧٧٧- حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم کھانا ہے جس نے جھوٹی قسم کھا کر ایک مچھر کے پر کے برابر ناحق مال لینے کا دعویٰ کیا۔ تو قیامت تک اس کے دل میں ایک نکتہ یعنی داغ لگایا جائے گا، یعنی اس کے جھوٹی قسم کھانے کی وجہ سے سزا پائے گا۔ (ترمذی)

٣٧٧٨- وَعَنْ جابر رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عِنْدَ مِنْبَرِيْ هٰذَا عَلٰى يَمِيْنٍ وَلَوْ عَلٰى سِوَاكٍ أَخْضَرَ إِلَّا تَبَوَّءَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ أَوْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ))- رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَبُوْدَاودَ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٧٧٨- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے اس منبر پر جھوٹی قسم کھائے اگرچہ ایک سبز پیلو کی مسواک پر ہو تو اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا یا اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی۔ (مالک' ابوداؤد و ابن ماجہ)

توضیح: منبر کی قید اس لیے لگادی ہے کہ وہ محترم جگہ ہے اور ایسی جگہ قسم کے وبال اور خدا کی قہر زیادہ ہوتی ہے۔

٣٧٧٩- وَعَنْ خريم بن فاتك رضی اللہ عنہ صَلّٰى

٣٧٧٩- حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٣٧٧٧- حسن- سنن الترمذی کتاب التفسیر القرآن باب ومن سورة نساء- ٣٠٢٠.

٣٧٧٨- صحیح- سنن ابی داؤد کتاب الایمان والنذور باب ماجاء فی تعظیم الیمین عند منبر النبی ٣٢٤٦- ابن ماجه کتاب الاحکام باب الیمین عند مقاطع الحقوق ٢٣٢٥- موطا الامام مالك کتاب الاقضیة باب ماجاء فی الحث علی منبر رسول الله ٢/ ٧٢٧ ح ١٤٧٢.

٣٧٧٩- اسناده ضعیف- سنن ابی داؤد کتاب الاقضیة' باب فی شهادة الزور ٣٥٩٩- ترمذی ٢٢٩٩- ابن ماجه کتاب الاحکام باب شهادة الزور ٢٣٧٢- حبیب بن نعمان مستور ہے۔

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صلوة الصبح فلما انصرف قال قائمًا فقال عدلت شهادة الزور بالإشراك بالله ثلث مرات ثم قرأنا فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوِدَ وَابْنُ مَاجَةَ

نے فجر کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر خطبے میں فرمایا: جھوٹی گواہی شرک باللہ کے برابر ہے اور اس لفظ کو تین دفعہ فرمایا اور پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء لله غير مشركين به﴾ بتوں کی پلیدگی سے بچو اور جھوٹی گواہی اور جھوٹی بات سے بچو۔ اللہ سے ڈرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔ (ابو داؤد وابن ماجہ)

٣٧٨٠۔ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ عن أيمن بن خريم إلا أن ابْنَ مَاجَةَ لم يذكر القرآئة

٣٧٨٠۔ اور اس کو احمد اور ترمذی نے ایمن بن خریم سے روایت کیا ہے۔

توضیح: یعنی جھوٹی گواہی کا گناہ شرک کے برابر ہے کیونکہ شرک بھی جھوٹ اور جھوٹی گواہی بھی جھوٹ ہے، اس لیے دونوں گناہ ہیں۔

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں یہ اپنے اسلام لانے کا خود واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے کچھ اونٹ گم ہو گئے میں ان کی تلاش میں باہر نکلا بہت دور جنگل میں وہ مجھ کو مل گئے لیکن اتنے میں شام ہوگئی اور میں نے جاہلیت کے دستور کے مطابق اونچی آواز میں کہا میں اس جنگل کے سردار کی پناہ پکڑتا ہوں جونہی میں نے یہ الفاظ کہے تو فوراً ایک آواز غیب سے آئی اور یہ اشعار مجھے سنائی دینے لگے:

ويحك عذ بالله ذی الجلال
والمجد والنعماء والافضال
منزل الحرام والحلال
ووحد الله ولا تبال
و ما هو ذی الجن من الاهوال
واقراء ايات من الانفال
اذ يذكر الله على الاميال
و فی سهول الارض والجبال
و صاركيد الجن فی سفال
الا التقى و صالح الاعمال

"افسوس تجھ پر اے جنوں کی پناہ لینے والے اللہ ذی الجلال کی پناہ لے جو بزرگی والا نعمتیں بخشنے والا اور فضل کرنے والا ہے۔ جو حلال اور حرام کے احکام جاری کرنے والا ہے اور اللہ کی توحید مان اور کچھ فکر نہ کر۔ جنوں سے ڈرنا اور خوف کرنا چھوڑ دے اور سورۂ انفال کی آیتیں پڑھ۔ ہر ہر منزل پر صرف اللہ کو یاد کر میدانوں ٹیلوں اور پہاڑوں پر اسی کا ذکر کر۔ جنوں کے مکرو فریب تو سب چلے گئے اب صرف پرہیز گاری اور نیک اعمال ہی کام آئیں گے۔"

٣٧٨٠۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب الشهادات باب ما جاء فی شهادة الزور ٢٣٠٠۔ مسند احمد ٤/ ٣٢١۔ زیاد عصفری مجہول ہے۔

خریم بن فاتک نے جب غیب کے یہ اشعار سنے تو وہ مارے خوف کے لرزنے لگے اور ان کے ہوش وحواس ٹھکانے نہ رہے، دل کڑا کر کے جب ذرا سنبھلے تو کہنے لگے۔

یا ایها الداعی ماتول

ارشد عندك ام تضليل

هذا رسول الله ذو الخيرات

بيثرب يدعوا الى النجات

جاء بياسين و حميمات

و سور بعد مفصلات

محرمات و محللات

يامر بالصوم بالصلوٰة

و يزجر الناس عن الهنات

قد كن فى الانام منكرات

''اے بلانے والے جوتو مجھے کہہ رہا ہے کیا یہ ہدایت کی بات ہے یا گمراہی ہے۔ یہ ہیں اللہ کے رسول بھلائیوں والے نیکیوں والے مدینہ منورہ میں بلاتے ہیں لوگوں کو نجات کی طرف۔ جو قرآن مجید میں سورۂ یٰسین اور حامیم والی صورتیں لے کر آئے ہیں اور ان کے بعد بہت سی مفصل کی سورتیں لے کر آئے ہیں۔ ان سورتوں نے حلال اور حرام کے احکام واضح کر دیئے ہیں اور یہ رسول پاک روزے اور نماز کا حکم دیتے ہیں۔ اور برے کاموں سے منع کر رہے ہیں اور روئے زمین کی بدیوں کو ملیامیٹ کر رہے ہیں۔''

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ پر خوف طاری ہو گیا تھا میں سخت ڈرا کہ کون میرے ساتھ مصروف مکالمہ ہے، بڑی ہمت و جرأت کے ساتھ میں نے کہا اے اشعار پڑھنے والے بتاؤ کہ تم کون ہو؟

جواب ملا کہ میرا نام مالک ہے میں مسلمان جن ہوں رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو نجد کی طرف مسلمان جنوں کا امیر بنا کر بھیجا ہے میں ان سب کا سردار ہوں میں اس جنگل سے گزر رہا تھا کہ تو نے جنگل کے سردار جن سے پناہ چاہی یہ شرکیہ الفاظ سن کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی اور تجھ کو تبلیغ کرنے لگا کہ شرک چھوڑ کر توحید کے راستے پر چل موحدین مافوق الاسباب چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کو پکارنا اور اسی کی پناہ میں آنا چاہیے اے انسان میں نے دین اسلام کو قبول کر لیا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت میری رگ رگ میں سما گئی ہے کیونکہ مجھے ان سے ہدایت ملی ہے۔

خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ نے کہا اے مالک! امیر جنات تمہاری گفتگو سن کر میرے دل میں خدا کے رسول کی زیارت کا شوق پیدا ہو گیا ہے اگر اس وقت کوئی میرے اونٹوں کی حفاظت کرنے والا ہوتا تو میں یہاں سے سیدھا مدینہ منورہ پہنچ کر داعی اسلام کے زیارت کا شرف حاصل کرتا اور مسلمان ہو جاتا امیر جنات نے کہا کہ اگر یہ عزم ہے تو تم مدینہ منورہ چلے جاؤ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے اونٹ تمہارے گھر پہنچا دوں گا خریم بن فاتک یہ بات سن کر مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے، وہ باغ باغ ہو گئے اور ایک اونٹ پر سوار ہو مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے حضرت خریم بن فاتک کہتے ہیں کہ جب میں روانہ ہوا تو امیر جنات نے مجھے دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

صاحبك الله و سلم نفسكا
و بلغ الاهل و ادى رحلكا
امن به افلح ربى حقكا
وانصره اعز ربى نصركا

''خدا تیرا ساتھ دے اور تیری جان سلامت رکھے، تجھے بھی اور تیری سواری کو بھی منزل مقصود پر پہنچا دے تو ان پر ایمان لا اللہ تعالیٰ تجھے نجات دے اور تو اس کے دین میں مدد کر خدائے برتر تیری مدد کرے۔''

خریم بن فاتک چلتے چلتے مدینہ منورہ تک پہنچ گئے مسجد نبوی کے نزدیک اونٹ سے اترے یہ جمعہ کا دن تھا مسجد میں لوگ جمعہ کے لیے آئے ہوئے۔ تھے حضرت خریم کہتے ہیں کہ میں نے اونٹ کو وہاں باندھ دیا اور دل میں سوچ رہا تھا کہ نماز کے بعد خدمت اقدس میں حاضر ہوں گا ابھی اسی سوچ میں تھا کہ دو صحابی میری طرف آئے ایک حضرت ابوذر اور دوسرے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما انہوں نے مجھ کو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اندر بلا رہے ہیں، میں دل میں بے حد خوش ہوا اور طہارت اختیار کر کے مسجد کے اندر چلا گیا اور دیکھا کہ خدا کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے ہیں خدا کی قسم! مجھے ایسا دکھائی دیا کہ چودھویں رات کا چاند نور برسا رہا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

سرور اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیونکہ سب حالات بذریعہ وحی معلوم ہو چکے تھے ((ما فعل البشيخ الذى ضمن لك ان يودى ابلك الى اهلك سالم اما انه قد اداها الى اهلك سالمة)) خریم بن فاتک تمہیں معلوم ہے کہ جس شیخ امیر جنات نے تم سے وعدہ کیا گھر پہنچا دیئے ہیں۔

خریم بن فاتک نے کہا اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا اللہ اس پر اپنی رحمت نازل کرے خریم بن فاتک نے جی بھر کے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور اشهد ان لا اله الا الله پڑھ کر مشرف باسلام ہو گئے رضی اللہ عنہ۔

حضرت خریم کہتے ہیں کہ جمعہ کے خطبہ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی وہ یہ ہے: ((ما من مسلم توضا فاحسن الوضوء ثم صلى صلوٰة يحفظها و يعقلها الا دخل الجن.)) جو شخص سنوار کر سنت کے مطابق وضو کرے پھر حفاظت کے ساتھ سمجھ کر نماز ادا کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (طبرانی۔ منتخب کنزل العمال برحاشیہ مسند امام احمد)

۳۷۸۱۔ وَعَنْ عائشة رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لا تجوز شهادة خائن ولا خائنة ولا مجلود حدًا ولا ذى غمر على أخيه ولا ظنين فى ولاء ولا قرابة ولا القانع مع أهل البيت))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ويزيد بن زياد المشقى الراوى منكر الحديث

۳۷۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ (۱) خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی۔ (۲) جس پر تہمت حد لگائی گئی ہو۔ (۳) دشمنی کرنے والے کی اپنے بھائی پر۔ (۴) اور نہ اس غلام کی جو اپنی مالک کے سوا دوسرے شخص کو اپنا مالک ظاہر کرے۔ (۵) اور نہ اس کی گواہی معتبر ہوگی جو اپنی نسل کو دوسرے سے ثابت کرے، یعنی غیر باپ کو باپ سمجھے، اور خادم و ملازم کی اپنے گھر والوں کے بارے میں۔ (ترمذی) یہ حدیث غریب ہے اور یزید بن زیاد راوی منکر ہے۔

۳۷۸۱۔ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الشهادات باب ما جاء فيمن لا تجوز شهادته ۲۲۹۸۔ یزید بن زیاد ضعیف ہے۔

زانی اور خائن کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی

٣٧٨٢۔ وَعَنْ عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال ((لا تجوز شهادة خائن ولا خائنة ولا زان ولا زانية ولاذى غمر على أخيه ورد شهادة القانع لأهل البيت))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاودَ

۳۷۸۲۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور دادا سے نقل کر کے یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا: خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد اور زنا کرانے والی عورت کی گواہی معتبر نہیں ہوگی اور نہ دشمنی کرنے والے کی اپنے بھائی پر اور آپ نے اس شخص کی گواہی کو بھی رد کر دیا ہے جو گھر والوں کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو جیسے غلام خادم یا قریب رشتے دار جو ایک ہی گھرانے میں ایک جگہ کھاتے پیتے ہوں۔ (ابوداؤد)

٣٧٨٣۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الله ﷺ قالَ ((لا تجوز شهادة بدوى على صاحب قرية))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاودَ وَابْنُ مَاجَةَ

۳۷۸۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیہاتی کی گواہی شہر کے رہنے والے پر قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ صحیح معاملے سے واقف نہیں ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

٣٧٨٤۔ وَعَنْ عوف بن مالك رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قضى بين رجلين فقال المقضى عليه لما أدبر حسبى الله ونعم الوكيل فقال النبى ﷺ ((إن الله تعالى يلوم على العجز ولكن عليك بالكيس فإذا غلبك أمر فقل حسبى الله ونعم الوكيل))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاودَ

۳۷۸۴۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان میں فیصلہ کیا جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے جاتے وقت ﴿حسبی الله ونعم الوکیل﴾ کہا یعنی میرا اللہ مجھ کو کافی ہے اور وہ کارساز ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حماقت اور نادانی پر ملامت کرتا ہے۔ تمہیں ہوشیاری اور سمجھداری سے کام لینا ضروری تھا کہ اس قسم کے معاملے میں گواہ بنا کر پیش کرتے اور دعوے کے ثبوت میں دلیل و حجت پیش کرتے اس احتیاط کے باوجود اگر ہار جاؤ تو ﴿حسبی الله ونعم الوکیل﴾ کہو۔ (ابوداؤد)

٣٧٨٥۔ وَعَنْ بهز بن حكيم رضی اللہ عنہ عن أبيه عن جده أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حبس رجلاً فى تهمة۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاودَ وزاد التِّرمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ثم خلى عنه

۳۷۸۵۔ حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کسی تہمت کے معاملے میں قید کر دیا تھا یعنی حوالات میں ڈال دیا تھا تحقیق کے بعد جب بری اور بے قصور ثابت ہوا تو اسے چھوڑ دیا۔ (ابوداؤد، ترمذی و نسائی)

٣٧٨٢۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الاقضية باب من ترد شهادته ٣٦٠٠، ٣٦٠١.

٣٧٨٣۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد کتاب الاقضية باب شهادة البدوى ٣٦٠٢۔ ابن ماجه کتاب الاحكام باب من لا يجوز شهادة ٢٣٦٦.

٣٧٨٤۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد کتاب الاقضية باب الرجل يحلف ٣٦٢٧۔ بقیہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

٣٧٨٥۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الاقضية باب فی الحبس ٣٦٣٠۔ ترمذی کتاب الديات باب ما جاء فی الحبس ١٤١٧۔ نسائی کتاب قطع السارق باب امتحان السارق بالفسر والحبس، ٤٨٨، ٤٨٧٩.

توضیح: کیونکہ کسی نے تہمت کے بارے میں دعویٰ کیا تھا اس پر قرض ہے یا گناہ ہے تو نبی کریم ﷺ نے اس کو قید کیا تھا تاکہ مدعی کے دعوے کی سچائی گواہوں کے ساتھ معلوم ہو جائے۔ جب اس پر گواہ قائم نہ ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ قید کرنا احکام شرع سے ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٧٨٦۔ عَنْ عبد الله بن الزبير قال قضى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أن الخصمين يقعدان بين يدى الحاكم))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاودَ

٣٧٨٦۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدعی اور مدعی علیہ دونوں حاکم کے سامنے بیٹھائے جائیں گے۔ (ابوداؤد، احمد وحاکم)

❀❀❀❀

٣٧٨٦۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الاقضیة باب کیف یجلس الخصمان بین یدی القاضی ٣٥٨٨۔ مسند احمد ٤/ ٤ مصعب بن ثابت لین الحدیث ہے۔

كِتَابُ الْجِهَادِ

جہاد کا بیان

جہاد کے معنی محنت و مشقت و کوشش کے ہیں شرعی محاورے میں اسلامی احکام کی اشاعت کے لیے کوشش کرنا، خواہ ہاتھ سے ہو یا پیر سے یا زبان سے ہو یا قلم سے یا تلوار سے ہو یعنی اعلائے کلمۃ اللہ قانون الٰہی کو نافذ کرنے کے لیے ہر ممکن طریقے سے جدوجہد کرنا جہاد ہے خدا اور رسول کے مخالفین سے اگر جنگ کی نوبت آ جائے تو مدافعانہ حیثیت سے جنگ کرنا جہاد ہے۔ تمام شرائط کی موجودگی میں جہاد کرنا فرض ہے۔ قرآن مجید میں جہاد کے بارے میں بہت سی آیتیں ہیں جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

''تم پر جہاد فرض کیا گیا گو وہ تمہیں دشوار معلوم ہو، ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور دراصل وہی تمہارے لیے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لیے بری ہو حقیقی علم اللہ ہی کو ہے تم محض بے خبر ہو۔''

امام ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ دشمنان اسلام سے دین اسلام کے بچاؤ کے لیے جہاد کی فرضیت کا اس آیت میں حکم ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاد ہر شخص پر فرض ہے، خواہ لڑائی میں نکلے خواہ بیٹھا رہے بیٹھ رہنے والوں پر یہ فریضہ ہے کہ جب ان سے مدد طلب کی جائے وہ امداد کریں، جب ان سے فریاد کی جائے یہ فریاد رسی کریں۔ جب انہیں میدان جنگ میں بلایا جائے یہ نکل کھڑے ہوں۔

صحیح حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مر جائے اور اس نے نہ تو جہاد کیا ہو نہ اپنے دل میں جہاد کی بات چیت کی ہو، وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور حدیث میں ہے فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں رہی ہاں جہاد اور نیت ہے اور جب تم سے جہاد کے لیے نکلنے کو کہا جائے تو نکل کھڑے ہو جایا کرو یہ حکم مکہ کی فتح کے دن فرمایا تھا، پھر فرمایا ہے کہ حکم جہاد گو تم پر بھاری پڑے گا اور اس میں تمہیں مشقت اور تکلیف نظر آئے گی کیونکہ ممکن ہے قتل بھی کیے جاؤ ممکن ہے زخمی ہو جاؤ۔ پھر سفر کی تکلیف دشمنوں یورش وغیرہ لیکن سمجھو تو کہ ممکن ہے تم برا جانو اور ہو تمہارے لیے اچھا کیونکہ اسی سے تمہارا غلبہ ہے اور دشمن کی پامالی ہے۔ کسی چیز کو اپنے لیے اچھا جانو اور وہی تمہارے لیے بری ہیں۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک چیز کو چاہتا ہے لیکن فی الواقع نہ اس میں مصلحت ہوتی ہو نہ خیر و برکت۔ اسی طرح گو تم جہاد نہ کرنے میں اچھائی سمجھو لیکن دراصل وہ تمہارے لیے زبردست برائی ہے کیونکہ اس سے دشمن تم پر غالب آ جائے گا اور دنیا میں قدم نکالنے کو بھی تمہیں جگہ نہ ملے گی تمام کاموں کے انجام کا علم محض پروردگار عالم کو ہی ہے وہ جانتا ہے کون سا کام تمہارے لیے انجام کے لحاظ سے اچھا ہے اور کون سا برا ہے وہ اسی کا حکم دیتا ہے جس میں تمہارے لیے عمدگی اور دونوں جہان کی بہتری ہو تم اس کام کو دل و جان سے قبول کر لیا کرو اور اس کے ہر ہر حکم کو کشادہ پیشانی سے مان لیا کرو اسی میں تمہارے لیے بھلائی اور بہتری و عمدگی ہے۔

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ نے صدائے حق میں اسی جہاد کے سلسلے میں کیا خوب تحریر فرمایا ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ اور امر بالمعروف

یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے جن کو قرآن کریم نے جہاد فی سبیل اللہ جامع و مانع لقب سے یاد کرتا ہے اور اس کو قیام اسلام کا مقصد اصلی اور مسلمانوں کے تمام اعمال وعبادات کا مبداء حقیقی قرار دیتا ہے۔

جہاد لفظ جہد سے ہے جس کے معنی محنت 'تعب' مشقت اور کسی کام کے لیے سخت تکلیف برداشت کرنے کے ہیں، پس جہاد کی تعریف یہ ہے: استفراغ الوسع فی مدافع انعل و ظاهرا و باطنا (مفردات امام امرغب) دشمن کے حملے کی مدافعت میں اپنی پوری طاقت اور قوت سے کوشش کرنا وہ دشمن ظاہری حملہ آور ہو، مثلا: اعدائے دین وملت اور ان کا حرب وقتال یا باطنی جیسے نفس بظاہر شیطان۔

اسلام کا مقصد اصلی دنیا میں قیام حق وصداقت اور دفع باطل وضلالت ہے، یعنی امر بالمعروف ونہی المنکر، خواہ کسی صورت اور کسی شکل میں ہو اور یہ ممکن نہیں جب تک کہ ان تمام باطل پرستیوں اور گمراہیوں کو دور نہ کیا جائے جن کو حق کی ضد حقیقی یعنی قوت شیطانی مختلف مظاہر و اشکال میں ہمیشہ پیدا کرتی رہتی ہے، پس اس بنا پر ہر طرح کی انسانی گمراہی کے دور کرنے کے لیے سعی کرنا اور باطل وظلم کے مقابلہ میں حق و عدل کا حامی ہونا عین مقصد اسلام وعلت ظہور رسالت وسبب نزول شریعت ہے اور اسی نصرت حق ودفع باطل کی سعی وکوشش کا نام اصطلاح قرآنی میں ''جہاد فی سبیل اللہ'' اس مطلب کو زیادہ واضح کرنے کے لیے یوں سمجھئے کہ امر بالمعروف اسلام کا مقصد اصلی ہے لیکن امر بالمعروف اسلام کا مقصد اصلی ہے لیکن امر بالمعروف ہو نہیں سکتا جب تک کہ نہی عن نہ کیا جائے۔ امر بالمعروف کے معنی ہیں نیکی اور صداقت کی طرف بلانا اور اس کا حکم دینا اور نہی عن سے مقصود ہے برائیوں اور گمراہیوں کو روکنا لیکن نیکی اور صداقت تو برائیوں کے دور ہونے ہی کا نام ہے۔ اور روشنی کے معنی میں بھی ہیں کہ تاریکی نہ ہو کپڑا صاف کیسے رہ سکتا ہے جبکہ آپ اسے سیاہ دھبوں سے نہ بچالیں گے، پس امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن ناگزیر ہے اور نہی عن ہی کا دوسرا نام ''جہاد فی سبیل اللہ'' ہے۔

صاحب مفردات نے نہایت اچھا لفظ ظاہرا وباطنا کا رکھ دیا ہے۔ یہ باطل پرستی وضلالت کا استیلا کبھی تو انسانوں کے غولوں اور ان کی خوں ریز ہتھیاروں کی صورت میں ہو سکتا ہے اور کبھی اعتقادات اور اعمال وافعال کی صورت میں، کبھی ضلالت تلوار و تفنگ ہاتھ میں لے کر مسجدوں کے محرابوں اور اذان کے مناروں پر علانیہ قبضہ کرنا چاہتی ہے تاکہ پرستاران حق کو نابود کرے اور کبھی خیالات وعقائد کے مخفی ہتھیار لے کر چپکے چپکے ان انسانی قلوب اور اذہان کو مسخر کرنا چاہتی ہے جو حق کی پرستش کی مخفی مگر حقیقی عبادت گاہیں ہیں کبھی وہ جنگ کی تلوار لے کر نکلتی ہے اور کبھی فریب کا دام وکمند کبھی اس کے ہاتھ توپوں کے مشتعل کرنے کا فتیلہ ہوتا ہے' اور کبھی زہر آلود جام شربت دونوں قوت شیطانی کے مظہر اور دونوں اس کی حکومت ظاہر و مخفی فوج ہیں، پس جہاد کے معنی یہ ہیں کہ جب گمراہی کا ظہور جنگ کے ہتھیاروں کی صورت میں ہو تو پرستاران حق وامانت داران توحید کے ہاتھ میں بھی تیغ جہاد ہو۔

نفس وشیطان کی پھیلائی

اور یہ دشمن ظاہری کے مقابلہ میں مدافعت ہے لیکن جہاں گمراہی کا ظہور نفس وشیطان کی پھیلائی ہوئی باطل پرستی اور جہل وضلالت کو اعتقادات واعمال اور اوہام وخیالات کی شکل میں ہو تو وہاں مومن ومسلم کو امر بالمعروف ونہی عن کے اسلحہ کے ذریعہ سے اپنی زبان اور قلم سے اس کے دفع وابطال میں جہاد کرنا چاہیے اور یہ باطنی دشمنی کے مقابلے میں مدافعت ہے۔

تشریح معنی جہاد

یہی سبب ہے کہ متعدد احادیث میں حکم جہاد کی تشریح کی گئی ہے اور قلب ضمیر کی ان تمام کوششوں کو جو نفس وشیطان کے مقابلے میں کی جائیں جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مثلاً فرمایا: ﴿جاهدوا اهوائكم تجاهدون اعدائكم﴾ اپنے ہوائے نفس کے مقابلہ میں ہتھیاروں

سے جہاد کرتے ہو اور فی الحقیقت یہی جہاد اکبر ہے ایک دوسری حدیث میں جس کو نسائی اور ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے زیادہ توضیح فرمائی ہے کہ: ﴿جاھدوا المشر کین بانفسکم و اموالکم و السنتکم﴾ باطل پرستی کے مقابلہ میں اپنی جان اپنے مال اور اپنی زبان کے ذریعہ جہاد کرو۔ یعنی فرض جہاد کبھی حرب وقتال کی صورت میں کبھی اعلان حق کے لیے مال لگانے کی صورت میں اور کبھی زبان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شکل انجام پاتا ہے۔

اسلام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے آیا اور امر بالمعروف اور جہاد دونوں ایک ہی حکم کے دو نام ہیں، پس ہر وہ کوشش جو حق کے لیے ہو اور ہر وہ صرف مال جو سچائی اور نیکی کی خاطر ہو۔ ہر وہ محنت ومشقت جو صداقت کے نام پر ہو ہر وہ تکلیف ومصیبت جو اپنے جسم و جان پر راہ حق میں برداشت کی جائے ہر وہ قید خانے کی زنجیر اور بیڑی جو اعلان حق کی وجہ سے پاؤں پڑے، ہر وہ پھانسی کا تختہ جس پر جمال حق وصداقت کا عشق لے جا کر کھڑا کر دے، غرضیکہ ہر قربانی جو بذریعہ جان ومال اور زبان وقلم سچائی اور حق کی راہ میں کی جائے جہاد فی سبیل اللہ ہے اور معنی جہاد میں داخل ہے۔ تم اپنا روپیہ اس کے نام پر لٹاؤ اپنی گردنوں سے خون کا سیلاب بہاؤ۔ گردن کو طوق سے ہاتھوں کی ہتھکڑیوں سے پاؤں کو زنجیروں کے زیور سے حسن حق پرستی کا جلوہ گاہ بناؤ زبان سے حق کا اعلان کرو اور قلم کی توہین وتذلیل شیاطین ضلالت کے لیے وقف کر دو اس کو عزت دو جو حق کی عزت کرتا ہے اور اس کو ذلیل کرو جو حق کو ذلیل کرنا چاہتا ہے دنیا کے رشتوں کو اللہ کے رشتے پر ترجیح دو اور سب سے کٹ جاؤ تاکہ اس کے ہوسکو حق کی خاطر دوست بنو اور حق کی خاطر دشمن، نیکی کے آگے تمہاری گردن جھکی ہوتی لیکن بدی کے آگے بلند ومغرور رہو!

ان تمام حالتوں میں سے کوئی بھی حالت ہو دراصل جہاد فی سبیل اللہ اور مقام امر بالمعروف اور نہی عن میں داخل ہے اور جس خوش نصیب کو تائید الٰہی اس کی توفیق دے وہ مجاہد فی سبیل اللہ کے خطاب کا مستحق۔

حقیقت جہاد اور حقیقت اسلامیہ

یہی سبب ہے کہ حکم جہاد۔ اسلام کے ساتھ لازم وملزوم ہے اور کوئی ہستی مسلم وموحد نہیں ہوسکتی جس وقت تک مجاہد نہ ہو۔ کیا نہیں دیکھتے کہ قرآن کریم میں ہر جگہ جہاد فی سبیل اللہ کو مسلم کی خصوصیات میں سے شمار کیا ہے؟

﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ﴾

''اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو حق جہاد کرنے کا ہے اس نے تم کو تمام دنیا کی قوموں میں سے برگزیدگی اور امتیاز کے لیے چن لیا پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جس میں تمہارے لیے کوئی رکاوٹ نہیں، یہی ملت تمہارے لیے کوئی مورث اعلیٰ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی ہے اور اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے گزشتہ زمانوں میں بھی اور اب بھی تاکہ رسول تمہارے لیے اور تم تمام عالم کی ہدایت اور نجات کے لیے شاہد ہو پس اللہ کے رسی کو مضبوط پکڑو جان ومال دونوں کو اس کی عبادت میں لٹاؤ، وہی تمہارا ایک آقا ومالک ہے اور پھر جس کا خدا مالک وحاکم ہو اس کا کیا اچھا مالک ہے اور کیسا قوی مددگار۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تمام عالم میں فضیلت وبزرگی عطا فرمانے کی بشارت دی! حضرت ابراہیم کی طرف اشارہ کر کے ان کے اس اسوۂ حسنہ پر توجہ دلائی کہ انہوں نے راہ محبت الٰہی میں اپنے نفس کے جذبات اور اپنے فرزند عزیز کی جان قربان کر دی تھی اور تم انہی کے پیرو اور انہی کے ملت حنیفی کی طرف منسوب ہو ﴿اقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ﴾ کہہ کر جسم ومال دونوں کے ایثار وقربانی کی

تعلیم دی کہ فی الحقیقت نماز سے مقصود اپنی تمام نفسانی خواہشوں اور قوتوں پر عبودیت کے عجز و انکسار کی قربانی طاری کرنی ہے اور اس کے بخشے ہوئے سر کو اسی کی چوکھٹ پر رکھ دینا ہے اور زکوٰۃ کا حکم ایثار مال و دولت کا حکم دیتا ہے تاکہ انسان اپنی پیدا کی ہوئی دولت میں انفاق فی سبیل اللہ کو بطور ایک شریک کاروبار حق دار کے حصہ کے ہمیشہ تسلیم کرتا رہے اس کے امر بالمعروف و نہی عن کو نسبت ابراہیمی کی علت حقیقی قرار دیا اور کہا کہ تمہارا نام مسلم اس لیے رکھا گیا ہے تاکہ تم اعلان حق کر کے تمام عالم کے لیے گواہ بنو اور رسول تمہاری اطاعت کا شاہد ہو اور پھر تمام خصوصیات و خصائل کو آغاز آیت میں بطور نتیجہ بیان کے پیش کیا کہ: ﴿جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ یعنی جب کہ ان تمام فضائل و خصائل سے تم متصف کئے گئے ہو، پس تمہارا فرض ہے کہ اللہ اور اس کے کلمہ حق و صدق کی راہ میں جہاد کرو اور اس کے لیے اپنی انتہائی سعی اور تمام قوتیں وقف کر دو تاکہ حق جہاد تم سے ادا ہو سکے اور چونکہ اس حقیقت اسلامی اور اسوۂ ابراہیمی کے حاصل کرنے میں طرح طرح شدائد و مصائب اور امتحان و ابتلا ناگزیر تھے، پس آخر میں کہا: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ﴾ نفس کی ترغیبات وساوس سے متاثر اور باطل و ضلالت کے دنیوی ساز و سامان اور قوت و عظمت سے مرعوب مت ہو، صرف اللہ کے ہو جاؤ اور اس کے رشتے کو مضبوط پکڑ لو اوروں نے دنیا میں اپنے بہت سے آقا اور مالک بنا لیے ہیں مگر تمہارے لیے وہ سب اصنام و طواغیت ہیں تمہارا مالک ایک مالک الملک ہے پس اچھا وہ مالک ہے اور کیا اچھا مددگار۔ اسی پر بھروسہ کرو اور تمام عالم سے بے خوف و نڈر ہو جاؤ؟ ﴿اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَ اِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (انتهی کلام آزاد)

اور اسلام نے جہاد کو مخالفین کے مدافعہ و مقابلہ کے لیے مشروع کیا ہے، یعنی جب مخالف ابتداء جارحانہ حیثیت سے مسلمانوں پر حملہ کریں تو ان کے اس جارحانہ حملے کو روکنے کے لیے اور جان و مال اور عزت و آبرو بچانے کے لیے جہاد کا حکم دیا، جیسا کہ قرآن مجید کی آیت کریمہ سے ثابت ہوتا۔

﴿وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ○ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ○ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ○﴾

''لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ نہیں مارو جہاں بھی پاؤ اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے، سنو! فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے مسجد حرام کے پاس ان سے لڑائی نہ کرو جب تک کہ یہ خود تم سے وہاں نہ لڑیں' اگر وہ تم سے لڑیں تو تم بھی انہیں مارو۔ کافروں کا بدلہ یہی ہے اگر یہ باز آ جائیں تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے' ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ ہٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آ جائے اگر یہ رک جائیں تو تم بھی رک جاؤ' زیادتی تو صرف ظالموں پر ہی ہے۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اسلامی جہاد دشمن کے مدافعہ اور اس کے جارحانہ حملوں سے روکنا ہے نہ کہ لوٹ مار اور شر و فساد و بدامنی ہے اب آپ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے اس بیان کو پڑھئے جو انہوں نے الحرب فی القرآن کے ص: ۱۴ میں تحریر فرمایا:

الجہاد

اس لیے حقیقت جنگ کے انقلاب کے ساتھ اسلام نے ان تمام الفاظ و محاورات کو بھی یک لخت متروک کر دیا اور غزوات اسلامیہ کے

لیے صرف ایک سادہ لفظ جہاد کا استعمال کیا جس سے حرب کی طرح تو غیظ وغضب کے جذبات ظاہر ہوتے تھے نہ لوٹ مار' سلب ونہب اور وحشت کی بو آتی تھی بلکہ وہ صرف اس انتہائی کوشش پر دلالت کرتا ہے جو ایک اعلیٰ مقصد کے حصول کے لیے کی جاسکتی ہے خواہ بذریعہ تقویٰ ہو یا بذریعہ زبان' خواہ بذریعہ افعال جوارح ہو یا بواسطہ قبضہ شمشیر۔ ﴿لیس للانسان الا ما سعی﴾ انسان کو صرف اپنی کوششوں ہی کا صلہ مل سکتا ہے۔ قرآن کریم نے جنگ کے ہر موقع پر اس لفظ کا استعمال کیا ہے اور قرآن مجید کی اصطلاح میں اس کا اطلاق صرف جنگ وخون ریزی تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ عموماً اس کے ذریعہ سے عام ایثار ضبط خاموشی تزکیہ نفس اور اخلاق کا اظہار کیا گیا ہے؟''

﴿لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ص ۱۸۹ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ص ۶۹۲۲﴾

''لیکن رسول اور وہ لوگ جو رسول کے ساتھ ایمان لائے یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنی جان و مال دونوں سے جہاد کیا تمام بھلائیاں صرف انہیں کے لیے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں اور جن لوگوں نے ہمارے لیے جہاد ریاضت وسعی کی سو ہم ان کو اپنے پانے کے راستے بتائیں گے اور خدا صرف ارباب احسان ہی کے ساتھ ہے۔''

اس آیت میں جس جہاد نفس وروح کا ذکر کیا ہے، اسے آنحضرت ﷺ نے ام الاحادیث یعنی حدیث جبرئیل علیہ السلام میں بذیل تشریح احسان واضح تو کر دیا ہے۔ ((ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه)) خدا کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر اس طرح نہیں ہو سکتا تو کم از کم اس قدر استغراق تو ہو کہ گویا وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَ صَبَرُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے سخت آزمائش کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد اور صبر کیا اللہ کا فضل تیار ہے۔ خدا ایسی حماقتوں کے بعد بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ وہ مسلمان کامیاب ہیں جنہوں نے حق وصبر کی وصیت کی۔ ﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ص ۶۱۴﴾ خدا ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح استقلال کے ساتھ صف بستہ لڑتے ہیں گویا وہ جڑی ہوئی دیوار ہیں۔

ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی جہاد کی حقیقت صرف صبر واستقلال وضبط وایثار سے متقوم ہوتی ہے مال غنیمت اور اظہار وغیظ وغضب وغیرہ اس کی حقیقت میں نہ تو داخل ہیں۔ اور نہ اس کا خاصہ لازمی ہیں وہ محض بالکل عارضی چیزیں ہیں جہاد کا اصلی مقصد ان سے بہت اعلیٰ واشرف ہے یہی وجہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں طلب مال غنیمت پر عتاب الٰہی نازل ہوا: ﴿فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ بدر و قعوا في الغنائم قبل ان تحل لهم فانزل الله لَوْ لَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (ترمذی كتاب التفسير ص: ۵۰۳) جب واقعہ بدر پیش آیا تو صحابہ مال غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف ہو گئے حالانکہ وہ اس وقت تک حلال نہیں ہوا تھا اس پر خدا نے یہ آیت نازل کی کہ ﴿لمسکم﴾ اگر خدا کی مشیت نے اس کا فیصلہ نہ کر دیا ہوتا تو جو مال تم نے بطور غنیمت کے لوٹا ہے اس پر بہت بڑا عذاب نازل ہوتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے سب سے پہلے اور سب سے بڑے معرکہ جہاد میں غنیمت حرام تھی حالانکہ اگر اسلامی جہاد کا مقصد لوٹ مار ہوتا تو قریش کا کاروان تجارت اسلام کے دامن مقصود کو اچھی طرح بھر سکتا تھا اس لیے وہی اس کا بہترین موقع تھا اس کے بعد اگرچہ غنیمت حلال ہو گئی، تاہم اس سے جہاد کے ثواب اور نیتوں کے خلوص میں کمی آجاتی تھی۔

﴿ما من غازية تغزو في سبيل الله فيصيبون الغنيمة الا تعجلوا ثلثي اجرهم من الاخرة و يبقى

لهم الثلث و ان لم يصيبوا غنيمة ثم لهم اجرهم ﴾ (مسلم ج ٢ ص ١٤٠)

جو فوج خدا کی راہ میں لڑکر غنیمت حاصل کر لیتے ہے اس کے اخروی ثواب کا دوثلث اس کو فوراً مل جاتا ہے لیکن ایک ثلث باقی رہ جاتا ہے، پھر جب وہ لوٹ مار نہیں کرتی تو اس کو یہ ثلث بھی مل جاتا ہے جذبہ انتقام کے ایک اضطرارانہ اور بدرجہ آخر اظہار پر خود آنحضرت ﷺ کی خدا کی طرف سے متنبہ کیا گیا ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ تم کو اس کا کوئی حق نہیں یا تو خدا ان کی توبہ قبول کرلے گا یا ان کو عذاب دے گا کیونکہ وہ لوگ ظالم ہیں۔ (الحرب فی القرآن)

اب مندرجہ ذیل احادیثوں کو پڑھیے جو جہاد کے سلسلے میں آئی ہیں۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

٣٧٨٧۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَرَسُوْلِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ کَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَوْ جَلَسَ فِيْ أَرْضِهِ الَّتِیْ وُلِدَ فِيْهَا)) قَالُوا أَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ ((إِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

٣٧٨٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا اور نماز پڑھی اور رمضان کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ پر یہ لازم اور ضروری ہو گیا کہ اس کو جنت میں داخل کرے اللہ کے راستے میں جہاد کرے یا اپنے اس گھر میں بیٹھا رہے جہاں وہ پیدا کیا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا کیا ہم لوگوں کو اس بات کی خوشخبری نہ سنادیں؟ آپ نے فرمایا جنت میں ایسے سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے تیار کر رکھا ہے ہر دو درجوں کے درمیان میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے جب تم اللہ سے جنت مانگو تو جنت الفردوس مانگو کیونکہ جنت الفردوس جنت کے افضل اور اعلیٰ مقامات سے ہے اور اس کے اوپر خدا کا عرش اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ (بخاری)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان لانے اور نماز و روزہ ادا کرنے سے جنت میں داخل ہونے کے مستحق ہو جاتے ہیں حج کا بیان نہیں آیا یا تو اس لیے کہ اس وقت فرض ہوا نہیں ہوگا یا یہ کہ حج سب مسلمانوں پر فرض نہیں ہے، بلکہ مال داروں پر اور جہاد فرض کفایہ ہے ہر شخص پر فرض نہیں ہے مجاہدین کے بڑے بڑے درجے ہیں جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور آئندہ معلوم ہوگا۔

جہاد کرنے کی فضیلت

٣٧٨٨۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِيْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِآيَاتِ اللهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ

٣٧٨٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی ہمیشہ روزہ رکھنے والا اور ہمیشہ عبادت کرنے والا اور قران مجید کی تلاوت کرنے والا ہے وہ کبھی نہ

٣٧٨٧۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب درجات المجاهدين ٢٧٩٠ .

٣٧٨٨۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب افضل الناس مؤمن مجاهد ٢٧٨٧۔ مسلم كتاب الامارة باب فضل الشهادة ١٨٧٨، ٤٨٦٩ .

صِيَامٍ وَلاَ صَلاَةٍ حَتَّى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

روزہ رکھنے سے اور نہ نماز پڑھنے سے تھکتا ہے یہاں تک کہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس آ جائیں۔ (بخاری و مسلم)

اللہ مجاہد کے لیے ذمہ دار ہے

۳۷۸۹۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهِ لاَ يُخْرِجُهُ إِلاَّ إِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ أَنْ أَرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ أَوْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے ذمہ دار ہو گیا ہے کہ یا تو اس کو اجر اور غنیمت دے کر واپس کر لے یا بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے بشرطیکہ وہ اللہ اور رسول پر ایمان لا کر اور اس کی تصدیق کر کے یعنی خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلا ہو نہ دنیا طلبی کے لیے نہ ریا و نمود کے طور پر یعنی مجاہد اخلاص نیت کے ساتھ جہاد کرے گا یا تو اجر و غنیمت لے کر زندہ سلامت واپس کرے گا یا شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

۳۷۹۰۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ لاَ أَنَّ رِجَالاً مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لاَ تَطِيْبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّيْ وَلاَ أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلَ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلَ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! کہ اگر ان مومنوں کے دل میں سے رنج نہ ہوتا کہ میں ان کو چھوڑ کر جہاد کے لیے نکلوں میرے پاس اتنی سواریاں نہیں ہیں کہ سب کو ساتھ لے کر جاؤں کہ میں ہر پلٹن اور فوج و لشکر کے ساتھ نکلتا جو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے جاتا۔ خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! میری دلی آرزو ہے کہ میں اللہ کے راستے میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

اللہ کے رستے میں پہرہ دینے کی فضیلت

۳۷۹۱۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۹۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن چوکیداری کرنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی اللہ کے راستے میں مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت اور دشمنوں کے تاک میں رہنا ساری دنیا سے بہتر ہے۔ سبحان اللہ۔ اللہ کے دین کے لیے جدوجہد کی فضیلت اس سے زیادہ اور کیا ہو گی جب دین کے مخالف کی قوت توڑنے کی فکر میں اتنا بڑا ثواب ہے تو جہاد کرنے میں بھی کتنا بڑا ثواب ہے۔

۳۷۸۹۔ صحیح بخاری کتاب الایمان باب الجهاد من الایمان ۳۶۔ مسلم کتاب الامارة باب فضل الجهاد ۱۸۸۶، ۴۸۵۹ .

۳۷۹۰۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب تعفی الشهادة ۲۷۹۷۔ مسلم کتاب الامارة باب فضل الجهاد ۱۸۸۶، ۳۸۶۳ .

۳۷۹۱۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب فضل رباط یوم ۲۸۹۲۔ مسلم کتاب الامارة باب فضل الغدوة والروحة فی سبیل الله ۱۸۸۱، ۴۸۷۴ .

۳۷۹۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۹۲۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں صبح کو دوپہر تک یا شام کو دوپہر کے بعد سے غروب آفتاب تک چلنا ساری دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔(بخاری ومسلم)

۳۷۹۳۔ وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَ أَمِنَ الْفَتَّانَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۷۹۳۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بیان فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ اللہ کے راستے میں ایک دن اور ایک رات کی چوکیداری ایک مہینے کے روزوں اور شب بیداری اور تہجد گزاری سے بہتر ہے اگر وہ اسی حالت میں مرگیا تو قیامت تک اس کے عملوں کا اسے ثواب ملتا رہے گا جو وہ کر رہا تھا اور جنت سے اس کو روزی ملتی رہے گی اور فتنے میں ڈالنے والے یعنی عذاب کے فرشتوں اور شیطان اور دجال سے امن میں ہو جائے گا۔(مسلم)

راہ جہاد میں غبار آلود ہونے والے پاؤں کی فضیلت

۳۷۹۴۔ وَعَنْ أَبِي عَبْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا أَغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۷۹۴۔حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے کے پاؤں اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں غبار آلود ہو جائیں ان کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی یعنی جہنم میں نہیں داخل ہوگا۔(بخاری)

۳۷۹۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ فِي النَّارِ أَبَدًا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۷۹۵۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر اور کافر کا مارنے والا دوزخ میں اکٹھے جمع نہیں ہو سکتے، یعنی جس مسلمان موحد نے کافر کو جہاد میں مار ڈالا جہنم میں نہیں داخل ہوگا۔(مسلم)

۳۷۹۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِ الْقَتْلَ وَالْمَوْتَ مَظَانَّهُ أَوْ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ فِي رَأْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذِهِ الشَّعَفِ أَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَوْدِيَةِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ

۳۷۹۶۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر زندگی اس مجاہد کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہے جب کبھی خوف اور ہراس اور فریاد رسی کی آواز سنے تو فوراً پیٹھ پر سوار ہو کر اڑ جائے یعنی اس کی امداد کے لیے دوڑ جائے اور شہادت یا موت کو تلاش کرے، یعنی جہاد فی سبیل اللہ کے لیے چلا جائے اور شہادت حاصل کرنے کے لیے اپنی موت کو تلاش کرے کیونکہ اس کا خیال یہی ہے اور یہی امید لے کر جہاد میں

۳۷۹۲۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب مثل الدنیا فی الاخرة ٦٤١٥۔ مسلم کتاب الامارة باب فضل الغدوة الروحة ١٨٨١، ٤٨٧٤ .

۳۷۹۳۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضل الرباط ١٩١٣، ٤٩٣٨ .

۳۷۹٤۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب من اغبرت قدماء فی سبیل الله ٢٨١١ .

۳۷۹٥۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب من قتل کافراً ١٨٩١، ٤٨٩٥ .

۳۷۹٦۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضل الجهاد ١٨٨٩، ٤٨٨٩ .

رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

میں شریک ہوا ہے' پھر اس کے اس شخص کی زندگی ہے جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر یا کسی جنگل میں رہ کر نماز پڑھتا ہے' زکوٰۃ دیتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے یہاں تک کہ موت آ جائے یہ شخص لوگوں سے اپنی بھلائی کی زندگی بسر کرتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی برے لوگوں کی صحبت سے بچ کر ایسی زندگی بسر کرتا ہے کسی کو تکلیف پہنچائے اور نہ اس کو تکلیف پہنچائے (ہیچ آفت نہ رسد گوشہ تنہائی) مطلب یہ ہے کہ اول نمبر میں سے مجاہد فی سبیل اللہ ہے اور دوسرے نمبر میں ایسا زاہد عابد تارک دنیا۔

غازی کو سامان فراہم کرنے کی فضیلت

۳۷۹۷۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۷۹۷۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مجاہد کے لیے جہاد کا سامان مہیا کر دیا تو گویا اس نے جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے بال بچوں کی نگہداشت رکھی تو اس نے بھی گویا جہاد کیا۔ یعنی ان دونوں کاموں کا ثواب جہاد کے برابر ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

۳۷۹۸۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِي أَهْلِهِ فَيَخُوْنُهُ فِيهِمْ إِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَاءَ فَمَا ظَنُّكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۷۹۸۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجاہدین کی عورتوں کی حرمت ان لوگوں پر ہے جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے ہیں ان کی ماؤں اور بیٹوں کی حرمت کے برابر ہیں اور جو جہاد میں نہ شریک ہوں اور اپنے گھر رہ کر مجاہدوں کے گھر والوں کی نگرانی کا ذمہ لے، پھر ان کی نگرانی اور خبر داری میں خیانت کرے یعنی مجاہدین کی عورتوں کو بری نگاہ سے دیکھیں تو قیامت کے روز خدا کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور اس کو اختیار دیا جائے گا کہ جس نے تیرے بال بچوں کی خیانت کی ہے جس قدر چاہے ان کی نیکیاں لے لے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ چھوڑ دے گا یعنی اس کی سب نیکیوں پر قبضہ کر لے گا۔ (مسلم)

۳۷۹۹۔ وَعَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ هٰذِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۷۹۹۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مہار، یعنی نکیل والی اونٹنی لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ یہ اونٹنی فی سبیل اللہ ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں اس پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے دیتا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے بدلے تجھ کو قیامت کے دن سات سو مہاروں والی اونٹنیاں ملیں گی۔ (مسلم)

۳۷۹۷۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب فضل من جهز غازياً ۲۸۴۳۔ مسلم کتاب الامارة باب فضل اعانة الغازی ۱۸۹۵'۴۹۰۲'۴۹۰۳ .

۳۷۹۸۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب ومة النساء۔ ۱۸۹۷'۵۹۰۸ .

۳۷۹۹۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضل الصدقة فی سبیل الله ۱۸۹۲'۴۸۹۷ .

جہاد کے لیے نکلنے کا بیان

۳۸۰۰۔ وَعَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا إِلَی بَنِیْ لِحْیَانَ مِنْ هُذَیْلٍ فَقَالَ ((لِیَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَیْنِ أَحَدُهُمَا وَالأَجْرُ بَیْنَهُمَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۸۰۰۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبیلۂ ہذیل کی ایک شاخ بنی لحیان کی طرف ایک مجاہدین کی فوج بھیجنے کا ارادہ ظاہر فرمایا اور یہ فرمایا: جس گھر میں دو آدمی ہوں تو اس گھر میں سے ایک آدمی لشکر میں جائے اور ایک آدمی گھر رہے اور جہاد کا ثواب دونوں کو برابر ملے گا۔ (مسلم)

جہاد قیامت تک جاری رہے گا

۳۸۰۱۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَمْ یَبْرَحَ هٰذَا الدِّیْنُ قَائِمًا یُقَاتِلُ عَلَیْهِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۸۰۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دین اسلام ہمیشہ باقی رہے گا اور مسلمانوں کی جماعت ہمیشہ کہیں نہ کہیں جہاد کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ (مسلم)

توضیح: یعنی قیامت تک جہاد کا حکم باقی رہے گا اور دنیا بھر میں کہیں نہ کہیں مسلمانوں کی جماعت جہاد کرتی رہے گی۔

راہ جہاد میں زخمی ہونے والے کی فضیلت

۳۸۰۲۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ ((لَا یُكْلَمُ أَحَدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ یُكْلَمُ فِیْ سَبِیْلِهِ إِلَّا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَجُرْحُهُ یَثْعَبُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّیْحُ رِیْحُ الْمِسْكِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۳۸۰۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جہاد میں زخمی کیا جائے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں کون زخمی کیا جاتا ہے کہ وہ زخمی مجاہد قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے جسم سے خون بہتا ہوا ہوگا۔ اس کا رنگ خون ہی جیسا معلوم ہوگا لیکن اس میں خوشبو مشک کے جیسی ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

شہید کا دوبارہ تمنا کرنا

۳۸۰۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ أَحَدٍ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ یُحِبُّ أَنْ یَرْجِعَ إِلَی الدُّنْیَا وَلَهُ مَا فِی الأَرْضِ مِنْ شَیْءٍ إِلَّا الشَّهِیْدُ یَتَمَنّٰی أَنْ یَرْجِعَ إِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلُ عَشَرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنَ الْكَرَامَةِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۳۸۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی دنیا میں واپس آنے کے لیے پسند نہیں کرے گا اگرچہ اسے دنیا بھر کی دولت مل جائے مگر شہید دنیا میں دوبارہ آنے کی آرزو کرے گا کہ وہ دس مرتبہ شہید ہو کر شہادت کے درجہ کو حاصل کرے کیونکہ اس نے شہادت کے مرتبہ کو دیکھ لیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۳۸۰۰۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضل اعانة الغازی ۱۸۹۶، ۴۹۰۲۔

۳۸۰۱۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب قوله لا تزال طائفة من امتی ۱۹۲۲، ۴۹۵۳۔

۳۸۰۲۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب من یجرح فی سبیل الله عزوجل ۲۸۰۳۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب فضل الجهاد ۱۸۷۶، ۴۸۶۲۔

۳۸۰۳۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب تمنی المجاهد ۲۸۱۷۔ مسلم کتاب الامارة باب فضل الشهادة ۱۸۷۷، ۴۸۶۸۔

ولا تحسبن الذين کی تفسیر

٣٨٠٤۔ وَعَنْ مَسْرُوْقٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنْ هٰذِهِ الآيَةِ ﴿وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ الآيَةَ قَالَ إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((أَرْوَاحُهُمْ فِيْ أَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَائَتْ ثُمَّ تَأْوِي إِلَى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ إِطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا قَالُوا أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَأَوْ أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يَسْأَلُوا قَالُوا يَا رَبِّ نُرِيْدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِيْ أَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً أُخْرَى فَلَمَّا رَأَى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٨٠٤۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کا مطلب دریافت کیا؟ ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين بما اتهم الله من فضله ويستبشرون بالذين لم يلحقوابهم من خلفهم الا خوف عليهم ولا هم يحزنون يستبشرون بنعم من الله وفضل وان الله لا يضيع اجر المومنين﴾ جو لوگ خدا کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے روزیاں دیے جاتے ہیں خدا نے اپنا فضل جو انہیں دے رکھا ہے اس سے بہت خوش ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں اور ان لوگوں کی جواب تک ان سے نہیں ملے ان کے پیچھے میں یوں کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور وہ خوش ہر وقت ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس سے بھی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اجر برباد نہیں کرتا۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا: ان کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی قندیلوں میں عرش کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں۔ ساری جنت میں جہاں کہیں چاہیں چریں، اور ان قندیلوں میں آرام کریں ان کی طرف ان کے رب نے ایک مرتبہ نظر کی اور دریافت کیا کہ کچھ چاہتے ہو؟ کہنے لگے خدایا! اور کیا مانگیں ساری جنت میں سے جہاں کہیں چاہیں کھائیں پئیں اختیار ہے، پھر کیا طلب کریں اللہ تعالیٰ نے ان سے پھر یہی پوچھا۔ تیسری مرتبہ پھر یہی سوال کیا جب انہوں نے دیکھا کہ بغیر کچھ مانگے چارہ ہی نہیں تو کہنے لگے اے رب ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے ہم پھر دنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کریں اور مارے جائیں۔ تب معلوم ہو گیا کہ انہیں کسی اور چیز کی حاجت نہیں تو ان سے پوچھنا چھوڑ دیا کہ کیا چاہتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو لوگ مر جائیں۔ اور خدا کے یہاں بہتری پائیں وہ ہرگز دنیا میں آنا پسند نہیں کرتے مگر شہید یہ تمنا کرتا ہے کہ دنیا میں دوبارہ لوٹایا جائے اور دوبارہ راہ خدا میں شہید ہو کیونکہ شہادت کے درجات کو وہ دیکھ رہا ہے۔ (مسلم)

٣٨٠٦۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٨٠٦۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں شہید ہونا سوائے قرض کے سب گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی حقوق اللہ معاف ہو جائے گا حقوق العباد نہیں معاف ہوگا۔

٣٨٠٤۔ صحيح مسلم كتاب الامارة باب من قتل فى سبيل الله ١٨٨٥، ٤٨٨٠ .

٣٨٠٦۔ صحيح مسلم كتاب الامارة باب من قتل فى سبيل الله ١٨٨٦، ٤٨٨٣ .

اللہ کا ہنسنا

۳۸۰۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَضْحَكُ اللّٰهُ تَعَالَى إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهِدُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۸۰۷۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دو شخصوں سے خوش ہو جاتا ہے جو لڑائی میں ایک دوسرے کو مار ڈالتا ہے تو قاتل اور مقتول دونوں کو جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔ایک وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور کوئی کافر میدان جنگ میں اس کو مار ڈالتا ہے اور وہ شہید مر جاتا ہے پھر کافر قاتل کو ایمان لانے کی توفیق دیتا ہے اور وہ مومن ہو جاتا ہے پھر یہ جہاد کرتا ہے اور جہاد میں شہید ہو جاتا ہے تو یہ بھی جنت میں داخل ہوتا ہے۔(بخاری و مسلم)

شہادت کا سوال کرنا

۳۸۰۸۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۸۰۸۔حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے درجے پر پہنچا دے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے۔(مسلم)

جنت الفردوس کا بیان

۳۸۰۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ الْبَرَآءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَلَا تُحَدِّثُنِيْ عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ إِجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَآءِ فَقَالَ ((يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۸۰۹۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ربیع بنت براء نے جو حارثہ بن سراقہ کی ماں ہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر یہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ میرے بیٹے حارثہ کا کچھ حال بیان کیجئے جو جنگ بدر میں شہید ہو گئے ہیں ایک نامعلوم تیر لگنے سی اگر وہ جنت میں گیا تو میں صبر کروں گی اور اگر خدانخواستہ اس میں نہیں ہے تو اس پر گریہ وزاری کی بہت کوشش کروں گی۔آپ نے فرمایا اے ام حارثہ! جنت میں بہت سے درجے ہیں اور سب سے اونچا درجہ جنت الفردوس ہے اور تیرا بیٹا حارثہ جنت الفردوس میں داخل ہو گیا ہے۔(بخاری)

سفر پر کفن باندھ کر نکلنے کا بیان

۳۸۱۰۔ وَعَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى سَبَقُوا الْمُشْرِكِيْنَ إِلَى بَدْرٍ وَجَآءَ الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُوْمُوا

۳۸۱۰۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام مدینہ منورہ سے چلے اور مشرکین مکہ سے پہلے بدر میں پہنچ گئے اس کے بعد مشرکین مکہ آئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر

۳۸۰۷۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الكافر يقتل المسلم ۲۸۲۶۔ مسلم كتاب الامارة باب بيان الرجلين ۱۹۸۰، ۴۸۹۲ .

۳۸۰۸۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب استحباب طلب الشهادة ۱۹۰۹، ۴۹۳۰ .

۳۸۰۹۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب من اتاه سهم عرب فقتله ۲۸۰۹ .

۳۸۱۰۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب ثبوت الجنة للشهيد ۱۹۰۱، ۴۹۱۵ .

إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالأَرْضُ قَالَ عُمَيْرُ بْنُ الْحَمَّامِ بَخٍ بَخٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ)). قَالَ لاَ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِلاَّ رِجَآءَ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا قَالَ فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَالَ لَئِنْ أَنَا حَيِيتُ حَتَّى آكُلَ تَمَرَاتِي أَنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ قَالَ فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کے فرمایا تم اس جنت کے حاصل کرنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ جس کا عرض زمین اور آسمان کی طرح ہے طول اور لمبائی کا تو کچھ انتہا ہی نہیں۔ یہ سن کر عمیر بن حمام نے کہا کیا ہی خوب ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہارے اس قول خوب خوب کے کہنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ اس امید پر کہ میں بھی جنت والوں میں سے ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا تم جنت والوں میں سے ہو اس کے بعد عمیر نے اپنے ترکستان میں سے کھجوروں کو نکال کر کھانا شروع کیا کھاتے کھاتے فرمایا: اگر میں زندہ رہا ان کھجوروں کے کھانے تک تو بڑی لمبی زندگی ہو جائے گی یہ کہہ کر سب کھجوریں پھینک دی، پھر مشرکین سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ (مسلم)

شہید کون ہے

۳۸۱۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا تَعُدُّونَ الشَّهِيدَ فِيكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيدٌ قَالَ إِنَّ شُهَدَآءَ أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيلٌ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۸۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ شہید کون ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس وقت میری امت میں بہت کم شہید ہوں گے جو اللہ کے راستے میں مارا جائے وہ شہید ہے جو طاعون میں مرجائے وہ شہید ہے جو پیٹ کی بیماری ہیضہ وغیرہ میں مرجائے وہ شہید ہے، یعنی یہ سب شہید کے حکم میں ہیں۔ (مسلم)

۳۸۱۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوا فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ إِلاَّ كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ أُجُورِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفَقُ وَتُصَابُ إِلاَّ تَمَّ أُجُورُهُمْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۸۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاد کرنے والی جماعت یا جہاد میں جانے والا انسان جہاد میں شریک ہونے سے غنیمت کا مال حاصل کر لے اور زندہ سلامت واپس آ جائے تو اس نے دو تہائی ثواب دنیا ہی میں حاصل کر لیا اور جو جہاد کرنے والی جماعت یا جہاد کرنے والا لشکر بلا مال غنیمت لیے ہوئے اور زخم خوردہ ہو کر واپس آ جائے تو اس کو پورا پورا ثواب ملے گا۔ (مسلم)

۳۸۱۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۸۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مر گیا اور اس نے جہاد نہیں کیا اور نہ جہاد کا ارمان کیا تو نفاق کے ایک حصے پر مرا ہے، یعنی منافق ہو کر مرا ہے۔ (مسلم)

۳۸۱۱۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب بیان الشهداء ۱۹۱۵، ۴۹۴۱۔

۳۸۱۲۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب بیان قدر ثواب من غزا ۱۹۰۶، ۴۹۲۵۔

۳۸۱۳۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ذم من مات ولم یغز ۱۹۱۰، ۴۹۳۱۔

٣٨١٤۔ وَعَنْ أَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُهُ فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ ((مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

٣٨١٤۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ کوئی مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے لڑتا ہے اور کوئی شہرت طلبی کے لیے کوئی عزت طلبی کے لیے لڑتا ہے تو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو خدا کے دین کو بلند کرنے کے لیے لڑتا ہے وہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔(بخاری و مسلم)

جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کا بیان

٣٨١٥۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَ ((إِنَّ بِالْمَدِیْنَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِیْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا إِلَّا کَانُوا مَعَکُمْ)) وَفِیْ رِوَایَةٍ إِلَّا شَرِکُوْکُمْ فِی الْأَجْرِ قَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهُمْ بِالْمَدِیْنَةِ قَالَ ((وَهُمْ بِالْمَدِیْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

٣٨١٥۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس ہو کر مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو آپؐ نے فرمایا: مدینہ میں بہت سے ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو تمہارے ساتھ نہیں گئے اور نہ کسی میدان اور جنگل کو عبور کیا مگر ثواب میں تمہارے ساتھ شریک رہے۔لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا وہ مدینہ میں ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہاں، وہ مدینہ میں ہیں، مجبوری اور عذر نے ان کو جہاد سے روک دیا ہے، یعنی اندھے اپاہج لنگڑے لولے لوگ اگر یہ عذر نہ ہوتا تو ضرور یہ جسمانی حیثیت سے شریک رہتے لیکن وہ روحانی اور قلبی حیثیت سے ضرور تمہارے ساتھ شریک رہے لیکن جہاد میں شریک ہونے والوں کا درجہ زیادہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿فضل اللّٰه المجاهدین باموالهم وانفسهم علی القعدین درجة﴾(بخاری)

٣٨١٦۔ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ.

٣٨١٦۔مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جہاد کے لیے والدین کی اجازت

٣٨١٧۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَی رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسْتَأْذَنَهُ فِی الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَیٌّ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ ((فَارْجِعْ إِلَی وَالِدَیْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا))

٣٨١٧۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر جہاد میں جانے کے لیے اجازت طلب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا ہاں۔آپ نے فرمایا: ماں باپ کی خدمت کرتے رہو یہی تیرے لیے جہاد ہے۔(بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ تم ماں باپ کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

٣٨١٤۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا ٢٨١٠۔ مسلم کتاب الامارة باب من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا ١٩٠٤، ٤٩١٩.

٣٨١٥۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب ٨١، ٤٤٢٣.

٣٨١٦۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب ثواب من حبسه ١٩١١، ٤٩٣٢.

٣٨١٧۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الجهاد باذن الا بومن ٣٠٠٤۔ مسلم کتاب البر والصلة باب بر الوالدین ٢٥٤٩، ٦٥٠٤.

۳۸۱۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يَوْمَ الْفَتْحِ لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۸۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ میں یہ بیان فرمایا تھا کہ اس فتح کے بعد ہجرت فرض نہیں رہی لیکن جہاد اور کار خیر کی نیت ہمیشہ باقی رہے گی جب تم سے جہاد میں چلنے کے لیے مطالبہ کیا جائے تو جہاد کے لیے اپنے گھروں سے نکل پڑو۔ (بخاری و مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

۳۸۱۹۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَاهُمْ حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۸۱۹۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک جماعت حق کی حمایت میں ہمیشہ لڑتی رہے گی اور اپنے دشمنوں پر ہمیشہ غالب رہے گی یہاں تک کہ وہی سب سے آخر میں مسیح الدجال سے لڑے گی۔ (ابوداود)

توضیح: یعنی قیامت تک امت محمدیہ میں سے ایک جماعت جہاد کرتی رہے گی۔

جہاد نہ کرنے کی وعید

۳۸۲۰۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ لَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ أَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۸۲۰۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ جہاد کرنے والوں کا سامان تیار کیا اور نہ مجاہدین کے بال بچوں کی نگرانی کی بھلائی کے ساتھ تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے کسی نہ کسی سخت مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔ (ابوداود)

۳۸۲۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

۳۸۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے جان و مال اور زبان سے مشرکین سے جہاد کرتے رہو۔ (ابوداود' نسائی و دارمی)

توضیح: جان و مال سے جہاد کرنا یہ ہے کہ یہ دونوں چیزیں بوقت ضرورت جہاد میں دے دینا چاہیے مال بھی اور جان بھی۔ اور زبان سے جہاد کرنا یہ ہے کہ بت پرستوں کو بت پرستی سے روکا جائے۔ یعنی امر بالمعروف و نہی عن کیا جائے اور مشرکین پر بددعا دعائے قنوت وغیرہ سے کی جائے۔

۳۸۲۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَفْشُو السَّلاَمَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ

۳۸۲۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سلام پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور دشمنوں کے کھوپڑی کو مارو یعنی کافروں کا سر

۳۸۱۸۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب فضل الجهاد ۲۷۸۳۔ مسلم کتاب الحج باب تحریم مکة ۱۳۵۳' ۳۳۰۲ .

۳۸۱۹۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی دوام الجهاد ۲۴۸۴ .

۳۸۲۰۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب کراهیة ترك الغزو ۲۵۰۳۔ ابن ماجه ۲۷۶۲ .

۳۸۲۱۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب کراهیة ترك الغزو ۲۵۰۴۔ نسائی کتاب الجهاد باب وجوب الجهاد ۳۰۹۸۔ دارمی کتاب الجهاد باب فی جهاد المشرکین ۲/ ۲۸۰ ح ۲۴۳۱ .

۳۸۲۲۔ اسناده ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی فضل اطعام الطعام ۱۸۵۴۔ عثمان الجمعی لیس بالقوی .

وَاضْرِبُوا الْهَامَ تُوْرَثُوا الْجِنَانَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

توڑو اور کافروں سے جہاد کرو تو جنت الفردوس کے وارث بن جاؤ گے۔(ترمذی)

مجاہد فی سبیل اللہ کا عمل قیامت تک جاری ہے

٣٨٢٣۔ وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِيْ وَيَأْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

۳۸۲۳۔حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر میت کا عمل اس کے مرنے پر ختم ہو جاتا ہے۔مگر مجاہد فی سبیل اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں مسلمانوں کے جان و مال کی حفاظت کرتا ہوا مرا ہے تو اس کے اس عمل کا ثواب قیامت تک بڑھتا رہتا ہے گویا وہ اسی حالت میں ہے اور قبر کے عذاب سے بچالیا جاتا ہے۔(ترمذی' ابوداؤد)

٣٨٢٤۔ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ .

۳۸۲۴۔اور اس کو دارمی نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے۔

شہید میدان محشر میں

٣٨٢٥۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جَرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيْحُهَا الْمِسْكُ وَمَنْ خَرَجَ بِهِ خُرَاجٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ طَابَعَ الشُّهَدَآءِ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

۳۸۲۵۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا: جس نے فواق ناقہ ، یعنی تھوڑی دیر بھی اللہ کے راستے میں جہاد کیا تو اس کے لیے جنت لازم ہوگئی اور اللہ کے راستے میں زخمی کیا گیا یا اور کسی تکلیف میں مبتلا کر دیا گیا تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے زیادہ سے زیادہ خون بہتا ہوا ہوگا جس کا رنگ زعفرانی ہوگا اور اس کے خون سے مشک کی خوشبو آئے گی۔اور جس کو جہاد میں پھوڑا پھنسی نکل آئے تو اس پر شہید کی نشانی ہوگی اور جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ہوگا۔(ترمذی' ابوداؤد و نسائی)

توضیح: فواق نامہ یعنی اتنی دیر تک جہاد میں شریک رہا جتنی دیر اونٹنی کے دوسری بار دودھ دوھے۔ایک بار دودھ دوھ کر اس کے بچے کو چھوڑ دیتے ہیں جب دودھ اتر آتا ہے پھر دوہتے ہیں اس درمیانی وقفہ کو فواق ناقہ بولتے ہیں۔

اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا بیان

٣٨٢٦۔ وَعَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهُ

۳۸۲۶۔حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کیا تو اس کو سات سو کے

٣٨٢٣۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی فضل الرباط ٢٥٠٠۔ ترمذی كتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل من مات مرابطاً ١٦٢١ .

٣٨٢٤۔ صحيح۔ سنن الدارمی كتاب الجهاد باب فضل من مات مرابطاً ٢/ ٢١١ ح ٢٤٣٠ .

٣٨٢٥۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فيمن سال الله تعالىٰ الشهادة ٢٥٤١۔ ترمذی كتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فيمن يكلم فی سبيل الله ١٦٥٧ ۔ نسائی كتاب الجهاد باب ثواب من قاتل فی سبيل الله ٣١٤٣ .

٣٨٢٦۔ اسناده صحيح۔ سنن الترمذی كتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل النفقة فی سبيل الله۔ ١٦٢٥۔ نسائی كتاب الجهاد باب فضل النفقة فی سبيل الله تعالىٰ ٣١٨٨ .

بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ

خرچ کرنے کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے۔(ترمذی ونسائی)

توضیح: یعنی اگر ایک روپیہ جہاد میں خرچ کرنے کے لیے دیا تو اس کو سات سو روپیہ خرچ کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

مجاہدین کی خدمت کا بیان

٣٨٢٧۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمِنْحَةُ خَادِمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ طُرُوقَةُ فَحْلٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣٨٢٧۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاد میں بہترین صدقہ سایہ لینے کے لیے خیمہ دینا ہے، یعنی مجاہدین کے آرام کے لیے خیمہ دینا سب سے بہترین صدقہ ہے اور مجاہدین کی خدمت کے لیے خادم اور غلام دینا بھی بہترین صدقہ ہے اور مجاہدین کی سواری کے لیے جوان اونٹنی کا دینا بھی بہترین صدقہ ہے۔(ترمذی)

جہادی پر خیم صراصر ہے

٣٨٢٨۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ عَلَى عَبْدٍ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ))۔رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَزَادَ النَّسَائِيُّ فِي أُخْرَى ((فِي مَنْخَرَي مُسْلِمٍ أَبَدًا)) وَفِي أُخْرَى ((لَهُ فِي جَوْفِ عَبْدٍ أَبَدًا وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا۔))

٣٨٢٨۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے وہ کبھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ نکلا ہوا دودھ جانور کے تھنوں میں واپس ہو جائے (اور دوہا ہوا دودھ کا جانور کے تھن میں واپس ہونا محال ہے) اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی مجاہد کے جسم کا غبار اور جہنم کا دھواں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، یعنی جس مجاہد کے جسم پر جہاد میں گرد و غبار لگ گیا ہے کبھی بھی جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔(ترمذی ونسائی) اور ایک روایت میں ہے کہ بخل اور ایمان کسی بندے کے دل میں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، یعنی مومن آدمی کبھی بخیل نہیں ہوسکتا۔

٣٨٢٩۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

٣٨٢٩۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دو آنکھوں کو جہنم کبھی بھی نہیں چھوئے گی، ایک وہ جو اللہ کے خوف سے رو پڑتی ہے دوسری وہ آنکھ جو مجاہدین کے واسطے جاگتی رہی، یعنی مجاہد چوکیدار، خدا کے خوف سے رونے والا دونوں جنتی ہیں یہ دونوں جہنم میں نہیں داخل ہوں گی۔(ترمذی)

٣٨٣٠۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِشِعْبٍ فِيهِ عُيَيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٍ فَأَعْجَبَتْهُ فَقَالَ لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ

٣٨٣٠۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کا گزر ایک پہاڑی کے درے سے ہوا جس میں میٹھے پانی کا چھوٹا چشمہ تھا تو اس کو بہت اچھا اور بہت بھلا معلوم ہوا اس نے اپنے دل میں سوچا

٣٨٢٧۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذی کتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل الخدمة فی سبیل الله ١٦٢٧ .

٣٨٢٨۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل انصار فی سبیل الله ١٦٢٣۔ نسائی کتاب الجهاد باب فضل من عمل فی سبیل الله۔ ٣١١٥، ٣١١٣ .

٣٨٢٩۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل الحرس ١٦٣٩ .

٣٨٣٠۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذی کتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل الغدو۔ ١٦٥٠ .

فَأَقَمْتُ فِيْ هَذَا الشَّعْبِ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ مُقَامَ أَحَدِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِيْ بَيْتِهِ سَبْعِيْنَ عَامًا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ أَغْزُوا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

کہ اگر میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اسی درے کے چشمہ پر مقیم ہو جاؤں اور یہیں عبادت الٰہی بجا لاتا رہوں تو کیا ہی اچھا ہے، اس کا یہ خیال رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا گیا آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: تم ایسا مت کرو کیونکہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے راستے میں ٹھہرنا ستر سال کی نماز سے بہتر ہے جو اس نے اپنے گھر میں پڑھی تھی۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے اور جنت میں داخل کر دے۔ جاؤ اللہ کے راستے میں جہاد کرو جس نے اللہ کے راستے میں تھوڑی دیر کے لیے جنگ کی تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ (ترمذی)

۳۸۳۱۔ وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ

۳۸۳۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں کافروں کے مقابلے کے لیے سرحد پر ایک دن کی نگہبانی ہزاروں دن سے بہتر ہے سوائے ان جگہوں کے۔ (ترمذی، نسائی)

۳۸۳۲۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((عُرِضَ عَلَيَّ أَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ شَهِيْدٌ وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ وَعَبْدٌ أَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَنَصَحَ لِمَوَالِيْهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۳۸۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے تین قسم کے جنتی پیش کیے گئے ہیں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے ان میں سے ایک شہید ہے، دوسرا حرام سے بچنے والا اور کسی سے سوال نہ کرنے والا اور تیسرا وہ غلام جس نے اللہ کی اچھی طرح عبادت کی اور اپنے آقا کی اچھی طرح خدمت گزاری کی۔ (ترمذی)

۳۸۳۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ ((طُوْلُ الْقِيَامِ)) قِيْلَ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ ((جُهْدُ الْمُقِلِّ)) قِيْلَ فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ ((مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) قِيْلَ فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ ((مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ)) قِيْلَ فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ؟ قَالَ ((مَنْ أُهْرِيْقَ دَمُهُ وَعُقِرَ جَوَادُهُ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۳۸۳۳۔ حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا کام سب سے بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: نماز میں دیر تک کھڑے رہیں، یعنی نماز کے عملوں میں سے سب سے بہتر عمل دیر تک کھڑے رہنا ہے پھر آپ سے دریافت کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا صدقہ سب سے اچھا ہے آپ نے فرمایا محتاج اور غریب آدمی محنت اور مشقت کر کے جو صدقہ دے، یعنی بقدر گنجائش اپنے طاقت کے موافق صدقہ دے۔ پھر آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جس چیز کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو چھوڑ دینا، پھر آپ سے پوچھا گیا کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے

۳۸۳۱۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل المرابط ۱۶۶۷۔ نسائی کتاب الجهاد باب فضل الرباط ۳۱۷۱.

۳۸۳۲۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی ثواب الشهداء ۱۶۴۲ .

۳۸۳۳۔ سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب طول القیام ۱۴۴۹۔ نسائی کتاب الزکاۃ باب جهد المقل ۲۵۲۷ .

سُئِلَ أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ ((إِيْمَانٌ لاَ شَكَّ فِيْهِ وَجِهَادٌ لاَ غُلُوْلَ فِيْهِ وَحَجَّةٌ مَبْرُوْرَةٌ))۔ قِيْلَ فَأَيُّ الصَّلاَةِ أَفْضَلُ قَالَ ((طُوْلُ الْقُنُوْتِ)) ثُمَّ اتَّفَقَا فِي الْبَارِيْ

جان و مال کے ساتھ مشرکین سے جہاد کیا۔ آپ سے پوچھا گیا کون سا قتل سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا خون گرا دیا گیا ہو اور اس کے گھوڑے کی کوچیں کاٹ دی گئیں ہوں۔ (ابوداؤد) اور نسائی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب عملوں سے کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان جس میں کسی قسم کا شک نہ ہو اور وہ جہاد جس میں کسی قسم کی خیانت نہ ہو اور مقبول حج۔ پھر آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کون سی نماز بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: جس نماز میں دیر تک کھڑا رہتا ہو۔

شہید کے فضائل

٣٨٣٤۔ وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفَرُلَهُ فِيْ أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الأَكْبَرِ وَيُوْضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ أَقْرِبَائِهِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٨٣٤۔ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک شہید کے لیے چھ باتیں ہیں۔ (١) اسکے خون کے پہلے قطرے کے گرنے سے اس کا گناہ بخشا جانا۔ (٢) اور جنت میں اس کا ٹھکانا دکھایا جانا ہے۔ (٣) عذاب قبر سے بچالیا جاتا ہے۔ (٤) اور قیامت کے روز بڑی گھبراہٹ سے اس کو امن میں رکھا جاتا ہے۔ (٥) اور اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جانا کہ اس کا ایک یاقوت دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔ (٦) اور اس کا نکاح کر دیا جاتا ہے بہتر حوروں سے جن کی آنکھیں بڑی بڑی سی ہوں گی اور اس کے خویش واقارب سے ستر آدمیوں کے لیے شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ترمذی وابن ماجہ)

٣٨٣٥۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ بِغَيْرِ أَثَرٍ مِنْ جِهَادٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَفِيْهِ ثُلْمَةٌ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٨٣٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس کے جسم پر جہاد کی کوئی نشانی نہیں ہے تو اس میں ایک قسم کا نقصان ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

٣٨٣٦۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الشَّهِيْدُ لاَ يَجِدُ أَلَمَ الْقَتْلِ إِلاَّ كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ أَلَمَ الْقَرْصَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

٣٨٣٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید شہادت کے وقت اتنی تکلیف پاتا ہے جتنی تکلیف تم چیونٹی کے کاٹنے پر پاتے ہو۔ (ترمذی، نسائی و دارمی)

٣٨٣٤۔ اسناده صحيح۔ سنن الترمذی كتاب فضائل الجهاد باب فی ثواب الشهيد ١٦٦٣۔ ابن ماجه كتاب الجهاد باب فضل الشهادة ٢٧٩٩ .

٣٨٣٥۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل المرابط ١٦٦٦۔ ابن ماجه كتاب الجهاد باب التغليظ فی ترك الجهاد ٢٧٦٣۔ اسماعیل بن رافع ضعیف ہے۔

٣٨٣٦۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذی كتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل المرابط ١٦٦٨۔ نسائی كتاب الجهاد باب فی ما يجد الشهيد من الالم ٣١٦٣۔ دارمی كتاب الجهاد باب فی فضل الشهيد ٢/ ٢٧١ ح ٢٤٠٨ .

۳۸۳۷۔ وَعَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَیْسَ شَیْءٌ أَحَبُّ إِلَی اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَیْنِ وَأَثَرَیْنِ قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ یُهْرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَأَمَّا الأَثْرَانِ فَأَثَرٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَأَثَرٌ فِیْ فَرِیْضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ تَعَالَی))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ

۳۸۳۷۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطرے اور دو نشان بہت محبوب اور پیارے ہیں۔(۱) اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو کے قطرے گرنا۔(۲) اور خون کا وہ قطرہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں بہایا جائے اور دو نشانیوں میں سے ایک نشان یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخم وغیرہ سے نشان ہو گیا ہو اور دوسرا وہ نشان جو اللہ تعالیٰ کے کسی فرائض کے ادائی کی وجہ سے ہوا ہو جیسے ہاتھ پاؤں اور پیشانی کے نشانات جو نماز پڑھنے کی وجہ سے پڑ گئے ہوں۔(ترمذی)

۳۸۳۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا تَرْكَبِ الْبَحْرَ إِلَّا حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَإِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا وَتَحْتَ النَّارِ بَحْرًا))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۸۳۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سمندری سفر سوائے حج یا عمرہ کرنے والے یا غازی فی سبیل اللہ کے کوئی نہ کرے، کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے۔(ابوداؤد)

توضیح: یعنی سمندری سفر بہت خطرناک ہے سوائے ان تینوں کے اوروں کے لیے سفر مناسب نہیں۔ یہ ممانعت تنزیہی ہے۔ ورنہ قران مجید اور حدیث سے علم حاصل کرنے کے لیے یا سوداگری وغیرہ کے لیے سمندری سفر کرنا جائز ہے جیسا امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

ڈوب کر شہید ہونے والے کا اجر

۳۸۳۹۔ وَعَنْ أُمِّ حَرَامٍ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((الْمَائِدُ فِی الْبَحْرِ الَّذِیْ یُصِیْبُهُ الْقَیْءُ لَهُ أَجْرُ شَهِیْدٍ وَالْغَرِیْقُ لَهُ أَجْرُ شَهِیْدَیْنِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۸۳۹۔ حضرت حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو دریا کے سفر میں گھومنے سے قے ہو جائے تو اس کو ایک شہید کا ثواب ملے گا اور جو ڈوب کر مر جائے اسے دو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔(ابوداؤد)

۳۸۴۰۔ وَعَنْ أَبِیْ مَالِكٍ الأَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ ((مَنْ فَصَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ أَوْ قُتِلَ أَوْ وَقَصَهُ فَرَسُهُ أَوْ بَعِیْرُهُ أَوْ لَدَغَتْهُ هَامَّةٌ أَوْ مَاتَ عَلَی فِرَاشِهِ بِأَیِّ حَتْفٍ شَاءَ اللّٰهُ فَإِنَّهُ شَهِیْدٌ وَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُد

۳۸۴۰۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلا اور مر گیا' یا قتل کر دیا گیا' یا اس کے گھوڑے یا اس کے اونٹ نے اس کو گرا دیا یا اس کو کسی زہریلے جانور نے کاٹ کھایا' یا اپنے بستروں پر جس طرح بھی اللہ نے چاہا مر گیا تو وہ شہید ہے اس کے لیے جنت ہے۔(ابوداؤد)

۳۸۳۷۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذی کتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل المرابط ۱۶۶۹ .

۳۸۳۸۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی مرکوب البحر ۲۴۸۹۔ بشیر بن مسلم مجہول ہے۔

۳۸۳۹۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فضل الغدو فی البحر ۲۴۹۳ .

۳۸۴۰۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فیمن مات غازیاً ۲۴۹۹ .

٣٨٤١۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۸۴۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاد سے واپس آنا ایسا ہی ہے جیسا کہ جہاد کے لیے جانا ہے یعنی جہاد سے واپسی بھی جہاد کے برابر ہے اس کو وہی ثواب ملتا ہے جو ثواب جہاد میں جانے سے ملتا ہے۔ (ابوداؤد)

٣٨٤٢۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لِلْغَازِىْ أَجْرُهُ وِلِلْجَاعِلِ أَجْرُهُ وَأَجْرُ الْغَازِىْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۸۴۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غازی اور مجاہد کو اس کا ثواب ملے گا اور جس نے کسی غازی کو تنخواہ اور مزدوری دے کر جہاد کرایا ہے اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا۔ اور غازی کا بھی ثواب پائے گا یعنی ایسے شخص کو دوہرا ثواب ملے گا۔ (ابوداؤد)

٣٨٤٣۔ وَعَنْ أَبِىْ أَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ سَمِعَ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ ((سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الأَمْصَارُ وَسَتَكُوْنُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَّ يُقْطَعُ عَلَيْكُمْ فِيْهَا بُعُوْثٌ فَيَكْرَهُ الرَّجُلُ الْبَعْثَ فَيَتَخَلَّصُ مِنْ قَوْمِهِ ثُمَّ يَتَصَفَّحُ الْقَبَائِلُ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَيْهِمْ مَنْ أَكْفِيْهِ بَعْثَ كَذَا أَلاَ وَذٰلِكَ الأَجِيْرُ إِلَى آخِرِ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۸۴۳۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب تم پر بڑے بڑے شہر فتح کئے جائیں گے اور جمع کئے ہوئے لشکر ہوں گے جن میں سے تمہارے لیے فوجیں معین کی جائیں گی اور جہاد کے لیے بھیجی جائیں گی تو ایک شخص بلا معاوضہ جہاد میں جانے کو برا سمجھے گا وہ اپنی قوم سے نکل کر دوسری قوم میں چلا جائے گا اور رات کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرے گا کہ کوئی مجھے تنخواہ پر رکھ کر جہاد میں بھیجے تو میں اس کی طرف سے کفایت کروں گا تو یہ تنخواہ دار سپاہی مجاہد نہیں ہے بلکہ اپنے خون کے آخری قطرے تک نوکر اور مزدور ہی رہے گا۔ (ابوداؤد)

٣٨٤٤۔ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رضی اللہ عنہ قَالَ آذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْغَزْوِ وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَيْسَ لِىْ خَادِمٌ فَالْتَمَسْتُ أَجِيْرًا يَكْفِيْنِىْ فَوَجَدْتُ رَجُلاً سَمَّيْتُ لَهُ ثَلاَثَةَ دَنَانِيْرَ فَلَمَّا حَضَرَتْ غَنِيْمَةٌ أَرَدْتُ أَنْ أُجْرِىَ لَهُ سَهْمَهُ فَجِئْتُ النَّبِىَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ ((مَا أَجِدُ لَهُ فِىْ غَزْوَتِهِ هٰذِهِ فِى الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ إِلَّا دَنَانِيْرُهُ الَّتِىْ تُسَمَّى))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۸۴۴۔ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت جہاد کے لیے اعلان کیا اس وقت میں بہت بوڑھا تھا میرے پاس کوئی خادم یا ملازم نہیں تھا تو میں نے ملازم تلاش کرنا شروع کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے جو میری خدمت کرے، چنانچہ میں نے ایک آدمی کو پالیا۔ جس کو تین دینار تنخواہ مقرر کی وہ میرے ساتھ گیا لڑائی ہوئی۔ لڑائی میں غنیمت کا مال ہاتھ آیا تو میں نے ارادہ کیا کہ اس غنیمت میں سے اس کا حصہ بھی لگاؤں۔ یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور یہ واقعہ میں نے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: اس کے لیے اس جہاد میں دین و دنیا میں صرف وہی تین دینار ہے جو تم نے اس کے لیے مقرر کیے تھے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ یعنی نہ اس کو ثواب ملے گا اور نہ غنیمت میں سے اس کو کچھ حصہ ملے گا۔ (ابوداؤد)

٣٨٤١۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی فضل الفضل فی سبیل الله تعالیٰ ٢٤٨٧ .

٣٨٤٢۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب الرخصة فی اخذ الجعائل ٢٥٢٦ .

٣٨٤٣۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الجعائل ٢٥٢٥ ۔ابوسور بن اخی ابوایوب ضعیف ہے۔

٣٨٤٤۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الرجل یغزو باجر ٢٥٢٧ .

۳۸۴۵۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ رَجُلٌ یُرِیْدُ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَهُوَ یَبْتَغِیْ عَرَضًا مِنْ عَرَضِ الدُّنْیَا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((لاَ أَجْرَ لَهُ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

۳۸۴۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! ایک شخص جہاد میں جانا چاہتا ہے اور وہ دنیا کی پونجی مال و اسباب کا بھی خواہشمند ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے مجاہد کے لیے جہاد کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اس نے دنیا طلبی کے لیے جہاد کیا ہے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے نہیں کیا ہے۔ (ابوداوٗد)

جہاد کی اقسام

۳۸۴۶۔ وَعَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((الْغَزْوُ غَزْوَانِ فَأَمَّا مَنِ ابْتَغَی وَجْهَ اللّٰهِ وَأَطَاعَ الإِمَامَ وَأَنْفَقَ الْكَرِیْمَةَ وَیَاسَرَ الشَّرِیْكَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ فَإِنَّ نَوْمَهُ وَنَبْهَهُ أَجْرٌ كُلُّهُ وَأَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَرِیَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَی الإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِی الأَرْضِ فَإِنَّهُ لَمْ یَرْجِعْ بِالْكَفَافِ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ

۳۸۴۶۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد دو قسم کا ہے۔ ایک وہ مجاہد جس نے اللہ کی رضاجوئی کے لیے جہاد کیا اور اپنے امام کی اطاعت کی اور اپنے جان و مال کی نہایت خوشی سے خرچ کیا اور اپنے شریک کے ساتھ اچھا معاملہ کیا اور شر و فساد سے بچا اس کا سونا اور جاگنا سب ثواب ہی ثواب ہے۔ اور دوسرا وہ جس نے فخر، ریا اور نمود کے لیے جہاد کیا اور سنانے کے لیے جہاد کیا اور امام کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد کیا تو اسے جہاد کا ثواب نہیں ملے گا اور نہ اس کی بخشش ہوگی بلکہ برابر سرابر بھی واپس ہو کر نہیں آئے گا۔ (ابوداوٗد و نسائی)

۳۸۴۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِیْ عَنِ الْجِهَادِ؟ فَقَالَ ((یَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو إِنْ قَاتَلْتَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا بَعَثَكَ اللّٰهُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا وَإِنْ قَاتَلْتَ مُرَائِیًا مُكَاثِرًا بَعَثَكَ اللّٰهُ مُرَائِیًا مُكَاثِرًا یَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَلَی أَیِّ حَالٍ قَاتَلْتَ أَوْ قُتِلْتَ بَعَثَكَ اللّٰهُ عَلَی تِلْكَ الْحَالِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

۳۸۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا یا رسول اللہ! مجھے جہاد کے بارے میں بتائیے کہ اس میں کتنا ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ اگر تم ثواب سمجھ کر اخلاص نیت کے ساتھ صابر ہو کر جہاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو صبر کرنے والے کا ثواب اور مجاہد فی سبیل اللہ کا ثواب دے گا۔ اور اگر تم اسی حالت میں مر جاؤ گے تو اسی پر تم کو اللہ تبارک و تعالیٰ اٹھائے گا اور اگر تم ریا و نمود اور دکھانے سنانے کے لیے جہاد کرو گے، پھر اگر تم مر گئے تو اللہ تعالیٰ تم کو اسی حالت میں اٹھائے گا۔ اے عبداللہ بن عمرو! جس حالت میں تم قتال کرو یا قتل کئے جاؤ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اسی حالت میں تم کو اٹھائے گا۔ (ابوداوٗد)

۳۸۴۸۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((أَعَجَزْتُمْ إِذَا بَعَثْتُ رَجُلاً فَلَمْ یَمْضِ

۳۸۴۸۔ حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات سے عاجز ہو گئے ہو کہ جب میں کسی کو امیر بنا کر بھیجوں

۳۸۴۵۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فیمن یغزو ویلتمس الدنیا ۲۵۱۶ .

۳۸۴۶۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب من یغزو یلتمس الدنیا ۲۵۱۵۔ موطا الامام مالک کتاب الجهاد باب الترغیب فی الجهاد ۲/ ۴۶۶ ح ۱۰۳۰ ذ نسائی کتاب الجهاد باب فضل الصدقة ۴۲۰۰ .

۳۸۴۷۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا ۲۵۱۹۔ حاکم ۲/ ۸۵، ۸۶ .

۳۸۴۸۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الطاعة ۲۵۳۷ .

لأَمْرِىْ أَنْ تَجْعَلُوا مَكَانَهُ مَنْ يَمْضِى لأَمْرِىْ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوِد وَذُكِرَ حَدِيْثُ فُضَالَةَ وَالْمُجَاهِدِ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِىْ كِتَابِ الإِيْمَانِ .

اور وہ میرے حکم کے مطابق کام نہ کرے تو اس کی جگہ دوسرے ایسے شخص کو عامل بنالو جو میرے حکم کے مطابق عمل کرے۔ (ابوداؤد) فضالہ کی حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے کہ مجاہد کامل وہ شخص ہے جس نے اپنے جان ومال سے جہاد کیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٨٤٩۔ وَعَنْ أَبِىْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِىْ سَرِيَّةٍ فَمَرَّ رَجُلٌ بِغَارٍ فِيْهِ شَىْءٌ مِنْ مَاءٍ وَبَقْلٍ فَحَدَّثَ نَفْسَهُ بِأَنْ يُقِيْمَ فِيْهِ وَيَتَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا فَاسْتَأْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِىْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنِّىْ لَمْ أُبْعَثْ بِالْيَهُوْدِيَّةِ وَلاَ بِالنَّصْرَانِيَّةِ وَلٰكِنِّىْ بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَمَقَامُ أَحَدِكُمْ فِى الصَّفِّ خَيْرٌ مِنْ صَلاَتِهِ سِتِّيْنَ سَنَةً))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

٣٨٤٩۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجاہدین کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے تو ہم میں سے ایک شخص کا گزر ایسے غار میں ہوا جس میں کچھ پانی تھا اور سبزی تھی یہ دیکھ کر اس کے دل میں خیال آیا کہ اسی جگہ مقیم ہو جائے اور دنیا کو چھوڑ دے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہودیت اور عیسائیت کے لیے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ آسان دین کی اشاعت کے لیے بھیجا گیا ہوں اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے صبح یا شام کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جانا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے نماز یا جہاد کی صف بندی میں کھڑا ہونا ساٹھ سال کی نماز سے بہتر ہے۔ (احمد)

٣٨٥٠۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ غَزَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَمْ يَنْوِ إِلاَّ عِقَالاً فَلَهُ مَا نَوٰى))۔ رَوَاهُ النَّسَائِىُّ

٣٨٥٠۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا اور صرف ایک رسی لینے کی غرض سے جہاد کیا ہے تو اس کے لیے وہی ہے جو اس نے ارادہ کیا۔ (نسائی)

٣٨٥١۔ وَعَنْ أَبِىْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ رَضِىَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالإِسْلاَمِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) فَعَجِبَ لَهَا أَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ أَعِدْهَا عَلَىَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((وَأُخْرٰى يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِى الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ))

٣٨٥١۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ راضی ہو گیا از روئے رب ہونے کے، یعنی خدا تعالیٰ کی ربوبیت سے راضی ہو گیا اور اسلام کے ساتھ راضی ہو گیا از روئے دین ہونے کے یعنی دین اسلام سے راضی ہو گیا اور محمد سے راضی ہو گیا از روئے رسول ہونے کے تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ یہ سن کر ابوسعید خدری کو بہت تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کلمات کو پھر دہرایئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو پھر دہرایا اسکے ساتھ

٣٨٤٩۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ٥/ ٢٦٦۔ معان بن رفاعہ اور علی بن یزید دونوں ضعیف راوی ہیں۔

٣٨٥٠۔ حسن۔ سنن النسائى كتاب الجهاد باب من غزا فى سبيل الله ولم ينو من غزاته ٣١٤٠۔ ابن حبان ١٦٠٥ و حاكم ٢/ ١٠٩ .

٣٨٥١۔ صحيح مسلم كتاب الامارة باب بيان ما اعده الله تعالىٰ للمجاهد ١٨٨٤ .

قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

آپ ۔ نے فرمایا ایک اور بات ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کے سو درجے بلند کرتا ہے اور ان دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ ابوسعید خدری نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے اس کلمہ کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ (مسلم)

صحابی کا جذبہ شہادت

۳۸۵۲۔ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسَى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ))۔ فَقَالَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْأَةِ فَقَالَ يَا أَبَا مُوْسَى أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَأَلْقَاهُ ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۸۵۲۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے دروازے تلواروں کے سایہ کے نیچے ہیں۔ یہ سن کر ایک شخص پراگندہ سرخستہ حال نے کہا کہ اے ابوموسیٰ کیا تم نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں یہ سن کر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا آیا اور یہ کہا کہ میں تم کو آخری سلام کرنے کے لیے آیا ہوں اور اپنے تلوار کے نیام کو توڑ کر پھینک دیا اور دشمن کی طرف بڑھا اور لڑ کر شہید ہو گیا۔ (مسلم)

شہداء کی روحیں

۳۸۵۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ ((أَنَّهُ لَمَّا أُصِيْبَ إِخْوَانُكُمْ يَوْمَ أُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ أَرْوَاحَهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَأْوِيْ إِلَى قَنَادِيْلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ مَأْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيْلِهِمْ قَالُوْا مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا إِنَّنَا أَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ لِئَلَّا يَزْهَدُوْا فِي الْجَنَّةِ وَلَا يَنْكُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى إِنَّا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۸۵۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے شہدائے جنگ احد کے بارے میں فرمایا: تمہارے بھائی جو احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پوٹے میں داخل کر دیا ہے جنت کی نہروں پر آتی ہیں اور اس کے پھلوں کو کھاتی ہیں اور سونے کی قندیلوں میں آ کر آرام کرتی ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں جب اپنے کھانے پینے اور عمدہ خواب گاہوں کو پایا تو ان لوگوں نے کہا کہ کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ اور عیش میں ہیں تاکہ وہ جنت کے حاصل کرنے میں بے توجہی نہ کریں اور نہ لڑائی کے موقع پر سستی کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تمہارے اس پیغام کو تمہارے زندہ بھائیوں کو پہنچا دوں گا تو انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء﴾ جو لوگ خدا کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس آخر آیت تک۔ (ابوداؤد)

۳۸۵۲۔ صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت السبۃ للشهید ۱۹۰۲ ۔

۳۸۵۳۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی فضل الشهادة ۲۵۲۰۔ حاکم ۲/ ۵۸۸ ۔

٣٨٥٤۔ وَعَنْ أَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الْمُؤْمِنُونَ فِى الدُّنْيَا عَلٰى ثَلَاثَةِ أَجْزَاءٍ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِىْ يَأْمَنُهُ النَّاسُ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ الَّذِىْ إِذَا أَشْرَفَ عَلٰى طَمَعٍ تَرَكَهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

٣٨٥٤۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن دنیا میں تین قسم کے ہیں (١) ایک وہ جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان لے آئے اور پھر انہوں نے شک نہیں کیا اور جنہوں نے اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کیا یہ مومن میں سب سے بہتر ہے (٢) اور دوسرے وہ کہ جو اپنے جان و مال پر ان سے مامون و محفوظ ہیں، یعنی کسی کو جانی اور مالی نقصان و تکلیف نہیں پہنچایا تو یہ دوسرے درجے کے ہیں (٣) اور تیسرے وہ کہ اس کے دل میں لالچ کی خواہش پیدا ہوتی ہے پھر وہ خواہش نفسانی کو اللہ تعالیٰ کے خوشنودی کے لیے چھوڑ دیتا ہے، یعنی دل میں نفسانی خواہش خلاف شرع پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ (احمد)

٣٨٥٥۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِىْ عُمَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ نَفْسٍ مُسْلِمَةٍ يَقْبِضُهَا رَبُّهَا تُحِبُّ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْكُمْ وَأَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا غَيْرُ الشَّهِيْدِ)) قَالَ ابْنُ أَبِىْ عُمَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَأَنْ أُقْتَلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لِىْ أَهْلُ الْوَبَرِ وَالْمَدَرِ))۔ رَوَاهُ النَّسَائِىُّ

٣٨٥٥۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مومن نفس کو اللہ تعالیٰ اٹھالیتا ہے وہ دوبارہ دنیا میں آنے کے لیے پسند نہیں کرتا اگرچہ دنیا کی ساری دولت مل جائے شہید کے علاوہ یعنی شہید جنت کی نعمتوں کو دیکھ کر دوبارہ دنیا میں آنے کی خواہش کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا اللہ کے راستے میں شہید ہو جانا دنیا کی تمام چیزوں سے میرے نزدیک بہتر ہے۔ (نسائی)

جنت میں کون لوگ ہوں گے

٣٨٥٦۔ وَعَنْ حَسْنَاءَ بِنْتِ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ حَدَّثَنَا عَمِّىْ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِىِّ ﷺ مَنْ فِى الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِىُّ ((وَالشَّهِيْدُ فِى الْجَنَّةِ وَالْمَوْلُوْدُ فِى الْجَنَّةِ وَالْوَئِيْدُ فِى الْجَنَّةِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٨٥٦۔ حضرت حسناء بنت معاویہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے چچا نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے میں نے عرض کیا کہ جنت میں کون لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں نبی اور شہید لوگ ہوں گے اور نابالغ بچے ہوں گے اور وہ لڑکی ہوگی جس کو زندہ درگور کردیا گیا ہوگا۔ (ابوداؤد)

٣٨٥٧۔ وَعَنْ عَلِيٍّ وَأَبِى الدَّرْدَاءِ وَأَبِىْ هُرَيْرَةَ وَأَبِىْ أُمَامَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہم كُلُّهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ

٣٨٥٧۔ حضرت علی اور ابودرداء اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوامامہ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو اور جابر بن عبداللہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم یہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے لیے مال بھیجے اور خود اپنے گھر میں ٹھہرا رہے

٣٨٥٤۔ اسناده ضعيف۔ مسند احمد ٣/ ٨ دراج عن ابی الہیثم ضعیف ہے۔

٣٨٥٥۔ حسن۔ سنن النسائى كتاب الجهاد باب تمنى القتل فى سبيل الله تعالىٰ ٣١٥٥ .

٣٨٥٦۔ حسن۔ سنن ابى داؤد كتاب الجهاد باب فى فضل الشهادة ٢٥٢١ ۔ شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

٣٨٥٧۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابن ماجه كتاب الجهاد باب فضل النفقة فى سبيل الله تعالىٰ ٢٧٦١ ۔ الضعيفه ٦٨٣٤، خلیل بن عبداللہ غیر معروف ہے اور بھی علتیں ہیں۔

قَالَ ((مَنْ أَرْسَلَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَقَامَ فِيْ بَيْتِهِ فَلَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَنْفَقَ فِيْ وَجْهِهِ ذٰلِكَ فَلَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلاَ هٰذِهِ الآيَةَ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَآءُ))۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

تو اس کو ہر درہم کے بدلے سات سو درہم کا ثواب ملے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خود جہاد کرنے کے لیے جائے اور اپنا مال بھی خرچ کرے تو ہر درہم کے بدلے میں اس کو سات لاکھ درہموں کا ثواب ملے گا۔ پھر آپ نے اس کی تائید میں اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿واللّٰه يضعف لمن يشاء﴾ اللہ تعالیٰ زیادہ دیتا ہے جس کو چاہے۔ (ابن ماجہ)

۳۸۵۸۔ وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((الشُّهَدَآءُ أَرْبَعَةٌ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الإِيْمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَعْيُنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰكَذَا وَرَفَعَ رَأْسَهُ حَتّٰى سَقَطَتْ قَلَنْسُوَتُهُ فَمَا أَدْرِيْ أَقَلَنْسُوَةُ عُمَرَ أَرَادَ أَمْ قَلَنْسُوَةُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الإِيْمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ كَأَنَّمَا ضُرِبَ جِلْدُهُ بِشَوْكِ طَلْحٍ مِنَ الْجُبْنِ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ فَهُوَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلاً وَآخَرَ سَيِّئًا لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّالِثَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ أَسْرَفَ عَلٰى نَفْسِهِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِي الدَّرَجَةِ الرَّابِعَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

۳۸۵۸۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ شہید چار قسم ہیں۔ ایک وہ جو پکا ایمان والا اللہ کے راستے میں دشمنوں سے لڑا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو سچا کر دکھایا یہاں تک کہ وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گیا تو قیامت کے روز اس کو اتنا بلند درجہ ملے گا کہ لوگ اپنی آنکھیں اس کی طرف اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے اور انہوں نے اپنا سر اتنا اونچا اٹھایا کہ ان کی ٹوپی گر پڑی۔ راوی نے بیان کیا کہ مجھے یہ نہیں معلوم کہ کس کی ٹوپی گر پڑی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور دوسرا وہ شخص ہے جو کامل ایمان والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں دشمن سے مقابلہ کیا اس حال میں کہ خوف و دہشت اپنی کمزوری سے محسوس کرنے لگا کہ گویا اس کے جسم میں کسی درخت کا کانٹے چبھا دیے گئے ہیں اتنے میں نہ معلوم تیر لگا اور اس کو مار ڈالا یہ دوسرے درجہ میں ہو گا اور تیسرا وہ مومن ہے کہ اس نے کچھ اچھا کام کیا ہے اور کچھ خراب کام کیا ہے، یعنی اچھا اور برا کام دونوں ملا جلا ہے اور اس کے راستے میں دشمن سے ملا اور اللہ کے وعدوں کو سچا کر دکھایا یہاں تک کہ شہید ہو گیا تو یہ تیسرے درجے میں ہے اور چوتھا وہ مومن ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم کر رکھا تھا یعنی زیادہ گناہ کر رکھا تھا اور اللہ کے راستے میں دشمنوں سے مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو سچا کر دکھایا، یعنی نہایت بہادری سے لڑا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے جہاد میں شہید ہونے والوں کو وعدہ کیا تھا اس کو سچا جانا۔ یہاں تک کہ وہ بھی شہید کر دیا گیا۔ تو یہ شخص چوتھے درجے میں ہے۔ (ترمذی)

شہداء کی اقسام

۳۸۵۹۔ وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السَّلَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ

۳۸۵۹۔ حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۸۵۸۔ اسناده ضعيف۔ سنن الترمذى كتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فى فضل الشهداء عند الله تعالىٰ ۱۶۴۴۔ ابو یزید الخولانی مجہول الحال ہے۔

۳۸۵۹۔ اسناده صحيح۔ سنن الدارمى كتاب الجهاد باب فى صفة القتل فى سبيل الله ۲/ ۲۰۶، ۲۰۷ ح ۲۴۱۶.

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْقَتْلٰی ثَلَاثَةٌ مُؤْمِنٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَإِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰی یُقْتَلَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْهِ فَذٰلِكَ الشَّهِیْدُ الْمُمْتَحَنُ فِیْ خَیْمَةِ اللّٰهِ تَحْتَ عَرْشِهٖ لَا یَفْضُلُهُ النَّبِیُّوْنَ إِلَّا بِدَرَجَةِ النُّبُوَّةِ وَمُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَیِّئًا جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ إِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ وَقَاتَلَ حَتّٰی یُقْتَلَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْهِ مُمَصْمِصَةٌ مَحَتْ ذُنُوْبَهٗ وَخَطَایَاهُ إِنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا وَأُدْخِلَ مِنْ أَیِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ وَمُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَإِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰی یُقْتَلَ فَذٰكَ فِی النَّارِ إِنَّ السَّیْفَ لَا یَمْحُو النِّفَاقَ))۔ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ

نے فرمایا: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارے جاتے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ (۱) ایک وہ مومن ہے کہ جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں اپنے جان و مال سے جہاد کیا اور دشمن سے ملا اور نہایت بہادری سے لڑا یہاں تک کہ مارڈالا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں یہ فرمایا: وہ شہید ہے۔ جس کے صبر اور مشقتوں اور استقامت کا امتحان لیا گیا اور وہ امتحان میں کامیاب ہوا تو یہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے نہایت عمدہ خیمہ اور محل میں ہوگا کہ نبیوں کے سوا اور کوئی اس سے بڑے مرتبے والا نہیں ہوگا، البتہ نبی اپنی نبوت کے مرتبہ کی وجہ سے اس سے بلند مرتبہ میں ہوں گے۔ (۲) دوسرا وہ مومن ہے کہ جس نے کچھ اچھا کام کیا اور کچھ برا کام کیا اور اپنے جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور جب دشمن کے مقابلہ میں گیا تو اس سے قتال کیا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔ اس شہید کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شہادت اس کے گناہوں کو معاف کرنے والی ہے اور اس کی خطاؤں کو درگزر کرنے والی ہے کیونکہ تلوار گناہوں کو ملیامیٹ کرنے والی ہے اور اسے حکم دیا جائے گا کہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (۳) اور تیسرا وہ منافق ہے جس نے اپنے جان و مال سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑا۔ جب دشمن کے مقابلہ میں ہوا تو نہایت شجاعت اور بہادری سے جنگ کیا یہاں تک کہ مارڈالا گیا تو یہ جہنم میں جائے گا کیونکہ تلوار نفاق اعتقادی کو نہیں مٹاتی ہے۔ (دارمی)

۳۸۶۰۔ وَعَنِ ابْنِ عَائِذٍ ﷛ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ جَنَازَةِ رَجُلٍ فَلَمَّا وُضِعَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُصَلِّ عَلَیْهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّهٗ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَی النَّاسِ فَقَالَ ((هَلْ رَآهُ أَحَدٌ مِنْكُمْ عَلٰی عَمَلِ الْإِسْلَامِ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَرَسَ لَیْلَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَصَلّٰی عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَثّٰی عَلَیْهِ التُّرَابَ وَقَالَ ((أَصْحَابُكَ یَظُنُّوْنَ أَنَّكَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَقَالَ یَا عُمَرُ إِنَّكَ لَا تُسْئَلُ عَنْ أَعْمَالِ النَّاسِ وَلٰكِنْ تُسْأَلُ عَنِ الْفِطْرَةِ))۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْإِیْمَانِ

۳۸۶۰۔ حضرت ابن عائذ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں تشریف لے گئے جب جنازہ رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے جنازے کی نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمر ﷛ نے فرمایا: یا رسول اللہ! اس شخص کے جنازے کی نماز نہ پڑھیے کیونکہ یہ فاجر آدمی تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے اس کو اسلامی کام کرتے ہوئے دیکھا ہے ایک شخص نے کہا ہاں یا رسول اللہ! اس نے ایک رات کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں پاسبانی اور چوکیداری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھائی اور اپنے ہاتھ سے اس کو مٹی دی اور اس کے بارے میں فرمایا: تیرے ساتھی تجھ کو جہنمی خیال کرتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے اور آپ نے فرمایا: اے عمر! تم سے لوگوں کے عملوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا لیکن تم سے اسلام کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ (بیہقی)

۳۸۶۰۔ ضعیف۔ شعب الایمان ٤٢٩٧' ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے۔

بَابُ اِعْدَادِ اٰلَةِ الْجِهَادِ

جہاد کا سامان تیار کرنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

٣٨٦١۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ ((وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ أَلاَ إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلاَ إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلاَ إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٨٦١۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ممبر پر فرماتے ہوئے سنا: ((وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ)) اپنے مخالفوں سے مقابلہ کرنے کے لیے تم اپنی طاقت کے مطابق جس قدر ہو سکے تیار کرو۔ تم آگاہ ہو جاؤ تحقیق اس قوت سے پھینکنا مراد ہے۔ خبردار ہو جاؤ تحقیق اس قوت سے مراد پھینکنا ہے خبردار ہو جاؤ تحقیق اس قوت سے مراد پھینکنا ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی آیت کریمہ میں من قوۃ سے پھینکنا مراد ہے، خواہ تیر ہو یا بندوق کی گولی ہو یا توپ یا مشین گن ہو یا بم اور راکٹ ہو یا اور اس قسم کی کوئی چیز ہو یہ سب رمی اور قوت میں داخل ہیں۔

روم کی فتح کا بیان

٣٨٦٢۔ وَعَنْهُ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الرُّومُ وَيَكْفِيكُمُ اللّٰهُ فَلاَ يَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٨٦٢۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ آئندہ ملک روم تم پر فتح کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ تمہاری کفایت کرے گا اور تمہاری امداد فرمائے گا تم تیراندازی سے غافل نہ رہنا اور نہ سستی کرنا۔ (مسلم)

توضیح: یعنی اس فتح کے بعد تم ہمیشہ جہاد کی تیاری کرتے رہنا اگر اس قسم کی فتح کے بعد تم مغلوب ہو گئے اور اس گھمنڈ کی وجہ سے سستی کرنے لگے تو تمہاری فتح شکست سے بدل جائے گا۔

تیراندازی کا بیان

٣٨٦٣۔ وَعَنْهُ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا أَوْ قَدْ عَصَى))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٨٦٣۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا جس نے تیراندازی سیکھ لی، پھر اسے چھوڑ دیا تو وہ ہم سے نہیں ہے یا آپ نے فرمایا: اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

٣٨٦١۔ صحيح مسلم كتاب الامارة باب فضل الرمى ١٩١٧، ٤٩٤٦ .

٣٨٦٢۔ صحيح مسلم كتاب الامارة باب فضل الرمى ١٩١٨، ٤٩٤٧ .

٣٨٦٣۔ صحيح مسلم كتاب الامارة باب فضل الرمى ١٩١٩، ٤٩٤٩ .

٣٨٦٤۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَسْلَمَ يَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ ((ارْمُوا بَنِى إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَأَنَا مَعَ بَنِىْ فُلَانَ لأَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ)) فَأَمْسَكُوا بِأَيْدِيهِمْ فَقَالَ ((مَا لَكُمْ؟)) قَالُوا وَكَيْفَ نَرْمِىْ وَأَنْتَ مَعَ بَنِىْ فُلَانَ قَالَ ((ارْمُوا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلُّكُمْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٨٦٤۔سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ اسلم میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ آپس میں بازار میں تیراندازی کر رہے تھے یہ دیکھ کر آپ نے ان سے فرمایا: اے اسمٰعیل کے بیٹو! یعنی عرب کے لوگو! تم تیراندازی کی مشق کرتے رہو تمہارے باپ اسماعیل تیرانداز تھے اور ان دونوں گروہوں میں سے میں ایک گروہ کے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر دوسرے لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو تیراندازی سے روک لیا۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگ کیوں رک گئے؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپ فلاں گروہ کے ساتھ شامل ہو گئے اور ہمارے گروہ کے ساتھ شامل نہیں ہوئے تو اب ہم کیسے تیراندازی کریں؟ آپ نے فرمایا: اب میں تم سب لوگوں کے ساتھ ہوں آپس میں تیراندازی کی مشق جاری رکھو۔ (بخاری)

٣٨٦٥۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ وَكَانَ أَبُوطَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَكَانَ إِذَا رَمٰى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ ﷺ فَيَنْظُرُ إِلَى مَوْضِعِ نَبْلِهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٨٦٥۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ ایک ڈھال کے ساتھ نبی ﷺ کو مخالفین کے تیروں سے بچاتے تھے اور ابوطلحہ بہت اچھے تیرانداز تھے جب ابوطلحہ تیر چھوڑتے تو رسول اللہ ﷺ ان کے تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھتے کہ آیا وہ تیر دشمن کو لگا یا نہیں۔ (بخاری)

جہادی گھوڑوں کی فضیلت

٣٨٦٦۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْبَرَكَةُ فِىْ نَوَاصِى الْخَيْلِ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٣٨٦٦۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: برکت گھوڑے کی پیشانیوں میں ہے۔ (بخاری ومسلم) یعنی جہاد کے گھوڑے دنیا وآخرت میں باعث خیر وبرکت ہیں۔

٣٨٦٧۔ وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَلْوِىْ نَاصِيَةَ فَرَسٍ بِأَصْبَعِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ ((الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الأَجْرُ وَالْغَنِيْمَةُ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٨٦٧۔حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک گھوڑے کے پیشانی کے بالوں کو بل دیتے ہوئے دیکھا آپ اپنی انگلیوں سے موڑتے تھے اور بل دیتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک کے لیے بھلائی باندھی ہوئی ہے، یعنی ثواب اور غنیمت۔ (مسلم)

توضیح: یعنی گھوڑوں پر جہاد کرنے کے رو سے ثواب ملتا ہے اور غنیمت بھی حاصل ہوتی رہتی ہے کہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

٣٨٦٤۔ صحيح بخارى كتاب المناقب باب نسبة اليمين الى اسماعيل ٣٥٠٧.

٣٨٦٥۔ صحيح بخارى كتاب الجهاد باب العجن ٢٩٠٢.

٣٨٦٦۔ صحيح بخارى كتاب الجهاد باب الخيل معقود فى نواصيها الخير ٢٨٥١۔ صحيح مسلم كتاب الامارة باب الخيل فى نواصيعا الخير ١٨٧٤۔٤٨٥٤.

٣٨٦٧۔ صحيح مسلم كتاب الامارة باب الخيل فى نواصيها الخير ١٨٧٢'٤٨٤٧.

٣٨٦٨۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ إِیْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِهٖ فَإِنَّ شِبْعَهٗ وَرِیَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِیْ مِیْزَانِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

٣٨٦٨۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے گھوڑے کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں رکھا اور پالا پوسا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اور اس کے ثواب کے سچائی کی نیت کے ساتھ یعنی نیک نیتی اور ثواب کی خاطر انہوں نے گھوڑے کو رکھا تو گھوڑے کا کھانا پینا اور اس کا پیشاب و پاخانہ کرنا قیامت کے دن نیکیوں کے ترازو میں رکھ کر تولا جائے گا، یعنی ان سب چیزوں کا ثواب ملے گا۔(بخاری)

٣٨٦٩۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((یَكْرَهُ الشِّكَالَ فِی الْخَیْلِ وَالشِّكَالُ أَنْ یَكُوْنَ الْفَرَسُ فِیْ رِجْلِهِ الْیُمْنٰی بَیَاضٌ وَفِیْ یَدِهِ الْیُسْرٰی أَوْ فِیْ یَدِهِ الْیُمْنٰی وَرِجْلِهِ الْیُسْرٰی))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٨٦٩۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے میں شکال کو اچھا نہیں سمجھتے تھے گھوڑے میں شکال یہ ہے کہ اس کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا دائیں پاؤں اور دائیں ہاتھ میں سفیدی ہو۔(مسلم) یعنی اس حلیہ اور اس قسم کے رنگ کا گھوڑا عموماً اچھا نہیں ہوتا۔

٣٨٧٠۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَابَقَ بَیْنَ الْخَیْلِ الَّتِیْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْیَاءِ وَأَمَدُهَا ثَنِیَّةُ الْوَدَاعِ وَبَیْنَهُمَا سِتَّةُ أَمْیَالٍ وَسَابَقَ بَیْنَ الْخَیْلِ الَّتِیْ لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِیَّةِ إِلٰی مَسْجِدِ بَنِیْ زُرَیْقٍ وَبَیْنَهُمَا مِیْلٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

٣٨٧٠۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مضمر گھوڑوں کے درمیان گھوڑ دوڑ کرائی حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک، یعنی ان دونوں مقاموں کے درمیان میں چھ میل کا فاصلہ تھا۔ مقام حفیاء سے گھوڑ دوڑ شروع کی اور مقام ثنیۃ الوداع پر ختم کی اور غیر مضمر گھوڑوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا۔(بخاری و مسلم)

توضیح: ضمار کے معنی لاغر کے اور دبلے کے ہیں اضمار گھوڑے کو دوڑانے کے لیے تیار کرنے کو کہتے ہیں یعنی پہلے اس کو خوب کھلا پلا کر موٹا کرتے ہیں پھر دانہ چارہ کم کر کے چال و رفتار سکھانے کے لیے میدان میں دوڑا دوڑا کر دبلا کر دیتے ہیں تو اس کا موٹا پن جاتا رہتا ہے اور طاقت باقی رہتی ہے ایسے گھوڑے بہت تیز ہوتے ہیں اور لڑائی میں کام آتے ہیں اور جو اس طرح کے گھوڑے نہیں ہوتے تو غیر مضمر ہوتے ہیں وہ عموماً زیادہ دور تک نہیں دوڑ سکتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد کے مشاق کے لیے مسابقت اور گھوڑ دوڑ کرانا درست ہے اس میں شرط اور قمار بازی نہیں ہوتی ہے اور جس میں قمار بازی کی شرط ہو تو وہ مسابقت جائز نہیں ہے۔

٣٨٧١۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تُسَمَّی الْعَضْبَاءَ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ أَعْرَابِیٌّ عَلٰی قُعُوْدٍ لَهٗ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ

٣٨٧١۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عضباء نامی ایک اونٹنی تھی جو کہ تیز رفتار تھی کوئی اونٹنی دوڑ میں اس سے آگے نہیں جا سکتی تھی، بلکہ آپ کی اونٹنی ہمیشہ آگے آگے رہتی تھی۔ ایک گنوار آدمی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور وہ آپ کی اونٹنی سے آگے نکل گیا مسلمانوں پر یہ

٣٨٦٨۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب من احتبس فرساً ٢٨٥٣ .

٣٨٦٩۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب ما یکره من صفات الخیل ١٨٧٥‘ ٤٨٥٦‘ ٤٨٥٧ .

٣٨٧٠۔ صحیح بخاری کتاب الصلاة باب هل یقال مسجد بنی فلان ٤٢٠۔ مسلم کتاب الامارة باب المسابقة بین الخیل ١٨٧٠‘ ٤٨٤٣ .

٣٨٧١۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب ناقة النبی ٢٨٧٢ .

حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَىْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

بہت ناگوار گزرا، یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کا یہی فیصلہ ہے کہ دنیا میں جو چیز کبھی بلند ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچا کر دیتا ہے۔ (بخاری)

توضیح: یعنی ہر چیز کمال وزوال پذیر ہوتی ہے اور ہر اونچائی کے لیے نیچائی ہے تو اگر ہماری اونٹنی پیچھے ہوگئی تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے بلکہ دستور خداوندی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

٣٨٧٢۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((إِنَّ اللهَ تَعَالَى يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّمِىَ بِهِ وَمُنَبِّلَهُ فَارْمُوا وَ ارْكَبُوا وَ أَنْ تَرْمُو أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا كُلُّ شَىْءٍ يَلْهُوا بِهِ الرَّجُلُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ وَتَادِيْبَهُ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَأَتَهُ فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وزاد أَبُوْدَاودَ وَالدَّارِمِيُّ ((وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْىَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهُ نِعْمَةٌ تَرَكَهَا أَوْ قَالَ كَفَرَهَا .))

٣٨٧٢۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کے بدلے میں تین شخصوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ تیر بنانے والے کو جو ثواب کی نیت سے بناتا ہے اور دوسرے جہاد میں تیر پھینکنے والے کو اور تیسرے جہاد میں مجاہد کو تیر دینے والے کو۔ تو تم لوگ تیر اندازی سیکھو اور گھوڑے کی سواری کرو۔ اور گھوڑے کی سواری سے تیر اندازی ہمارے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، دنیا کا ہر کھیل باطل اور ناجائز ہے مگر تیر اندازی کرنا اور گھوڑے کو ادب سکھانا اور اپنے بیوی کے ساتھ خوش طبعی اور ہنسی مذاق کرنا مباح ہے، کیونکہ یہ چیزیں ان کے حقوق میں سے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد و دارمی) اور دارمی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دے اور اس سے بے توجہی اختیار کرے تو اس نے ایک نعمت چھوڑ دی یا کفران نعمت کیا۔

٣٨٧٣۔ وَعَنْ أَبِىْ نَجِيْحٍ السُّلَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهُ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَرَمَى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهُ عِدْلُ مُحَرَّرٍ وَمَا شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَرَوَى أَبُوْدَاوُدَ الْفَصْلَ الْأَوَّلَ وَالنَّسَائِيُّ الْأَوَّلَ وَالثَّانِيَ وَالتِّرْمِذِيُّ الثَّانِيَ وَالثَّالِثَ وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَدَلَ فِي الْإِسْلَامِ

٣٨٧٣۔ حضرت ابونجیح اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیر چلایا اور اس نے کسی دشمن کو مار ڈالا تو اس کے لیے جنت میں درجہ ملے گا اور جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں تیر پھینکا تو اس کو غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جو اسلام میں بوڑھا ہو گیا تو اس کا بڑھاپا قیامت کے روز نور ہو جائے گا۔ (بیہقی، ابوداؤد، نسائی و ترمذی) اور ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں بوڑھا ہو گیا، یعنی اسلامی کام کرتے کرتے یا اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے کرتے بوڑھا ہو تو قیامت کے روز اس کا یہ بڑھاپا باعث نور ورحمت ہوگا۔

٣٨٧٢۔ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الرمی ٢٥١٣۔ ترمذی کتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل الرمی ١٦٣٧۔ ابن ماجه کتاب الجهاد باب الرمی فی سبیل الله ٢٨١١۔ سنداً ومتناً مضطرب ہے۔

٣٨٧٣۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب العتق باب فی ای الرقاب افضل ٣٩٦٥۔ ترمذی کتاب فضائل الجهاد باب ما جاء فی فضل الرمی ١٦٣٨۔ النسائی کتاب الجهاد باب ثواب من رمی بسهم ٣١٤٥۔ شعب الایمان ٤٣٤١ .

٣٨٧٤۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا سَبَقَ إِلَّا فِیْ نَصْلٍ أَوْ خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ

٣٨٧٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگے بڑھنے کی شرط صرف تین چیزوں میں جائز ہے کہ تیراندازی یا اونٹ یا گھوڑا دوڑانے میں۔ (ترمذی، ابوداؤد ونسائی)

توضیح: سبق کے معنی آگے بڑھانے کے ہیں یہاں مسابقت سے مراد یہ ہے کہ تین چیزوں میں آگے بڑھانے کی شرط لگانا درست ہے، اونٹ اور گھوڑے، تیر میں۔ اب تیر کے قائم مقام بندوق اور توپ وغیرہ ہے مسلمان بہادری میں دوسری قوموں سے کم نہیں ہیں لیکن بے علمی، اور نا اتفاقی، جہالت، عیاشی کی وجہ سے مغلوب اور تباہ ہو رہے ہیں۔ دوسری قوموں نے علوم اور معارف میں ترقی کی اور آلات ایسے بنائے جن کو مسلمان بنانا نہیں جانتے بلکہ آپس میں ایک دوسرے کے ہمدرد اور معین اور مددگار نہیں رہے۔ مسلمان نہ صرف جاہل کم علم ایک دوسرے کا دشمن ہے جب مسلمانوں کی ایسی سقیم حالت ہو تو صرف بہادری کیا کام آ سکتی ہے ہر قوم کی دنیاوی اور دینی ترقی تعلیم اور درستی اخلاق پر موقوف ہے جب مسلمان تعلیم کو عام نہیں کریں گے اور کوئی علم و ہنر حاصل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور اس کے بعد اپنے اخلاق کو شریعت محمدی کے مطابق درست نہیں کریں گے اس وقت تک کبھی ذلت اور نکبت کے قعر سے باہر نہیں نکلیں گے۔ ایک خلیفہ مسلمانوں کا کبوتر بازی کر رہا تھا اس وقت ایک شخص نے جس کو خدا کا ڈر نہ تھا اس حدیث میں اتنا اور بڑھا دیا او خف جناح یا پرندے کے پنکھ میں۔ یعنی کس کا کبوتر آگے بڑھ جاتا ہے اور بلند پروازی کرتا ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ خلیفہ خوش ہو ایسے ہی مردودوں نے دین کو خراب کیا اور دنیا دار بادشاہوں اور رئیسوں کی خوشامد کے لیے ان کو غلط مسئلے بتا کر گمراہ کیا نعوذ باللہ۔ علامہ طیبی نے کہا ہے اونٹ اور گھوڑوں کی طرح گدھوں۔ خچروں اور ہاتھیوں میں بھی مسابقت کر سکتے ہیں۔

٣٨٧٥۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَیْنَ فَرَسَیْنِ فَإِنْ كَانَ یُؤْمِنُ أَنْ یُسْبَقَ فَلَا خَیْرَ فِیْهِ فَإِنْ كَانَ لَا یُؤْمِنُ أَنْ یُسْبَقَ فَلَا بَأْسَ بِهِ))۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَفِیْ رِوَایَةِ أَبِیْ دَاوُدَ قَالَ ((مَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَیْنَ فَرَسَیْنِ یَعْنِیْ وَهُوَ لَا یَأْمَنُ أَنْ یُسْبَقَ فَلَیْسَ بِقِمَارٍ وَمَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَیْنَ فَرَسَیْنِ وَقَدْ أَمِنَ أَنْ یُسْبَقَ فَهُوَ قِمَارٌ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٨٧٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک گھوڑے کو شرط کے دو گھوڑوں کے درمیان میں داخل کیا اور اس کو یقین ہے کہ یہ گھوڑا ان دونوں گھوڑوں سے آگے بڑھ جائے گا تو اس میں بھلائی نہیں ہے اور اگر آگے بڑھنے کا یقین نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ (شرح سنہ) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ جس نے ایک گھوڑے کو دو گھوڑوں کے بیچ میں داخل کیا اور اس کے آگے بڑھ جانے کا یقین نہیں ہے تو یہ جوا نہیں ہے اور جس نے ایک گھوڑے کو دو گھوڑوں کے درمیان داخل کیا اور اس کو اس کے آگے بڑھ جانے کا یقین ہے تو جوا ہے۔

توضیح: اس تیسرے شخص کو محلل کہتے ہیں یعنی شرط کو حلال کرنے والا۔ بات یہ ہے کہ شرط کا نقد روپیہ اگر تماشا میں دینا ٹھہرائیں یا ایک طرف سے شرط ہو تب تو بالکل درست ہے اور اگر دونوں طرف سے شرط ہو تو بغیر محلل کے درست نہیں اب اگر محلل آگے بڑھ گیا اور

٣٨٧٤۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی السبق ٢٥٦٤۔ ترمذی کتاب الجهاد باب فی ما جاء فی الرهان ١٧٠٠۔ نسائی کتاب الخیل باب السبق ٣٦١٧۔

٣٨٧٥۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی العلل ٢٥٧٩۔ ابن ماجه ٢٨٧٦۔ شرح السنة ١٠/ ٢٠٩، ٢٩٦ ح ٢٦٥٤۔ سفیان بن حسین عن الزہری ضعیف ہے۔

دونوں شرط کرنے والے اس کے پیچھے آئے ایک ساتھ یا آگے پیچھے تو محلل شرط کا روپیہ لے لے گا اور اگر محلل اور ایک شرط کرنے والا ساتھ آئے، پھر دوسرا شرط کرنے والا آیا تو جو آگے آئے وہ دونوں شرط کا روپیہ لے لیں گے اور اگر تینوں برابر آئے تو کسی کو کچھ نہیں ملے گا۔

۳۸۷۶۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ)) وَزَادَ يَحْيَى فِي حَدِيْثِهِ فِي الرِّهَانِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوِدَ وَالنَّسَائِيُّ وَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مَعَ زِيَادَةٍ فِي بَابِ الْغَصَبِ

۳۸۷۶۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جلب اور جنب گھوڑ دوڑ میں جائز نہیں ہے۔ (ابوداؤد، نسائی و ترمذی)

توضیح: جلب اور جنب زکوٰۃ میں بھی ہے جس کا بیان کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکا ہے اور گھوڑ دوڑ میں بھی ہے۔ گھوڑ دوڑ میں جلب یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے پیچھے ایک آدمی رکھے وہ اس کو ڈانٹتا رہے تاکہ وہ آگے بڑھ جائے۔ اور گھوڑ دوڑ میں جنب یہ ہے کہ ایک گھوڑا اپنے گھوڑے کے پہلو میں رکھے جب سواری کا گھوڑا تھک جائے تو اس گھوڑے پر سے سوار اتر کر اس خالی گھوڑے پر سوار ہو جائے تاکہ یہ آگے بڑھ جائے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

۳۸۷۷۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((خَيْرُ الْخَيْلِ الْأَدْهَمُ الْأَقْرَحُ الْأَرْثَمُ ثُمَّ الْأَقْرَحُ الْمُحَجَّلُ طُلُقُ الْيَمِيْنِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَدْهَمَ فَكُمَيْتٌ عَلَى هَذِهِ الشِّيَةِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

۳۸۷۷۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب گھوڑوں سے بہتر گھوڑا ادہم امر ح۔ ارثم۔ ہے پھر اقرح محجل طلق الیمین ہے اگر ادہم نہیں ہے تو اسی علامت پر کمیت ہے۔ (ترمذی و دارمی)

توضیح: یعنی سب گھوڑوں سے وہ گھوڑا اچھا ہے جو کالا مشکی ہو اس کی پیشانی پر سفیدی ہو اوپر کے ہونٹ بھی سفید ہوں اس حلیہ کا گھوڑا عرب میں اچھا سمجھا جاتا ہے پھر دوسرے نمبر پر اقرح محجل یعنی وہ گھوڑا ہے جس کی پیشانی پر سفیدی ہو اور اس کے ہاتھ پاؤں بھی سفید ہوں لیکن دایاں ہاتھ سفید نہ ہو اگر ادہم نہ ہو تو پھر کمیت ہے۔ کمیت اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کی سُرخی سیاہی کے ساتھ ملی اور دم ایال سیاہ ہو اگر سرخ ہو تو اشقر کہیں گے اور باقی وہی علامتیں ہوں جو اوپر ذکر کی گئی ہیں یعنی سفیدی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں۔

۳۸۷۸۔ وَعَنْ أَبِي وَهْبِ الْجُشَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((عَلَيْكُمْ بِكُلِّ كُمَيْتٍ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ أَوْ أَشْقَرَ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ وَأَدْهَمَ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوِدَ وَالنَّسَائِيُّ

۳۸۷۸۔ حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم گھوڑے رکھو تو کمیت' اغر محجل، یعنی مشکی گھوڑا جس کی پیشانی سفید ہو اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں یا اشقر یعنی سرخ رنگ کا گھوڑا جس کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں میں سفیدی ہو یا ادہم، یعنی سیاہ جس کی پیشانی سفید ہو اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں۔ (ابوداؤد و نسائی)

۳۸۷۶۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الجلب عن الخیل ۲۵۸۱۔ ترمذی کتاب النکاح باب ما جاء فی النهی عن نکاح الشغار ۱۱۲۳۔ نسائی کتاب الخیل باب لجنب ۳۶۲۱۔

۳۸۷۷۔ اسناده صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الجهاد باب ما یستحب من الخیل ۱۶۹۶۔ دارمی کتاب الجهاد باب ما یستحب من الخیل ۲/ ۲۱۲ ح ۲۴۳۳۔

۳۸۷۸۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فیما یستجب من الوان الخیل ۲۵۴۳۔ نسائی کتاب الخیل باب ما یستحب من شبة الخیل ۳۵۹۵۔ عقیل بن شبیب مجہول راوی ہے۔

توضیح: اشقر سرخ رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں۔ کمیت اور اشقر میں یہ فرق ہے کہ کمیت اور ایال کی دم سیاہ ہوتی ہے اور اشقر کی سرخ۔

۳۸۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يُمْنُ الْخَيْلِ فِي الشُّقْرِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

۳۸۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرخ رنگ کے گھوڑے میں برکت ہے۔ (ترمذی ابوداؤد)

گھوڑوں کے بال کاٹنے کی ممانعت

۳۸۸۰۔ وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((لَا تَقُصُّوا نَوَاصِيَ الْخَيْلِ وَلَا مَعَارِفَهَا وَلَا أَذْنَابَهَا فَإِنَّ أَذْنَابَهَا مَذَابُّهَا وَمَعَارِفَهَا فَاؤُهَا وَنَوَاصِيَهَا مَعْقُوْدٌ فِيهَا الْخَيْرُ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۸۸۰۔ حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوں سنا کہ تم گھوڑوں کے پیشانی کے بال اور ایال نہ کاٹو اور نہ ان کے دم کے بالوں کو کاٹو کیونکہ دم ان کے لیے مورچھل ہے جس سے وہ مکھیاں اڑاتے ہیں اور ایالیں ان کے گرماؤ ہونے کا سبب ہے اور ان کی پیشانیوں میں بھلائی بندھی ہے۔ (ابوداؤد)

۳۸۸۱۔ وَعَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((ارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوا بِنَوَاصِيهَا وَأَعْجَازِهَا أَوْ قَالَ أَكْفَالِهَا وَقَلِّدُوْهَا وَلَا تُقَلِّدُوْهَا الْأَوْتَارَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

۳۸۸۱۔ حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ گھوڑوں کو باندھا کرو۔ اور ان کی پیشانیوں اور پٹھوں پر ہاتھ پھیرا کرو اور ان کی گردنوں میں ہار لٹکا دیا کرو گنڈے اور تانت کا ہار مت باندھو۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی گھوڑوں کی گردنوں میں ہار ڈال سکتے ہو لیکن تانت نہ باندھو۔ جاہلیت کے زمانے میں نظر بد سے بچنے کے لیے تانت باندھتے تھے تو یہ تانت خدا کے حکم کو پھیر نہیں سکتا۔ اسی کے حکم میں تعویذ اور گنڈا بھی ہے کہ بعض لوگ تعویذ اور گنڈا باندھ لیا کرتے ہیں یہ بالکل ناجائز ہے۔

۳۸۸۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَبْدًا مَأْمُوْرًا مَا اخْتَصَّنَا دُوْنَ النَّاسِ بِشَيْءٍ إِلَّا بِثَلَاثٍ أَمَرَنَا أَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوْءَ وَأَنْ لَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَأَنْ لَا نُنْزِيَ حِمَارًا عَلَى فَرَسٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ

۳۸۸۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمانبردار بندے تھے اللہ کی طرف سے جو ان کو حکم ملتا تھا وہی کرتے تھے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کرتے تھے ہم اہل بیت کو وہی حکم دیتے تھے جو سب کو کرنے کا حکم دیتے تھے اور نہ ہم کو دوسرے آدمی کے سوا کسی خاص بات کا حکم دیتے تھے مگر ان تین باتوں کا ہم کو خصوصیت سے حکم

۳۸۷۹۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فیما یستجب من الوان الخیل ۲۵۴۵۔ ترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء ما یستحب من الخیل ۱۶۹۵ .

۳۸۸۰۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی کراهیة جز نواصی الخیل ۲۵۴۲ .

۳۸۸۱۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی اکرام الخیل ۲۵۵۳۔ نسائی کتاب الخیل باب ما یستحب من شبة الخیل ۳۵۹۵۔ عقیل راوی مجہول ہے۔

۳۸۸۲۔ صحیح۔ سنن الترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی کراهیة ان تنزی العمر ۱۷۰۱۔ نسائی کتاب الخیل باب التشدید فی حمل الحمیر ۳۶۱۱ .

دیا ہے کہ ہم کامل وضو کریں دوسرے یہ کہ ہم زکوٰۃ کا مال نہ کھائیں اور تیسرے یہ کہ گھوڑی پر گدھے کو نہ کودائیں۔ (ترمذی ونسائی)

توضیح: یعنی ان تین باتوں کو خاص طور پر ہم اہل بیت کو حکم دیا ہے کہ کامل وضو کرنا یہ سبھی کے لیے ہے مگر ہم اہل بیت کو اہتمام کے ساتھ خصوصیت سے حکم دیا ہے دوسرے زکوٰۃ اور صدقہ نہ کھانا، البتہ یہ سیدوں کے لیے خاص ہے اور تیسرے یہ کہ گھوڑی پر گدھے کو جفتی کے لیے گودانا جس سے خچر پیدا ہو۔ یہ بھی سب کے لیے حکم ہے لیکن سیدوں کو خصوصیت سے روکا گیا ہے۔

٣٨٨٣۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ فَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هٰذِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِيْنَ لاَ يَعْلَمُوْنَ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ

٣٨٨٣۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ میں ایک خچر دیا گیا آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے۔ حضرت علی نے کہا کہ اگر ہم بھی گدھوں کو گھوڑیوں پر کودائیں اور ان سے جفتی کرائیں تو ہم کو بھی ایسا جانور مل سکتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شریعت کے کاموں سے ناواقف ہیں وہ لوگ ایسا کرتے ہیں۔ (ابوداؤد ونسائی)

توضیح: یعنی یہ کام ناواقف کا ہے تو شریعت کے کاموں سے واقف ہو تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے۔

رسول اللہ کی تلوار

٣٨٨٤۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ قَبِيْعَةُ سَيْفِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

٣٨٨٤۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کی مٹھی چاندی کی تھی۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی ودارمی)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چاندی کا استعمال مردوں کے لیے جائز ہے۔

٣٨٨٥۔ وَعَنْ هُوْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ جَدِّهِ مَزْيَدَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى سَيْفِهِ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

٣٨٨٥۔ حضرت ہود بن عبداللہ بن سعد اپنے دادا مزیدہ سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ کی تلوار کے قبضے پر سونا اور چاندی مڈھی ہوئی تھی۔ (ترمذی) یہ حدیث غریب ہے پہلی حدیث زیادہ قوی ہے یا یہ کہ سونے کا ملمع رہا ہو۔

آپ ﷺ کی زرہ مبارک

٣٨٨٦۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عَلَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ قَدْ ظَاهَرَ بَيْنَهُمَا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٨٨٦۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک پر دو زرہیں تھیں، یعنی زرہ کے اوپر دوسری زرہ پہنے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد وابن ماجہ)

٣٨٨٣۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی کراهية العمر تنزی علی الخیل ٢٥٦٥۔ نسائی کتاب الخیل باب التشدید فی حمل ولحمیر ٣٦١٠.

٣٨٨٤۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی السیف لی ٢٥٨٣۔ ترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی السیوف ١٦٩١۔ نسائی کتاب الزینة باب حلیة السیف ٥٣٧١۔ دارمی کتاب السیر باب فی قبیعة سیف رسول الله ٢/ ٣٩٢ ح ٢٤٥٧.

٣٨٨٥۔ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی السیوف ١٦٩٠۔ ہود بن عبداللہ مجہول ہے۔

٣٨٨٦۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی لبس الدروع ٢٥٩٠۔ ابن ماجہ کتاب الجهاد باب السلاح ٢٨٠٦.

آپ ﷺ کا جھنڈا

٣٨٨٧۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ كَانَتْ رَايَةُ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ سَوْدَآءَ وَلِوَآئُهُ أَبْيَضَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٨٨٧۔ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بڑا جھنڈا سیاہ رنگ کا تھا اور چوٹا جھنڈا سفید تھا۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

سیاہ جھنڈے میں سفید دھاریاں

٣٨٨٨۔ وَعَنْ مُوْسَى ابْنِ عُبَيْدَةَ ؓ مَوْلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ بَعَثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ إِلَى الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ يَسْأَلُهُ عَنْ رَايَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَانَتْ سَوْدَآءَ مُرَبَّعَةً مِنْ نَمِرَةٍ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

٣٨٨٨۔ حضرت موسیٰ بن عبیدہ ؓ بیان کرتے ہیں جو محمد بن قاسم ؓ کے آزاد کردہ غلام تھے کہ مجھ کو محمد بن قاسم ؓ نے حضرت براء بن عازب ؓ کے پاس دریافت کرنے کے لیے بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کا رنگ کیسا تھا؟ انہوں نے فرمایا: بڑے جھنڈے کا رنگ سیاہ تھا اور وہ چوکور تھا جس میں سیاہ سفید دھاریاں تھیں جیسے چیتے کا رنگ ہوتا ہے۔ (احمد، ترمذی و ابوداؤد)

٣٨٨٩۔ وَعَنْ جَابِرٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

٣٨٨٩۔ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے اور آپ کا چھوٹا جھنڈا سفید تھا۔ (ترمذی، ابوداؤد و ابن ماجہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٨٩٠۔ عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ النِّسَآءِ مِنَ الْخَيْلِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

٣٨٩٠۔ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ عورتوں کے بعد رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ گھوڑے پسند تھے۔ (نسائی)

نبی کریم ﷺ کا ایرانی کمان ناپسند کرنا

٣٨٩١۔ وَعَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ كَانَتْ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ فَرَأَى رَجُلًا بِيَدِهِ قَوْسٌ فَارِسِيَّةٌ قَالَ مَا هٰذِهِ أَلْقِهَا وَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ وَأَشْبَاهِهَا وَرِمَاحِ الْقَنَا فَإِنَّهَا يُؤَيِّدُ اللّٰهُ لَكُمْ بِهَا فِي الدِّيْنِ وَيُمَكِّنُ لَكُمْ فِي الْبِلَادِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

٣٨٩١۔ حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں عربی کمان تھی آپ نے ایک شخص کے ہاتھ میں فارسی کمان دیکھی یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: اس ایرانی اور فارسی کمان کو پھینک دو تم اس قسم کی عربی کمان رکھو اور تیز نیزے رکھو کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں کے سبب سے تمہارے دین کی مدد فرمائے گا اور کافروں کے شہروں پر تم کو مسلط اور متمکن کرے گا۔ (ابن ماجہ)

٣٨٨٧۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی الرایات ١٦٨١۔ ابن ماجه کتاب الجهاد باب الرایات ٢٨١٨۔

٣٨٨٨۔ صحیح۔ مسند احمد ٤/ ٢٩٧۔ سنن الترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی الرایات ١٦٨٠۔ ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی الرایات ٢٥٩١۔

٣٨٨٩۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الرایات ٢٥٩٢۔ ترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی الالویة ١٦٧٩۔ ابن ماجه کتاب الجهاد باب الرایات ٢٨١٧۔

٣٨٩٠۔ صحیح۔ مسند احمد ٥/ ٢٧۔ سنن نسائی کتاب الخیل باب حب الخیل ٣٥٩٤۔

٣٨٩١۔ اسناده ضعیف جدا۔ سنن ابن ماجه کتاب الجهاد باب السلاح ٢٨١٠۔ اشعث بن سعید متروک اور عبداللہ بن بسیر ضعیف راوی ہے۔

بَابُ اٰدَابِ السَّفَرِ

آداب سفر کا بیان

انسانی ضرورت کے ماتحت سفر کرنے کی ضرورت پڑ جایا کرتی ہے، سفر میں نیک و متقی و پرہیز گار موحد متبع سنت ساتھی اگر مل جائے تو باعث غنیمت ہے کیونکہ نیک ساتھی سے آرام پہنچتا ہے اس وجہ سے سفر میں جاتے وقت حتی الامکان نیک رفیق سفر تلاش کر لینا چاہیے اور فاسق فاجر اور کافر کے ساتھ اور اس کو رفیق سفر بنانے سے بچنا چاہیے اور سفر میں اپنے رفیق سفر کی خدمت کرنا چاہیے اور کسی قسم کی تکلیف نہیں دینا چاہیے اور جمعرات کے دن سفر کرنا مستحب ہے اور صبح سویرے بھی جانا اچھا ہے۔ سفر میں جانے سے پہلے استخارہ کر لینا بھی بہتر ہے اور سفر سے پہلے دو رکعت نماز گھر میں پڑھ لینا سب سے اچھا ہے اگر قرض دار یا امانت دار ہے تو اس کو ادا کر کے جانا چاہیے اور اپنے اہل و عیال کو خدا کے سپرد اور خدا کے حوالے کر کے جانا چاہیے لوگوں سے اپنے قصوروں کی معافی کر کرا لینا اچھا ہے، ایمانداری' دیانتداری اور اخلاص سے گھر سے نکلنا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

جمعرات کے روز سفر کرنا

٣٨٩٢۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٨٩٢۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں جمعرات کے دن تشریف لے گئے تھے اور جمعرات کے دن آپ سفر کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ (بخاری)

توضیح: تبوک ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔ مدینہ منورہ سے ایک مہینہ کی مسافت ہے اور یہ لڑائی سخت گرمی کے زمانے میں ۹ ہجری میں ہوئی تھی اور جمعرات کے دن سفر کرنے کو اس لیے پسند کیا کرتے تھے کہ یہ مبارک دن ہے۔

تنہا سفر کرنے کی ممانعت

٣٨٩٣۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٨٩٣۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو تنہا سفر کرنے کی تکلیف معلوم ہو جائے تو کبھی بھی تنہا کوئی مسافر سفر نہ کرے۔ (بخاری)

توضیح: یعنی تنہا سفر میں سامان وغیرہ کی نگرانی میں بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، اس لیے سفر میں کم سے کم تین آدمی کا ساتھ ہونا چاہیے۔

٣٨٩٢۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب من غزوة ٢٩٥٠ .

٣٨٩٣۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب السير وحده ٢٩٩٨ .

کتے کی موجودگی رحمت کے فرشتوں سے محرومی

۳۸۹۴۔ وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَصْحَبُ الْمَلاَئِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلاَ جَرَسٌ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۸۹۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس قافلے کے ساتھ رحمت کے فرشتے نہیں رہتے ہیں جس میں کتا ہو اور گھنٹال ہو۔ (مسلم)

توضیح: یعنی غیر شکاری اور غیر محافظ کتوں کو ساتھ رکھنے سے رحمت کے فرشتے نہیں رہتے ہیں، البتہ شکاری یا پاسبانی کے لیے کتوں کو رکھنا جائز ہے، اسی طرح سے جس طرح قافلہ میں جانوروں کے گلے میں گھنٹی بندھی ہوئی ہو کہ چلتے وقت اس میں سے آواز نکلے تو یہ ناجائز ہے اور رحمت کے فرشتے ساتھ میں نہیں رہتے۔

۳۸۹۵۔ وَعَنْهُ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((الْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيَاطِينِ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۸۹۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھنٹی شیطان کی بانسری ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی جس طرح بانسری بجانا درست نہیں ہے اسی طرح بجنے والی گھنٹی کا باندھنا درست نہیں ہے۔

۳۸۹۶۔ وَعَنْ أَبِی بَشِيرٍ الأَنْصَارِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَسُولاً لاَ تُبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلاَدَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلاَدَةٌ إِلاَّ قُطِعَتْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۸۹۶۔ حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے کہ آپ نے ایک شخص کو قافلے میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ کسی اونٹ کے گلے میں تانت کا ہار اگر لٹکا دیا گیا ہو تو اسے کاٹ دیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: کیونکہ تانت میں گھنٹے لٹکے ہوئے ہوتے تھے جس میں سے آواز نکلتی تھی۔

سفر کے لیے نبوی ہدایات

۳۸۹۷۔ وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخَصْبِ فَأَعْطُوا الإِبِلَ حَقَّهَا مِنَ الأَرْضِ إِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَأَسْرِعُوا عَلَيْهَا السَّيْرَ وَإِذَا عَرَّسْتُمْ بِاللَّيْلِ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ)) وَفِي رِوَايَةٍ ((إِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوا بِهَا نِقْيَهَا))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۸۹۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم خوش حالی اور ارزانی کے زمانے میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق دیتے ہوئے چلو، یعنی گھاس چراتے ہوئے اور پانی پلاتے ہوئے لے چلو تاکہ وہ کھانے پینے سے تیز چلیں اور جب تم قحط سالی کے زمانے میں سفر کرو تو تیز چلو تاکہ منزل مقصود تک جلدی پہنچ جاؤ اور قیام گاہ پر سواریوں کو چارہ اور دانا کھلاؤ اور جب تم سفر کی حالت میں کسی جگہ رات کو ٹھہرو تو راستے سے ہٹ کر غیر راستے پر ٹھہرو کیونکہ کھلے ہوئے راستوں میں رات کو جنگلی جانور اور کیڑے مکوڑے وغیرہ اپنی بلوں سے نکل کر چلتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب تم قحط کے زمانے میں سفر کرو تو چلنے میں جلدی کرو تاکہ ان سواریوں کے بدن میں طاقت اور قوت باقی رہے۔ (مسلم)

۳۸۹۴۔ صحیح مسلم کتاب اللباس والزینة باب کراهة الکلب ۲۱۱۳، ۵۵۴۶.

۳۸۹۵۔ صحیح مسلم کتاب اللباس والزینة باب کراهیة الکلب ۲۱۱۴، ۵۵۴۸.

۳۸۹۶۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب ما قیل فی الجرس ۳۰۰۵۔ مسلم کتاب اللباس والزینة باب کراهیة فلادة الوتر ۲۱۱۵، ۵۵۴۹.

۳۸۹۷۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب مراعاة مصلحة الدواب ۱۹۲۶، ۴۹۵۹.

اضافی سامان ضرورت مندوں کو دے دیا جائے

۳۸۹۸۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ عَلَى رَاحِلَةٍ فَجَعَلَ يَضْرِبُ يَمِينًا وَشِمَالاً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لاَ ظَهْرَ لَهُ وَمَنْ كَانَ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لاَ زَادَ لَهُ))۔ قَالَ فَذَكَرَ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ لاَ حَقَّ لأَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۸۹۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ ایک شخص اونٹ پر آیا کہ وہ اپنے اونٹ کو بائیں جانب پھراتا تھا یا یہ کہ وہ دائیں بائیں جانب دیکھتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس فالتو سواری ہو تو اسے چاہیے یہ سواری اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو، یا جس کے پاس بچا ہوا کھانا کپڑا ہو تو ان چیزوں کو ایسے شخص کو دے دینا چاہیے جن کے پاس یہ چیزیں نہ ہوں، اسی طرح سے بہت چیزوں کا نام لے کر آپ نے فرمایا یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ فالتو چیزیں ہمیں رکھنے کا حق نہیں ہے۔ (مسلم)

توضیح: یہ اونٹ جو سوار ہو کر آیا تھا اور دائیں بائیں جانب پھرتا تھا تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے یہ زادتوشہ وغیرہ کا حاجت مند تھا لیکن کسی سے اس نے سوال نہیں کیا آپ اس کے حیرانی اور پریشانی کو دیکھ کر سمجھ گئے تو یہ فرمایا جو چیز تمہارے پاس زائد ہو تو حاجت مندوں کو دے دیا کرو۔

سفر سے جلد واپسی کرنی چاہیے

۳۸۹۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدُكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيَجْعَلْ إِلَى أَهْلِهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۸۹۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر عذاب اور تکلیف کا ایک ٹکڑا ہے کہ تم کو سونے اور کھانے پینے سے باز رکھتا ہے جب تم سفر میں اپنی ضرورت پوری کر لو تو جلدی اپنے گھر چلے آؤ۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں کو اپنے ساتھ سوار کرنا

۳۹۰۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ أَهْلِ بَيْتِهِ وَإِنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِي إِلَيْهِ فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَأَرْدَفَهُ خَلْفَهُ قَالَ فَأُدْخِلْنَا الْمَدِينَةَ ثَلاَثَةً عَلَى دَابَّةٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۹۰۰۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کے خاندان کے بچوں کو آپ کے استقبال کے لیے لایا جاتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو مجھے آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا آپ نے مجھے اپنی سواری پر اپنے سامنے سوار کر لیا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادوں میں سے کسی صاحبزادے کو آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے اپنی سواری کے پیچھے بٹھا لیا۔ ہم مدینہ میں اس طرح داخل ہوئے کہ ہم تینوں ایک سواری پر سوار تھے۔ (مسلم)

۳۸۹۸۔ صحيح مسلم كتاب اللقطة باب استحباب المواساة ۱۷۲۸، ۳۵۱۷۔

۳۸۹۹۔ صحيح بخارى كتاب الاطعمة باب ذكر الطعام ٥٤٢٩۔ مسلم كتاب الامارة باب السفر قطعة من العذاب ۱۹۲۷، ٤٩٦١۔

۳۹۰۰۔ صحيح مسلم كتاب فضائل الصحابة باب فضائل عبدالله بن جعفر رضی اللہ عنہ ٢٤٢٨، ٦٢٦٨۔

٣٩٠١۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٩٠١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس اور ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں سے مدینہ واپس تشریف لائے آپ کے ساتھ آپ کی بیوی صفیہ تھیں جن کو آپ نے سواری پر پیچھے بیٹھا رکھا تھا۔ (بخاری)

توضیح: یعنی جنگ خیبر کے واپسی کے وقت میں آپ نے اپنی بیوی صفیہ کو اپنی سواری کے پیچھے بیٹھائے ہوئے تھے۔

٣٩٠٢۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلاً وَكَانَ لاَ يَدْخُلُ إِلاَّ غَدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٠٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے رات کے وقت گھر نہیں تشریف لاتے تھے، بلکہ صبح یا شام کے وقت آیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

سفر سے واپسی پر اہل خانہ کو اطلاع دے کر آنا

٣٩٠٣۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا طَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلاَ يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلاً))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٠٣۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سفر میں زیادہ دنوں تک رہو تو بغیر خبر کیے ہوئے رات کے وقت اپنے گھر مت آؤ۔ (بخاری ومسلم)

٣٩٠٤۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا دَخَلْتَ لَيْلاً فَلاَ تَدْخُلْ أَهْلَكَ حَتَّى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٠٤۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سفر سے گھر واپس آؤ تو رات کو گھر میں مت داخل ہوا کرو یہاں تک کہ تمہاری بیوی زیر ناف وغیرہ کے بال صاف کر کے اور پراگندہ سر کو کنگھی وغیرہ کر کے درست کر لیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی لمبے سفر سے بغیر گھر والوں کو خبر کئے اچانک گھر نہیں آنا چاہیے بلکہ گھر والوں کو اطلاع دے دیں تا کہ بیوی اپنی حالت درست کر لے تا کہ خاوند دیکھ کر خوش ہو جائے کیونکہ پراگندہ حال میں دیکھنے سے متنفر ہونے کا اندیشہ ہے۔

بسلامت واپسی پر دعوت کرنا

٣٩٠٥۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٠٥۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ جب سفر سے مدینہ منورہ تشریف لاتے تو سلامتی کے ساتھ واپسی کی خوشی میں اونٹ یا گائے ذبح کرتے۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر سے واپس ہونے کے بعد دعوت کھلانا درست ہے۔

سفر سے واپسی پر مسجد میں آنا

٣٩٠٦۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

٣٩٠٦۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر

٣٩٠١۔ صحيح بخاری كتاب الادب باب قول الرجل جعلنی الله فداك ٦١٨٥ .
٣٩٠٢۔ صحيح بخاری كتاب العمرة باب الدخول بالعشی ١٨٠٠۔ مسلم كتاب الامارة باب كراهة الطروق ١٩٢٨' ٤٩٦٢ .
٣٩٠٣۔ صحيح بخاری كتاب النكاح باب لا يطرق اهله ليلا ٥٢٤٤۔ مسلم كتاب الامارة باب كراهة الطروق ١٩٢٨' ٤٩٦٠ .
٣٩٠٤۔ صحيح بخاری كتاب النكاح باب طلب الولد ٥٢٤٦۔ مسلم كتاب الامارة باب كراهة الطروق ١٩٢٨۔ ٤٩٦٤ .
٣٩٠٥۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب الطعام مند لقدوم ٣٠٨٩ .
٣٩٠٦۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب الصلاة اذا قدم من سفر ٣٠٨٨۔ مسلم كتاب صلاة المسافرين باب استحباب الركعتين ٧١٦' ١٦٥٩ .

لاَ يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلاَّ نَهَارًا فِي الضُّحَى فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ لِلنَّاسِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے اور سب سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت شکریہ کی نماز پڑھتے، پھر لوگوں کے سامنے بیٹھ کر ان کی خیر و عافیت دریافت کرتے۔ (بخاری و مسلم)

۳۹۰۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ ((لِيَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۹۰۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا جب میں مدینہ واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

صبح دم کی برکت

۳۹۰۸۔ عَنْ صَخْرِ بْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا)) وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا فَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ أَوَّلَ النَّهَارِ فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُودَاودَ وَالدَّارِمِيُّ

۳۹۰۸۔ حضرت صخر بن وداعہ غامدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی ہی ((اللهم بارك لامتی فی بکورها)) اے اللہ! میری امت کو اس کے سویرے اٹھنے میں برکت دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں چھوٹا بڑا لشکر بھیجنے کا ارادہ کرتے تو دن کے شروع حصہ میں بھیج دیتے۔ اور صخر ایک سوداگر آدمی تھے یہ اپنے سوداگر ملازموں کو صبح سویرے بھیجتے تھے تو ان کے مال میں بڑی برکت ہوئی اور بہت ہی مالدار ہو گئے۔ (ترمذی، ابوداؤد و دارمی)

رات کے وقت سفر کی ترغیب

۳۹۰۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ فَإِنَّ الأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ))۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

۳۹۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم رات میں چلنے کو لازم پکڑو، اس لیے کہ زمین رات کو لپیٹ لی جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی صرف دن ہی کے چلنے پر اکتفا نہ کرو بلکہ رات کو چل لیا کرو کیونکہ رات کے چلنے میں راستہ جلدی طے ہو جاتا ہے۔

۳۹۱۰۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيهِ

۳۹۱۰۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت

۳۹۰۷۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الصلاة باب اذا قدم من سفر ۳۰۸۸.

۳۹۰۸۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الابکار ۲۶۰۶۔ ترمذی کتاب البیوع باب ما جاء فی التکبیر بالتجارة ۱۲۱۲۔ دارمی کتاب السیر باب بارك لامتی فی بکورها ۲/ ۱۲۴ح ۲۴۴۰.

۳۹۰۹۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الدبة ۲۵۷۱.

۳۹۱۰۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الرجل مسافر وحده ۲۶۰۷۔ ترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی کراهية ان یسافر الرجل وحده ۱۶۷۴۔ موطا الامام مالك کتاب الاستئذان باب ما جاء فی الوحدة فی السفر ۲/ ۹۷۸ ح ۱۸۹۷.

عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ))۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تنہا مسافر سوار ایک شیطان اور دو مسافر سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار جماعت ہیں۔ (مالک ترمذی ابوداؤد ونسائی)

توضیح: یعنی تنہا سفر کرنے کی وجہ سے راستے میں کبھی کبھار بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور بہت سی نیکیوں سے محروم ہو جانا پڑتا ہے، اس لیے شیطان کا غلبہ اس پر زیادہ ہوتا ہے اس کی وجہ سے اس کو شیطان کہا گیا اور اسی قسم کی مصیبت دو آدمی کے سفر کرنے سے بھی ہوتی ہے۔ سفر میں اگر تین آدمی ہوں تو زیادہ سہولت ہو جاتی ہے جماعت سے نماز بھی پڑھیں گے اور آپس میں میل و محبت کی باتیں بھی کرتے ہوئے چلے جائیں گے اور اگر ضرورت ہو تو ایک سامان کی نگرانی کرے گا اور ایک کھانے پینے کا بندوبست کر لے گا اور ایک ضرورت سے باہر چلا جائے گا۔

۳۹۱۱۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۹۱۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سفر میں تین آدمی ہوں تو ایک آدمی کو امیر بنا لینا چاہیے۔ (ابوداؤد)

توضیح: تاکہ خدانخواستہ آپس میں اگر اختلاف ہو جائے تو اسی سے فیصلہ کروالیں گے اور کام آسانی سے ہو جائے گا اور امیر کو بھی چاہیے کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی برتے اور ان کی خدمت کرتا رہے۔

۳۹۱۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُ مِائَةٍ وَخَيْرُ الْجُيُوْشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَلَنْ يُغْلَبَ إِثْنَى عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۳۹۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار آدمی سفر میں ساتھ ساتھ جائیں تو بہترین ساتھی ہیں۔ اور چھوٹے لشکروں میں سے چار سو آدمیوں کا بہتر لشکر ہے اور بڑے لشکروں میں سے چار ہزار آدمیوں کا بہتر لشکر ہے اور بارہ ہزار کا لشکر کم کی وجہ سے مغلوب ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (ترمذی ابوداؤد ودارمی)

توضیح: سفر میں چار آدمیوں کا ساتھ رہنا، اس لیے بہتر ہے کہ خدانخواستہ اگر کوئی بیمار ہو جائے اور ساتھیوں میں سے کسی ایک کو وصیت کرنا چاہے تو دو آدمی ان ساتھیوں میں سے گواہ بن سکیں۔ اس حدیث میں کم از کم چار آدمیوں کا ذکر آیا ہے لیکن سفر میں جتنے آدمی زیادہ ہوں گے اتنا ہی اچھا ہے اور بارہ ہزار آدمیوں کا لشکر بوجہ قلت وکمی کے مغلوب نہیں ہوگا اور اگر مغلوب ہو بھی گئے تو خدا اور رسول اور امیر کی نافرمانی کی وجہ سے مغلوب ہوں گے۔

نبی کریم ﷺ قافلے میں سب سے پیچھے ہوتے اور میدان جہاد میں آگے

۳۹۱۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۳۹۱۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چلنے میں ازراہ

۳۹۱۱۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی القوم یسافرون ۲۶۰۸ ۔

۳۹۱۲۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فیما ۲۶۱۱۔ ترمذی کتاب السیر باب ما جاء فی السرایا ۱۵۵۵۔ جریر بن حازم اور امام زہری دونوں مدلس ہیں اور سماع کی صراحت نہیں ہے۔ دارمی کتاب السیر باب فی خیر الاصحاب والسرایا ۲/ ۲۸۴ ح ۲۴۳۸ ۔

۳۹۱۳۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی لزوم الساقة ۲۶۳۹ ۔

يَتَخَلَّفُ فِيْ الْمَسِيْرِ فَيُزْجِيْ الضَّعِيْفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُمْ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

تواضع اور خاکساری کے سبب قافلے کے پیچھے پیچھے چلتے تھے، کمزور سواریوں کو پیچھے سے ہنکاتے اور اس کی امداد کرتے چلیں تا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے مل جائیں اور کسی کمزور پیادہ یا چلنے والے کو اپنے سواری کے پیچھے بٹھالیا کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں کے لیے دعائے خیر فرمایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

باجماعت سفر میں ایک ہی جگہ پڑاؤ ڈالنا

٣٩١٤۔ وَعَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوا مَنْزِلاً تَفَرَّقُوا فِيْ الشِّعَابِ وَالأَوْدِيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِنْ تَفَرُّقَكُمْ فِيْ هَذِهِ الشِّعَابِ وَالأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذَلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلَمْ يَنْزِلُوا بَعْدَ ذَلِكَ مَنْزِلاً إِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ حَتَّى يُقَالَ لَوْ بُسِطَ عَلَيْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۳۹۱۴۔ ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں جہاں کہیں اترتے تو مختلف جگہوں، پہاڑیوں اور وادیوں میں الگ الگ قیام کرتے کہ دو چار آدمی کہیں ٹھہرے اور کچھ کہیں دوسری جگہ ٹھہرے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر ان سے یہ فرمایا: تمہارا مختلف جگہوں میں اور مختلف مقامات میں اور مختلف میدانوں میں تتر بتر الگ الگ ٹھہرنا شیطان کی جانب سے ہے تا کہ وہ تمہارے درمیان میں تفریق پیدا کر دے اور یہ تفریق تمہارے حق میں نقصان دہ ہے اسکے سننے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب سفر میں کسی منزل میں قیام کرتے تو ایک ہی جگہ آپس میں مل مل کر ٹھہرتے کہ اگر ان پر کوئی کپڑا پھیلا یا جائے تو یہ کپڑا ان سب کو گھیر لیتا اور ڈھانپ لیتا۔ (ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں سب ساتھیوں کو ایک ہی جگہ قیام کرنا چاہیے۔

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رأفت کا ایک نمونہ

٣٩١٥۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا يَوْمَ بَدْرٍ كُلُّ ثَلَاثَةٍ عَلَى بَعِيْرٍ وَكَانَ أَبُوْلُبَابَةَ وَعَلِيُّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ زَمِيْلَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَانَتْ إِذَا جَاءَتْ عُقْبَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَا نَحْنُ نَمْشِيْ عَنْكَ قَالَ مَا أَنْتُمَا بِأَقْوَى مِنِّيْ وَمَا أَنَا بِأَغْنَى عَنِ الأَجْرِ مِنْكُمَا۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ

۳۹۱۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر والے دن ہم لوگ تین تین آدمی باری باری ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک اونٹ سواری کے لیے تھا یہ تینوں حضرت باری باری سوار ہوتے۔ اترتے جاتے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی باری آتی تو حضرت ابولبابہ اور حضرت علی دونوں کہتے کہ یا رسول اللہ! آپ سوار ہو کر چلئے ہم اپنے سوار ہونے کی باری میں پیدل چلیں گے تا کہ آپ کو پیدل چلنے میں تکلیف نہ ہو اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں مجھ سے زیادہ قوی اور طاقت ور نہیں ہو اور نہ میں تم دونوں سے ثواب لینے میں بے پرواہوں۔ (شرح سنہ)

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ زیادہ شفقت اور مہربانی سے پیش آیا کرتے تھے۔

٣٩١٤۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب ما يؤمر من انضمام العسكر ٢٦٢٨ .

٣٩١٥۔ حسن۔ مسند احمد ١/ ٤١١ شرح السنة ٣٥١١، ٣٦ح ٢٦٨٦ .

جانوروں پر بھی غیر ضروری بوجھ نہ ڈالا جائے

۳۹۱۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لاَ تَتَّخِذُوا ظُهُوْرَ دَوَابِكُمْ مَنَابِرَ فَإِنَّ اللهَ إِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُبَلِّغُكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَمْ تَكُوْنُوا بَالِغِيْهِ إِلاَّ بِشِقِّ الأَنْفُسِ وَجَعَلَ لَكُمُ الأَرْضَ فَعَلَيْهَا فَاقْضُوا حَاجَاتِكُمْ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۹۱۶۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر نہ بنایا کرو اللہ تعالیٰ ان جانوروں کو تمہاری ماتحتی میں، اس لیے کر دیا ہے کہ تم ان پر سوار ہو کر آسانی سے اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاؤ اور زمین کو بھی تمہارے فائدے کے لیے پیدا کیا ہے تو تم اسی زمین پر اپنی ضرورت پوری کر لیا کرو۔(ابوداؤد)

توضیح: بعض لوگ اپنے سواریوں پر سوار رہتے ہوئے راستے میں کسی سے بات چیت کرنے کے لیے ٹھہر جاتے اور سواریوں کو روک لیتے اور انہیں سواریوں کی پیٹھوں پر سوار رہتے اور دیر تک سواریوں کو روکے رہتے' زمین پر نہیں اترتے گویا ان سواریوں کی پیٹھوں کو منبر بنائے ہوئے رہتے جس سے جانور کو تکلیف پہنچتی تھی تو آپ نے اس طرح سے جانوروں کی پیٹھ کو منبر بنانے سے منع فرمایا اور یہ حکم دیا کہ زمین پر اتر کر اپنی ضرورت پوری کر لیا کرو۔ یہ مکارم اخلاق کی ایک تعلیم ہے تا کہ جانور کو بھی تکلیف نہ پہنچے۔

۳۹۱۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا إِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلاً لاَ نُسَبِّحُ حَتَّى يُحَلَّ الرِّحَالُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۹۱۷۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سفر میں جب ہم کسی جگہ اترتے تو نماز نہیں پڑھتے یہاں تک کہ جانوروں کے سامانوں کو کھول کر زمین پر رکھ دیتے۔(ابوداؤد)

توضیح: تا کہ وہ جانور بوجھ کے ہلکا ہونے کی وجہ سے آرام کر لے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب جانور پر سامان سفر لدا ہوا ہو اور کسی جگہ اتر کر نماز پڑھنا ہو تو اس سامان کو اتار کر رکھ دینا چاہیے تا کہ جانور کی پیٹھ ہلکی ہو جائے اور آرام کر لے۔

جانور پر اس کے مالک کا حق ہے

۳۹۱۸۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْشِي إِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ مَعَهُ حِمَارٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ارْكَبْ وَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لاَ أَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ إِلاَّ أَنْ تَجْعَلَهُ لِيْ))۔ قَالَ جَعَلْتُهُ لَكَ فَرَكِبَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

۳۹۱۸۔حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل رہے تھے کہ راستے میں ایک شخص گدھے پر سوار ہوا آپ کے پاس آیا اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ اس سواری پر سوار ہو جائیے یہ کہہ کر وہ پیچھے ہٹا تا کہ آپ آگے بیٹھ جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانور کا مالک جانور پر سب سے آگے بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے مگر یہ کہ وہ حق مجھے دے دے۔ اس نے کہا میں نے اپنا حق آپ کو دے دیا آپ آگے بیٹھ جائیے، چنانچ آپ سوار ہو گئے۔(ترمذی و ابوداؤد)

۳۹۱۹۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((تَكُوْنُ

۳۹۱۹۔حضرت سعید بن ابی ہند حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ اونٹ شیطانوں کے لیے ہیں اور بعض گھر

۳۹۱۶۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الوقوف علی الدابة ۲۵۶۷ .

۳۹۱۷۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی نزول المنازل ۲۵۵۱ .

۳۹۱۸۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب رب الدابة احق بصدرها ۲۵۷۲۔ ترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی ان الرجل احق بصدر دابته ۲۷۷۳ .

۳۹۱۹۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الخبائب ۲۵۶۸۔ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

إِبِلٌ لِلشَّيَاطِيْنِ وَبُيُوْتٌ لِلشَّيَاطِيْنِ فَأَمَّا إِبِلُ الشَّيَاطِيْنِ فَقَدْ رَأَيْتُهَا يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ بِنَجِيْبَاتٍ مَعَهُ قَدْ أَسْمَنَهَا فَلاَ يَعْلُوا بَعِيْرًا مِنْهَا وَيَمُرُّ بِأَخِيْهِ قَدِ انْقَطَعَ بِهٖ فَلَا يَحْمِلُهُ وَأَمَّا بُيُوْتُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَمْ أَرَهَا)) كَانَ سَعِيْدٌ فَقَالَ يَقُوْلُ لاَ أَرَاهَا۔ إِلَّا هٰذِهِ الأَقْفَاصُ الَّتِيْ يَسْتُرُ النَّاسُ بِالدِّيْبَاجِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

بھی شیطانوں کے لیے ہوتے ہیں' شیطانوں کی سواریوں کے اونٹوں کو تو میں نے دیکھ لیا ہے کہ تم لوگ عمدہ عمدہ اور فربہ اونٹوں کو اپنے ساتھ سفر میں نمائش اور زیبائش، گھمنڈ اور غرور کے طور پر ساتھ لے جاتے ہو جن پر کوئی سوار نہیں ہوتا ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ بڑا امیر اور رئیس آدمی ہے جس کے اتنے اتنے اونٹ آگے پیچھے دائیں بائیں چل رہے ہیں اور اس کا گزر اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ہو رہا ہے جو پیادہ پا چلتے چلتے تھک چکا ہے لیکن اونٹوں کا مالک اپنے خالی اونٹوں پر اس کو سوار نہیں کرتا تو جس اونٹ پر خود نہ سوار ہو اور دوسرے بھائی کو بھی نہ سوار کرے تو اس پر گویا شیطان ہی سوار ہے اور وہ شیطانوں کے اونٹ ہیں اور شیطانوں کے گھروں کو ابھی میں نے دیکھا نہیں ہے۔ حضرت سعید جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ اپنا خیال ظاہر کر رہے ہیں کہ شیطانوں کے گھر سے غالباً یہی مراد ہے۔ جو فخر اور تکبر سے اونچے اونچے محل بنائے جائیں اور ان کو روغن پالش وغیرہ سے سجایا جائے اور قیمتی پردوں سے مزین کیا جائے اور رہنے والا کوئی بھی نہ ہو تو یہی شیطانی گھر ہے۔ واللہ اعلم (ابوداوٗد)

٣٩٢٠۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَضَيَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ وَقَطَعُوا الطَّرِيْقَ فَبَعَثَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ مُنَادِيًا يُنَادِيْ فِي النَّاسِ أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلاً أَوْ قَطَعَ طَرِيْقًا فَلاَ جِهَادَ لَهٗ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٩٢٠۔ حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ ایک جہاد میں گئے تو ٹھہرنے کی جگہ تنگ ہو گئی، یعنی بعض لوگوں نے بلا ضرورت جگہوں کو زیادہ گھیر لیا جس کی وجہ سے جگہ تنگ ہو گئی اور لوگوں کو گزرنے والوں کے لیے تنگ کر دیا رسول اللہ ﷺ نے ایک اعلان کرنے والے کو بھیجا کہ زور زور سے لوگوں میں یہ آواز لگا دے کہ جو شخص منزل کو تنگ کر دے یا راستے کو پاٹ دے اسے جہاد کا ثواب نہیں ملے گا۔ (ابوداوٗد)

٣٩٢١۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَحْسَنَ مَا دَخَلَ الرَّجُلُ أَهْلَهٗ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوَّلُ اللَّيْلِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

٣٩٢١۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر سے گھر واپس آنے کا سب سے بہتر وقت رات کا شروع حصہ ہے۔ (ابوداوٗد)

توضیح: اگر دور دراز سفر سے گھر آنے کا خیال ہے تو دن کو آنا چاہیے اور اگر قریب اور نزدیک سفر سے گھر آنا ہے تو رات کے شروع حصہ میں آنا مستحب ہے اور بعض لوگوں نے یہ مطلب سمجھا یا ہے کہ جب مسافر سفر سے آئے تو رات کے شروع حصہ میں اپنی بیوی سے ہم بستر ہو جائے تا کہ تکان دور ہو جائے اور آرام سے نیند آ جائے۔

٣٩٢٠۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب ما يؤمر من انضمام العكسر وسعته ٢٦٢٩۔

٣٩٢١۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی الطروق ٢٧٧٧۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

سفر میں نبی کریم ﷺ کا آرام فرمانا

۳۹۲۲۔ عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا کَانَ فِیْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَیْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰی یَمِیْنِهٖ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَیْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَأْسَهٗ عَلٰی کَفِّهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۹۲۲۔ حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں جب کسی جگہ آخر رات کو اترتے تو دہنی کروٹ پر لیٹ جاتے اور جب صبح صادق سے پہلے اترتے تو لیٹتے وقت اپنا داہنا ہاتھ کھڑا رکھتے اور اپنی ہتھیلی پر سر رکھ لیتے تا کہ نیند غالب نہ ہو، یعنی اطمینان سے نہیں لیٹتے۔ (مسلم)

دین رائے کا نام نہیں، اطاعت نبوی کا نام ہے

۳۹۲۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِیْ سَرِیَّةٍ فَوَافَقَ ذٰلِكَ الْیَوْمَ الْجُمُعَةِ فَغَدَا أَصْحَابُهٗ وَقَالَ أَتَخَلَّفُ وَأُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ فَلَمَّا صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَآهُ فَقَالَ ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَغْدُوا مَعَ أَصْحَابِكَ؟)) فَقَالَ أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّیْ مَعَكَ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ فَقَالَ ((لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِی الْأَرْضِ جَمِیْعًا مَا أَدْرَکْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

۳۹۲۳۔ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد میں حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کو چھوٹے لشکر میں بھیجنے کا ارادہ کیا اتفاق سے سفر میں جانے کے دن جمعہ کا دن پڑا ان کے سب ساتھی جمعہ کے دن صبح صبح چلے گئے حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ میں پیچھے رہ جاؤں اور جمعہ کی نماز رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑھ کر پھر لشکر والوں سے مل جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کی نماز کے بعد ان کو دیکھ کر فرمایا: تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح کیوں نہیں گئے؟ انہوں نے کہا: میں نے یہ خیال کیا کہ جمعہ کی نماز آپ کے ساتھ پڑھ کر، پھر ان کے ساتھ مل جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر تمام روئے زمین کا خزانہ سب اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دو تو تم کو اتنا ثواب نہیں ملے گا جتنا تم کو جہاد میں صبح کے وقت جانے میں ملتا۔ (ترمذی)

۳۹۲۴۔ وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِکَةُ رُفْقَةً فِیْهَا جِلْدُ نَمِرٍ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۹۲۴۔ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس قافلے کے ساتھ رحمت کے فرشتے نہیں ہوتے جس میں چیتے کا چمڑا ہو۔ (ابوداؤد)

توضیح: چیتا ایک درندہ جانور ہے۔ اس کے چمڑے پر سوار ہونا اور اس کو بچھا کر بیٹھنا اور سونا متکبر لوگوں کا کام ہے۔ اور حرام بھی ہے الضیعفه ٦٦٨٧ قتادہ امدلیس ہیں اور روایت عن سے ہے۔ اس لیے شیر اور چیتے کا چمڑا نہ گھر میں رکھنا چاہیے نہ باہر سفر میں لے جانا چاہیے۔

۳۹۲۲۔ صحیح مسلم کتاب المساجد باب قضاء الصلاۃ الغائبنة ٦٨٣۔

۳۹۲۳۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الجمعة باب ما جاء فی السفر یوم الجمعة ٥٢٧۔ حجاج بن ارطاۃ ضعیف و مدلس راوی ہے۔

۳۹۲۴۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی تعلیق الاجراس ٤١٣٠، ٢٥٥٥۔

۳۹۲۵۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((سَيِّدُ الْقَوْمِ فِي السَّفَرِ خَادِمُهُمْ فَمَنْ سَبَقَهُمْ بِخِدْمَةٍ لَمْ يَسْبِقُوْهُ بِعَمَلٍ إِلَّا الشَّهَادَةَ))۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ

۳۹۲۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم کا سردار سفر میں قوم کا خادم ہوتا ہے، یعنی سفر میں سردار کو اپنے ساتھیوں کی خدمت کرنی چاہیے تو جو شخص سفر میں کسی ساتھی کے ساتھ خدمت کرنے میں آگے بڑھ گیا تو کوئی اس سے کسی کام میں سوائے شہادت کے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ (بیہقی) یعنی صرف شہید تو آگے بڑھ جائے گا۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں اپنے ساتھیوں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے میں مسابقت کرنا چاہیے۔

❁❁❁❁

۳۹۲۵۔ اسنادہ ضعیف۔ شعب الایمان ٤٨٠٧۔ علی بن عبدالرحیم الصغار غیر معروف راوی ہے۔

بَابُ الْكِتَابِ اِلَى الْكُفَّارِ وَدُعَائِهِمْ اِلَى الْاِسْلَامِ

کافروں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے انہیں خط لکھنا

مخالفین اسلام کو سب سے پہلے اسلام کی طرف بلایا جائے اگر کسی صورت میں اسلام لانے کے لیے تیار نہ ہوں تو مصالحت کی کوشش کی جائے اگر اس پر بھی آمادہ نہیں ہوتے اور جنگ پر آمادہ ہیں تو مدافعانہ حیثیت سے ان سے جنگ کی جائے گی یہ اسلامی دعوت و تبلیغ میں سے بھی ہے اور خط و کتابت سے بھی۔ جیسا کہ نیچے حدیثوں میں آ رہا ہے۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

قیصر روم کے نام مکتوب نبوی

٣٩٢٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ يَدْعُوْهُ إِلَى الإِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيْمِ بَصْرَى لِيَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ بِدَاعِيَةِ الإِسْلَامَ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ وَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الأَرِيْسِيِّيْنَ وَيَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لاَ نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوا فَقُوْلُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ إِثْمُ الْأَرِيْسِيِّيْنَ وَقَالَ بِدِعَايَةِ الإِسْلَامِ۔

٣٩٢٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر بادشاہ کو خط لکھا جس میں اسلام کے قبول کرنے کی دعوت تھی اور اس خط کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ صحابی کو دے کر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ بصریٰ کے گورنر کو دے دیں اور بصریٰ کا گورنر بڑے بادشاہ قیصر کو پہنچا دے اس خط کا یہ مضمون تھا۔ ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ بِدَاعِيَةِ الإِسْلَامَ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ وَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الأَرِيْسِيِّيْنَ وَيَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لاَ نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوا فَقُوْلُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ)) ''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ خط ہے شاہ روم کے لیے، اس شخص پر لازم جو ہدایت کی پیروی کرے اس کے بعد میں تمہارے سامنے دعوت اسلام پیش کرتا ہوں اگر تم اسلام لے آؤ گے تو (دین و دنیا میں) سلامتی نصیب ہوگی اللہ تم کو دوہرا ثواب دے گا اور اگر تم (میری دعوت سے) روگردانی کرو گے تو

٣٩٢٦۔ صحیح بخاری کتاب بدء الوحی باب ٦، ح ٧ مسلم کتاب الجهاد والسیر باب کتاب النبیؐ الی هرقل ١٧٧٢، ٤٦٠٧ ۔

تمہاری رعایا کا گناہ بھی تمہارے ہی اوپر ہوگا اور اے اہل کتاب! ایک ایسی بات پر آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا رب بنائے پھر اگر وہ اہل کتاب (اس بات سے) منہ پھیرلیں تو (مسلمانو) تم ان سے کہہ دو کہ ہم تو ایک خدا کے اطاعت گزار ہیں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ محمد (ﷺ) جو اللہ کے رسول ہیں ان کے طرف سے یہ خط جارہا ہے اور ((اثم الاریسیین)) کے بدلے لفظ ((یریسیین)) ہے اور ((دعایۃ الاسلام)) کے بدلے ((بدعایۃ الاسلام)) ہے۔

توضیح: قیصر رومی بادشاہوں کا لقب ہے، جیسے کسریٰ فارسی بادشاہوں کا لقب یا نجاشی حبشی بادشاہوں کا لقب اور تبع حمیری بادشاہوں کا لقب ہوتا ہے۔ جس قیصر کے پاس آپ نے خط لکھا تھا اس کا نام ''ہرقل'' تھا اور ٦ ہجری میں آپ نے یہ خط بھیجا تھا بصریٰ اور ملک شام کے ایک شہر کا نام ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خط کے شروع میں بسم اللہ لکھنا چاہیے، جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے خط کے شروع میں لکھا تھا جیسا کہ ارشاد باری: ﴿انه من سليمان و انه بسم الله الرحمن الرحيم﴾

٣٩٢٧۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَ مَزَّقَهُ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٩٢٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ایک خط لکھ کر دیا اور اس سے یہ فرمایا: بحرین کے گورنر کے پاس لے جائے۔ بحرین کے حاکم نے اس خط کو بڑے بادشاہ کسریٰ کے پاس بھیج دیا جب کسریٰ نے اس خط کو پڑھا تو اس خط کو پھاڑ ڈالا۔ سعید بن میّب نے یہ کہا کہ اس واقعہ کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ پر یہ بددعا کی کہ وہ بھی اس خط کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے گا۔ (بخاری)

توضیح: چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور کسریٰ کی سلطنت پارہ پارہ ہوگئی، چنانچہ خود اس کے بیٹے نے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا سو جب وہ مرنے لگا تو اس نے دواؤں کا خزانہ کھولا اور زہر کے ڈبے پر لکھ دیا کہ یہ دوا قوت باہ کے لیے اکسیر ہے وہ بیٹا جماع کا بہت شوق رکھتا تھا جب وہ مرگیا اور اس کے بیٹے نے دواخانے میں اس ڈبے پر یہ لکھا ہوا دیکھا تو اس کو وہ کھا گیا اور وہ بھی مرگیا۔ اسی دن سے اس سلطنت میں تنزل شروع ہوا آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہا۔

٣٩٢٨۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى كِسْرَى وَإِلَى قَيْصَرَ وَإِلَى النَّجَاشِيِّ وَإِلَى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوْهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِيْ صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٩٢٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کسریٰ، فارس، قیصر روم اور نجاشی حبشہ اور ہر ایک صاحب سطوت وحکومت کے پاس دعوت اسلام کے لیے نامہائے مبارک روانہ فرمائے لیکن یہ نجاشی وہ نہیں ہے جس کے جنازہ پر نبی اکرم ﷺ نے غائبانہ نماز پڑھی۔ (مسلم)

توضیح: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے یہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دعوت اسلام کا معاملہ حبشہ کے دو بادشاہوں سے متعلق ہے، ایک وہ نجاشی ہے جس کے جنازے کی نماز آپ نے غائبانہ مدینہ منورہ میں پڑھی۔ اور دوسرا نجاشی وہ ہے جس کے پاس آپ نے دعوت اسلام کے لیے نامۂ مبارک بھیجا اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ اس کی سفارت کے لیے بھیجے گئے۔

٣٩٢٧۔ صحيح بخاري كتاب المغازي باب كتاب النبي الى كسرى ٤٤٢٤ .

٣٩٢٨۔ صحيح مسلم كتاب الجهاد والسير باب كتب النبي ﷺ ١٧٧٤، ٤٦٠٩ .

اسی روایت کی بنا پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اور زرقانی شارح مواہب جیسے محدثین نے یہ تصریح کر دی کہ اصحمہ نجاشی حبشہ کے پاس دعوت اسلام کے لیے کوئی نامۂ مبارک نہیں بھیجا گیا اور آخر ۶ ھ اور اوائل ۷ ھ میں جو چھ نامہائے مبارک سلاطین کے نام بھیجے گئے ہیں، اس میں اس نجاشی کے پاس دعوت نامہ گیا ہے جو اصحمہ کے علاوہ دوسرا نجاشی تھا نہ اس کا نام نہ معلوم ہے اور نہ اس کے قبول وعدم قبول اسلام کا کوئی حال معلوم ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا ہے:

((و فی حدیث انس الذی اشرت الیه عند مسلم ان النجاشی الذی بعث الیه مع هولاء غیر النجاشی الذی اسلم .))

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ وہ نجاشی جس کے پاس مذکورہ بادشاہوں کے ساتھ دعوت اسلام کے لیے نامۂ مبارک بھیجا گیا ہے اس کے علاوہ ہے جو مسلمان ہو گیا تھا۔(یعنی اصحمہ کے علاوہ ہے)(فتح الباری)

اور حافظ ابن قیم زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں:

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس تشریف لے آئے تو بادشاہوں کے نام اسلام کے دعوت نامے بھیجے اور اپنے سفراء کو ان کے پاس روانہ فرمایا لیکن آپ کے اس ارادہ کے وقت بعض صحابہ نے عرض کیا کہ بادشاہوں کا یہ دستور ہے کہ غیر مہر شدہ خط نہیں پڑھتے اور نہ قبول کرتے ہیں تب آپ نے چاندی کی ایک انگشتری بنوائی اور اس پر تین سطروں میں محمد رسول اللہ نقش کرا دیا۔ایک سطر میں لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسری طرح میں لفظ رسول اور تیسری سطر میں لفظ اللہ اس طرح سے اللہ رسول محمد اور اس مہر کو خطوط پر ثبت فرمایا اور چھ سفیر بیک وقت محرم ۷ ھ میں روانہ فرمائے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا۔نجاشی کا نام اصحمہ بن الجبر ہے۔اصحمہ کے معنی (عطیہ) کے ہیں اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ مبارک کی تعظیم کی۔اور بالآخر مسلمان ہو گیا اور صدق دل سے کلمہ پڑھ لیا یہ انجیل کا بہت بڑا عالم تھا جب اس کا حبشہ میں انتقال ہوا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اس کے جنازہ کی غائبانہ نماز پڑھی ہے یہ ایک جماعت کا خیال ہے جس میں کہ واقدی وغیرہ ہیں۔لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے اس لیے کہ جس پر آپ نے نماز پڑھی ہے وہ نجاشی نہیں ہے جس کے پاس والا نامہ بھیجا بلکہ دوسرا ہے اس کے قبول وعدم قبول اسلام کا کچھ حال معلوم نہیں ہے اور پہلا نجاشی اصحمہ مسلمان مرا ہے اور مسلم نے اپنی صحیح میں بروایت قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کے نام لکھا۔الخ اور محمد بن حزم کہتے ہیں کہ جس نجاشی کے پاس حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو آپ نے بھیجا ہے وہ مسلمان نہیں ہوا۔بہر حال پہلے قول کو ابن سعد وغیرہ نے اختیار کیا ہے اور بظاہر ابن حزم کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔(زاد المعاد)

لشکروں کے امراء کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی ہدایات

۳۹۲۹۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَمَّرَ أَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ أَوْ سَرِيَّةٍ أَوْصَاهُ فِيْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ اغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اغْزُوْا

۳۹۲۹۔حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو لشکر یا پلٹن پر امیر و سردار بناتے تو اس سردار کو خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرماتے۔یعنی جہاد میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرتے

۳۹۲۹۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد والسیر باب تامیر الامام الامراء ۱۷۳۱، ۴۵۲۲ .

فَلاَ تَغُلُّوا وَلاَ تَغْدِرُوا وَلاَ تَمْثُلُوا وَلاَ تَقْتُلُوا وَلِيْدًا وَإِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ إِلَى ثَلاَثِ خِصَالٍ أَوْ خِلاَلٍ فَأَيَّتُهُنَّ مَا أَجَابُوْكَ فَأَقْبِلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ فَإِنْ أَجَابُوْكَ فَأَقْبِلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَإِنْ أَبَوا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ يُجْرَى عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُجْرَى عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلاَ يَكُوْنُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلاَّ أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَإِنْ هُمْ أَبَوا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوْكَ فَأَقْبِلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ أَبَوا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوْكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ فَلاَ تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلاَ ذِمَّةَ نَبِيِّهِ وَلٰكِنْ إِجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ أَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهِ وَإِنْ حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوْكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ فَلاَ تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ فَإِنَّكَ لاَ تَدْرِيْ أَتُصِيْبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِمْ أَمْ لاَ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

رہنا۔ پھر فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اللہ کے نام سے جہاد کرو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والوں کو مارو اور کسی کی خیانت نہ کرو اور نہ عہد شکنی اور بے وفائی کرو اور نہ مثلہ کرو، یعنی مقتول کے ناک کان وغیرہ کاٹ کر کے اس کے صورت کو مت بگاڑو اور نہ بچوں کو مارو اور جب تم دشمنوں سے ملو تو جنگ سے پہلے انہیں تین باتوں میں سے کسی ایک بات کی طرف بلاؤ ان میں سے جو بھی وہ قبول کر لیں تم بھی اسے منظور کر لو۔ اور لڑائی کرنے سے اپنے ہاتھ کو روک لو۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ان کو اسلام کی دعوت دو، یعنی یہ کہو کہ تم مسلمان ہو جاؤ اللہ و رسول کے مطیع و فرمانبردار ہو جاؤ، اگر یہ مان لیں اور مسلمان ہو جائیں تو تم ان کے اسلام کو منظور کر لو اور ان سے جنگ کرنے سے رک جاؤ، پھر ان سے کہو کہ تم دارالحرب سے منتقل ہو کر دارالمہاجرین میں چلے آؤ، یعنی دارالسلام میں ہجرت کر کے آ جائیں اگر ہجرت کر کے وہاں آ گئے تو انہیں یہ بتا دو کہ جو مہاجرین کے لیے ہے، وہی ان کے لیے ہے اور جو مہاجرین کا حق ہے وہی ان کا بھی حق ہے اور جو ذمہ داری مہاجرین پر ہے وہی ان پر ہے اور اگر وہ ہجرت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں بلکہ اپنے ہی وطن میں رہنا چاہتے ہیں تو وہ دیگر دیہاتی مسلمانوں کے حکم میں ہوں گے جو حکم ان مسلمانوں پر جاری ہے وہ ان پر بھی جاری رہے گا۔ یعنی نماز و روزہ وغیرہ پڑھیں لیکن بلا جہاد کے غنیمت میں سے کچھ نہ ملے گا، البتہ اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر جہاد کریں تو دوسرے مسلمانوں کی طرح یہ بھی غنیمت کے مال میں سے لینے کے مستحق ہو جائیں گے اور اگر وہ اسلام لانے کے لیے آمادہ نہیں ہوتی تو ان سے یہ کہو کہ ہم کو جزیات اور ٹیکس ادا کرتے ہو ہم تمہاری جان و مال کی حفاظت کریں گے اگر وہ اس کو منظور کر لیں تو تم بھی اس کو منظور کر لو اور لڑائی کرنے سے رک جاؤ اور اگر جزیہ دینے پر آمادہ نہیں ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر کے ان سے جنگ کرو اور جب کسی قلعہ والوں کو گھیر لو اور وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ طلب کریں تو خدا اور رسول کا ذمہ انہیں مت دو بلکہ اپنا اور اپنے ساتھیوں کے ذمہ انہیں دے سکتے ہو کیونکہ اگر تم اپنے ذمہ اور قول و قرار کو اور اپنے ساتھیوں کے ذمہ توڑ دو تو یہ زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ کو توڑ اور اگر تم کسی قلعہ والے کو گھیر لو اور وہ اللہ کے فیصلے پر اترنا چاہیں تو اللہ کے فیصلے پر مت اتارو بلکہ اپنے فیصلہ پر اتارو کیونکہ تمہیں اللہ کا فیصلہ نہیں معلوم ہے کہ کیا ہے کہ تم صحیح فیصلہ کرتے ہو یا خلاف۔ (مسلم)

جنگ کی آرزو نہیں کرنی چاہیے مگر......

٣٩٣٠۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ أَوْفَی رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ وَانْتَظَرَ حَتّٰی مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِی النَّاسِ فَقَالَ ((يٰأَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوْهُ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقِيْتُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٣٠۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض ان دنوں میں جن میں دشمن سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا تھا تو آفتاب کے ڈھلنے کا انتظار کیا۔ آفتاب کے ڈھلنے کے بعد لوگوں میں کھڑے ہو کر یہ وعظ فرمایا: اے لوگو! دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو جب دشمن سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو صبر و استقلال سے جمع رہو اور اس بات کو جان رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے خدا کتابوں کے اتارنے والے بادلوں کے چلانے والے اور کافروں کے لشکر کو شکست دینے والے تو ان کافروں کو شکست دے اور ہماری ان پر مدد کر۔ (بخاری و مسلم)

خیبر پر حملہ

٣٩٣١۔ وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَمْ يَكُنْ يَغْزُوْا بِنَا حَتّٰی يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ إِلَيْهِمْ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ قَالَ فَخَرَجْنَا إِلٰی خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ أَبِیْ طَلْحَةَ وَإِنَّ قَدَمِیْ لَتَمَسُّ قَدَمَ نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَخَرَجُوْا إِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِمْ وَمَسَاحِيْهِمْ فَلَمَّا رَأَوُا النَّبِیَّ ﷺ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ فَلَجَأُوْا إِلَی الْحِصْنِ فَلَمَّا رَآهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا أَنْزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٣١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ہم کو ساتھ لے کر غزوہ میں تشریف لے جاتے تو صبح تک آپ دشمن پر حملہ نہیں کرتے صبح ہو جانے کے بعد آپ دیکھتے اگر کہیں سے اذان کی آواز سن لیتے تو لڑائی سے رک جاتے اور حملہ نہیں کرتے اور اگر اذان نہیں سن پاتے تو ان پر حملہ کر دیتے۔ ہم لوگ خیبر گئے تو رات کو وہاں پہنچے جب صبح ہوئی اور آپ نے کوئی اذان کی آواز نہیں سنی تو آپ سوار ہو گئے اور میں ابوطلحہ کے پیچھے سوار ہو گیا اور میرا قدم رسول اللہ ﷺ کے قدم سے چھوتا تھا یعنی ہم اور آپ ساتھ ہی ساتھ تھے۔ صبح کے وقت خیبر کے باشندے اپنے تھیلوں اور بیلچوں اور کدال اور پھاوڑا لیے ہوئے نکلے جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کہا کہ خدا کی قسم! محمد لشکر سمیت آ گئے تو آپ کو دیکھ کر قلعہ میں پناہ لینے کے لیے چلے گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔ خیبر خراب ہو جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر پڑتے ہیں تو خوف زدہ قوم کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: اس حدیث میں غزوۂ خیبر کا ذکر (جو ٦ھ یا اوائل ٧ھ میں ہوا) آیا ہے سیرۃ النبی ﷺ جلد اول اور اصح السیر کے چند اقتباسات جنگ خیبر کے معلومات کے سلسلے میں لکھے جا رہے ہیں۔

٣٩٣٠۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب کان اذا لم یقال ٢٩٦٥، ٢٩٦٦۔ مسلم کتاب الجهاد باب کراهة تمنی لقاء العدو ١٧٤٢، ٤٥٤٢.

٣٩٣١۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب ما یحقن بالاذان من الدماء ٦١٠۔ مسلم کتاب الجهاد والسیر باب غزوه خیبر ١٢٦٥.

خیبر غالباً عبرانی لفظ ہے جس کے معنی قلعہ کے ہیں۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے آٹھ منزل پر ہے۔ یورپین سیاحوں میں ڈروٹی کئی مہینہ تک یہاں ۱۸۷۷ء میں مقیم رہا، اس نے مدینہ سے اس مقام کا فاصلہ دو سو میل لکھا ہے۔ وہ نخلستان جس کے کنارہ پر خیبر ہے نہایت زرخیز ہے یہاں یہودیوں نے مضبوط متعدد قلعے بنائے تھے جن میں سے بعض کے آثار اب تک باقی ہیں۔

عرب میں یہودی قوت کا سب سے بڑا مرکز تھا مدینہ سے جب روسائے بنونضیر جلاوطن ہو کر خیبر میں آباد ہوئے تو انہوں نے تمام عرب کو اسلام کی مخالفت پر برانگیختہ کر دیا جس کا پہلا مظہر غزوہ احزاب کا معرکہ تھا ان روسا میں سے حیی بن اخطب جنگ قریظہ میں قتل ہوا جس کے بعد ابورافع سلام بن ابی الحقیق اس کا جانشین ہوا یہ بہت بڑا تاجر اور صاحب اثر تھا۔

قبیلہ غطفان جو عرب کا بہت بڑا صاحب اثر قبیلہ تھا، اس کی آبادی خیبر سے متصل تھی اور ہمیشہ سے یہود خیبر کے حلیف اور ہم عہد تھے۔ ۶ ھ میں سلام نے خود جا کر قبیلہ غطفان اور ان کے آس پاس کے قبیلوں کو اسلام کے مقابلہ کے لیے آمادہ کیا یہاں تک کہ ایک عظیم الشان فوج لے کر مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کیں آنحضرت ﷺ کو یہ خبریں معلوم ہوئیں تو آپ کے ایماء سے رمضان ۶ ھ میں حضرت عبداللہ عتیک ایک خزرجی انصاری کے ہاتھ سے اپنے قلعہ خیبر میں سوتا مارا گیا۔

اسلام کے بعد یہودیوں نے اسیر بن رزام کو مسند ریاست پر بٹھایا اس نے قبائل یہود کو جمع کر کے تقریر کی اور کہا کہ میرے پیش روؤں نے محمد (ﷺ) کے مقابلہ میں جو تدبیریں اختیار کیں وہ غلط تھیں صحیح تدبیر یہ ہے کہ خود محمد ﷺ کے دار الریاست پر حملہ کیا جائے اور میں یہی طریقہ اختیار کروں گا اس غرض سے اس نے غطفان اور دیگر قبائل میں دورہ کیا اور ایک فوج گراں تیار کی آنحضرت ﷺ کو یہ خبریں پہنچیں تو آپ نے اس افواہ پر اعتماد نہیں کیا بلکہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ خود خیبر جا کر اصل واقعہ کی تحقیق کریں، چنانچہ وہ چند آدمیوں کو لے کر خیبر گئے اور چھپ کر خود اسیر کی زبانی اس کے مشورے اور تدبیریں سنیں یہ حالات آ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کئے آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو تیس آدمی دے کر خیبر روانہ کیا۔ ان لوگوں نے اسیر سے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو اس لیے بھیجا ہے کہ تم اگر چاہو تو خیبر کی حکومت تم کو دے دی جائے، چنانچہ وہ ۳۰ آدمی لے کر خیبر سے نکلا اور احتیاط کی بنا پر یہ مخلوط قافلہ اس طرح چلا کہ دو دو شخص ہم رکاب چلتے تھے جن میں ایک یہودی دوسرا مسلمان ہوتا تھا۔ قرقرہ پہنچ کر اسیر کے دل میں بدگمانی پیدا ہوئی اس نے ہاتھ بڑھا کر حضرت عبداللہ بن انیس کی تلوار چھیننی چاہی انہوں نے کہا اے دشمن خدا! بدعہدی کرنا چاہتا ہے یہ کہہ کر سواری بڑھائی اور جب اسیر ضد پر آ گیا تو تلوار ماری کہ اس کی ران کٹ گئی وہ گھوڑے سے گرا۔ اور گرتے گرتے اس نے عبداللہ کو زخمی کیا اب مسلمان پیش دستی کر کے یہود پر ٹوٹ پڑے۔ نتیجہ جنگ یہ تھا کہ یہود میں ایک کے سوا کوئی نہیں بچا یہ آخیر ۶ ھ یا محرم ۷ ھ کا واقعہ ہے۔

خیبر اب اسلام کا سب سے بڑا حریف اور اسلام کے لیے سب سے زیادہ خطرناک تھا، ان لوگوں نے مکہ جا کر قریش کے ذریعہ سے تمام عرب میں بغاوت کی ایک عالمگیر خلش پیدا کر دی جس نے واقعہ احزاب میں مرکز الاسلام مدینہ منورہ کو متزلزل کر دیا تھا یہ کوشش اگرچہ ناکام رہی لیکن جو دست و بازو کام کر رہے تھے اب بھی موجود تھے۔

جن لوگوں نے جنگ احزاب برپا کرائی تھی ان میں زیادہ بااثر ابن ابی الحقیق کا خاندان تھا جو قبیلہ بنی نضیر سے تھا۔ اور مدینہ سے جلاوطن ہو کر آیا تھا، اس نے خیبر کے مشہور قلعہ قموص پر قبضہ کیا تھا، سلام بن ابی الحقیق جس کا ذکر ابھی اوپر گزر چکا ہے اسی خاندان کا رئیس تھا، اس کے قتل کے بعد اس کا بھتیجہ کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق خاندان کی ریاست پر ممتاز ہوا۔

خیبر کے یہود ادھر تو غطفان سے اسلام کے مقابلہ کے لیے سازش کر رہے تھے، ادھر مدینہ کے منافقین ان کو مسلمانوں کی خبریں پہنچاتے رہتے تھے اور ان کو ہمت دلاتے تھے کہ مسلمان تم سے سر بر نہیں ہو سکتے رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ ان لوگوں سے معاہدہ ہو جائے

اس بنا پر آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا لیکن ادھر تو یہود خود سخت دل اور ایک بدگمان قوم تھی ادھر منافقین ان کو ابھارتے تھے اسی زمانہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ابن سلول نے اہل خیبر کے پاس کہلا بھیجا کہ محمد ﷺ تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں لیکن تم ان سے نہ ڈرنا ان کی ہستی کیا ہے مٹھی بھر آدمی ہیں جن کے پاس ہتھیار تک نہیں۔ یہود نے یہ سن کر کنانہ اور ابن قیس کو غطفان کے پاس بھیجا کہ ہمارے ساتھ مل کر مدینہ پر حملہ کرو تو ہم نخلستان کی نصف پیداوار تم کو دیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ غطفان نے اس کو منظور کیا۔

غطفان کا قوت ور قبیلہ بنو فزارہ تھا ان کو جب یہ معلوم ہوا کہ خیبر والے محمد ﷺ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو وہ خود خیبر میں آئے کہ ہم تمہارے شریک ہو کر لڑیں گے آنحضرت ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے بنو فزارہ کو خط لکھا کہ تم خیبر والوں کی مدد سے باز آؤ، خیبر فتح ہو جائے گا تو تم کو بھی حصہ دیا جائے گا لیکن بنو فزارہ نے انکار کیا۔

ذی قرد محرم ۷ھ غطفان کی شرکت جنگ کا دیباچہ یہ تھا کہ ذی قرد کی چراگاہ پر جو آنحضرت ﷺ کی اونٹنیوں کی چراگاہ تھی، اس قبیلہ کے چند آدمیوں نے سردار عبدالرحمٰن بن عیینہ پر چھاپا مارا اور ۲۰ اونٹنیاں پکڑ کر لے گئے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو جو اونٹنیوں کی حفاظت پر متعین تھے قتل کر دیا اور ان کی بیوی کو گرفتار کر کے لے گئے۔ مسلمانوں نے جب تعاقب کیا تو وہ درہ میں گھس گئے وہاں عیینہ بن حصن جو قبائل غطفان کا سپہ سالار تھا ان کی امداد کو موجود تھا مسلمانوں میں حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ ایک مشہور تیر انداز صحابی تھے سب سے پہلے ان کو غارت گری کی خبر ہوئی انہوں نے واصباحاہ کا نعرہ مارا اور دوڑ کر حملہ آوروں کو جا لیا وہ اونٹوں کو پانی پلا رہے تھے، سلمہ رضی اللہ عنہ نے تیر برسانے شروع کیے حملہ آور بھاگ نکلے، انہوں نے تعاقب کیا اور لڑ بھڑ کر تمام اونٹنیاں چھڑا لائے۔ دربار نبوت میں آ کر عرض کی: میں دشمنوں کو پیاسا چھوڑ کر آیا ہوں اگر ۱۰۰ آدمی مل جائیں تو ایک ایک کو گرفتار کر لائیں گے آپ نے رحمت عالم کے لحاظ سے فرمایا۔

ملکت فاسجعی قابو پا جاؤ تو عفو سے کام لو

اس واقعہ کے تین دن کے بعد خیبر کی جنگ پیش آئی۔

خیبر کا آغاز اور غزوات کی بہ نسبت ایک امتیاز خاص رکھتا ہے اور اگرچہ ارباب سیر کی نظر اس نکتہ پر نہیں پڑی کہ اس کے امتیاز کے اسباب کیا تھے؟ تاہم واقعہ کی حیثیت سے امتیازی ہو۔ ان کی زبان سے بھی بلا ساختہ نکل گئے ہیں سب سے مقدم یہ کہ جب آپ نے خیبر کا قصد کیا تو اعلان عام کر دیا کہ لا یخرجن معنا الا راغب فی الجهاد (ابن سعد) ہمارے ساتھ صرف وہ لوگ آئیں جو طالب جہاد ہوں۔

اب تک جو لڑائیاں وقوع میں آئیں محض دفاعی تھیں یہ پہلا غزوہ ہے جس میں غیر مسلم رعایا بنائے گئے اور طرز حکومت کی بنیاد قائم ہوئی اسلام کا اصلی مقصد تبلیغ دعوت ہے اب اگر کوئی قوم اس دعوت کی سد راہ نہ ہو تو اسلام کو نہ تو اس سے جنگ ہے نہ اس کو رعایا بنانے کی ضرورت ہے صرف معاہدہ صلح کافی ہے جس کی بہت سی مثالیں اسلام میں موجود ہیں لیکن جب کوئی قوم خود اسلام کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور اس کو مٹا دینا چاہتی ہو تو اسلام کو مدافعت کے لیے تلوار ہاتھ میں لینا پڑتا ہے اور اس کو اپنے زیر اثر رکھنا پڑتا ہے۔

خیبر اس قاعدہ کے موافق اسلام کا پہلا مفتوحہ ملک تھا غزوات کے خاتمہ کے بعد یہ بحث بتفصیل آئے گی کہ ایک مدت تک لوگ جہاد کو عرب کے قدیم طریقہ کے موافق معاش کا ذریعہ سمجھتے رہے اس لڑائی خیبر تک بھی یہ غلط فہمی رہی۔

یہ پہلا غزوہ ہے جس میں پردہ اٹھا دیا گیا اور اس لیے آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: اس لڑائی میں صرف وہ لوگ شریک ہوں جن کا مقصد جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ ہو غرض آپ غطفان اور یہود کے حملہ کی مدافعت کے لیے مدینہ سے محرم ۷ھ میں حضرت سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا افسر مقرر کر کے مدینہ سے روانہ ہوئے ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔ فوج ۱۶۰۰ تھی جن

میں دوسو سوار اور باقی پیدل تھے، اس وقت تک لڑائیوں میں علم کا رواج نہ تھا چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں ہوتی تھیں۔ یہ پہلا مرتبہ تھا کہ آپ نے تین علم تیار کرائے دو حضرت خباب بن منذر اور حضرت سعد بن عبادہ کو عنایت ہوئے اور خاص علم نبوی جس کا پھریرا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر سے تیار ہوا تھا جناب امیر کو مرحمت ہوا فوج جب روانہ ہوئی تو حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ جو مشہور شاعر تھے یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے چلے:

اللھم لو لا انت ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
فاغفر فدآء لك ما اتقینا
والقین سکینة علینا
انا اذا صیح بنا اتینا
و ثبت الاقدام ان لاقینا
و بالصیاح عولوا علینا

"اے خدا! اگر تو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ خیرات کرتے نہ روزہ رکھتے۔ اور میں تجھ پر فدا ہوں ہم جو احکام نہیں بجا لائے ان کو معاف کر دے اور ہم پر تسلی نازل کر۔ ہم جب فریاد میں پکارے جاتے ہیں تو پہنچ جاتے ہیں اور جب مڈبھیڑ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔ لوگوں نے پکار کر ہم سے استغاثہ چاہا ہے۔"

یہ اشعار صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں نقل کیے گئے ہیں۔ مسند ابن حنبل میں بعض اشعار زیادہ ہیں پہلے دو مصرع کسی قدر اختلاف کے ساتھ صحیح مسلم میں بھی ہیں:

ان الذین قد بغوا علینا
اذا ارادوا فتنة ابینا
و نحن عن فضلك ما استغینا

"جن لوگوں نے ہم پر دست درازی کی ہے جب وہ کوئی فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں تو ہم ان سے دبتے نہیں اور اے خدا! ہم تیری عنایت سے بے نیاز نہیں۔"

راستے میں ایک میدان آیا، صحابہ نے تکبیر کے نعرے بلند کیے چونکہ تعلیم و تلقین کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا تھا اور بات بات میں نکات شریعت کی تعلیم ہوتی رہتی تھی ارشاد ہوا کہ آہستہ کیونکہ تم کسی بہرے اور دور از نظر کو نہیں پکار رہے ہو، تم جس کو پکارتے ہو وہ تمہارے پاس ہی ہے۔ اس غزوہ میں چند خواتین بھی اپنی خواہش سے فوج کے ساتھ ہو لی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے ان کو بلا بھیجا اور غضب دار لہجہ میں فرمایا تم کس کے ساتھ آئیں اور کس کے حکم سے آئیں۔ بولیں یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس لیے آئی ہیں کہ چرخہ کاٹ کر کچھ پیدا کریں گی اور اس کام میں مدد دیں گیں ہمارے پاس زخمیوں کے لیے دوائیں بھی ہیں اس کے علاوہ ہم تیر اٹھا کر لائیں گی آنحضرت ﷺ نے فتح کے بعد جب مال غنیمت تقسیم کیا تو ان کا بھی حصہ لگایا لیکن یہ حصہ کیا تھا؟ زور جواہر نہ تھے مال واسباب نہ تھے درہم اور دینار نہ تھے بلکہ صرف کھجوریں تھیں تمام مجاہدین کو یہی ملا تھا اور ان پردہ نشینوں نے بھی یہی پایا تھا۔

یہ واقعہ ابوداؤد (باب فی المرأة والعبد یحذیان من الغنیمة) میں مذکور ہے حدیث اور سیرت کی تمام کتابوں سے ثابت

ہوتا ہے کہ اکثر غزوات میں مستورات ساتھ رہتی تھیں جو زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں، جنگ احد میں حضرت عائشہ کا مشک میں پانی بھر بھر کر لانا اور زخمیوں کو پلانا اوپر گزر چکا ہے لیکن یہ امر کہ عورتیں میدان جنگ سے تیر اٹھا اٹھا کر بھی لاتی اور مجاہدین کو دیتی تھیں صرف ابوداؤد نے ذکر کیا ہے لیکن سند صحیح متصل سے ذکر کیا ہے، اس لیے شک کی گنجائش نہیں یوں بھی عرب کی مستورات سے کم سے کم یہی توقع کی جاسکتی ہے۔

چونکہ معلوم تھا کہ غطفان اہل خیبر کی مدد کو آئیں گے آنحضرت ﷺ نے مقام رجیع میں فوجیں اتاریں جو غطفان اور خیبر کے بیچ میں ہے، اسباب بار برداری خیمہ وخرگاہ اور مستورات یہاں چھوڑ دیں گئیں اور فوجیں خیبر کی طرف بڑھیں غطفان یہ سن کر کہ اسلامی فوجیں خیبر کی طرف بڑھ رہی ہیں ہتھیار سجا کر نکلے لیکن آگے بڑھ کر جب ان کو معلوم ہوا کہ خود ان کا گھر خطرے میں ہے تو واپس چلے گئے۔ خیبر میں چھ قلعے تھے۔ سالم' قموص' نطاۃ' قصارہ' شق' مربطہ اور جیسا کہ یعقوبی نے تصریح کی ہے ان میں بیس ہزار سپاہی موجود تھے ان سب میں قموص نہایت مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا۔ مرحب عرب کا مشہور پہلوان جو ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا، اسی قلعہ کا رئیس تھا ابن ابی الحقیق کا خاندان جس نے مدینہ سے جلاوطن ہو کر خیبر کی ریاست حاصل کر لی تھی یہیں رہتا تھا۔

لشکر اسلام جب خیبر کے قریب، یعنی مقام صہبا میں پہنچا تو نماز عصر کا وقت آچکا تھا آنحضرت ﷺ نے یہاں ٹھہر کر نماز عصر ادا کی پھر کھانا طلب فرمایا رسد کا ذخیرہ صرف ستو تھا وہی آپ نے بھی پانی میں گھول کر نوش فرمایا، رات ہوتے ہوتے فوج اسلام خیبر کے سواد میں پہنچ گئے عمارتیں نظر آئیں تو آپ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا: ٹھہر جاؤ پھر خدا کا نام لے کر یہ دعا مانگی:

((انا نسئلك خير هذه القرية و خير اهلها و خير ما فيها و نعوذبك من شرها و شراهلها و شر ما فيها . ابن هشام .))

''اے خدا ہم تجھ سے اس گاؤں کی اور گاؤں والوں کی اور گاؤں کی چیزوں کی بھلائی چاہتے ہیں اور ان سب کی برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔''

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ یہ آپ کا معمول عام تھا، یعنی جب کسی مقام میں داخل ہوتے تھے تو پہلے یہ دعا مانگ لیتے تھے چونکہ سنت نبوی یہ تھی کہ رات کو کسی مقام پر حملہ نہیں کیا جاتا تھا اس لیے یہ رات یہیں بسر کی صبح کی خیبر میں داخلہ ہوا اور یہودیوں نے مستورات کو ایک مقام محفوظ میں پہنچا دیا۔ رسد اور غلہ قلعہ ناعم میں یکجا کیا اور فوجیں قلعہ نطاۃ اور قموص میں فراہم کیں سلام بن مشکم نضیری بیمار تھا تاہم اس نے سب سے زیادہ حصہ لیا اور خود قلعہ نطاۃ میں آکر فوج کی شرکت کی۔ آنحضرت ﷺ کا مقصود جنگ نہ تھا لیکن جب یہود نے بڑے ساز و سامان کے ساتھ جنگ کی تیاری کی تو آپ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے وعظ فرمایا اور جہاد کی ترغیب دی۔

تاریخ خمیس میں اس موقع پر لکھا ہے: ((و لما يقن النبى ﷺ ان اليهود تحارب و عظ اصحابه و نصحهم و حرضهم على الجهاد .)) اور جب آنحضرت ﷺ کو یقین ہو گیا کہ یہود لڑنے پر آمادہ ہیں تو آپ نے صحابہ کو نصیحت کی اور جہاد کی ترغیب دی سب سے پہلے قلعہ ناعم پر فوجیں بڑھیں، حضرت محمود بن مسلمہ ؓ نے بڑی دلیری سے حملہ کیا اور دیر تک لڑتے رہے لیکن چونکہ سخت گرمی تھی تھک کر دم لینے کے لیے قلعہ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ کنانہ بن ربیع نے قلعہ کی فصیل سے چکی کا پاٹ ان کے سر پر گرایا جس کے صدمہ سے وفات پائی لیکن قلعہ بہت جلد فتح ہو گیا۔

قلعہ ناعم کے فتح ابی کے بعد اور قلعے بآسانی فتح ہو گئے لیکن قلعہ قموص مرحب کا تخت گاہ تھا اس مہم پر آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا لیکن دونوں ناکام واپس آئے۔

ایک دن شام کو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: کل میں اس شخص کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا اور جو خدا اور خدا کے رسول کو چاہتا ہے اور خدا اور خدا کا رسول بھی اس کو چاہتے ہیں۔ یہ رات نہایت امید اور انتظار کی رات تھی، صحابہ نے تمام رات اس بے قراری سے کاٹی کہ دیکھئے یہ تاج فخر کس کے ہاتھ آتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قناعت پسندی اور بلند نظری کی بنا پر کبھی حکومت اور سروری کی تمنائیں کی لیکن جیسا کہ صحیح مسلم باب فضائل علیؓ میں مذکور ہے ان کو خود اعتراف ہے کہ اس موقع کی تمنائیں ان کی خود داری بھی قائم نہ رہ سکی۔ صبح کو دفعتاً یہ آواز کانوں میں آئی کہ حضرت علی کہاں ہیں؟ یہ بالکل غیر متوقع آواز تھی کیونکہ جناب موصوف کی آنکھوں میں آشوب تھا اور سب کو معلوم تھا کہ وہ جنگ سے معذور ہیں غرض حسب طلب وہ حاضر ہوئے آنحضرت ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی جب ان کو علم عنایت ہوا تو انہوں نے عرض کیا کہ کیا یہود سے لڑ کر انہیں مسلمان بنالیں۔ ارشاد ہوا کہ بہ نرمی ان پر اسلام پیش کرو اور اگر ایک شخص بھی تمہاری ہدایت سے اسلام لائے تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے لیکن یہود اسلام یا صلح کے قبول کرنے پر راضی نہیں ہو سکتے تھے۔ مرحب قلعہ سے رجز پڑھتا ہوا باہر نکلا۔

قد علمت خیبرانی مرحب
شاکی السلاح بطل مجرب

''خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، دلیر ہوں، تجربہ کار ہوں، سلاح پوش ہوں۔''

مرحب نے سر پر یمنی زرد رنگ کا مغفر اور اس کے اوپر سنگی خود تھا قدیم زمانہ میں گول پتھر بیچ سے خالی کر لیتے تھے یہی خود کہلاتا تھا مرحب کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ رجز پڑھا:

انا الذی سمعتنی امی حیدرہ
کلیث غابات کریہ المنظرہ

''میں ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا تھا میں شیر نیستان کی طرح مہیب و بد منظر ہوں''۔

مرحب بڑے طمطراق سے آیا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس زور سے تلوار ماری کہ سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی اور ضرب کی آواز فوج تک پہنچی۔ پہلوان کا مارا جانا عظیم الشان واقعہ تھا اس لیے عجائب پسندی نے اس کے متعلق نہایت مبالغہ آمیز افواہیں پھیلا دیں۔

معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب تلوار ماری تو مرحب نے سر پر روکا لیکن ذوالفقار خود اور سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی۔ مرحب کے مارے جانے پر یہود نے جب عام حملہ کیا تو اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے سپر چھوٹ کر گر پڑی آپ نے قلعہ کا در جو سرتاپا پارۂ سنگ تھا اکھاڑ کر اس سے سپر کا کام لیا اس واقعہ کے بعد ابورافع نے سات آدمیوں کے ساتھ مل کر اس کو اٹھانا چاہا تو جگہ سے بھی نہ ہل سکا۔

غرض یہ قلعہ قموص ۲۰ دن کے محاصرہ کے بعد فتح ہو گیا ان معرکوں میں ۹۲ یہودی مارے گئے جن میں حارث، مرحب، اسیر، یاسر اور عامر زیادہ مشہور ہیں۔ صحابہ کرام میں ۱۵ بزرگوار نے شہادت حاصل کی جن کے نام ابن سعد میں بہ تفصیل لکھے ہیں۔

فتح خیبر کے بعد میں مفتوحہ پر قبضہ کر لیا گیا لیکن یہود نے درخواست کی کہ زمین ہمارے قبضہ میں رہنے دی جائے ہم پیداوار کا نصف حصہ ادا کریں گے یہ درخواست منظور ہوئی جب بٹائی کا وقت آتا تو آنحضرت ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تھے وہ غلہ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے یہود سے کہتے تھے کہ اس میں سے جو حصہ چاہو لے لو۔ یہود اس عدل پر متحیر ہو کر کہتے تھے کہ زمین و آسمان ایسے ہی عدل سے قائم ہیں خیبر کی زمین تمام مجاہدین پر جو اس جنگ میں شریک تھے تقسیم کر دی گئی اسی میں آنحضرت ﷺ کا خمس بھی تھا۔

عام روایت ہے کہ مال غنیمت میں سے خمس کے علاوہ ایک حصہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص پر کر لیا جاتا تھا، جس کو "صفی" کہتے ہیں اس بنا پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا زوجہ کنانہ ابن الربیع کو آپ نے لے لیا اور آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔

فتح خیبر کے بعد آنحضرت ﷺ نے چند روز خیبر میں قیام کیا اگرچہ یہود کو کامل امن و امان دیا گیا اور ان کے ساتھ ہر طرح کی مراعات کی گئی' تاہم ان کا طرزِ عمل مفسدانہ اور باغیانہ رہا۔ پہلا دیباچہ یہ تھا کہ ایک دن زینب نے جو سلام بن مشکم کی بیوی اور مرحب کی بھاوج تھی آنحضرت ﷺ کو چند صحابہ کے ساتھ دعوت کی آپ نے فرطِ کرم سے قبول فرمایا زینب نے کھانے میں زہر ملا دیا تھا آپ نے ایک لقمہ کھا کر ہاتھ کھینچ لیا لیکن حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے پیٹ بھر کر کھایا اور زہر کے اثر سے بالآخر ہلاک ہو گئے آنحضرت ﷺ نے زینب کو بلا کر پوچھا اس نے جرم کا اقبال کیا یہود نے کہا ہم نے اس لیے زہر دیا کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو زہر کچھ اثر نہ کرے گا اور پیغمبر نہیں ہیں تو ہم کو آپ کے ہاتھ سے نجات مل جائے گی آنحضرت ﷺ کبھی اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے، اس بنا پر آپ نے زینب سے تعرض نہیں فرمایا لیکن جب دو تین دن کے بعد حضرت بشر رضی اللہ عنہ زہر کے اثر سے انتقال کر گئے تو وہ قصاص میں قتل کر دی گئی۔

اور خیبر کی زیادہ توضیح اور تفصیل اصح السیر رحمۃ اللعالمین وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ کچھ انتظار کے بعد جنگ کا آغاز فرماتے

٣٩٣٢۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتَّى تَهُبَّ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَاةُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۹۳۲۔ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگوں میں شریک رہا کرتا تھا آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب دن کے شروع حصہ میں جنگ نہیں کرتے تو انتظار کرتے یہاں تک کہ فتح و نصرت کی ہوائیں چلنے لگتیں اور نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ جنگ کرتے۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

٣٩٣٣۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ وَيَنْزِلَ النَّصْرُ۔ رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ

۳۹۳۳۔ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑائیوں میں رہا کرتا تھا جب آپ دن کے ابتدائی حصہ میں جنگ نہیں کرتے تو ٹھہر جاتے اور انتظار کرتے یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل جاتا اور ہوائیں چلنے لگتیں اور امداد خداوندی کا نزول ہونے لگتا تو آپ لڑائی شروع کرتے۔ (ابوداؤد)

٣٩٣٤۔ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رضی اللہ عنہما قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ أَمْسَكَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ

۳۹۳۴۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں رہتا رات کو لڑائی ہوتی رہتی صبح صادق ہو جاتی تو آپ لڑائی سے رک جاتے یہاں تک کہ آفتاب

٣٩٣٢۔ صحيح بخاری كتاب الجزية باب الجزية والموادعة ٣١٦٠۔

٣٩٣٣۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی ای وقت يستحب اللقاء ٢٦٥٥۔

٣٩٣٤۔ ضعيف۔ سنن الترمذی كتاب السير باب ما جاء فی الساعة التی يستحب فيها القتال ١٦١٢ انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

قَاتَلَ فَإِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ أَمْسَكَ حَتَّى تَزُوْلَ الشَّمْسُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ قَاتَلَ حَتَّى الْعَصْرِ ثُمَّ أَمْسَكَ حَتَّى يُصَلِّى الْعَصْرَ ثُمَّ يُقَاتِلُ قَالَ قَتَادَةُ كَانَ يُقَالُ عِنْدَ ذٰلِكَ تَهِيجُ رِيَاحَ النَّصْرِ وَيَدْعُو الْمُؤْمِنُوْنَ لِجُيُوْشِهِمْ فِىْ صَلَاتِهِمْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

نکل آتا جب آفتاب نکل آتا تو جنگ کرتے دو پہر کا وقت ہوتا تو لڑائی سے رک جاتے، یہاں تک کہ آفتاب ڈھل جاتا۔ جب آفتاب ڈھل جاتا تو عصر تک لڑائی کرتے، پھر عصر کے وقت لڑائی سے رک جاتے یہاں تک عصر کی نماز پڑھ لی جاتی، پھر لڑائی کرتے۔ قتادہ نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت فتح و نصرت کی ہوائیں چلتی ہیں اور مسلمان اپنی نمازوں میں اور مسلمانوں کی کامیابی کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ (ترمذی)

٣٩٣٥۔ وَعَنْ عِصَامِ الْمُزَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ سَرِيَّةٍ فَقَالَ ((إِذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا أَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوا أَحَدًا))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوِدَ

٣٩٣٥۔ حضرت عصام مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر میں ہم کو بھیجا اور فرمایا: جب تم کسی جگہ مسجد دیکھو یا کسی مؤذن کی اذان سنو تو پھر کسی کو نہ مارو۔ (ترمذی و ابوداؤد)

توضیح: کیونکہ اذان اور مسجد کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہاں مسلمان ہوں گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

٣٩٣٦۔ عَنْ أَبِىْ وَائِلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَتَبَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ إِلَى أَهْلِ فَارِسٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ إِلَى رُسْتَمَ وَمِهْرَانَ فِىْ مَلَأِ فَارِسٍ سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ أَنَادَ دْعُوْكُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ أَبِيْتُمْ فَأَعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَأَنْتُمْ صَاغِرُوْنَ فَإِنَّ مَعِىَ قَوْمًا يُحِبُّوْنَ الْقَتْلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا يُحِبُّ فَارِسُ الْخَمْرَ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى۔ رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ

٣٩٣٦۔ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فارس والوں کے سرداروں کے پاس یہ خط لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط خالد بن ولید کی طرف سے رستم اور مہران جو فارس کے سرداراں میں سے ہیں ہدایت کی تابعداری کرنے والوں پر سلام ہو اس کے بعد میں آپ لوگوں کو اسلام لانے کی دعوت دے رہا ہوں، یعنی آپ لوگ مسلمان ہو جائیں اگر اسلام لانے سے آپ لوگ انکار کریں تو اپنے ہاتھ سے جزیہ، ٹیکس ادا کریں گے اس حال میں کہ آپ ہمارے ماتحتی میں رہیں اور جزیہ اور ٹیکس ادا کرنے سے آپ لوگ انکار کریں تو میرے ساتھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کے راستے میں لڑنے اور شہید ہونے کو اس طرح پسند کرتے ہیں جس طرح فارس والے شراب کو، یعنی جس طرح فارس والے شراب پینے سے خوش اور لذت پاتے ہیں اسی طرح یہ لوگ شہید ہونے سے بھی خوش ہوتے ہیں ہدایت کی تابعداری کرنے والوں پر سلامتی ہو۔ (شرح السنہ)

❀❀❀❀

٣٩٣٥۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی دعاء المشركين ٢٦٣٥۔ ترمذی کتاب السير باب ٣۔ ح ١٥٩٤۔

٣٩٣٦۔ ضعيف۔ حاکم ٣/ ٢٩٩، المعجم الكبير للطبرانی ٤/ ١٠٥ ح ٣٨٠٦۔ شریک القاضی مدلس ہے اور عن سے بیان کر رہے ہیں۔

بَابُ الْقِتَالِ فِی الْجِهَادِ

جہاد کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ......پہلی فصل

٣٩٣٧۔ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ ((فِي الْجَنَّةِ))۔ فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِيْ يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٣٧۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن ایک صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا کہ اگر میں شہید کر دیا جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا جنت میں۔اس وقت اس کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں آپ کے فرمان کے سننے سے ان کھجوروں کو پھینک دیا اور لڑائی کرنے لگا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔(بخاری ومسلم)

٣٩٣٨۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ يَعْنِيْ غَزْوَةَ تَبُوْكَ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ لَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٩٣٨۔حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لڑائی میں تشریف لے جانے کا ارادہ کرتے تو توریہ کرتے مگر غزوۂ تبوک میں آپ نے توریہ نہیں کیا بلکہ سب کے سامنے صاف طور پر یہ ظاہر فرمادیا کہ تبوک میں ہمیں جا کر جنگ کرنا ہے سخت گرمی کے زمانے میں آپ نے اس جنگ کا ارادہ کیا اور لمبے سفر میں جانے اور لق ودق اور بے آب و گیاہ جنگلوں کے طے کرنے اور بہت دشمنوں سے مقابلہ کرنے کی آمادگی ظاہر فرمائی تو سب مسلمانوں کے سامنے اس امر کا صاف طور پر اعلان کر دیا تاکہ جہاد کے سامان کی سب تیاری کرلیں اور جس راستے سے آپ جانا چاہتے ہیں اس کو بھی آگاہ کر دیا۔(بخاری)

توضیح: توریہ کے معنی چھپانے کے ہیں، یعنی ایک بات سے دوسرا مطلب لینا جس کو مخاطب نہ سمجھ سکے اور اپنا مطلب حل ہو جائے تو جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جگہ جنگ میں جانے کے لیے ارادہ کرتے تو اس راز کو آپ کسی کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو جائے بلکہ کسی خاص مصلحت کے ماتحت کسی جگہ کا نام لے لیتے مگر اس میں دروغ گوئی سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ سچ ہی ہوتا دہلی سے کسی کو، مثلاً: کانپور جانا ہوگا تو بجائے کانپور کے الہ آباد کا نام لے لے اور لفظ الہ آباد سے یہ مراد لے کہ اللہ کی آباد کی ہوئی جگہ اس لحاظ سے کانپور بھی اللہ کا آباد کیا ہوا ہے اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے ایسا لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ کسی فتنہ کا خطرہ ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اصول جنگ سے خوب واقف تھے تو قبل از وقت علانیہ طور پر اس کو ظاہر نہیں فرماتے مگر جنگ تبوک کے لیے صاف طور پر اعلان فرمادیا تاکہ سب

٣٩٣٧۔ صحيح بخاری كتاب المغازی باب غزوه احد ٤٠٤٦۔ مسلم كتاب الامارة باب ثبوت الجنة للشهيد ١٨٩٩، ٤٩١٣ .

٣٩٣٨۔ صحيح بخاری كتاب المغازی باب حديث كعب بن مالك ٤٤١٨ .

لوگ اس کے لیے اچھی طرح سے تیاری کر لیں آپ کے سمجھنے کے لیے غزوۂ تبوک ۹ ھ کا مختصر واقعہ سیرت النبی جلد اول سے بیان کرتے ہیں جس کی مختصر تاریخ یہ ہے۔

تبوک ایک مشہور مقام ہے جو مدینہ منورہ اور دمشق کے وسط میں نصف راہ پر مدینہ سے چودہ منزل ہے۔

جنگ موتہ کے بعد سے رومی سلطنت نے عرب پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ غسانی خاندان جو شام میں رومیوں کے زیر اثر حکومت کر رہا تھا مذہباً عیسائی تھا اس لیے قیصر روم نے اسی کو اس مہم پر متعین کیا مدینہ میں یہ خبریں اکثر مشہور ہوتی رہتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کے ایلاء کے واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب عتبان بن مالک نے دفعتاً آ کر یہ کہا کہ غضب ہو گیا' تو انہوں نے کہا کہ کیوں خیر ہے کیا غسانی آ گئے۔ (بخاری ذکر واقعہ ایلاء)

موہب لدنیہ میں ہے کہ شام کے نبطی سوداگر مدینہ میں روغن زیتون بیچنے آیا کرتے تھے انہوں نے خبر دی کہ رومیوں نے شام میں لشکر گراں جمع کیا ہے اور فوج کو سال بھر کی تنخواہیں تقسیم کر دی ہیں اس فوج میں لخم جذام اور غسان کے تمام عرب شامل ہیں اور مقدمۃ الجیش بلقاء تک آ گیا ہے۔

مواہب لدنیہ میں طبرانی سے روایت نقل کی ہے کہ عرب کے عیسائیوں نے ہرقل کو لکھ بھیجا تھا کہ محمد ﷺ نے انتقال کیا اور عرب سخت قحط کی وجہ سے بھوکوں مر رہے ہیں اس بنا پر ہرقل نے چالیس ہزار فوجیں روانہ کیں۔

بہر حال یہ خبریں تمام عرب میں پھیل گئیں اور قرائن اس قدر قوی تھے کہ غلط ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی اس بنا پر آنحضرت ﷺ نے فوج کی تیاری کا حکم سوء اتفاق یہ کہ سخت قحط اور شدت کی گرمیاں تھیں ان اسباب سے لوگوں کو گھر سے نکلنا نہایت شاق تھا۔ منافقین جو بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے ان کا پردہ فاش ہو چلا وہ خود بھی جی چراتے تھے اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے کہ لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ گرمی میں نہ نکلو۔

سویلم ایک یہودی تھا اس کے گھر پر منافقین جمع ہوتے اور لوگوں کو لڑائی پر جانے سے روکتے چونکہ ملک پر رومیوں کے حملہ کا اندیشہ تھا، اس لیے آنحضرت ﷺ نے تمام قبائل عرب سے فوجیں اور مالی اعانت طلب کی صحابہ میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دو سو اوقیہ چاندی اور دو سو اونٹ پیش کئے۔ (ابن سعد) اکثر صحابہ نے بڑی بڑی رقمیں لا کر حاضر کیں، تاہم بہت سے مسلمان اس بنا پر جانے سے رہ گئے کہ سفر کا سامان نہیں رکھتے تھے یہ لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور اس درد سے روئے کہ آنحضرت ﷺ کو ان پر رحم آیا۔

تاہم ان کے چلنے کا کچھ سامان نہ ہو سکا انہیں کی شان میں سورۂ توبہ کی یہ آیتیں اتری ہیں: ﴿و لا علی الذین اذا ما اتوك لتحملهم قلت لا اجدما احملكم عليه تولوا و اعينهم ...... تفيض من الدمع حزنا الا يجدوا ما ينفقون﴾ (سورئہ توبہ: ۹۲) اور نہ ان لوگوں پر کچھ اعتراض ہے کہ جب تمہارے پاس آئے کہ ہم کو سواری دیجئے اور تم نے کہا کہ میرے پاس سواری کہاں ہے جس پر تم کو سوار کر سکوں تو وہ واپس آ گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ افسوس ہمارے پاس خرچ نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کا معمول تھا جب آپ مدینہ سے تشریف لے جاتے تو کسی کو شہر کا حاکم مقرر فرما کر جاتے چونکہ اس غزوہ میں بخلاف اور معرکوں کے ازواج مطہرات ساتھ نہیں گئیں تھیں اہل حرم کی حفاظت کے لیے کسی عزیز خاص کا رہنا ضروری تھا اس لیے اب کی یہ منصب جناب امیر علی رضی اللہ عنہ کو ملا لیکن انہوں نے شکایت کی کہ آپ تو مجھ کو بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی۔ (صحیح بخاری)

غرض آپ تیس ہزار فوج کے ساتھ مدینہ سے نکلے جس میں دس ہزار گھوڑے تھے راہ میں وہ عبرتناک مقامات تھے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے یعنی قوم ثمود کے مکانات جو پہاڑوں میں تراش کر بنائے گئے تھے۔ چونکہ اس مقام پر عذاب الٰہی نازل ہو چکا تھا آپ نے

حکم دیا کہ کوئی شخص یہاں قیام نہ کرے نہ پانی پیے اور نہ کسی کام میں لائے۔ تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ خبر صحیح نہ تھی لیکن اصلیت سے خالی بھی نہ تھی۔ غسانی رئیس عرب میں ریشہ دوانیاں کر رہا تھا۔ (صحیح بخاری)

غزوۂ تبوک میں جہاں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ مذکور ہے۔ لکھا ہے کہ شام سے ایک قاصد آیا اور حضرت کعب بن مالک کو رئیس غسان کا ایک خط دیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری قدر نہ کی، اس لیے تم میرے پاس چلے آؤ میں تمہاری شان کے موافق تم سے برتاؤ کروں گا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ گو معتوب نبوی تھے لیکن انہوں نے اس خط کو تنور میں ڈال دیا۔

تبوک پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن تک قیام کیا ایلہ کا سردار جس کا نام ''یوحنا'' تھا حضرت کی خدمت ہو کر جزیہ دینا منظور کیا ایک سفید خچر بھی نذرانہ میں پیش کیا جس کے صلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ردائے مبارک عنایت فرمائی۔ (زرقانی)

جربا اور اذرح کے عیسائی بھی حاضر ہوئے اور جزیہ پر رضامندی ظاہر کی۔

دومۃ الجندل جو دمشق سے پانچ منزل ہے وہاں ایک عربی سردار جس کا نام اکیدر تھا۔ قیصر کے زیر اثر تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس کی جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلے کے لیے بھیجا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو گرفتار کیا اور اس شرط پر رہائی دی کہ خود دربار رسالت میں حاضر ہو کر شرائط صلح پیش کرے، چنانچہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ میں آیا آپ نے اس کو امان دی۔

تبوک سے جب آپ واپس آئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو لوگ عالم شوق میں استقبال میں نکلے یہاں تک کہ پردہ نشینان حرم بھی جوش میں گھروں سے نکل پڑیں اور لڑکیاں یہ اشعار پڑھتی ہوئی نکلیں۔ (زرقانی)

طلع　البدر　علینا
من　ثنیات　الوداع

''وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چاند طلوع ہوا ہے۔''

وجب　الشکر　علینا　مادعا　للہ　داع

''جب تک خدا کا پکارنے والا دنیا میں کوئی باقی ہے ہم پر خدا کا شکر فرض ہے۔''

مسجد ضرار

منافقین ہمیشہ اس فکر میں رہتے تھے کہ مسلمانوں میں کسی طرح پھوٹ ڈال دیں ایک مدت سے وہ اس خیال میں تھے کہ مسجد قبا کے موڑ پر وہیں ایک اور مسجد اس حیلہ سے بنائیں کہ جو لوگ ضعف یا کسی وجہ سے مسجد نبوی میں نہ پہنچ سکیں یہاں آ کر نماز ادا کر لیا کریں۔ ابو عامر جو انصار میں سے عیسائی ہو گیا تھا اس نے منافقین سے کہا کہ تم سامان کرو میں قیصر کے پاس جا کر وہاں سے فوجیں لاتا ہوں کہ اس ملک کو اسلام سے پاک کردوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تشریف لے جانے لگے تو منافقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ ہم نے بیماروں اور معذوروں کے لیے ایک مسجد تیار کر لی ہے کہ آپ چل کر اس میں ایک دفعہ نماز پڑھا دیں تو مقبول ہو جائے، آپ نے فرمایا اس وقت مہم پر جا رہا ہوں جب تبوک سے واپس پھرے تو مالک رضی اللہ عنہ اور معد رضی اللہ عنہ بن عدی کو حکم دیا کہ جا کر مسجد میں آگ لگا دیں اسی مسجد کی شان میں یہ آیتیں اتری ہیں:

﴿وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِیْقًۢا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ لَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ☆ لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ

اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ (سورة التوبه)

''اور وہ لوگ جنہوں نے ایک مسجد ضرار اور پھوٹ ڈالنے اور کفر کی غرض سے تیار کی اور اس غرض سے کہ جو لوگ پہلے سے خدا اور رسول سے لڑتے ہیں ان کو ایک کمین گاہ ہاتھ آئی اور وہ قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے صرف بھلائی کے لحاظ سے ایسا کیا اور خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹ کہتے ہیں محمد (ﷺ) تو کبھی اس مسجد میں جا کر نہ کھڑا ہو وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تو اس میں نماز پڑھے وہاں ایسے لوگ ہیں جن کی صفائی محبوب ہے اور خدا صفائی پسند کرنے والوں کو چاہتا ہے۔''

٣٩٣٩۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٣٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگ مکر و فریب ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی لڑائی ایک ہی داؤں سے ختم ہو جاتی ہے جو داؤں کھاتا ہے مارا جاتا ہے اب اس کو بچنے کا موقع نہیں رہتا یا لڑائی درحقیقت مکر و فریب کا نام ہے جس کی تدبیر غالب آئی وہی جیت لیتا ہے فوج و لشکر سے بھی کچھ نہیں ہوتا اگر تدبیر عمدہ نہ ہو یا لڑائی لوگوں کو دھوکے میں ڈالتی ہے۔ فریب دیتی ہے وہ فتح کے خیال سے جاتے ہیں لیکن وہاں مارے جاتے ہیں، دل کی مراد پوری نہیں ہوتی۔ یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی کہ جب نعیم بن مسعود کو اس لیے بھیجا کہ وہ قریش، غطفان اور یہود میں جو تینوں مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ہو گئے تھے بگاڑ کرا دے۔

افسوس کہ مسلمانوں کے پیغمبرؐ نے چودہ سو برس پہلے جو حکمت جنگ کی بیان فرمائی اس کو مسلمانوں نے چھوڑ دیا دوسروں نے اختیار کر لیا وہ اسی حکمت پر چلتے ہیں انہوں نے کیا کیا رول دنیا سے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی، ایک ایک کے دوست بن کر اس کو دوسرے سے علیحدہ کیا پھر دونوں کو چٹ کیا، ان مسلمانوں کو یہ عقل نہیں آتی کہ کہیں سب یہود یا پارسی اور عیسائی وغیرہ تمہارے دوست اور بھی خواہ ہو سکتے ہیں۔ جو لا یرقبون فی مؤمن الا و لا ذمة۔ الکفر ملة واحدة کے مصداق ہیں ہمیشہ مسلمان اس کا خمیازہ اور برا نتیجہ بھگتے رہیں گے۔

٣٩٤٠۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْ بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مَعَهُ إِذَا غَزَا يَسْقِيْنَ الْمَآءَ وَيُدَاوِيْنَ الْجَرْحٰى۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٩٤٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ام سلیم اور دیگر انصاری خواتین کو اپنے ساتھ جہاد میں لے جایا کرتے تھے یہ خواتین جنگ میں مجاہدوں کو پانی پلایا کرتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی اور دوا دارو کرتی تھیں۔ (مسلم)

توضیح: مذہبی خدمات کے سلسلہ میں سب سے اہم خدمات جہاد ہے اور صحابیات نے جس جوش جس خلوص جس عزم اور جس استقلال سے اس خدمت کو ادا کیا ہے اس کی نظیر مشکل سے مل سکے گی۔ غزوۂ احد میں جبکہ کافروں نے عام حملہ کر دیا تھا اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ صرف چند جاں نثار رہ گئے تھے۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں، کفار جب آپ پر بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار روکتی تھیں۔ ابن قمیہ جب دھاڑتا ہوا آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو حضرت ام عمارہ نے بڑھ کر روکا، چنانچہ کندھے پر

٣٩٣٩۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب الحرب خدعة ٣٠٣٠۔ مسلم كتاب الجهاد والسير باب جواز الخداع ١٧٣٩، ٤٥٣٩.

٣٩٤٠۔ صحيح مسلم كتاب الجهاد والسير باب غزوة النساء مع الرجال ١٨١٠، ٤٦٨٢.

زخم آیا اور گڑھا پڑ گیا انہوں نے تلوار ماری لیکن وہ دہری زرہ پہنے ہوئے تھا، اس لیے کارگر نہ ہوئی۔ جنگ مسیلمہ میں انہوں نے اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ بارہ زخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا۔

غزوۂ خندق میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جس بہادری سے ایک یہودی کو قتل کیا اور یہودیوں کے حملہ کے روکنے کی جو تدبیر اختیار کی وہ بجائے خود نہایت حیرت انگیز ہے۔ غزوۂ حنین میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا خنجر لے کر نکلنا ایک مشہور بات ہے۔

جنگ یرموک جو خلافت فاروقی میں ہوئی تھی حضرت اسماء بنت ابوبکر حضرت ام ابان، ام حکیم خولہ، ہند اور ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہن نے بڑی دلیری سے جنگ کی تھی اور اسماء بنت یزید نے جو انصار کے قبیلہ سے تھیں خیمہ کی چوب سے ۹ رومیوں کو قتل کیا تھا۔

نہ صرف بری بلکہ بحری لڑائیوں میں بھی صحابیات شرکت کرتی تھیں ۲۸ھ میں جزیرہ قبرس پر حملہ ہوا تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اس میں شامل ہوئیں۔

میدان جنگ میں اس کے علاوہ صحابیات اور خدمات بھی انجام دیتی تھیں۔ مثلاً: (۱) پانی پلانا (۲) زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا (۳) مقتولوں اور زخمیوں کو اٹھا کر میدان جنگ سے لے جانا (۴) چرخہ کاتنا (۵) تیر اٹھا کر دینا (۶) خورد ونوش کا انتظام کرنا پکانا (۷) قبر کھودنا (۸) فوج کو ہمت دلانا۔

چنانچہ حضرت عائشہ، ام سلیم، ام سلیط رضی اللہ عنہن نے غزوۂ احد میں مشک بھر بھر کر زخمیوں کو پانی پلایا تھا ام سلیمؓ اور انصار کی چند عورتیں زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں اور اس مقصد کے لیے وہ ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوا کرتی تھیں۔ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا وغیرہ نے شہداء مجروحین کو قتل گاہ سے اٹھا کر مدینہ پہنچایا تھا۔ ام زیاد الشجیعہ رضی اللہ عنہا اور دوسری پانچ عورتوں نے غزوۂ خیبر میں چرخہ کات کر مسلمانوں کو مدد دی تھی۔ وہ تیر اٹھا کر لاتی اور ستو پلاتی تھیں۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے سات غزوات میں صحابہ کے لیے کھانا پکایا تھا غواث اور امارت وغیرہ کی جنگوں میں جو خلافت فاروقی میں ہوئیں۔ عورتوں اور بچوں نے گورکنی کی خدمت انجام دی تھی اور جنگ یرموک میں جب مسلمانوں کا میمنہ ہٹتے ہٹتے حرم کے خیمہ گاہ تک آ گیا تو ہند اور خولہ وغیرہ نے پرجوش اشعار پڑھ کر لوگوں کو غیرت دلائی تھی۔ اشاعت اسلام بھی مذہب کی ایک بڑی خدمت ہے۔ اور صحابیات نے اس سلسلے میں خاص کوششیں کی ہیں۔

چنانچہ حضرت فاطمہ بنت خطاب کی دعوت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ ام سلیم کی ترغیب سے ابوطلحہ نے آستانۂ اسلام پر سر جھکایا تھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی ام حکیم کے سمجھانے پر مسلمان ہوئے تھے اور ام شریک دوسیہ کی وجہ سے قریش کی عورتوں میں اسلام پھیلا تھا جو نہایت مخفی طور پر اس خدمت کو انجام دیتی تھیں۔ اسلام کی حفاظت بھی ایک اہم کام ہے اور متعدد صحابیات میں سب سے زیادہ اس خدمت کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ادا کیا ہے۔ ۳۵ھ میں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور نظام مذہب درہم برہم ہو گیا تو انہوں نے اصلاح کی آواز بلند کی جس پر مکہ اور بصرہ کے لوگوں نے لبیک کہا۔

چنانچہ حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، ام ورقہ بن عبداللہ اور سعدہ بن قمامہ رضی اللہ عنہن عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں اور اذان دیتی تھیں عورت کی اقتدا عورت کے پیچھے درست ہے۔

سیاسی کارنامے

صحابیات نے متعدد سیاسی خدمتیں بھی انجام دی ہیں، چنانچہ حضرت شفاء بنت عبداللہ اس درجہ صائب الرائے تھیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی تحسین کرتے اور ان سے مشورہ لیتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بسا اوقات بازار کا انتظام بھی ان کے سپرد کیا ہے۔

ہجرت سے قبل جب قریش نے کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرنا چاہا تو رفیقہ بنت صیفی نے جو عبدالمطلب کی بھتیجی تھیں سرور عالم ﷺ کو اس ارادہ کی اطلاع دی تھی۔

چنانچہ آپ خواب گاہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

عورت کے سیاسی اختیارات اس قدر وسیع ہیں کہ وہ دشمنوں کو پناہ دے سکتی ہے اور امام اس کے امان کو برقرار رکھ سکتا ہے۔

سنن ابی داؤد میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے زمانہ میں ام ہانی نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں ایک مشرک کو پناہ دی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ((قد اجرنا من اجرت و امنا من امنت .)) ''تم نے جس کو پناہ یا امان دی ہم نے بھی اس کو پناہ اور امان دی''۔

علمی کارنامے

اسلامی علوم یعنی قرأت: تفسیر، حدیث، فقہ، اور فرائض میں متعدد صحابیات کمال رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ' حفصہ' ام سلمہ اور ام ورقہ رضی اللہ عنہن نے پورا قرآن حفظ کیا تھا۔ ہند بنت اسید' ام ہشام بنت حارثہ' رائطہ حیان اور ام سعد بنت سعد ابن ربیع بعض حصوں پاروں کی حافظہ تھیں۔ ام سعد قرآن مجید کا درس دیتی تھیں۔

تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص کمال تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم کے آخر میں ان کی تفسیر کا معتد بہ حصہ منقول ہے۔

حدیث میں ازواج مطہرات عموماً اور حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن خصوصاً تمام صحابیات سے ممتاز تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات ۲۲۱۰ ہیں اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ۳۷۸ حدیثیں روایت کیں ہیں اور ان کے علاوہ ام عطیہ اور اسماء بنت ابوبکر' ام ہانی اور فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہن بھی کثیر الروایت گزری ہیں۔

فقہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فتاوے اس قدر ہیں کہ متعدد ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاوے سے ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔

حضرت صفیہ' حفصہ ' ام حبیبہ' جویریہ' میمونہ فاطمہ زہرا' ام شریک' ام عطیہ' اسماء بنت ابی بکر' لیلیٰ بنت قائف' خولہ بنت تویت' ام الدرداء' عاتکہ بنت زید' سہلہ بنت سہیل' فاطمہ بنت قیس زینب بنت ابوسلمہ' ام ایمن' ام یوسف' ام سلمہ رضی اللہ عنہن کے فتاوے ایک مختصر رسالہ میں جمع کیے جا سکتے ہیں۔

فرائض میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص مہارت تھی اور بڑے بڑے صحابہ ان سے فرائض سے متعلق مسائل دریافت کرتے تھے۔

اسلامی علوم کے علاوہ اور علوم میں بھی صحابیات دستگاہ رکھتی تھیں، مثلاً: علم اسرار میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پوری واقفیت تھی خطابت میں اسماء بنت سکن رضی اللہ عنہا کا خاص شہرہ تھا۔ تعبیر میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا مشہور تھیں۔

طب اور جراحی میں رفیدہ' اسلمیہ' ام مطاع' ام کبشہ' حمنہ بنت جحش' معاذہ' لیلیٰ' امیمہ' ام زیاد' ربیع بنت معوذ' ام عطیہ' ام سلیم رضی اللہ عنہن کو بہت زیادہ مہارت تھی۔ رفیدہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ جو کہ جراح خانہ بھی تھا، مسجد نبوی کے پاس تھا۔

شاعری میں خنساء' سعدیٰ' صفیہ' عاتکہ' امامہ مریدیہ' ہند بنت حارث' زینب بنت عوام اروی' عاتکہ بن زید' ہند بنت اثاثہ' ام ایمن' قتیلہ عبدربہ' کبشہ بنت رافع' میمونہ بلویہ' نعم اور رقیہ رضی اللہ عنہن زیادہ نامور ہیں۔ خنساء کا جواب آج تک عورتوں میں نہیں پیدا ہوا اور ان کا دیوان چھپ گیا ہے۔

عملی کارنامے

اس سے مراد صنعت و حرفت ہے جس میں حیاکت' فلاحت' کتابت' تجارت اور خیاطت وغیرہ داخل ہیں۔

اسد الغابہ اور مسند احمد بن حنبل کی متعدد روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابیات عموماً کپڑا بنایا کرتی تھیں جو ان کو اوران کی اولاد کو کافی ہوتا تھا۔ کاشتکاری تمام صحابیات نہیں کرتی تھیں بلکہ وہ مدینہ یا دیگر سرسبز مقامات کے باشندوں کے ساتھ مخصوص تھی مدینہ میں عموماً انصار کی عورتیں کاشتکاری کرتی تھیں مہاجر عورتوں میں حضرت اسماء کا بھی یہی مشغلہ تھا۔

لکھنا بہت سی صحابیات جانتی تھیں۔ چنانچہ شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کو اس میں خاص طور پر شہرت حاصل ہے جنہوں نے ایام جاہلیت ہی میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ شفاء کے علاوہ حضرت حفصہ، ام کلثوم بنت عقبہ اور کریمہ بنت المقداد رضی اللہ عنہن بھی لکھنا جانتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اورام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اگرچہ پڑھنا آتا تھا لیکن لکھنا نہیں آتا تھا۔

صحابیات میں بعض عورتیں تجارت بھی کرتی تھیں، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت نہایت وسیع پیمانہ پر شام سے تھی، خولہ، ملیکہ، ثقفیہ اور بنت مخربہ رضی اللہ عنہن عطر کی تجارت کیا کرتی تھیں۔

سینا عام تھا۔ چنانچہ فاطمہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کے حالات سے اس کا پتا چلتا ہے۔

ازواج مطہرات میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا لحن کے ساتھ قرآن پڑھتی تھیں اور خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں۔

ان صنعتوں کے علاوہ بعض صحابیات اور کام جانتی تھیں، مثلاً: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طائف کی کھالیں درست کرتی تھیں اور ان کو دباغت دیتی تھیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی دستکار تھیں۔ (ملخص سیر الصحابیات)

٣٩٤١۔ وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَأُدَاوِي الْجَرْحٰى وَأَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٩٤١۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں ساتھ رہی مجاہدین اسلام کے ڈیروں میں ان کے جہاد میں چلے جانے کے بعد میں رہتی تھی ان کے لیے کھانا تیار کرتی اور ان کے زخمیوں کی دوا کرتی اور بیماروں کی خبر گیری کرتی تھی۔ (مسلم)

توضیح: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا مشہور صحابیہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات لڑائیوں میں شریک تھیں اور مجاہدین کے اسباب کی نگرانی اور ان کے لیے کھانا پکاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی بھی کرتی تھیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس نیت سے عورتوں کو جہاد میں لے جانا جائز ہے۔

٣٩٤٢۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٣٩٤٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی جہاد میں اگر دشمن کی کوئی عورت یا کوئی نابالغ بچہ یا بڈھا، اندھا، لولا۔ لنگڑا یا پاگل اور دیوانہ سامنے آ جائے تو انہیں قتل نہیں کرنا چاہیے، البتہ اگر کوئی عورت سپہ سالار اور جنرل کی حیثیت سے لڑ رہی ہے تو اسے قتل کرنا جائز ہے۔

٣٩٤٣۔ وَعَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ

٣٩٤٣۔ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٣٩٤١۔ صحيح مسلم كتاب الجهاد باب والسير باب النساء الغازيات ١٨١٢، ٤٦٩٠.

٣٩٤٢۔ صحيح بخارى كتاب الجهاد باب قتل الصبيان ٣٠١٥۔ مسلم كتاب الجهاد والسير باب تحريم قتل النساء ١٧٤٤، ٤٥٤٨.

٣٩٤٣۔ صحيح بخارى كتاب الجهاد باب اهل الدار ٣٠١٢۔ مسلم كتاب الجهاد باب جواز قتل النساء ١٧٤٥، ٤٥٤٩.

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَهْلِ الدِّيَارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيْهِمْ قَالَ ((هُمْ مِنْهُمْ)) وَفِي رِوَايَةٍ ((هُمْ مِنْ بَائِهِمْ.)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

سے مشرکوں کے شب خون کے بارے میں دریافت کیا گیا، یعنی اگر رات کے وقت مشرکوں سے لڑائی ہو اور اثنائے جنگ کی بے خبری میں کوئی عورت ماری جائے یا کوئی بچہ مارا جائے تو کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے باپوں کے تابع ہیں، یعنی اگر بے خبری میں مسلمانوں کی تلوار سے مارے گئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

٣٩٤٤۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَحَرَّقَ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانٌ وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ۔ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ وَفِي ذٰلِكَ نَزَلَتْ ﴿أَقَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ﴾۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۹۴۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کی کھجوروں کے درختوں کو کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا انہی کے بارے میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا تھا: ''بنی لوی کے سرداروں پر آسان ہو گیا اور بویرہ باغ کا جلانا جس کے شعلے بھڑک رہے تھے''۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: ''جن درختوں کو تم نے کاٹ ڈالا یا ان کو اپنے جگہوں پر کھڑا چھوڑ دیا تو یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوا۔'' (بخاری ومسلم)

توضیح: غزوہ بنونضیر کا مختصر واقعہ یہ ہے جس کو ہم سیرت النبی ؐ سے نقل کر رہے ہیں۔ حضرت عمر بن امیہ نے قبیلۂ عامر کے جو دو آدمی قتل کر دیے تھے اور جن کا خون بہا اب تک واجب الاداء تھا اور جس کا ایک حصہ معاہدہ کے رو سے یہود بنونضیر پر واجب الاداء تھا، اس کے مطالبہ کے لیے آنحضرت ﷺ بنونضیر کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے قبول کیا لیکن در پردہ یہ سازش کی کہ ایک شخص چپکے سے بالا خانہ پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ پر پتھر گرا دے اتفاق سے اس وقت آپ بالا خانہ کی دیوار کے سایہ میں کھڑے تھے۔ عمرو بن حجاش ایک یہودی اس ارادہ سے چھت پر چڑھا آپ کو اس کے ارادہ کا حال معلوم ہو گیا تو آپ فوراً مدینہ واپس چلے آئے۔ بات یہ تھی کہ قریش نے بنو نضیر کو کہلا بھیجا تھا کہ محمد ﷺ کو قتل کر دو۔ ورنہ ہم خود آ کر تمہارا استیصال کر دیں گے بنونضیر پہلے سے اسلام کے دشمن تھے قریش کے پیغام نے ان کو اور زیادہ آمادہ کیا بنونضیر نے آنحضرت ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ تیس آدمیوں کو لے کر آئیں ہم بھی اپنے احبار لے کر آئیں گے آپ کا کلام سن کر اگر ہمارے احبار آپ کی تصدیق کریں گے تو ہم کو بھی کچھ عذر نہ ہوگا۔ چونکہ وہ بغاوت کی تیاری کر چکے تھے آپ نے کہلا بھیجا کہ جب تک تم ایک معاہدہ نہ لکھ دو۔ میں تم پر اعتماد نہیں کر سکتا لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوئے۔ آپ یہود بنی قریظہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے تجدید معاہدہ کی درخواست کی انہوں نے تعمیل کی بنونضیر کے لیے یہ نظیر موجود تھی کہ ان کے برادرانِ دینی نے معاہدہ لکھ دیا ہے لیکن وہ کسی طرح معاہدہ کرنے پر راضی نہ ہوئے بالآخر انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ تین آدمی لے کر آئیں ہم بھی تین عالم ساتھ لے کر آتے ہیں یہ علماء اگر آپ پر ایمان لائیں تو ہم بھی لائیں گے آپ نے منظور فرمایا لیکن راہ میں آپ کو ایک صحیح ذریعہ سے معلوم ہوا کہ یہود تلواریں باندھ کر تیار ہیں کہ جب آپ تشریف لائیں تو آپ کو قتل کر دیں۔

بنونضیر کی سرکشی کے مختلف اسباب تھے وہ نہایت مضبوط قلعوں میں پناہ گزیں تھے جن کا فتح کرنا آسان نہ تھا اس کے ساتھ عبداللہ بن ابی نے کہلا بھیجا تھا کہ تم اطاعت نہ کرنا بنوقریظہ تمہارا ساتھ دیں گے اور میں دو ہزار آدمی لے کر تمہاری اعانت کو آؤں گا۔ قرآن مجید میں ہے:

٣٩٤٤۔ صحيح بخاری كتاب المغازی باب حديث بنی النضير ٤٠٣١، ٤٠٣٢۔ مسلم كتاب الجهاد والسير باب جواز قطع اشجار الكفار ١٧٤٦، ٤٥٥٣.

﴿اَلَمْ تَرَاِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلاَ نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ﴾ (سورئہ حشر)

''کیا تم نے دیکھا کہ منافق اپنے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ تم نکلو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور ہم تمہارے بارے میں کسی کا کہنا نہ مانیں گے اور اگر تم سے کوئی لڑا تو ہم بھی تمہاری مدد کو آئیں گے۔''

لیکن بنونضیر کے تمام خیالات غلط نکلے بنوقریظہ نے ان کا ساتھ نہیں دیا اور منافق علانیہ اسلام کے مقابلہ میں نہیں آسکتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے پندرہ دن تک ان کا محاصرہ کیا قلعہ کے گرد جوان کے نخلستان تھے ان کے چند درخت کٹوادیئے۔ سہیلی نے روض الانف میں لکھا ہے کہ سب نخلستان نہیں کاٹا گیا بلکہ صرف لینۃ جو ایک خاص قسم کی کھجور ہے اور عرب کی عام خوراک نہیں ہے۔ اس کے درخت کٹوا دیے گئے تھے۔

قرآن مجید میں بھی اس کا تذکرہ آیا ہے:

﴿ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله و ليجزى الفاسقين○﴾

(سورہ حشر)

''تم نے لینہ کے جو درخت کٹوائے اور جس قدر قائم رہنے دیے سب خدا کے حکم سے تھا تاکہ خدا فاسقوں کو رسوا کرے۔''

ممکن ہے کہ درختوں کے جھنڈ سے کمین گاہ کا کام لیا جاتا ہو، اس لیے وہ صاف کرادے گئے کہ محاصرہ میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔ بالآخر بنو نضیر اس شرط پر راضی ہوئے کہ جس قدر مال واسباب اونٹوں پر لے جاسکیں لے جائیں۔ اور مدینہ سے باہر نکل جائیں'۔ چنانچہ سب گھروں کو چھوڑ چھوڑ کر نکل گئے ان میں سے معزز روٴسا، مثلاً: سلام بن ابی الحقیق' کنانہ بن الربیع' حیی بن اخطب خیبر چلے گئے وہاں لوگوں نے ان کا اس قدر احترام کیا کہ خیبر کا رئیس تسلیم کرلیا اس واقعہ کو اس غرض سے یاد رکھنا چاہیے کہ یہ غزوہ خیبر کی داستان کا دیباچہ ہے۔ بنونضیر اگرچہ وطن چھوڑ کر نکلے لیکن اس شان سے نکلے کہ جشن کا دھوکا ہوتا تھا۔ اونٹوں پر سوار تھے ساتھ ساتھ باجا بجتا جاتا تھا۔ مطربہ عورتیں دف بجاتی اور گاتی تھیں۔ عروہ بن ابورعیسیٰ مشہور شاعر کی بیوی کو یہود نے خرید لیا تھا۔ وہ بھی ساتھ ساتھ تھی' اہل مدینہ کا بیان ہے کہ اس سروسامان کی سواری کبھی ان کی نظر سے نہیں گزری تھی۔ ہتھیاروں کا ذخیرہ جو ان لوگوں نے چھوڑا اس میں پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں تھیں۔ ان کے جانے کے بعد یہ جھگڑا پیش آیا کہ انصار کی اولاد جنہوں نے یہودی مذہب اختیار کرلیا تھا اور یہودی ان کو اتحاد مذہب کی وجہ سے ساتھ لے جاتے تھے انصار کی اولاد جنہوں نے یہودی مذہب اختیار کرلیا تھا اور یہودی ان کو اتحاد مذہب کی وجہ سے ساتھ لے جاتے تھے انصار نے ان کو روک لیا کہ ہم ان کو نہیں جانے دیں گے اس پر قرآن مجید کی یہ آیت اتری، لا اکراہ فی الدین۔ یعنی مذہب میں زبردستی نہیں ہے۔

ابوداوٴد نے کتاب الجهاد باب فى الاسير يكره على الاسلام کے عنوان کے نیچے اس واقعہ کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

٣٩٤٥۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْنٍؒ اَنَّ نَافِعًا كَتَبَ إِلَيْهِ يُخْبِرُهُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَغَارَ عَلٰى بَنِى الْمُصْطَلِقِ غَارِّيْنَ فِىْ نِعَمِهِمْ

۳۹۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نافع نے ان کے پاس خط لکھا جس میں اس کو اس بات کی خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے بنی المصطلق قبیلہ پر غارت ڈالی اس

٣٩٤٥۔ صحيح بخارى كتاب العتق باب من ملك من العرب رفيقاً ٢٥٤١۔ مسلم كتاب الجهاد والسير باب جواز الاغارة على الكفار ١٧٣٠، ٤٥١٩.

بِالْمُرَیْسِیْعِ فَقَتَلَ الْمُقَاتِلَةَ سَبٰی لِذُرِّیَّةَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

حال میں کہ وہ غافل تھے اپنی مویشیوں میں مریسیع مقام میں لڑاکوؤں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرلیا گیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: مریسیع ایک مقام کا نام ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان میں واقع ہے اس جگہ بنی المصطلق قبیلے کا پانی تھا اس جگہ وہ اپنے جانوروں کو چرا رہے تھے یہ لوگ مسلمانوں کے سخت دشمن تھے ان لوگوں سے آپ نے جنگ کی اور فتح یابی حاصل کی، جنگجو لوگوں کو قتل کیا اور عورتوں بچوں کو قیدی بنالیا۔

٣٩٤٦۔ وَعَنْ أَبِیْ أَسَیْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَنَا یَوْمَ بَدْرٍ حِیْنَ صَفَفْنَا لِقُرَیْشٍ وَصَفُّوا لَنَا إِذَا اكْثَبُوكُمْ ((فَعَلَیْكُمْ بِالنَّبْلِ)) وَفِیْ رِوَایَةٍ ((إِذَا اكْثَبُوكُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَحَدِیْثُ سَعْدٍ هَلْ تَنْصُرُوْنَ سَنَذْكُرُ فِیْ بَابِ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ وَحَدِیْثُ الْبَرَاءِ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا فِیْ بَابِ الْمُعْجِزَاتِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

٣٩٤٦۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے موقع پر جب ہم لوگوں نے قریش کے مقابلہ میں صف بندی کر لی اور ان لوگوں نے ہمارے مقابلے میں صف باندھی تو رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا: جب یہ مشرکین تمہارے قریب پہنچ جائیں تو تم ان کو تیروں سے مارنا اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ تمہارے قریب آ جائیں تو تم تیراندازی کرنا اور اپنے تیروں کو باقی رکھنا۔ (بخاری) اور حضرت سعد کی حدیث هل تنصرون. والی حدیث کو آئندہ پھر باب فضل الفقراء میں بیان کریں گے اور حضرت براء کی حدیث بعث رسول اللہ ﷺ رھطا کو باب المعجزات میں ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

توضیح: یعنی جنگ کے وقت میں دور سے تیر مت مارنا بلکہ جب قریب پہنچ جائیں تب تیراندازی کرنا۔ اور فضول اپنے تیروں کو مت پھینکنا ورنہ ختم ہو جانے کے بعد تم نہتے ہو جاؤ گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

٣٩٤٧۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ عَبَّانَا النَّبِیُّ ﷺ بِبَدْرٍ لَیْلاً۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

٣٩٤٧۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ نے ہم کو تیار کیا، یعنی لشکر کو جنگ کے لیے مرتب کیا اپنے اپنے مقام پر جمایا عرب لوگ کہتے ہیں عبت جیشا میں لشکر کو تیار کیا۔ (ترمذی) تیعیہ کے معنی لڑائی کے لیے سپاہیوں کو صف بندی کے لیے تیار کرنا۔

٣٩٤٨۔ وَعَنِ الْمُهَلَّبِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنْ بَیَّتَكُمُ الْعَدُوُّ فَلْیَكُنْ شِعَارُكُمْ حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَأَبُوْدَاوُدَ

٣٩٤٨۔ حضرت مہلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر رات کے وقت دشمن تمہارے اوپر حملہ کریں تو تمہاری علامت حم لا ینصرون ہونا چاہیے۔ (ترمذی وابوداؤد)

توضیح: یعنی رات کی لڑائی میں مسلمان کافر کی تمیز نہیں رہتی ہے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ جنگ کے دوران حم لا تنصرون

٣٩٤٦۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب التحریض علی الرمی ٢٩٠٠، ٣٩٨٤.

٣٩٤٧۔ اسناده ضعیف۔ سنن الترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی الصف ١٦٧٧۔ محمد بن حمید ضعیف اور محمد بن اسحاق مدلس راوی ہے۔

٣٩٤٨۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الرجل ینادی بالشعار ٢٥٩٧۔ ترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی الشعار ١٦٨٢.

کہتے رہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس کا کہنے والا مسلمان ہے، یعنی مسلمان ہونے کی نشانی ہے تاکہ دوسرا مسلمان اس کو نہ مار سکے یہ جنگ خندق کے موقع پر یہی شعار و نشانی بتائی تھی اور دوسرے موقع پر اور لفظ آپ نے فرمایا تھا جیسے کہ نیچے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

۳۹۴۹۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ شِعَارُ الْمُهَاجِرِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ وَشِعَارُ الأَنْصَارِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

۳۹۴۹۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجرین کی علامت عبداللہ تھی اور انصار کی نشانی عبدالرحمٰن۔ (ابوداؤد) یعنی کسی اور لڑائی کے موقع پر انصار مہاجرین کی شناخت عبداللہ وعبدالرحمٰن تھی۔

۳۹۵۰۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ زَمَنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَيَّتْنَاهُمْ نَقْتُلُهُمْ وَكَانَ شِعَارُنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ أَمِتْ أَمِتْ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ۔

۳۹۵۰۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی میں شریک رہا تو رات میں ہم نے کافروں پر حملہ کیا اور ان کو قتل کرنے لگے اس رات کی نشانی ہماری أَمِتْ أَمِتْ تھی، یعنی اے خدائے تعالیٰ! تو دشمنوں کو مار۔ (ابوداؤد)

۳۹۵۱۔ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَكْرَهُوْنَ الصَّوْتَ عِنْدَ الْقِتَالِ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

۳۹۵۱۔ حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لڑائی کے وقت صحابہ کرام آواز بلند کرنے اور شور وغل کرنے کو برا جانتے تھے، یعنی نہایت خاموشی سے جنگ کرتی تھے شور وغل نہیں کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

۳۹۵۲۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اقْتُلُوا شُيُوْخَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاسْتَحْيُوا شَرْخَهُمْ أَيْ صِبْيَانَهُمْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ

۳۹۵۲۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑی عمر والے مشرکوں ں کو جنگ میں مار ڈالو اور چھوٹی عمر والے نابالغ بچوں کو زندہ چھوڑ دو۔ (ترمذی وابوداؤد)

توضیح: شیوخ سے یا تو طاقت ور جوان مراد ہیں یا بڑی عمر والے جو جنگ کرنے پر طاقت رکھتے ہیں اور وہ لڑ رہے ہوں تو ایسے بڑی عمر والوں کو قتل کرنا لڑائی میں جائز ہے، البتہ بہت بڈھے کمزور کو مارنا درست نہیں ہے۔

۳۹۵۳۔ وَعَنْ عُرْوَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَنِيْ أُسَامَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ عَهِدَ إِلَيْنَا قَالَ أَغِرْ عَلَى أُبْنَا صِبَاحًا وَحَرِّقْ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ

۳۹۵۳۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ تاکیدی حکم دیا تھا کہ ابنا قبیلے پر صبح کے وقت غارت ڈالنا اور ان کو جلا دینا۔ (ابوداؤد)

توضیح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجتے وقت یہ تاکیدی حکم دیا تھا کہ ''ابنا'' والوں پر جو شام میں ایک جگہ کا نام ہے صبح کے وقت حملہ کرنا اور ان کے کھیتوں کو اور باغوں کو جلا دینا۔

۳۹۵۴۔ وَعَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

۳۹۵۴۔ حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ

۳۹۴۹۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب ما فی الرجل ينادی بالشعار ۲۵۹۵۔ حجاج بن ارطاۃ ضعیف ومدلس ہے۔

۳۹۵۰۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی البيات ۲۶۳۸۔

۳۹۵۱۔ اسناده حسن سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فيما يؤمر به من الصمت ۲۶۵۶۔

۳۹۵۲۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی قتل النساء ۲۶۷۰۔ ترمذی كتاب السير باب ما جاء فی النزول على الحكم ۱۵۸۳۔ حجاج بن ارطاۃ ضعیف ومدلس راوی ہے۔

۳۹۵۳۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی الحرق فی بلادالعدو ۲۶۱۶۔ ابن ماجه ۲۸۴۳۔ صالح بن ابی الاخضر ضعیف راوی ہے۔

۳۹۵۴۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی سل السيوف ۲۶۶۴۔ اسحاق بن نجیح مجہول اور مالک بن حمزۃ مستور ہے۔

اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ بَدْرٍ ((إِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَارْمُوْھُمْ وَلاَ تَسُلُّوا السُّیُوْفَ حَتّٰی یَغْشُوْکُمْ))۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

بدر کے دن یہ فرمایا تھا کہ جب مشرک تمہارے قریب آ جائیں تو تم ان کو تیر مارنا اور تلوار نہ چلانا یہاں تک کہ وہ تمہارے بہت ہی قریب آ جائیں اور تم کو گھیر لیں۔ (ابوداؤد)

۳۹۵۵۔ وَعَنْ رِبَاحِ بْنِ الرَّبِیْعِ رضی اللہ عنہ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ غَزْوَۃٍ فَرَأَی النَّاسَ مُجْتَمِعِیْنَ عَلٰی شَیْءٍ فَبَعَثَ رَجُلاً فَقَالَ ((انْظُرْ عَلٰی مَا اجْتَمَعَ ھٰؤُلَآءِ)) فَجَآءَ عَلَی الْمَرْأَۃِ قَتِیْلٍ فَقَالَ مَا کَانَتْ ھٰذِہٖ لِتُقَاتِلَ وَعَلَی الْمُقَدَّمَۃِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ فَبَعَثَ رَجُلاً فَقَالَ قُلْ لِخَالِدٍ لاَ تَقْتُلَ امْرَأَۃً وَلاَ عَسِیْفًا۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗد

۳۹۵۵۔ حضرت رباح بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں تھے کہ آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک جگہ کسی چیز پر جمع ہیں آپ نے ایک آدمی کو بھیج کر فرمایا: دیکھو کسی چیز پر لوگ جمع ہیں اس نے واپس آ کر بیان کیا کہ ایک عورت قتل کر دی گئی ہے جس کی لاش پر لوگ جمع ہیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا: یہ عورت لڑنے والی تو نہیں تھی تو اس کو کیوں قتل کیا گیا اس فوج کے اگلے حصے پر حضرت خالد بن ولید افسر تھے تو ایک آدمی کو بھیج کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا: کسی عورت کو قتل نہ کیا جائے اور نہ اس مزدور نوکر کو قتل کیا جائے جو لڑائی نہ کرتا ہو۔ (ابوداؤد)

۳۹۵۶۔ وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ((انْطَلِقُوْا بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ لاَ تَقْتُلُوْا شَیْخًا فَانِیًا لاَ تَقْتُلُوْا صَغِیْرًا وَلاَ امْرَأَۃً وَلاَ تَغُلُّوْا وَضُمُّوْا نَائِمَکُمْ وَأَصْلِحُوْا وَأَحْسِنُوْا فَإِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ))۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

۳۹۵۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجاہدین اسلام کو جہاد میں جاتے وقت یہ فرمایا کرتے تھے کہ تم اللہ کے نام کے ساتھ جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی تائید اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر جنگ کرو اور جنگ میں کسی بوڑھے کمزور کو نہ مارنا اور نہ چھوٹے بچے کو اور نہ کسی عورت کو اور نہ غنیمت کے مال میں سے خیانت نہ کرنا سب غنیمت کے مال کو اکٹھا جمع کرنا اور آپس میں صلح رکھنا اور احسان کرنا اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو اپنا دوست بنالیتا ہے۔ (ابوداؤد)

۳۹۵۷۔ وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ بَدْرٍ تَقَدَّمَ عُتْبَۃُ بْنُ رَبِیْعَۃَ وَتَبِعَہُ ابْنُہٗ وَأَخُوْہُ فَنَادٰی مَنْ یُبَارِزُ فَانْتَدَبَ لَہٗ شَبَابٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ مَنْ أَنْتُمْ فَأَخْبَرُوْہُ فَقَالَ لاَ حَاجَۃَ لَنَا فِیْکُمْ إِنَّمَا أَرَدْنَانِیْ عَمِّنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قُمْ یَا حَمْزَۃُ قُمْ یَا عَلِیُّ قُمْ یَا عُبَیْدَۃَ بْنَ الْحَارِثِ فَأَقْبَلَ حَمْزَۃُ إِلٰی عُتْبَۃَ وَأَقْبَلْتُ إِلٰی شَیْبَۃَ وَاخْتَلَفَ بَیْنَ عُبَیْدَۃَ وَالْوَلِیْدِ ضَرْبَتَانِ فَأَثْخَنَ

۳۹۵۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن مشرکین کے لشکر میں سے عتبہ بن ربیعہ آگے بڑھا اور اس کا بیٹا ولید بن عتبہ اس کے پیچھے رہا اور اس کا بھائی شیبہ اور اس نے للکار کر یہ کہا کہ ہم سے کون لڑنا چاہتا ہے وہ ہمارے مقابلے میں نکلے۔ تو انصار میں سے کئی نوجوان انصاری اس کے مقابلے میں آئے تو اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ یعنی انصار ہو یا مہاجر انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ انصاری ہیں اس نے کہا کہ ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے ہم تو اپنے چچا زاد بھائیوں سے، یعنی قریش و مہاجرین سے لڑنا چاہتے ہیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حمزہ! تم کھڑے ہو جاؤ اور اے علی

۳۹۵۵۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی قتل النساء ۲۶۶۹۔

۳۹۵۶۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی دعاء المشرکین ۲۶۱۴۔ خالد بن الغز ضعیف راوی ہے۔

۳۹۵۷۔ اسنادہ ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی المبارزہ ۲۶۶۵۔ مسند احمد ۱/ ۱۱۷۔ ابو اسحاق السبیعی مدلس راوی ہے۔

كُلُّ وَاحِدٍ مِنهُمَا صَاحِبَهُ ثُمَّ مِلْنَا عَلَى الْوَلِيْدِ فَقَتَلْنَاهُ وَاحْتَمَلْنَا عُبَيْدَةَ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوِدَ

تم کھڑے ہو جاؤ اور اے عبیدہ بن حارث تم کھڑے ہو جاؤ یعنی ان تینوں مہاجرین قریشی کو سب سے پہلے ان تینوں کے مقابلے کے لیے بھیجا، چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ' عتبہ بن ربیعہ کے مقابلے میں گئے اور اس کو فی النار وسقر کیا اور میں، یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ شیبہ کے مقابلے میں آیا اس کو مارڈالا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ولید کے درمیان میں سخت جھڑپیں ہوتی رہیں اور ان کا آپس میں سخت مقابلہ ہوتا رہا اور ایک نے دوسرے کو زخمی بھی کرڈالا۔ مگر کوئی مرا نہیں ہم ولید پر ٹوٹ پڑے اور اس کو مار گرایا چونکہ عبیدہ سخت زخمی ہو گئے تھے اس لیے ہم ان کو میدان جنگ سے اٹھا لائے۔ (احمد' ابوداؤد)

۳۹۵۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَرِيَّةٍ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً فَأَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاخْتَفَيْنَا بِهَا وَقُلْنَا هَلَكْنَا ثُمَّ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ الْفِرَارُوْنَ قَالَ ((بَلْ أَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ وَأَنَا فِئَتُكُمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ دَاوُدَ نَحْوَهُ وَقَالَ ((بَلْ أَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ قَالَ)) فَدَنَوْنَا فَقَبَّلْنَا يَدَهُ فَقَالَ۔ ((أَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِيْنَ)) وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ يَسْتَفْتِحُ وَحَدِيْثَ أَبِي الدَّرْدَاءَ ابْغُوْنِيْ فِيْ ضُعَفَائِكُمْ فِيْ بَابِ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالَى

۳۹۵۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک لشکر میں جہاد کے لیے بھیجا چونکہ دشمن زیادہ تعداد میں تھے اور ہم لوگ تھوڑے تھے تو دشمن کی زیادہ تعداد دیکھ کر لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ہم لوگ مدینے میں پہنچ کر شرم کی وجہ سے چھپ گئے اور کہنے لگے کہ لڑائی سے بھاگ کر ہم لوگ برباد ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم لوگ بھگیڑو ہو گئے، یعنی لڑائی سے بھاگ آئے ہیں آپ نے ہماری ہمت افزائی کے لیے فرمایا: تم لوگ بھاگنے والے نہیں ہو بلکہ دوبارہ حملہ کرنے والے ہو اور میں تمہارے ساتھ شامل ہوں۔ (ترمذی) اور ابوداؤد کی روایت میں اس طرح سے ہے کہ تم لوگ بھاگنے والے نہیں ہو بلکہ پیترہ بازی کرنے والے ہو، پھر ہم آپ کے قریب ہوئے اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا، پھر آپ نے فرمایا: میں مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ہوں اور ان کا معین و مددگار ہوں۔ ان شاء اللہ امیہ بن عبداللہ کی حدیث کان یستفتح اور حضرت ابوالدرداء کی حدیث ابغونی فی ضعفاتکم کو باب فصل الفقراء میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

توضیح: عکار کے معنی حملہ آور کے ہیں، یعنی دشمن کے مقابلہ میں ہونے کے بعد کسی خاص مصلحت سے پشت پھیر کر بھاگ کھڑا ہونا، پھر موقع پا کر دوبارہ حملہ آور ہونا اس طرح کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۳۹۵۹۔ عَنْ ثَوْبَانَ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَصَبَ الْمَنْجَنِيْقَ عَلَى أَهْلِ الطَّائِفِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلاً

۳۹۵۹۔ حضرت ثوبان بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف والوں کے لیے منجنیق کھڑی کی تھی۔ (ترمذی)

توضیح: منجنیق ایک آلہ ہے جس میں اگلے زمانے میں پتھر رکھ کر دشمن پر مارا کرتے تھے جس کو فلاخن، ڈھیلی اور گوبھن کہتے ہیں۔

۳۹۵۸۔ اسناده ضعیف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی التولی یوم الزحف ۲٦٤٧۔ ترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی الفرار من الزحف ۱۷۱٦۔ یزید بن ابی زیاد ضعیف راوی ہے۔

۳۹۵۹۔ اسناده ضعیف جداً۔ سنن الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی الاخذ من اللحیة ۲۷٦۲۔ عمر بن ہارون متروک راوی ہے۔

بَابُ حُكْمِ الْأُسَرَآءِ

باب قیدیوں کے احکام کے بارے میں

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ...... پہلی فصل

٣٩٦٠۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((يُقَادُوْنَ إِلَى الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٩٦٠۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر تعجب کرتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے آتے ہیں اور ایک روایت میں اس طرح ہے جو زنجیروں میں باندھ کر جنت کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ (بخاری)

توضیح: یعنی جنگ میں کافروں کو زنجیروں میں باندھ کر قیدی بنایا جاتا ہے پھر وہ اپنی خوشی سے مسلمان ہو جاتے ہیں اور اسی اسلام پر ان کا انتقال ہوتا ہے تو زنجیر میں باندھنا جنت میں داخل ہونے کا سبب بن گیا ہے تو اللہ تعالیٰ ان سے تعجب کرتا ہے کہ زنجیروں میں بندھے تھے اپنی خوشی سے اسلام لانے کی وجہ سے جنت میں داخل ہو رہے ہیں اللہ ان سے خوش ہو جاتا ہے۔

٣٩٦١۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهٖ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((اطْلُبُوْهُ اقْتُلُوْهُ فَقَتَلْتُهٗ فَنَفَّلَنِيْ سَلْبَهٗ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٦١۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکوں کا جاسوس آیا۔ آپ سفر میں تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے وہ جاسوس ان کے پاس بیٹھ کر ان کی باتیں سنتا رہا، پھر وہ واپس جانے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی تلاشی لو اور مار ڈالو، چنانچہ میں نے اس کو مار ڈالا اور آپ نے اس کا سامان مجھ کو دلایا۔ (بخاری ومسلم)

٣٩٦٢۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَوَازِنَ فَبَيْنَا نَحْنُ نَتَضَحّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذْ جَآءَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ فَأَنَاخَهٗ وَجَعَلَ يَنْظُرُ وَفِيْنَا ضَعْفَةٌ وَرِقَّةٌ مِنَ الظَّهْرِ

٣٩٦٢۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے قبیلہ ہوازن سے جنگ کی ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کر رہے تھے کہ ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اونٹ کو بٹھا کر اتر پڑا اور ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا ہم لوگوں میں بہت سے لوگ سواریوں کے نہ

٣٩٦٠۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب الاسارى فى السلاسل ٣٠١٠۔

٣٩٦١۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب الحربى اذا دخل دارالاسلام ٣٠٥١۔ مسلم كتاب الجهاد باب استحقاق القاتل سلب القتيل ١٧٥٤، ٤٥٧٢۔

٣٩٦٢۔ صحيح بخاری كتاب الجهاد باب الحربى اذا دخل دارالاسلام ٣٠٥١۔ مسلم كتاب الجهاد باب استحقاق القاتل سلب القتيل ١٧٥٤، ٤٥٧٢۔

وَبَعْضُنَا مُشَاةٌ إِذْ خَرَجَ يَشْتَدُّ بِهِ الْجَمَلُ وَخَرَجْتُ اشْتَدُّ حَتَّى أَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَأَنَخْتُهُ ثُمَّ اخْتَرَطْتُ سَيْفِيْ فَضَرَبْتُ رَأْسَ الرَّجُلِ ثُمَّ جِئْتُ بِالْجَمَلِ أَقُوْدُهُ وَعَلَيْهِ رَحْلُهُ وَسِلَاحُهُ فَاسْتَقْبَلَنِيْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ قَالُوا ابْنُ الأكْوَعِ قَالَ ((لَهُ سَلْبُهُ أَجْمَعُ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ہونے کی وجہ سے ست ہو گئے تھے اور کمزور پڑ گئے تھے اور بعض لوگ پیدل چلنے والے تھے۔ پھر وہ شخص دیکھ کر دوڑتا ہوا اپنے اونٹ کے پاس آیا اور اس پر بیٹھ کر اس کو اٹھایا، پھر وہ اونٹ نہایت تیزی سے لے چلا میں دوڑتا ہوا اس کے پیچھے آیا اور اس کے اونٹ کی مہار پکڑی اور اونٹ کو بٹھا دیا پھر اپنی تلوار کھینچ کر اس جاسوس کے سر کو اڑا دیا، پھر اونٹ کو کھینچ کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے لا کھڑا کیا اور اسی اونٹ پر اس کا سامان اور ہتھیار لدا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ اور دوسرے لوگ میرے سامنے آئے آپ نے فرمایا: اس آدمی کو کس نے قتل کیا؟ لوگوں نے کہا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس مقتول کا سارا سامان سلمہ بن اکوع کا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۳۹۶۳۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ فَجَاءَ فَجَلَسَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّيْ أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ قَالَ ((لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((بِحُكْمِ اللّٰهِ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۹۶۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بنو قریظہ والے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر اتر آئے یعنی ان کے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا۔ کیونکہ سعد بن معاذ بیماری کی وجہ سے مدینہ میں رہ گئے تھے تو سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے حاضرین انصار سے فرمایا: تم اپنے سردار سعد بن معاذ کے پاس کھڑے ہو کر ان کو سواری سے اتار لاؤ کیونکہ بیماری کی وجہ سے خود بخود سواری سے نہیں اتر سکتے، چنانچہ اتر کر آپ کے پاس آئے اور بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: یہ بنو قریظہ کے لوگ تمہارے فیصلے پر آمادہ ہو گئے ہیں اور مناسب سمجھو ان کے حق میں فیصلہ کر دو تو حضرت سعد ابن معاذ نے فرمایا: ان کے بارے میں یہی فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے جو لوگ لڑاکو ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر لیا جائے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے شاہی فیصلہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ تم نے خدائی حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: بنو قریظہ کے یہودیوں سے مصالحت تھی لیکن ان لوگوں نے بہت بڑی غداری کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا اور ایک مہینہ تک محاصرہ رہا آخر کار وہ مجبور ہو کر حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلے پر راضی ہو گئے کیونکہ حضرت سعد بن معاذؓ ان کے حلیف اور معاہد تھے اس موقعہ پر حضرت سعد موجود نہیں تھے بلکہ غزوۂ خندق میں تیر لگنے کی وجہ سے سخت زخمی ہو گئے تھے جس کی وجہ سے مدینہ ہی میں رہ گئے تھے اور مسجد نبوی کے ایک خیمہ میں مقیم تھے رسول اللہ ﷺ نے آدمی بھیج کر بلوایا اور فیصلہ ان کے حوالے کر دیا چنانچہ انہوں نے یہودیوں کے شریعت کے مطابق فیصلہ کیا اور یہ جو آپ نے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ تو اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ سواری پر آئے تھے بیمار ہونے کی وجہ سے سواری سے اتر نہیں سکتے تھے، اس لیے آپ نے انصار سے فرمایا: تم لوگ کھڑے ہو کر سواری سے اتار لو۔ یہاں قیام تعظیمی نہیں اور نہ اس واقعہ سے قیام تعظیم کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

۳۹۶۳۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب اذا نزل العدو علی حکم رجل ۳۰۴۳، ۳۸۰۴۔ مسلم کتاب الجهاد باب جواز قتال من نقض العهد ۱۷۶۹، ۴۵۹۶.

۳۹۶٤- وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَعَثَ اللهُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَیْلاً قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِیْ حَنِیْفَةَ یُقَالُ لَهُ ثُمَامَةَ بْنُ أُثَالٍ سَیِّدُ أَهْلِ الْیَمَامَةِ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِیَةٍ مِنْ سَوَارِیْ الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَیْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَاذَا عِنْدَكَ یَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِیْ یَا مُحَمَّدُ خَیْرٌ إِنْ تَقْتُلْ تُقْتَلُ ذَا دَمٍ وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلی شَاكِرٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ فَسَئَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَكَه ﷺ حَتّٰی كَانَ الْغَدُ فَقَالَ مَاعِنْدَكَ یَا ثُمَامَةُ؟ فَقَالَ عِنْدِیْ مَا قُلْتَ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلی شَاكِرٍ وَإِنْ تُقْتَلُ تَقْتُلْ ذَادَمٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ فَسَئَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَكَه رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ له مَا عِنْدَكَ یَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِیْ مَا قُلْتَ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلی شَاكِرٍ وَإِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَادَمٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ فَسَئَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فقال رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلَی نَخْلٍ قَرِیْبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ یَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلَی وَجْهِ الأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَیَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوْهِ كُلِّهَا إِلَیَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِیْنٍ أَبْغَضَ إِلَیَّ مِنْ دِیْنِكَ فَأَصْبَحَ دِیْنُكَ أَحَبَّ الدِّیْنِ إِلَیَّ وَ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضَ إِلَیَّ مِنْ بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلاَدِ كُلِّهَا إِلَیَّ وَإِنَّ خَیْلَكَ أَخَذَتْنِیْ وَأَنَا أُرِیْدُ لِعُمْرَةَ مَاذَا تَرَی فَبَشَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ یَعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ

۳۹۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کو نجد کی جانب روانہ کیا اس لشکر نے بنو حنیفہ کے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا اور مدینہ لے آئے جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا ہے اور وہ یمامہ شہر کے لوگوں کا سردار بھی تھا تو صحابہ کرام نے اس کو مسجد کے ایک ستون میں باندھ دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کے پاس تشریف لا کر دریافت فرماتے ہیں کہ ثمامہ تمہارا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا میں خیریت سے ہوں اور آسودہ حال ہوں اور سرمایہ دار بھی ہوں اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو میں اس کے لائق ہوں کہ مارا جاؤں یا یہ کہ اگر آپ مجھے قتل کریں تو میری قوم میرے خون کا بدلہ لے لے گی اور اگر احسان کریں گے تو میں اس کا شکر گزار رہوں اور اس احسان کا بدلہ میں دوں گا اور اگر جرمانے میں مال لینا چاہتے ہیں تو آپ طلب کیجیے مال آپ کو دے دیا جائے۔ گا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اسے چھوڑ کر تشریف لے گئے پھر دوسرے روز بھی یہی سوال و جواب ہوا اور تیسرے روز بھی یہی سوال و جواب کیا۔ تیسرے روز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثمامہ کو کھول دو اور آزاد کر دو۔ چنانچہ تو ان ستون سے کھول دیا گیا۔ وہ آزاد ہو کر مسجد نبوی کے باہر چلا گیا۔ مسجد کے باہر کھجوروں کا باغ تھا۔ جس میں پانی کا حوض تھا وہاں سے غسل کر کے پھر مسجد میں آیا اور کہا کہ اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کی سوا کوئی سچا معبود نہیں اور اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ خدا کی قسم! روئے زمین پر اسلام لانے سے پہلے میرے نزدیک آپ کے چہرۂ انور سے زیادہ نفرت کسی اور چیز سے نہیں تھی، یعنی سب سے زیادہ آپ میرے نزدیک مبغوض تھے اور آپ کا دین بھی سب دینوں سے زیادہ برا تھا اور آپ کا شہر بھی سب شہروں سے زیادہ برا تھا۔ لیکن مسلمان ہونے کے بعد آپ کا چہرہ انور تمام روئے زمین کے چہرے سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے اور آپ کا دین سب دینوں سے زیادہ پسندیدہ ہو گیا ہے اور آپ کا شہر سب لوگوں کے شہروں سے بہت زیادہ پسندیدہ ہو گیا ہے اور میں عمرہ ادا کرنے کے لیے کہ جا رہا تھا کہ آپ کے لشکر نے مجھے گرفتار کر لیا اب آپ فرمائیے کہ میں کیا کروں تو رسول اللہ ﷺ نے اسے خوشخبری

۳۹۶٤- صحیح بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفة ٤٣٧٢- مسلم کتاب الجهاد باب ربط الاسیر ١٧٦٤، ٤٥٨٩ .

قَالَ لَهُ قَائِلٌ أَصَبَوْتَ فَقَالَ لاَ وَلَكِنِّي أَسْلَمْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلاَ وَاللّٰهِ لاَ يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاخْتَصَرَهُ الْبُخَارِيُّ۔

دی اور عمرہ کرنے کا حکم صادر فرمایا جب وہ مکہ معظّمہ آیا تو کسی نے کہا کہ تو بددین ہوگیا اس نے کہا کہ میں بددین نہیں ہوا ہوں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا ہوں خداوند قدوس کی قسم! جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہیں دیں گے تب تک امامہ سے ایک گیہوں کا دانہ بھی نہیں تمہارے پاس آنے پائے گا۔ (مسلم) اور امام بخاریؒ نے اس کو مختصراً بیان کیا ہے۔

۳۹۶۵۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هٰؤُلَاءِ لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۹۶۵۔ حضرت جبیر بن مطعم ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا تھا اگر حضرت مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان خبیث قیدیوں کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا تو میں ان سب کو چھوڑ دیتا۔ (بخاری)

توضیح: رسول اللہ ﷺ جب طائف سے مکہ مکرمہ واپس آرہے تھے تو وہاں کے اوباشوں نے آپ کا تعاقب کیا تھا تو مطعم بن عدی نے ان شریر اوباشوں کو آپ سے ہٹایا اور ان کے شر و فساد سے آپ کو بچایا، یعنی اس نے آپ کے ساتھ احسان کیا اور آپ احسان کرنے والوں کے ساتھ ضرور احسان کرتے تھے تو آپ فرماتے ہیں کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان قیدیوں کے بارے میں سفارش کرتا تو میں اس کی سفارش منظور کرتا اور قیدیوں کو آزاد کر کے اس کے احسان کا بدلہ اتار دیتا۔

یہ جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف آپ کے رشتے دار تھے، اس لیے تالیف قلوب کے لیے آپ نے فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کا احسان

۳۹۶۶۔ وَعَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّ ثَمَانِينَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيمِ مُتَسَلِّحِينَ يُرِيدُونَ غِرَّةَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ فَأَخَذَهُمْ لَمَّا فَاسْتَحْيَاهُمْ وَفِي رِوَايَةٍ فَأَعْتَقَهُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ﴾۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۳۹۶۶۔ حضرت انس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ مکہ سے اسی مسلح آدمی کوہ تنعیم سے اتر آئے تاکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کو غفلت میں پا کر شہید کر ڈالیں لیکن مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچائی، نبی ﷺ نے ان کو زندہ چھوڑ دیا اور آزاد کر دیا، انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے مکہ کی سرزمین میں روک لیا۔ (مسلم)

توضیح: یہ آیت کریمہ سورۂ فتح کی ہے جہاں صلح حدیبیہ کا بیان ہے صلح کے ختم ہونے کے بعد مکہ والوں نے غداری کی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام واپسی کے وقت کوہ تنعیم کے دامن میں شب باشی کے لیے اتر پڑے تھے کیونکہ صلح کی وجہ سے آپ کو ہر طرح سے اطمینان ہوگیا تھا لیکن کافروں نے یہ چالاکی کی کہ جہاں کہیں راستے میں یہ غافل سو جائیں گے تو ان کو مار ڈالا جائے اس کام کے لیے کافروں نے اسی آدمیوں کو منتخب کیا اور وہ مسلح ہو کر جبل تنعیم کی طرف سے چھپ چھپاتے موقع پا کر اتر آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو

۳۹۶۵۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما من النبی ۳۱۳۹۔

۳۹۶۶۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد باب قول الله تعالىٰ ۱۸۰۸، ۴۶۷۹۔

آ گاہ کر دیا اور آپکے سپاہیوں نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے ان سے دریافت فرمایا: تم یہاں کیوں آئے تمہیں کس نے اجازت دی اور کس کی ذمہ داری پر یہاں آئے؟ یہ کچھ صحیح جواب نہ دے سکے۔ غداری کی وجہ سے یہ سب واجب القتل تھے، لیکن آپ نے چھوڑ دیا اور یہ فرمایا اس غداری کی ابتدا انہی کی طرف سے ہو۔ مسلمانوں کی طرف سے نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اگر آپ قتل کرا دیتے تو کافر آپ کو بہت بدنام کرتے اس آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے موقع پر کافروں کے ہاتھوں سے تم کو بچا لیا اور وہ تم کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے اور تمہارے ہاتھوں سے ان کو بچا لیا حالانکہ تم ان پر فتح یاب ہو گئے تھے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔

مشرکین کے مقتولین کو کنویں میں پھینکنا

٣٩٦٧۔ وَعَنْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلاً مِنْ صَنَادِيْدَ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوا فِيْ طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيْثٍ مُخْبِثٍ وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَلَمَّا قَامَ بِبَدْرِ الْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لاَ أَرْوَاحَ لَهَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لاَ يُجِيْبُوْنَ)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ قَالَ قَتَادَةُ ((أَحْيَاهُمُ اللّٰهُ حَتَّى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيْخًا وَتَصْغِيْرًا وَنِقْمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا))

٣٩٦٧۔ حضرت قتادہ ﷺ نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک ﷺ نے حضرت ابوطلحہ سے نقل کر کے یہ ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن قریش کے چوبیس لاشوں کو بدر کے کنویں میں سے ایک گندے اور ناپاک کنویں میں پھینک دینے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ وہ لاشیں اس ناپاک کنویں میں ڈال دی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب کسی قوم پر غالب آتے تو تین روز تک ان کے میدان میں ٹھہرے رہتے اسی دستور کے مطابق تین روز تک بدر میں قیام فرمایا تیسرے روز آپ نے حکم دیا کہ میری اونٹنی لائی جائے۔ چنانچہ وہ لائی گئی اور اس پر کجاوہ کسا گیا پھر آپ پیدل تشریف لے چلے اور آپ کے پیچھے پیچھے آپ کے صحابہ بھی چلے وہ یہ سمجھتے رہے کہ آپ کسی کام سے تشریف لے جا رہے ہیں آپ چلتے چلتے اس کنویں کے منڈیر پر کھڑے ہو گئے جس میں مشرکین کے سرداروں کی لاشیں تھیں تو آپ نے ان کو ان کے ناموں اور ولدیت کے ساتھ پکارنا شروع کیا کہ اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں! اب تو تم کو یہ اچھا لگتا ہوگا کہ تم اللہ و رسول کی اطاعت کرتے اور ان کا کہا مان لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ ہم کو مل گیا اور ہم نے اس کو سچا پا لیا اور تم سے خدا نے جو وعدہ کیا تھا تو کیا تم نے بھی اس کو سچا پا لیا۔ یہ سن کر حضرت عمر ﷺ نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ ایسی لاشوں سے بات کر رہے ہیں جن میں روح نہیں ہے وہ کیا سنیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے! جو میں کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سنتے، یعنی وہ بھی تمہاری طرح سن رہے ہیں لیکن وہ جواب نہیں دے پاتے۔ (بخاری و مسلم) حضرت قتادہ ﷺ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا تا کہ نبی کی اس بات کو جھڑکی و ذلت اور حسرت اور شرمندگی کے طور پر سنا دے۔ (بخاری)

٣٩٦٧۔ صحيح كتاب المغازى باب قتل ابى جهل ٣٩٧٦، ١٢٧٠۔ مسلم كتاب الجنة باب مرض مقصد الميت ٢٨٧٥، ٧٢٢٤۔

ہوازن کے قیدی واپس کرنا

۳۹۶۸۔ وَعَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ حِيْنَ جَآئَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ فَاخْتَارُوا إِحْدَى لِطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبِيَّ وَإِمَّا الْمَالَ قَالُوا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا:بَعْدُ فَإِنَّ أَخْوَانَكُمْ قَدْ جَآئَوْا تَائِبِينَ وَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُوْنَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يَفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ سُولَ للهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّا لاَ نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْهُ حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۳۹۶۸۔حضرت مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوازن قبیلے کے چند نمائندوں نے حاضر ہوکر اپنے مال اور قیدیوں کے واپسی کا مطالبہ کیا کیونکہ جنگ حنین میں قبیلہ ہوازن کی بڑی بری طرح شکست ہوگئی تھی یہ لوگ بھاگ گئے تھے اوران کے سامان کولوٹ لیا گیا تھا اوران کی عورتوں کوگرفتار کرلیا گیا تھا پندرہ روزتک آپ نے ان کا انتظار کیا کہ اگر یہ سب مسلمان ہوکر واپس آ جائیں تو ان کے سامان اور آدمیوں کوواپس کردیا جائے گا مگروہ اس اثناء میں نہیں آئے تو مال غنیمت کی حیثیت سے ان کے مالوں کوتقسیم کردیا گیا اور قیدیوں کوبھی مجاہدوں کے درمیان تقسیم کردیا گیا جب آپ مدینہ پہنچ گئے تب ہوازن قبیلے نے اپنے نمائندوں کومدینہ منورہ بھیجا اوران لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور یہ درخواست پیش کی کہ ان کے مالوں کواور قیدیوں کوواپس کردیا جائے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرسکتے ہو۔ یا تو قیدیوں کو چھڑالو یا مال واپس لے لو دونوں چیزیں نہیں ملیں گی، پھران دونوں نے عرض کیا کہ ہم قیدیوں کو لینا پسند کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جس کا وہ مستحق تھا، اس کے بعد آپ نے عام صحابہ کو خطاب کیا کہ تمہارے ہوازن بھائی مسلمان ہوکر اور توبہ کرکے آ گئے ہیں اور مجھ سے اپنا مال اوراپنے قیدیوں کا مطالبہ کررہے ہیں تو میں نے یہ مناسب سمجھ کر کہا کہ یا تو تم مال لے لو یا قیدیوں کو چھڑالو تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدیوں کوواپس لینا چاہتے ہیں تو میں بھی یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدیوں کوواپس کردو تو تم میں سے جو شخص واپس کردینا چاہتا ہے واپس کردے اور جو اس کا بدلہ لے کر واپس کرنا چاہتا ہے تو بھی واپس کردے۔ اس کے بعد جب کبھی جنگ ہوگی تو سب سے پہلے مال غنیمت میں سے اتنا مال دے دیا جائے گا سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہم سب خوشی سے دینے کے لیے اور واپس کرنے کے لیے تیار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ اچھی طرح نہیں معلوم کہ کون خوشی سے آمادہ ہے اور کون نہیں ہے تم اپنے گھر واپس جاؤ اور اپنے بڑے لوگوں سے اور سرداروں سے مشورہ کرو۔ اگر وہ خوشی سے دینے کے لیے تیار ہوں تو دے دو۔ چنانچہ سب واپس گئے اور اپنے بڑوں سے مشورہ کیا انہوں نے بخوشی اجازت دے دی تو دوبارہ واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ سب نے خوشی سے واپس کردینے کی اجازت دے دی ہے۔ (بخاری)

۳۹۶۹۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ

۳۹۶۹۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف بنی عقیل

۳۹۶۸۔ صحيح بخاری۔ کتاب الوكالة باب اذاوهب شيأ لوكيل ۲۳۰۷ .

۳۹۶۹۔ صحيح بخاری۔ کتاب الوكالة باب اذاوهب شيأ لوكيل ۲۳۰۷ .

ثَقِيْفُ حَلِيْفًا لِبَنِيْ عُقَيْلٍ فَأَسَرَتْ ثَقِيْفُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَسَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ سَلَّمَ رَجُلاً مِنْ بَنِيْ عُقَيْلٍ فَأَوْثَقُوْهُ فَطَرَحُوْهُ فِي الْحَرَّةِ فَمَرَّ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَنَادَاهُ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فِيْمَ أُخِذْتُ قَالَ ((بِجَرِيْرَةِ حُلَفَائِكُمْ ثَقِيْفٍ)) فَتَرَكَهُ وَمَضَى فَنَادَاهُ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَرَحِمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرَجَعَ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ إِنِّيْ مُسْلِمٌ فَقَالَ ((لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ فَقَالَ)) فَفَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالرَّجُلَيْنِ اللَّذَيْنِ أَسَرَتْهُمَا ثَقِيْفُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کا حلیف تھا تو قبیلہ ثقیف نے رسول اللہ ﷺ کے دو صحابیوں کو گرفتار کرلیا تھا تو ان کے بدلے میں رسول اللہ ﷺ نے بنوعقیل کے ایک آدمی کو گرفتار کرلیا اور گرفتار کر کے سنگستان میں رکھا رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو اس قیدی نے آپ کو یا محمد یا محمد! کہہ کر آواز دی اور یہ کہا کہ مجھے کیوں گرفتار کرلیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے حلیف قبیلہ ثقیف کے جرم کی وجہ سے، یعنی تمہارے حلیف ثقیف نے ہمارے دو صحابیوں کو گرفتار کرلیا ہے تو ان کے بدلے میں میں نے تجھ کو گرفتار کرلیا ہے۔ یہ کہہ کر آپ چلے گئے پھر اس نے دوبارہ یا محمد یا محمد! کہہ کر آواز دی رسول اللہ ﷺ کو اس پر رحم آ گیا آپ نے واپس آ کر فرمایا کیا بات ہے اس نے کہا میں مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر گرفتار ہونے سے پہلے تو یہ کہہ دیتا تو تجھ کو چھٹکارا مل جاتا، پھر رسول اللہ ﷺ نے دو مسلمان قیدیوں کے بدلے میں جن کو بنو ثقیف نے گرفتار کر رکھا تھا اس کو آزاد کر دیا۔ (مسلم)

توضیح: یعنی جب انہوں نے ان دو مسلمان قیدیوں کو چھوڑا تو آپ نے ان کے بدلے میں اس قیدی کو چھوڑ دیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ...... دوسری فصل

سیدہ زینب کا ہار

۳۹۷۰۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ لَمَّا بَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِيْ فِدَاءِ أُسَرَائِهِمْ بَعَثَتْ زَيْنَبُ فِيْ فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ بِمَالٍ وَبَعَثَتْ فِيْهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ عِنْدَ خَدِيْجَةَ أَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أَبِي الْعَاصِ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيْدَةً وَقَالَ ((إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيْرَهَا وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِيْ لَهَا)) فَقَالُوا نَعَمْ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَخَذَ عَلَيْهِ أَنْ يُخَلِّيَ بَيْلَ زَيْنَبَ إِلَيْهِ وَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَرَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ ((كُوْنَا بِبَطْنِ يَاجِجَ حَتَّى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتَصْحَبَاهَا حَتَّى تَأْتِيَا بِهَا))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ

۳۹۷۰۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مشرکین مکہ نے جنگ بدر کے بعد اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے کچھ رقمیں بھیجیں تو رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی حضرت زینب ؓ نے اپنے خاوند ابوالعاص کی رہائی کے لیے کچھ مال بھیجا جس میں وہ ہار بھی تھا جو پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا۔ جس کو انہوں نے زینب کو نکاح کے وقت جہیز میں دیا تھا' اس ہار کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی اور حضرت خدیجہ ؓ یاد آ گئیں جو اس ہار کو پہنا کرتی تھیں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ زینب کے قیدی کو چھوڑ دو اور جو انہوں نے دیا ہے اس کو واپس کر دو تو اچھا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا بہت اچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص سے یہ عہد لیا کہ تم میری لڑکی زینب کو مدینہ واپس کر دو۔ اس نے اسے منظور کرلیا جب ابوالعاص مکہ جانے لگے رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو اور ایک انصاری آدمی کو ان کے ہمراہ بھیج دیا اور ان دونوں سے فرمایا

۳۹۷۰۔ اسنادہ حسن۔ مسند احمد ٦/ ٢٧٦ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی فداء الاسیر بالمال ٢٦٩٢.

تم بطن یا حج مقام میں ٹھہر جانا یہ مقام مکہ سے تقریباً آٹھ کوس کی دوری پر ہے یہ ابوالعاص زینب کو تمہارے پاس پہنچا دیں گے اور تم زینب کو اپنے ساتھ مدینہ لے آؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (احمد وابوداؤد)

توضیح: رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص کے فدیہ میں اس شرط پر چھوڑا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو کافروں کے ہاتھ سے چھڑا کر مدینے واپس کریں۔

آنحضرت ﷺ کی سب سے پہلی اولاد حضرت زینبؓ ہی ہیں۔ سن نبوت سے دس برس پہلے جبکہ آنحضرت ﷺ کی عمر تیس سال تھی پیدا ہوئیں۔

آنحضرت ﷺ نے جب مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو اہل وعیال مکہ میں رہ گئے تھے، حضرت زینب کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی غزوۂ بدر میں ابوالعاص گرفتار ہو گئے جب یہ رہا کئے گئے تو ان سے وعدہ لیا گیا کہ مکہ جا کر حضرت زینب کو بھیج دیں ابوالعاص نے مکہ جا کر اپنے بھائی کنانہ کے ساتھ ان کو مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ چونکہ کفار کے تعرض کا خوف تھا، اس لیے کنانہ نے ہتھیار ساتھ لے لیے تھے۔ مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو کفار قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا۔ ہبار بن اسود نے حضرت زینبؓ کو نیزے سے زمین پر گرا دیا وہ حاملہ تھیں اور حمل ساقط ہو گیا۔ کنانہ نے ترکش سے تیر نکالے اور کہا کہ اب اگر کوئی قریب آیا تو ان تیروں کا نشانہ ہو گا۔ لوگ ہٹ گئے تو ابوسفیان سرداران قریش کے ساتھ آیا اور کہا کہ تیر روک لو ہم کو کچھ گفتگو کرنی ہے انہوں نے تیر ترکش میں ڈال لئے۔ ابوسفیان نے کہا محمد (ﷺ) کے ہاتھ ہم کو جو تکلیفیں پہنچی ہیں وہ سب تم کو معلوم ہیں۔ اب اگر تم اعلانیہ ان کی لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال کر لے گئے تو لوگ کہیں گے کہ یہ ہماری کمزوری ہے۔ ہم کو زینبؓ کو روکنے کی ضرورت نہیں۔ جب شور و ہنگامہ کم ہو جائے اس وقت چوری چھپے لے جانا۔ کنانہ نے یہ رائے تسلیم کر لی اور چند روز کے بعد ان کو رات کے وقت لے کر روانہ ہوئے۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے پہلے بھیج دیا تھا وہ بطن یا حج میں تھے کنانہ نے زینبؓ کو ان کے حوالے کیا وہ ان کو لے کر روانہ ہو گئے۔ حضرت زینبؓ مدینہ میں آئیں اور اپنے شوہر ابوالعاص کو شرک کی حالت میں چھوڑا۔ ابوالعاص دوبارہ ایک سریہ میں گرفتار ہوئے اس وقت بھی حضرت زینبؓ نے ان کو پناہ دی۔ مکہ جا کر انہوں نے لوگوں کی امانتیں حوالہ کیں اور اسلام لائے اسلام لانے کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آئے حضرت زینبؓ نے ان کو حالت شرک میں چھوڑا تھا، اس لیے دونوں میں تفریق ہو گئی تھی۔ وہ مدینہ آئے تو زینبؓ دوبارہ ان کے نکاح میں آئیں۔

ابوالعاص نے حضرت زینبؓ کے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے ان کے شریفانہ برتاؤ کی تعریف کی۔ نکاح جدید کے بعد حضرت زینبؓ بہت کم زندہ رہیں ۶ یا ۷ھ میں (باختلاف روایت) ابوالعاص اسلام لائے تھے اور ۸ھ میں حضرت زینبؓ نے انتقال کیا۔

حضرت ام یمن، حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھن نے غسل دیا۔ اور حضور ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی ابوالعاص اور آنحضرت ﷺ نے قبر میں اتارا۔

حضرت زینبؓ نے دو اولاد چھوڑیں۔ امامہؓ اور علیؓ۔ حضرت علیؓ کی نسبت ایک روایت میں ہے کہ بچپن میں وفات پائی لیکن عام روایت یہ ہے کہ رشد کو پہنچے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ میں شہادت پائی۔

حضرت امامہؓ سے حضرت نبی ﷺ کو نہایت محبت تھی آپ ان کو اوقات نماز میں ہی جدا نہیں کرتے تھے۔ صحاح میں ہے کہ آپ ان کو کاندھے پر رکھ کر نماز پڑھتے تھے جب رکوع میں جاتے تو دوش مبارک سے اتار دیتے جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو پھر سوار کر لیتے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ کسی نے کچھ چیزیں ہدیہ میں بھیجیں۔ جس میں ایک زریں ہار بھی تھا۔ حضرت امامہ ایک گوشہ میں

کھیل رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا میں اس ہار کو اپنی محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ ازواج مطہرات نے سمجھا کہ یہ شرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوگا۔ لیکن آپ نے حضرت امامہ کو بلا کر وہ ہار خود ان کے گلے میں ڈال دیا۔ ابوالعاص نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو حضرت امامہ سے نکاح کی وصیت کی تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ حضرت علیؓ نے شہادت پائی تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو وصیت کر گئے کہ امامہ سے نکاح کر لیں۔ حضرت مغیرہؓ نے نکاح کیا۔ اور ان سے ایک بچہ پیدا ہوا جن کا نام یحییٰ تھا۔ لیکن بعض روایتوں میں ہے کہ امامہ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ امامہؓ نے حضرت مغیرہؓ کے یہاں وفات پائی۔ (سیرۃ النبیؐ)

عقبہ بن ابی معیط کا قتل

٣٩٧١۔ وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَسَرَ أَهْلَ بَدْرٍ قَتَلَ عُتْبَةَ ابْنَ أَبِي مُعِيطٍ وَالنَّصْرَ بْنَ الْحَارِثِ وَمَنَّ عَلَى أَبِي عَزَّةَ الْجُمَحِيِّ۔ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ

۳۹۷۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں مشرکین کو گرفتار کیا تو ان میں سے عقبہ بن معیط اور نصر بن حارث کو قتل کر دیا اور ابوعزہ کو احسان رکھ کر چھوڑا۔ (شرح سنہ) یعنی ان دونوں قیدیوں کو قتل کرا دیا اور ابوعزہ کو آزاد کر دیا۔

٣٩٧٢۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَرَادَ قَتْلَ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ قَالَ ((مَنْ لِلصِّبْيَةِ))۔ قَالَ النَّارُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۹۷۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عقبہ بن ابی معیط کو جب قتل کرنا چاہا تو اس نے کہا: میرے بچوں کو کون پالے گا؟ یعنی میرے قتل ہونے کے بعد میرے بچوں کی کون نگرانی کرے گا تو آپ نے فرمایا آگ۔ (ابوداؤد) یعنی تیرے پیچھے تیرے بچے ضائع ہو جائیں گے ان کی تجھے کیا پروا ہے اور اگر تیری طرح وہ بھی کافر ہیں تو جہنم رسید ہوں گے۔ واللہ اعلم

فدیہ کے بارے میں صحابہ کو اختیار ملنا

٣٩٧٣۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ جِبْرَئِيْلَ هَبَطَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ خَيِّرْهُمْ يَعْنِي أَصْحَابَكَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ الْقَتْلَ أَوِ الْفِدَاءَ عَلَى أَنْ يُقْتَلَ مِنْهُمْ قَابِلاً مِثْلُهُمْ قَالُوا لِفِدَاءُ وَيُقْتَلُ مِنَّا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

۳۹۷۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور یہ فرمایا ہے کہ آپ صحابہ کرام کو یہ اختیار دے دیجیے کہ اگر وہ چاہیں تو جنگ بدر کے قیدیوں کو مار ڈالیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ اور جرمانہ لے کر چھوڑ دیں۔ اس شرط پر کہ آئندہ لڑائی میں اتنے ہی مسلمان لڑائی میں قتل کئے جائیں گے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم فدیہ لے لیتے ہیں اور آئندہ ہم میں سے ستر شہید کر دیے جائیں۔ (ترمذی)

توضیح: جنگ بدر میں ستر کافر گرفتار ہو کر مدینہ میں لائے گئے تھے تو خدا کی طرف سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تشریف لا کر یہ مشورہ دیا کہ یا تو ان قیدیوں کو مار ڈالو یا فدیہ لے کر چھوڑ دو لیکن یہ یاد رہے کہ اگر فدیہ لے کر چھوڑ دو گے تو آئندہ جنگ میں ستر مسلمان شہید ہوں گے ان لوگوں نے فدیہ لینا اور شہید ہونا منظور کر لیا، چنانچہ جنگ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔

یہ فدیہ لینا خدائی مرضی کے خلاف تھا بلکہ مرضی خدا ان قیدیوں کو قتل کرنا ہی تھا لیکن اجتہادی غلطی کی وجہ سے خدا نے سب معاف کر دیا، جیسا کہ قرآن مجید کی ان آیتوں سے ثابت ہو رہا ہے:

٣٩٧١۔ شرح السنة ١١/ ٧٨ و السنن الكبرىٰ للبيهقى ٩/ ٦٦ ارواء الغليل ١٢١٤ .

٣٩٧٢۔ سنن ابى داؤد كتاب الجهاد باب فى قتل الاسير صبرا ٢٦٨٦ .

٣٩٧٣۔ حسن۔ سنن الترمذى كتاب السير باب ما جاء فى قتل الاسارى ١٥٦٧ .

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ☆ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ☆ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ☆ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ☆ وَ اِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ☆﴾(سورہ انفال : ......)

''یعنی نبی (ﷺ) کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہئیں جب تک کہ ملک میں اچھی طرح خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے تم تو دنیا کے نام چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ آخرت کا ہے اور اللہ تعالیٰ ہے زور آور باحکمت۔ اگر پہلے ہی سے خدائے تعالیٰ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے کیا ہے اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی۔ پس جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی خوب کھاؤ پیو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔''

اے نبی! (ﷺ) اپنے ہاتھ کے قیدیوں سے یہ کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں نیک نیتی دیکھے گا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں دے گا اور پھر گناہ بھی معاف فرمائے ،گا اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور اگر وہ تجھ سے خیانت کا خیال کریں گے تو یہ تو اس سے پہلے خود خدا کی خیانت بھی کر چکے ہیں آخر اس نے انہیں گرفتار کرا دیا۔ اللہ تعالیٰ علم وحکمت والا ہے۔''

بدر کی لڑائی سے مشرک و کافر مسلمانوں کے ہاتھوں میں قید ہو کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے متعلق دو صورتیں مسلمانوں کے سامنے پیش کیں (۱) قتل کر دینا۔ (۲) فدیہ لے کر چھوڑ دینا۔ اس شرط پر کہ آئندہ سال اسی تعداد میں تمہارے آدمی قتل کئے جائیں گے۔ حقیقت میں خدا کی طرف سے ان دو صورتوں کا انتخاب کے لیے پیش کرنا۔ امتحان اور آزمائش کے طریقے پر تھا کہ ظاہر ہو جائے کہ مسلمان اپنی رائے اور طبیعت سے کس طرف جھکتے ہیں جیسے ازواج مطہرات کو دو صورتوں کا اختیار دیا گیا تھا۔ **اِنْ كنتن تردن الحيوة الدنيا و زينتها فتعالين الخ** (سورۃ الاحزاب) یا معراج میں آپ کے سامنے خمر ولبن (دودھ اور شراب) کے دو برتن پیش کئے گئے تھے تو آپ نے دودھ کو اختیار فرمایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر بالفرض آپ شراب کو اختیار فرماتے تو آپ کی امت بہک جاتی۔

بہر حال آپ نے صحابہ کرامؓ سے اس معاملہ میں رائے طلب کی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! یہ سب قیدی اپنے خویش واقارب اور بھائی بند ہیں۔ بہتر ہے کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اس حسن سلوک اور احسان کے بعد ممکن ہے کہ کچھ لوگ مسلمان ہو کر وہ خود اور ان کی اولاد واتباع ہمارے دست و بازو بنیں اور جو مال بالفعل ہاتھ آئے اس سے جہاد وغیرہ دینی کاموں میں سہارا لگے باقی آئندہ سال ہمارے ستر آدمی شہید ہو جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں درجہ شہادت ملے گا۔ نبی کریم ﷺ کا میلان بھی فطری رحم دل اور شفقت و صلہ رحمی کی بنا پر جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائیں۔ اور بعض محض فائدہ کو دیکھتے ہوئے اس رائے سے متفق تھے: (**كما يظهر من قوله تعالى تريدون عرض الدنيا صرح به الحافظ ابن الحجر و ابن القيم رحمهما الله**) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یارسول اللہ! یہ قیدی کفر کے امام اور مشرکین کے سردار ہیں (ان کو ختم کر دیا جائے تو کفر وشرک کا سر ٹوٹ جائے گا۔ تمام مشرکین پر ہیبت طاری ہو جائے گی آئندہ مسلمانوں کو ستانے اور خدا کے راستے سے روکنے کا حوصلہ نہ رہے گا)۔

اور خدا کے آگے مشرکین سے ہماری انتہائی نفرت وبغض اور کامل بیزاری کا اظہار ہو جائے گا کہ ہم نے خدا کے معاملے میں اپنی

قرابتوں اور مالی فوائد کی کچھ پروا نہیں کی اس لیے مناسب ہے کہ ان قیدیوں میں جو کوئی ہم میں سے کسی کا عزیز و قریب ہو۔ وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کرے۔

الغرض بحث و تمحیص کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر عمل ہوا کیونکہ کثرت رائے ادھر ہی تھی اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طبعی رافت و رحمت کی بنا پر اسی طرف مائل تھے اور ویسے بھی اخلاقی اور کلی حیثیت سے عام حالت میں وہ ہی رائے قرین صواب معلوم ہوتی ہے لیکن اسلام اس وقت جن حالات میں سے گزر رہا تھا، ان پر نظر کرتے ہوئے وقتی مصالح کا تقاضا یہ تھا کہ کفار کے مقابلے میں سخت کمر شکن کارروائی کی جائے۔ تیرہ سال کے ستم کشوں کو طاغوت کے پرستاروں پر یہ ثابت کر دینے کا پہلا موقع ملا تھا کہ تمہارے تعلقات' قرابت' اموال' جتھے اور طاقتیں اب کوئی چیز تم کو خدا کی شمشیر انتقام سے پناہ نہیں دے سکتی۔

ابتداءً ایک مرتبہ ظالم مشرکین پر رعب و ہیبت بٹھلا دینے کے بعد نرم خوئی اور صلہ رحمی کے استعمال کے لیے آئندہ کئی مواقع باقی رہتے تھے۔ ادھر ستر مسلمانوں کے آئندہ قتل پر راضی ہو جانا معمولی بات نہ تھی۔ اسی لیے اس رائے کو اختیار فرمایا۔ وقتی مصالح اور ہنگامی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ نہ ہوا۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ میں اسی ناپسندیدگی کی طرف اشارہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ ایک سخت خطرناک اجتہادی غلطی قرار دی گئی۔ اور جن بعض لوگوں نے زیادہ تر مالی فوائد پر نظر کر کے اس سے اتفاق کیا تھا ان کو صاف طور پر تریدون عرض الدنیا سے خطاب کیا گیا۔ یعنی تم دنیا کے فانی اسباب پر نظر کر رہے ہو حالانکہ مومن کی نظر انجام پر ہونی چاہیے۔ خدا کی حکمت مقتضی ہو تو وہ تمہارا کام اپنے زور قدرت سے ظاہری سامان کے بدون بھی کر سکتا ہے۔ بہر حال فدیہ لے کر چھوڑ دینا اس وقت کے حالات کے اعتبار سے بڑی بھاری غلطی قرار دی گئی۔ اتنا یاد رکھنا چاہیے کہ روایات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ محض صلہ رحمی اور رحم دلی کی بنا پر آپ کا رجحان اس رائے کی طرف تھا۔

البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بعض صرف مالی فوائد کو پیش نظر رکھ کر اور اکثر حضرات دوسری مصالح دینیہ اور اخلاقی ذریعہ کے ساتھ مالی ضروریات کو بھی ملحوظ رکھتے ہوئے یہ رائے پیش کر رہے تھے۔ گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ میں کلاً و جزءاً مالی حیثیت ضرور زیر نظر تھی کسی درجہ میں مالی فوائد کے خیال سے ''بغض فی اللہ'' میں کوتاہی کرنا اور اصل مقصد ''جہاد'' سے غفلت برتنا اور ستر مسلمانوں کے قتل کئے جانے پر اپنے اختیار سے رضامند ہو جانا۔ صحابہ کرامؓ جیسے مقربین کی شان عالی اور منصب جلیل کے منافی سمجھا گیا۔ اسی لیے ان آیات میں سخت عتاب آمیز لہجہ اختیار کیا گیا ہے۔

حدیث میں ہے کہ لڑائی میں ایک شخص کے سر پر زخم آیا۔ اسے غسل کی حاجت ہوئی۔ پانی سر پر استعمال کرنا سخت مہلک تھا ساتھیوں سے مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا کہ پانی کی موجودگی میں ہم تیرے لیے کچھ گنجائش نہیں پاتے۔ اس نے غسل کر لیا اور فوت ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو فرمایا قتلوہ قتلهم الله الخ اس سے ظاہر ہوا کہ اگر اجتہادی غلطی زیادہ واضح اور خطرناک ہو تو اس پر عتاب ہو سکتا ہے گویا یہ سمجھا جاتا ہے کہ مجتہد نے پوری قوت اجتہاد صرف کرنے میں کوتاہی کی۔ یعنی یہ غلطی فی حد ذاتہٖ ایسی تھی کہ سخت سزا ان لوگوں کو دی جاتی جنہوں نے دنیوی سامان کا خیال کر کے ایسا مشورہ دیا تھا مگر سراد ہی سے جو چیز مانع ہے جو خدا پہلے سے لکھ چکا اور طے کر چکا ہے۔ اور وہ کئی باتیں ہو سکتی ہیں۔ مجتہد کو اس قسم کی اجتہادی خطاء پر عذاب نہیں ہوگا۔ اور جب تک خدا کسی چیز کو امراً اور نہیاً کسی چیز کا صاف حکم بیان نہ فرمائے۔ اس وقت تک اس کے مرتکب کو عذاب نہیں دیتا۔ (۳) اہل بدر کی خطاؤں کو خدا معاف فرما چکا ہے۔ (۴) غلطی سے جو رویہ قبل از وقت اختیار کر لیا گیا یعنی فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دینا خدا کے علم میں طے شدہ تھا کہ آئندہ اس کی اجازت ہو جائے گی۔ فاما منا بعد و اما فدآء (۵) یہ بھی طے شدہ ہے کہ جب تک پیغمبر علیہ السلام ان میں موجود ہیں یا لوگ صدق دل سے استغفار کرتے ہیں عذاب نہ

آ ئے گا (٦) ان قیدیوں میں سے بہت کی قسمت میں اسلام لانا لکھا گیا تھا۔

الغرض اس قسم کے مواقع اگر نہ ہوتے تو یہ غلطی اتنی عظیم وثقیل تھی کہ سخت عذاب نازل ہو جانا چاہیے تھا ایک روایت میں ہے کہ اس قولی تنبیہ کے بعد وہ عذاب جو اس طرح کی خوفناک غلطی پر آ سکتا تھا آپ کے سامنے نہایت قریب کر کے پیش کیا گیا، گویا یہ قولی تنبیہ کو زیادہ مؤثر بنانے کی ایک صورت تھی آپ اس منظر کو دیکھ کر وقف گریہ وبکا ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: میرے سامنے ان کا عذاب پیش کیا گیا یعنی جس کا آنا ان پر ممکن تھا اگر مواقع مذکور بالا نہ ہوتے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ آپ کے سامنے یہ پیش کرنا اسی قسم کا تھا جیسے صلوٰۃ کسوف ادا کرتے وقت آپ کے سامنے جنت ودوزخ دیوار قبلہ میں ممثل کر دی گئی تھی۔ یعنی اس متوقع عذاب کا نظارا کرانا تھا۔

٣٩٧٤۔ وَعَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ فِي سَبْيِ قُرَيْظَةَ عُرِضْنَا عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَانُوا يَنْظُرُوْنَ فَمَنْ أَنْبَتَ الشَّعْرُ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ لَمْ يُقْتَلْ فَكَشَفُوا عَانَتِيْ فَوَجَدُوْهَا لَمْ تُنْبَتْ فَجَعَلُوْنِيْ فِي السَّبْيِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاودَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

٣٩٧٤۔ حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بنو قریظہ کے قیدیوں میں تھا ہم سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے تو سب لوگ دیکھنے لگے تو جس کا زیر ناف کا بال نکلا ہوا ہوتا وہ قتل کر دیا جاتا تھا اور جس کے زیر ناف کا بال نہیں نکلا ہوا تھا اس کو نہیں مارا جاتا تھا۔ لوگوں نے میرا زیر ناف کھولا تو وہاں بال نکلا ہوا نہیں پایا تو مجھے نابالغوں میں شامل کر لیا۔ (ابوداؤد ابن ماجہ ودارمی)

توضیح: حضرت سعدؓ نے بنی قریظہ کے قیدیوں کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ لڑکوں کو قتل کیا جائے اور بچوں کو اور عورتوں کو چھوڑ دیا جائے، چنانچہ اسی کے مطابق عمل کیا جن کے بالغ اور نابالغ ہونے میں شبہ تھا تو ان کے کپڑے کھول کر زیر ناف کا بال دیکھا جاتا تھا۔ جن کے زیر ناف کے بالکل نکل چکے تھے وہ بالغین کے حکم میں شمار کیے گئے اور قتل کیے گئے اور جن کے بال نہیں نکلے تھے وہ نابالغ بچوں میں شمار کیے گئے اور چھوڑ دیے گئے ان میں سے حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ بھی تھے جو مسجد میں مسلمان ہو گئے جو اس حدیث کے راوی ہیں۔ اور سب عورتیں چھوڑ دی گئیں سوائے ایک عورت کے جس نے نہایت بے دردی سے لوگوں کو مارا تھا تو اس کو قصاصاً قتل کر دیا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس عورت کے بارے میں، جیسا کہ ابوداؤد میں ہے فرماتی ہیں کہ اس عورت کو معلوم ہو چکا تھا کہ مقتولین کی فہرست میں اس کا نام بھی ہے۔ مجرمین کو قتل گاہ میں لایا جاتا تھا۔ اتنے میں جلادوں نے اس عورت کا نام لے کر پکارا وہ عورت میرے پاس بیٹھی بے تکلفانہ باتیں کر رہی تھی اور ہنستی جاتی تھی وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور جانے لگی میں نے اس سے پوچھا کہاں جا رہی ہو اس نے کہا کہ میں نے جرم کیا تھا اس کی سزا بھگتنے جا رہی ہوں، چنانچہ وہاں پہنچتے ہی تلوار کے نیچے اپنا سر رکھ دیا اور قتل ہو گئی مجھے بڑا تعجب آیا کہ اسے اپنا قتل ہونا معلوم تھا پھر بھی نہایت ہی خوشی خوشی سے مجھ سے باتیں کر رہی بہر حال اس عورت کا مارا جانا قصاصاً تھا۔

مشرکین کے غلاموں کو آزاد قرار دینا

٣٩٧٥۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ عِبْدَانٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَعْنِيْ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ الصُّلْحِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ مَوَالِيْهِمْ قَالُوا يَا مُحَمَّدُ

٣٩٧٥۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں صلح حدیبیہ سے پہلے چند غلام مکہ سے نکل کر ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں پہنچ گئے تو ان کے مالکوں نے رسول اللہؐ کے پاس خط لکھا کہ ہمارے غلام یہاں سے بھاگ کر

٣٩٧٤۔ اسناده صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الحدود باب فی الغلام یصیب الحد ٤٤٠٤۔ ابن ماجه کتاب الحدود باب من رایجب علیه (٢٥٤١) داری کتاب السیر باب الصبی قی یقتل (٢/ ٢٩٤/ ٢٤٦٤).

٣٩٧٥۔ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی عبید المشرکین ٢٧٠٠.

وَاللّٰهِ مَا خَرَجُوا إِلَيْكَ رَغْبَةً فِيْ دِيْنِكَ إِنَّمَا خَرَجُوا هَرَبًا مِنَ الرِّقِّ فَقَالَ نَاسٌ صَدَقُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ رُدَّهُمْ إِلَيْهِمْ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ ((مَا أُرَاكُمْ تَنْتَهُوْنَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ حَتَّى يَبْعَثَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مَنْ ضَرْبِ رِقَابَكُمْ عَلَى هٰذَا وَأَبَى أَنْ يَرُدَّهُمْ وَقَالَ هُمْ عُتَقَاءُ اللّٰهِ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

آپ کے پاس چلے گئے ہیں وہ اس لیے نہیں گئے ہیں کہ آپ کے دین سے ان کو رغبت ہے بلکہ غلامی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے آپ کے پاس بھاگ کر پہنچے ہیں کچھ لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور سفارش کی کہ ان غلاموں کو واپس کر دیجئے یہ سن کر رسول اللہؐ ناراض ہو گئے اور یہ فرمایا: اے قریشیو! میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی تم اپنی سرکشی سے باز نہیں آئے جب تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے پاس ایسے شخص کو نہ بھیجے کہ جو تمہارے اس حکم پر تمہاری گردن زنی نہ کرے آپ نے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا یہ سب اللہ کے واسطے آزاد ہیں۔ (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ......تیسری فصل

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی غلط فہمی

٣٩٧٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلَى بَنِيْ جَذِيْمَةَ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُوْلُوا أَسْلَمْنَا فَجَعَلُوا يَقُوْلُوْنَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيْرَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيْرَهُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيْرِيْ وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِيْ أَسِيْرَهُ حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَاهُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَبْرَءُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٩٧٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کے قبیلہ کی طرف بھیجا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی طرف بلایا تو وہ صاف طور پر اسلمنا یعنی ہم اسلام لائے نہ کہہ سکے بلکہ صبانا صبانا کہا یعنی ہم اپنی باپ داداں کے مذہب سے نکل آئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نہ سمجھ سکے اور ان کو مارنا گرفتار کرنا شروع کیا اور ہم میں سے ہر ایک آدمی کو ان میں سے ایک ایک قیدی دیا دوسرے دن حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو مار ڈالے میں نے کہا کہ میں اپنے قیدی کو نہیں قتل کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ جائیں۔ جب ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت خالد نے اس واقعہ کو بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر فرمایا: خدایا خالد نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے بری ہوں اس کلمہ کو دو دفعہ فرمایا۔ (بخاری)

توضیح: صبانا۔ صبوء سے مشتق ہے جس کے معنی یہ ہے کہ ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنا تو بنی جذیمہ نے یہ کہا کہ ہم نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے اور اسلام قبول کر لیا ہے لیکن حضرت خالدؓ نے ان کے کہنے کا اعتبار نہیں کیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کرا دیا جب نبی ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد کے ان لوگوں کے قتل کر دینے کا بیزاری ظاہر فرمائی حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے خطائے اجتہادی ہو گئی ممکن ہے رسول اللہ ﷺ نے دیت خطا دیا ہو۔ واللہ اعلم

❀❀❀❀

٣٩٧٦۔ صحيح بخاری كتاب الاحكام باب اذا قضى الحاكم بجور ٧١٨٩ .

بَابُ الْاَمَانِ

امن دینے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ...... پہلی فصل

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کا اعزاز

٣٩٧٧۔ عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ رضی اللہ عنہا بِنْتِ أَبِىْ طَالِبٍ قَالَتْ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ ((مَنْ هَذِهِ؟)) فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِيءٍ بِنْتُ أَبِىْ طَالِبٍ فَقَالَ ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ)) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِىَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِىْ ثَوْبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّىْ عَلِىٌّ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلاً أَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِيءٍ وَذَلِكَ ضُحًى)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِىِّ قَالَتْ أَجَرْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَحْمَائِىْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ((قَدْ آمَنَّا مَنْ آمَنْتِ))

٣٩٧٧۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو آپ کو غسل کرتا ہوا پایا اور آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ نے کپڑے سے پردہ کر رکھا تھا میں نے سلام کیا آپؐ نے فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں ام ہانی ہوں جو ابو طالب کی لڑکی ہے۔ یہ سن کر آپ خوشی میں مرحبا بام ہانی فرمایا جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کپڑا اوڑھ کر آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی جب نماز سے آپ فارغ ہو گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بھائی علی فلاں شخص کو قتل کرنا چاہتے ہیں جن کو میں نے امن دے دی ہے یہ سن کر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام ہانی! جس کو تو نے پناہ دی ہے اس کو میں بھی پناہ دیتا ہوں۔ ام ہانی نے بیان کیا کہ یہ چاشت کی نماز آپ نے پڑھی تھی۔ (بخاری ومسلم) ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ام ہانی نے کہا کہ میں نے اپنے دو دیوروں کو پناہ میں رکھی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن کو تم نے امن دیا اس کو میں نے بھی امن دیا۔

توضیح: حضرت ام ہانی کا نام فاختہ تھا اور ام ہانی کنیت تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کی لڑکی تھیں اس لحاظ سے آپ چچیری بہن تھیں۔ ۸ھ میں مسلمان ہوئیں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت تھی۔ فتح مکہ میں آپ ان کے گھر تشریف لے گئے اور غسل کیا اور شربت نوش فرمایا۔ ایک مرتبہ حضرت ام ہانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں بوڑھی ہو گئی ہوں چلنے پھرنے سے بڑی کمزوری محسوس ہوتی ہے آپ کوئی ایسا کام بتا دیجیے کہ میں بیٹھے بیٹھے کرتی رہوں آپ نے فرمایا تم سو مرتبہ **سبحان اللّٰہ** سو مرتبہ **الحمد للّٰہ** اور سو مرتبہ **اللّٰہ اکبر** اور سو مرتبہ **لا الہ الا اللّٰہ** پڑھتی رہو۔ (مسند احمد)

٣٩٧٧۔ صحیح بخاری کتاب الجزیة باب امان النساء ٣١٧١۔ مسلم کتاب صلاة المسافرین باب استحباب صلاة الضحی ٣٣٦، ٧٦٤۔

فتح مکہ کے زمانے میں حضرت ام ہانی نے دو آدمیوں کو امن دے دی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے امن دینے کو باقی رکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت بھی کسی کافر کو امن دے دے تو اس کا لحاظ ہر مسلمان کو کرنا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ......دوسری فصل

عورت بھی کافر کو امن دے سکتی ہے

۳۹۷۸۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ؓ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْمَرْأَةَ لَتَأْخُذُ لِلْقَوْمِ یَعْنِی تُجِیرُ عَلَی الْمُسْلِمِینَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

۳۹۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت قوم کا ہاتھ پکڑ سکتی ہے یعنی اگر عورت نے کسی کافر کو امن اور پناہ دے دی تو اس کا امن دینا ساری قوم کا امن دینا ہے یعنی عورت کے امن دینے سے کسی مسلمان کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ امن شدہ آدمی کو قتل کرے ورنہ عہد شکنی ہو جائے گی۔ (ترمذی)

امن دے کر عہد شکنی کرنے والے کی روز آخرت رسوائی

۳۹۷۹۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ ((مَنْ آمَنَ رَجُلاً عَلَی نَفْسِهِ فَقَتَلَهُ أُعْطِیَ لِوَاءَ الْغَدْرِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ))۔ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ

۳۹۷۹۔ حضرت عمرو بن حمق ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ جو شخص کسی کو امن دے دے پھر اس کو قتل کر دے تو قیامت کے دن اس کو عہد شکنی کا جھنڈا دیا جائے گا۔ (شرح سنہ)

توضیح: یعنی بدعہدی کا جھنڈا اس کو دیا جائے گا جس سے لوگ پہچان لیں گے کہ یہ شخص غدار اور عہد شکن تھا اور یہ اس کے لیے بڑی ذلت کا باعث ہوگا۔

عہد برقرار رکھنے کی ایک عظیم مثال

۳۹۸۰۔ وَعَنْ سُلَیْمِ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ کَانَ بَیْنَ مُعَاوِیَةَ وَبَیْنَ الرُّوْمِ عَهْدٌ وَکَانَ یَسِیْرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ حَتَّی إِذَا انْقَضَی الْعَهْدُ أَغَارَ عَلَیْهِمْ فَجَآءَ رَجُلٌ عَلَی فَرَسٍ أَوبِرْذَوْنٍ وَهُوَ یَقُوْلُ اَللّٰهُ أَکْبَرُ اَللّٰهُ أَکْبَرُ وَفَاءٌ لاَ غَدْرٌ فَنَظَرُوا فَإِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ فَسَأَلَهُ مُعَاوِیَةُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((مَنْ کَانَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلاَ یَحُلَّنَّ عَهْدًا وَلاَ شُدَّنَّهُ

۳۹۸۰۔ سلیم بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ ؓ اور رومیوں کے درمیان میں معاہدہ تھا کہ ایک مدت معین تک آپس میں صلح رہے گی اور لڑائی نہیں ہوگی ہم حضرت معاویہ ؓ ان کے ملک کی طرف لشکر لے جا رہے تھے کہ جب مدت ختم ہو جائے گی تو اچانک ان پر حملہ کر دیں گے تو ایک صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور کہنے لگے کہ اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے عہد و اقرار کو پورا کیا جائے عہد شکنی نہ کی جائے لوگوں نے دیکھا کہ یہ کہنے والے صاحب عمرو بن عبسہ صحابی ہیں تو حضرت معاویہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ سے یہ فرماتے

۳۹۷۸۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب السیر باب ما جاء فی امان العبد والمرأة ۱۵۷۹ ۔

۳۹۷۹۔ اسناده صحیح۔ سنن ابن ماجه ۲۶۸۸۔ شرح السنة ۱۱/ ۹۰ ح ۲۷۱۷ ۔

۳۹۸۰۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الامام یکون بینه و بین العدو ۲۷۵۹۔ ترمذی کتاب السیر باب ما جاء فی العذر ۱۵۸۰ ۔

حَتّٰى يَمْضِيَ أَمَدُهُ أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ)) قَالَ فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُد

ہوئے میں نے سنا ہے کہ جس شخص اور کسی قوم کے درمیان کوئی معاہدہ ہو تو اس کو نہ توڑنا چاہیے اور نہ کوئی تبدیلی کرنی چاہیے یہاں تک کہ اس کی مدت ختم ہو جائے یا دونوں کے درمیان میں مساویانہ درجے میں عہد کے توڑنے کا اعلان ہو جائے، یعنی ایک فریق دوسرے فریق کو خبردار کر دے کہ معاہدہ توڑ رہے ہیں آیندہ سے ہمارے اور تمہارے درمیان میں معاہدہ نہیں رہے گا۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لشکر کو لے کر واپس لوٹ آئے۔ (ترمذی وابوداؤد)

مشرکین مکہ کے قاصد کو واپس بھیج دیا گیا

۳۹۸۱۔ وَعَنْ أَبِيْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَنِيْ قُرَيْشٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أُلْقِيَ فِيْ قَلْبِيْ الإِسْلاَمُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ وَاللّٰهِ لاَ أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا قَالَ إِنِّيْ لاَ أَخِيْسُ بِالْعَهْدِ وَلاَ أَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلٰكِنْ إِرْجِعْ فَإِنْ كَانَ فِيْ نَفْسِكَ الَّذِيْ فِيْ نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ قَالَ فَذَهَبْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَسْلَمْتُ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۳۹۸۱۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش نے صلح حدیبیہ کے بعد مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اسلام کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب میں یہاں مدینے سے واپس مکہ مکرمہ قریش کے پاس نہیں جاؤں گا آپ نے فرمایا نہ میں عہد شکنی کر سکتا ہوں اور نہ کسی سفیر اور قاصد کو روک سکتا ہوں لیکن اب تم واپس لوٹ جاؤ اگر تمہارے دل میں وہی بات رہی جواب ہے پھر تو واپس لوٹ آنا۔ میں واپس چلا گیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر مسلمان ہو گیا۔ (ابوداؤد)

توضیح: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کے نام میں بہت اختلاف ہے کہا جاتا ہے کہ ان کا نام اسلم ہے اور ابورافع کنیت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے خاندان میں شامل کر لیا تھا یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے انہوں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تھا آپ نے ان کو آزاد کر دیا تھا یہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ خود ہی بیان کرتے ہیں جیسا کہ حدیث مذکور سے ثابت ہوا یہ در پردہ بہت دنوں سے مسلمان ہو چکے تھے لیکن اپنے اسلام کو اعلانیہ طور پر ظاہر نہیں کیا تھا۔

ایک دن چاہ زمزم کی چہار دیواری میں بیٹھے تیر درست کر رہے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بھی بیٹھی تھیں کہ اتنے میں ابولہب آ گیا اور حجرہ کی طناب کے پاس بیٹھا اس کے بعد ابوسفیان آیا تو ابولہب اس سے بدر کے حالات دریافت کرنے لگا اس نے کہا کیا پوچھتے ہو مسلمانوں نے ہماری قوت تباہ کر دی بہتوں کو تہ تیغ کر ڈالا کچھ لوگوں کو گرفتار کیا اس سلسلے میں ایک واقعہ عجیب وغریب بیان کیا جاتا ہے کہ میدان جنگ میں آسمان سے زمین تک سفید پوش سوار بھرے ہوئے تھے اس پر ابورافع نے کہا کہ یہ فرشتے تھے۔ ابولہب نے ان کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ مارا یہ سنبھل کر لپٹ گئے مگر کمزور تھے اس لیے ابولہب نے پٹک دیا اور سینہ پر چڑھ کر جہاں تک مار سکا مارا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی سے یہ ظلم نہ دیکھا گیا انہوں نے ایک ستون اٹھا کر اس زور سے سر پر مارا کہ اس کا سر کھل گیا اور بولیں کہ اس کا آقا موجود نہیں اس لیے کمزور سمجھ کر مارتا ہے۔

بدر کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہیں مقیم ہو گئے اکثر غزوات میں شریک ہوتے رہے یہ بہت بڑے عالم وفاضل تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی حدیثیں ان سے مروی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلافت کے ابتدائی زمانے میں ان کی وفات ہوئی۔ واللہ اعلم

۳۹۸۱۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الامام يستجب به العهور ۲۷۵۸۔

قاصدوں کے قتل کی ممانعت

۳۹۸۲۔ وَعَنْ نُعَيْمِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِرَجُلَيْنِ جَاءَا مِنْ عِنْدِ مُسَيْلَمَةَ ((أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ لَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا))۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ

۳۹۸۲۔ نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو آدمیوں سے فرمایا جو مسیلمہ کے پاس آئے تھے کہ خدا کی قسم! اگر اسلام میں قاصدوں اور سفیروں کے قتل کرنے کی ممانعت نہ ہوتی تو میں دونوں کی گردن اڑا دیتا۔ (احمد وابوداود)

توضیح: مسیلمہ کذاب نے آپ کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اس نے دو آدمیوں کو اپنا قاصد بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ یہ دونوں آدمی مسیلمہ کی نبوت پر ایمان لا چکے تھے جو واجب القتل تھے، اس لیے آپ نے فرمایا: میں تم دونوں کو قتل کر دیتا لیکن اسلام نے قاصدوں کے قتل سے منع فرمایا ہے، اس لیے اس وقت میں تم کو قتل نہیں کروں گا۔

غیر مسلموں سے بھی عہد پورا کرنا

۳۹۸۳۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ ((أَوْفُوا بِحَلْفِ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهٗ لَا يَزِيْدُهٗ يَعْنِي الْإِسْلَامَ إِلَّا شِدَّةً وَلَا تُحْدِثُوا حَلْفًا فِي الْإِسْلَامِ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ طَرِيْقِ حُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَمْرٍو وَقَالَ حَسَنٌ وَذُكِرَ حَدِيْثُ عَلِيٍّ الْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ فِي كِتَابِ الْقِصَاصِ

۳۹۸۳۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ میں بیان فرمایا تھا کہ جاہلیت کے زمانے میں عہد اور اقرار کو پورا کرو کیونکہ اسلام اس عہد اور اقرار کے پورا کرنے کو مضبوط کرتا ہے اب کسی نئے معاہدے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی قول وقرار کو پورا کرنا چاہیے، خواہ وہ اسلام لانے سے پہلے کیا ہو جس کو جاہلیت کا معاہدہ کہا جاتا ہے لیکن جاہلیت کے اسی معاہدے کو پورا کرنا چاہیے جو اسلام کے خلاف نہ ہو اگر وہ معاہدہ اسلام کے خلاف ہے اسلام لانے کے بعد اس کو نہیں پورا کرنا چاہیے۔ یہی مطلب حدیث لا حلف فی الاسلام کا ہے۔ یعنی اسلام میں وہ معاہدہ نہیں ہے جو جاہلیت کے زمانے میں ہوا کرتا تھا ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کو لوٹنے اور غارت کرنے کے لیے تیسرے قبیلے سے دوستی اور عہد کرنا اسلام میں ایسی دوستی اور عہد سے ممانعت ہوئی لیکن اب بھی اگر مظلوم کی مدد کرنے یا حق بات کو جاری کرنے کے لیے مسلمانوں کا ایک گروہ دوسرے گروہ سے معاہدہ کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

۳۹۸۴۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ ابْنُ النَّوَّاحَةِ وَابْنُ أُثَالٍ رَسُوْلَا مُسَيْلَمَةَ إِلَى

۳۹۸۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن نواحہ اور ابن اثال دونوں مسیلمہ کذاب کے قاصد بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

۳۹۸۲۔ حسن مسند احمد ۳/ ۴۷۸۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الرسل ۲۷۶۱ .

۳۹۸۳۔ حسن۔ سنن الترمذی کتاب السیر باب ما جاء فی الحلف ۱۵۸۵ .

۳۹۸۴۔ صحیح۔ مسند احمد ۱/ ۳۹۰، ۳۹۱ .

النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ لَهُمَا أَتَشْهَدَانِ أَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَا نَشْهَدُ أَنَّ مُسَیْلَمَةَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لَوْ كُنْتُ قَاتِلاً رَسُوْلاً لَقَتَلْتُكُمَا))۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَمَضَتِ السَّنَّةُ أَنَّ الرَّسُوْلَ لَا يُقْتَلُ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ

حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: کیا تم دونوں اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو ان دونوں نے کہا کہ ہم مسیلمہ کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا ہوں اگر میں قاصدوں کو قتل کرتا تو تم دونوں کو قتل کر دیتا۔ عبداللہ ابن مسعود نے کہا کہ سنت اسی طرح جاری ہے کہ قاصدوں کو نہیں قتل کیا جائے گا۔ (احمد)

❀❀❀❀

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ وَالْغُلُوْلِ فِيْهَا

غنیمتوں کی تقسیم اوراس میں خیانت کرنے کی مذمت

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ...... پہلی فصل

مسلمانوں کے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا

۳۹۸۵۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ رَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۳۹۸۵۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے پہلے کسی کے لیے غنیمت حلال نہیں تھی' اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھ کر ہمارے لیے غنیمت کو حلال کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

۳۹۸۶۔ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ فَرَاَيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَضَرَبْتُهٗ مِنْ وَّرَائِهٖ عَلٰى حَبْلِ عَاتِقِهٖ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَاَقْبَلَ عَلَیَّ فَضَمَّنِیْ ضَمَّةً وَّجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَاَرْسَلَنِیْ فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ مَابَالُ النَّاسِ فَقَالَ اَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ رَجَعُوْا وَجَلَسَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهٗ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهٗ سَلَبُهٗ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِیْ ثُمَّ جَلَسْتُ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهٗ فَقُمْتُ فَقَالَ مَالَكَ يَااَبَا قَتَادَةَ؟ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلَبُهٗ عِنْدِیْ

۳۹۸۶۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ جنگ حنین کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلے جب ہم کافروں سے ملے اور ہماری ان کی جنگ شروع ہوئی تو مسلمانوں کو شکست ظاہر ہونے لگی تو میں نے دیکھا کہ ایک مشرک مسلمان پر غالب اور مسلط ہو گیا ہے تو اس کے پیچھے سے میں نے اس کافر کی گردن پر تلوار ماری تو اس کی زرہ کو کاٹ دی وہ میری طرف متوجہ ہوا اور وہ مجھ سے چمٹ گیا اور اس زور سے اس نے مجھے پکڑا کہ موت کی بو میں نے پائی، پھر اس کو موت نے دبوچ دیا اور مجھے چھوڑ دیا اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے میں ملا اور میں نے کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا کہ وہ ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں اور شکست ہو رہی ہے انہوں نے کہا اللہ کا یہی حکم تھا یعنی تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا' پھر اس کے بعد دوبارہ لڑائی شروع ہوئی اور مسلمانوں کی فتح ہو گئی۔لوگ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ بیٹھ گئے اور یہ فرمایا جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہو اور اس پر گواہ ہو تو اس مقتول کافر کا سامان قاتل کو ملے گا' میں نے کہا کہ

۳۹۸۵۔ صحيح بخاری كتاب فرض الخمس باب قول النبی احلت لكم لغنائم ۳۱۲۴۔ مسلم كتاب الجهاد باب تحليل الغنائم ۱۷۴۷'۴۵۵۵ .

۳۹۸۶۔ صحيح بخاری كتاب المغازی باب قول الله ويوم حنين ۴۳۲۱۔ مسلم كتاب الجهاد باب استحقاق القائل سلب القتيل ۱۷۵۱'۴۵۶۶ .

فَارْضِهٖ مِنِّیْ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ لَاهَا اللّٰهِ اِذًا لَا یَعْمِدُ اِلٰی اَسَدٍ مِنْ اُسْدِ اللّٰهِ یُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَیُعْطِیْكَ سَلَبَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ صَدَقَ فَاَعْطِهٖ فَاَعْطَانِیْهِ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِیْ بَنِیْ سَلِمَةَ فَاِنَّهٗ لَاَوَّلُ مَالٍ تَاَثَّلْتُهٗ فِی الْاِسْلَامِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

میری کون گواہی دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا نبی کریم ﷺ نے پھر وہی بات فرمائی جو پہلے فرمایا تھا تو میں نے کہا کہ کون میری گواہی دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا پھر نبی ﷺ نے فرمایا تو میں نے کھڑے ہو کر پھر یہی کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ابوقتادہ کیا بات ہے کہ تم بار بار کھڑے ہوتے ہو، پھر بیٹھ جاتے ہو میں نے اپنے واقعہ کی خبر دی۔ ایک شخص نے کہا کہ ابوقتادہ سچ کہتے ہیں اور ان کے مقتول کا سامان میرے پاس ہے آپ ان کو راضی کر لیجیے اور یہ سامان مجھے دلا دیجیے حضرت ابوبکر نے کہا کہ خدا کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک شیر خدا ابوقتادہ کے اس معاملے میں ان کی مرضی کے خلاف کوئی کاروائی کی جائے جو اللہ اور رسول کی مرضی کے مطابق جنگ کرتا ہو کہ اس مقتول کا سامان ان کو نہ دیا جائے تجھ کو دیا جائے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر سچ کہتے ہیں تو وہ مال ان کو دے دو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے وہ سامان عنایت فرما دیا۔ میں نے اس مال سے قبیلہ بنوسلمہ میں ایک باغ خریدا جس کو میں نے مسلمان ہونے کے بعد سب سے پہلے حاصل کیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: حنین مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے، اس مقام پر جنگ ہوئی تھی، اس لیے اسلامی تاریخوں میں جنگ حنین مشہور جنگ ہے۔ سیرت النبیؐ میں ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو تمام قبائل نے خود پیش قدمی کی اور اسلام قبول کرنا شروع کر دیا لیکن ہوازن اور ثقیف پر اس کا الٹا اثر پڑا یہ قبیلے نہایت جنگجو اور فنون جنگ سے واقف تھے اسلام کو جس قدر غلبہ ہوتا جاتا تھا یہ زیادہ مضطر ہوتے تھے کہ ان کی ریاست اور امتیاز کا خاتمہ ہوا جاتا ہے۔ اس بنا پر فتح مکہ کے بعد ہوازن اور ثقیف کے رؤساء نے یہ سمجھ لیا کہ اب ان کی باری ہے، اس لیے انہوں نے ایک دوسرے سے مل کر مشورہ کیا اور آپس میں قرارداد ہو گئی کہ مسلمانوں کے خلاف جو اس وقت مکہ میں جمع ہیں ایک عام حملہ کر دیا جائے۔

اس قرارداد کے مطابق یہ قبائل بڑے زور وشور کے ساتھ خود حملہ کے لیے بڑھے' جوش کا یہ عالم تھا کہ ہر قبیلہ اپنے تمام اہل وعیال کو لے کر آیا تھا کہ بچے اور عورتیں ساتھ ہوں گی تو ان کی حفاظت کی غرض سے لوگ جانیں دے دیں گے۔

اس معرکہ میں اگرچہ ثقیف اور ہوازن کی تمام شاخیں شریک تھیں، تاہم کعب اور کلاب الگ رہے فوج کی سرداری کے لیے انتخاب تو مالک بن عوف کو کیا گیا جو قبیلہ ہوازن کا رئیس اعظم تھا لیکن شیر کی حیثیت سے درید بن الصمہ کو بھی ساتھ لے لیا گیا جو عرب کا مشہور شاعر اور قبیلہ جشم کا سردار تھا، اس کی شاعری اور بہادری کے معرکے اب تک عرب کی تاریخ میں یادگار ہیں لیکن اس کی عمر سو برس سے زیادہ ہو چکی تھی اور صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا تھا تاہم چونکہ عرب اس کو مانتا تھا اور اس کی رائے اور تدبیر پر تمام ملک کو اعتماد تھا خود مالک بن عوف نے اس سے شرکت کی درخواست کی' پلنگ پر اٹھا کر اس کو میدان جنگ میں لائے اس نے پوچھا کہ یہ کون سا مقام ہے؟ لوگوں نے کہا۔ اوطاس! بولا کہ ہاں یہ مقام جنگ کے لیے موزوں ہے اس کی زمین نہ بہت سخت ہے نہ اس قدر نرم کہ پاؤں دھنس جائیں، پھر پوچھا کہ بچوں کے رونے کی آوازیں کیسی آ رہی ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ بچے اور عورتیں ساتھ آئیں ہیں کہ کوئی شخص پاؤں پیچھے نہ ہٹائے بولا کہ جب پاؤں اکھڑ جاتے ہیں تو کوئی چیز روک نہیں سکتی میدان جنگ میں صرف تلوار کام دیتی ہے بدقسمتی ہے اگر شکست ہو تو عورتوں کی وجہ سے اور بھی ذلت ہو گی۔

پھر پوچھا کہ کعب اور کلاب بھی شریک ہیں یا نہیں؟ اور جب یہ معلوم ہوا کہ ان معزز قبیلوں کا ایک شخص بھی میدان جنگ میں نہیں تو کہا اگر آج کا دن عزت وشرف کا دن ہوتا تو کعب وکلاب غیر حاضر نہ ہوتے اس کی رائے تھی کہ میدان سے ہٹ کر کسی محفوظ مقام میں فوجیں جمع

کی جائیں اور وہیں اعلان جنگ کیا جائے لیکن مالک بن عوف نے جو تیس سالہ نوجوان تھا جوش شباب میں اس رائے کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ آپ خرف ہو چکے' آپ کی عقل بیکار ہو چکی رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں ان واقعات کی خبر پہنچی تو آپ نے تصدیق کے لیے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد کو بھیجا وہ جاسوس بن کر حنین میں آئے اور کئی دن تک فوج میں رہ کر تمام حالات تحقیق کیے آنحضرت ﷺ نے مجبوراً مقابلہ کی تیاریاں کیں۔

رسد اور سامان جنگ کے لیے قرض کی ضرورت پیش آئی عبداللہ بن ربیعہ جو ابو جہل کے بے مات بھائی تھے نہایت دولت مند تھے، ان سے تیس ہزار درہم قرض لئے۔ صفوان بن امیہ جو مکہ کا رئیس اعظم اور مہمان نوازی میں مشہور تھا لیکن اب تک اسلام نہیں لایا تھا، اس لیے آنحضرت ﷺ نے اسلحہ جنگ مستعار مانگے اس نے سو زرہیں اور ان کے لوازمات پیش کیے۔

صحیح بخاری کی دوسری روایت میں ہے۔ انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبدالمطلب۔ میں پیغمبرؐ ہوں میں جھوٹا نہیں ہوں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نہایت بلند آواز تھے آپ نے ان کو حکم دیا کہ مہاجرین اور انصار کو آواز دو انہوں نے نعرہ مارا یا معشر الانصار۔ یا اصحاب الشجرۃ۔ اے گروہ انصار اور اے اصحاب الشجر! بیعت رضوان والے اس پر اثر آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ تمام فوج فوراً پلٹ پڑی جن لوگوں کے گھوڑے کشمکش اور گھمسان کی وجہ سے مڑ نہ سکے انہوں نے زرہیں پھینک دیں اور گھوڑوں سے کود پڑے فوراً لڑائی کا رنگ بدل گیا کفار بھاگ نکلے اور جو رہ گئے ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں۔ بنو مالک جو ثقیف کی ایک شاخ تھی جم کر لڑے لیکن ان کے ستر آدمی مارے گئے اور جب ان کا علم بردار عثمان بن عبداللہ مارا گیا تو وہ بھی ثابت قدم نہ رہ سکے بلکہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ باقی تفصیل کتب سیر و تاریخ میں ملاحظہ فرمائیے۔

مال غنیمت میں گھوڑے کا بھی حصہ

٣٩٨٧۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْهَمَ لِلرَّجُلِ وَلِفَرَسِهٖ ثَلٰثَةَ اَسْهُمٍ سَهْمًا لَهٗ وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٨٧۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرد مجاہد اور اس کے گھوڑے کے لیے غنیمت کے مال میں سے تین حصے مقرر فرمائے۔ ایک حصہ آدمی کے لیے اور دو حصے اس گھوڑے کے لئے۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یعنی غنیمت کے مال میں سے پیدل چلنے والے کو ایک حصہ ملے گا اور سواری کو دو حصہ۔ ایک حصہ اس کا اور دو حصہ سواری کا گویا گھوڑا بھی مجاہد ہے اس کے کھانے پینے کے سلسلے میں گھوڑے کو دو حصہ دیا جاتا ہے۔

عورتوں کو جہادی خدمات کے عوض انعام دیا جا سکتا ہے

٣٩٨٨۔ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ الْحَرُوْرِيُّ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهٗ عَنِ الْعَبْدِ وَالْمَرْاَةِ يَحْضُرَانِ الْمَغْنَمَ هَلْ يُقْسَمُ لَهُمَا فَقَالَ لِيَزِيْدَ اُكْتُبْ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَيْسَ لَهُمَا سَهْمٌ اِلَّا اَنْ يُحْذَيَا وَفِىْ رِوَايَةٍ كَتَبَ اِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّكَ

٣٩٨٨۔ حضرت یزید بن ہرمز بیان کرتے ہیں کہ نجدہ حروری نے حضرت ابن عباسؓ کے پاس خط لکھ کر یہ دریافت کیا کہ جنگ میں غلام اور عورت شریک ہو جائیں تو غنیمت کے مال میں سے ان دونوں کو حصہ دیا جائے یا نہیں۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے یزید بن ہرمز سے فرمایا: تم میری طرف سے یہ لکھ دو کہ ان دونوں کو غنیمت کے مال میں کچھ حصہ نہیں ہے۔ انعام اور

٣٩٨٧۔ صحیح بخاری کتاب الجهاد باب سهام الفرس ٢٨٦٣۔ مسلم کتاب الجهاد باب کیفیة قسمة الغنیمة ١٧٦٢، ٤٥٨٦.

٣٩٨٨۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد باب النساء الغازیات ١٨١٢.

كَتَبْتَ تَسْاَلُنِىْ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْ بِالنِّسَاءِ وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَقَدْ كَانَ يَغْزُوْ بِهِنَّ يُدَاوِيْنَ الْمَرْضٰى وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَاَمَّا السَّهْمُ فَلَمْ يُضْرَبْ لَهُنَّ بِسَهْمٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

بخشش کے طور پر کچھ ان کو دیا جا سکتا ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ جواب لکھایا کہ تم نے جو یہ سوال کیا ہے کیا رسول اللہ ﷺ عورتوں کو جہاد میں شریک ہونے دیتے تھے یا نہیں؟ اور غنیمت کے مال میں سے ان کو کچھ حصہ دیتے تھے یا نہیں تو رسول اللہ ﷺ عورتوں کو جہاد میں شریک ہونے کی اجازت دیا کرتے تھے اور یہ عورتیں جہاد میں بیماروں کی دوا دارو کرتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ تو انعام اور بخشش کے طور پر ان کو دے دیا جاتا تھا۔ لیکن غنیمت میں سے آپ ﷺ نے کوئی خاص حصہ نہیں مقرر فرمایا۔ (مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بہادری کا قصہ

۳۹۸۹۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِهٖ مَعَ رَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا مَعَهٗ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا اِذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْفَزَارِيُّ قَدْ اَغَارَ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ عَلٰى اَكَمَةٍ فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَادَيْتُ ثَلٰثًا يَا صَبَاحَاهُ ثُمَّ خَرَجْتُ فِىْ اٰثَارِ الْقَوْمِ اَرْمِيْهِمْ بِالنَّبْلِ وَارْتَجِزُ اَقُوْلُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ۔ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ۔ فَمَا زِلْتُ اَرْمِيْهِمْ وَاَعْقِرُبِهِمْ حَتّٰى مَاخَلَقَ اللّٰهُ مِنْ بَعِيْرٍ مِنْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا خَلَّفْتُهٗ وَرَاءَ ظَهْرِىْ ثُمَّ اتَّبَعْتُهُمْ اَرْمِيْهِمْ حَتّٰى اَلْقَوْا اَكْثَرَمِنْ ثَلٰثِيْنَ بُرْدَةً وَّثَلٰثِيْنَ رُمْحًا يَسْتَخِفُّوْنَ وَلَا يَطْرَحُوْنَ شَيْئًا اِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ اٰرَامًا مِنَ الْحِجَارَةِ يَعْرِفُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى رَاَيْتُ فَوَارِسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَحِقَ اَبُوْقَتَادَةَ فَارِسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ اَبُوْقَتَادَةَ وَخَيْرُ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ))۔ قَالَ ثُمَّ اَعْطَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمَيْنِ سَهْمُ الْفَارِسِ وَسَهْمُ الرَّاجِلِ فَجَمَعَهُمَا لِىْ جَمِيْعًا ثُمَّ اَرْدَفَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَاءَهٗ عَلٰى

۳۹۸۹۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواریوں کو رباح نامی غلام کے ہمراہ جنگل میں چرنے کے لیے بھیجا تھا اور میں اس کے ساتھ تھا۔ صبح کے وقت عبدالرحمٰن فزاری ڈاکو نے ان اونٹوں پر ڈاکہ ڈال کر لوٹ لیا۔ میں ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور مدینے کے جانب منہ کر کے تین مرتبہ زور زور سے چلایا کہ لوگو ہوشیار ہو جاؤ دشمن نے صبح کے وقت غارت ڈالی ہے یہ آواز لگا کر میں عبدالرحمٰن اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے تیر مارتا ہوا اور یہ شعر رجز کے طور پر پڑھتا ہوا چلا: میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کے دن کمیوں کے ہلاکت کا دن ہے۔ یہ کہتا جاتا اور ان ڈاکوؤں پر تیر برساتا جاتا یہاں تک کہ سب سواریاں چھڑا لیں اور اپنے پیچھے کر کے ان پر نشان ڈال کر تیراندازی کرتا ہوا بڑھتا جاتا یہاں تک ان ڈاکوؤں نے تیس چادریں اور تیس نیزے پھینک دیے تاکہ ان کے بھاگنے میں آسانی ہو اور جو چیز میں ان سے چھڑا لیتا اس پر کوئی نشانی رکھ دیتا تاکہ یہ دوسرا سمجھ لے کہ یہ کسی مسافر کی رکھی ہوئی چیز ہے وہ نہیں اٹھاتا تھا اور تاکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی اس راستے سے گزریں کہ وہ نشان دیکھ کر پہچان کر لیں یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اور آپ کے شہسواروں کو آتا ہوا دیکھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ کے شہسوار ابوقتادہ عبدالرحمٰن ڈاکو سے ملے اور اس کو مار ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج کے دن ہمارے سواروں میں سے ابوقتادہ سب سے اچھے شہسوار ہیں اور پیدل چلنے والوں میں سب سے بہتر سلمہ ابن اکوع ہیں۔ سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو حصے عطا فرمایا۔ ایک سوار کا اور ایک حصہ پیدل چلنے والے کا میں نے ان دونوں حصوں کو اپنے پاس جمع کر لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے واپسی کے وقت

۳۹۸۹۔ صحیح مسلم کتاب الجهاد باب غزوة ذی قر ۱۸۰۷، ٤٦٨٤، ٤٦٨٦۔

الْعَضْبَآءِ رَاجِعِيْنَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیا اور ہم عضباء اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ واپس آئے۔(مسلم)

توضیح: اس حدیث کے راوی حضرت سلمہ بن اکوع ہیں جو عرب کے مشہور پہلوان پیدل تیز دوڑنے میں تمام صحابہ سے ممتاز تھے۔ صاحب اصابہ لکھتے ہیں کان من الشجعان و یسبق الفرس عدوا. یعنی وہ بہادروں میں سے ایک تھے اور دوڑ میں گھوڑوں سے مقابلہ کرتے تھے اور ان سے آگے بڑھ جاتے تھے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بہتر سواروں میں ابوقتادہ اور بہتر پیادوں میں سلمہ بن اکوع ہیں۔اس تعریف کے بعد آپ کو دو حصے دیے سوار کا الگ اور پیدل کا الگ۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ ۶ ھ میں مشرف با اسلام ہوئے اس کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے مدینہ آنے کے بعد قریب قریب تمام غزوات میں شریک رہے سب سے پہلے غزوۂ حدیبیہ میں شریک ہوئے اور خلعت امتیاز حاصل کیا۔صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں بیعت رضوان کو تاریخ اسلام میں خاص اہمیت حاصل ہے۔

جب آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر مسلمانوں سے موت پر بیعت لینی شروع کی تو سلمہؓ نے تین مرتبہ بیعت کی۔پہلی مرتبہ سے اول جماعت کے ساتھ بیعت کر چکے تھے۔دوبارہ آنحضرت ﷺ کی نظر پڑی تو فرمایا سلمہ بیعت کرو۔عرض کی یا رسول اللہ! جاں نثار پہلے ہی بیعت کر چکا ہے۔فرمایا کیا حرج ہے دوبارہ سہی اس وقت سلمہ نہتے تھے آنحضرت ﷺ نے ایک ڈھال عنایت فرمائی۔تیسری مرتبہ آنحضرت ﷺ کی نظر پڑی تو فرمایا: سلمہ بیعت نہیں کرو گے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! دو مرتبہ بیعت کر چکا ہوں۔فرمایا تیسری مرتبہ سہی، چنانچہ انہوں نے سہ بار بیعت کی آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ سلمہ ڈھال کیا کی؟ عرض کی میرے چچا بالکل خالی ہاتھ تھے ان کو دے دی۔آپ نے ہنس کر فرمایا تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے کہ اس نے دعا کی خدایا مجھ کو ایسا دوست دے جو مجھ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہو۔ابھی بیعت کا سلسلہ جاری تھا کہ اہل مکہ اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوگئی اور لوگ مطمئن ہو کر ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے سلمہ بھی ایک درخت کے نیچے لیٹ رہے ان کے جانے کے بعد چاروں ہتھیار اتار کر اطمینان سے لیٹ گئے ابھی لیٹے ہی تھے کہ کسی نے نعرہ لگایا مہاجرین دوڑ نا ابن زنیم قتل کر دیے گئے یہ آواز سن کر سلمہ نے ہتھیار سنبھال لیے اور مشرکین کی طرف لپکے یہ سو رہے تھے سلمہ نے ان کے اسلحہ پر قبضہ کر کے ان سے کہا خیر اسی میں ہے کہ سیدھے میرے ساتھ چلے چلو خدا کی قسم! جس نے سر اٹھایا اس کی آنکھیں پھوڑ دوں گا، چنانچہ ان سب کو کشاں کشاں لا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ان کے چچا عامر بھی ستر اکہتر مشرک گرفتار کر کے لائے تھے لیکن رحمت عالم نے سب کو چھوڑ دیا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی: وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ. اور وہ خدا ہی تھا جس نے مکہ کی وادی میں تم کو کافروں پر فتح یاب کرنے کے بعد ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا۔

مسلمانوں کا قافلہ مدینہ طیبہ سے واپسی میں ایک پہاڑ کے قریب خیمہ زن ہوا مشرکین کی نیت کچھ بد تھی آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ہوگئی اور پڑاؤ کی نگرانی کی ضرورت محسوس ہوئی، چنانچہ آپ نے اس شخص کے لیے دعائے مغفرت کی جو پہاڑ پر چڑھ کر نگرانی کرے۔سلمہ نے یہ سعادت حاصل کی اور رات بھر میں کئی مرتبہ پہاڑ پر چڑھ کر آہٹ سنتے رہے۔

غزوۂ قردہ

آنحضرت ﷺ کے کچھ اونٹ ذی قردہ کی چراگاہ میں چرتے تھے ان کو غطفان کے لوگ ہنکا لے گئے سلمہ بن اکوع طلوع فجر کے قبل

گھر سے نکلے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام نے ان سے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے اونٹ لٹ گئے پوچھا کس نے لوٹا؟ کہا بنو عطفان نے۔ یہ سن کر آپ نے اس زور کا نعرہ لگایا کہ مدینہ کے اس سرے سے اس سرے تک آواز گونج گئی اور تن تنہا ڈاکوؤں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے وہ پانی تلاش کر رہے تھے کہ سلمہ پہنچ گئے یہ بہت اچھے تیر انداز تھے تاک تاک کر تیر برسانا شروع کر دیے تیر برساتے جاتے تھے اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے: انا ابن الاکوع ☆ الیوم یوم الرضع۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کا دن ہلاکت کا دن ہے۔

اور اس قدر تیر اندازی کی کہ ڈاکوؤں کو اونٹ چھوڑ کر جانا پڑا اور بدحواسی میں اپنی چادریں بھی چھوڑ گئے اس درمیان میں آنحضرت ﷺ بھی لوگوں کو لے کر پہنچ گئے۔ سلمہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے ان لوگوں کو پانی نہیں پینے دیا ہے اگر ابھی ان کا تعاقب کیا جائے تو مل جائیں گے لیکن رحمت عالمؐ نے فرمایا: قابو پانے کے بعد درگزر کرو۔

خیبر

اس کے بعد ہی خیبر کی مہم میں داد شجاعت دی۔ فتح خیبر کے بعد اس شان سے لوٹے کہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک میں ہاتھ دیے ہوئے تھے۔ غزوۂ خیبر کے بعد غزوہ ثقیف وہوازن میں شریک ہوئے اس غزوہ کے دوران میں ایک شخص مسلمانوں کے لشکر گاہ میں اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اس کو باندھ کر مسلمانوں کے ساتھ ناشتہ میں شریک ہو گیا۔ اس کے بعد چاروں طرف نظر ڈال کر مسلمانوں کی طاقت کا جائزہ لیا اور اونٹ پر سوار ہو کر تیزی سے نکل گیا۔ اس طرح اچانک آنے اور فوراً چلے جانے سے مسلمانوں کو جاسوسی کا شبہ ہوا ایک شخص نے اس کا تعاقب کیا۔ سلمہؓ نے بھی پیچھا کیا اور آگے بڑھ کر اس کو پکڑ لیا اور تلوار کا ایسا کاری وار کیا کہ ایک ہی وار میں وہ ڈھیر ہو گیا اور اس کی سواری پر قبضہ کر کے واپس ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا تو پوچھا اس شخص کو کس نے قتل کیا؟ لوگوں نے عرض کیا: سلمہؓ نے فرمایا مقتول کا سب سامان ان کا ہے۔

سریہ بنی کلاب

۷ ھ میں آنحضرت ﷺ نے ایک دستہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں بنوفزارہ کی طرف بھیجا اس میں سلمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے تن تنہا سات خاندانوں کو تہ تیغ کیا جو لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے ان کی عورتوں کو گرفتار کر لیا ان میں سے ایک لڑکی نہایت حسین تھی اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا وہ جب اسے لے کر مدینہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ لڑکی میرے حوالہ کر دو۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں نے ابھی تک ہاتھ نہیں لگایا ہے اور وہ لڑکی لاکر حاضر کر دی آنحضرت ﷺ نے اس کو مکہ مکرمہ بھیج کر اس کے بدلہ میں ان چند مسلمانوں کو آزاد کرایا جو کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے تھے۔

غزوات کی مجموعی تعداد

اسلام لانے کے بعد حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیشتر غزوات میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ چودہ غزوات میں انہوں نے شرکت کی ان میں سے سات میں آنحضرت ﷺ کی ہم رکابی کا شرف حاصل ہوا۔ اور سات وہ تھے جو آنحضرت ﷺ نے مختلف اطراف میں بھیجے۔ اور مستدرک کی روایت کے مطابق ان غزوات کی تعداد سولہ تک پہنچ جاتی ہے۔

وفات

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد سے برابر مدینہ منورہ میں رہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ چھوڑ کر مقام ربذہ میں سکونت اختیار کر لی وہاں شادی کی اور اولادیں ہوئیں۔

بروایت بخاری شریف ۷ ھ میں، پھر مدینہ واپس ہوئے۔ واپسی کے دو ہی چار دن کے بعد وفات پائی اور گھوم پھر کر بالآخر دیار حبیبؐ

کی خاک کا پیوند ہوئے۔ انا للہ (اصابہ ملخص سیر صحابہ)

بعض مجاہدین کی خصوصی حوصلہ افزائی

٣٩٩٠۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَّبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِاَ نْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوٰى قِسْمَةِ عَامَّةِ الْجَيْشِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٩٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جن لوگوں کو لشکروں میں بھیجا کرتے تھے ان میں سے بعض بعض مجاہدوں کو خاص طور پر عام حصے سے زیادہ ہمت افزائی کے طور پر حصہ دیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

٣٩٩١۔ وَعَنْهُ قَالَ نَفَّلَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَفْلًا سِوٰى نَصِيْبِنَا مِنَ الْخُمْسِ فَاَصَابَنِىْ شَارِفٌ وَالشَّارِفُ الْمُسِنُّ الْكَبِيْرُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٩١۔ انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اس حصے کے علاوہ جو خمس میں سے ہم کو ملا کرتا تھا کچھ زیادہ حصہ ہم کو دیا کہ اس میں سے ایک معمر اونٹنی مجھے ملی۔ (بخاری ومسلم)

٣٩٩٢۔ وَعَنْهُ قَالَ ذَهَبَتْ فَرَسٌ لَهٗ فَاَخَذَهَا الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِىْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِىْ رِوَايَةٍ اَبَقَ عَبْدٌ لَهٗ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَدَّ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٩٩٢۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کا یہ گھوڑا بھاگ گیا جس کو دشمنوں نے پکڑ لیا اور اپنے قبضے میں کر لیا، پھر جب مسلمانوں کا غلبہ ان دشمنوں پر ہوا تو غنیمت کے طور پر وہ گھوڑا بھی واپس لے آئے وہ گھوڑا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو واپس کر دیا گیا۔ غنیمت میں نہیں شامل کیا گیا ایسا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوا ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا غلام بھاگ گیا اور رومیوں سے مل گیا، جب مسلمانوں کا غلبہ ان رومیوں پر ہوا اور مسلمان فتح یاب ہو گئے تو حضرت خالد بن ولید نے اس غلام کو عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو واپس دے دیا اور یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ہوا۔ (بخاری)

توضیح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی گھوڑا یا غلام کافروں کے قبضے میں چلا جائے، پھر دوبارہ مسلمان اس چیز پر قابض ہو جائیں تو جس کی وہ چیز ہے اسی کو دی جائے گی غنیمت میں شامل کر کے اس کو اس میں سے سب کا حصہ نہیں لگایا جائے گا۔

مال غنیمت میں خمس رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھا

٣٩٩٣۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَشَيْتُ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَا اَعْطَيْتَ بَنِىْ الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمْسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ فَقَالَ اِنَّمَا بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ ﷺ لِبَنِىْ عَبْدِ شَمْسٍ وَبَنِىْ نَوْفَلٍ شَيْئًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٩٩٣۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے خیبر کے خمس سے بنی مطلب کو دیا اور ہم کو چھوڑ دیا اور ہم سب مرتبے میں ایک ہیں یعنی نسب میں ہم سب برابر ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو کچھ نہیں دیا، یعنی حضرت عثمان اور حضرت جبیر کو کچھ نہیں دیا۔ (بخاری)

٣٩٩٠۔ صحيح بخارى كتاب فرض الخمس باب ومن الدليل على ان الخمس ٣١٣٥۔ مسلم كتاب الجهاد وباب الانفال ١٧٥٠، ٤٥٦٠.

٣٩٩١۔ صحيح مسلم كتاب الجهاد باب الانفال ١٧٥٠، ٤٥٦٣.

٣٩٩٢۔ صحيح بخارى كتاب الجهاد باب اذا غنم المشركون ٣٠٦٧.

٣٩٩٣۔ صحيح بخارى كتاب المغازى باب غزوة خيبر ٤٢٢٩.

توضیح: خیبر کی غنیمت خمس میں سے آپ نے بنی مطلب کو دیا اور حضرت عثمان بن عفان اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما کو نہیں دیا حالانکہ نسب میں سب برابر ہیں کیونکہ یہ سب عبد مناف کی اولاد ہیں ان سب کا شجرۂ نسب اس طرح سے ہے کہ جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف اور عثمان کا شجرۂ نسب اس طرح سے ہے کہ عثمان بن عفان ابوالعاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف۔ اور رسول اللہ ﷺ کا شجرہ نسب یہ ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن عبد مناف۔ تو عبد مناف میں سب جمع ہو گئے اور سب کا رشتہ ایک ہو گیا تو مطلب کی اولاد کو آپ نے دیا اور عبدالشمس اور نوفل کی اولاد کو نہیں دیا یہی شکایت لے کر یہ دونوں بزرگوار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس کی وجہ یہ ہے کہ بنی عبدشمس اور بنی نوفل کی جاہلیت کے زمانے میں مخالفت تھی بنو ہاشم کے ساتھ تو ان دونوں نے بنو ہاشم کے خلاف معاہدہ کیا تھا کہ ان سے ترک موالات رکھیں گے اور شادی بیاہ نہیں کریں گے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کو ہمارے سپرد نہیں کر دیں گے اس لیے آپ نے بنونوفل اور عبدشمس کو محروم کر دیا اور بنو ہاشم کی دلجوئی کی اور انہیں خمس میں سے دیا۔ واللہ اعلم

٣٩٩٤۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَيُّمَا قَرْيَةٍ اَتَيْتُمُوْهَا اَقَمْتُمْ فِيْهَا فَسَهْمُكُمْ فِيْهَا وَاَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ خُمُسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

٣٩٩٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بستی میں تم آ گئے اور اس میں ٹھہر گئے تو اس میں تمہارا حصہ ہے اور جس بستی والوں نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی اس بستی کے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ خدا اور اس کے رسول کا ہے، پھر باقی تمہارا ہے۔ (مسلم)

توضیح: یعنی جس بستی میں بغیر جنگ اور لڑائی کے تم آ گئے وہاں کے رہنے والوں نے بستی خالی کر دی اور تم سے انہوں نے صلح کر لی تم مقیم ہو گئے تو وہ مال فے ہے یعنی خاص تمہارا ہی نہیں ہے بلکہ دوسرے مسلمان بھی اس میں حصے دار ہیں اور جہاں کے رہنے والوں نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی اور تم لوگوں نے بذریعہ طاقت وزور جنگ کو فتح کر لیا تو وہ مال غنیمت ہے اس لیے اس کے پانچ حصے کر دیے جائیں گے پانچواں حصہ خدا اور رسول کا ہے اور چار حصے تم مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا۔

مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کے لیے آگ ہے

٣٩٩٥۔ وَعَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ رِجَالاً يَتَخَوَّضُوْنَ فِیْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ))۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

٣٩٩٥۔ حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ بہت سے لوگ اللہ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں تو قیامت کے روز ان کے لیے آگ ہے۔ (بخاری)

توضیح: یعنی مال فے یا مال غنیمت یا مال زکوٰۃ وغیرہ میں بغیر شرعی حق کے جو لوگ تصرف کرتے ہیں اور لے لیتے ہیں تو قیامت کے روز ان کے واسطے سخت سزا ہے۔

٣٩٩٦۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ

٣٩٩٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ وعظ فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو اس وعظ میں غلول و خیانت کا ذکر

٣٩٩٤۔ صحيح مسلم كتاب الجهاد باب حكم الفئى ١٧٥٦، ٤٥٧٤ .

٣٩٩٥۔ صحيح بخارى كتاب فرض الخمس باب قول الله تعالىٰ فان لله خمسه ٣١١٨ .

٣٩٩٦۔ صحيح بخارى كتاب الجهاد باب الغلول ٣٠٧٣۔ مسلم كتاب الامارة باب غلظ تحريم الغلول ١٨٣١، ٤٧٣٤ .

فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ اَمْرَهُ ثُمَّ قَالَ ((لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَّهُ رُغَاءٌ يَّقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ فَيَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ))۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا الْفظُ مُسْلِمٍ وَهُوَ اَتَمُّ

خصوصیت سے فرمایا اور اس کا گناہ اور اس کی بہت بڑی اہمیت بیان فرمائی، چنانچہ ارشاد فرمایا: میں تم کو قیامت کے دن اس حال میں ہرگز نہ پاؤں کہ تم میں کوئی اپنی گردن پر اونٹ لادے ہوئے آ رہا ہو اور وہ بلبلاتا ہو، یعنی غنیمت وغیرہ کے مال میں سے خیانت کی ہوگی اور چرالیا ہوگا تو اس اونٹ کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے میرے سامنے سفارش کے لیے آئے گا اور کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمایئے تو اس وقت میں اس کو صاف جواب دے دوں گا کہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں نہ تیری امداد کرسکتا ہوں' کیونکہ دنیا میں میں نے یہ بات پہنچادی تھی کہ جو چوری کرے گا وہ اسی چیز کو لے کر خدا کے سامنے حاضر ہوگا میں اس کی حمایت نہیں کروں گا اور ہرگز نہ پاؤں میں تم میں سے کسی کو کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر گھوڑا لیے ہوئے آ رہا ہو اور گھوڑا ہنہنا کر آواز کرتا ہو تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ چوری کا گھوڑا ہے وہ میرے پاس آ کر کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد کیجئے تو میں اس سے کہوں گا میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، اس لیے کہ میں نے دنیا میں تجھ کو یہ حکم پہنچا دیا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں تم کو ہرگز نہ پاؤں کہ قیامت کے دن کوئی اپنی گردن پر بکری لادے ہوئے آ رہا ہو اس بکری کے لیے آواز ہوگی وہ میرے پاس آئے گا اور کہے گا یا رسول اللہ! آپ میری امداد فرمائیں میں کہوں گا کہ تیرے لیے کچھ نہیں کرسکتا میں یہ حکم تجھ کو پہنچا چکا تھا، پھر فرمایا: ہرگز تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن کسی انسان وغیرہ غلام لادے ہوئے گا وہ چیختا ہوا ہوگا میرے پاس آ کر کہے گا یا رسول اللہ میری امداد کیجئے میں کہوں گا میں تیرے لیے کچھ نہیں کرسکتا میں یہ حکم دنیا میں پہنچا چکا ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا ہرگز نہ پاؤں تم کو اس حالت میں کہ قیامت کے دن اپنی گردن پر کپڑا لادے ہوئے آئے گا یعنی دنیا میں اس نے غنیمت کے مال میں سے کپڑے کی خیانت کرلی تھی یا کسی کا کپڑا چرالیا تھا یا بغیر حق کے غیروں کے کپڑا پہنا' ہو وہ کپڑے ہلتے اور حرکت کرتے ہوں گے وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد کیجئے میں کہوں گا میں تیرے لیے کچھ نہیں کرسکتا میں یہ حکم دنیا میں پہنچا چکا تھا پھر فرمایا: قیامت کے دن تم کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ کوئی اپنی گردن پر بے زبان چیزیں، مثلاً: سونا اور چاندی وغیرہ لادے ہوئے آئے گا وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد کیجئے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کرسکتا میں نے دنیا میں یہ حکم تجھ کو پہنچا دیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ (آل عمران)

''جو شخص خیانت کرے گا وہ خیانت کردہ چیز قیامت کے دن لے کر آئے گا پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ذرہ برابر حق تلفی نہ کی جائے گی''۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر حدیث صحیحہ میں مذکور ہے۔

٣٩٩٧۔ وَعَنْهُ ﷺ قَالَ اَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غُلَامًا يُّقَالُ لَهٗ مِدْ غَمٌ فَبَيْنَمَا مِدْ غَمٌ يَحُطُّ رَحْلاً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَصَابَهٗ سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((كَلَّا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِىْ اَخَذَ هَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا))۔ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰالِكَ النَّاسُ جَلِ رِجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْشِرِ اكَيْنِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ اَوْشِرِ اكَانَ مِنْ نَارٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

٣٩٩٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیے میں ایک غلام دیا جسے ''مدغم'' کہا جاتا تھا وہ سفر میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کا کجاوہ کھول رہا تھا اچانک ایک اجنبی تیر اس کو لگ گیا جس سے وہ شہید ہوگیا لوگوں نے اس کے جنتی ہونے کی مبارک باد دی' یعنی اللہ کے راستے میں شہید ہوگیا تو جنتی ہی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جنگ خیبر میں غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے جو چادر اس نے چرا لی تھی وہ تقسیم نہیں ہوئی تھی وہ چادر اس غلام پر دوزخ کی آگ بھڑکا رہی ہے چونکہ اس نے خیانت کی جب لوگوں نے یہ سنا تو ایک صاحب اٹھے چمڑے کا ایک یا دو تسمے لا کر پیش کر دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ آگ کے ایک یا دو تسمے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

٣٩٩٨۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهُوَ فِى النَّارِ فَذَ هَبُوْا يَنْظُرُوْنَ فَوَجَدُوْ ا عَبَادَةً قَدْ غَلَّهَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ

٣٩٩٨۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامان میں ایک کرکرہ نامی غلام تھا جو آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ جہاد میں اس کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جہنم میں گیا لوگوں نے جا کر اس کا سامان دیکھا تو اس کے سامان میں ایک کمبل کا چغہ پایا جس کو اس نے غنیمت کے مال میں سے چرا لیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

مال غنیمت میں کھانے پینے کی اشیاء میں رعایت

٣٩٩٩۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ كُنَّا نُصِيْبُ فِىْ مَغَازِيْنَا الْعَسَلَ وَ الْعِنَبَ فَنَا كُلُهٗ وَلاَ نَرْفَعُهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ

٣٩٩٩۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ میں ہم کو شہد اور انگور غنیمت میں مل جاتا تھا تو ہم لوگ کھا لیتے تھے اور اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے نہیں لے جاتے تھے۔ (بخاری)

توضیح: یعنی کھانے پینے کی چیزیں امام کی اجازت سے لے لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسے کوئی مجاہد جنگ کرتے کرتے پیاسا ہو جائے اور غنیمت میں پانی مل جائے تو پی سکتا ہے اس طرح سے کھانے پینے کی چیز بھوکے مجاہد کو مل جائے تو وہ بھی کھا سکتا ہے یہ غلول میں داخل نہیں۔

٤٠٠٠۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَصَبْتُ جِرَابًا مِنْ شَحْمٍ يَوْمَ خَيْبَرَ فَالْتَزَ مْتُهٗ

٤٠٠٠۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ میں مجھے ایک تھیلی ملی جس میں چربی بھری ہوئی تھی میں نے اسے لے لیا اور میں نے

٣٩٩٧۔ صحيح بخارى كتاب الايمان والنذور باب هل يدخل فى الايمان ٦٧٠٧۔ مسلم كتاب الايمان باب غلط تحريم الغلول ١١٥' ٣١٠.

٣٩٩٨۔ صحيح بخارى كتاب الجهاد باب التغليل من الغلول ٣٠٧٤.

٣٩٩٩۔ صحيح بخارى كتاب فرض الخمس باب ما يصيب من الطعام ٣١٥٤.

٤٠٠٠۔ صحيح بخارى كتاب فرض الخمس باب يصيب الطعام ٣١٥٣۔ مسلم كتاب الجهاد باب جواز الاكل من طعام ١٧٧٢' ٤٦٠٥.

فَقُلْتُ لَا اُعْطِي الْيَوْمَ اَحَدًا مِنْ هٰذَا شَيْئًا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ اِلَيَّ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا اُعْطِيكُمْ فِيْ بَابِ الرِّزْقِ الْوُلَاةِ

کہا کہ اس میں سے کسی کو نہیں دوں گا تو مڑ کے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

توضیح : یہ آپ کا مسکرانا ایسے وقت میں اجازت کے حکم میں ہے (اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث **ما اعطیکم فی باب رزق الولاۃ** بیان کردی گئی ہے)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ...... دوسری فصل

مال غنیمت امت محمدیہ کی فضیلت

٤٠٠١۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ فَضَّلَنِيْ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ اَوْقَالَ فَضَّلَ اُمَّتِيْ عَلَى الْاُمَمِ وَاَحَلَّ لَنَا الْغَنَائِمَ))۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۴۰۰۱۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام نبیوں پر فضیلت بخشی ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر فوقیت دی ہے اور ہمارے لیے غنیمتوں کو حلال کیا ہے۔ (جو پہلے کسی امت کے لیے حلال نہ تھی)۔ (ترمذی)

مقتول کا مال اس کے قاتل کو ملے گا

٤٠٠٢۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَوْمَئِذٍ يَعْنِيْ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهُ سَلْبُهُ))۔ قَتَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَوْمَئِذٍ عِشْرِيْنَ رَجُلًا وَاَخَذَ اَسْلَابَهُمْ۔ رَوَاهُ الدَّرَامِيُّ

۴۰۰۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کے دن یہ فرمایا تھا کہ جس نے کافر کو مار ڈالا تو مقتول کا سارا مال قاتل کو ملے گا، اس دن ابوطلحہ نے بیس کافروں کو مارا تھا تو ان سب کے سامانوں کو لے لیا۔ (دارمی)

٤٠٠٣۔ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى فِي السَّلَبِ وَلِلْقَاتِلِ لَمْ يُخَمِّسِ السَّلَبَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۴۰۰۳۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے مال کے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ سارا مال قاتل کو ملے گا اور اس میں سے خمس نہیں نکالا جائے گا جس طرح غنیمت میں سے خمس نکالا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

٤٠٠٤۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَفَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ سَيْفَ اَبِيْ جَهْلٍ وَكَانَ قَتَلَهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۴۰۰۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر کے دن ابوجہل کی تلوار مجھے عنایت فرمائی جس سے انہوں نے مارا تھا۔ (ابوداؤد)

٤٠٠١۔ صحيح۔ سنن الترمذی کتاب السير باب ما جاء فی الغنيمة ١٥٥٣ .

٤٠٠٢۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد ٢٧١٨۔ دارمی کتاب السير باب من قتل قتيلا فله سلبه ٢/ ٢٢٩ ح ٢٤٨٧ .

٤٠٠٣۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی السلب لا يخمس ٢٧٢١ .

٤٠٠٤۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب من اجار علی جريح ٢٧٢٢ .

توضیح: ابوجہل کو مارنے والے دو انصاری نوجوان تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی اس کے مارنے میں شریک ہو گئے تھے، اس طرح سے کہ ان دونو جوان بہادروں نے ابوجہل کو مار کر زمین پر گرا دیا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کے سر کو تلوار سے کاٹ کر دھڑ سے جدا کر دیا تھا تو ابوجہل کی تلوار بخشش کے طور پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو عنایت فرما دی۔

٤٠٠٥۔ وَعَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى آبِى اللَّحْمِ رضی اللہ عنہ قَالَ شَهِدْتُ خَيْبَرَ مَعَ سَادَاتِى فَكَلَّمُوْا فِى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَلَّمُوْهُ اَنِّى مَمْلُوْكٌ فَاَمَرَنِى فَقُلِّدْتُ سَيْفًا فَإِذَا اَنَا اَجُرُّهُ فَاَمَرَلِى بِشَىْءٍ مِنْ خُرْثِىِّ الْمَتَاعِ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِ رُقْيَةً كُنْتُ اَرْقِىْ بِهَا الْمَجَانِيْنَ فَاَمَرَنِىْ بِطَرْحِ بَعْضِهَا وَحَبْسِ بَعْضِهَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ اِلَّا اَنَّ رِوَايَتَهُ انْتَهَتْ عِنْدَ قَوْلِهِ الْمَتَاعِ

۴۰۰۵۔ حضرت عمیر مولی ابی اللحم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے آقاؤں کے ساتھ جنگ خیبر میں حاضر تھا، یعنی میں بھی لڑائی میں شریک رہا تو میرے آقاؤں نے میرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کی اور آپ کو یہ بتایا کہ میں ان کا غلام ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معلوم کر کے مجھے انعام کے طور پر کچھ دینے کا حکم صادر فرمایا تو میرے گلے میں ایک تلوار لٹکا دی گئی جسے میں گھسیٹتا ہوا چلتا تھا، یعنی میرا قد چھوٹا تھا اور تلوار میرے قد سے لمبی تھی اور یہی تلوار مجھے بخشش میں ملی تھی تو یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ گھر میں برتنے والی چیزوں میں سے کوئی چیز دے دو۔ میں اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں پاگلوں اور دیوانوں پر دم جھاڑا کر دیا کرتا تھا، یعنی منتر دعا کر دیا کرتا تھا تو اس دعا اور منتر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا اور آپ کو سنایا تو اس منتر کے بعض الفاظ مشکوک تھے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ ان لفظوں کو مت پڑھو اور ان لفظوں کو پڑھ لیا کرو، یعنی جو مشتبہ الفاظ ہیں جن سے شرک کی بو آتی ہے ان کو مت استعمال کرو اور جو غیر مشتبہ الفاظ ہیں اور قرآن وحدیث کے دعاؤں کے موافق ہیں اسے پڑھ لیا کرو۔ (ترمذی وابوداؤد)

٤٠٠٦۔ وَعَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُسِمَتْ خَيْبَرَ عَلٰى اَهْلِ الْحُدَيْبِيَّةِ فَقَسَمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا وَكَانَ الْجَيْشُ اَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ فِيْهِمْ ثَلٰثُمَائَةِ فَارِسٍ فَاَعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ وَالرَّاجِلَ سَهْمًا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ اَصَحُّ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ وَاَتَى الْوَهْمُ فِىْ حَدِيْثِ مُجَمِّعٍ اَنَّهُ قَالَ ثَلٰثُ مَائَةِ فَارِسٍ وَاِنَّمَا كَانُوْا مِائَتَىْ فَارِسٍ

۴۰۰۶۔ مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کی غنیمت حدیبیہ والوں پر تقسیم کی گئی۔ رسول اللہ نے اس کے غنیمت کے مال کا اٹھارہ حصہ کیا اور لشکر پندرہ سو کا تھا جس میں تین سو شہسوار، یعنی گھوڑے والے تھے اور باقی پیادہ پا تھے تو گھوڑے والوں کو دو حصے دیے اور پیدل والوں کو ایک حصہ۔ (ابوداؤد) اور ابوداؤد نے یہ کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث زیادہ صحیح ہے اور اسی پر اکثر علماء کا عمل ہے اور مجمع کی حدیث میں وہم ہے اور بجائے دوسو سواروں کے تین سو سوار لکھا ہے۔

توضیح: حدیبیہ والوں سے مراد وہ صحابہ کرام ہیں جو ۶ھ میں عمرہ کرنے کے ارادے سے مدینہ منورہ سے تشریف لے گئے تھے حدیبیہ مقام میں پہنچنے کے بعد مشرکین مکہ نے عمرہ کرنے سے روک دیا اس جگہ صلح ہوگئی تو صحابہ کرامؓ کی تعداد میں اختلاف ہے بعض روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ چودہ سو تھے اور بعض سے پتا چلتا ہے پندرہ سو تھے مگر چودہ سو والی روایت زیادہ صحیح ہے گھوڑے والے دو سو تھے اور غنیمت میں گھوڑوں والوں کو غنیمت میں سے تین حصے لگائے تھے ایک حصہ آدمی کو اور دو حصہ گھوڑے کو تو جب دو سو سوار ہوئے

٤٠٠٥۔ صحيح۔ سنن ابى داؤد كتاب الجهاد باب فى المرأة والعبد ٢٧٣٠۔ ترمذی كتاب السير باب هل يسهم للعبد ١٥٥٧ .

٤٠٠٦۔ ضعيف۔ سنن ابى داؤد كتاب الجهاد باب فيمن اسهم له سهما ٢٧٣٦۔ یعقوب بن مجمع بن یزید غیر معروف ہے۔

تو گھوڑے والے کو تین حصہ ملنے کے حساب سے دوسو کے چھ سو ہو گئے اور اٹھارہ حصہ میں سے چھ حصے گھوڑے والے کو ملے اور بارہ حصے بارہ سو آدمیوں کو۔

علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ گھوڑے کے حصے میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ گھوڑے کے دو حصے ہوتے ہیں، اس لیے پیدل کا ایک حصہ اور سوار کے تین حصے ہوتے ہیں ایک سوار کا اور دو گھوڑے کے یہی قول ہے ابن عباس، مجاہد، حسن، ابن سیرین، عمر بن عبدالعزیز، امام مالک، امام اوزاعی، سفیان ثوری، لیث امام ابو یوسف، امام محمد، امام احمد، اسحاق، ابوعبید، ابن جریر رحمہم اللہ اور دوسرے لوگوں کا لیکن امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ سوار کے دو حصے ہوتے ہیں ایک اس کا اور ایک گھوڑے کا اور اسی طرح حضرت علیؓ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

لیکن جمہور کا مسلک زیادہ صحیح ہے اور مجمع بن جاریہ کی روایت متکلم فیہ ہے اور بخاری، ومسلم کی روایت زیادہ صحیح ہے، لہٰذا اسی کو ترجیح ہوگی۔ واللہ اعلم

غنیمت کی تقسیم کا طریقہ

٤٠٠٧۔ وَعَنْ حَبِيْبِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْفِهْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَفَّلَ الرُّبْعَ فِي الْبَدْئَةِ وَالثُّلُثَ فِي الرَّجْعَةِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۴۰۰۷۔ حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو ابتدا میں آپ چوتھائی دیتے تھے اور واپسی کے وقت تہائی دیتے تھے۔ (ابوداود)

توضیح: مجاہدین کا لشکر جب جنگ کرنے کے لیے شروع شروع میں روانہ ہو جاتا تو امام کی اجازت سے ایک پلٹن "فوج"، لشکر سے نکل کر دشمنوں سے لڑنے کے لیے اور مقابلہ کے لیے چلی جاتی تھی۔ جب مال غنیمت لے کر وہ فوج واپس آتی تو اس مال غنیمت کے آپ چار حصے کر ڈالتے تھے ایک حصہ تو ان مجاہدین کا جو لڑنے کے لیے گئے تھے ہوتا تھا۔ اور باقی تین حصے جنگ جو مجاہدین اور غیر شریک مجاہدین کو دیتے تھے اور واپسی کے وقت میں جبکہ فوج لشکر سے نکل کر دشمنوں سے جنگ کر کے مال غنیمت لاتی تو اس کے تین حصے کر ڈالتے تھے، ایک حصہ تو ان لڑنے والے مجاہدین کو دیتے تھے اور دو حصہ لڑنے والے اور غیر لڑنے والے سب کو دیتے تھے کیونکہ واپسی میں محنت ومشقت زیادہ اٹھانی پڑتی تھی۔ واللہ اعلم

٤٠٠٨۔ وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُنَفِّلُ الرُّبْعَ بَعْدَ الْخُمْسِ وَالثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمْسِ اِذَاقَفَلَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

۴۰۰۸۔ حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس نکالنے کے بعد چوتھائی حصہ دیتے تھے اور واپسی میں خمس کے بعد تہائی حصہ دیتے تھے۔ (ابوداود)

توضیح: اس سے پہلی حدیث میں خمس کے بعد چوتھائی اور تہائی دینے کا تذکرہ نہیں اس میں اتنا زیادہ ہے کہ خمس نکالنے کے بعد چوتھائی یا تہائی دیتے تھے گویا پہلی حدیث مطابق ہے اور یہ حدیث مفسر ہے بقاعدہ محدثین المطلق یحمل علی المقید پر عمل ہوگا۔

٤٠٠٩۔ وَعَنْ اَبِي الْجُوَيْرِيَةِ الْجَرْمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَصَبْتُ بِاَرْضِ الرُّوْمِ جَرَّةً حَمْرَاءَ فِيْهَا دَنَانِيْرُ

۴۰۰۹۔ حضرت ابوالجویریہ جرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رومیوں کی زمین میں مجھے ایک سرخ گھڑا ملا جس میں اشرفیاں تھیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی

٤٠٠٧۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فيمن قال الخمس قبل النفل ٢٧٥٠ .

٤٠٠٨۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فيمن قال الخمس قبل النفل ٢٧٤٩ .

٤٠٠٩۔ صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی النفل من الذهب والفضة ٢٧٥٣ .

فِیْ اِمْرَۃِ مُعَاوِیَۃَ وَعَلَیْنَا رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ یُقَالُ لَہٗ مَعْنُ بْنُ یَزِیْدَ فَاَتَیْتُہٗ بِھَا فَقَسَمَھَا بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَعْطَانِیْ مِنْھَا مِثْلَ مَا اَعْطٰی رَجُلاً مِنْھُمْ ثُمَّ قَالَ لَوْ لَا اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَا نَفْلَ اِلَّا بَعْدَ الْخُمُسِ لَا عَطَیْتُکَ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

امارت کے زمانے میں اس وقت حضرت معن بن یزید رضی اللہ عنہ صحابی جو بنی سلیم کے قبیلے سے تھے ہم پر امیر تھے تو اشرفی کے گھڑے کو ان کے سامنے لا کر پیش کر دیا انہوں نے اس کو غنیمت میں شمار کر کے جتنا دوسرے لوگوں کو دیا تھا اتنا ہی مجھے بھی دیا اور یہ فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ خمس کے بعد حصہ دینا چاہیے تو میں تم کو زیادہ دے دیتا۔ (ابوداؤد)

توضیح : مطلب یہ ہے کہ خمس دینے کے بعد نفل یا زیادہ حصہ دیا جاتا ہے اور یہ خمس مال غنیمت میں ہوتا ہے اور مال فے میں خمس نہیں ہے تو اس میں نفل بھی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۴۰۱۰۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ افْتَتَحَ خَیْبَرَ فَاَسْھَمَ لَنَا اَوْ قَالَ فَاَعْطَانَا مِنْھَا وَمَا قَسَمَ لِاَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَیْبَرَ مِنْھَا شَیْئًا اِلَّا لِمَنْ شَھِدَ مَعَہٗ اِلَّا اَصْحَابَ سَفِیْنَتِنَا جَعْفَرًا وَاَصْحَابَہٗ اَسْھَمَ لَھُمْ مَعَھُمْ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۱۰۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حبش سے واپس آ کر مدینے میں اس وقت پہنچے تھے جب کہ خیبر فتح ہو چکا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دیا حالانکہ ہم لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے ہم لوگوں کے علاوہ کسی غیر حاضر کو حصہ نہیں دیا مگر کشتی والوں کو، یعنی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو سب لوگوں کے ساتھ حصہ دیا۔ (ابوداؤد)

توضیح: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا نام عبداللہ بن قیس ہے یہ ملک یمن کے رہنے والے تھے اور اشعر قبیلے سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے ابوموسیٰ اشعری مشہور ہو گئے۔

ان کے اسلام لانے کا واقعہ (سیر الصحابہ جلد اول) میں اس طرح لکھا ہوا ہے۔ ساقی توحید کے صلائے عام پر نزدیک والوں نے اپنے کان بند کر لیے تھے لیکن تشنہ کامان حق دور دراز ممالک سے دشوار گزار منزلیں طے کر کے آتے تھے اور اپنی پیاس بجھاتے تھے حضرت ابوموسیٰ یمن سے چل کر مکہ آئے اور بادہ اسلام کے ایک ہی جام میں سرشار ہو گئے وہ مکہ قبیلہ عبدشمس سے حلیفانہ تعلق پیدا کر کے، پھر مراجعت خیر پائے وطن ہوئے کہ اپنے اعزہ اور احباب کو بھی یہ مژدہ جانفزاں سنائیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری خاندان کے ایک ذی اثر رئیس تھے، اس لیے ان کی دعوت حق نے بہت جلد قبولیت عام حاصل کر لی وہ تقریباً پچاس حلقہ بگوشاں اسلام کی ایک جماعت لے کر بحری راستہ سے بارگاہ نبوت کی طرف چل کھڑے ہوئے لیکن طوفان باد مخالف نے اس کشتی کو حجاز کے بجائے حبش پہنچا دیا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور دوسرے ستم زدگان اسلام جو یہاں ہجرت کر کے آئے تھے اور اب تک موجود تھے۔ مدینہ منورہ کے قصد سے روانہ ہوئے تو حضرت ابوموسیٰ بھی اس قافلے میں شریک ہو گئے اور عین اس وقت مدینہ پہنچے جبکہ مجاہدین اسلام خیبر فتح کر کے واپس آ رہے تھے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کی تمام جماعت کو بھی خیبر کے مال غنیمت میں سے حصہ مرحمت فرمایا۔ (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بہت سی لڑائیوں میں شریک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ملک یمن کا گورنر بنایا تھا حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ان مخصوص صحابہ کرامؓ میں سے تھے جن کو بارگاہ رسالت میں خاص تقرب حاصل تھا۔ قرآن مجید بہت خوش الحان سے پڑھتے تھے۔ حدیثوں کے حافظ تھے، ۴۴ھ میں وفات پائی۔ پوری سیرت و دیگر حالات اصابہ۔ اصول غابہ اور سیرت صحابہ وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

۴۰۱۰۔ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجھاد باب فیمن جاء بعد الغنیمۃ لاسھم لہ ۲۷۲۵ .

مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کی نماز جنازہ

٤٠١١- وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَذَكَرُوا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَتَغَيَّرَتْ وُجُوْهُ النَّاسِ لِذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهٗ فَوَجَدْنَا خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُوْدَ لَا يُسَاوِيْ دِرْهَمَيْنِ- رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَ النَّسَائِيُّ

۴۰۱۱- حضرت یزید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر میں ایک صحابی کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا تم لوگ اپنے ساتھی کے جنازے کی نماز پڑھو۔ یہ سن کر صحابہ کرام کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور پژمردگی چھا گئی یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھی نے اللہ کی راستے میں خیانت اور چوری کی ہے، میں ایسے لوگوں کے جنازے کی نماز نہیں پڑھتا۔ ہم نے اس کے مال کی تلاشی لی تو اس کے سامان میں سے یہودیوں کی عورتوں کے پہننے کی پوتھیوں کو پایا جن کی قیمت دو درہم سے زیادہ نہ تھی۔

٤٠١٢- وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَصَابَ غَنِيْمَةً اَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ فَيَجِيْئُوْنَ بِغَنَائِمِهِمْ فَيُخَمِّسُهٗ وَيَقْسِمُهٗ فَجَاءَ رَجُلٌ يَوْمًا بَعْدَ ذٰلِكَ بِزِمَامٍ مِنْ شَعَرٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا فِيْمَا كُنَّا اَصَبْنَاهُ مِنَ الْغَنِيْمَةِ قَالَ اَسَمِعْتَ بِلَالًا نَادٰى ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا مَنَعَكَ اَنْ تَجِيْءَ بِهٖ فَاعْتَذَرَ قَالَ كُنْ اَنْتَ تَجِيْءُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَنْ اَقْبَلَهٗ عَنْكَ- رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۱۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب جہاد میں غنیمت کا مال حاصل ہوتا تھا تو آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے کہ لشکر میں اعلان کر دو کہ جس کے پاس غنیمت کے مال میں سے کچھ بھی ہو وہ لا کر جمع کر دے، چنانچہ سب لا کر جمع کر دیتے آپ پانچواں حصہ نکال کر باقی کو سب میں تقسیم فرما دیتے ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کے تقسیم کرنے کے بعد ایک صاحب بال کی لگام لیے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ غنیمت میں سے میں نے لے لیا تھا آپ نے فرمایا: کیا تم نے بلال رضی اللہ عنہ کی تین دفعہ منادی سنی تھی؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! سنی تھی آپ نے فرمایا: اس وقت لانے سے کسی نے منع کیا تھا اس نے کوئی معذرت بیان کی جو قابل قبول نہیں تھی، آپ نے فرمایا: تو اس طرح یعنی (تم اس کو اپنے پاس رکھو) قیامت کے دن اس کو لاؤ گے آج میں اس کو تیری طرف قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ سب مال تقسیم ہو چکا اب یہ کس کس کو دیا جائے گا۔ (ابوداؤد)

٤٠١٣- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ حَرَّقُوْا مَتَاعَ الْغَالِّ وَ ضَرَبُوْهُ- رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۱۳- حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کر کے یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے خیانت کرنے والے کے سامان کو جلا دیا تھا اور اسے زدوکوب کیا۔ (ابوداؤد)

توضیح: جلانے کا حکم اب منسوخ ہے اور بطور زجر اور تعریض کے خیانت کرنے والے کو مارنا چاہیے تا کہ دوسرے کے لیے تنبیہ ہو جائے۔

٤٠١١- ضعيف- سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی تعظيم المغلول ٢٧١٠- نسائی كتاب الجنائز باب الصلاة على بن علی ١٩٦١- موطا الامام مالك كتاب الجهاد باب ما جاء فی الغلول ٢/ ٤٥٨ ح ١٠١٠- ابوعمرة مولیٰ زید بن خالد مجہول ہے۔

٤٠١٢- اسناده حسن- سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی المغلول اذا كان يسيرا ٢٧١٢ .

٤٠١٣- اسناده ضعيف- سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب عقوبة الغال ٢٧١٥- ولید شامی متکلم فیہٗ زہیر بن محمد سے اہل شام منکر روایات بیان کرتے ہیں۔

٤٠١٤۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ يَكْتُمُ غَالًّا فَإِنَّهُ مِثْلُهُ))۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ

۴۰۱۴۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ خیانت کرنے والے کی خیانت کو چھپانے والا خیانت والے کی طرح ہے۔ (ابوداؤد)

توضیح: یعنی جو چوری اور خیانت کی چیز کو چھپائے اور اس کو ظاہر نہ کرے تو وہ بھی چور اور خائن کے حکم میں داخل ہے۔

٤٠١٥۔ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شِرَى الْغَنَائِمِ حَتّٰى تُقْسَمَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۴۰۱۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے غنیمت کے مال کے تقسیم ہونے سے پہلے غنیمت کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی)

توضیح: چونکہ تقسیم سے پہلے مالک نہیں ہے تو یہ بیع لا تبع ما عندك میں شامل ہے۔

٤٠١٦۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَهٰى أَنْ تُبَاعَ السِّهَامُ حَتّٰى تُقْسَمَ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

۴۰۱۶۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے غنیمت کے حصے کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ (دارمی)

٤٠١٧۔ وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَصَابَهُ بِحَقِّهِ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِيْمَا شَاءَتْ بِهِ نَفْسُهُ مِنْ مَالِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ لَيْسَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا النَّارُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

۴۰۱۷۔ حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے، یعنی دل کو لبھانے والا اور مزیدار ہے تو جس کو حق کے ساتھ مل گیا تو اس میں برکت دی جائے گی اور بہت سے لوگ اللہ و رسول کے مال میں بیجا اور ناحق اس میں تصرف کرتے ہیں تو قیامت کے روز ان کے لیے آگ جہنم ہے۔ (ترمذی)

توضیح: یعنی جو زکوٰۃ یا مال غنیمت یا عشر خراج جزیہ وغیرہ میں سے بغیر شرعی اجازت کے تصرف کرے گا چونکہ اس میں دوسرے لوگوں کے بھی حقوق ہیں تو حق العباد کے حق تلفی کی وجہ سے قیامت کے دن سخت سزاؤں کا مستحق ہوگا۔

رسول کریم ﷺ نے بدر کی غنیمت سے ''ذوالفقار'' لی

٤٠١٨۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَنَفَّلَ سَيْفَهُ ذَالْفِقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَهُوَ الَّذِيْ رَاٰى فِيْهِ الرُّؤْيَا يَوْمَ أُحُدٍ

۴۰۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں اپنے مقررہ حصے سے زیادہ ایک تلوار لی تھی جس کا نام ''ذوالفقار'' تھا۔ (ابن ماجہ، ترمذی) اور ترمذی میں یہ بھی ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا جنگ بدر میں منبہ بن حجاج مارا گیا تھا۔

توضیح: جس کی یہ تلوار ذوالفقار تھی یہ مشہور تلوار تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ تلوار حضرت علی کو عنایت فرمادی اس تلوار کو ذوالفقار،

٤٠١٤۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب النهی عن الستر علی من غل ٢٧١٦۔ جعفر بن سعد ضعیف اور خبیب مجہول راوی ہے۔

٤٠١٥۔ حسن۔ سنن الترمذی كتاب السير باب فی كراهية بيع المغانم حتى تقسم ١٥٦٣ ۔

٤٠١٦۔ حسن۔ سنن الدارمی كتاب السير باب، النهی عن بيع المغائم ٢٢/٦٢ح ٢٤٧٩۔ المعجم الكبير للطبرانی ٨/ ٢٢٠ ح ٧٧٧٤ ۔

٤٠١٧۔ صحيح سنن الترمذی كتاب الزهد باب ما جاء فی اخذ المال ٢٣٧٤ ۔

٤٠١٨۔ اسناده حسن۔ سنن الترمذی كتاب السير باب فی النفل ١٥٦١۔ ابن ماجه كتاب الجهاد باب السلاح ٢٨٠٨ ۔

اس لیے کہتے ہیں کہ اس تلوار کے پیٹھ میں پیٹھ کے مہرے کے مشابہ مہرے تھے اور خواب میں آپ ؐ نے یہ دیکھا تھا کہ اس تلوار کو آپ نے جنبش دی تو یہ ٹوٹ گئی پھر دوبارہ حرکت دی تو اپنی اصلی حالت میں آ گئی تلوار کے ٹوٹنے سے کنایہ، یعنی تعبیر شکست تھی اور درستگی سے اشارہ فتح ہے۔ واللہ اعلم۔

٤٠١٩۔ وَعَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ ﷛ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَرْكَبْ دَابَّةً مِنْ فِيْ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى اِذَا اَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَلْبَسْ ثَوْبًا مِنْ فِيْ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى اِذَا اَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيْهِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۱۹۔ حضرت رویفع بن ثابت ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمانوں کو مال غنیمت کے کسی جانور پر بغیر ضرورت اور بغیر تقسیم کے سوار نہ ہو، پھر جب وہ جانور سوار ہوتے ہوئے دبلہ اور لاغر ہو جائے تو پھر اس کو مال غنیمت میں لا کر شامل کر دے اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمانوں کے مال غنیمت کے کپڑے کو نہ پہنے کہ اس کو پرانا کر کے اور پھاڑ کر کے واپس کرے۔ (ابوداوٗد)

توضیح: یعنی بغیر تقسیم کے غنیمت کے مال میں تصرف نہیں کرنا چاہیے ورنہ وہ بھی خیانت میں شامل ہو جائے گا۔

٤٠٢٠۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِی الْمُجَالِدِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی ﷛ قَالَ قُلْتُ هَلْ كُنْتُمْ تُخَمِّسُوْنَ الطَّعَامَ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَصَبْنَا طَعَامًا يَوْمَ خَيْبَرَ وَكَانَ الرَّجُلُ يَجِیْءُ فَيَاْخُذُ مِنْهُ مِقْدَارَ مَا يَكْفِيْهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۲۰۔ حضرت محمد بن ابی المجالد عبداللہ بن ابی اوفی ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھانے کی چیزوں میں خمس نکالتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: جنگ خیبر میں ہم لوگوں کو کھانے کی چیز مل گئی تو کوئی سپاہی آتا اور اپنی ضرورت کے مطابق اس میں سے لے کر چلا جاتا۔ (ابوداوٗد) یعنی کھانے کی چیزوں میں خمس نہیں نکالا جاتا تھا۔

٤٠٢١۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷠ اَنَّ جَيْشًا غَنِمُوْا فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا وَعَسَلًا فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُمُ الْخُمُسُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۲۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مجاہدین کو غنیمت میں کھانا شہد مل جاتا تھا تو اس میں سے پانچواں حصہ نہیں نکالا جاتا تھا۔ (ابوداوٗد)

٤٠٢٢۔ وَعَنِ الْقَاسِمِ مَوْلٰی عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ كُنَّا نَاْكُلُ الْجُزُوْرَ فِی الْغَزْوِ وَلَا نَقْسِمُهُ حَتّٰی اِذَا كُنَّا لَنَرْجِعُ اِلٰی رِحَالِنَا وَاَخْرِجَتُنَا مِنْهُ مَمْلُوَّةٌ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۲۲۔ حضرت قاسم مولیٰ عبدالرحمٰن بعض صحابہ کرامؓ سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ جنگوں میں ہم اونٹوں کو ذبح کر کے کھا لیا کرتے تھے اور تقسیم نہیں کرتے تھے، یعنی مال غنیمت سے اونٹوں کو اضطرارا بھوک اور انتہائی مجبوری میں امیر کی اجازت سے ذبح کر لیتے تھے حالانکہ اس اونٹ کو ہم نے بھی تقسیم نہیں کیا تھا جب ہم اپنے گھروں میں واپس آئے تو ہمارے تھیلے گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ (ابوداوٗد)

٤٠١٩۔ اسناده حسن۔ سنن ابی داؤد كتاب النكاح باب فی روط السبايا ٢١٥٩ .

٤٠٢٠۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی النهی عن النهی ٢٧٠٤ .

٤٠٢١۔ اسناده صحيح۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی اباحة الطعام فی ارض العدو ٢٧٠١ .

٤٠٢٢۔ اسناده ضعيف۔ سنن ابی داؤد كتاب الجهاد باب فی حمل الطعام من ارض العدو ٢٧٠٦۔ ابن حرشف مجہول راوی ہے۔

مال غنیمت میں سوئی دھاگے جتنی خیانت بھی نہیں کی جا سکتی

٤٠٢٣۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَقُوْلُ ((اَدُّوْ الْخِیَاطَ وَالْمَخِیْطَ وَاِیَّاکُمْ وَالْغُلُوْلَ فَاِنَّہٗ عَارٌ عَلٰی اَھْلِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ))۔ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ وَرَوَاہُ النَّسَائِیُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ

۴۰۲۳۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ غنیمت میں سوئی اور دھاگہ مل جائے تو اس کو بھی غنیمت کے مال میں لا کر رکھ دو اور خیانت سے بچو چونکہ قیامت کے دن خیانت کرنے والے پر یہ باعث عار ہوگا، یعنی وہ رسوا اور ذلیل ہوگا کہ وہ سوئی تاگہ لے کر میدان حشر میں پھرے گا لوگ دیکھیں گے کہ اس نے دنیا میں یہی سوئی دھاگہ چرایا تھا تو اس سے زیادہ اس کی ذلت کیا ہوگی۔

٤٠٢٥۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ دَنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ بَعِیْرٍ فَاَخَذَ وَبَرَۃً مِنْ سَنَامِہٖ ثُمَّ قَالَ ((یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّہٗ لَیْسَ لِیْ مِنْ ھٰذَا الْفَیْءِ شَیْءٌ وَّلَا ھٰذَا وَرَفَعَ اِصْبَعَہٗ اِلَّا الْخُمْسَ وَالْخُمْسُ مَرْدُوْدٌ عَلَیْکُمْ فَاَدُّوْا الْخِیَاطَ وَ الْمَخِیْطَ)) فَقَامَ رَجُلٌ فِیْ یَدِہٖ کُبَّۃٌ مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ اَخَذْتُ ھٰذِہٖ لِاُصْلِحَ بِھَا بَرْدَعَۃً فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَمَّا مَاکَانَ لِیْ وَلِبَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَھُوَلَکَ)) فَقَالَ اَمَّا اِذَا بَلَغَتْ مَااَرٰی فَلَا اَرَبَ لِیْ فِیْھَا وَنَبَذَھَا۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۲۵۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کر کے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس کھڑے ہو گئے تو اونٹ کے کوہان میں چند بالوں کو لے کر فرمایا: لوگو اس مال غنیمت میں سے کچھ بھی لینا میرے لیے جائز نہیں ہے اور اپنی انگلی اٹھا کر فرمایا اور نہ اتنا مگر خمس پانچواں حصہ اور پانچواں بھی تم میں تقسیم کر دیا جاتا ہے، لہٰذا غنیمت کے مال میں سے سب کچھ لا کر یہاں رکھ دو یہاں تک کہ سوئی دھاگہ بھی یہ سن کر ایک صاحب کھڑے ہو گئے جن کے ہاتھ میں بالوں کی رسی تھی انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ان بالوں کو میں نے اس لیے لیا تھا تاکہ اس سے اپنے پالان کی اصلاح کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بال میں سے جو میرا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ ہے وہ سب تمہارا ہے اور معاف ہے اور اس کے علاوہ جو اور دیگر مجاہدین کا حصہ ہے اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں" یہ سن کر اس نے کہا "جب اس کی اتنی بڑی اہمیت ہے تو مجھے اب ضرورت نہیں ہے اور اسے پھینک دیا"۔ (ابوداؤد)

٤٠٢٦۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰی بَعِیْرٍ مِنَ الْغَنَمِ فَلَمَّا سَلَّمَ اَخَذَ وَبَرَۃً مِنْ جَنْبِ الْبَعِیْرِ ثُمَّ قَالَ وَلَا یَحِلُّ لِیْ مِنْ غَنَائِمِکُمْ مِثْلَ ھٰذَا اِلَّا الْخُمْسَ وَالْخُمْسُ مَرْدُوْدٌ فِیْکُمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۲۶۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہا "ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ایک اونٹ کی طرف جو غنیمت میں سے تھا، پس جب سلام پھیرا تو اونٹ کے پہلو میں سے چند بالوں کو لے کر فرمایا حلال نہیں! ہے میرے لیے تمہاری غنیمتوں میں سے اس کے مثل مگر پانچواں حصہ اور پانچواں حصہ بھی تمہاری طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد) یعنی پہلو سے اگر مراد کوہان ہے تو یہ ایک ہی واقعہ ہے ورنہ متعدد۔

٤٠٢٣۔ اسنادہ حسن۔ سنن الدارمی کتاب السیر باب ما جاء انہ قال ادوا الخیاط والمخیط ٢/ ٢٣٠ح ٢٤٩٠ .
٤٠٢٥۔ اسنادہ حسن۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی فداء الاسیر بالمال ٢٦٩٤ .
٤٠٢٦۔ اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی الامام یستاثر بشیء من الفی لنفسه ٢٧٥٥ .

۴۰۲۷۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمَ ذَوِی الْقُرْبٰی بَيْنَ بَنِیْ هَاشِمٍ وَبَنِی الْمُطَّلِبِ اَتَيْتُهٗ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ اِخْوَانُنَا مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ لَا نُنْكِرُ فَضْلَهُمْ لِمَكَانِكَ الَّذِیْ وَضَعَكَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اَرَاَيْتَ اِخْوَانَنَا مِنْ بَنِی الْمُطَّلِبِ اَعْطَيْتَهُمْ وَتَرَكْتَنَا وَاِنَّمَا قَرَابَتُنَا وَقَرَابَتُهُمْ وَاحِدَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا بَنُوْهَاشِمٍ وَ بَنُو الْمُطَّلِبِ شَیْءٌ وَاحِدٌ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ رَوَاهُ الشَّافِعِیُّ وَفِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَ النَّسَائِیِّ نَحْوَهٗ وِفِيْهِ اَنَا وَبَنِی الْمُطَّلِبِ لَا نَفْتَرِقُ فِیْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَا اِسْلَامٍ وَاِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ شَیْءٌ وَاحِدٌ وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ

۴۰۲۷۔ حضرت زبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قرابت داروں کا حصہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے درمیان تقسیم کر دیا تو میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم اپنے بھائی بنو ہاشم کی فضیلت کے منکر نہیں ہیں لیکن آپ نے قرابت داروں کے حق کو انہی میں تقسیم کر دیا حالانکہ ہماری اور ان کی قرابت داری ایک ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں بنو ہاشم اور بنو مطلب دونوں ایک ہی ہیں یہ فرما کر ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے فرمایا: جس طرح سے یہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اسی طرح بنی ہاشم اور بنی مطلب جاہلیت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ اور ایک روایت میں اس طرح فرمایا: ہم اور بنو مطلب جاہلیت میں نہ جدا ہوئے اسلام میں، ہم سب ایک ہی ہیں۔ (ابوداؤد' نسائی اور شافعی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ...... تیسری فصل

ابوجہل کے قتل کی ایک وجہ اس کا شاتم رسول ہونا بھی تھا

۴۰۲۸۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنِّی لَوَاقِفٌ فِی الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِیْ وَشِمَالِیْ فَاِذَاا نَا بِغُلَا مَيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ اَسْنَانُهُمَا فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ بَيْنَ اَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِیْ اَحَدُهُمَا فَقَالَ اَیْ عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ نَعَمْ فَمَا حَاجَتُكَ اِلَيْهِ يَا ابْنَ اَخِیْ قَالَ اُخْبِرْتُ اَنَّهٗ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَئِنْ رَاَيْتُهٗ لَا يُفَارِقُ سَوَادِیْ سَوَادَهٗ حَتّٰی يَمُوْتَ الْاَ عْجَلُ مِنَّا قَالَ فَتَعَجَّبْتُ لِذَالِكَ وَقَالَ وَغَمَزَنِیْ الْاٰخَرُ فَقَالَ

۴۰۲۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن میں صف میں کھڑا تھا کہ میں نے اپنے دائیں بائیں جانب دیکھا کہ دو انصاری نوجوان کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ معلوم ہوا کہ یہ دونوں انصاری لڑکے ہیں۔ اس وقت مجھے یہ آرزو پیدا ہوئی کہ دو بہادروں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا، یہ دونا تجربہ کار اور اناڑی لڑکے وقت پر کیا کام آ سکتے ہیں۔ اتنے میں ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ چچا جان! آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں صاحبزادے! تمہارا ابوجہل سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے' خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میرا جسم اس کے جسم سے جدا نہیں ہوگا کہ یہاں تک کہ ہم دونوں میں سے جس

۴۰۲۷۔ حسن۔ کتاب الام ۴/ ۱۴۶۔ ابوداؤد کتاب الخراج والامارة باب فی بیان مواضع قسم الخمس ۲۹۸۰۔ نسائی کتاب قسم الفئی ۴۱۴۲.

۴۰۲۸۔ صحیح بخاری کتاب الخمس باب من لم بخمس الاسلاب ۳۱۴۱۔ مسلم کتاب الجهاد والسیر باب استحقاق القاتل سلب القتیل ۱۷۵۲' ۴۵۶۹.

لِیْ مِثْلَهَا فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ نَظَرْتُ اِلٰی اَبِیْ جَهْلٍ یَجُوْلُ فِی النَّاسِ فَقُلْتُ اَلَا تَرَیَانِ هٰذَا اصَاحِبُكُمَا الَّذِیْ تَسَالَانِّیْ عَنْهُ قَالَ فَابْتَدَرَاهُ بَسَیْفِهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتّٰی قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَاهُ فَقَالَ اَیُّكُمَا قَتَلَهُ فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا اَنَا قَتَلْتُهُ فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَیْفَیْكُمَا فَقَالَا لَا فَنَظَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِسَلَبِهِ لِمُعَاذِبْنِ عَمْرٍو وبْنِ الْجُمُوْحِ وَالرَّجُلَانِ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجُمُوْحِ وَمُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

کی بھی موت پہلے آ جائے یعنی یا تو میں خود اسے قتل کر دوں گا یا خود لڑ کر شہید ہو جاؤں گا۔ یہ سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا۔ اتنے میں دوسرے لڑکے نے بھی یہی کہا میں نے اس کو بھی وہی جواب دیا۔ سی دوران ابو جہل لوگوں میں چکر کاٹ رہا تھا۔ میں نے ان دو جوان لڑکوں سے کہا کہ جس کی بابت تم پوچھ رہے تھے وہ دیکھو صف کے باہر ٹہل رہا ہے یہ سنتے ہی وہ دونوں نوجوان اپنی تلواریں لے کر اس کی طرف جھپٹے اور اس کو مار گرایا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آ کر یہ ماجرا بیان کیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ تم دونوں میں سے کس نے قتل کیا ہے؟ تو ہر ایک نے کہا کہ میں نے مارا ہے رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ تم دونوں نے اپنی تلواریں پونچھ ڈالی ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں! رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کی تلواریں ملاحظہ فرما کر کہا کہ ہاں تم دونوں نے مارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو جہل کے سامان کو معاذ بن عمرو بن جموح کے اور معاذ بن عفرا کے لیے فیصلہ کیا۔ (بخاری و مسلم)

توضیح: یہ دونوں لڑکے مارنے میں شریک تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود بھی شریک ہو گئے تھے جیسا کہ اس باب کے دوسری فصل میں گذر چکا ہے جس کو آپ نے ابو جہل کی تلوار دی تھی یعنی کچھ سامان کسی قاتل کو دلایا کیونکہ قتل میں بھی شریک تھے۔

۴۰۲۹۔ وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ بَدْرٍ مَنْ یَنْظُرُ لَنَا مَا صَنَعَ اَبُوْ جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَآءَ حَتّٰی بَرَدَ قَالَ فَاَخَذَ بِلِحْیَتِهٖ فَقَالَ اَنْتَ اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ فَلَوْ غَیْرَ اَكَّارٍ قَتَلَنِیْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

۴۰۲۹۔ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی دیکھ کر آئے کہ ابو جہل نے کیا کیا یعنی وہ مارا گیا ہے یا زندہ ہے؟ تو عبداللہ بن مسعود ؓ دیکھنے کے لیے گئے تو اس کو پایا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اس کو ٹھنڈا کر دیا ہے تو عبداللہ بن مسعود نے ابو جہل کی داڑھی پکڑ کر کہا کہ تو ہی ابو جہل ہے تو اس وقت ابو جہل دم توڑ رہا تھا تو مرتے وقت کہا کہ اس شخص سے بڑا کون ہو گا کہ جس کو اس کی قوم نے مارا ہے یعنی میں قریش میں سب سے بڑے درجے کا آدمی تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ اگر زمینداروں اور کسانوں کے علاوہ مجھے کوئی اور مارتا تو اچھا تھا۔ (بخاری و مسلم)

تالیف قلب کے لیے لوگوں کو مال دینا

۴۰۳۰۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ اَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا وَاَنَا جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلاً هُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَیَّ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَالَكَ عَنْ فُلَانَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرَاهُ

۴۰۳۰۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس میں بیٹھا ہوا تھا کہ غنیمت کے مال میں سے لوگوں کو دیا اور ایک آدمی کو ان میں سے نہیں دیا جو میرے نزدیک سب سے زیادہ مستحق تھا یہ دیکھ کر کھڑے ہو کر میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول

۴۰۲۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب ۱۲، ۴۰۲۰۔ مسلم کتاب الجهاد باب قتل ابی جهل ۱۸۰۰، ۴۶۶۲۔

۴۰۳۰۔ صحیح بخاری کتاب الایمان باب اذا لم یکن الاسلام علی الحقیقة ۲۷۔ مسلم کتاب الایمان باب تالف ما یخاف علی ایمانه لضعفه ۱۵۰، ۳۷۹۔

مؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْ مُسْلِمًا ذَكَرَ ذَالِكَ سَعْدٌ ثَلٰثًا وَ اَجَا بَهٗ بِمِثْلِ ذَالِكَ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ لَاُ عْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ خَشْيَةً اَنْ يُكَبَّ فِی النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ الزُّهْرِیُّ فَنَرٰی اَنَّ الْاِ سْلَامَ الْكَلِمَةُ وَالْاِ يْمَانُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

اللہ! آپ نے سب کو دیا لیکن اس شخص کو نہیں دیا حالانکہ میں اس کو مومن سمجھتا ہوں اور سب سے زیادہ مستحق سمجھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ مسلم کہو۔ اسی طرح سعد نے تین مرتبہ کہا اور آپ نے اسی طرح تین مرتبہ جواب دیا پھر آپ نے فرمایا: سعد: میں تالیف قلوب کے طور پر لوگوں کو دیتا ہوں حالانکہ ان کے علاوہ دوسرے لوگ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہوتے ہیں اس خوف سے کہ کہیں چہرے کے بل جہنم میں نہ ڈال دیے جائیں۔ (بخاری ومسلم)

توضیح: یعنی ان کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے دیتا ہوں کیونکہ اگر ان کو نہ دیا جائے تو مرتد ہو جائیں جس کی وجہ سے وہ جہنم میں چہرے کے بل یعنی اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیے جائیں۔

حضرت عثمان کو بدر کی غنیمت سے ان کی غیر موجودگی میں مال دیا گیا

۴۰۳۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ يَعْنِیْ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ اِنَّ عُثْمَانَ انْطَلَقَ فِیْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ اُبَايِعُ لَهٗ فَضَرَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَهْمٍ وَلَمْ يَضْرِبْ لِاَحَدٍ غَابَ غَيْرَهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

۴۰۳۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں کھڑے ہو کر فرمایا: عثمانؓ اللہ و رسول کے کام سے گئے ہوئے ہیں۔ میں ان کی طرف سے بیعت کرتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان کا حصہ غنیمت میں سے دیا اور ان کے علاوہ کسی غیر حاضر کو غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا۔ (ابوداؤد)

توضیح: بظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ بیعۃ الرضوان کی طرح جنگ بدر کے موقع پر بھی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے بیعت لی تھا اور آخر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھی کی غیر حاضری کی وجہ سے ان کی طرف سے خود ہی آپ نے بیعت لی جنگ بدر میں حضرت عثمانؓ کی غیر حاضری کی یہ وجہ بتائی جاتی ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ زوجہ محترمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس وقت سخت بیمار تھیں اور چیچک کی بیماری میں مبتلا تھیں کوئی دوا دینے والا اور خدمت کرنے والا نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان اور اسامہ رضی اللہ عنہما کو مدینہ منورہ سے بدر کو روانہ ہوتے وقت یہ فرمایا تھا کہ تم دونوں جنگ میں مت چلو میری لڑکی رقیہ بیمار ہیں کوئی نگران اور تیماردار نہیں ہے تم دونوں ان کی نگرانی اور تیمارداری کرتے رہنا اور جو ثواب شرکا بدر کا ہوگا اور جو غنیمت ان کو ملے گی تو وہی تم دونوں کو ملے گی، اس لیے یہ دونوں حضرات مدینہ ہی میں ٹھہر گئے۔ جس روز جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح یابی ہوئی اسی شب کو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو فتح کی بشارت دینے کے لیے مدینہ منورہ روانہ کیا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت زید اس وقت آئے جبکہ حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا تھا ہم لوگ دفن سے اسی وقت فارغ ہوئے تھے۔ حضرت اسامہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سب جب والد صاحب کے پاس گئے تو دیکھا کہ لوگ ان کو گھیرے ہوئے ہیں اور یہ کہہ رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل، امیہ بن خلف وغیرہ سب مارے گئے ہیں، میں نے عرض کیا کیا یہ سچ ہے تو میرے والد صاحب نے فرمایا: ہاں بیٹا! سچ ہے جیسا کہ سیر و تاریخ و حدیث کی کتابوں میں یہ واقعہ مشہور ہے لیکن صحیح روایات کی رو سے بدر کے موقع پر بیعت لینا ثابت نہیں مولف عون المعبود نے یہ لکھا ہے کہ انی اراہ وھما یعنی وانما بایع لہٗ بعض رویوں سے وہم ہو گیا ہے کیونکہ یہ بیعت صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوئی تھی جیسا کہ قرآن مجید اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۰۳۱۔ سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فیمن جاء بعد الغنیمة لاسهم له ۲۷۲۶۔ ہانی بن قیس مستور ہے۔

٤٠٣٢۔ وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْعَلُ فِي قَسْمِ الْغَنَائِمِ عَشْرًا مِنَ الشَّاءِ بِبَعِيْرٍ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

۴۰۳۲۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غنیموں کے تقسیم کرتے وقت دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کر دیا کرتے تھے۔ (نسائی)

پہلے انبیاء میں سے ایک نبی کا قصہ

٤٠٣٣۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ غَزٰى نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا يَتَّبِعْنِيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا وَلَا رَجُلٌ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلٰوةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذَالِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اِنَّكِ مَا مُوْرَةٌ وَاَنَا مَا مُوْرٌ اللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَاْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ اِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَجَاءُوْا بِرَاْسٍ مِثْلِ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعَهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ قَبْلَنَا ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَاٰى ضُعْفَنَا وَعِجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۴۰۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ پہلے زمانے کے نبیوں میں سے ایک نبی جہاد کے لیے تشریف لے چلے تو فرمایا: میرے ساتھ تین قسم کے لوگ جہاد میں نہ چلیں ایک وہ جس نے اپنا نکاح کر لیا ہے اور اپنی بیوی کو رخصت کر کے اپنے گھر نہیں لایا ہے اور نہ اس سے مجامعت کی ہے اور وہ مجامعت کرنا چاہتا ہے تو ایسا آدمی جہاد میں میرے ساتھ نہ ہو۔

دوسرے نہ میرے ساتھ وہ چلے کہ جس نے مکان کی دیوار تو بنا لی ہے لیکن چھت نہیں ڈالی ہے، یعنی مکان کو مکمل تیار نہیں کیا ہے۔

تیسرے نہ وہ میرے ساتھ چلیں جس نے گابھن گائے، بکری اور اونٹنی خریدی ہے اور ان کے ابھی بچے پیدا نہیں ہوئے ہیں اور وہ ان کے بچہ پیدا ہونے کا انتظار کر رہا ہے۔ بہرحال یہ باقی مجاہدین اسلام کو لے کر جہاد میں گئے اور جہاد کرتے کرتے عصر کا وقت ہو گیا (اور اس زمانے میں اس وقت غروب آفتاب کے بعد جنگ موقوف یعنی بند ہو جاتی تھی تو آفتاب سے کہا کہ اے ڈوبنے والے آفتاب! تجھے خدا کا حکم ڈوبنے کا ہے اور مجھے بھی خدا کا حکم اس بستی کے فتح کرنے کا ہے اے اللہ! تو اس آفتاب کو ڈوبنے سے فتح ہونے تک روک لے چنانچہ وہ رک گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تمام مال غنیمت کو جمع کیا (اور اس زمانے میں مقبول غنیمت کو آسمانی آگ جلا دیتی تھی) تو آگ جلانے کے لیے آئی لیکن جلایا نہیں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: کسی نے تم میں سے چوری کی ہے لہٰذا ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی میرے ہاتھ پر بیعت کرے چنانچہ بیعت شروع ہوئی۔ ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا تو فرمایا ''تمہارے آدمیوں میں سے کوئی چور ہے لہٰذا چوری کا مال برآمد کرو تو چوری کے مال میں سے ایک سونے کا گائے کا سر لایا گیا تو اس کو غنیمت کے مال میں رکھا گیا تو آسمانی آگ آئی اور جلا کر چلی گئی۔ تو ہم سے پہلے کسی کے لیے غنیمت حلال نہیں تھی ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے غنیمت کو ہمارے لیے حلال کر دیا۔ (بخاری، مسلم)

٤٠٣٢۔ صحيح۔ سنن النسائی كتاب الضحايا باب ما تجزی عنه البدنة فی الضحايا ٤٣٩٦ .

٤٠٣٣۔ صحيح بخاری كتاب الخمس باب قول النبیؐ احلت لكم الغنائم ٣١٢٤۔ مسلم كتاب الجهاد باب تحليل الغنائم لهذه الامة ١٧٤٧، ٤٥٥٥ .

جہاد میں مارے جانے کے باوجود شہادت کے اعزاز سے محروم

٤٠٣٤۔ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷠ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ خَیْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِّنْ صَحَابَةِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالُوْا فَلَانٌ شَهِیْدٌ وَفَلَانٌ شَهِیْدٌ حَتّٰی مَرُّوْا عَلٰی رَجُلٍ فَقَالُوْا فَلَانٌ شَهِیْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَلَّا اِنِّیْ رَاَیْتُهٗ فِی النَّارِ فِیْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْعَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِذْهَبْ فَنَادِ فِی النَّاسِ اَنَّهٗ لَا یَدْ خُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ثَلٰثًا قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَیْتُ اِلَا اَنَّهٗ لَا یَدْ خُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ثَلٰثًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۰۳۴۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ﷛ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جنگ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ کی ایک جماعت نے کہنا شروع کیا کہ فلاں شہید ہو گیا ہے، فلاں شہید ہو گیا ہے۔ فلاں شہید ہو گیا ہے۔ اسی طرح سے شہدا کو شمار کرتے ہوئے ایک شخص کے متعلق کہا کہ فلاں شخص بھی شہید ہے اس کے نام کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہرگز شہید نہیں ہے میں نے اس کو جہنم میں جلتا ہوا دیکھا ہے کہ اس نے غنیمت کے مال میں سے ایک چادر چرالی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر ﷛ تم جا کر لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن کامل ہی داخل ہوں گے اور یہ تین تین دفعہ اعلان کر کے کہو۔ میں نے جا کر لوگوں میں تین تین مرتبہ اعلان کیا کہ جنگ میں صرف مومن کامل ہی داخل ہوں گے۔ (مسلم)

❀❀❀❀

٤٠٣٤۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم الغلول ١١٤، ٣٠٩.